مقیمِ منوّرین

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

جواهر اسلام

مرتبه : منور حسین

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب ..... جواہرِ اسلام

مؤلف ..... منور حسین

کمپوزنگ ..... مرزا مہتاب عالم

خصوصی تعاون ..... مقصود احمد ملک

وِن ٹیکس ایکسپورٹ فیصل آباد

ناشر ..... مکتبہ صبح نور

مطبع .....

Marfat.com

الانتساب

قُطبِ زماں، عارفِ اِلٰهی، عاشقِ رسول ﷺ

حضرت میاں شیرِ محمد شرقپوری رحمۃاللّٰہعلیہ

کے نام

جنھوں نے دورِ فرنگی میں احیائے سنت کی ایسی شمع روشن کی جس کی کرنیں آج بھی دِلوں کو منوّر کر رہی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
تقریظ	1
تقریظ	2
وجہ تالیف	3
عرضِ مؤلف	6
باب اوّل: فکرِ آخرت	9
قرآن میں موت کا ذکر	11
موت بارے فرامین رسول ﷺ	12
تذکرہ موت اور انبیا کرام وصالحین	13
موت کو ہر دم یاد رکھنا کیوں ضروری ہے؟	14
وقت نزع کی سختیاں اور جانکنی کے عذاب	15
جب سام بن نوح زندہ ہوئے	17
حضرت ابراہیم اور ملک الموت	18
نیک اور بد کی روح نکلنے کا فرق	18
خوشبودار اور بدبودار روحیں	19
میت قبر کی طرف	19
اے غافل ہوش کر	20
قبر کے حالات وعذاب	21
نکیرین کے سوال	21
عذاب قبر برحق	21
قبر کے فتنے	21
عذاب قبر سے خنجر کا بدکنا	22
قبر پکارتی ہے	22
قبر کے سانپ	23
جنت کا باغ یا دوزخ کا گڑھا	23
نئی قبر والے سے پڑوسیوں کے سوال	23
نیک اعمال عذاب قبر روکتے ہیں	24
سورج ڈوبتا نظر آنا	24
قبر میں کیڑے	24
کاش مجھے ماں نہ جنتی	24
قبر کی یاد	25
زمین کا تعجب	25
غمگین لوگ	25
داؤد طائی کا قبر سے گزرنا	25
قبر میں سوال	25
مومن اور کافر کی روحیں	27
وہ باتیں جن سے قبر کے سوال آسان ہو جاتے ہیں	30
وہ اعمال جن سے عذاب قبر ہوتا ہے	30
قبر نے کیسے پکارا؟	31

Marfat.com

عنوان	صفحہ
قیامت کا دن اور حالاتِ محشر	33
سورہ آل عمران میں قیامت کا بیان	33
سورہ یونس میں قیامت کا منظر	33
سورہ ابراہیم میں احوال قیامت	34
سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد الٰہی	34
سورہ حج میں قیامت کا حال	34
سورہ مومنون میں قیامت کا نقشہ	34
سورہ جاثیہ میں قیامت کا ذکر	35
سورۃ القیامہ میں روزِ محشر کی تفصیل	35
سورہ نبا اور قیامت کی منظر کشی	35
سورۃ النازعات اور احوال قیامت	36
سورہ عبس میں قیامت کے حالات	36
سورہ انشقاق میں ارشاد ربانی	36
سورہ زلزال میں قیامت کا حال	36
قیامت کے احوال بزبانِ حدیث	37
دوزخ کے حالات اور عذاب	40
دوزخ کی آگ کیسے بنی؟	40
دوزخ کی گہرائی	40
دوزخ کی دیواریں	40
دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب	41
قرآن میں جہنم کے عذابوں کا ذِکر	41

عنوان	صفحہ
دوزخ کا جوش مارنا	41
دوزخیوں کا کھانا اور پینا	41
ضریع	41
غسلین (زخموں کا دھوون)	42
زقوم (سینڈھ)	42
غساق	42
ماء کالمہل (کیٹ)	43
ماء حمید (پیپ کا پانی)	43
حمیم (کھولتا ہوا پانی)	43
طعام ذی غصہ (گلے میں اٹکنے والا کھانا)	43
دوزخ میں مزید عذاب	44
کھال کا دوبارہ بن جانا	44
یُصھر (گرم پانی سر پر ڈالنا)	44
مقامع (گرز)	44
صعود (آگ کا پہاڑ)	45
سلسلہ (بہت لمبی زنجیر)	45
طوق	45
گندھک کے کپڑے	45
دوزخیوں کی حسرت اور پچھتاوہ	46
دوزخ کے دروازے	47
اُمت محمد ﷺ کے گنہگاروں کا دوزخ سے نکالا جانا	48

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جنت اور اس کی نعمتیں	51
جنت کی لمبائی اور چوڑائی	51
جنت کی تیاری کیسے ہوئی؟	52
جنت کی نعمتیں قرآن کی زبانی	52
سورہ محمد ﷺ میں جنت کا ذکر	52
سورہ رحمان میں جنت کی نعمتوں کا ذکر	52
سورہ واقعہ میں جنت کا نقشہ	53
سورہ دھر میں جنت کا نقشہ	54
سورہ نبا میں ارشادِ ربانی	54
سورہ مطففین میں جنت کی کیفیت	55
سورہ غاشیہ میں جنت کا نظارہ	55
جنت کی نعمتیں رسول ﷺ کی زبانی	55
ایک سے بڑھ کر ایک نعمت	55
جنت میں منہ مانگی چیزیں	56
جنت میں جمعہ بازار	56
جنت میں بول و براز نہ ہوگا	57
جنت کی سب سے بڑی نعمت	57
جنتیوں کو سلامِ الٰہی	58
دنیاوی خواہشات کا پورا ہونا	58
جنتی آدمی کی سفارش	58
حوضِ کوثر	59
جنت کی عورت	59
جنتی کی حالت اور عمر	60
نیکوکار کا اجر	60
بُرے اعمال اور اُنکی سزائیں	61
بے نمازی کی سزا	61
روزہ خور کی سزا	62
زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا	62
اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنیوالے کی سزا	63
حج نہ کرنے کی سزا	63
زانی کی سزا	63
لواطت کی سزا	64
شراب پینے کی سزا	64
سود خوری کی سزا	65
بے گناہ مسلمان کے قتل کی سزا	65
خودکشی کرنے کی سزا	66
ماں باپ کی نافرمانی کی سزا	66
مالِ حرام کھانے کی سزا	67
چوری کی سزا	67
جوا کھیلنے کی سزا	67
جھوٹ بولنے کی سزا	68
غیبت کی سزا	68
چغل خوری کی سزا	69

Marfat.com

عنوان	صفحہ
عہد توڑنے کی سزا	69
کسی کی زمین دبانے کی سزا	69
تکبہ وغرور والے کی سزا	69
وعدہ خلافی کی سزا	70
دل دکھانے کی سزا	70
بھیک مانگنے کی سزا	70
رشوت لینے کی سزا	70
مہ تولنے کی سزا	71
ریاکاری کی سزا	71
قرآن پاک بھلانے کی سزا	72
دو بیویوں سے مساوی سلوک نہ کرنیکی سزا	72
بے عمل واعظوں کی سزا	72
غور کرے غافل انسان	73
توبہ	75
توبہ بارے فرامینِ خداوندی	76
توبۃ النصوح	77
توبہ کی شرائط	78
گناہوں کا اعتراف	78
گناہوں کا ترک کر دینا	78
آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم	78
گناہوں کا تدارک	78
حقوق اللہ کی ادائیگی	78
حقوق العباد کی ادائیگی	79
قیامت میں مفلس کون؟	80
قابلِ غور بات	81
کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی؟	82
خدا تعالیٰ سے دُوری کی ایک مثال	82
توبہ کے فضائل	83
توبہ کرنیوالوں کیلئے خوشخبری	83
توبہ استغفار کی برکتیں	84
رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوں	84
توبہ سے اللہ کا خوش ہونا	84
موقع کو غنیمت جانو	85
توبہ سے گناہوں کا خاتمہ	85
توبہ استغفار کا اجر	85
ربِّ غفور کا کرم	85
اقوالِ توبہ	86
فرمانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ	86
توبہ کے چار ستون	86
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول	86
توبہ کی تعریف	87
توبہ کے معانی	87

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بدترین آدمی	87
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	87
معرفتِ الٰہی کا پہلا مقام	87
توبہ کی چھ قسمیں	87
دوسرا باب: طہارت	88
احکامِ نجاست	90
ناپاک چیز کو پاک کرنے کا طریقہ	91
غسل کا بیان	92
غسل کے فرائض، سنتیں اور احتیاطیں	92,93
غسل کے اہم مسائل	95
غسل کا مسنون طریقہ	96
حیض کا بیان	97
حیض کے شرعی مسائل	98
استحاضہ کے احکام ومسائل	100
نفاس کے احکام ومسائل	101
حیض ونفاس کے مزید شرعی مسائل	102
وضو کا بیان	103
وضو کا طریقہ	103
وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات	104
وضو کے مکروہات	106
وضو کے ٹوٹنے کے اسباب	106
وضو کی مسنون دعائیں	108
تیمّم کا بیان	108
تیمّم کے فرائض	108
تیمّم کا طریقہ اور ضروری مسائل	108
تیسرا باب: عبادات	110
شریعت کی چند ضروری اصطلاحات	110
جائز کاموں کی درجہ بندی	110
ناجائز کاموں کی درجہ بندی	112
ایمانِ مُفصل	112
ایمانِ مُجمل	113
شش کلمے	113
اذان کی فضیلت	115
اذان واقامت کا جواب اور دُعا	115
اذان واقامت کے مسائل	116
نماز کا بیان	117
نماز کی اہمیت اور قرآن میں ذِکر	117
فضیلتِ نماز بارے احادیث	118
گناہوں کا میل ختم	118
نار اور نفاق سے بچت	118
جہنم سے آزادی	119

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حوروں کا استقبال	119
شیطان کا رونا	119
سب سے محبوب عمل	119
ہر قدم پر گناہ معاف	119
ملائکہ کا استغفار	119
اس عمدہ باتیں	120
گناہوں کا جھڑنا	120
گناہوں کا خاتمہ	120
برائیوں کی معافی	121
سجدہ میں قربِ الٰہی	121
رحمت کی گھٹا	121
بے نمازی کی سزا	121
بے نمازی اور فرامینِ الٰہی	122
خوفناک وادی	122
ہولناک کنواں	122
بے نمازی جہنم میں	122
بے نمازیوں بارے احادیثِ مبارکہ	123
کفر کے نزدیک	123
حقبہ کیا ہے؟	123
ترکِ نماز کے عذاب	123
تارکِ نماز کی سزا	123

عنوان	صفحہ
فرعون وہامان کا ساتھ	124
پندرہ سزائیں	124
بے نمازی بزرگانِ دین کی نظر میں	125
نماز کی سنتوں کی اہمیت	125
سُترا اور نمازی کے آگے سے گزرنے کے احکام	127
نمازوں کے اوقات	127
اوقاتِ مکروہ	128
نماز کی شرائط	129
نماز کے فرائض	130
نماز کے واجبات	132
نماز کی سنتیں	133
نماز کے مستحبات	135
مفسداتِ نماز	135
جن اُمور میں نماز توڑنا واجب ہے	136
مکروہاتِ نماز	137
نمازِ وتر	138
سجدہ سہو کا بیان	139
عورت اور مرد کی نماز میں فرق	140
نماز پڑھنے کی تیاری اور طریقہ	142
نماز کے بعد کے اذکار اور مسنونہ دُعائیں	147
قضا نمازوں کا بیان	150
صاحبِ ترتیب کون ہے؟	151

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سفر کی نماز	152
بیمار کی نماز	154
نفل نمازیں اور انکی فضیلت	155
تحیۃ الوضو	155
تحیۃ المسجد	156
نمازِ اشراق	156
نمازِ چاشت	156
نمازِ اوابین	157
نمازِ تہجد	158
سفر پر روانگی کی نماز	159
سفر سے واپسی کی نماز	159
نمازِ توبہ	159
صلوٰۃ التسبیح	159
نمازِ استخارہ	161
نمازِ قضائے حاجت	162
غسل وکفن کا بیان	164
نزع کی علامتیں	164
میت کا غسل اور کفن	165
نمازِ جنازہ	167
نمازِ جنازہ کے ارکان وفرائض اور طریقہ	167
مردہ کو قبر میں رکھنے کا طریقہ	169
نمازِ جمعہ	169
فضیلتِ جمعۃ المبارک	170
جمعہ کے احکام ومسائل	171
نمازِ جمعہ کی تیاری	172
جمعۃ المبارک کے دن درود شریف پڑھنا	173
جمعۃ المبارک کے اذکار مسنونہ	173
ترکِ جمعہ پر وعیدیں	174
نماز میں خشوع وخضوع	174
احادیثِ مبارکہ اور خشوع	175
وقتِ نماز صحابہ کرام اور صالحین کی حالت	176
نماز میں خشوع اور حضورِ قلب حاصل کرنے کا طریقہ	177
اذان ہوتے ہی نماز کی طرف متوجہ ہونا	177
دورانِ نماز ترجمے اور مطلب کو ذہن میں رکھنا	178
تعدیلِ ارکان	180
نماز میں خیالات کو کیسے روکیں؟	183
اِخلاص وللّٰہیت	184
اِخلاص اور فرامینِ رسول ﷺ	185
جیسی نیت ویسا عمل	185
اللہ صورتوں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ہے	185
اجر وثواب سے محرومی	185
نیک نیتی کا ثواب	185

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ایمان اور اخلاص	186
غریبوں اور کمزوروں کے سبب نصرتِ الٰہی	186
جیسی نیت ویسا بدلہ	186
طلب دنیا سے دینی علم کا حصول	187
خدا کی خوشنودی کے طالب لوگ	187
نیک عمل کے ارادے کا اجر	188
رسول اللہ ﷺ کی نصیحت	188
[illegible] بھی شرک ہے	188
[illegible] خوفناک بات	188
[illegible] بدلے دنیا مانگنا	189
امامت کا بیان	190
امامت کا حقدار	190
نماز کبھی نہ کرو	190
[illegible] کا امام	190
نماز اوپر نہیں جاتی	191
امامت کے شرعی مسائل	191
امامت کا حقدار	191
جماعت کی فضیلت	192
فضیلتِ جماعت بارے احادیث	192
ستائیس گنا ثواب	192
گناہوں کی بخشش	192
جماعت کی نیت سے مسجد جانا	192
دو آزادیاں	192
جماعت کا ثواب کتنا ہے؟	193
پوری رات قیام کا ثواب	193
ایک سے زیادہ کیلئے جماعت	193
قرعہ اندازی	193
صفِ اوّل کی فضیلت	193
بہتر صف کونسی ہے؟	193
صفیں سیدھی اور برابر رکھنا	194
ٹیڑھے نہ کھڑے ہوں	194
کمی آخری صف میں ہو	194
پانچ فضیلتیں	194
اہمیت جماعت سے متعلق واقعات	194
مسجد آنے کا حکم	194
نابینا کو مسجد آنے کا حکم	194
ایک میل سے نماز کیلئے آنا	195
آنکھیں روشن ہو جاتیں	195
تکبیرِ اُولیٰ کی اہمیت	195
ترکِ جماعت پر وعیدیں	196
گھروں کو آگ لگانا	196
ترکِ جماعت سے منع کرنا	196

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ترکِ جماعت کے عذرات	196
تارکِ جماعت کو بارہ بائیں	197
جماعت کے احکام ومسائل	197
فضائلِ مسجد	200
باغوں سے میوہ کھانا	200
اللہ کا سایہ	200
جنت میں مہمانی	200
مساجد اللہ کو محبوب ہیں	201
زیادہ ثواب	201
خدمتِ مسجد	201
مسجد کا خادم	201
مسجد سے محبت رکھنے والا	201
مسجد کی صفائی کرنیوالا	202
مسائلِ مسجد	202
فضائلِ ذِکرِ اِلٰہی	204
ذِکرِ اِلٰہی اور فرامینِ رسول ﷺ	205
سب سے بہتر عمل	205
سب سے اچھا آدمی	205
مفردون کون ہیں؟	205
نجات والا عمل	205

عنوان	صفحہ
فرشتوں کی تلاش	206
حیاء اور کرم	206
خدا بندے کے ساتھ	206
قیامت کا قیام	206
عذاب سے نجات	206
ذکرِ خدا کی برکت	206
جنت کے باغات	207
زندہ اور مردہ	207
ذکرِ الٰہی کا درجہ	207
ذکر میں دیوانہ	207
ذکر کرنے والے کا مقام	207
ذاکر سخی سے افضل	208
ذکر کے بغیر گھڑی	208
ذکر کی کثرت	208
بُرائیاں بنی نیکیاں	208
اذکار کا طریقہ اور ثواب وفضیلت	208
سب سے افضل ذکر	208
دوزخ حرام کردی جاتی ہے	208
سب سے بھاری پلڑا	209
دو غلام آزاد کرنا	209
ذاکر اور جنت	209
اللہ کی رحمت سب سے بڑی	209

Marfat.com

عنوان	صفحہ
دو کلموں کی شان	209
سونے کے پہاڑ سے بڑھ کر	210
صرف ایک تسبیح کا اجر	210
چار غلام آزاد کرنا	210
بیس لاکھ نیکیاں	210
سب سے محبوب ذکر	210
گناہوں کی معافی	210
چار تسبیحوں کا اجر	211
ثواب ہی ثواب	211
جنت کا خزانہ	211
نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ استغفار	212
حضرت معاذ کو نصیحت	212
فضیلتِ درود شریف	213
احادیثِ مبارکہ میں فضیلتِ درود پاک	213
سب سے نزدیک شخص	213
باعث رحمت و معافی	213
گناہوں کا کفارہ	213
نبی کریم ﷺ کی خوشی	214
قبولیت دعا	214
فرشتوں کا سلام پہنچا	214
بروز جمعہ کثرتِ درود	214
سلام کا جواب	214
جنت میں اپنا مقام دیکھنا	215
کثرتِ درود کا فائدہ	215
رسولِ خدا ﷺ کا مصافحہ	215
شفاعتِ رسول ﷺ	215
نور کا ساتھ	215
شبِ جمعہ درود کی فضیلت	215
درود پڑھ کر دعا مانگو	215
دنیا و آخرت کی بہتری	216
ایک بار درود سے ستر رحمتیں	216
حوضِ کوثر پر پہچان	216
اسّی برس کی عبادت	216
درودِ پاک نہ پڑھنے والے کیلئے وعیدیں	216
بخیل شخص	216
جنت کا راستہ بھولنا	216
درودِ پاک نہ پڑھنے والا بدبخت	216
دعا کی قبولیت	217
درود شریف پڑھنے کے آداب	217
روزہ	218
رمضان المبارک کے روزوں کی فضیلت	219
منہ کی بو کستوری سے بڑھ کر	219

Marfat.com

عنوان	صفحہ
دوزخ کے دروازے بند	219
گناہوں کی بخشش	219
حورانِ جنت کی عرض	220
روزے اور قرآن کی شفاعت	220
رمضان میں پانچ نوازشیں	220
رمضان کی اہمیت	221
سابقہ گناہوں کی معافی	221
مقاصدِ روزہ	221
روزہ بھوک اور پیاس کا نام نہیں	222
روزہ کی نیت	223
سحری کھانا	223
سحری میں برکت	223
سحری ضرور کھاؤ	223
مسلمان اور اہل کتاب میں فرق	223
افطاری	224
افطار میں جلدی	224
جلد افطاری باعثِ بھلائی	224
کھجور سے افطار کرو	224
کھجور سے افطاری میں برکت	224
افطاری کے وقت دُعا	225
دُعا رد نہیں ہوتی	225
افطاری کروانے پر دُعائے ملائکہ	225
روزہ توڑنے والے اُمور	225
جن اُمور سے روزہ نہیں ٹوٹتا	226
روزے کی قضا اور کفارہ	226
روزہ توڑنے کی جائز صورتیں	227
احکام فدیہ	228
روزہ نہ رکھنے کے شرعی اعذار	228
اعتکاف	229
شبِ قدر	231
شبِ قدر بارے فرامین رسول ﷺ	232
ستائیسویں رات بحیثیت شبِ قدر	233
شبِ قدر کی عبادات	233
لیلۃ القدر کا خاص وظیفہ	234
نفلی روزوں کی فضیلت	234
عاشورہ محرم کے روزے	235
شوال کے چھ روزے	236
شعبان کے روزے	236
عشرہ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کے روزے	237
ایامِ بیض کے روزے	237
پیر اور جمعرات کا روزہ	238
زکوٰۃ کا بیان	238

Marfat.com

عنوان	صفحہ
زکوٰۃ بارے فرامینِ رسول ﷺ	239
مال کی پاکیزگی	239
ایمان والا زکوٰۃ دے	239
اسلام کے چار فرائض	239
نماز قبول نہیں ہوتی	239
شر دور ہو جاتا ہے	239
مال محفوظ ہو جاتا ہے	239
زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سزا	240
تارکِ زکوٰۃ بارے فرامینِ رسول ﷺ	240
گنجا سانپ	240
لمبے دُموں کی	240
حساب میں سختی	241
دوزخ کا پتھر	241
شرائط زکوٰۃ	241
زکوٰۃ کا نصاب	242
سونے اور چاندی کی زکوٰۃ	243
اونٹوں کی زکوٰۃ	244
گائے و بھینس کی زکوٰۃ	244
بکریوں اور بھیڑوں کی زکوٰۃ	245
مدفون خزانے پر زکوٰۃ	245
عشر یعنی زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ	245
زکوٰۃ کے مصارف	247
زکوٰۃ کے ضروری مسائل	250
صدقہ فطر	251
فضائل نفلی صدقات وخیرات	252
صدقات وخیرات بارے احادیثِ مبارکہ	252
سخی اور قربِ الٰہی	252
ایک کھجور کا اجر پہاڑ برابر	252
اپنا اور وارث کا مال	253
اپنا اور پرایا مال	253
فرشتوں کی دُعا	253
صدقہ رشتہ دار کو دینا	253
ایک درہم ایک لاکھ سے بڑھ گیا	253
خرچ کرو اور شمار نہ کرو	254
رشتہ دار کو دینے کا دُہرا ثواب	254
ایک لُقمے کا صدقہ	254
ایک کھجور کی خیرات	254
صدقہ مصیبت ٹالتا ہے	254
بھوکے کو کھلانا افضل	254
تندرستی کا ایک درہم	255
صدقہ اور قبر	255
صدقہ کا سایہ	255
خدا تُجھ پر خرچ کریگا	255

Marfat.com

عنوان	صفحہ
باب چہارم: حقوق العِباد	256
والدین کے حقوق	257
اطاعتِ والدین بحکمِ الٰہی	257
اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل	257
مقبول حج کا ثواب	257
رزق میں اضافہ اور عمر کی درازی	258
والدین ہی جنت اور دوزخ	258
جنت ماں کے قدموں میں	258
ماں کے چہرے کا بوسہ	258
مال پر والد کا حق	258
والد بہشت کا دروازہ	259
والد کا ادب کیسے کرنا ہے؟	259
بیوی سے زیادہ باپ کا حق	259
رحمت اللعالمین ﷺ کی ناراضگی	259
اللہ تعالیٰ کی ناراضگی	260
ماں کا حق کبھی ادا نہیں ہوتا	260
والدین کو ستانے کی سزا	260
فوت شدہ والدین کیلئے دُعا	260
فوت شدہ والدین کی طرف سے صدقہ	260
ماں باپ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ	261
مسلمانوں کے باہمی حقوق	262
مومنوں کی آپس میں محبت	262
مومنین ایک جسم کی مانند	262
ظالم اور مظلوم کی مدد	262
مسکرا دینا بھی صدقہ ہے	262
سلام کرنا اور اس کا جواب دینا	262
حاجت برآری کرنا	263
دعا کی قبولیت	264
تحفظ جان و مال و آبرو	264
اللہ کے ذمہ کرم پر	264
بیماری میں عیادت کا حق	264
پہاڑوں کی مانند ثواب	265
پڑوسی کے حقوق	265
پڑوسی کا حق قرآن میں	265
پڑوسی نیک سلوک کا مستحق	266
ہمسایہ کا حق وراثت	266
ہمسایہ کو کھانا کھلانا	267
رحمت اللعالمین ﷺ کی ناراضگی	267
جذبہ ایثار کا زمانہ	267
حق ہمسائیگی کا معیار	267
ہمسایہ کو تحفہ دینا	268
ہمسایہ کو اذیت دینا	268
پڑوسی کو ایذا دینا	268

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جہنمی عورت اور جنتی عورت میں فرق	269
پڑوسی کی درجہ بندی	269
صلہ رحمی (رشتہ داروں کے حقوق)	269
رزق میں فراخی کا سبب	270
صدقہ کا زیادہ حقدار	270
برے سلوک کے جواب میں اچھا سلوک	270
ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ	270
بڑے بھائی کا حق	271
رشتے دار کو دینے سے دوہرا ثواب	271
صلہ رحمی کیا ہے؟	271
بھلائی کا جواب بھلائی سے	271
خاوند کے حقوق	272
اگر سجدہ جائز ہوتا	272
جنت کے سب دروازے کھلے ہیں	272
خاوند کی اطاعت	273
خاوند کی نافرمانی سے رب کی ناراضگی	273
خاوند کی رضا سے جنت	273
بہتر عورت	273
عورت گھر کی نگران	273
سب سے بہتر بھلائی	273
کوئی نیکی اوپر نہیں جاتی	274

عنوان	صفحہ
خاوند کی ناشکری سے بچنا چاہیے	274
بہترین دولت مومنہ بیوی ہے	274
نفلی عبادت میں شوہر کی اجازت	275
نیک سیرت عورت	275
خاوند کے سامنے دوسری عورت کی تعریف	275
ایک حکایت	275
جنت اور دوزخ میں جانیکی وجہ	275
کفایت شعار بیوی	275
اچھی بیوی بننے کیلئے مشورے	276
اولاد کے حقوق	277
بچے کی پیدائش پر اظہار تشکر	277
بچے کے کان میں اذان	278
بچے کی تحنیک	278
سر منڈوانا اور نام رکھنا	279
بچے کا نام	279
بچے کا عقیقہ کرنا	279
بچے کا ختنہ کروانا	280
بچے کی پرورش	280
بیٹیاں باعث رحمت ہیں	281
بچے کا حق رضاعت	281
سب سے پہلے کلمہ سکھانا	281
مساویانہ سلوک	281

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شفقت اور محبت	281
طہارت اور نماز کی تعلیم	282
اولاد کو قرآن کی تعلیم	282
اخلاقی تربیت	283
اولاد کی شادی	283
بیوی کے حقوق	284
اچھا سلوک	284
عادلانہ طرزِ عمل	284
زیادتی سے اجتناب	285
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفاقت	285
بیوی کا حق	285
یتیموں اور مسکینوں کے حقوق	285
فرامینِ رسولِ کریم ﷺ	286
جنت میں قربِ رسول ﷺ	286
سب سے اچھا گھرانہ	286
دل کی سختی کا علاج	286
یتیم کو کھلانا اور پلانا	286
یتیموں پر مال خرچ کرنا	287
مسکین کسے کہتے ہیں	287
مساکین اور فرمانِ رسول ﷺ	288
مزدوروں کے حقوق	289
مزدور بارے فرامین رسول ﷺ	289
خادموں وغلاموں کے حقوق	290
خوش بختی اور بدبختی	290
روزانہ ستر دفعہ درگزر کرنا	290
اپنے جیسا کھلانا پلانا	291
غلاموں سے بُرا سلوک کرنا	291
جانوروں کے حقوق	292
جانوروں کو تکلیف نہ دو	292
جانوروں کے آرام کا خیال رکھو	293
جانوروں پر رحم کرنا	293
باب پنجم: اخلاقیات	294
اخلاقِ حسنہ	294
اخلاقِ حسنہ اور ارشادِ باری تعالیٰ	294
اخلاقِ حسنہ کے بارے احادیثِ مبارکہ	294
پسندیدہ چیز	294
سب سے بہتر	294
میزان میں سب سے بھاری	295
سب سے محبوب	295
قیامت میں وزنی چیز	295
راتوں کو قیام کی مانند	295
بُرائی کے بعد نیکی	295

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جنت میں اعلیٰ درجہ	295
عمدہ بھلائی	296
مؤمن بدخلقی سے دُور	296
مؤمن اور فاسق میں فرق	296
آخری وصیت	296
دعائے رسول ﷺ	296
اخلاقِ رسول ﷺ	296
اسلاف کے اخلاق کے چند نمونے	298
اخلاق میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	298
وضو میں حفاظت	298
مہمان کا اخلاق	298
اخلاق کی معراج	298
بے نظیر اخلاق	299
سلطان العارفین کا خلق	299
غیبت کرنیوالے کو تحفہ	299
سخی کی خصلت	299
نفس شکنی	300
حوصلہ افزا خوش ہونا	300
اللہ رحم فرمائے	300
پردہ پوشی	300
اپنی تعظیم کو ناپسند کرنا	300
صدق (سچائی)	301
سچا کون جھوٹا کون؟	302
چھ باتوں کی ضمانت سے جنت	302
صاف دل اور سچی زبان والا افضل	302
سچائی باعثِ اطمینان	302
سچ بولنے سے تجارت میں برکت	302
سچا تاجر نبیوں کے ساتھ	303
تاجر کیلئے سچائی اور تقویٰ ضروری ہے	303
جب مشرکین نے آپ ﷺ کو گھیر لیا	303
حفاظتِ زبان	303
خطاؤں پر رونا	303
اعضاء بدن اور زبان کی خوشامد	303
سب سے خوفناک چیز	304
اسلام کی خوبی	304
جنت کی ضمانت	304
جنت اور دوزخ جانے کا سبب	304
حضرت ابوبکر کا اپنی زبان کو پکڑنا	304
لعنت کا سفر اور منزل	304
مسلمان کو گالی نہ دو	305
امانت	305
امانت بارے احادیثِ مبارکہ	306
امانت ادا کرو	306

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مومن خیانت نہیں کرتا	306
امانت اور ایمان کا ساتھ	306
خدا اور اسکے رسول ﷺ کی شرط	306
جنت کی ضمانت	306
نماز اور روزے کا کوئی فائدہ نہیں	306
رسولِ خدا ﷺ بطور امین و دیانتدار	307
تواضع	307
تواضع بارے فرامینِ خداوندی	308
تواضع کے بارے فرمانِ رسول ﷺ	308
رسول اللہ ﷺ کی تواضع	308
اپنی طرف بات نہ آنے دی	309
تواضع کا اعلیٰ نمونہ	309
تواضع سے رفعت ملتی ہے	309
بکریاں چرانا نبیوں کی سنت	309
تواضع سے درجات بلند ہوتے ہیں	309
نبی کریم ﷺ کی خوشخبری	309
نماز میں انکساری	310
تواضع کی توفیق	310
تکبر کرنے والا ذلیل ہوتا ہے	310
غریبوں کو خوشخبری	310
نیک بخت لوگ کون ہیں؟	311

عنوان	صفحہ
رسولِ خدا ﷺ کی عاجزی	311
صحابہ آپ ﷺ کی آمد پر کھڑے نہ ہوتے	311
ناپاک بستر خود دھویا	311
سراپا عجز و انکسار رسول ﷺ	311
تواضع کے منفرد نمونے	312
حضرت سلیمان کی عاجزی	312
کتے کو اپنے سے بہتر سمجھنا	313
سر پر راکھ ڈالنے پر برا نہ کہا	313
حضرت فرید الدین گنج شکر کی عاجزی	313
ایک عاجزانہ مناجات	314
دستار میں جوتے باندھ لیے	314
خلیفہ وقت کی دوڑ	314
نجات کا تعلق اعمال پر ہے	315
اپنے آپ کو بدترین سمجھنا	315
تکبر کیا ہے؟	315
عاجزی کا مطلب	315
اپنے آپ کو حقیر سمجھنا	315
یحییٰ بن معاذ کا قول	315
ایفائے عہد	316
ایفائے عہد اور فرامین رسول ﷺ	316
نیک نیتی	316

Marfat.com

عنوان	صفحہ
منافق کی نشانیاں	317
عہد کوتوڑنے سے دشمن کا غالب آنا	317
عہد توڑنے والا	317
وعدہ پورا کرو	317
رسولِ خدا ﷺ کا ایفائے عہد	317
تین راتیں انتظار میں گزر گئیں	317
وعدہ کی پابندی	318
وعدہ پر عمل	318
حضرت ابوذر غفاری کا عہد	318
حکایت	320
ایک صحابی کا وعدہ	321
احسان	321
بیواؤں اور محتاجوں سے احسان کا بدلہ	322
کمزوروں کی مدد رسولِ اکرم ﷺ کی رضا	322
کھلانے پلانے کا اجر	323
ہر دن ثواب	323
تنگدست کو مہلت	323
اللہ کی رحمت کا سایہ	323
یتیم کی پرورش کا اجر	323
سب سے اچھا گھر	323
نبی اکرم ﷺ کی قربت	324
جہنم سے آڑ	324
احسان کیسے کریں؟	324
بھلائی کی جانب رہنمائی کا عمل	324
ظالم کو روکنا اُس کی مدد ہے	325
نبی اکرم ﷺ کے احسان کے چند نمونے	325
حضرت جابر کا اُونٹ	325
ادائیگی قرض	326
حضرت اُم ایمن پر احسان	326
مشرکوں کو پناہ	327
احسان بارے صحابہ و بزرگوں کے اقوال	328
اپنے کام پر بھروسہ نہ کرو	328
احسان کیا ہے؟	328
احسان کر کے ظاہر نہ کرو	328
احسان کا طریقہ	328
احسان اُٹھ گیا ہے	328
خدمتِ خلق	328
استعمال شدہ چیز اللہ کیلئے صدقہ دینا	328
سائل کا احسان مند ہونا	328
مسکین کی مدد کا انداز	329
صبر	329
صبر کا بدلہ جنت	330

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خوشی میں شکر اور تکلیف میں صبر	330
صبر و شکر کو پسند کرنا	330
نابینا ہونے کا اجر	331
رحم کی گئی اُمت	331
مصائب پر صبر	331
مصائب پر منزل آسان	331
جنتی عورت	331
نبی کریم ﷺ کا وسیلہ	332
جماعت نہ چھوڑو	332
صبر سے بہتر اجر کوئی نہیں	332
جنت الفردوس میں مقام	332
'اگر' کا لفظ نہ کہو	333
سرورِ دو جہاں ﷺ کا صبر	333
دو بری یتیمی	333
دعوتِ حق کے آغاز پر ظلم و ستم	334
گلے مبارک میں پھندا	334
پشت مبارک پر نجس اوجھڑی	335
کاشانہ نبوت پر سنگباری	335
ابولہب اور اسکی بیوی کا آپ ﷺ کو ستانا	335
کاشانہ اقدس پر مشرکوں کا حملہ	335
سر مبارک پر کیچڑ پھینکا جانا	336
ذاتِ اقدس پر سنگباری	336
ابوجہل کی ایذا رسانی	336
شعب ابی طالب میں دردناک محصوری	336
غم کا سال	337
طائف کا سفر اور مصائب	337
حضرت حمزہ کی شہادت پر صبر	338
سرکارِ مدینہ ﷺ کا صبر کی تلقین فرمانا	338
ایک صحابی کو صبر کی تلقین اور بشارت	338
نابینا ہونے پر صبر	339
بیماری پر صبر	339
بخار کی تکلیف	340
بیماری گناہوں کا کفارہ	340
حکایت	340
عفو و درگزر	341
عفو و درگزر باعث عزت	342
بدلہ صرف خدا کیلئے لینا	342
غصہ کے وقت صبر	342
زخمی ہو کر بھی قوم کی بخشش مانگی	342
درگزر کرنیوالا محبوب ترین بندہ ہے	342
کبھی غلط لفظ زبان مبارک سے نہ نکلا	343
عفو و درگزر کرنیوالے کو عزت	343
حضور ﷺ کے عفو و درگزر کے چند نمونے	343
بے ادبی کرنے والے کو مال دیا	343

Marfat.com

عنوان	صفحہ
میں سختی کرنیوالا نہیں ہوں	343
تلوار نکالنے والے کو معافی	343
دشمنوں کیلئے دست دُعا	344
قتل کیلئے آنیوالوں کو معافی	344
زخمی کرنیوالوں کو دُعا	344
سب سے بڑے دشمن میاں بیوی کو معافی	345
چاچا کے قاتل کو معافی	345
بیٹی کے قاتل کو معافی	345
واجب القتل عورتوں کو معافی	346
مرتد کو معافی	346
ابوجہل کے بیٹے کو معافی	346
قتل کے ارادے والے کو معاف کرنا	346
[illegible] پر اللہ سے دُعا	347
عفو بارے بزرگوں کے اقوال وواقعات	347
رب کا انعام	347
چور کو دُعا	347
غلام پر رحم	347
نواسہ رسول کا عفو ودرگزر	348
خدمتِ خلق	348
دین خیر خواہی کا نام ہے	348
اپنی پسند بھائی کی پسند	349
سب مسلمان بھائی بھائی ہیں	349
ظالم کی مدد	349
رسولِ خدا ﷺ کی خوشی	349
جنت میں جانے کا سبب	349
رسولِ خدا ﷺ کی خدمتِ خلق	350
آپ ﷺ کے کندھے اور غریبوں کا بوجھ	350
بڑھیا کی مدد	350
رحمت اللعالمین ﷺ کے آنسو	350
رسولِ کریم ﷺ کا غلام کی چکی چلانا	350
غلاموں کی تیمارداری	350
بوڑھے کا کام خود کردیا	351
دودھ رسولِ خدا ﷺ دوہتے رہے	351
لونڈیوں کے کام بھی آپ نے خود کیے	351
خلفائے راشدین کی خدمتِ خلق	351
اندھی بڑھیا کے گھر کا کام	351
قافلے کی پہرادری	352
خلیفہ وقت کی خدمتِ خلق	352
جب سیدنا فاروقِ اعظم رو پڑے	352
قناعت پسندی	353
خوشحالی کو ناپسند کیا	354
زرہ گروی رکھ کر جو لیئے	354
خدا اپنے محبوب سے دُنیا دُور کردیتا ہے	354

Marfat.com

عنوان	صفحہ
عیش پسندی سے بچو	354
اپنی بھوک وحاجت چھپانے والا	354
قیامت کوتمنا	355
قبر کی مٹی سے اطمینان	355
رزقِ خدا پر قناعت	355
اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو	355
شکمِ رسول ﷺ پر دو پتھر	355
نبی ﷺ کی دُعا	355
رسول اللہ ﷺ کی قناعت	356
کبھی پیٹ بھر کے نہ کھایا	356
دُنیا خدا کے نزدیک	356
پہننے کا ایک ہی جوڑا	356
بوریے کا بستر	356
فاقہ کشی	356
خلفائے راشدین اور قناعت	357
قناعت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	357
قناعتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ	357
قناعت شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	357
رحم اور شفقت	358
بے رحم پر رحم نہ ہوگا	359
رحم کر رحمٰن رحم کرے گا	359

عنوان	صفحہ
بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر رحم	359
بد بخت کون ہے؟	359
جنت میں داخلہ کا سبب	359
رحمت غضب پر غالب	359
کتے کو پانی پلانے پر بخشش	360
ماں نے بچے کو آگ سے بچایا	360
کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہو	360
رحمٰن اور رحیم	361
سب مسلمان ایک جسم کی طرح	361
بے رحم پر رحم نہ ہوگا	361
رحمت اللعالمین ﷺ کا رحم وشفقت	361
سرورِ دو عالم ﷺ کی بے چینی	361
قیدیوں کو چھوڑے اور آزادی	362
زخم کھا کر بھی دُعا دی	362
جانی دُشمنوں کیلئے بھی دُعا کی	362
بدترین دُشمن کو بھی سزا نہ دی	362
غلام پر رحم	362
اونٹ پر شفقت	363
پرندوں پر رحم	363
سخاوت	363
اوپر والا ہاتھ نچلے سے بہتر	364

Marfat.com

عنوان	صفحہ
وارث کا سب مال	365
بے حساب دو اور بے حساب لو	365
قابل رشک انسان	365
خسارے والے لوگ	365
خرچ کر خرچ لے	365
تم ہاتھ روکو گے تو اللہ بھی روک لے گا	365
فرشتوں کی دعا	366
زکوۃ کے علاوہ بھی خرچ کرو	366
جنت سے قریب	366
سات سو گنا اجر	366
گناہ سے درگزر	366
سخاوتِ رسولِ کریم ﷺ	367
احد پہاڑ کے برابر سونا	367
پورا ریوڑ ہی دے دیا	367
سونے کی موجودگی پر بے چینی	367
کل کیلئے کچھ نہ رکھا	367
کسی کو نہ نہیں کہا	367
چند اشرفیوں نے نیند اڑا دی	367
قرض لے کر سخاوت	368
جب مال تقسیم نہ ہو سکا	368
کپڑے جھاڑ کر گھر گئے	368
غلہ قرض لے کر دیا	369
وقتِ نزع میں سخاوت	369
خلفائے راشدین کی سخاوت	369
سخاوتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	369
سخاوتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	370
پردہ پوشی	371
خدا کی پردہ پوشی	371
امتِ مسلمہ کی عافیت	371
عیب چھپانا	371
بھائی کی حاجت پوری کرو	372
تجسس نہ کرو	372
بات بھی امانت	372
کسی کے عیب نہ تلاش کرو	372
خدا قیامت کو پردہ پوشی کرے گا	372
پردہ پوشی پر صحابہ کا عمل	373
شرم وحیاء	373
اسلام اور حیاء	374
حیاء سے جنت ملتی ہے	374
حیاء ایمان کا حصہ	374
حیاء اور بھلائی	374
نبوت کی بات	374
حیاء اور ایمان	374

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خدا سے شرم کرو	375
اسلام کا حق	375
ایمان کی شاخیں	375
زبانی بیعت	375
رسولوں کی سنت	375
ایمان کا جزو	375
خدا کی ناراضگی	375
مکارم اخلاق کی باتیں	375
حیاء کی تاکید	376
خدا کا بندوں سے حیاء کرنا	376
رسولِ خدا ﷺ حیاء کا پیکر	376
چہرہ انور کا تاثر	376
بچپن میں حیاء	377
سراپا حیاء	377
سرِ اقدس کا جھکانا	377
حیاء کی تلقین	377
عورتوں سے بیعت	377
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیاء	378
حیاء کے متعلق صالحین کے واقعات	378
فرشتوں کی نصیحت	378
سزا کا انداز	378
حضرت بایزید بسطامی اور حیاء	379
شرم وحیاء میں حضرت عثمان کی پیروی	379
امام اعظم کی فراست	379
ایثار	380
کھانے میں کفائت	380
ایثار پر مغفرت	380
فالتو زادِ راہ کی تقسیم	381
رسولِ خدا ﷺ کا ایثار	381
ایثارِ صحابہ کرام	382
خود بھوکے رہ کر مہمان نوازی کی	382
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایثار	382
کمال کا ایثار وقربانی	383
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایثار	383
ایثار کی معراج	384
بزرگانِ دین کا ایثار	384
حضرت داؤد طائی کا ایثار	384
یتیم سے شفقت	385
کمال کا ایثار	385
اُخوت ومحبت	385
قیامت کی سختی میں آسانی	386
تمام مومن مثل مکان ہیں	386
مومن بننے کی شرط	387

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مسلمان باہم بھائی بھائی	387
کامل مسلمان کون ہے؟	387
خدمت سے ثواب	387
مومن اور اُلفت	387
اللہ کے ذمہ کرم پر	387
تین دن سے زیادہ ناراض نہ ہو	387
سب مسلمان ایک جسم کی مانند	388
راستے سے تکلیف کی چیز ہٹادو	388
نیکی کا اعلیٰ درجہ	388
باہم محبت والے اللہ کے سائے میں	388
خادمِ کی کیسے مدد کرو	388
نفع پر نفع نہ کرو	389
بیمار پرسی باعث جنت	389
رسولِ خدا کا بھائی چارہ قائم کرنا	389
اعتدال ومیانہ روی	390
نماز میں میانہ روی	391
نبوت کا پچیسواں حصہ	391
عبادت حسب طاقت	391
طاقت کے مطابق عمل	391
اللہ کی رحمت ناعث نجات	391
خرچ میں میانہ روی	392
اعتدال، اعتدال، اعتدال	392
بصیرتِ دین	392
نصف معیشت	392
نبوت کا حصہ	392
دین میں سختی نہیں	392
بہترین عمل	392
اِستقامت	393
نیکی کی توفیق	393
ایمان پر قائم رہنا	393
استقامت ضروری ہے	394
عمل شروع کر کے چھوڑنا	394
عمل کو پورا رکھنا	394
اللہ کی پسند	394
عمل تھوڑا مگر مسلسل	394
عمل پر ہمیشگی	394
تلقین استقامت	394
کام میں مداومت	394
استقامت کی دُعا	395
رسولِ خدا ﷺ کی استقامت	395
صحابہ کرام کی استقامت	396
استقامت کی تاکید	396
دہکتے کوئلوں نے چربی پگھلادی	396

Marfat.com

عنوان	صفحہ
راہِ وفا کا شہید	397
ایمان پر استقامت	397
کمال استقامت	398
توکل	399
پرندوں کی روزی	400
بغیر حساب کے جنت	400
نفع ونقصان اللہ کے ساتھ	400
روزی کا سبب	401
توکل کا طریقہ	401
خوش نصیبی	401
توکل باعث سکون	401
رزق کا انسان کو تلاش کرنا	401
خدا ایسے بھی دیتا ہے	401
دل کی شاخ	402
کفائت والا عمل	402
رسول اللہ ﷺ کا توکل	402
کوڑھی کے ساتھ کھانا	402
قتل کرنے آیا مسلمان بن گیا	402
غارِ ثور میں توکل	402
خدا پر بھروسہ	403
عدل وانصاف	403
انصاف کرنیوالوں کا اجر	405
انصاف اور حکمرانی	405
عدل سے جنت	405
عدلِ رسولِ اکرم ﷺ	405
عدل میں مساوات	406
حجر اسود کی تنصیب	406
عدل کا حق ادا کر دیا	407
قصاص کی پیشکش	407
انصاف بھی اور رحم بھی	407
ایک یادگار واقعہ	408
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھانا	408
اپنے آپ کو پیش کر دینا	409
صلہ رحمی	409
ٹوٹے تعلق کو جوڑنا	410
صلہ رحمی کی برکت	410
صلہ رحمی کیا ہے؟	410
صلہ رحمی کا پھل	410
رحم کا رحمٰن سے تعلق	410
توڑنے والے سے جوڑو	411
دوہرا صدقہ	411
حصولِ جنت کا طریقہ	411

Marfat.com

عنوان	صفحہ
رسولِ خدا ﷺ کی وصیت	411
حکم رسول ﷺ	411
بہترین عمل	411
قاطع رحم کی بخشش نہیں	412
کوئی عمل قبول نہیں	412
صلہ رحمی کے حکم پر عمل	412
عذاب میں جلدی	412
صلہ رحمی کا طریقہ	412
رسولِ اکرم ﷺ کی صلہ رحمی	413
صحابہ کرام اور صلہ رحمی	413
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عمل	413
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی	414
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی	414
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی	414
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی	414
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرمان رسول ﷺ	414
مہمان نوازی	415
مہمان نوازی کی مدت	416
مہمان نوازی کا صلہ	416
اُصولِ مہمان نوازی	416
مہمان کی آؤ بھگت	416
مہمان کو الوداع کرنا	417
دعوت قبول نہ کرنا کیسا ہے؟	417
آدابِ مہمان نوازی	417
مہمانی سے انکار	417
بن بلایا مہمان	417
مہمان کی عزت نہ کرنا	417
حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی	418
میزبان تکلف نہ کرے	418
رسولِ خدا ﷺ کی مہمان نوازی	418
مہمان کی خاطر	418
خوش دلی	418
کافر مہمان اور قبول اسلام	418
میزبانی کا بدلہ	419
جفا کرنے والوں کی میزبانی	419
قرض لے کر مہمان نوازی	419
حضرت ابراہیم اور مہمان نوازی	420
صحابی رسول کی مہمان نوازی	421
بدخُلقی	422
جھوٹ	423
جھوٹ کی بدبو	424
ایمان کی ضد	424

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جھوٹ گناہ کا راستہ	424
جھوٹ کی تعریف	424
نہ دی ہوئی چیز کے متعلق جھوٹ	425
جھوٹے قصے سنانے پر افسوس	425
بچے کو بلانے کیلئے جھوٹ بولنا	425
تین موقعوں پر جھوٹ بولنا جائز	425
سب سے بڑی خیانت	425
جھوٹی قسم کھانے والا کوڑھی ہوگا	425
ہنسی مذاق میں جھوٹ	426
جھوٹی قسم کھانے پر جہنم واجب	426
منافقت کی علامت	426
جھوٹی حدیث کی ممانعت	426
مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا	426
جھوٹ بولنے سے روزی میں کمی	426
بھوک اور جھوٹ	426
جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے	427
مومن کی خصلت	427
جھوٹی گواہی	427
حکایت	427
غیبت	428
مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا	428
چغل خور دوزخ میں	428
غیبت کسے کہتے ہیں؟	429
کسی کی بدتعریفی بھی غیبت ہے	429
غیبت زنا سے زیادہ سخت تر	429
غیبت کرنے والوں کا انجام	430
قیامت میں غیبت کی سزا	430
شبِ معراج نبی کریم ﷺ کا مشاہدہ	430
غیبت سے اعمال ضائع	430
نیکیوں کا خاتمہ	430
اپنے روزہ کو غیبت سے نہ بچانا	431
غیبت سے توبہ کا صلہ	431
ایمان کا تقاضہ	431
صحابہ کی باتیں سننے سے گریز	431
غیبت کا کفارہ	431
غیبت بارے چند واقعات	432
غیبت کرنے والا مُردار کھاتا ہے	432
غیبت کی بدبو	432
حضرت سلمان کا واقعہ	433
ایک حکایت	433
غیبت کرنا دوسرے کو ننگا کرنا ہے	434
حکایت	434
غیبت کس شکل میں جائز ہے؟	434
وعدہ خلافی	436

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بدعہدی پر اللہ کی لعنت	437
وعدے کی باز پرس	437
بدعہدی پر سخت وعید	437
وعدہ خلاف پر اللہ کی لعنت	437
وعدہ خلافی کا جھنڈا	437
ہبہ شدہ چیز واپس لینا وعدہ خلافی ہے	438
وعدہ میں نیت کا دخل	438
اللہ کا تین آدمیوں سے جھگڑا	438
منافق کی علامتیں	438
رسول اکرم ﷺ کی دعا	438
حکایت	439
تکبّر	440
قرآن اور تکبر کا ذِکر	440
ابلیس کا تکبر	440
تکبر کا انجام	440
فرعون کا تکبر	440
فرشتوں کی عبادت	440
عبادت پر تکبر کرنے والے	441
ذلت کے عذاب	441
تکبر بارے فرامینِ رسول ﷺ	441
تکبر نفس کی خواہش ہے	441

عنوان	صفحہ
عظمت اور کبریائی اللہ کے لائق ہے	441
تکبر کیا ہے؟	441
رائی برابر غرور والا بھی جہنمی	441
تکبر باعث ذلت ہے	442
متکبرین کا قیامت میں حال	442
سرکش، بدخلق اور تکبر کرنے والا	442
تکبر سے تہبند کا گھسیٹنا	442
متکبر پر اللہ کا عذاب	442
باپ دادا پر فخر کرنیوالا	442
تکبر کا نتیجہ	443
انسان کا متکبر ہونا	443
تکبر کرنیوالے کیلئے جہنم	443
متکبر و سرکش کو عذاب	443
درجہ بہ درجہ فرق	443
نازیبا بات کی ممانعت	444
خطبہ رسولِ خدا ﷺ	444
تکبر بارے واقعات واقوال	444
تکبر کی نحوست	444
تکبر سے آخرت کی بربادی	444
تکبر کا چہرے پر اثر	445
حکایت	445
تکبر کا خمیازہ	445

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول	446
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول	446
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دُعا	446
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان	446
حضرت حسن بصری کا قول	446
وہب بن منبہ کا قول	446
تکبر کی حقیقت	447
غصّہ	447
غصہ بارے فرامینِ اِلٰہی	448
غصہ کو پینے والے	448
معاف کر دینے والے	448
غصہ بارے فرامینِ رسول ﷺ	448
غصہ اور ایمان	448
غصہ میں نہ آیا کرو	448
غصہ پی جانے کی فضیلت	448
قیامت کے دن سرداری	449
غصہ کم کیسے کریں؟	449
غصہ میں وضو کر لیں	449
غصہ روکنا نہایت فائدہ مند	449
غصہ دُور کرنیکا کلمہ	449
غصہ روکنا عذاب روکنا ہے	449
پہلوان کی تعریف	550
غصہ پینے سے رضائے الٰہی	550
غصہ میں فیصلہ کی ممانعت	550
اللہ کے غضب سے کیسے بچا جائے؟	550
دین میں کامیابی	550
رسول اللہ ﷺ کا غصہ سے پرہیز	550
غصہ بارے اقوال وواقعات	451
فرمان علی المرتضی رضی اللہ عنہ	451
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول	452
حضرت فضیل کا طرزِ عمل	452
گالیوں سے درگزر	452
بُرا بھلا کہنے پر سر جھکا دیا	452
حضرت فضیل کا واقعہ	452
حضرت سلیمان کا جواب	452
حکایت	453
حسد	453
حسد کے بارے فرمانِ اِلٰہی	454
اہل کتاب اور حسد	454
حسد نہ کرو	454
حاسد سے اللہ کی پناہ مانگو	454
حسد بارے فرامینِ رسول ﷺ	454

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حسد مت کرو	454
حسد سے بچو	454
منحوس چیز	454
تقدیر پر غلبے کا خدشہ	455
حسد کا نیکیوں کو کھا جانا	455
رسولِ خدا ﷺ کی پیشگوئی	455
حسد کرنیوالوں کی مذمت	455
ایمان اور حسد	455
آپس میں حسد نہ کرو	456
تین اہم باتیں	456
رشک کے لائق دو باتیں ہیں	456
ایک بلند مرتبہ شخص	456
حسد کا نقصان	457
حسد نہ کرنا	457
حضرت زکریا کا ارشاد	457
حسد گناہ کی جڑ ہے	457
حسد کے متعلق اقوال وواقعات	457
عجیب واقعہ	457
جبرائیل علیہ السلام کا دم کرنا	457
رسول اللہ ﷺ کی بشارت	458
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری	458
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول	459
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول	459
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول	459
حسد بارے امام غزالی کی نصیحت	459
حاسد کیلئے پانچ عذاب	459
ایک دانا کا قول	460
بُغض وکینہ	460
بغض بارے فرامینِ الٰہی	461
بُغض بارے احادیثِ مبارکہ	461
قطع تعلق بُغض ہے	461
دوسرے کی مصیبت پر خوش نہ ہو	462
آپس میں بُغض نہ رکھو	462
کینہ رکھنے والوں کی بخشش مؤخر	462
نماز کن کی قبول نہیں ہوتی؟	462
دینی بھائی کو چھوڑنا کیسا ہے؟	462
کینے کا نقصان	462
تین شب سے زیادہ بھائی کو نہ چھوڑو	463
کینہ دُور کرنے کا علاج	463
کینہ رکھنے والے کی گواہی ناجائز	463
کینہ رکھنے والے کی بخشش نہیں	463
ناراض دینی بھائی کو تین مرتبہ سلام کرنا	463
صلح ہونے تک بخشش ملتوی	463

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کینہ وبُغض کی حکایات	464
حکایت	464
حکایت	465
ریاکاری	466
قرآن میں ریاکاری کی مذمت	466
دِکھلاوے کے صدقات وخیرات	466
دِکھلاوے کا جہاد	467
دِکھاوے کی نماز	467
ریاکاری بارے فرامینِ رسول ﷺ	467
ریاکاری شرک ہے	467
چھوٹا شرک	467
عمل کا بدلہ اس سے لو جس کیلئے کیا	468
قیامت کے روز فسادی	468
دجّال سے زیادہ خوفناک چیز	468
اللہ کی نظر دل پر ہوتی ہے	468
جہنم کی سخت ترین وادی	468
اللہ کی بے نیازی	469
دِکھاوے کا جہاد	469
جب صحابیٔ رسول رو پڑے	469
شہرت کا طالب	469
تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے	470
جنت میں بلا کر واپس کیا جانا	470
دُنیا کو دین کے ذریعے طلب کرنیوالے	470
باعث عبرت فرمان رسول ﷺ	471
ریاکاری بارے اقوال وواقعات	472
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول	472
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور ایک شخص	472
قولِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	472
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرت سے بچنا	472
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا خود کو جھڑکنا	472
حکایت	472
حکایت	473
بُخل (کنجوسی)	473
بُخل بارے فرامینِ الٰہی	474
بُخل شر ہے	474
بُخل باعث ہلاکت ہے	474
انسان بڑا کنجوس ہے	474
خرچ نہ کرنے پر عذاب	474
بُخل کا خسارہ	474
بُخل بارے فرمانِ رسول ﷺ	475
فرشتوں کی دُعا	475
مومن بخیل نہیں ہوتا	475

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بدتر آدمی کون ہے؟	475
بخیل جنت سے دور	475
بخل دوزخ کا درخت ہے	475
بدترین خصلتیں	475
بخل سے پناہ مانگو	476
بخل اور اسلام	476
اللہ کے تین دشمن	476
بخل سے بچو	476
بخیل کیلئے جہنم واجب	476
بخیل جنت میں نہیں جا سکتا	476
سخی اور بخیلوں کا واقعہ	476
حکایت	478
حضرت انمول قول	479
ظلم	479
قرآن میں ظلم کی ممانعت	480
ظالموں کیلئے دردناک عذاب	480
ظالموں پر عذاب مقرر ہے	480
ظالم کھلی گمراہی میں	480
احادیث میں ظلم کی ممانعت	480
مظلوم معاف کروانا	480
ظالم کی پکڑ	480
مظلوم کی بددعا سے بچو	481
ظالم کا ساتھ دینا	481
مفلس کسے کہتے ہیں؟	481
کسی پر ظلم مت کرو	481
خدا تعالیٰ کے دشمن	481
ظالم حاکم	482
ظلم سے زمین دبانے کا عذاب	482
بلی پر ظلم کا عذاب	482
برا بندہ کون ہے؟	482
آپ ﷺ کا خود کو بدلہ کیلئے پیش کرنا	482
ظلم کی حکایات	483
بڑھیا پر ظلم	483
حکایت	484
لالچ وطمع	485
قرآن میں لالچ وطمع کی ممانعت	485
اللہ سے اُسکا فضل مانگو	485
دوسروں کی آسائش کی طرف نہ دیکھو	485
میراث کا مال	485
مال کی محبت	486
قبر تک مال کی محبت	486
دُنیا لہو ولعب	486

Marfat.com

عنوان	صفحہ
لالچ وطمع بارے احادیث مبارکہ	486
مال وعمر کی حرص	486
آدمی کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے	486
موت اور اُمید	486
لالچ پھسلا دینے والی چیز	486
دوسرے کی خاطر عاقبت کی بربادی	486
درہم ودینار کے بندے	487
قیامت میں ندامت	487
لالچ سے پناہ مانگو	487
جو مال خود ملے وہ لالچ نہیں	487
دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر	487
دستِ سوال دراز کرنا لالچ ہے	488
ایک حکایت	488
لالچ سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟	489
عُجب (خود پسندی)	490
عُجب بارے فرامینِ الٰہی	491
کثرت پر عُجب	491
عُجب سے ہلاکت	491
عُجب بارے احادیثِ مبارکہ	491
عُجب میں مبتلا ہونے کا خطرہ	491
انسان کو ہلاک کرنیوالی چیزیں	491
قانون فطرت	491
خود بینی بُری بلا ہے	492
عُجب بارے اقوال وواقعات	492
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول	492
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان	492
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول	492
قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	492
عُجب پسند نہیں ہے	492
عُجب سے بچنا ضروری ہے	493
اپنے نفس کی مذمت	493
عبادت اور خوف خدا سے کانپنا	493
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت	493
ایک واقعہ	494
ایک حکایت	494
فحش گوئی	494
قرآن میں فحش گوئی کی ممانعت	495
کافروں کے بتوں کو بُرا نہ کہو	495
اِرشاداتِ رسول ﷺ	495
مسلمان کو گالی نہ دو	495
گالی دینے میں پہل	495
مومن کا وصف	495

Marfat.com

عنوان	صفحہ
فحش گو پر جنت حرام	496
مُردوں کو گالی نہ دو	496
جھوٹی عزت	496
بخار کو گالی نہ دو	496
جنت میں داخلہ بند	496
سب سے کم مرتبے والا	496
گالی گلوچ کرنیوالے شیطان ہیں	496
بدزبانی نفاق ہے	497
بدگوئی	497
منافق کی علامتیں	497
زمانے کو گالی مت دو	497
ماں باپ کو گالی دینا	497
رسولِ خدا ﷺ کا یہودی سے سلوک	497
حکایت	498
خُوشامد	499
خوشامد اور اِرشادِ ربانی	500
بے جا تعریف نہ کرو	500
خوشامد اور اِرشاداتِ رسول ﷺ	500
منہ میں مٹی ڈال دو	500
بے جا تعریف کردن کا ٹنا ہے	500
فاسق کی کبھی تعریف نہ کرو	500
میں اللہ کا بندہ ہوں	501
مدح سرائی بربادی کا باعث	501
نبی کریم ﷺ نے تعریف سے منع کیا	501
مبالغہ آمیزی کی مذمت	501
خوشامد کرنے پر منہ میں خاک	501
خوشامد کرنے کے نقصانات	502
خوشامد کروانے کے نقصانات	502
جائز تعریف کی اجازت	503
بدگمانی	503
بدگمانی بارے فرامینِ اِلٰہی	504
بدگمانی گناہ ہے	504
گمان کی پیروی	504
گمان کے پیچھے نہ لگو	504
بے جا گمان کرنا	504
بدگمانی بارے احادیثِ مبارکہ	504
رسولِ خدا ﷺ کی نصیحت	504
بدگمانی کا نقصان	505
چھپی باتوں کا کھوج نہ لگاؤ	505
اچھا گمان عبادت ہے	505
جنت کی خوشبو سے محرومی	505
سب سے بدتر آدمی	505

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بخشنے والا صرف خدا ہے	505
بدگمانی سے بچو	506
جاسوسی نہ کرو اور نہ کرنے دو	506
چغل خوری	506
چغل خوری اور احادیثِ مبارکہ	507
بُرے بندے	507
چغلی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں	507
چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	507
چغل خور کو عذابِ قبر	507
بدترین مخلوق	507
چغل خوری سے نیکیاں ختم	508
چغل خوری سے ایمان کو نقصان	508
چغلی بارے اقوال وواقعات	508
ایک دانا کا قول	508
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	508
چغل خور کبھی سچا نہیں ہوتا	509
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشک	509
حکایت	509
چغل خور آدمی کی نحوست	509
عبرت انگیز واقعہ	510
سبق آموز کلمات	510

عنوان	صفحہ
قطع رحمی	511
قطع رحمی اور قرآن	511
اِرشاداتِ رسولِ اکرم ﷺ	512
قاطع رحم پر جنت حرام	512
رحمتِ خدا سے محرومی	512
قاطعِ رحم کے عمل قبول نہیں ہوتے	512
رحم کا تعلق عرش سے ہے	512
قاطع رحم کی سزا میں جلدی	512
شبِ برأت میں بخشش سے محروم	512
رشتہ رحم کو قطع کرنیوالا	513
قطع رحمی کی سزا دُنیا میں	513
کعبے کو تمہارے مال کی ضرورت نہیں	513
اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑنا اُسکے قتل برابر	513
تین دن سے زیادہ بھائی کو چھوڑ دینا	513
تین دِن سے زیادہ ناراضگی پر کیا کرنا چاہیے	514
صلح ہونے تک مہلت دینا	514
قطع رحمی کرنیوالے کو محفل سے نکال دیا	514
بے عملی	515
بے عملی اور قرآن	515
بے عملی بارے فرامینِ رسول ﷺ	516

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بے عمل عالموں کا انجام	516
سخت ترین عذاب	516
بے عمل عالم دوزخ میں	516
جھوٹی حدیث بیان کرنیوالے کا انجام	516
دنیا کیلئے علم دین حاصل کرنا	516
مناظرہ ومقابلہ کیلئے علم دین کا حصول	516
دنیاوی مصلحت کیلئے علم دین چھپانا	517
دنیا کمانے کیلئے علم دین حاصل کرنا	517
بے عمل واعظوں کا انجام	517
آنکھوں کے چاروں طرف گھومنا	517
مذمتِ لعنت	518
ارشاداتِ رسولِ خدا ﷺ	518
لعنت کا واپس لوٹ آنا	518
کسی کے نسب پر لعنت کفر ہے	518
غیر مستحق پر لعنت کا نتیجہ	519
اصحاب رسول پر طعن کی مذمت	519
لعنت قتل کے برابر	519
اوصاف مومن	519
لعنت کرنے سے توبہ کرلو	519
ہوا پر لعنت نہ کرو	520
محرومی شفاعت	520

عنوان	صفحہ
لعنت نہ کرو	520
فضول خرچی	520
احکامِ خداوندی	521
فضول خرچی اور فرامینِ رسول ﷺ	521
اسراف نہ کرو	521
فضول خرچی اور شیخی سے بچو	521
آپ ﷺ نے انگوٹھی کو پھینک دیا	521
مردوں کا ریشم پہننا	522
چاندی سونے کے برتن کی ممانعت	522
قسی اور کسم کا رنگا کپڑا	522
اعلیٰ مکانوں پر فخر نہ کرو	522
ضرورت سے زیادہ تعمیرات وبال	522
دھوکہ بازی	523
اِرشاداتِ رسول ﷺ	523
دھوکہ باز سے لاتعلقی	523
دھوکے باز جہنم میں	523
دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں	523
اہلِ مدینہ سے دھوکہ کا انجام	524
دھوکے کی تجارت	524
دوسروں کی چیز پر دعویٰ کرنیوالا	524
سونے کا ہار	524

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حکایات	525
فحاشی و بے حیائی	525
قرآن میں مذمت	526
فحاشی و بے حیائی بارے احادیث	526
اتفاقیہ نظر معاف ہے	526
اپنی نظر پھیر لو	527
قصداً دیکھنا اور دکھانا منع ہے	527
نظر پھیر لینے سے عبادت کا مزا	527
پردہ کرنے کا حکم	527
عورتوں کی مجلس سے پرہیز	527
شیطان کا گھورنا	527
جنت کی ضمانت	527
فاحشہ عورتوں کا انجام	528
زنا کے چھ نقصانات	528
زانیوں پر دردناک عذاب کا نقشہ	528
زانیوں کو عبرتناک سزا	529
باب ششم: سیرتِ طیبہ	530
حضور کی آمد سے قبل عربوں کی حالت	530
رسولِ اکرم ﷺ کے آباؤ اجداد	531
عبد مناف بن قصی	532
ہاشم بن عبد مناف	532

عنوان	صفحہ
حضرت عبدالمطلب	533
ابرہہ کی لشکر کشی	535
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	537
ولادتِ باسعادت سید الانبیا ﷺ	540
خصائص الکبریٰ اور بوقت ولادت	542
تاریخ ولادت	542
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند	543
اسم مبارک	546
ولادت کی خوشی	546
رضاعت و نگہداشت	547
رحمت دو عالم ﷺ حلیمہ کے گھر	548
حلیمہ کے دلیس میں برکتوں کی آمد	551
شقِ صدر	552
پیار بھری لوریاں	553
والدہ کے ساتھ قیام	554
والدہ کی وفات	554
حضرت عبدالمطلب کی کفالت	556
حضرت ابوطالب کی کفالت	557
شام کا تجارتی سفر	558
حلف الفضول	560
شام کی طرف دوسرا سفر	560
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد	562

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تعمیر کعبہ	563
جوانی میں منفرد کردار	564
غارِ حرا	565
پہلی وحی	565
دعوت اسلام کا پہلا دور	567
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام	568
دعوت اسلام کا دوسرا دور	569
دعوت اسلام کا تیسرا دور	570
رسول اللہ ﷺ کو مصائب و اذیتیں	572
صحابہ پر مظالم	573
ہجرتِ حبشہ	574
شعب ابی طالب	574
غم کا سال	576
طائف کا سفر	577
قبائل میں تبلیغ اسلام	580
بیعت عقبیٰ اولیٰ	580
معراج النبی ﷺ	580
بیعت عقبیٰ ثانیہ	582
ہجرتِ مدینہ	583
کاشانہ نبوت کا محاصرہ	584
سفر ہجرت	584
اُم معبد کی بکری	587
سراقہ بن مالک تلاشِ رسول ﷺ میں	588
چرواہا مسلمان ہوگیا	589
تاجدارِ عرب و عجم کی قبا میں آمد	590
مدینہ میں تشریف آوری	591
کاشانہ ابوایوب رضی اللہ عنہ پر آمد	594
حضور ﷺ کے اہل و عیال کی آمد مدینہ	595
ہجرت کا پہلا سال	596
مسجدِ نبوی کی تعمیر	596
اصحابِ صُفہ کا چبوترہ	597
ازواجِ مطہرات کے حجرات	597
حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی	598
اذان کی ابتدا	599
انصار و مہاجرین کا بھائی چارہ	599
یہودیوں سے معاہدہ	600
ہجرت کے بعد پہلے بچے کی پیدائش	601
نماز کی رکعتوں میں اضافہ	602
ہجرت کا دوسرا سال	602
قبلہ کی تبدیلی	602
کفارِ مکہ کی سازشیں	603
غزوہ و سریہ میں فرق	604
غزوہ بدر	605

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی	612
دو ہجری کے دیگر واقعات	612
ہجرت کا تیسرا سال	613
جنگِ اُحد	613
جنگ کی ابتدا	616
حضرت حفصہ سے آپ ﷺ کا نکاح	621
حضرت اُم کلثوم کا حضرت عثمان سے عقد	621
حضرت زینب کا حضور ﷺ سے نکاح	622
نواسہ رسول ﷺ کی ولادت	622
متفرق واقعات تین ہجری	622
چار ہجری کے اہم واقعات	622
سریہ ابوسلمہ	622
حادثہ رجیع	623
واقعہ بیر معونہ	623
غزوہ بنونضیر	624
چار ہجری کے متفرق واقعات	625
اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال	625
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت	625
حضرت اُم سلمیٰ حضور ﷺ کے عقد میں	626
حرمتِ شراب کا حکم	626
نمازِ خوف	626

عنوان	صفحہ
پانچ ہجری کے اہم واقعات	627
غزوہ ذات الرقاع	627
غزوہ دومۃ الجندل	627
غزوہ مریسیع (غزوہ مطلق)	627
حضرت جویریہ سے حضور ﷺ کا عقد	627
واقعہ افک	628
حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عقد	630
حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے عقد	630
پانچ ہجری کے دِیگر واقعات	631
جنگِ خندق	631
غزوہ بنوقریظہ	636
ہجرت کا چھٹا سال	637
بیعت الرضوان	638
ابوجندل رضی اللہ عنہ کا معاملہ	641
حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی واپسی	643
حضور ﷺ کے سربراہانِ مملکت کو خطوط	644
قیصرِ روم کو خط	644
خسرو پرویز کو خط	645
شاہِ مصر کو خط	645
بادشاہِ یمامہ کو خط	645
نجاشی کو خط	646

Marfat.com

عنوان	صفحہ
پہلے ہجری کے شرعی احکامات	646
سات ہجری کے واقعات	647
جنگ خیبر کا سبب	647
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عقد	649
وادی القریٰ کی جنگ	649
اہل فدک کی صلح	650
عمرۃ القضاء	650
ام المومنین حضرت میمونہ سے نکاح	651
ہجرت کا آٹھواں سال	651
جنگ موتہ	651
فتح مکہ	652
اشاعت اسلام کا جہاد و جدال	654
فاتح ﷺ کا پہلا فرمان	655
تاجدار عرب و عجم ﷺ کا پہلا خطاب	657
بیعت اسلام	659
جنگ حنین	659
طائف کا محاصرہ	661
قیدیوں کی رہائی	663
ہجرت کا نواں سال	663
غزوہ تبوک	663
مسجد ضرار	667

عنوان	صفحہ
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنانا	668
ہجرت کا دسواں سال	669
غدیر خم کا خطبہ	672
ہجرت کا گیارہواں سال	673
جیش اُسامہ	673
وفاتِ اقدس	674
نبی کریم ﷺ کا ترکہ	677
زمین	677
سواری کے جانور	678
ہتھیار	678
گھریلو زیر استعمال سامان	679
زیر استعمال برتن	679
حلیہ مبارک	680
جسم اطہر کا حُسن و جمال	680
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی	680
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی	681
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی	681
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی زبانی	682
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی	682
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبانی	683

Marfat.com

عنوان	صفحہ
محبوبِ خدا ﷺ کا چہرہ انور	683
چشمِ مازاغ	684
ابرومبارک	685
ناک مبارک	685
پیشانی مبارک	685
کان مبارک اور سماعت	685
دہن مبارک	685
لعابِ دہن	686
زبان مبارک	687
آواز مبارک	687
سر انور	688
مقدس بال	688
گردن مبارک	688
دستِ رحمت	689
شکم وسینہ پُرانور	691
قلب مبارک	691
پُشت مبارک	692
قدم مبارک	693
قد مبارک	694
خون مبارک	694
پسینہ مبارک	695

عنوان	صفحہ
لباسِ نبوی ﷺ	696
کرتہ (قمیض)	697
تہبند شریف	697
کمبل مبارک	697
جُبہ مبارک	697
چادر مبارک	698
عمامہ شریف	698
نعلین مبارک	699
انگوٹھی مبارک	699
خوشبو کا استعمال	700
کنگھی، آئینہ اور سرمہ کا استعمال	700
خوراکِ نبوی ﷺ	701
گندم اور جو کی روٹی	701
چاول	701
گوشت	701
روغن	702
سبزیات	702
پھل	702
متفرق غذائیں	702
مشروبات	703
پانی	703

Marfat.com

عنوان	صفحہ
دودھ	703
ستو	703
لسی	703
نبیذ	703
آپ ﷺ کے شب و روز اور معمولات	704
عبادات	706
روزے	706
حج و عمرہ	706
زکوٰۃ	706
ذکر الٰہی	707
اخلاقِ رسول ﷺ	707
معجزاتِ رسول ﷺ	707
چاند ہوا دو ٹکڑے	707
سورج چلا اُلٹے قدم	708
ہاتھ اُٹھتے ہی بادل آ گئے	708
اُنگلیاں بن گئیں چشمے	709
خشک چشمے سے پانی اُبلنے لگا	710
خشک کنواں پانی سے بھر گیا	710
دودھ کا پیالہ	711
روٹیوں میں برکت	712
حضرت جبار کی کھجوروں میں برکت	713
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت	713
حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا حلوہ	714
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تھیلی	715
حضرت اُم مالک رضی اللہ عنہا کا گُھپہ	715
رسول اللہ ﷺ کی مسیحائی	716
اندھے کو آنکھیں مل گئیں	716
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ	716
جنون جاتا رہا	716
قے آئی اور جنون ختم	716
ٹوٹی ٹانگ صحیح ہو گئی	717
تلوار کا زخم ٹھیک ہو گیا	717
برص کی بیماری ختم	717
گونگے کو زبان مل گئی	717
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نسیان جاتا رہا	717
چہرہ سے چیچک کے نشان غائب	718
تکلیف بھی گئی اور دائمی خوشبو بھی مل گئی	718
بینائی لوٹ آئی	718
جلا ہوا بازو درست ہو گیا	719
اِخلاق اچھا ہو گیا	719
رسولِ خدا ﷺ کا جُبّہ مبارک باعثِ شفاء	719
لڑکی زندہ ہو گئی	719

Marfat.com

عنوان	صفحہ
پکی ہوئی بکری زندہ ہوگئی	720
عالمِ نباتات کے معجزات	720
درخت خود چل کر آیا	720
دو درخت قریب آ گئے	721
درختوں اور پتھروں پر حکومت	721
درخت گواہی دیتا ہے	721
درخت نے حکم مانا	722
حنانہ ستون کا رونا	722
عالمِ جمادات کے معجزات	723
پتھر سلام کہتے ہیں	723
پہاڑ لرزنے لگا	724
اشاروں سے بُت گرے	724
دروازوں اور کھڑکیوں کا آمین کہنا	724
عالمِ حیوانات کے معجزات	725
اُونٹ کی فریاد	725
باغی اونٹ سجدے میں گر گئے	725
اُونٹ کی گواہی	726
بکریوں کا سجدہ	726
بکریاں خود اپنے گھروں میں پہنچیں	727
گدھے کا گفتگو کرنا	727
شیر نے راستہ چھوڑ دیا	727

عنوان	صفحہ
دُعائے رسول ﷺ کی قبولیت	728
اہلِ قریش پر قحط	728
مدینہ کی آب و ہوا بدل گئی	728
حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا	729
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا	729
حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا	730
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کیلئے دُعا	730
ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا	731
متکبر کا انجام	731
حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات	731
حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	731
حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	733
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	734
حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	735
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	737
حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا	737
حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا	740
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	741
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	742
حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	745
حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	746

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مقدس باندیاں	748
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	748
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا	748
حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا	748
اولادِ رسولِ اکرم ﷺ	749
حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	749
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	749
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ	750
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	750
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	752
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	753
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	754
نبی کریم ﷺ کے چچے	756
نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں	757
نبی کریم ﷺ کے خاص خادمین	757
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	758
حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ	758
حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ	758
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	758
حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ	759

عنوان	صفحہ
حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ	759
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	759
حضرت مہاجر مولیٰ رضی اللہ عنہ	759
حضرت حنین مولیٰ عباس رضی اللہ عنہ	759
حضرت ابوسمع رضی اللہ عنہ	759
حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ	760
حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ	760
خصوصی محافظین	760
کاتبینِ وحی	761
دربارِ رسالت کے شعراء کرام	761
حضرت کعب بن انصاری رضی اللہ عنہ	761
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	761
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	762
دورِ رسالت کے مؤذن	762
خصائصِ کبریٰ	763
سنت کسے کہتے ہیں، اسکی اہمیت کیا ہے؟	768
سنت پر صحابہ کرام کا عمل	769
اتباعِ سنت اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ	769
سنت کی پیروی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ	769
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سنت	770

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سنت	770
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سنت	770
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سنت	771
کھانا کھانے کی سنتیں اور آداب	771
کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا	771
کھانا دسترخوان پر کھانا چاہیے	771
کھانے سے پہلے جوتے اُتارنا	771
کھانا بیٹھ کر کھانا چاہیے	771
ٹیک لگا کر نہ کھائیں	771
کھانے کا آغاز بسم اللہ سے کریں	772
کھانے سے پہلے کی دُعا	772
دائیں ہاتھ سے کھانا	772
نمکین چیز پہلے اور بعد میں کھانا	772
گرم کھانا نہ کھائیں	772
کھانے میں عیب نہ نکالیں	772
اپنے سامنے سے کھاؤ	772
تین اُنگلیوں سے کھانا	773
سالن کناروں سے کھاؤ	773
لقمہ گر جائے تو اُٹھا کر کھالو	773
مل کر کھانے میں برکت	773
اُنگلیاں اور برتن چاٹنا	773
بھوک اور جھوٹ اکٹھا نہ کرو	773
اگر اکٹھے کھائیں تو کیسے کھائیں؟	773
کھانا کھانے کے بعد کی دُعا	774
کسی کی دعوت کھانے کے بعد کی دُعا	774
پینے کے سنتیں	774
دائیں ہاتھ سے پئیں	774
دائیں طرف سے شروع کرنا	774
بیٹھ کر پینا	775
پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	775
پیتے وقت تین بار سانس کا لینا	775
برتن کے اندر سانس نہ لیں	775
پھونک نہ مارو	775
سونے چاندی کے برتن میں مت پیئو	775
آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا	775
پینے کے بعد کی دُعا	775
اُٹھنے بیٹھنے کی سنتیں	776
چار زانوں ہو کر بیٹھنا	776
تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھنا	776
اپنا تکیہ دوسرے کو پیش کرنا	776
چٹائی پر بیٹھنا	776
بُرے انداز میں نہ بیٹھو	776
جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ	776

Marfat.com

عنوان	صفحہ
کسی دوسرے کو اُٹھا کر وہاں نہ بیٹھو	777
سرک کر جگہ دے دینا	777
مقررہ جگہ کا مستحق	777
درمیان میں گھس کر نہ بیٹھو	777
حلقہ کے درمیان میں مت بیٹھو	777
مجلس میں سرگوشی نہ کرو	777
مجلس کو نہ پھلانگو	777
محفل میں منتشر ہو کر نہ بیٹھو	777
آدھی دھوپ اور آدھی چھاؤں میں نہ بیٹھو	778
مجلس میں اللہ اور رسول کا ذکر	778
مجلس سے اُٹھنے کی دُعا	778
چلنے پھرنے کی سنتیں	779
گھر سے باہر نکلنے کی دُعا	779
دو تسموں والا جوتا	779
ایک جوتا پہن کر نہ چلو	779
رسول اللہ ﷺ کی چال مبارک	779
اکڑ کر زمین پر مت چلو	779
عورتیں راستہ کے کناروں پر چلیں	780
مرد عورتوں کے درمیان نہ چلے	780
دس لاکھ نیکیاں کماؤ	780
لباس پہننے کی سنتیں	781
سفید لباس نبی کریم ﷺ کی پسند	781

عنوان	صفحہ
ابتداء دائیں طرف سے کرو	781
پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے اُوپر رکھو	781
ریشم کا لباس مردوں پر حرام ہے	781
تواضع والا لباس پہننا	781
مرد سرخ لباس نہ پہنے	781
لباس صاف ستھرا رکھیں	782
سر پر چادر اوڑھنا سنت ہے	782
پیوند لگے کپڑے پہننا سنت ہے	782
لباس شہرت کیلئے نہ پہنو	782
عورت مرد والا مرد عورت والا لباس نہ پہنے	782
عورت باریک لباس نہ پہنے	783
لباس پہننے کی دُعا	783
عمامہ شریف کی سنتیں	783
ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرو	783
عمامہ کا شملہ کندھوں کے درمیان رکھنا	783
نبی اکرم ﷺ کے عمامہ کا رنگ	783
عمامہ باندھنے کے آداب	784
جوتے پہننے کی سنتیں	784
سرکارِ مدینہ ﷺ کے نعلین مبارک	784
پہلے سیدھا جوتا پہنیں	784
ایک جوتا پہن کر نہ چلو	784

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جب بیٹھیں تو جوتے اُتار لیں	785
عورت مردانہ جوتا نہ پہنے	785
تیل و کنگھی کی سنت اور آداب	785
تیل لگانا اور کنگھی کرنا	785
روغنِ بنفشہ کی فضیلت	785
بالوں کا اکرام کرو	785
کنگھا سیدھی جانب سے شروع کریں	786
سر میں مانگ نکالنا	786
تنگدستی دُور ہونا	786
تیل ڈالنے کا طریقہ	786
خوشبو کی سنتیں	786
نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں	786
خوشبو کی دھونی لینی سنت ہے	787
خوشبو کا تحفہ قبول کرنا سنت ہے	787
مردانہ اور زنانہ خوشبو میں فرق	787
عورت کا خوشبو لگا کر لوگوں میں جانا	787
سُرمہ ڈالنے کی سنتیں	787
سرمہ ڈالنے کا طریقہ	787
انگوٹھی پہننے کی سنتیں	788
انگوٹھی صرف چاندی کی ہونی چاہیے	788
سونے کی انگوٹھی مردوں پر حرام ہے	788
نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟	788
نگینہ والی انگوٹھی پہننا	788
بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننا	788
سنتِ داڑھی	789
داڑھی رکھنے کا حکم	789
داڑھی کی مقدار کتنی ہو؟	789
مونچھوں کا کاٹنا ضروری ہے	789
تارکِ سنت ہمارا نہیں	789
عورتوں کی مشابہت کرنیوالے	789
سیاہ خضاب نہ لگائیں	789
حجامت، ناخن اور جسمانی صفائی کی سنتیں	790
سنت انبیا	790
وہ ہم میں سے نہیں	790
گیسوئے مبارک کی لمبائی	790
پورا سر منڈھانے کی اجازت	790
قبل نمازِ جمعہ ناخن و مونچھیں تراشنا	791
ناخن اُتارنے کی مدت	791
ناخن اُتارنے کا طریقہ	791
مسواک کرنے کی سنتیں	791
مسواک سے اللہ کی خوشنودی	791
رسولوں کی سنت	791

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اُمت پر شفقت	791
جاگنے پر مسواک کرنا	792
بوقت وصال آپ ﷺ کا مسواک کرنا	792
مسواک کرنے کے فوائد	792
مسواک کرنے کا طریقہ	792
سفر کی سنتیں	793
جمعرات کے دن سفر کی ابتدا	793
رات کا سفر جلد طے ہوتا ہے	793
سفر میں امیر بنانا	793
تنہا سفر نہ کرو	793
بلندی پر چڑھنے اور نیچے اُترنے کی سنت	793
سفر کی سواری پر بیٹھنے کی دُعا	793
سفر سے واپسی پر دُعا	793
منزل پر پہنچنے کی دُعا	794
سفر کے آغاز میں دوگانہ پڑھنا	794
واپسی پر اپنی مسجد میں دوگانہ پڑھنا	794
سفر تجارت میں خوشحالی کا مسنون عمل	794
عورت کو تنہا سفر کرنا منع ہے	794
گھر آنے جانے کی سنتیں	795
آتے جاتے سلام کرنا	795
گھر میں داخل ہونے کی دُعا	795
گھر سے باہر نکلنے کی دُعا	795
ہر مصیبت سے محفوظ ہونا	795
اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا	795
پہلے سلام پر اجازت	796
اجازت کیوں ضروری ہے؟	796
اجازت لینے کا طریقہ	796
ایلچی کے ساتھ آنا	796
پوچھنے پر نام بتانا چاہیے	796
دروازہ کے دائیں جانب کھڑے ہوں	796
گھر میں مت جھانکیں	797
سلام کرنے کی سنتیں	797
سلام کو عام کرو	797
واقف، ناواقف کو سلام کہو	797
بار بار سلام کرنا	797
سلام کرنے میں پہل کرنا	798
نوے رحمتیں	798
اپنے گھر میں داخل ہو کر سلام کہیں	798
گھر میں آتے جاتے سلام کہو	798
مجلس میں بیٹھتے اٹھتے سلام کہنا	798
پہلے سلام پھر کلام	799
اضافی کلمات سے سلام کہنا	799
کسی کا سلام لانے والے کو جواب دینا	799

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ایک جماعت کا دوسری جماعت کو سلام کہنا	799
اہل کتاب کو پہلے سلام نہ کریں	800
سلام کرنے میں اجتناب	800
مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں	800
ہاتھ ملانا سنت ہے	800
مصافحہ سے گناہوں کی بخشش	800
مصافحہ سے کینہ دور ہوتا ہے	800
سردار کی تعظیم میں کھڑے ہونا	800
معانقہ کرنا سنت ہے	801
صحابہ کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ چومنا	801
سلام اور مصافحہ کے متفرقات	801
بات چیت کرنے کی سنتیں	801
شیریں کلامی صدقہ ہے	801
مومن کی صفات	801
سب سے خوفناک چیز	802
جنت کی ضمانت	802
نبی کریم ﷺ کی گفتگو	802
جنت کے بالاخانوں کا حقدار	802
سات سال کی عبادت کا ثواب	802
حسن اسلام	802
گالی دینا بدکاری ہے	802
متفرقات	803
چھینک اور جمائی کی سنتیں	803
چھینک آنے پر کیا کہنا چاہیے؟	803
زور سے نہ چھینکیں	803
چھینک کا جواب واجب	803
الحمد للہ نہ کہنے پر چھینک کا جواب نہ دو	803
تین مرتبہ تک جواب دو	804
چھینکنے پر منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپانا	804
چھینک اللہ کو پسند اور جمائی شیطان کو	804
جمائی میں منہ کھلا نہ رکھیں	804
سونے جاگنے کی سنتیں	805
سونے سے پہلے کیا کریں؟	805
سونے سے پہلے وضو کرنا	805
سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنا	805
سونے سے پہلے اللہ کا ذکر	805
سوتے وقت پڑھنا	805
سوتے وقت اور اٹھتے وقت کی دعائیں	806
پیٹ کے بل سونا منع ہے	806
ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مت لیٹو	806
جاگنے پر مسواک کرنا	806
سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا	806

Marfat.com

عنوان	صفحہ
استنجاء/بیت الخلاء کی سنتیں	807
چھپ کر رفع حاجت کرنا	807
زمین سے قریب ہوکر بے پردہ ہونا	807
انگوٹھی اتار کر بیت الخلاء جانا	807
جنوں کی خوراک	807
ستر کھلا ہو تو باتیں نہ کریں	807
کھڑے ہوکر پیشاب نہ کریں	807
سیدھے ہاتھ سے نہ چھوئیں	807
پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا باعثِ عذاب	808
سوراخ میں پیشاب کی ممانعت	808
راستہ میں اور سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت نہ کریں	808
بیت الخلاء میں جانے اور باہر آنے کی دُعا	808
باب ہفتم: مُتفرقات	810
رزقِ حلال	810
فرامین رسول ﷺ	811
پاک کھانا کھانے کا حکم	811
حلال وحرام کی پرکھ	811
حرام کمائی کام نہ آئے گی	811
صادق اور امین تاجر کا مقام	812
حلال روزی حاصل کرو	812
مشتبہ چیزوں سے بھی بچنا چاہیے	812

عنوان	صفحہ
رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں	812
سلف صالحین اور رزقِ حلال	813
شرعی پردہ	814
فرامینِ رسولِ خُدا ﷺ	815
رنج وغم میں بھی پردہ	815
نابینا صحابی سے پردہ	815
رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کا پردہ	816
حالتِ احرام میں بھی پردہ	816
صاحبِ قبر سے پردہ	817
لباس کے باوجود ننگا ہونا	817
سب سے بہتر بات	818
دیور اور جیٹھ سے بھی پردہ	818
عورت کی نماز	819
عورت کا خوشبو لگانا	819
محرم کسے کہتے ہیں؟	820
پردہ بارے مدنی پھول	820
شانِ حافظِ قرآن رسول اللہ ﷺ کی زبانی	821
رحمت کے سائبان تلے	821
دُعا کی قبولیت	821
قرآن کی سفارش	822
دوزخ سے نجات	822

Marfat.com

عنوان	صفحہ
والدین کی روزِ محشر تاج پوشی	822
حافظ کی تاج پوشی	822
دس دوزخیوں کو جنت	823
جنت میں اعلیٰ درجات	823
کستوری کے ٹیلے پر	823
قبر میں حسنِ سلوک	823
شرفِ امامت	824
اسلام کا علم بردار	824
قابلِ رشک لوگ	824
آدابِ تلاوت	824
آدابِ دُعا	825
مسنونہ دُعائیں	826
کھانا کھانے سے پہلے کی دُعا	826
کھانا کھانے کے بعد کی دُعا	827
پانی پینے سے پہلے کی دُعا	827
پانی پینے کے بعد کی دُعا	827
بیت الخلاء میں جانے کی دُعا	827
بیت الخلا سے باہر آنے کی دُعا	827
وضو کے بعد کی دُعائیں	827
گھر میں داخل ہونے کی دُعا	828
گھر سے باہر نکلنے کی دُعا	828
مسجد میں داخل ہونے کی دُعا	828
مسجد سے باہر نکلنے کی دُعا	828
سونے سے پہلے کی دُعا	829
سو کر اُٹھنے کے بعد کی دُعا	829
لباس پہننے کی دُعا	829
آئینہ دیکھنے کی دُعا	829
بازار میں داخل ہونے کی دُعا	829
سواری پر بیٹھنے کی دُعا	830
سفر کی دُعا	830
بے چینی اور بیقراری کی دُعائیں	830
مصیبت کے وقت کی دُعائیں	830
قرض سے فراغت / کشادگی رزق کی دُعا	831
غم و فکر سے نجات کی دُعا	831
رزق و مال میں برکت کی دُعا	831
بیمار پُرسی کی دُعا	831
نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ استغفار	832
قبروں کی زیارت کے وقت کی دُعا	832
فہرست امدادی کُتب	833

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

از قلم زینت العلما والفضلا والصلحا عاشقِ رسول حضرت **مفتی محمد امین** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

"فقیر ابوسعید غفرلہٗ جامع مسجد فیضانِ مکہ میں حاضر ہوا اور وہاں پر منور حسین صاحب زید شرفہم نے مطالعہ کیلئے مجھے کتاب بنام "جواہرِ اسلام" دی۔ فقیر نے متعدد مقامات سے دیکھی اور پڑھی۔ ماشآءاللہ یہ کتاب تو ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ کتاب تو دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہونی چاہیے تاکہ طلباء و طالبات کی معلومات میں اضافہ ہو اور وہ اخلاقِ سیئہ سے دُور اور اخلاقِ حسنہ سے معمور ہو کر جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکیں۔ ہدایت اس قادر و قیوم کے دستِ قدرت میں ہے جس کا فرمان ذیشان ہے:

وَیَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم. "

محتاجِ دُعا

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہٗ

محمد پورہ فیصل آباد

Marfat.com

تقریظ

از قلم استاذ العلماوزیب گلشنِ محدثِ اعظم جناب مفتی ابوصالح **محمد بخش** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

''فقیر نے محترم المقام جناب منور حسین صاحب کی کتاب بنام ''جواہر اسلام'' کو بعض مقامات سے بغور پڑھا تو نہایت ہی دلی مسرت ہوئی۔ کیونکہ امت مسلمہ میں ایسے افراد بہت کم ہیں جو دین کا درد رکھتے ہیں لیکن فاضل مصنف یقیناً ان خوش نصیب دین کا درد رکھنے والے احباب میں سے ہیں جن کے دلوں میں حقیقتاً دین کا درد ہے۔ کتاب ھذا دینی معلومات حسنات وسیئات وفضائل ومسائلِ دینیہ وسیرت طیبہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انمول موتیوں کا ایک بہترین خزینہ ہے۔ یہ کتاب علما وطلبا اور خواص وعوام سب کیلئے یکساں مفید ونافع ہے اور واقعی کتاب ھذا اسم بامسمّٰی ہے۔ مولا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ پیارے حبیب کریم رؤف الرحیم کے طفیل فاضل مصنف کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور مصنف مذکور اور کتاب ہذا سے استفادہ کرنے والے تمام عاشقان رسول ﷺ کی نجات اور بلندی درجات کا باعث بنائے۔ آمین ثمہ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر ابوصالح محمد بخش

مفتی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام

گلستانِ محدثِ اعظم پاکستان

Marfat.com

﴿وجہِ تالیف﴾

سب تعریفیں اس رب العالمین کے لیے ہیں کہ جس کی نعمتوں، احسانات اور فضل وکرم کی کوئی حد نہیں۔شاہ وگدا جس کی نظر میں برابر ہیں۔جس کا سورج دشمنوں کی کھیتیوں کو بھی برابر پکاتا رہتا ہے اور جس کا چاند محتاج وغنی، مسکین وسخی، غریب وامیر اور غلام وآقا سب کے گھروں میں ایک جیسی روشنی دیتا ہے۔وہ ادائیگی نماز میں دُنیا کی اُونچ نیچ مٹا کر کندھے سے کندھا ملا کر اپنے سامنے کھڑے ہونے کو پسند کرتا ہے اور دورانِ حج وعمرہ ایک ہی لباس وانداز میں اپنی عبادت کی ترغیب دیتا ہے۔

اُسی ربُ العزت کا بے حد وبے حساب ممنون ومشکور ہوں کہ جس نے ایک نکمّے انسان کو اپنے سچے دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمایا۔جس سے سرشار ہو کر راقم الحروف خریدارانِ یوسف علیہ السلام کی صف میں اپنا نام لکھوانے کی غرض سے سوت کی ایک اٹّی لے کر سُوئے بازار جانیوالی کی مانند چل پڑا۔رب کریم نے ذرّہ نوازی فرمائی اور ایک ناچیز و نااہل کو بھی اپنے سچے اور سُچے دین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرما دی۔دُعا ہے کہ رب کریم قدم قدم پر اپنی مدد ونصرت شاملِ حال فرمائے اور دورانِ کاوش ہونے والی ہر غلطی اور کوتاہی سے درگزر فرمائے۔

الحمدللہ بہت سے مدارس دینِ رسولِ ہاشمی ﷺ کی تعلیم وترویج میں صبح وشام مصروفِ عمل ہیں اور شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک ایسے بھی ہیں جو کما حقہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہے اور بچوں کو قرآنِ کریم کو حفظ کروانے یا ناظرہ پڑھانے کے علاوہ دین کے بنیادی مسائل سکھانے پر کوئی توجہ نہیں دے رہے حالانکہ یہ انتہائی ضروری ہے۔علاوہ ازیں ان بچوں کو اخلاقی تربیت، حقوق العباد کی تعلیم اور سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا درس بھی دورِ جدید کا شدید تقاضا ہے۔

ایک روز راقم الحروف کسی مدرسے سے قرآن حفظ کر کے فارغ ہونے والے طالبِ علم سے وُضو و غسل کے فرائض پُوچھ بیٹھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ذرا سوچیے وہ بچہ بڑا ہو کر طہارت کیسے حاصل کریگا

Marfat.com

اور دینِ اسلام کی کیا خدمت کریگا؟۔اسی طرح ایک مرتبہ دستارِ فضیلت سجا کر فارغ التحصیل ہونے والے طالب علم سے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد کا نام اور پیدائش کی مبارک تاریخ اور شہر کے بارے استفسار کیا تو اُس نے بھی معذوری ظاہر کی۔اس بات پر بہت دِل دُکھا کہ وہ بچّے تین چار سال تک مدرسہ میں پڑھتے رہے لیکن سوائے قرآن کو طوطے کی طرح رٹ کر سنانے کے کچھ بھی علمِ دین حاصل نہ کیا۔کاش اسے دستارِ فضیلت دینے سے پہلے کچھ شریعت کی ابتدائی تعلیم دی گئی ہوتی، سیرتِ رسول ﷺ کے بارے درس دیا گیا ہوتا، اخلاقی تربیت دی گئی ہوتی، یا حقوق العباد کے بارے کچھ بتایا گیا ہوتا۔

ہم محبت رسول ﷺ کا زبانی اقرار کرتے تھکتے نہیں لیکن آپ ﷺ کے حالاتِ زندگی بارے جاننے کا کچھ شوق نہیں۔دُنیا میں اگر کسی کو بہت بڑا عہدہ مل جائے یا وہ کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے ڈالے تو لوگ اُس کے حالاتِ زندگی بڑے شوق، دلچسپی اور تجسّس سے پڑھتے ہیں لیکن افسوس کہ جو دونوں جہانوں کے سردار ہیں ان کی سیرت بارے جاننے میں ہماری دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے۔کیا یہ محبتِ رسول ﷺ کے دعوے کی دلیل ہے؟۔چاہیے تو یہ تھا کہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ ہمیں ازبر یاد ہوتا۔

ایک دفعہ ایک بچے کو اپنے والدین سے بدزبانی کرتے دیکھا تو جی بھر آیا کہ کاش اسے والدین کے حقوق اور عظمت بارے کچھ بتایا گیا ہوتا، بڑوں کی توقیر اور ادب سکھایا گیا ہوتا، اخلاقِ حسنہ کی تھوڑی سی تربیت دی گئی ہوتی، اخلاقِ رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ کے بارے کچھ پڑھایا گیا ہوتا تو ایسی صورتحال نہ ہوتی۔ان طالب علموں نے قرآن تو بڑے شوق سے پڑھا یا حفظ کیا لیکن یہ نہ جانا کہ یہ ہم سے تقاضا کیا کرتا ہے۔نہ تو اساتذہ نے نماز کی سختی سے پابندی کروائی اور نہ ہی شاگردوں نے ازخود نماز کو قائم کیا۔اس کے علاوہ نماز کا ترجمہ تک یاد کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی حالانکہ یہ نماز میں خشوع وخضوع کیلئے بہت ضروری ہے کہ نمازی کو یہ تو پتہ ہو کہ وہ اپنے مالکِ حقیقی سے کیا کہہ رہا ہے۔

مذکورہ بالا صورتحال کو دیکھ کر دل میں خیال پیدا ہوا کہ کوئی ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس میں دینِ اسلام کے بنیادی مسائل، سیرت رسول ﷺ کا مختصر مگر جامع تذکرہ، حقوق العباد کی وضاحت اور

Marfat.com

اخلاقیات کا بیان شامل ہو اور اس کو بطورِ نصاب پڑھایا جائے۔ علاوہ ازیں دلوں میں خوف خدا پیدا کرنے کیلئے موت، قبر اور روزِ محشر کے حالات بھی بیان کیے جائیں۔ کیوں کہ جب تک انسان کے دل میں خوف خدا پیدا نہیں ہوگا وہ نہ تو معصیت سے بچے گا، نہ ہی تقوٰی اختیار کریگا اور نہ ہی نیکیوں کے حصول کی کوشش کرے گا۔

عاجز راقم السطور کو اپنی کم علمی و کج فہمی، کم مائیگی و تنگی داماں، کوتاہی عمل اور قلت وقت کا بھرپور احساس تھا لیکن دینِ رسولِ ہاشمی ﷺ کی خدمت کے جذبے نے ہمت نہ ہارنے دی۔ رب کریم و غفور پر بھروسہ کیے مصروفِ عمل رہا آخر اُس محسنِ عظیم کے کرمِ لامتناہی نے منزلِ مقصود تک پہنچا ہی دیا۔ کتاب ہذا کو اگر چھوٹے مدارس میں قرآنی تعلیم حاصل کرنیوالے بچوں کو نصاب سمجھ کر پڑھایا جائے (تقریباً آدھا گھنٹہ روزانہ درس دیا جائے) تو یہ نہ صرف اُنہیں بہت نفع دے گی بلکہ معلم بھی اللہ کی رحمت و رضا سے محروم نہیں رہے گا۔

زیرِ نظر کتاب جہاں دینی مدرسہ کے طلبا کیلئے مفید ہے وہاں یہ عام مسلمانوں کیلئے بھی نہایت فائدہ مند ہے بلکہ مبلغ حضرات کیلئے تو یہ نہایت ہی سُود مند ہے۔ کتاب ہذا بندہ ناچیز کی پہلی کاوش ہے۔ اس میں نہ تو زورِ بیان ہے اور نہ ہی زیادہ لفاظی سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا طرزِ تحریر عام طور پر سادہ رکھا گیا ہے البتہ کہیں کہیں موقع کی مناسبت سے قدرے مشکل الفاظ بھی تحریر میں لانے پڑے ہیں۔ اس میں تحریری غلطیاں بھی ہوسکتی ہیں اور حوالہ جات بھی مکمل نہیں ہیں۔ اہلِ علم حضرات سے درخواست ہے کہ کتاب کی خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرکے ہمیں ضرور مطلع کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی تصحیح کی جاسکے۔

آخر میں معزز قارئینِ کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ بندہ ناچیز کیلئے دُنیا میں حُسنِ عمل اور آخرت میں نجات و مغفرت کی دُعا ضرور کریں کہ یہی اس کا مقصود و مطلوب ہے۔

احقر العباد

منور حسین

یکم ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

﴿عرضِ مُؤلف﴾

راقم الحروف کا کتابِ ھٰذا کو شائع کرنا محض دینِ متین کی خدمت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کی ایک چھوٹی سی کوشش ہے۔ کتاب ھذا قرآن کو حفظ کروانے اور ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ، ایسے آئمہ مساجد و خطیب حضرات اور مبلغینِ اسلام جو کسی دینی درسگاہ سے فارغ التحصیل نہیں ہیں کو فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کا ارادہ ہے (اللہ کریم ہمیں یہ کارِ خیر مکمل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے) جن کی رہنمائی کیلئے چند ضروری باتیں نیچے درج کی جارہی ہیں:

ایسے مدارس کے اساتذہ جہاں صرف قرآن حفظ کروایا جاتا ہے یا ناظرہ پڑھایا جاتا ہے ان سے التماس ہے کہ وہ روزانہ اپنے شاگردوں کو بلا ناغہ ایک مخصوص وقت پر اس کتاب سے درس دیں۔ کتاب ختم ہونے کے بعد دوبارہ شروع کر دیں۔ اہم مضامین کا بار بار درس دیں اور طالب علموں سے سوالات بھی پوچھتے رہیں تا کہ وہ خاص خاص باتوں کو ذہن نشین کرتے جائیں۔ اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ وہ صرف درس پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اس پر عمل کرنے پر بھی زور دیں تا کہ دینِ رسولِ ہاشمی ﷺ کے خدمتگاروں میں ان کا بھی نام لکھ دیا جائے اور اُنہیں اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جائے۔

نماز کی اھمیت:۔ مدرسین حضرات اپنے شاگردوں سے نماز کی پابندی لازمی کروائیں بلکہ ایک رجسٹر پر ہر ایک بچے کی پڑھی گئی نمازوں کا روزانہ اندراج کریں تا کہ وہ مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی نماز کا عادی بن جائے۔ یاد رہے کہ جو قرآن اُسے یاد کروایا جارہا ہے اس میں رب کائنات نے سات سو سے زائد مرتبہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام بالغ بچوں کو نماز نہ پڑھنے پر مارنے کا حکم دیتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والوں کیلئے قرآن و حدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں اس کے بارے میں کون بے خبر ہے؟۔ اساتذہ کرام اپنے شاگردوں کو نماز کا ترجمہ ضرور یاد کروائیں تا کہ انہیں پتہ تو ہو کہ وہ خدا تعالیٰ سے

Marfat.com

کیا کہہ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ترجمہ نماز سے حضوری قلب میسّر آتی ہے اور خشوع وخضوع کے حصول میں مدد ملتی ہے۔

حقوق العباد:۔ محترم اساتذہ کرام کتاب ھذا سے حقوق العباد کا درس دینے کے ساتھ ساتھ بچوں کی عملی تربیت کا بھی اہتمام کریں مثلاً اطاعتِ والدین کے بارے ہر بچے سے پوچھتے رہیں کہ وہ اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے ادب واحترام سے پیش آ رہا ہے اور ان سے اچھا سلوک کر رہا ہے یا نہیں؟ اس بات کی تصدیق گاہے بگاہے اس کے والدین سے بھی کرتے رہیں۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ پتھر کے اُوپر مسلسل گرنے والا پانی کا قطرہ اس میں سوراخ کر دیتا ہے۔

اخلاق حسنہ:۔ اخلاقیات کے درس پر خصوصی توجہ دی جائے اور اچھے اخلاق کو اپنانے کی حتی المقدور کوشش کے ساتھ ساتھ اس کی عملی تربیت بھی کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ اگر چند ایک بچوں کا اخلاق بھی درست ہو گیا تو اخلاقی انحطاط کے اس دورِ جدید میں یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی کیونکہ اخلاق ہی انسان کا اصلی زیور ہے جس کی چمک کبھی ماند نہیں پڑتی۔

روز مرّہ سُنتیں:۔ معزز اساتذہ کرام کو چاہئے کہ اپنے شاگردوں کو سنتوں کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اس کی ترویج پر بھی زور دیں تا کہ وہ سب اپنے پیارے آقا ﷺ کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل کر کے اپنی دُنیا وآخرت سنوار سکیں کیونکہ اتباعِ رسول ﷺ ہی میں اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا اور خوشنودی ہے۔

مسنونہ دُعائیں:۔ یہ دُعائیں بچوں کو زبانی یاد کروانی چاہئیں تا کہ ہر کام میں برکت حاصل ہو اور اجر وثواب بھی ملے۔ علاوہ ازیں اساتذہ کرام فرداً فرداً ہر بچے سے پوچھتے رہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ان مسنونہ دُعاؤں کو موقع بہ موقع پڑھ بھی رہا ہے یا نہیں؟۔

سیرتِ رسُول ﷺ:۔ اساتذہ کرام اپنے شاگردوں کو سیرتِ رسول ﷺ خصوصی توجہ سے پڑھائیں تا کہ وہ پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک حالاتِ زندگی اور اخلاقِ رسول ﷺ سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں۔ اس سے ایک تو ان کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کی شمع روشن ہو گی اور دوسرا وہ آپ ﷺ کی پیاری

Marfat.com

پیاری سنتوں پر عمل کر کے اپنی اور اپنے اساتذہ کرام کی دُنیا و آخرت سنوار لیں گے۔

بُنیادی شرعی مسائل:۔ اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ قرآن کریم پڑھانے کے ساتھ ساتھ بنیادی شرعی مسائل یعنی طہارت، نماز اور روزہ وغیرہ کی ابتدائی تعلیم بھی ضرور دیتے رہیں کیونکہ اس کے بغیر بچوں کو سند دے کر فارغ کر دینا نہ صرف ان سے ناانصافی ہوگی بلکہ یہ دینِ متین کی خدمت میں کوتاہی برتنے کے مترادف ہوگا۔

ایسے آئمہ مساجد یا خطیب حضرات جو کسی درسگاہ سے فارغ التحصیل نہیں ہیں ان کو بھی چاہیے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کریں کہ بعد از نمازِ فجر صرف پانچ یا دس منٹ کیلئے اس کتاب کا درس ضرور ہو۔ نماز عشاء کے بعد بھی درس دیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اگر ایک بھی آدمی نے عمل شروع کر دیا تو یہ کامیابی ہوگی اور آخرت کی سخت گھڑی میں ذریعہ نجات ہوگا۔

تبلیغ دین کی اہمیت اور ضرورت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں جبکہ اس کی فضیلت اور ثواب سے بھی ہر کوئی واقف ہے۔ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور دُنیا و آخرت بھی سنور جاتی ہے۔ ایسے خوش نصیب حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے دینِ اسلام کی تبلیغ کی توفیق دے رکھی ہے ان کے لیے بھی کتاب ہذا بہت ممد و سود مند ہے۔

طالب دُعائے مغفرت

منور حسین

Marfat.com

بابِ اوّل:

فکرِ آخرت

اللہ رب العزت کی جانب سے بھیجے جانیوالے ہر نبی اور ہر رسول کو نذیر اور بشیر بنا کر بھیجا گیا تا کہ وہ اللہ کی طرف سے اُس کے بندوں کو اچھے اعمال کی جزا اور بُرے اعمال کی سزا سے باخبر کر دے۔ نذیر کے معنی ہیں ڈرانے والا اور بشیر کے معنی ہیں خوشخبری دینے والا یعنی حشر اور دوزخ کے عذابوں سے بُرے انسانوں کو ڈرایا جائے اور نیک انسانوں کو جنت میں اللہ کی طرف سے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازے جانے کی خوشخبری دی جائے۔ یہی چیز قرآن کریم میں بھی بار بار بتائی گئی ہے۔ یہ سنتِ انبیاء ہے۔ اگر انسان کے دل میں فکرِ آخرت اور خوف خدا نہ ہو تو وہ کبھی بھی اپنے آپ کو نہیں سنوارے گا۔ یوم حساب کا ڈر ہی بنی نوع انسان کو صحیح راہ کے تعین اور انتخاب میں مدد دیتا ہے۔

قرآنِ مجید میں فرمانِ الٰہی ہے:

ترجمہ: اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ایمان والا ہو تو اسی کی کوشش ٹھکانے لگی۔

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل)

آج ہم لوگ صرف دنیا کے مال و زر اور جاہ و جلال کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن آخرت سنوارنے کی کوشش نہ ہونے کے برابر ہے۔ نہ تو اپنے آپ کا محاسبہ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے گناہوں پر افسوس اور ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے اور وہ بھی ناقابل بھروسہ اور غیر یقینی لیکن آخرت کی زندگی تو دائمی اور ابدی ہے کیونکہ یہ دنیا دوبارہ نہیں سجائی جائے گی جس میں رہ کر انسان کو نیک عمل کرنے کا موقع دوبارہ مل سکے۔ اسلئے ہمارے لیے آخرت سنوارنے کا یہ پہلا اور آخری موقع ہے۔

ایک اللہ والے کہا کرتے تھے کہ دنیا میں انسان کی اوسط عمر تقریباً پچاس ساٹھ سال ہے لیکن آخرت کا پہلا دن ہی پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ بھلا دنیا کی زندگی کی آخرت کے پہلے دن کے سامنے کیا حیثیت؟ مگر اس کے

Marfat.com

باوجود انسان اپنی آخرت سنوارنے کی پوری کوشش نہیں کرتا۔ ہمارے اسلاف گناہوں سے بہت بچتے تھے اور نیکیوں کے حصول کی کوشش میں ہر دم لگے رہتے تھے لیکن اس کے باوجود بھی وہ شب بیداریوں میں رو رو کر اپنی بخشش کی دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ ہمارے پاس اُن جیسا نہ تو تقوٰی ہے اور نہ نیک اعمال، پھر بھی ہم یومِ حساب سے بے خوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منقول ہے کہ اپنے دور کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک حمام پر نہانے گئے۔ وہاں آپ کو درہم نہ ہونے کے سبب نہانے سے روک دیا گیا تو آپ رونے لگے۔ حمام والے نے کہا کہ کوئی بات نہیں اگر درہم نہیں ہیں تو ویسے ہی نہالو روتے کیوں ہو؟۔ آپ نے کہا کہ میں اس لیے نہیں رو رہا کہ مجھے نہانے سے روکا گیا ہے بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ روزِ قیامت نیکیاں نہ ہونے کے سبب اگر جنت میں جانے سے روک دیا گیا تو میرا کیا بنے گا؟۔

وقتِ نزع کی سختیاں، اندھیری قبر کی وحشت ناکیاں، قیامت کی ہولناکیاں اور جہنم کے عذابوں کی اندوہناکیاں قرآن وحدیث میں صاف بتادی گئی ہیں جس میں شک کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ ان سب کے باوجود بھی جو خدا اور اُسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری نہ کرے اور عنقریب شروع ہونے والے اس لمبے سفر کی تیاری نہ کرے تو اسے ایمان کی کمزوری ہی کہا جاسکتا ہے۔ ذرا سوچئے کیا دنیا کے عیش اور رنگینیاں ادھر ہی نہیں رہ جائیں گی؟ اور جس مال کے حصول کے لئے ہم رات دن ایک کیے ہوئے ہیں کیا یہ ساتھ جائیگا؟ ہرگز نہیں، یہ مال آج بھی وارثوں کا ہے اور کل بھی ان کا ہے۔ انسان کی اپنی کمائی تو صرف اس کے نیک اعمال ہی ہیں جو قبر وحشر میں اس کے ساتھ جائیں گے۔

ایک بزرگ نے دوسرے سے کہا مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو اپنی چند روزہ اور عارضی زندگی کی خاطر اپنی آخرت کو بیچ دیتا ہے۔ دوسرے نے کہا مجھے تو حیرت اس پر ہے جو اپنے وارثوں کی دنیا کی بہتری کی خاطر اپنی آخرت کو بیچ دیتا ہے۔ یعنی وارثوں کے لئے جائز و ناجائز مال اکٹھا کرتے کرتے موت آگئی اور وہ خالی ہاتھ گناہوں کے انبار لئے قبر میں جا پڑا اور اس کمائی کا حساب دینے میں مشغول ہوگیا۔ جبکہ وارث اس کی محنت کی

Marfat.com

کمائی پر موج اُڑانے میں مصروف ہو گئے۔

اے غافل انسان ہوش کر اور آخرت کی تیاری کر لے کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ شہرِ خموشاں میں کتنے ہی لوگ بے بسی سے ہاتھ مل رہے ہوں گے کہ وہ فکرِ آخرت چھوڑ کر دُنیا بنانے میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک موت انہیں اُچک کر لے گئی اور اب وہ پچھتا رہے ہیں۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اب انسان پر آنے والے اٹل مرحلوں اور سخت مشکلوں کے بارے میں جن کی وضاحت قرآن و حدیث میں جابجا کی گئی ہے کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے اعمال کی روشنی میں اپنا مقام دیکھ سکے اور اپنی راہ متعین کر سکے۔

﴿قُرآن میں موت کا ذِکر﴾

موت ایک اٹل حقیت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں۔ اس کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشادات ربانی مندرجہ ذیل ہیں:

1﴾..... ترجمہ:۔ تم جہاں چاہو رہو موت تم کو وہیں آ پکڑے گی خواہ کیسے ہی مضبوط قلعوں میں جا رہو وہاں بھی موت ضرور آئے گی۔ (پ۵۔ النسآء)

2﴾..... ترجمہ:۔ ہر جاندار کو ایک نہ ایک روز ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر تم سب کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ (پ۲۱۔ العنکبوت)

3﴾..... ترجمہ:۔ آپ فرما دیجئے اے نبی ﷺ لوگوں کو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز فائدہ نہ دے گا۔ (پ۲۱۔ الاحزاب)

4﴾..... ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرما دیجئے موت جس سے تم گریز (نفرت) کرتے اور بچتے ہو وہ تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر سب جاننے والے رب کی طرف واپس لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو

Marfat.com

وہ سب تم کو بتلایا جائے گا۔ (پ۲۸۔ سورۃ جمعہ)

موت کے بارے فرامینِ رسول ﷺ

1 ۞ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو (یعنی اس کے ذکر سے اپنی لذتوں میں کمی کیا کرو) تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر سکو۔

2 ۞ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ اگر جانوروں کو موت کے بارے میں اتنا معلوم ہو جائے جتنا تم لوگوں کو ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے (یعنی موت کے خوف سے سب کمزور ہو جائیں)۔

3 ۞ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دُنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔

4 ۞ ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گزرے گی تو تم کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ اور کبھی لذت سے پانی نہ پیو۔ جو شخص موت کا ذِکر کرتا ہے اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور موت اُس پر آسان ہو جاتی ہے۔

5 ۞ ایک نوجوان بارگاہِ رسالت ﷺ میں کھڑا ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور اُس کے آنے سے پہلے ہی اُس کیلئے بہترین تیاری کرنے والا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کا نور سینہ میں داخل ہونے کی کیا علامت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دھوکہ کے گھر (دُنیا فانی) سے دُوری ہونا اور ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف جانے اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

﴿تذکرہ موت اور انبیاء کرام و صالحین﴾

منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب موت کا ذکر کرتے تو آپ کے بدن کا رُواں رُواں شکستہ ہو جاتا اور جب رحمت الٰہی کا ذکر کرتے تو از سرِ نو آپ کے جسم میں جان آتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب موت کو یاد کرتے تو اُن کے بدن سے لہو کے قطرے ٹپکتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ علیہ السلام فرماتے اے لوگو اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو کہ عنقریب قیامت کا زلزلہ اور صور پھونکنے کا وقت آ رہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی سختیوں سمیت آ رہی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت، قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہوا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص موت کو پہچان لے اُس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت چھین لی ہے ایک موت نے اور دوسری قیامت میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔

حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بھی ہم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تو جہنم اور آخرت کا ذِکر ہوتا۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی سختی کا تذکرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا موت کا کثرت سے ذِکر کیا کرو دِل نرم ہو جائے گا۔

Marfat.com

موت کو ہر دم یاد رکھنا کیوں ضروری ہے؟

یہ دُنیا فانی ہے یہاں کسی نے سدا نہیں رہنا ہر ایک نے یہاں سے چلے جانا ہے اور پھر کبھی بھی لوٹ کر نہیں آنا۔ عقلمند وہ ہے جو اپنا کچھ زادِ راہ بنا لے جو آخرت میں کام آئے۔ اور بیوقوف وہ ہے جو دُنیا کی رنگینیوں میں اتنا محو ہو جائے کہ آخرت کو بھول جائے اور موت کی سختیاں، قبر کے عذاب اور دوزخ کی آگ بھی اُسے غفلت سے باز نہ رکھ سکے۔ غور کیجئے اس زمین پر آنے والے کتنے بادشاہ اور رئیس زادے، صاحبِ جاہ وجلال اور بڑی بڑی جاگیریں اور جائیدادیں رکھنے والے مٹی میں مل چکے ہیں اور آج اُن کا کوئی نام تک لینے والا باقی نہیں ہے۔ ان گنت بہادروں اور ناموروں کے نام ونشان تک مٹ گئے۔ کتنے ہی عزیزوں کو (جو ہمارے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور کھاتے پیتے تھے) خود اپنے کندھوں پہ اُٹھا کر اُن کی پہلی منزل (قبر) تک پہنچا چکے۔ اُن کے حالات کی ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔

شہرِ خموشاں (قبرستان) میں جا کر تربتوں کی تختیوں کو دیکھئے کتنے ہی ناموروں کو زمین نگل گئی۔ وہاں بے شمار لوگ حسرت ویاس سے اپنے ہاتھ مل رہے ہوں گے کہ کاش ہم نے دُنیا میں رہ کر کچھ سامانِ آخرت بھی اکٹھا کیا ہوتا اور کچھ قبر کے اندھیرے کی روشنی (اعمال صالحہ) کا بھی خیال کیا ہوتا۔ اچھے اچھے کھانے اُڑانے والے خود کیڑوں کی غذا بن چکے۔ بڑے بڑے بنگلوں، کوٹھیوں اور مال وزر کے حصول کی آرزُو نے سامانِ آخرت اکٹھا نہ کرنے دیا، آخر چند فٹ جگہ میں آ کر رہنا ہوا۔ اولاد کے بہتر مستقبل کا فکر تو کیا لیکن اپنی منزل کیلئے کچھ نہ کیا۔ وارثوں کیلئے بہت کچھ بنایا لیکن اپنے لئے کچھ نہ بنایا۔ دُنیا کمانے میں رات دن ایک کر دیا لیکن اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کے پروانہ کی اور نہ ہی اپنے ناراض رب کو ندامت کے آنسوؤں (سجدے میں) سے منانے کے کوشش کی بلکہ حصولِ دُنیا میں مشغول تھے کہ اچانک موت نے آن دبوچا، ساری آرزوئیں اور ارمان اپنے ساتھ لئے ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کو روتا چھوڑ کر ویران جگہ میں اپنا گھر بنالیا۔

وہ اولاد اور وارث جن کے مستقبل کی بہتری کیلئے شب وروز محنت کی، موت کے بعد وہی چند گھنٹے مزید رکھنے کو تیار نہیں ہیں بلکہ جلد از جلد مٹی کے نیچے پھینکنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ کاش دُنیا میں اس طرح

Marfat.com

رہتے جیسے ہمارے آقا ہمارے رہبر ورہنما اور سرورِ انبیاء ﷺ نے کہا تھا کہ:

حدیث پاک: '' تُو دُنیا میں اس طرح سے رہ جس طرح مسافر رہتا ہے کہ راہ چلتا ہوا مسافر زیادہ بکھیڑا نہیں کرتا اور ہر دم اپنے وطن کو یاد کر کے سفر کی فکر میں رہتا ہے''۔

چھوڑ جانے والی چیزوں کی بجائے ساتھ جانیوالی چیزوں (نیک اعمال) کی فکر زیادہ کرنا چاہیے۔ دنیا کی زندگی عارضی اور ناپائیدار جبکہ آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔

دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

﴿وقتِ نزع کی سختیاں اور جان کُنی کے عذاب﴾

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر کوئی آفت، مصیبت، کوئی حادثہ، کوئی رنج وغم، کوئی تکلیف، کوئی مشقت یا کوئی ڈر یا خوف زندگی میں کبھی نہ بھی آئے تب بھی موت کی سختی، نزع کی تلخی ایسی چیز ہے جو اس کی تمام لذتوں کو ختم کر دینے اور تمام خوشیوں پر پانی پھیر دینے کیلئے کافی ہے۔ موت اتنی سخت چیز ہے کہ آدمی کو ہر وقت اس کی فکر اور تیاری میں مشغول رہنا چاہیے۔ پھر یہ کہ اس کے وقت کا بھی کوئی پتہ نہیں کہ کب آ پکڑے۔ موت کا حال وہی جانتا ہے جس پر یہ وارد ہوتی ہے دوسرے کو کیا خبر موت کے وقت گھبراہٹ و وحشت کس قدر طاری ہوتی ہے۔ خود ہمارے پیارے آقا شفیع المذنبین رحمت اللعالمین ﷺ اللہ کریم سے دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھ پر موت اور نزع کی سختی آسان فرمانا۔ منقول ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حوایوں سے کہتے تھے کہ میرے لئے دُعا کرو کہ وقتِ نزع کی تکلیف میرے لئے آسان ہو جائے کہ موت کے ڈر نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب موت ہوئی تو اُن سے اللہ نے پوچھا اے موسیٰ موت کو کیسا پایا اُنہوں کی عرض کی باری تعالیٰ میں اپنی جان کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے زندہ چڑیا کو اس طرح آگ پر بھونا جا رہا ہو کہ نہ اُس کی جان نکلتی ہو اور نہ اُڑنے کی کوئی صورت۔ ایک اور روائت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایسی حالت تھی

Marfat.com

جیسے زندہ بکری کی کھال اُتاری جارہی ہو۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یااللہ تو رُوح کو پٹھوں سے، ہڈیوں سے اور اُنگلیوں میں سے نکالتا ہے مجھ پر موت کی سختی آسان کردے۔ایک اور جگہ فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ہزار جگہ تلوار کی کاٹ سے مرنے کی تکلیف زیادہ سخت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر نزع کا وقت آیا تو ایک پانی کا بھرا ہوا پیالہ آپ ﷺ کے پاس رکھا ہوا تھا۔حضور ﷺ اپنا دستِ مبارک بار بار پیالہ میں ڈالتے اور اپنے چہرے مبارک پر پھیرتے اور فرماتے الٰہی نزع کی سختی میں میری مدد فرما۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے موت کی سختی بارے پوچھا تو انہوں نے عرض یا امیر المومنین جس طرح ایک کانٹے دار پٹی کو آدمی کے اندر داخل کر دیا جائے جس کے ساتھ بدن کا ہر جزو (حصہ) لپیٹ دیا جائے پھر ایک دم اُس کو کھینچا جائے۔اس طرح سے جان کھینچی جاتی ہے۔(استغفراللہ)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جیسے تین سو جگہ تلوار کی ضربیں لگائی جائیں۔حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ موت دُنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے سخت اور قینچیوں سے کُتر دینے سے اور دیگ میں پکا دینے سے بھی زیادہ سخت ہے۔اگر مردے قبر سے اُٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی بھی شخص دُنیا میں لذت و آرام سے نہ رہے۔حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مُردوں کے قیامت کو اُٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر رہتا ہے۔بنی اسرائیل کے چند عابدوں کی ایک جماعت قبرستان پہنچی اور اللہ کریم سے اِلتجا کی کہ کوئی مردہ قبر سے اُٹھا تا کہ ہم اُس سے موت کی سختی کا پوچھیں۔اللہ کریم نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور ایک مردہ شخص کا سر ایک پرانی قبر سے باہر نکلا وہ کہنے لگا مجھے مرے ہوئے 90 سال گزر چکے ہیں لیکن موت کی تلخی اور سختی اب تک اسی طرح محسوس ہوتی ہے جیسے یہ حال ہی کا واقعہ ہو۔اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ مجھ کو اصل حالت میں واپس بھیج دے۔واضح رہے کہ اُس شخص کی آنکھوں کے درمیان سجدوں سے محراب بنی ہوئی تھی (یعنی وہ عبادت گزار شخص تھا)۔استغفراللہ بے عملوں اور

Marfat.com

نافرمانوں کا کیا حال ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد اکثر و بیشتر فرمایا کرتے کہ مجھ کو اُس شخص پر حیرت ہوتی ہے جس کی عقل اور زبان موت آنے کے وقت صحیح وسالم ہو پھر بھی وہ موت کی کیفیت وحالت بیان نہیں کرتا۔ جس وقت اُن کی موت کا وقت آیا تو ہوش وحواس اور زبان صحیح وسالم تھی۔ میں نے اُن سے موت کی کیفیت کے بارے پوچھا تو فرمانے لگے بیٹے موت کی کیفیت بیان سے باہر ہے پھر بھی کچھ بیان کرتا ہوں خدا کی قسم اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسے میرے دونوں کندھوں پر رضوی (معروف پہاڑ) رکھ دیا گیا ہو اور میری روح سوئی کے ناکے کے سوراخ سے نکالی جارہی ہو۔ جس طرح میرے پیٹ میں عوسج (ایک درخت کا نام) کے کانٹے گاڑھ دیئے گئے ہوں اور جیسے کہ زمین وآسمان دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور میں ان دونوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں (یہ اشارہ موت کی سختی وشدت کی طرف ہے)۔

جب سام بن نوح زندہ ہوئے:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ مشرکین نے کہا کہ آپ تو تازہ مردوں کو ہی زندہ کرتے ہیں کسی پرانے مردے کو زندہ کرکے دکھائیں۔ مشرکین کے کہنے پر آپ سام بن حضرت نوح علیہ السلام کی قبر پر گئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی چنانچہ آپ نے اُسے اللہ کے حکم سے زندہ کیا تو دیکھا اُن کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی زندگی میں تو آپ کے بال سفید نہیں ہوئے تھے اب کیسے ہوگئے؟۔ یہ سن کر سام بن نوح علیہ السلام نے جواب دیا میں نے آواز سنی تو خیال ہوا کہ قیامت آگئی ہے، بس اس کے خوف سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ موت آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟ تو فرمایا چار ہزار سال بیت چکے ہیں لیکن مجھ کو موت کی شدت اور سختی کا تا حال اثر محسوس ہوتا ہے۔ (استغفر اللہ)

ایک روائت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کی آسان تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اُون پر ڈالے اور پھر اُسے کھینچ لے تو اُس شاخ کے ساتھ اُون بھی نکل آئے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو ہر چیز میں ثواب دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اُس میں بھی۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْت (اے اللہ موت کی سختیوں کے موقع پر ہماری مدد فرمانا)۔آمین۔

حضرت ابراھیم اور ملک الموت:۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت سے کہا کہ جس صورت میں تم نافرمان اور فاسق وفاجر لوگوں کی روح نکالتے ہو وہ مجھے دکھاؤ۔تو اُس نے عرض کی یا حضرت آپ اِس کی تاب نہ لاسکیں گے۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصرار پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اچھا آپ اپنا منہ دوسری طرف کرلیں۔تو انہوں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا اِس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا حضرت اب دیکھ لیں۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ادھر دیکھا تو ایک بڑا آدمی (دیو کی شکل والا) جس کے بڑے بڑے بال اور نہائت بدبودار کپڑے تھے، اور اُس کے منہ اور ناک سے آگ کی لپیٹیں نکل رہی تھیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حالت دیکھ کر غش آ گیا۔کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو ملک الموت اپنی اصلی حالت پر تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر فاجر و نافرمان شخص کے لیے کوئی دوسری آفت اور مصیبت نہ ہوتی تب بھی یہ صورت ہی اُس کی آفت ومصیبت کے لیے کافی تھی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ ملک الموت سے کہا کہ تم نیک بندوں کی روح نکالتے وقت کی حالت دکھاؤ تو انہوں نے ایک خوبصورت جوان جس نے نہائت نفیس لباس پہنا ہوا تھا اور خوشبو میں بسا ہوا تھا بن کر دکھلایا۔

نیک اور بد کی روح نکلنے کا فرق:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قریب المرگ شخص کے پاس ملائکہ آتے ہیں۔اگر وہ شخص نیکوکار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی اب اِس حالت میں باہر آ کہ تجھے مسرّت اور رزق کی خوشخبری اور ایسے رب کریم کی ملاقات کی نوید ہو جو (تجھ سے) ناراض نہیں۔قریب المرگ شخص سے اِس فقرہ کی تکرار ہوتی ہے۔جب روح جسم سے باہر آتی ہے تو فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔اُس کیلئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور سوال ہوتا ہے کہ آنے والا کون ہے؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں فلاں شخص ہے۔آسمان والے کہتے ہیں پاک جان کو خوش آمدید جو پاک بدن میں تھی۔جس کو آرام اور رزق کی بشارت کے ساتھ ایسے ربّ کی

Marfat.com

ملاقات کی نوید بھی دی جاتی ہے جو ناراض نہیں ہوتا۔ یہ بات ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ روح اُس آسمان تک پہنچتی ہے جہاں رب کریم ہے۔ جو شخص بُرا ہوتا ہے اُس سے ملک الموت کہتے ہیں اے خبیث جان جو خبیث بدن میں تھی اب نکل آ تو اس حال میں کہ تو قابلِ مذمّت ہے۔ تیرے لئے گرم پانی، پیپ اور اسی طرح کے عذابوں کی اطلاع ہے۔ اور یہ بات اُس وقت تک کہی جاتی ہے یہاں تک کہ جان نکلتی ہے۔ پھر اُس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اُس کیلئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ فرشتے معلوم کرتے ہیں کون ہے؟ انہیں بتایا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہے۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں خبیث روح کو مبارک نہ ہو یہ خبیث بدن میں تھی۔ واپس چلی جا تیری مذمّت کی گئی تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے وہ واپس کر دی جاتی ہے اور قبر میں لوٹ آتی ہے۔ (ابن ماجہ)

خوشبو دار اور بدبُو والی روحیں:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی جان مشک سے زیادہ معطر ہے۔ جب نکلتی ہے تو وفات دینے والے فرشتے اُس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت ملتی ہے اور دریافت کرتی ہے یہ کون ہے؟ تو فرشتے اس جان کی تعریف کرتے ہیں اور اُس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ فرشتے آداب بجالاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اُس کا چہرہ چمک اُٹھتا ہے۔ اب اُس کو خدا کا دیدار ہوتا ہے۔ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو اُس میں سے بدترین مردے کی سی بُو آتی ہے۔ اُس کو بھی وفات دینے والے فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ ملائکہ کی ایک جماعت سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں بن فلاں بدکار شخص ہے اور اُس کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اسے زمین پر ہی لے جاؤ۔ (بیہقی)

میّت قبر کی طرف:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب میت (چارپائی پر) رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اُسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے مجھے جلد لے چلو۔ اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی مجھے کہاں

Marfat.com

لے جاتے ہو۔ (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اُس کی آواز سنتی ہے اگر انسان اُس کی آواز سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (مشکوۃ)

اے غافل ہوش کر:۔ ذرا سوچئے اگر کسی کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہوں اور سپاہی اُسے پکڑنے کے لئے اُس کی تلاش میں ہوں۔ اور جس کو پکڑا جانا ہے وہ جانتا بھی ہو کہ پکڑا گیا تو کوئی چھڑا نہ سکے گا۔ اور فردِ جرم بھی تیار ہو اور جرم کی سزا کا بھی اُسے پتہ ہو تو وہ کیسے آرام دہ زندگی بسر کر سکتا ہے اور میٹھی نیند سو سکتا ہے۔ ملک الموت تو اُس کی تلاش میں ہے لیکن وہ اُس سے غافل ہے۔ اے غافل انسان! تجھے یہ بھی پتہ ہے کہ موت بہت سخت چیز ہے اور عذاب قبر بھی برحق ہے۔ اور اعمال کے حساب کا دن بھی مقرر ہے اور دوزخ و جنت بھی بنائی جا چکی ہے۔ پھر تو کیوں اپنے مالک و خالق کی حکم عدولی کرتا ہے اور لاپرواہی برتتا ہے۔ کس بات نے تجھے اُس سے بے خوف کر رکھا ہے جبکہ سلف صالحین جو گناہ سے بچتے تھے اور نیکیاں ہی نیکیاں کرتے تھے لیکن پھر بھی راتوں کو رو رو کر اللہ سے معافی مانگتے رہے۔ مالکِ حقیقی کے سامنے پیشی اور جوابدہی کے احساس نے اُنہیں گناہوں سے باز رکھا۔ کیا تو اُن سے زیادہ عقلمند ہے؟ یا اُن سے زیادہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے؟۔ اپنے اعمال کا جائزہ لے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے بچ اور آخرت کی فکر پیدا کر۔ کیا 50 یا 60 سالہ زندگی آخرت کی دائمی زندگی سے بہتر ہے؟۔ اپنی اس مختصر اور عارضی زندگی کو آنے والی مستقل زندگی پر ترجیح نہ دے۔

قرآن میں اللہ نے مختلف مقامات پر بنی نوع انسان کو یوں خبردار کیا ہے:

1 ..... ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو دوزخ کی آگ سے بچالو۔
(یاد رہے یہ خطاب کافروں سے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں سے ہے)

2 ..... ترجمہ: اے ایمان والوں تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ جو ایسا کرے گا۔ ایسے ہی لوگ خسارے والے ہیں۔

3 ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے۔

4 ..... ترجمہ: انسان کے حساب کی گھڑی قریب ہے لیکن وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اس جیسے بیسیوں فرامینِ الٰہی قرآن کریم میں جا بجا آئے ہیں۔ اس کے علاوہ روزِ محشر انسانوں پر بیتی اور دوزخ کے عذابوں کی تفصیل اور جنت میں نعمتوں کی تفصیل بھی مکمل بیان کر دی گئی ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ دوزخ کا داروغہ دوزخیوں سے پوچھے گا کیا تمہارے پاس پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے تھے؟۔ وہ کہیں گے "بلیٰ" یعنی ہاں۔ لیکن ہم نے ان کا کہا نہ مانا۔ (پ۲۴۔المومن)

﴿قبر کے حالات و عذاب﴾

نکیرین کے سوال:۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے منکر نکیر کا سوال ہر فوت شدہ شخص سے ہوتا ہے۔ خواہ وہ قبر میں دفن کیا جائے یا اس کو درندے کھا جائیں یا جل کر راکھ ہو جائے یا غرق ہو جائے۔

عذابِ قبر برحق:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی اور اُس نے عذاب قبر کا ذکر کیا پھر کہا عائشہ خدا تم کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جناب رسالت مآب ﷺ سے عذاب قبر کا حال پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب برحق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (بخاری)

قبر کے فتنے:۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پس آپ ﷺ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں عذاب دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس ذکر سے مسلمان (خوف زدہ ہو کر) دیر تک (روتے اور) چلاتے رہے۔ یہ روایت بخاری کی ہے۔ جبکہ نسائی شریف میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آدمیوں کے رونے اور چلانے کے سبب میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نہ سن سکی۔ جب یہ شور کم ہوا تو میں نے اُس شخص سے جو میرے قریب بیٹھا تھا پوچھا کہ خدا تجھے برکت دے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟۔ اُس نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں کے اندر فتنوں میں ڈالے جاؤ گے

Marfat.com

یعنی تم کو آزمایا جائیگا اور یہ فتنہ دجّال کے قریب قریب ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

عذابِ قبر سے خچر کا بدکنا:۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچّر پر سوار ہوکر قبیلہ بنونجّار کے ایک باغ میں تشریف لے جارہے تھے ہم بھی ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدک گیا اور ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرادے۔ وہیں پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں کون اِن کو جانتا ہے؟۔ ایک آدمی نے کہا میں اِن کو جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس حال میں مرے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ شرک کی حالت میں مرے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ سو اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم (مردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے دُعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کے عذاب سنادے جس طرح میں سنتا ہوں۔ اِس کے بعد آپ ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کہ وہ آگ کے عذاب سے بچائے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم اللہ تعالیٰ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کے عذاب سے تم اللہ کی پناہ طلب کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہم خدا تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

قبر پُکارتی ھے:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ نماز کیلئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا جو کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے اُنکے دانت نکل رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ کبھی پیدا نہ ہو۔ لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہو۔ بہت اچھا کیا تو آ گیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تُو اُن سب میں سے مجھے پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اِس کے بعد جہاں تک اُس کی نگاہ جاتی ہے وہ وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اُس کو آتی رہتی ہیں۔

Marfat.com

قبر کے سانپ:۔ جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو کہتی ہے تیرا آنا مبارک نہ ہو بُرا کیا جو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے اُن سب میں تجھ ہی سے مجھے سب سے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالے ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا۔ اس کے بعد وہ اس کو اس طرح دباتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھُس جاتی ہیں۔ اور ستّر اژدھے اُس پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ کہ ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو اُس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہیں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا پھر جہنم کا ایک گڑھا۔ (مشکوٰۃ)

جنت کا باغ یا دوزخ کا گڑھا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور ﷺ کی معیت میں ایک جنازہ کے ساتھ چلے۔ قبرستان میں پہنچ کر آپ ﷺ نے ایک قبر کے پاس تشریف رکھی اور ارشاد فرمایا قبر پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں وہ نہایت فصیح اور صاف آواز کے ساتھ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں نہائت تنگی کا گھر ہوں۔ مگر اُس شخص کے لیے نہیں جس کیلئے اللہ تعالیٰ مجھے وسیع بنا دے۔ اِس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

نئی قبر والے سے پڑوسیوں کے سوال:۔ محمد بن صبیح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کو عذاب یا کوئی دوسری سخت چیز پہنچتی ہے تو اُس کے پڑوسی اُس سے کہتے ہیں کہ اے اپنے جاننے والوں اور پڑوسیوں سے پیچھے رہ جانے والے کیا تجھ کو ہم سے عبرت نہ ہوئی؟ کیا اپنے آپ سے آگے آنے والوں کا حال تو نے نہ سوچا؟ تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال مرنے سے تمام ہو گئے تھے؟۔ تجھ کو تو مہلت تھی تو نے تدارک اس چیز کا کیوں نہ کر لیا جو تیرے رشتہ داروں اور جاننے والوں سے رہ گئی تھی۔ اور زمین کے حصے اُس سے کہتے ہیں اے ظاہر دنیا پر دھوکا کھانے والے جو لوگ تیرے جاننے والوں میں سے زمین کے پیٹ میں چلے گئے تھے اُن سے تو نے عبرت کیوں نہ پکڑی؟۔ ان کو دنیا نے تجھ سے پہلے دھوکا دیا پھر ان کی موت ان کو قبروں میں لے گئی تو ان کو دیکھتا تھا کہ دوسروں کے کندھوں پر اِس منزل میں چلے آتے ہیں جوان کے لئے

Marfat.com

ضروری تھی۔ (احیاء العلوم)

نیک اعمال عذاب قبر روکتے ہیں:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ صحابہ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ قبر کے سرہانے بیٹھ کر اُس کے اندر دیکھنے لگے پھر فرمایا مُردہ اس میں ایسے دبایا جاتا ہے کہ اس کا سینہ اور ہڈی پسلیاں چُور چُور ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مردہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے نیک اعمال اس کو آ کر گھیر لیتے ہیں۔ اگر عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی قرأت روکتی ہے۔ اور اگر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو اس سے قیام روکتا ہے۔ اگر ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتے ہیں کہ یہ شخص ہم کو صدقہ اور دُعا کے واسطے پھیلایا کرتا تھا تمہیں اس طرف نہیں آنے دیا جائیگا۔ اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو ذکر اور روزہ آڑ بن جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک طرف نماز اور صبر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسر رہے گی تو ہم اس کے ساتھ ہوں گے۔ (احیاء العلوم)

سورج ڈوبتا نظر آنا:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سورج چھپ رہا ہو۔ جب اُس کی روح لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ کر بیٹھتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو مجھے نماز پڑھنی ہے۔ (مشکوٰۃ)

قبر میں کیڑے:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض ہم نشینوں کو فرمایا کہ اے فلاں میں رات کو جاگا اور قبر اور اُس میں رہنے والوں کا حال سوچتا رہا۔ اگر تم مردے کا حال تین دن بعد قبر میں دیکھو تو اس کے پاس جانے سے خوف کھاؤ گے چاہے کتنا ہی پیار اُس سے ہو۔ اور قبر کو دیکھو گے کہ اس میں کیڑے دوڑ رہے ہیں، پیپ بہہ رہی ہے، مردے کا رنگ بدل گیا ہے، بُو بگڑ گئی ہے، کیڑے بدن کھا رہے ہیں، کفن پرانا ہو گیا ہے جبکہ پہلے صورت بھی اچھی تھی اور بو بھی عمدہ، کیڑے بھی نہ تھے۔ یہ کہہ کر آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ (احیاء العلوم)

کاش مجھے ماں نہ جنتی:۔ حضرت بکر عابد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں سے کہا کرتے کیا ہی اچھا ہوتا کہ تو میرے حق میں بانجھ ہوتی یعنی مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔ کیوں کہ تیرے بیٹے کو کافی عرصہ قبر میں بند رہنا ہوگا اور پھر

Marfat.com

وہاں سے کُوچ کرنا ہوگا۔

قبر کی یاد:۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کرے گا تو وہ اُسے جنت کے باغوں میں ایک باغ پائے گا۔ جو اس سے غافل رہے گا اس کو دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا پائے گا۔

(احیاء العلوم)

زمین کا تعجب:۔ حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو شخص اپنی خواب گاہ کو درست کرتا ہے اور سونے کیلئے بچھونے کو سنوارتا ہے تو زمین اس کے اس عمل پر تعجب کرتی ہے اور کہتی ہے اے ابن آدم تو اپنے بہت دنوں سڑنے کو کیوں یاد نہیں کرتا۔ میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

غمگین لوگ:۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان گیا جب وہاں سے نکلنا چاہا تو سنا کہ ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اے ثابت قبر والوں کی خاموشی سے دھوکا مت کھانا ان میں بہت سے نفوس غمگین ہیں۔ (احیاء العلوم)

داؤد طائی کا قبر سے گزرنا:۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک قبر پر سے ہوا۔ اس قبر پر ایک عورت بیٹھی رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی بیٹا نہیں معلوم کہ کیڑوں نے تیرے دونوں رُخساروں میں سے پہلے کون سا کھانا شروع کیا ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ یہ چیخ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے۔ (احیاء العلوم)

﴿قبر میں سوال﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس لوٹتے ہیں بے شک وہ (میت) ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سن رہا ہوتا ہے تو وہ فرشتے اس کو بٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ پس مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک یہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ﷺ ہیں۔ پس اس کو کہا جاتا ہے (اگر تو مومن نہ ہوتا اور صحیح جواب نہ دیتا)

Marfat.com

تو دیکھ تیری جگہ دوزخ تھی۔لیکن (ایمان کے سبب سے) خدا تعالیٰ نے تیری جگہ بہشت میں تجھے عطا فرمائی۔ پس دوزخ (پہلے دیکھ کر اور اسکے بعد) بہشت کو دیکھتا ہے۔(تا کہ اس کی خوشی زیادہ ہو جائے) لیکن کافر و منافق کو جب کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی (حضرت محمد ﷺ) کے حق میں کیا کہتا ہے۔ پس (کافر) کہتا ہے میں نہیں جانتا (اور منافق کہتا ہے) جو کچھ دوسرے لوگ اس کو دُنیا میں کہتے تھے میں بھی وہی کہتا ہوں۔ پس اُس کو کہا جاتا ہے تو نے (حق کو) نہ خود جانا اور نہ کسی سے پڑھا سمجھا۔ یوں اس کافر و منافق کو لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے۔ وہ اتنا روتا اور چلاّتا ہے کہ ہر کوئی سنتا ہے سوائے جنّوں اور انسانوں کے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تو (دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا۔ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے)؟ وہ جواب دیتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ جو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کھلے معجزے لے کر آئے، سو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی اللہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ پھر اُس کے سامنے دوزخ کی طرف سے ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے ایکدوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اُس سے کہتے ہیں دیکھ اللہ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا۔ پھر اُس کے سامنے جنت کی طرف سے ایک روشندان کھولا جاتا ہے۔ (جس سے) وہ جنت کی رونق اور دوسری چیزیں دیکھتا ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانہ ہے۔ تو یقین پر ہی زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور انشاء اللہ یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اُٹھے گا۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اُس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دُنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے مجھے پتا نہیں۔ پھر اُس سے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟۔ وہ کہتا ہے کہ اِس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔

Marfat.com

پھراس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اُس کی رونق اور اسکے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھراُس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھراُس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھراس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور انشاءاللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اُٹھے گا۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

مومن اور کافر کی رُوحیں:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن جب دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اُس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں ان کے پاس جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرشتے اِس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اُس کی نگاہ پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت ملک الموت تشریف لاتے ہیں حتّٰی کہ اُس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور اُس کی رضا مندی کی طرف نکل چل۔ چنانچہ اُس کی روح اِس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے پانی کا قطرہ بہتا ہوا باہر آ جاتا ہے۔ پس اُسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔ حتی کہ اُسے لے کر کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق ارشاد ہے کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو پائی جاتی ہے اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اِس روح کو لے کر فرشتے (اُوپر) چڑھتے ہیں۔ اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ یہ پاک روح کون ہے؟ وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ پھر آسمان دُنیا تک اُس کو پہنچاتے ہیں اور اُس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علّیین میں لکھو اور اس کو (سوال جواب کیلئے) زمین پر واپس لے جاؤ

Marfat.com

کیوں کہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں اس کو لوٹا دوں گا۔ اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا۔ چنانچہ اس کی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دُنیا میں تھی بلکہ اس عالم کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی)۔ پھر اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اُس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ﷺ ہیں۔ پھر اُس سے پوچھتے ہیں تیرا عمل کیا ہے وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے کہ میرے بندے نے صحیح صحیح جواب دیئے لہٰذا اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ اس کے بعد نہائت خوبصورت چہرے والا بہترین لباس اور پاکیزہ و خوشبودار ایک شخص اُس کے پاس آ کر کہتا ہے خوشی کی خبر سن یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا عمل صالح ہوں۔ اس کے بعد وہ خوشی میں کہتا ہے اے رب قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل و عیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔ اور بلاشبہ جب کافر دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے لگتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اُس کی نظر پہنچتی ہے۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں حتّٰی کہ اُس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل۔ ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اسکے جسم میں اِدھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے۔ لہٰذا ملک الموت اُس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی تیخ بھیگے ہوئے اُون سے صاف کی جاتی ہے (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اُون کانٹے دار تیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے)۔ پھر اس کی روح ملک الموت (اپنے ہاتھ میں)

Marfat.com

لے لیتے ہیں اوران کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کے برابر بھی اُن کے پاس نہیں چھوڑتے اور فوراً ان سے لے کراس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں (جوان کے پاس ہوتے ہیں)۔ان ٹاٹوں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسے کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹتی ہو۔ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس پہنچتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ اس کا برے سے بُرا نام لے کر کہتے ہیں جس سے وہ دُنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔حتیٰ کہ وہ اُسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کیلئے دروازہ نہیں کھولا جاتا جیسا کے قرآن میں اللہ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے۔ (پ ۸۔سورہ الاعراف۔رکوع ۵)

پھر اللہ فرمائیں گے اس کو کتاب ''سجین'' میں لکھ دو جو سب سے نیچی زمین میں ہے چنانچہ اُس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے۔

پھر حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اُس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اُس کو ہوا نے دُور و دراز جگہ پر لے جا کر پھینک دیا''۔ (پ۔۔۔۔۔رکوع)

پھر اُس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے کچھ پتہ نہیں پھر دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھ کو پتہ نہیں۔ جب یہ سوال و جواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے لہٰذا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کیلئے دوزخ کا دروازہ کھول دو (چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے)۔اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی

Marfat.com

ہے۔حتّٰی کہ اس کی پسلیاں بھینچ کر آپس میں ادھر کی ادھر مل جاتی ہیں اوراس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور بُرے کپڑے پہنے ہوتا ہے اور جسم سے بہت بدبو آتی ہے۔وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ مصیبت کی خبر سن لے یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صورت اِس لائق ہے کہ تو بُری خبر سنائے۔وہ کہتا ہے میں تیرا بُرا عمل ہوں یہ سن کر (ڈر کی وجہ سے کہ عذاب ہوگا) یوں کہتا ہے کہ اے ربّ قیامت قائم نہ کر۔(مشکوٰۃ شریف)

﴿وہ باتیں جن سے قبر کے سوال آسان ہوجاتے ہیں﴾

مختلف احادیث مبارکہ کے مطابق مندرجہ ذیل افراد کو سوالِ قبر میں آسانی ہوگی۔

(1) ..... جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہوجائے۔

(2) ..... جو شخص پیٹ کے مرض سے مرجائے۔

(3) ..... جو شخص روزانہ رات کو سورۃ الملک پڑھتا ہو۔

(4) ..... جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو۔

﴿وہ اعمال جن سے عذاب قبر ہوتا ہے﴾

(1) ..... مسجد میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

(2) ..... پیشاب کرتے ہوئے اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔

(3) ..... لوگوں کی غیبت یا چغلی کرنا۔

(4) ..... امانت میں خیانت کرنا۔

(5) ..... مظلوم کی فریادرسی نہ کرنا۔

Marfat.com

(6)..... لباس میں ایسی زینت وتفاخر کرنا جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔

(7)..... اہلِ بیت واصحابِ رسول ﷺ کی بے ادبی کرنا۔

(8)..... حرام روزی کھانا۔

(9)..... سود کھانا۔

(10)..... یتیموں کا مال ظلم سے لے لینا۔

(11)..... زنا کرنا۔

(12)..... لوگوں کی پردہ دری یعنی عیبوں کو ظاہر کرنا۔

(13)..... اغلام بازی یا عورت سے غیر فطرتی جماع کرنا۔

(14)..... والدین کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ جب کسی میت کو قبر میں اُتار دیا جاتا ہے تو قبر فوراً اُس سے سوال کرتی ہے کہ اے آدمی تو نے کس لیے مجھے فراموش کر رکھا تھا؟ کیا تجھے پتہ نہ تھا کہ میں دُکھوں کا گھر ہوں جس میں رنج، درد اور تکلیف ہی تکلیف ہے۔ اندھیری کوٹھڑی ہوں جہاں تاریکی ہی تاریکی ہے۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ پھر اے شخص تو کس بات پر اکڑا اکڑا پھرتا تھا؟ یہاں تک کہ میرے اوپر سے گزرتے ہوئے تیرا ایک پاؤں کہیں پڑتا تھا تو دوسرا کہیں۔ (قبر کی ڈانٹ سن کر اگر وہ مردہ کسی نیک بندے کا ہو) تو ایک غیبی آواز یہ کہہ کر قبر کو مطمئن کر دیتی ہے کہ اے قبر یہ تو کس سے کہہ رہی ہے یہ تو ایک نیک اور پاکیزہ بندہ ہے جو ہمیشہ نیکی کا حکم کرتا رہا اور برائی سے منع کرتا رہا۔ یہ سن کر قبر کہتی ہے کہ اچھا یہ بات ہے تو یہ لو میں اِس کے لیے گلزار بن جاتی ہوں۔ پھر اُس شخص کی روح آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔

قبر نے کیسے پُکارا؟:۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال سے ایک ہفتہ پہلے کا واقعہ ہے ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے وہاں ایک قبر کے پاس غور وفکر میں ڈوب گئے۔ کسی نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ یہاں تنہا کیسے تشریف فرما ہیں۔ فرمایا ابھی ابھی ایک قبر نے مجھے پکار کر بلایا اور

Marfat.com

بولی اے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں اپنے اندر آنے والوں کے ساتھ کیا سلوک اور برتاؤ کرتی ہوں؟ میں نے اُس قبر سے کہا مجھے ضرور بتا۔ وہ کہنے لگی جب کوئی میرے اندر آتا ہے تو میں اُس کا کفن پھاڑ کر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہوں۔ اُس کا گوشت کھا جاتی ہوں۔ اُسکے کندھوں کو بازوؤں سے، بازوؤں کو کلائیوں سے، کلائیوں کو پنجوں سے۔ اُس کی سرینوں کو رانوں سے، رانوں کو گھٹنوں سے، گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو قدموں سے جدا کر دیتی ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد آپ ہچکیاں لے کر رونے لگے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اس دنیا میں ہمیں بہت تھوڑا عرصہ رہنا ہے مگر اس دنیا کا فساد بہت زیادہ ہے۔ یاد رکھیئے جو اس دنیا میں سخت گناہ گار ہونے کے باوجود صاحبِ اقتدار ہے یا عزت دار ہے وہ آخرت میں انتہائی ذلیل ہوگا۔ مال کی محبت میں اندھے ہو جانے والے مالدار اب دیکھ لے موت کے بعد قبر کے اندر خاک نے اُن کے جسموں کا کیا حال کر دیا۔ ان کی زبان کے بارے غور کرو جو ہر وقت چہکتی تھی ان کی آنکھوں کا حال پوچھو جو ہر طرف دیکھتی رہتی تھیں۔ ان کی ملائم جلدوں اور نرم و نازک بدنوں کے ساتھ کیڑوں نے کیا سلوک کیا؟۔ آہ قبر نے اُن کے رنگ سیاہ کر دیئے۔ اُن کا گوشت کھا ڈالا اور منہ پر مٹی ڈال دی۔ ان کے اعضا توڑ کر رکھ دیئے۔ کہاں ہیں ان کے ملازمین جو ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے تھے؟۔ کہاں ہیں ان کی وہ خوشامدیں کرنے والے دوست جو ہر بات میں ہاں سے ہاں ملاتے تھے؟۔ کہاں ہیں اُن کے آراستہ و پیراستہ بنگلے اور عمدہ عمدہ گھر؟ کہاں ہیں انکے آرام دہ اور نرم نرم بستر؟۔ کہاں گیا اُن کا مال و زر اور کہاں گئے اُن کے ڈھیروں روپے جن کو گن گن کر رکھا کرتے تھے؟۔ آہ نوکروں نے اُن کی قبروں میں توشہ دان نہ پہنچایا۔ کوئی بچھونا بچھایا نہ کوئی تکیہ لگایا، انہیں یوں ہی زمین پر ڈال دیا۔ ان کی قبر میں اب بالکل تنہائی اور بے سروسامانی ہے۔ گھُپ اندھیرا اور وحشت و ویرانی ہے۔ نہ روشنی نہ کھانا پینا۔ ان کے لئے اب شب و روز یکساں ہیں۔ نہ احباب سے ملاقات نہ کہیں آنا نہ جانا۔ آج قبروں میں کیسے کیسے حسینوں کی مٹی پلید ہو چکی۔ ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ نشیلی آنکھیں نکل کر منہ پر بہہ گئیں۔ گردن دھڑ سے جدا ہو چکی۔ منہ میں پیپ بھر گئی۔ خوبصورت جسم کے اندر اور باہر کیڑے چل پھر رہے ہیں۔ ہائے قبر میں مردے کی بے بسی۔ دنیا میں ان کی بیواؤں نے دوسرے نکاح کر کے گھر بسا لئے۔ ان کی اولادوں نے اُن کے

Marfat.com

مضبوط مکانات پر قبضے جما لیے اور اُن کے وارثوں نے اُن کے خون پسینے کی کمائی آپس میں بانٹ کر اپنے اپنے حصے سمیٹ لیئے۔

کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو قبروں میں بھی مزے سے ہیں۔ کیوں کہ وہ فانی دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں لگے رہے اور خوفِ خدا سے روتے رہے۔ دنیا کی رنگینیاں انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر سکیں۔ دنیا میں رہ کر بھی انہوں نے اپنی زندگی خدا اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانوں کے مطابق بسر کی۔ آج اُن کی قبریں جنت کے باغ ہیں۔ اُن میں جنت کی کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں اور رحمت کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔

﴿قیامت کا دن اور حالاتِ محشر﴾

قیامت آنے سے پہلے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے کہ اللہ کریم حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ارشاد فرمائیں گے۔ شروع میں اس کی آواز کم ہوگی لیکن آہستہ آہستہ بڑھتی جائے گی۔ آخر لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ پھر ہر طرف ہلچل مچ جائے گی۔ آسمان پھٹ جائے گا۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند ہونے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

سورہ آلِ عمران میں قیامت کا بیان :

''جس روز بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ ہوں گے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائیگا کیا تم کافر ہوئے بعد ایمان لانے کے۔ پس چکھو عذاب سبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور وہ اِس میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (پ۴)

سورہ یونس میں قیامت کا منظر:

''جن لوگوں نے بُرے کام کیے ان کی بُرائی کی سزا اُس کے برابر ملے گی اور اُن پر ذلت چھا جائے گی اور اُن کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور اُن کے منہ ایسے کالے ہوں گے گویا ان کے چہروں

Marfat.com

پراندھیری رات کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں"۔(پ۱۱)

سورہ ابراھیم میں احوالِ قیامت:

"اورتو اس دن مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا اوراُن کے کرتے قطران (چیڑ کے درخت کے تیل) کے ہوں گے (کہ اس تیل میں آگ بہت تیز یعنی پٹرول کی طرح لگتی ہے) اوران کے چہروں پر آگ لپٹی ہوئی ہوگی۔(اور یہ ساری تکلیفیں کیوں ہیں) تا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اُس کے کئے ہوئے کی سزا دے۔بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے"۔(پ۱۳)

سورہ بنی اسرائیل میں ارشادالٰھی:

"اورہم نے ہر انسان کا عمل (نیک ہو یا بد) اُس کے گلے کا ہار بنا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا اعمال نامہ اُس کے سامنے کردیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا اوراس سے کہا جائیگا کہ تو خود ہی پڑھ لے آج تو خود ہی اپنا محاسب ہے"۔(پ۱۵)

سورہ حج میں قیامت کا حال:

"جس دن اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائیگی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا"۔(پ۱۷)

جب حضرت اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے تو وہ تمام روحیں اپنے جسموں میں لوٹ آئیں گی۔ جب تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کردیا جائیگا تو سب کو علیحدہ علیحدہ گروہوں میں بانٹ دیا جائیگا۔پھر آسمان کو کھولا جائیگا اور فرشتے انسانوں کے اعمال نامے لے کر وہاں سے اتریں گے۔فرشتے انسانوں کے اعمال نامے اُن کے ہاتھوں میں پکڑا دیں گے۔نیک لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں اور بُرے لوگوں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔

سورہ مؤمنون میں قیامت کا نقشہ:

"جب (قیامت کے دن) صور پھونکا جائیگا تو (اس قدر خوف ہوگا کہ) باہمی رشتے بھی اس روز نہ

Marfat.com

رہیں گے (یعنی انسان اجنبی بن جائیں گے) کوئی کسی کو نہیں پوچھے گا (اور اعمال کی ترازو کھڑی کردی جائے گی) پس جس شخص کا پلّہ بھاری ہوگا (یعنی اس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی) ایسے لوگ تو کامیاب ہوں گے اور جس کا پلّہ ہلکا ہوگا پس یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا اور وہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی اور اُس میں اُن کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے"۔ (پ۱۸)

سورہ جاثیہ میں قیامت کا ذکر:

"اور آپ (روز قیامت) ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ وہ لوگ خوف کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ ہر فرقہ اپنی کتاب (نامہ اعمال) کی طرف لایا جائیگا۔اور ان سے کہا جائے گا کہ آج تم کو تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائیگا۔(اور کہا جائیگا کہ) یہ ہماری کتاب (جس میں تمہارے اعمال لکھے ہوئے ہیں) تمہارے اعمال کو ٹھیک ٹھیک بتارہی ہے۔ہم دنیا میں فرشتوں سے تمہارے اعمال کو لکھواتے رہتے تھے (جو اس وقت تمہارے سامنے ہے)"۔(پ۲۵)

سورۂ القیامہ میں روزِ محشر کی تفصیل:

"جب آنکھ خیرہ ہوجائے گی (خوف دہشت کی وجہ سے آنکھیں چندھیا جائیں گی) اور چاند بے نور ہوجائیگا اور (بے نوری میں) چاند اور سورج یکساں ہوجائیں گے۔اس روز انسان کہے گا بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟۔ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانہ ہوگا۔آگاہ کردیا جائیگا انسان کو اس روز جو عمل اُس نے آگے بھیجے اور جو (اثرات) وہ پیچھے چھوڑ آیا"۔(پ۲۹)

سورہ نباء اور قیامت کی گھڑی:

"جس روز صور پھونکا جائیگا تو تم چلے آؤ گے فوج در فوج اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائیگا اور حرکت دی جائے گی پہاڑوں کو تو وہ سراب بن جائیں گے۔ درحقیقت جہنم ایک گھاٹ ہے یہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ پڑے رہیں گے اس میں عرصہ دراز۔ وہ نہ چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی چیز اور نہ پانی، سوائے کھولتے پانی اور گرم پیپ کے"۔(پ۳۰)

Marfat.com

سورۃ النازعات اور احوالِ قیامت :

يَوْمَ تَرْ جُفُ الرَّ اجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ط قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُ هَا خَاشِعَةَ O

''جس روز ملنے کی ملنے والی پیچھے آئی گی اُس کے چیخ۔دل اُس روز کانپتے ہوں گے اور آنکھیں خوف زدہ ہوں گی''۔(پ۳۰)

زمین پر اتنا زبردست زلزلہ آئے گا کہ زمین کے اوپر بنی ہوئی ہر چیز ختم ہوجائیگی اور زمین بالکل ہموار ہوجائیگی۔آسمان پھٹ کر بے جان جسم کی طرح ہوجائیگا۔اسکا رنگ سرخ ہوجائے گا۔اور سورج، چانداور ستارے ٹوٹ کر بے نور ہوجائیں گے۔

سورہ عبس میں قیامت کے حالات:

''پھر جب کان بہرا کرنے والا شور اُٹھے گا اُس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور بچوں سے ہر شخص کو اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پروا کردے گی۔کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے) چمک رہے ہوں گے۔ہنستے ہوئے خوش وخرم اور کئی منہ اُس روز غبار آلودہ ہوں گے ان پر کالک لگی ہوگی یہی وہ کافر وفاجر لوگ ہوں گے''۔(پ۳۰)

سورہ انشقاق میں ارشاد ربّانی ھے:

''پس جس شخص کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اُس سے عنقریب آسان حساب لیا جائیگا۔اور وہ (اُس سے فارغ ہوکر) اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا اور جس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔سو وہ موت کو پکارے گا (جیسا کہ مصیبت کے وقت پکارا جاتا ہے) اور جہنم میں داخل ہوگا۔یہ شخص دنیا میں اپنے گھر بہت خوش خوش رہتا تھا اس نے گمان کر رکھا تھا کہ اُس کو خدا کے ہاں جانا ہی نہیں۔بے شک ہمارے ہی پاس ان سب نے لوٹ کر آنا ہے اور ہمارا ہی کام سب سے حساب لینا ہے''۔(پ۳۰)

سورۃ زلزال میں قیامت کا حال:

''جب زمین (زلزلہ کی وجہ سے) اپنی پوری حرکت سے چلادی جائے گی۔(جب ساری دنیا میں زلزلہ

Marfat.com

آئے تو ظاہر ہے وہ کتنا بڑا ہوگا) اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ (یعنی مردے وغیرہ) باہر نکال کر پھینک دے گی اور آدمی (ہکا بکا ہو کر) کہے گا اسے کیا ہوا۔ اور اُس دن زمین (جو کچھ اُس کے اوپر اچھا یا بُرا کیا گیا) سب کی خبر دے گی اِس وجہ سے کہ آپ ﷺ کے رب کا اُسے یہی حکم ہوگا۔ اس روز لوگوں کی مختلف جماعتیں (گروہ) پلٹ آئیں گی (تاکہ اپنے اُن اعمال کو جو دنیا میں کیے تھے) دیکھ لیں۔ پس جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی ہوگی وہ بھی اُسے دیکھ لے گا''۔ (پ۳۰)

صاحبِ ایمان اور اللہ تعالیٰ کے قرآن پر یقین رکھنے والے کو فکرِ آخرت کیلئے جھنجھوڑنے کیلئے بیان کی گئی مندرجہ بالا آیات کافی ہیں۔ یہ تو صرف چند ایک نمونے ہیں ورنہ قرآن کریم میں تو بار بار انسان کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اے انسان اپنے آپ کو سنوار لے اور برے اعمال سے بچا لے اور احساسِ جوابدہی اپنے اندر پیدا کر لے ورنہ تو خسارے میں رہے گا اور روزِ محشر بہت پچھتائے گا۔ اور حسرت سے کفِ افسوس ملے گا کہ کاش اس وقت کی کچھ تیاری کی ہوتی۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت۔

﴿قیامت کے احوال بزبانِ حدیث﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ دو نفخوں (یعنی دو صور) کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک سفید رنگ کا پانی برسائیں گے جس سے لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جیسے سبزہ پھوٹتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روائت میں تین نفخوں (صوروں) کا ذکر ہے ایک گھبراہٹ کا، دوسرا بے ہوش ہونے کا اور تیسرا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا۔

پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد آسمان اور زمین کی تمام مخلوق گھبرا اُٹھے گی۔ جیسے قرآن میں ہے کہ مارے دہشت کے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔ اور حاملہ عورتیں اپنے حمل ڈال

Marfat.com

دیں گی مارے وحشت کے اورلوگ نشے کی حالت میں دکھائی دیں گے۔

اس کے بعد بحکم الٰہی حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے تو زمین وآسمان کی ہر جاندار مخلوق مرجائے گی علاوہ چند افراد کے جیسے اللہ کو منظور ہوگا (اس سے بڑے فرشتے بھی مراد ہوسکتے ہیں)۔ بعد میں وہ بھی موت کا ذائقہ چکھیں گے۔ پھر اللہ کریم دنیا کو حقارت کے طور پر فرمائیں گے کہ کہاں ہیں تیرے بادشاہ اور شہزادے؟ کہاں ہیں بڑے بڑے تکبر کرنے والے اوران کے صاحبزادے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری نعمتیں کھاتے تھے اور عبادت میری بجائے دوسرے معبود کی کرتے تھے؟۔ پھر فرمائیں گے آج کے دن کس کی حکومت ہے؟ کوئی جواب نہ دے گا تو خود ہی فرمائیں گے پس خدا ہی کی حکومت ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے چالیس روز تک ایک خاص قسم کا پانی برسائیں گے جس سے مخلوق کو اِس طرح پیدا فرمائیں گے جیسے کہ سبزہ نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے جسم مکمل ہوجائیں گے۔

جب حضرت اسرافیل علیہ السلام پھر صور پھونکیں گے تو زمین پھٹ جائے گی۔ سب سے پہلے سرورِدو جہاں ﷺ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔ پھر باقی لوگ اپنی اپنی قبروں سے تیزی اور جلدی سے اپنے پروردگار کے حکم کی جانب چل پڑیں گے۔ لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے۔ کچھ عرصہ تک وہ پریشانی اور گھبراہٹ سے روئیں گے اور پسینے میں ڈوب جانے کو ہوں گے۔ پھر جب آسمان پھٹ جائیگا تو تمام کے تمام فرشتے زمین پر جمع ہوکر صف بندی کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ دوزخ کو حکم فرمائیں گے تو اس میں ایک لمبی اور کالے رنگ کی گردن برآمد ہوگی وہ مخلوق سے گفتگو کرے گی۔ پھر حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے بنی آدم کیا تم کو یہ تاکید نہیں کردی گئی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے؟ اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا۔ کیا تم نہیں سمجھتے تھے کہ یہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج تم اپنے کفروشرک کے بدلے اس میں داخل ہوجاؤ تو تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل گر پڑیں گی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَتَرٰی کُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَه O یعنی آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانوں کے بل گر پڑیں گے۔

Marfat.com

پھر ہر فرقہ اپنے نامہ اعمال کی جانب بلایا جائیگا اس کے بعد حق سبحانہٗ اپنی مخلوق کا فیصلہ شروع فرمائیں گے۔اور وحشی جانوروں اور چوپایوں میں بھی فیصلہ فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائیگا پھر اُن کو حکم ہوگا کہ مٹی ہو جاؤ۔اس موقعہ پر کافر انسان بھی کہے گا۔

وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَاباً ○ اے کاش میں بھی خاک ہو جاتا۔

پھر سب کو ایک ایک کر کے بلایا جائیگا اور ظالم کی نیکیاں اور اعمالِ صالحہ مظلوموں میں بانٹے جائیں گے کہ جن پر اُس نے ظلم کیا ہوگا۔اس روز درہم و دینار وغیرہ نہیں ہوں گے بلکہ نیکیوں اور برائیوں کے ذریعے ہی معاملہ طے پائے گا۔ چنانچہ مظلوم لوگ ظالموں کے نیک اعمال لے لیں گے۔ جب اُن کے نیک اعمال ختم ہو جائیں گے تو مظلوموں کی برائیاں ظالموں کو بدلہ میں دے دی جائیں گی اور جب ظالموں کے پاس برائیوں کا ڈھیر لگ جائیگا تو انہیں کہا جائیگا کہ ھاویہ (دوزخ) میں داخل ہو جاؤ۔آج کسی پر کسی کا ظلم نہ ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسولِ اکرم ﷺ نے کہ کسی کے قدم بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے جب تک اُس سے چار باتیں معلوم نہ کر لی جائیں۔

(1)..... اپنی زندگی کن کاموں میں بسر کی؟

(2)..... اپنے بدن کی طاقت کس کس جگہ پر صرف کی؟

(3)..... اپنے پر کتنا ظلم کیا؟

(4)..... مال کیسے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟

وہاں پر کوئی رشتہ داری اور دوستی یاری کام نہیں آئے گی اور نہ ہی کوئی اپنی نیکی مانگنے پر کسی کو دے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔ نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

Marfat.com

﴿دوزخ کے حالات اور عذاب﴾

قرآن کریم میں ارشادِ ربّانی ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ قُوْ اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَا رًا O

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچالو جو ظالموں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (یاد رہے کہ یہ تنبیہ اہل ایمان کو کی جارہی ہے)۔ (پ۲۸۔التحریم)

دوزخ کی آگ کیسے بنی؟:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا دوزخ کی آگ ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سرخ رنگ کی ہوگئی۔ اس کے بعد پھر اُسے ایک ہزار برس تک دھونکا گیا جس سے وہ سفید ہوگئی۔ اس کے بعد اس کو ایک ہزار سال تک جلایا اور دھونکا گیا یہاں تک کہ وہ کالے رنگ کی بن گئی۔ چنانچہ وہ اندھیری رات کی طرح کالے رنگ کی ہے۔ (ترمذی)

دوزخ کی گھرائی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ خدا ﷺ سے روائت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دوزخ کی گہرائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائیگا۔ (ترغیب۔ابن حبان)

دوزخ کی دیواریں:

فرمانِ رسولِ اکرم ﷺ ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت کا ہے۔ یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ چوڑائی طے کرنے کیلئے چالیس سال خرچ ہوں۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اُس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اُس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری: مسلم)

﴿قرآن کریم میں جہنم کے عذابوں کا ذکر﴾

دوزخ کا جوش مارنا:

سورہ فرقان میں ارشاد ربانی ہے" جب وہ (دوزخ) ان کو دور سے دیکھے گا تو (وہ دیکھتے ہی اس قدر غضبناک ہوکر جوش مارے گا کہ) وہ لوگ (دوری سے) اس کا جوش وخروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ (پ ۱۸ رکوع ۱)

دوزخ اس شخص کو (خود) بلائے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (اطاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور (مال) جمع کیا ہوگا پھر اُٹھا اُٹھا کر رکھا ہوگا۔ (پ ۲۹۔ معارج)

(حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق یہاں مال جمع کرنے سے مراد حلال وحرام میں تمیز نہ کرنا اور فرمان خداوندی کے مطابق خرچ نہ کرنا ہے)۔

دوزخیوں کا کھانا اور پینا:

دوزخیوں کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی ملے گا اور سوائے جھاڑ کانٹوں والے کھانے کے ان کے لئے کچھ کھانا نہ ہوگا جو نہ طاقت دے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔

ضریع:۔ ضریع ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جس کی خباثت سے جانور بھی اس کے پاس نہیں جاتے۔ یہاں ضریع سے آگ کے کانٹے بھی مراد ہو سکتے ہیں جو ایلوے سے کڑوے مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے

Marfat.com

زیادہ گرم ہوں گے۔

غسلین (زخموں کا دھون):۔ سورۃ الحاقہ میں ارشاد ہے:

''آج اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ کچھ کھانے کو ہے سوائے زخموں کے دھوون کے جسے صرف گناہگار کھاتے ہیں''۔(پ۲۹)

زقوم (سینڈھ):۔ سورہ واقعہ میں ارشاد ربانی ہے:

''بے شک گناہ گار کی غذا پگھلے ہوئے تانبے جیسا زقوم کا درخت ہے جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔ پھر اسے جھٹلانے والے لوگو تم زقوم کے درخت کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھرو گے پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ قیامت کے روز اس طرح ان کی مہمانی ہوگی''۔(پ۲۷)

سورہ صافات میں ہے:

''دراصل وہ (زقوم) ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن''۔(پ۲۳)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں بگاڑ ڈالے (یعنی سب کڑوی ہو جائیں)۔ اب بتاؤ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔

(ترمذی)

غسّاق:۔ سورہ نبا میں ارشاد ربانی ہے:

وہ اس دوزخ میں کھولتے ہوئے پانی اور غسّاق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کا مزہ تک نہ چکھ سکیں گے۔(پ۳۰)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر غسّاق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔(ترمذی، حاکم)

Marfat.com

ماءٍ كَالْمُهْل (کیٹ):۔ سورہ کہف میں ارشادِ الٰہی ہے:

''اوراگر پیاس سے تڑپ کرفریادکریں گےتو اُن کوایسا پانی دیا جائے گا جوتیل کی تلچھٹ (کیٹ) کی طرح کا ہوگا جو چہروں کوبھون ڈالے گا۔ کیا ہی بُرا پانی ہوگا جو چہروں کوبھون ڈالے گا کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور دوزخ کیا ہی بُری جگہ ہے''۔ (پ۱۵)

ماءٍ حدید (پیپ کا پانی):۔ سورہ ابراہیم میں ارشادِ ربّانی ہے:

''اِس (دوزخی) کو پیپ کا وہ پانی پلایا جائے گا جس کو وہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا۔ اوراس کو گلے سے بمشکل اُتار سکے گا اوراس کو ہر طرف سے موت (آتی ہوئی) نظر آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں''۔ (پ۱۳)

حمیم (کھولتا ہوا پانی):۔ سورہ محمد ﷺ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اوردوزخیوں کوکھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا جوان کی آنتوں کوٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گا''۔ (پ۲۶)

طَعَامُ ذِی غُصَّةٍ (گلے میں اٹکنے والا کھانا):۔ سورہ مزمل میں ارشادِ ربّانی ہے:

''بے شک (ان کافروں کیلئے) ہمارے پاس بیڑیاں، آگ کا ڈھیر اور گلے میں اٹک جانے والا کھانا اوردردناک عذاب ہے''۔ (پ۲۹)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ خدا ﷺ سے روائت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا دوزخیوں کو (اتنی زبردست) بھوک لگا دی جائے گی جو اکیلی ہی اس عذاب کے برابر ہوگی جوان کو بھوک کے علاوہ ہورہا ہوگا۔ لہٰذا وہ کھانے کیلئے فریادکریں گے۔ اس پران کوضریع کا کھانا دیا جائیگا جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک دفع کرے گا۔ پھر دوبارہ کھانا طلب کریں گےتوان کو **طَعَامٌ ذِیْ غُصَّةٍ** (گلے میں اٹکنے والا کھانا) دیا جائے گا جوگلوں میں اٹک جائے گا۔ اُس کو نیچے اُتارنے کیلئے تدبیر سوچیں گےتو یادکریں گے کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے گلے کی اٹکی ہوئی چیزیں اتارا کرتے تھے لہٰذا پینے کی چیز طلب کریں گے۔ چنانچہ کھولتا ہوا پانی لوہے کی سنڈاسیوں کے ذریعے ان کے سامنے کردیا جائے گا وہ سنڈاسیاں جب اُن کے چہروں کے قریب ہوں گی تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گی پھر جب پانی اُنکے پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتیں وغیرہ) کے ٹکڑے

Marfat.com

ٹکڑے کرڈالے گا۔ (مشکوٰۃ)

﴿دوزخ میں مزید عذاب﴾

کھال کا دوبارہ بن جانا:۔ سورۃُ النساء میں ارشادالٰہی ہے:

''جب (دوزخی کی) ایک دفعہ کھال جل چکے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری نئی کھال پیدا کردیں گے تا کہ عذاب چکھتے ہی رہیں''۔ (پ۵)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ دوزخیوں کو روزانہ ستّر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی ہر مرتبہ جب آگ جلائے گی تو کہا جائے گا جیسے تھے ویسے ہی ہوجاؤ چنانچہ ہر بار وہ ایسے ہی ہوجائیں گے۔ (ترغیب وترہیب)

یصھر (گرم پانی سر پر ڈالنا):۔ سورہ حج میں ارشادربّانی ہے:

''ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس کی تیزی سے ان کے پیٹ میں سے اور کھال میں سے سب کچھ گل کر باہر نکل آئے گا''۔ (پ۱۷)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک کھولتا ہوا پانی ضرور دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جو ان کے پیٹوں میں پہنچ کر ان تمام چیزوں کو کاٹ دے گا جو ان کے پیٹوں کے اندر ہیں اور آخر میں قدموں سے نکل جائیگا۔ اس کے بعد پھر دوزخی کو ویسا ہی کردیا جائے گا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر فرمایا آیت میں جو لفظ ''یُصْھَر'' ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ (ترمذی)

مقامع (گرز):۔ سورہ حج میں ارشادربّانی یوں ہے:

''اور دوزخیوں (کے بارے) کے لئے لوہے کے گُرز ہیں وہ لوگ جب بھی دوزخ کی گھٹن سے نکلنا چاہیں گے پھر اس میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو''۔ (پ۱۷)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (دوزخ کا) لوہے کا گُرز زمین پر رکھ دیا جائے تو جن وانسان مل کر بھی

Marfat.com

اُسے نہیں اُٹھا سکتے۔(احمد)

صعود (آگ کا پہاڑ):۔ قرآن پاک میں ہے:

''عنقریب میں اس کو صعود پر چڑھاؤں گا'' (جو دوزخ میں آگ کا پہاڑ ہے)۔(پ۲۹۔المدثر)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر دوزخی کو ستر سال تک چڑھایا جائیگا، پھر ستر سال تک اوپر سے گرایا جائیگا۔تو وہ ستر سال تک گرتے گرتے نیچے پہنچے گا۔اور اس کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہوتا رہے گا۔(ترمذی)

سلسلہ (بہت لمبی زنجیر):۔ سورۃ الحاقہ میں ارشاد خداوندی ہے:

''(فرشتوں کو حکم ہوگا) اس کو پکڑو پھر اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کر دو پھر ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی پیمائش ستر گز ہے''۔(پ۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی۔پاخانے کے راستے نکالی جائیں گی۔پھر اسے آگ میں اس طرح بھونا جائے گا جیسے سیخ میں کباب اور تیل میں ٹڈی بھونی جاتی ہے۔(ابن کثیر)

طوق:۔ سورہ دہر میں ارشادِ الٰہی ہے:

''اور ہم نے کافروں کیلئے زنجیریں، طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے''۔(پ۲۹)

سورہ مومن میں ہے:

''اُن کو ابھی معلوم ہو جائیگا جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور (ان طوقوں میں) زنجیریں (پروئی ہوئی ہوں گی اور اس طرح وہ) گھسیٹتے ہوئے گرم پانی میں لے جائے جائیں گے''۔(پ۲۴)

گندھک کے کپڑے:۔ سورہ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے:

''اُن کے کُرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوئی ہوگی''۔(پ۱۳)

Marfat.com

دوزخیوں کی حسرت اور پچھتاوہ:۔ سورہ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جس روز ان کے چہرے دوزخ میں اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے تو وہ یوں کہتے ہوں گے کہ اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی''۔ (پ۲۲)

مختلف عذابوں سے سخت گھبرا کر دوزخی جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ کسی ایک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے وہ جواب دیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے؟ اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے تھے؟۔ اس پر دوزخی جواب دیں گے ''بلیٰ'' ہاں آتے تو تھے لیکن ہم نے اُن کا کہا نہ مانا۔ فرشتے جواب میں کہیں گے:

''ہم تمہارے لیے دُعا نہیں کر سکتے تم خود ہی دُعا کر لو'' (اور وہ بھی بے نتیجہ رہے گی) کیوں کہ کافروں کی دُعا (آخرت میں) بالکل بے اثر ہے۔ اس کے بعد دوزخ کے بڑے فرشتے مالک سے کہیں گے۔ **يَا مٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ** یعنی اے مالک تم ہی دُعا کرو کہ تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ جواب میں کہیں گے **اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ** (تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے یعنی نہ نکلو گے نہ مرو گے)

اس کے بعد وہ کہیں گے آؤ اپنے رب سے براہِ راست ہی درخواست کریں اور دُعا کریں۔ چنانچہ عرض کریں گے۔

اے ہمارے رب (واقعی) ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دیجئے پھر ہم اگر دوبارہ (ایسا) کریں تو بے شک ہم قصوروار ہیں۔

ربّ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائیں گے: **اِخْسَـئُـوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ** (ترجمہ اِسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد پر وہ ہر قسم کی بھلائی سے نا اُمید ہو جائیں گے اور گدھوں کی طرح چیخنے چلّانے اور حسرت و واویلا میں لگ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ کے جواب **اِخْسَـئُـوْا فِيْهَا** کے بعد دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور وہ اسی طرح

Marfat.com

سڑتے رہیں گے۔

دوزخ کے دروازے:۔

دوزخ کے سات دروازے ہیں۔رسولِ کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے ان دروازوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے نیچے کے دروازے میں منافق لوگ ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مائدہ کا معجزہ مانگ کر پھر کفر کرنیوالے لوگ اور لشکر فرعون ہوگا، اس دروازے کا نام ہاویہ ہے۔ دوسرے دروازے میں کفار اور مشرکین ہوں گے اس کا نام جحیم ہے۔تیسرے دروازے میں صابی لوگ ہوں گے اس کا نام سقر ہے۔ چوتھے دروازے میں ابلیس اور اسکے تابع دار لوگ ہوں گے اور مجوسی جس حصہ میں داخل ہوں گے اس کا نام لظی ہے اور پانچویں دروازے میں یہودی لوگ ہوں گے اس کا نام حطمہ ہے۔دوزخ کے چھٹے دروازے میں نصرانی ہوں گے اس کا نام سعیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے کے لوگ بھی تو بتاؤ؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہاں پر آپ کی اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والے لوگ ہوں گے جو بغیر توبہ کیے مر جائیں گے۔ یہ بات سن کر آپ ﷺ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا سرِ مبارک اپنی گود میں رکھ لیا۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمانے لگے جبرائیل علیہ السلام میرے لیے یہ چیز بہت ہی تکلیف دہ اور غم پیدا کرنے والی ہے کہ میری اُمت میں سے بھی کوئی شخص دوزخ میں جائے گا؟ عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ کی اُمت کے کبیرہ گناہ والے لوگ ۔رسول خدا ﷺ یہ بات سن کر پھر روئے اور ساتھ میں جبرائیل علیہ السلام بھی روئے۔اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور سب سے علیحدگی اختیار کی۔صرف نماز کیلئے باہر تشریف لاتے اور نماز پڑھا کر پھر اندر تشریف لے جاتے اور کسی سے گفتگو کئے بغیر نماز شروع فرماتے اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ زاری کرتے۔دو دن اسی طرح گذر گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر حاضر ہوکر عرض کیا۔**السلام علیکم یا اھل البیت الرحمۃ** (اے اہل بیت کے گھرانے والو تم پر سلام ہو)۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچنا ممکن ہے؟ لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ ایک طرف ہوکر رونے لگے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور دروازہِ رحمت پر کھڑے ہوکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Marfat.com

طرح سلام عرض کیا اور اجازت چاہی مگر ان کو بھی کوئی جواب نہ ملا تو یہ بھی روتے ہوئے ایک طرف کو چلے گئے۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا لیکن ان کو بھی کوئی جواب نہ ملا۔ یہ روتے ہوئے گرتے پڑتے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچے۔ وہاں پر کھڑے ہوئے کہا۔ **اسلام و علیکم یا بنتِ رسول اللہ** ﷺ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر موجود نہ تھے۔ یہ کہنے لگے اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ صرف نماز کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ کسی سے نہ گفتگو فرماتے ہیں اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی چادر اوڑھ کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ سجدے میں پڑے رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا بات ہے؟۔ کیا تم کو بھی میرے پاس آتے ہوئے دشواری ہوتی ہے؟۔ ان کے واسطے دروازے کھول دو چنانچہ دروازہ کو کھولا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئیں اور جناب نبی کریم ﷺ کی حالت کو دیکھ کر زار و قطار رونے لگیں کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ زرد ہو گیا تھا (خوف آخرت کی وجہ سے) اور حالت غیر ہو رہی تھی۔ چہرہ انور کا گوشت غم کی وجہ سے روتے روتے ڈھل گیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی نیا حکم صادر ہوا ہے؟ ارشاد فرمایا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے دروازوں کی تفصیل بتائی اور یہ کہ اوپر والے دروازہ میں میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والے لوگ ہوں گے۔ اس خبر نے مجھ کو نڈھال کر دیا ہے۔ اور اسی چیز نے مجھے رلایا ہے۔

﴿امت محمدیہ ﷺ کے گناہگاروں کا دوزخ سے نکالا جانا﴾

جب اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ ﷺ کے گناہ گاروں کو دوزخ سے نکالنے کا فیصلہ فرمائیں گے تو جبرائیل علیہ السلام سے کہیں گے کہ جا کر دیکھو وہ کیسی حالت میں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام دوزخ کے داروغہ مالک علیہ السلام سے ان گناہ گاروں کے بارے پوچھیں گے کہ وہ کس حال میں ہیں؟ مالک علیہ السلام کہیں گے کہ ان کی حالت بہت

Marfat.com

بدترین اور ٹھکانہ نہائت تنگ وتاریک ہے اور دوخ کی آگ نے ان کے جسم اور گوشت پوست کو بھون کر رکھ دیا ہے۔لیکن ان کے چہرے اور دل محفوظ ہیں جن کے اندر ایمان کی روشنی ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے آپ ذرا ڈھکنا اُٹھائیں تا کہ میں بھی ایک نظر انہیں دیکھ لوں۔وہ جب پردہ ہٹائیں گے تو گناہ گار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چہرہ کا دیدار کریں گے تو کہیں گے کہ یہ اللہ کا نیک بندہ کون ہے؟ مالک علیہ السلام فرشتہ جواب میں ان کا تعارف کروائیں گے اور کہیں گے کہ یہ اللہ کے بہت مقرب فرشتے ہیں جو آپکے نبی حضرت محمد ﷺ پر وحی لایا کرتے تھے۔ جب یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک سنیں گے تو چیخیں اور چلائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہمارا سلام آپ ﷺ تک پہنچادیں اور ہمارا حال بھی ان سے ضرور بیان کریں۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گے تو ارشاد ہوگا محمد ﷺ کی اُمت کا کیا حال ہے؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ بہت ہی بُرے، خراب حال اور تنگ مقامات میں ہیں۔ارشاد ہوگا انہوں نے تجھ سے کچھ کہا نہیں؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں یا اللہ انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں ان کے نبی ﷺ کو ان کا سلام دوں اور ان کی بدحالی کی خبر دے دوں۔ارشاد ہوگا تو جاؤ سلام و پیغام پہنچادو۔حضرت جبریل علیہ السلام حضرت رسول کریم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوں گے آپ ﷺ سفید موتی کے ایک خیمہ میں تشریف فرما ہوں گے جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازہ کے دونوں کیواڑ سونے کے ہوں گے۔ جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے اے محمد ﷺ میں آپ کی خدمت اقدس میں آپ کی اُمت کے گناہ گار طبقہ کے پاس ہوکر آرہا ہوں جن کو جہنم میں عذاب دیا جارہا ہے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں اور یہ کہ ہماری حالت بہت خراب ہے۔

جناب رسول اکرم ﷺ عرش کے نیچے حاضری دیں گے اور آپ ﷺ بارگاہِ رب العالمین میں طویل سجدہ فرمائیں گے اور وہ تعریف اور حمد بیان کریں جو آج تک کسی نے بھی نہ کی ہوگی۔حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اے محمد ﷺ اپنا سر اُٹھائیں اور جو مانگیں گے دیا جائیگا اور جو سفارش کریں گے قبول کی جائیگی۔آپ ﷺ عرض کریں گے اے باری تعالیٰ میری اُمت کے کچھ بدنصیب لوگ جن کے متعلق آپکا فیصلہ صادر ہو چکا ہے وہ سخت عذاب

Marfat.com

میں مبتلا ہیں۔آپ ان کے بارے میں میری سفارش قبول فرمائیں۔یہ سن کر حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے آپ ﷺ کی سفارش مقبول ہوئی۔آپ ﷺ تشریف لے جائیں اور ہر ایک **لَا اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ** پڑھنے والے کو دوزخ سے باہر نکلوا کر لے آئیں۔

آپ ﷺ تشریف لے جائیں گے مالک علیہ السلام فرشتہ (دوزخ کا انچارج) آپ ﷺ کو دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو جائیگا۔آپ ﷺ فرمائیں گے مالک علیہ السلام میرے بدقسمت اُمتی لوگوں کا کیا حال ہے؟ وہ عرض کرے گا حضور ﷺ ان کے حالت بہت خراب ہے اور جگہ تنگ ہے آپ ﷺ ارشاد فرمائیں گے دروازہ کھولو اور پردہ ہٹاؤ جب دوزخی آپ ﷺ کو دیکھ لیں گے تو سب کے سب مِل کر چیخ اُٹھیں گے اور عرض کریں گے حضور ﷺ ہمارے بدن کو دوزخ کی آگ نے جلا کر بھسم کر دیا ہے اور آگ نے ہمارے جگر پھونک ڈالے ہیں۔آپ ﷺ ان سب کو نکال لیں گے جبکہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔آپ ﷺ ان سب کو ساتھ لے کر ایک نہر کی طرف روانہ ہوں گے جس کا نام حیوان ہے۔سب اس نہر میں غسل کریں گے تو نوجوان مرد و عورت کی شکل میں نکلیں گے۔چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور پیشانی پر یہ الفاظ ہوں گے۔ترجمہ: یعنی (یہ وہ دوزخی ہیں جن کو رحمان نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے)۔پھر وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو دوسرے دوزخی جب یہ دیکھیں گے کہ مسلمان سب دوزخ سے نکال لیے گئے ہیں تو وہ حسرت سے کہیں گے اے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور ہم بھی اسلام لانے کی وجہ سے دوزخ سے نکل جاتے۔یہی وہ منظر ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

ترجمہ: کافر لوگ تمنا کریں گے کیا خوب ہوتا اگر مسلمان ہوتے۔(پ۱۶)

Marfat.com

﴿جنت اور اس کی نعمتیں﴾

جنت کے معنی ڈھکنا چھپانا ہے لیکن اسلامی اصطلاح میں جنت ان نعمتوں کے مجموعہ کا نام ہے جو رب کریم نے اپنے فرمانبردار بندوں کو انعام اور بدلہ میں دینے کیلئے بنائی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

جنت کی لمبائی اور چوڑائی:

جنت کی چوڑائی کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ یہ زمین اور آسمان کے برابر ہے۔ جبکہ اس کی لمبائی کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ پر غور فرمائیں۔

(1)**جنت کا درخت**:۔ جنت میں ایک درخت اتنا پھیلا ہوا ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں 100 سال تک چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

(2)**جنت کا دروازہ**:۔ جنت کے ایک ایک دروازے کی دو چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ اگر کوئی شخص پورے چالیس سال چلتا رہے تو تب اس کی چوڑائی ختم ہو۔ (مسلم شریف)

(3)**جنت کا خیمہ**:۔ ہر مومن کے لئے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ہوگا۔ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اور اس خیمہ کے ایک ایک کونہ میں اس کی بیویاں اس طرح قیام کریں گی کہ ایک کو دوسری نہ دیکھ سکے۔ (بخاری و مسلم)

(4)**جنت کی منزلیں**:۔ جنت میں سو منزلیں ہیں ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا آسمان اور زمین کے درمیان (یعنی 500 برس کا) اور فردوس سب سے اونچے درجے کا نام ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ جنت فردوس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔ جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔ (ترمذی شریف)

(5)**جنت کے درجات**:۔ جنت والے اپنے سے اوپر والوں کو بلندی کے باعث اس طرح

Marfat.com

دیکھیں گے جس طرح تم اِس چمک دار ستارے کو دیکھتے ہو جو باقی رہا ہو آسمان کے مشرقی یا مغربی حصہ میں۔ صحابہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ یہ تو پیغمبروں کی منزلیں ہیں۔ پیغمبروں کے سوا وہاں کون جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ وہاں پر ضرور پہنچیں گے جو ایمان لائے اللہ پر اور تصدیق کی اُس کے رسولوں کی۔ (بخاری و مسلم)

جنت کی تیاری کیسے ہوئی؟:

صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے دریافت کیا کہ جنت کی عمارت کس چیز سے تیار کی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کی ایک ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک ایک چاندی کی۔ کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی بنی ہوئی اور نہائت خوشبودار ہے۔ جو کوئی اس میں داخل ہوگا بہت چین اور آرام سے رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہاں پر اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اور نہ ہی اُس کے کپڑے کبھی پرانے ہوں گے۔ نہ اُس کی جوانی کبھی فنا ہوگی وہ ہمیشہ جوان ہی رہے گا۔ (ترمذی شریف)

﴿جنت کی نعمتیں قرآن کی زبانی﴾

سورہ محمد میں جنت کا ذکر:۔

''جس جنت کا متقیوں اور فرماں برداروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیّر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بھی بدلہ ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ اور مزے دار معلوم ہوں گی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا اور جنتی لوگوں کے واسطے ہر قسم کے پھل ہوں گے''۔ (پ۲۶)

سورہ رحمان میں جنت کی نعمتوں کا ذکر:۔

''جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو جانے سے ڈرتا ہے اُس کیلئے دو باغ ہیں وہ دونوں باغ بڑے پھلدار شاخوں والے ہیں۔ ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ ان میں ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں

Marfat.com

ہوں گی۔ ان میں (یہ لوگ) تکیوں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے وہ بستر بڑے اعلیٰ قسم کے ریشمی کپڑے کے ہوں گے (یعنی بہت نرم اور گداز)۔ ان دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوا ہوگا (یعنی توڑنا نہائت آسان ہوگا)۔ ان باغوں میں نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہوں گی جنہیں کسی جن یا انسان نے چھوا تک نہیں ہوگا (یعنی بہت شرمیلی اور حیاءدار پاکدامن اور عفت دار)۔ ان کے چہرے یاقوت کی طرح سرخ جسم مرجان کی طرح سفید ہوں گے۔ ان دو باغوں کے علاوہ بھی دو باغ ہوں گے۔ جو نہائت سرسبز اور شاداب ہوں گے ان میں دو چشمے جوش سے اُبل رہے ہوں گے۔ ان باغوں میں طرح طرح کے میوے ہوں گے کھجوریں اور انار بھی ہوں گے ان میں اچھی صورت اور اچھی سیرت والی عورتیں بھی ہوں گی (اخلاق کے اعتبار سے بے مثال اور حسن و جمال میں بے نظیر)۔ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں موجود ہوں گی۔ جن کو کسی جن یا انسان نے چھوا تک نہ ہوگا۔ اس میں وہ سبز مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گی۔ (جو بے حد نرم اور گداز ہوگی) بہت ہی نفیس اعلیٰ اور نہائت خوبصورت ہوگی''۔ (پ۔۲)

سورہ واقعہ میں جنت کا نقشہ :۔

''اور سب سابقین جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگا کر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے ان کی خدمت گزاری کیلئے لڑکے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں صاف شراب کے پیالے اور آب خورے ہوں گے وہ شراب بھی ایسی ہوگی جس سے نہ سر کا درد ہوگا اور نہ بدحواسی کی باتیں ہوں گی (یعنی نشہ آور نہیں ہوگی)۔ ان بچوں کے ساتھ پھل بھی ہوں گے جو دِل کو اچھے لگیں گے اور ان کے پاس پرندوں کے گوشت جوان کی طبعیت کے موافق ہوں گے موجود ہوں گے۔ وہاں پر حوریں ہوں گی جن کی آنکھیں بڑی بڑی نہائت لطیف آبدار موتیوں کی مانند ہوں گی۔ وہاں وہ بجز سلامتی کے کوئی بے ہودہ اور لغو بات نہ سنیں گے اور اصحاب الیمین بیریوں کے باغوں میں ہوں گے جو دنیا کی طرح کانٹے دار نہ ہوں اور پھلوں سے لدے ہوئے کیلوں اور ہمیشہ رہنے والے سائے اور بہتے ہوئے پانی اور قسم قسم کے پھلوں میں جو اس وقت تک ٹوٹے پھوٹے نہ ہوں گے اور نہ ان کے استعمال پر پابندی ہوگی اور وہاں پر قیمتی بستر ہوں گے۔ اور دُنیا کی عورتیں نئے طور سے پیدا کر کے اور ان کو

Marfat.com

کنواری اور نازنین کر کے مناسب عمر کیساتھ اصحاب الیمین کی دل جوئی اور دل بستگی کا سامان پیدا کریں گے"۔

(پ۲۷)

سورۂ دھر میں جنت کا نقشہ:۔

"جنت میں وہ تروتازہ چہروں اور مسرور اور شاد دِلوں کیساتھ اعلیٰ قسم کے ریشمی لباس اور عمدہ مسہریوں پر سکون اور چین سے تکیہ لگائے جلوہ افروز ہوں گے۔ موسم فرحت بخش نہ زیادہ گرم نہ ٹھنڈا ہوگا۔ جنت کے دیدہ زیب درختوں کے سائے اور بے مثال ذائقہ والے میووں اور پھلوں کے گچھے اتنے قریب جھکے ہوئے ہوں گے کہ اگر کوئی جنتی ان کو توڑنا چاہے تو کھڑے ہو کر بیٹھ کر یا لیٹے لیٹے ہی توڑ سکے گا۔ ان کے پاس چاندی کے برتن اور نفیس شیشے کے چمکدار اور شفاف گلاس ہوں گے اور ان برتنوں اور آبخوروں کی بناوٹ اتنی صحیح ہوگی کہ پینے والے کی پیاس اور خوراک کے متناسب نہ کچھ زیادہ نہ کم ہوگی۔ ان کے علاوہ ان لوگوں کو ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل کی ملاوٹ ہوگی (اُس چشمے کا نام بھی زنجبیل ہوگا)۔

ان کی خدمت پر مامور ایسے پاکیزہ اور نازک لڑکے ہوں گے کہ دیکھنے والا ان کی نزاکت اور آب و تاب دیکھ کر انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا۔ اور وہ ہمیشہ ان کی خدمت پر مامور رہیں گے۔ وہاں جدھر بھی نظر جائے گی قسم قسم کی نعمتیں اور وسیع و عریض لازوال سلطنت نظر آئے گی۔ ان کا لباس سبز رنگ کا دبیز اور اعلیٰ ریشم و اطلس کا ہوگا۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے بہترین کنگن پہنائے جائیں گے۔ (ان سب نعمتوں سے بڑھ کر دولت اور عزت افزائی بھی ہوگی کہ) خود رب العالمین (اُن کو اپنے ہاتھ سے) نہائت پاکیزہ شراب پلائے گا اور انہیں کہا جائیگا کہ یہ تمہارا نیک کاموں کا صلہ ہے۔ تمہاری محنت ہمیں پسند آئی (اس نعمت کی کیفیت تو عاشقان الٰہی ہی جانتے ہیں)۔ (پ۲۹)۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

سورہ نباء میں ارشاد ربّانی :۔

"بے شک پرہیز گاروں کی کامیابی (ہی کامیابی) ہے ان کیلئے (پھلوں سے لدے ہوئے) چار دیواری کے باغات اور انگوروں کی بیلیں ہیں۔ اور نوخیز و حسین ہم عمر کنواری لڑکیاں اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام

Marfat.com

ہیں وہاں وہ کوئی جھوٹی اور بے ہودہ بات نہ سنیں گے (یعنی نہائت پُرسکون اور پاکیزہ ماحول ہوگا)۔ یہ بدلہ ہے تمہارے رب کی طرف سے اور بہت بڑا انعام"۔ (پ۳۰)

سورۂ مُطفّفین میں جنت کی کیفیت :۔

"بے شک نیک لوگ نہائت فرحت اور آرام میں ہوں گے۔ (اور ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے) وہ سونے کے جڑاؤ تختوں پر بیٹھ کر جنت کی بہاروں کے نظارے کریں گے ان کے چہروں پر راحت اور انعام اکرام کی تروتازگی ہوگی۔ ان کو پینے کیلئے مشک وخاص کی مہر لگی خالص شراب ملے گی۔ کستوری کی خوشبو میں رچی بسی (جو پینے والے کے دل ودماغ کو بھی معطر کردے) اس میں تسنیم کی آمیزش کی ہوگی۔ تسنیم جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جس سے مقربین اور خاص بندے پانی پیش کریں گے۔ لیکن اس کا کچھ حصہ نیک بندوں کو بھی ملا کردیا جائے گا"۔ (پ۳۰)

سورہ غاشیہ میں جنت کا نظارہ :۔

"کہ بہت سے چہرے اُس دن بہت بارونق اور تروتازہ ہوں گے۔ جو اپنی کمائی کے باعث سرخرو ہوں گے۔ اونچی اونچی جنتوں میں نہائت چین اور آرام سے ہوں گے۔ اس جگہ رنج پہنچانے والی کوئی بات نہیں سنیں گے۔ اس میں ایک چشمہ جاری ہوگا (جس کا پانی برف سے ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا)۔ وہاں پر اونچے اُونچے خوبصورت تخت بچھے ہوں گے اور ان تختوں پر ساغر اور آبخورے بڑے قرینے سے سجے ہوں گے۔ اور نفیس گاؤ تکیئے قطار در قطار سجے ہوں گے اور نہائت قیمتی مخملی قالین ہر طرف بچھے ہوں گے"۔ (پ۳۰)

﴿جنت کی نعمتیں بذبانِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

ایک سے بڑھ کر ایک نعمت:۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح چمک دار ہوں گی اور یہ صورتیں انبیاء کرام علیہ السلام کی ہوں گی۔ دوسری جماعت کی شکلیں چمکدار ستاروں کی مانند ہوں گی۔ ہر ایک آدمی کے واسطے دو دو بیویاں ہوں گی جن

Marfat.com

کی آنکھوں کی سفیدی انتہائی سفید اوران کی پُتلی انتہائی سیاہ ہوگی اورآنکھیں نہایت فراخ ہوں گی۔ ہر بیوی کے اُوپر ستّر حُلّے ہوں گے۔ان کی پنڈلیوں کا گوشت نزاکت اورلطافت کی وجہ سے باہر سے نظر آئے گا (یہاں ان کی خوبصورتی کا بیان ہورہا ہے)۔ ہمیشہ صبح وشام یہ بہشتی لوگ اللہ تعالیٰ کو یادکریں گے۔ نہ وہ بیمار ہوں گے، نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے اورنہ ناک صاف کرنے کی نوبت آئے گی۔ان کے برتن چاندی اور سونے کے ہوں گے۔ان کی انگیٹھیوں کا کوئلہ عود (ایک عمدہ خوشبو) کا ہوگا۔ان کے پسینہ کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔سب کے سب آپس میں بااخلاق ہوں گے۔ان کی صورت اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سی ہوگی اور قد آسمان میں ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

جنت میں مُنہ مانگی چیزیں:۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جنت میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس جنتی سے فرمائیں گے ''جو تیری مراد ہو مانگ'' اب یہ شخص جس قدر اس کی مرادیں ہوں گی وہ سب کچھ ہی مانگ لے گا اس پر اللہ تعالیٰ دوبارہ فرمائیں گے۔جنتی تیری جو مرادیں تھیں وہ تو نے مانگ لیں؟ وہ عرض کرے گا اے اللہ میں سب کچھ مانگ چکا۔تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ کہے گا تیرے لئے وہ تمام چیزیں ہیں جس کی تو نے تمنا کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اتنی ہی اور ہماری طرف سے بھی ایک تیرے مانگنے پر اور ایک ہم نے اپنی طرف سے شامل کر کے اس کو دوگنا کردیا ہے۔ (مسلم شریف)

جنت میں جمعہ بازار:۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں ایک بازار لگایا جائے گا اور جنتی لوگ ہر جمعہ کو اس بازار میں آیا کریں گے اور جس وقت یہ لوگ بازار آئیں گے تو شمالی ہوا چل کر ان کے چہروں اور کپڑوں پر قسم قسم کی خوشبوئیں چھڑک دے گی اور اس ہوا کی خاص تاثیر یہ ہوگی کہ اس کے لگنے سے جنتی لوگ زیادہ خوبصورت اور حسین وجمیل ہوجائیں گے اور جب یہ لوگ یہاں سے فارغ ہوکر اپنے اپنے مکانوں میں واپس جائیں گے تو گھر والے تعجب کے ساتھ ان سے کہیں گے کہ آپ تو یہاں سے جاکر پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگئے ہیں۔تو وہ جواب میں کہیں گے خدا کی قسم تمہارا حسن وجمال بھی ہماری غیر حاضری میں پہلے سے زیادہ دلکش ہوگیا ہے۔گھر والوں کی خوبصورتی کا سبب بھی غالباً وہی ہوا ہوگا جس نے مردوں کو خوبصورت

Marfat.com

بنادیا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول خدا نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہوگا لیکن اس میں خرید وفروخت نہ ہوگی۔ اس میں مردوں کی مورتیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ پس جب کسی کو کوئی صورت (مورتی) اچھی لگے گی تو وہ جنتی اس میں داخل ہوجائیگا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صورت بھی اسے پسند ہوگی ویسی صورت اُس کی کردی جائے گی۔ (ترمذی شریف)

جنت میں بول و براز نہ ہوگا:۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جنت میں پہنچ کر جنت والے مرد وعورت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ لیکن کھانے کے باوجود یہ لوگ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ ، نہ ہی انہیں ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا تو کھانے کے فضلات (بدن سے) کس طرح خارج ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اوّل ڈکار آئے گی، دوسرے ان کو مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا اور فضلات ان دونوں کے ذریعے بدن سے خارج ہوجائیں گے۔ اور ان لوگوں سے تسبیح وتحمید اس طرح بے اختیار جاری ہوگی جس طرح سانس بغیر مشقت کے خود بخود نکلتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

جنت کی سب سے بڑی نعمت:۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنتی مردوں اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ پکار کر کہے گا اے جنت والو! تو جواب میں وہ لبیک کہیں گے یعنی اے ہمارے رب ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں اور بھلائی تیرے قبضہ وقدرت میں ہے۔ اس وقت اللہ کریم جنت والوں سے ارشاد فرمائے گا کیا تم لوگ ہم سے خوش ہو؟ جنت والے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تجھ سے خوش نہ ہوں گے تو کس سے خوش ہوں گے۔ کیوں کہ تو نے ہم کو وہ چیزیں اپنے فضل وکرم سے عطا کیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا اِس سے بہتر چیز تم کو نہ دوں؟ جنت والے عرض کریں گے اے ہمارے رب ان نعمتوں سے بڑھ کر کونسی چیز بہتر ہوگی جو تو نے پہلے ہی ہمیں دے رکھی ہیں؟۔ یعنی ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں، عمدہ سے عمدہ مکانات، اعلیٰ سے اعلیٰ لباس اور نفیس باغات وغیرہ۔ اس پر حق تعالیٰ فرمائیں گے اچھا میں تم کو اپنی

Marfat.com

خوشنودی کا پروانہ عطا کرتا ہوں اور اب کبھی بھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ گویا اللہ کریم کی رضا مندی کا پروانہ اتنا قیمتی ہے کہ جنت کی تمام نعمتیں اس کے مقابلے میں ہیچ اور بے قدر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

جنتیوں کو سلامِ الٰھی:۔ رسول خدا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جس وقت جنت والے اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے اچانک ان کے واسطے ایک نور ظاہر ہوگا۔ تو یہ لوگ اپنے سروں کو اُٹھائیں گے تا کہ اس نور کو دیکھیں۔ پس دیکھیں گے کہ رب العالمین نے اوپر سے ان لوگوں پر تجلّی ڈالی ہے۔ اُس وقت اللہ ربُّ العزت کا پہلا جملہ یہ ہوگا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّة یہ وہی سلام ہوگا جس کا وعدہ قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ ۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُن کی طرف (محبت سے) دیکھے گا اور (اس طرح) یہ لوگ بھی کھلم کھلا بغیر کسی پردے کے اللہ کریم کی طرف دیکھیں گے اور اِس دیدارِ الٰہی کا ان لوگوں پر یہ اثر ہوگا کہ جب تک ان کی نظروں کے سامنے جمال خداوندی رہے گا وہ جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ ہی نہیں کریں گے۔ بلکہ دیدارِ الٰہی میں ایسے محو اور مستغرق ہو جائیں گے کہ جنت کی ساری نعمتیں بھول جائیں گے۔ اِس کے بعد اللہ کریم اپنے نور یعنی اپنی ذات اقدس کے اور اُنکے درمیان پھر پردہ ڈال دیں گے۔ اور اِن لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں گے لیکن اس نور کا اثر اور مشاہدے کی کیفیت و لذّت ابھی باقی ہوگی۔ (ابن ماجہ شریف)

دنیاوی خواھشات کا پورا ھونا:۔ حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ میں گھوڑوں کا بہت شوقین ہوں۔ کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو جنت میں داخل ہوا تو تجھ کو یاقوت کا بنا ہوا ایک گھوڑا دیا جائے گا۔ اس کے دو بڑے پَر ہوں گے پھر تجھ کو اس پر سوار کروایا جائے گا پھر تو جس جگہ چاہے گا وہ تجھے اڑا لے جائے گا۔

(ترمذی شریف)

جنتی آدمی کی سفارش:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخی مسلمان فقیروں کی طرح جنت والوں

Marfat.com

کے راستہ میں صف باندھ کر (لائن بنا کر) کھڑے ہوں گے۔ اتفاق سے ان کے سامنے سے ایک جنتی شخص کا گذر ہوگا۔ اس کو دیکھ کر ایک دوزخی گناہ گار مسلمان شور مچانے لگے گا۔ اے فلاں یعنی اُس کا نام لے کر اُس کو آواز دے گا کیا آپ مجھ کو نہیں جانتے؟ میں وہ شخص ہوں جس نے ایک مرتبہ آپ کو دنیا میں پانی پلایا تھا اور کوئی کہے گا میں وہ ہوں جس نے وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُس کا اعتراف کرے گا اور اس احسان کے بدلے میں وہ جنتی مسلمان اللہ کریم سے اس کی شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کرا دے گا۔ یعنی اگر دنیا میں کوئی گناہ گار انسان اہلِ تقویٰ دین داروں اور علما و صلحا کی خدمت کرے گا تو یہ لوگ اس خدمت کا پھل قیامت کے بعد یہ پائیں گے کہ ان حضرات کی سفارش سے جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابن ماجہ)

حوضِ کوثر:۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے حوض کی لمبائی چوڑائی ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مُشک خالص سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اسکے آبخورے (پانی پینے کے برتن) ستاروں کی مانند چمکدار ہیں۔ جو شخص بھی اس حوض سے ایک بار پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم شریف)

جنت کی عورت:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مرد جنت میں ستر تکیوں پر اس طرح آرام کرے گا کہ ایک پہلو سے جب دوسرا پہلو بدلے گا تو اس عرصہ میں قسم قسم کے ستر تکیے لگائے گا۔ اس اثنا میں ایک عورت آئے گی اور ناز کرتے ہوئے اس مرد کے کندے پر ہاتھ مارے گی وہ مرد منہ موڑ کر دیکھے گا تو اس عورت کا رُخسار آئینہ سے زیادہ چمکدار اور شفاف ہوگا اور اُس شخص کو اس کے منہ میں اپنی صورت نظر آئے گی اور اس عورت کے لباس کا یہ حال ہوگا کہ اس میں جو موتی لگے ہوں گے اس میں ادنیٰ درجے کے موتی کی یہ کیفیت ہوگی کہ اگر وہ موتی دنیا میں کبھی موجود ہو تو اپنی چمک کی وجہ سے مشرق یا مغرب تک کو روشن کر دے۔ اس وقت یہ عورت اس جنتی مرد کو سلام کرے گی یہ مرد اس کو سلام کا جواب دے کر دریافت کرے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی باقی نعمتوں کے علاوہ اس ناچیز کو آپ کی خدمت کیلئے بھیجا ہے جس قدر آپ کا حق تھا وہ آپ کو مل گیا۔ اب اللہ نے مزید مجھے دیا ہے اس عورت کے اوپر رنگ برنگ کے ستر کپڑے ہوں گے وہ اس طرح کے

Marfat.com

باریک ہوں گے کہ اس مرد کی نظر ان کپڑوں سے گزر کر عورت کے جسم پر اس طرح پڑے گی جیسے ننگے جسم پر پڑتی ہے۔ اور عورت کے جسم کی اور کھال کی نزاکت کا یہ عالم ہوگا اِس کی پنڈلی کا گوشت کپڑوں کے اندر سے نظر آئیگا۔ اس عورت کے سر پر ایسا قیمتی تاج ہوگا جس کا ادنی درجے کا موتی تمام جہان کو روشن کر دے۔ (مسند احمد)

جنتی کی حالت اور عمر:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی لوگ جنت میں اِس طور داخل ہوں گے کہ ان کے بدن کے اوپر کوئی بال نہ ہوگا بلکہ تمام بدن کی کھال صاف ہوگی۔ یعنی بدن کے کسی حصہ پر بال نہ ہوں گے۔ نہ سینہ پر نہ بغلوں میں نہ اور کہیں اور چہروں پر داڑھی نہ ہوگی آنکھیں قدرتی سرگیں (سرمہ لگی ہوئی) معلوم ہوں گی۔ ان کی عمر 30 یا 33 سال کی ہوگی۔ یہاں پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بھول گئے کہ آپ ﷺ نے 30 سال کی عمر بتائی یا 33 سال کی۔ (ترمذی شریف)

نیکو کار کا اجر:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا گزر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی اگر تصدیق کرنا چاہو تو یہ آیت پڑھ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔ (بخاری)

Marfat.com

﴿بُرے اعمال اور اُن کی سزائیں﴾

﴿1﴾بے نمازی کی سزا:

ایک حدیث پاک کے مطابق جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو چودہ طریقوں سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچ طرح دنیا میں، تین طرح سے موت کے وقت، تین طرح قبر میں اور تین طرح سے قبر سے نکلنے کے بعد۔

دُنیا میں عذاب:۔

(1)..... اُس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

(2)..... صلحا کا نور اُس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

(3)..... اُس کے نیک کاموں کا اجر مٹا دیا جاتا ہے۔

(4)..... اُس کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

(5)..... نیک بندوں کی دُعاؤں میں اُس کا حق نہیں رہتا۔

موت کے وقت کے عذاب:۔

(1)..... ذلت سے مرتا ہے۔

(2)..... بھوکا مرتا ہے۔

(3)..... پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔ اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی۔

قبر کے عذاب :۔

(1)..... قبر اُس پر تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

(2)..... قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔

(3)..... قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل میں مسلط ہوتا ہے۔ کہ اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہوں گے وہ بجلی کی طرح کڑک کر کہے گا مجھے میرے رب نے حکم فرمایا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع

Marfat.com

کرنے پر صبح تا طلوع آفتاب، نماز ظہر ضائع کرنے پر ظہر تا عصر، نماز عصر ضائع کرنے پر عصر تا مغرب اور نماز عشاء ضائع کرنے پر عشاء سے صبح تک مارتا رہوں۔

قبر سے اُٹھنے کے بعد کی سزائیں:۔

(1) ... اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا بادل کی شکل میں اس پر مسلط فرمائے گا جو اس کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیگا۔

(2) حساب کے وقت اللہ تعالیٰ اُس پر غضبناک نظر ڈالے گا جس سے اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائیگا۔

(3) ... اُس کا حساب سختی سے لیا جائیگا اور اُسے دوزخ میں جانے کا حکم صادر فرمائے گا۔

﴿2﴾ روزہ خور کی سزا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں اور ان کے جبڑے چیرے ہوئے ہیں ان سے خون بہہ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ روزہ خور لوگ ہیں جو رمضان کے ختم ہونے سے بیشتر ہی روزوں کو ختم کر دیا کرتے تھے۔ (ابن خزیمہ)

﴿3﴾ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا:

بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ مال قیامت کے روز ایک گنجا سانپ (جس کے زہر کی کثرت اور شدت کی وجہ سے اُس کے سر کے بال بھی جاتے رہے ہوں) بنایا جائیگا جس کے منہ کے نیچے دو نقطے ہوں گے (یہ بھی زہر کی زیادتی کی علامت ہے)۔ وہ سانپ اس کے گلے میں ڈال دیا جائیگا جو اُس شخص کے دونوں جبڑے پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری)

Marfat.com

﴿4﴾اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہ کرنیوالے کی سزا:

قرآن کریم میں سورہ توبہ میں یوں ارشاد ہے" جولوگ سونا اور چاندی جمع کر کے خزانے کے طور پر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ ﷺ اُن کو برے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ وہ اس دن ہوگا جس دن اِن (سونے، چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا۔ پھر اُن سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پسلیوں اور پشتوں کو داغا جائیگا اور کہا جائیگا یہ ہے وہ تمہارا خزانہ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو جس کو جمع کر کے رکھا تھا"۔

﴿5﴾حج نہ کرنے کی سزا:

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص سواری اور اتنے توشے کا مالک ہو گیا کہ وہ اسے بیت اللہ تک پہنچا دے پھر اُس نے حج نہ کیا تو کچھ فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور یہ اِس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اللہ کیلئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو بیت اللہ تک راستے کی طاقت رکھتے ہوں۔ (ترمذی)

﴿6﴾زانی کی سزا:

سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمان ہے کہ شب معراج مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ تو میں نے کچھ مردوں اور عورتوں کو سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ قید دیکھا۔ بچھو اور سانپ انہیں ڈس رہے تھے۔ ہر ایک کی شرمگاہ کی جگہ ایک سوراخ تھا۔ جس میں بچھو گھستے تھے اور ان سوراخوں میں گھس کر ڈستے تھے۔ ان کی شرمگاہوں سے پیپ بہتی تھی جس کی بدبو سے دوزخی چلاتے تھے اور وہ ان کی چیخ و پکار سے بے نیاز تھے۔ جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لگ ہیں؟۔ تو انہوں نے کہا کہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ (قرۃ العیون)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زانی روزِ قیامت میں اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ بھڑکتی ہوگی اور شرمگاہوں کی بدبو سے لوگوں کے درمیان پہچانے جائیں گے۔ ان کو منہ کے بل جہنم میں لے جایا جائیگا۔ پھر جب دوزخ میں داخل ہوں گے تو داروغہ جہنم آگ کی قمیض پہنائے گا۔ اگر زانی کی اس

Marfat.com

قمیض کو بہت اُونچی اور مستحکم پہاڑ کی چوٹی پر ایک لمحہ کے لئے رکھ دیا جائے تو یقیناً وہ جل کر راکھ ہو جائے۔اس کے بعد داروغہ جہنم کہے گا اے عذاب جہنم کے فرشتو۔زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغو جس طرح کہ حرام کی طرف انہوں نے نظریں ڈالی تھیں اور آگ کی زنجیروں سے ان کے ہاتھوں کو باندھ دو جس طرح کہ حرام کی طرف یہ ہاتھ بڑھاتے تھے اور آگ کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں ڈال دو جس طرح یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔عذاب کے فرشتے کہیں گے ضرور ضرور ہم اسی طرح کریں گے تو وہ ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے اور پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے۔تو وہ چیخیں گے کہ اے عذاب کے فرشتو ہم پر رحم کرو ایک لمحے کیلئے ہم سے عذاب کم کر دو اس پر فرشتگانِ عذاب کہیں گے ہم تم پر رحم کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر غضبناک ہے۔(قراۃ العیون)

﴿7﴾ لواطت کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں فرماتا جو کسی مرد سے لواطت کرے یا کسی عورت سے لواطت کرے۔(غیر فطری طریقہ سے)۔(ترمذی شریف)

حضرت عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عورت کے غیر فطری مقام کا استعمال کرنے والا ملعون ہے۔(طبرانی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لواطت کی حد وتعزیر یہ ہے کہ لواطت کرنیوالے کو بلند اونچی جگہ سے گرایا جائے۔پھر اس کے اوپر اتنے پتھر مارے جائیں کہ وہ مر جائے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط علیہ السلام کو آسمان سے پتھروں کی بارش سے ہلاک فرمایا۔اگر لوطی تمام زمین کے پانی سے بھی غسل کرے تب بھی وہ نجاست (باطنی) سے پاک نہ ہوگا جب تک کہ توبہ نہ کر لے۔

﴿8﴾ شراب پینے کی سزا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا شرابی قبر سے اس حال میں نکلے گا کہ اس کے ہونٹ سوجے ہوئے ہوں گے۔

Marfat.com

اوراُس کی زبان سینہ پر لٹکی ہوئی ہوگی اوراُس کے پیٹ میں آگ ہوگی جوآنتوں کوکھاجائے گی۔وہ آواز بلند چیخ و پکارکرے گا۔ساری مخلوق اُس سے پناہ چاہے گی۔اور بچھواُس کی کھال اور گوشت کے درمیان ڈنگ مارتے ہوں گے۔اُسے آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا خون کھول اُٹھے گا اور وہ دوزخ میں فرعون و ہامان کے قریب ہوگا۔(قراۃ العیون)

﴿9﴾سُود خور کی سزا:

رسول خداﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر دیکھا تو گرج بجلیاں اور شدید آندھیاں تھیں۔فرمایا پھر ہم اُس قوم کے پاس آئے جن کے پیٹ کمروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اُن میں سانپ اور بچھو تھے جوان کی پیٹوں سے باہر سے نظر آتے تھے۔میں نے پوچھا جبریل علیہ السلام یہ کون ہیں؟انہوں نے فرمایا یہ سودخور ہیں۔

سرکارِ مدینہﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ سود نیکیوں کو ضائع کردیتا ہے۔اور عبادتوں کو باطل کردیتا ہے خطاؤں کو عظیم بنادیتا ہے۔تو جو روزہ دار ہو اور اُس سے افطار کرے تو اللہ اس کے روزے کو قبول نہیں کرتا۔جس نے نماز پڑھی اور اس کے پیٹ میں سُودی مال ہے تو اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور اگر مال کو صدقہ کیا تو اس کا صدقہ قبول نہیں فرماتا۔سودخور کا جتنا بھی وقت گزرتا ہے۔قیامت تک اس کا ہر ہر لمحہ خدا کی لعنت میں ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ اُس سے جنگ کرتا ہے اور اس کی جانب نظر نہیں فرماتا اور نہ اُس سے کلام فرماتا ہے۔(قراۃ العیون)

﴿10﴾بے گناہ مسلمان کے قتل کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) مقتول کی رگوں سے خون بہتا ہوگا اور وہ اپنے قاتل کے سر کا اگلا حصہ پکڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اے اللہ اس نے مجھے قتل کیا یہاں تک کہ وہ عرش کے قریب پہنچ کر اپنا مقدمہ پیش کرے گا۔

(مشکوۃ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خداﷺ نے ارشاد فرمایا اگر سارے زمین و آسمان والے مل

Marfat.com

کر کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا۔

(طبرانی)

قرآن کریم میں ہے (ترجمہ) ''جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا تو اُس کی سزا جہنم ہوگی۔ جس میں ہمیشہ رہے گا''۔

﴿11﴾ خُود کشی کرنے کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ فرمایا جنابِ رسالت مآب ﷺ نے کہ جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو ہی عذاب دیا جائیگا۔ کہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا پھر جس طرح اپنی جان کو ہلاک کیا اس طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا وہ پہاڑ سے گرایا جاتا رہے گا۔ جس نے زہر پیا اُسے زہر پلایا جاتا رہے گا۔ اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زخمی آدمی نے اپنے آپ کو مرنے سے پہلے قتل کر لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے بندے تو نے اپنی جان دینے میں جلدی کی میں نے تجھ پر جنت کو حرام کر دیا۔ (بخاری)

﴿12﴾ ماں باپ کی نافرمانی کی سزا:

سرورِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا شبِ معراج میں میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آگ کی شاخوں پر لٹکے ہوئے تھے میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کون لوگ ہیں؟۔ فرمایا یہ والدین کے نافرمان لوگ ہیں۔

(قرۃ العیون)

طبرانی شریف میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی ماں کی نافرمانی کی یا اُس کو تکلیف پہنچائی تو اُس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کا فرض قبول کرتا ہے نہ نفل یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرے اور جس طرح ممکن ہو اُس کو

Marfat.com

راضی کرے۔اس کی رضاماں کی رضامندی پر موقوف ہےاور خداتعالیٰ کا غصہ اس کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔

﴿13﴾مال حرام کھانے کی سزا:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ بندہ جوحرام مال کمائے گا اگراُس کو صدقہ کرے گاتو قبول نہ ہوگااوراگرخرچ کرے گاتواس میں برکت نہ ہوگی اگراس کواپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کرلے جائے گاتواس کیلئے جہنم بن جائے گا۔(مشکوۃ)

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشادفرمایاوہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جوحرام غذا سے بناہوگا۔اوروہ گوشت جوحرام غذا سے بناہوجہنم اس کا زیادہ حقدار ہے۔(مشکوۃ)

﴿14﴾چوری کی سزا:

چوری کی سزادنیا میں اُس کا ہاتھ کاٹ دینا ہے جبکہ اُس کی آخرت کی سزا کے بارے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی کا تھوڑا سامال بھی چرایا قیامت کے دن اس مال کواپنی گردن میں آگ کے طوق کی شکل میں لٹکا کرآئے گااور جس نے تھوڑا سامالِ حرام کھایا تواس کے پیٹ میں آگ دہکائی جائے گی اوراس کی ایسی خوفناک آواز ہوگی کہ جس دن سارے لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گےتو کانپ جائیں گے۔(قرۃالعیون)

ایک اورحدیث پاک میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ بلاشبہ پل صراط آگ کی بیڑیاں ہیں جس نے حرام کا ایک درہم بھی لیا اُس کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ڈالی جائیں گی جس سے پل صراط سے گزرنا دشوار ہوجائے گا۔جب تک کہ درہم کا مالک اُس کی نیکیوں میں سے بدلہ نہ لے لےلیکن اگراُس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو گناہوں کا بوجھ اُٹھانا پڑیگا۔(قرۃالعیون)

چوری کا مال خریدنا:۔ جوشخص چوری کا مال خریدےاوروہ جانتاہوکہ یہ چوری کا مال ہےتووہ بھی اس گناہ میں شریک ہوگیا۔(بیہقی)

﴿15﴾جُوا کھیلنے کی سزا:

جواکھیلنا کبیرہ گناہ ہےاور جوئے کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے۔طبرانی شریف میں

Marfat.com

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ اپنا کھانا (حلال) رکھو تمہاری دُعائیں قبول ہوں گی۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا ایک نوالہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اُس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور جس بندے کا گوشت حرام سے پیدا ہوا ہو تو آگ اُس کی زیادہ حقدار ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

﴿16﴾ جھوٹ بولنے والے کی سزا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے یہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس سے فرشتہ اس بدبو کی وجہ سے جو وہ جھوٹ کے سبب پھیلاتا ہے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

جھوٹ بولنے والے کی سزا سرکار مدینہ ﷺ کو خواب میں یہ دکھائی گئی کہ اسے گُدّی کے بَل (یعنی چِت) لٹایا ہوا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لیے اُس پر کھڑا تھا اور وہ ایک طرف سے اُس کی بانچھ (گال) چمٹے سے پکڑ کر گُدّی تک چیرتا ہوا لے جاتا ہے۔ اس طرح آنکھ اور ناک کے نتھنے میں بھی چمٹا گھونپ کر چیرتا ہوا گدی تک لے جاتا تھا اور جب ایک طرف یہ عمل کر لیتا تو دوسری جانب آ جاتا ہے اور یہی عمل کرتا ہے اتنی دیر میں پہلی جگہ پھر اصلی حالت میں آ جاتی ہے پھر پہلی جگہ کو اسی طرح چیر پھاڑ ڈالتا۔ جھوٹ بولنے والے کو یہ سزا قیامت تک ملتی رہے گی اور قیامت میں عذاب جدا ہوگا۔ (شرح الصدور)

﴿17﴾ غیبت کی سزا:

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اگر اُسے معلوم ہو جائے تو اُسے ناگوار گزرے اگرچہ وہ خامی اُس میں موجود بھی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں کو اور سینوں کو نوچ رہے تھے میں

Marfat.com

نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کے پیچھے پڑے تھے۔ (ابوداؤد)

﴿18﴾ چُغل خوری کی سزا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا چغل خور جنت میں نہیں جائیگا۔ (مسلم شریف)

چغلی ادھر کی بات ادھر لگا کر آپس میں لڑا دینے کو کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص دنیا میں دورُخا ہوگا قیامت کے دن آگ کی زبان اس کیلئے ہوگی۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ اس کیلئے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

چغل خوری کی وجہ سے عذاب قبر بھی ہوتا ہے۔

﴿19﴾ عہد توڑنے کی سزا:

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ہر عہد توڑنے والے کیلئے ایک جھنڈا ہوگا جو اُس کے پاخانے کے مقام پر لگا ہوا ہوگا۔ (مسلم شریف)

﴿20﴾ کسی کی زمین دبانے کی سزا:

حضرت یعلی بن مرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے بھی کی ایک بالشت بھی زمین ظلم سے دبالی تو یہ زمین قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق ہوگی اور ایک بالشت کی مقدار بھی ساتوں زمینوں تک ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

﴿21﴾ تکبّر و غرُور والے کی سزا:

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ تکبّر کرنے والے قیامت کو چیونٹیوں کی مثل ہوں گے۔ ان کو اہلِ محشر روندتے ہوں گے، آگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے گی۔ جہنم کے ایک قید خانے میں ان کو عذاب دیا جائیگا۔ ان پر نہائت تیز آگ جلائی جائے گی۔ اور ان کو دوزخیوں کے زخموں کا

Marfat.com

نکلا ہوا لہو پینے کو دیا جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ ان بدبختوں کی انتہائی تذلیل کی جائے گی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حدیث قدسی میں آتا ہے کہ (اللہ فرماتا ہے) کبر اور عظمت میری دو چادریں ہیں جو ان کو مجھ سے چھینتا اور کھینچا تانی کرتا ہے میں اُس کو جہنم میں ڈالوں گا۔ یعنی یہ دو وصف میرے لئے خاص ہیں ہر قسم کی بڑائی اور بزرگی میرے ہی لئے زیبا ہے۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

﴿22﴾ وعدہ خلافی کی سزا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان عہد شکنی کرے یا وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ، اُس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔

(بخاری شریف)

﴿23﴾ دل دُکھانے کی سزا:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ دوزخیوں پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ وہ اس قدر خارش کریں گے کہ ان کے چمڑے اور گوشت اُتر کر ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ پھر آواز دی جائے گی کہ تم کو اِس سے تکلیف ہوتی ہے وہ کہیں گے کہ ہاں جواب ملے گا یہ اس کا بدلہ ہے جو تم مومنوں کو ایذا اور تکلیف دیتے تھے۔ (مکاشفۃ القلوب)

﴿24﴾ بھیک مانگنے والے کی سزا:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آدمی سوال کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہو۔ یعنی نہائت بے آبرو ہو کر آئے گا۔

﴿25﴾ رشوت لینے والے کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی قوم کا والی اور قاضی مقرر ہوا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا ایک ہاتھ گردن میں بندھا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ راشی تھا اور تمام فیصلے حق کے خلاف کرتا تھا۔ تو اس کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔ اور پانچ سو برس کی راہ کے برابر

Marfat.com

گہرائی میں جا پڑے گا۔ (طبرانی)

تاجدارِ عرب وعجم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے اور دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (کنز العمال)۔ایک اور حدیثِ پاک کے مطابق راشی (رشوت لینے والا) اور مرتشی (رشوت دینے والا) دونوں دوزخی ہیں۔

﴿26﴾کم تولنے کی سزا:

وہ لوگ جو کم تولتے ہیں اور ڈنڈی مارتے ہیں قیامت کے دن اُنکے چہرے سیاہ، زبان نکلی ہوئی، آنکھیں دھنسی ہوئیں اور گردن میں آگ کی ترازو لٹکی ہوئی ہوگی۔ان سے کہا جائیگا یہاں سے یہاں تک وزن کرو تو انہیں آگ کے دو پہاڑوں کے درمیان پچاس ہزار سال تک عذاب دیا جائے گا۔ (قرۃ العیون)

﴿27﴾ریا کاری کی سزا:

ریا یعنی دکھاوے کیلئے کام کرنا اور سُمعَہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے۔ یہ دونوں چیزیں نہائت بری ہیں ان سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ریا اور سمعہ کے طور پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عیب مشہور کر دے گا اور اس کو ریا کاروں جیسا بدلہ دے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے عمل لوگوں کو سنائے اللہ تعالیٰ لوگوں کے کانوں میں یہ بات پہنچا دے گا کہ یہ شخص ریا کار ہے اور اس کو حقیر و ذلیل کر دے گا۔ (بیہقی)

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس نے ریا کے طور پر نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔جس نے ریا کے طور پر روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے طور پر

Marfat.com

صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔ (مسند امام احمد)

﴿28﴾ قرآن پاک بھلانے کی سزا:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور پھر اُسے (غفلت اور سستی کی وجہ سے) بھلا دیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ کوڑھی ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ میری اُمت کے گناہ مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت آتی ہو اور وہ پھر اسے بھول جائے۔ (ترمذی)

﴿29﴾ دو بیویوں سے مساوی سلوک نہ کرنیوالے کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسولِ اکرم ﷺ نے کہ جس شخص کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں مساوات نہ کرے اور عدل وانصاف سے جی چرائے تو وہ قیامت کے روز اِس حال میں ہوگا کہ اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا۔ (ترمذی)

﴿30﴾ بے عمل واعظوں کی سزا:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا جس سے اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ ان کے گرد گھومے گا جیسا چکّی کا گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ جہنم کے لوگ اُس کے گرد چاروں طرف جمع ہو جائیں گے اور دریافت کریں گے تجھے کیا ہوا؟ تو تو ہم کو بھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بُری باتوں سے روکتا تھا۔ وہ جواب دے گا میں تم کو اِس کا حکم کرتا تھا لیکن خود اِس پر عمل نہیں کرتا تھا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں ایک جماعت کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ جہنم کی آگ کی قینچوں سے کترے جا رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ واعظ ہیں جو دوسروں کو تو نصیحت کرتے

Marfat.com

تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

﴿غور کر اے غافل انسان﴾

پچھلے صفحات پر وقت نزع کی تکالیف، قبر کے عذابوں، حشر کے عذابوں اور دوزخ کے عذابوں کا ذکر کیا گیا اور پھر جنت کی نعمتوں، مسرتوں اور شادمانیوں کا تذکرہ بھی بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو ان بڑے بڑے عذابوں سے بچنے اور جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے حصول کے لئے کیا کرنا چاہیے؟۔ اس کا جواب بھی قرآن و حدیث میں جگہ جگہ بتایا گیا ہے۔ اس کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا ہوگا۔

ایک حدیث پاک آتا ہے۔

''دوزخ کو خواہشوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو ناگواریوں سے گھیر دیا گیا ہے''۔

اس حدیث پاک کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اگر انسان نفس و شیطان کا کہنا مانے گا اور اپنی خواہشات کے مطابق چلے گا تو دوزخ میں پہنچ جائے گا اور اگر نفس و شیطان کی مخالفت کرے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو جنت مقدر ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے محنت اور مشقت کرنی پڑے گی اور خواہشاتِ نفسانی کو کنٹرول کرنا ہوگا۔ اگر انسان اپنے پروردگار کی دی ہوئی ان گنت نعمتوں کو استعمال کرے اور اس کی فرمانبرداری کی بجائے اُلٹا نافرمانی کرے اور شیطان و نفس کی خواہشات پر چلے اور پھر جنت کا بھی خواہاں ہو تو اُس کی سوچ پر کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس بات کو ذرا تفصیل سے بیان کریں تو مندرجہ ذیل صورت حال بنے گی:

انسان کو اللہ تعالیٰ سات سو مرتبہ نماز کی طرف بلائیں۔ لیکن نماز پڑھنا اس کی نازک طبع پر گراں گزرے یا عادت کے طور پر پڑھی اور دیگر برائیوں سے اپنے آپ کو نہ بچایا، یا نماز تو پڑھتا رہا لیکن رزق حرام سے نہ بچا اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے کنارہ کشی نہ کی تو نماز کا فائدہ کیا ہوگا؟۔

Marfat.com

انسان کو روزے رکھنے کا حکم ہوا تو بوجھل دل کے ساتھ رکھ تو لیا لیکن روزے کی روح اور شرائط کو پورا نہ کیا۔ مثلاً روزہ تو رکھ لیا لیکن زبان سے جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی اور بدزبانی کی، آنکھوں میں وہی بے باکی اور بے حیائی رہی تو روزے کا فائدہ سوائے بھوک اور پیاس کاٹنے کے اور کیا ہوگا؟ یا روزہ رکھتے ہوئے یہ نہ دیکھا کہ میں حلال روزی سے سحری کھا رہا ہوں یا حرام سے، اسی طرح حرام روزی سے افطار کیا ہوا روزہ کیا فائدہ دے گا؟۔ یا روزہ رکھ کر بھی رزق حرام کے حصول میں مصروف رہا تو وہ روزہ کیا ہوگا؟۔

اسی طرح اگر زکوٰۃ ادا نہ کی یا ادا کی تو مجبوری سمجھ کر یا پوری نہ دی یا حرام روزی سے دی تو اُس کا فائدہ؟ یا اگر اس میں دکھاوا یا ریاکاری آ گئی تو کیا بنے گا؟۔

حج ادا کر کے حاجی تو بن گیا لیکن یہ نہ دیکھا کہ کونسی روزی سے ادا کیا یا باوجود اِستطاعت رکھنے کے (مال کی محبت کی وجہ سے) حج کر ہی نہ سکا۔ یا حج کر کے بھی تائب نہ ہوا اور پہلے سے زیادہ اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانیوں میں لگ گیا تو حج کا فائدہ؟۔

اب ذرا باقی احکامات دین پر ایک نظر ڈالیں اور اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں اور اپنے مقام کو پرکھیں۔

اللہ کی دی ہوئی روزی میں کتنا اس کے کہنے پر خرچ کیا؟ اور کتنا نفس اور شیطان کے کہنے پر خرچ کیا؟

حقوق العباد یعنی والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، ہمسایہ کے حقوق، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے حقوق کہاں تک پورے کیے۔

اچھے اخلاق یعنی خوش اخلاقی، سچائی، وعدہ کی پابندی، شرم وحیا، تحمل و برداشت، عاجزی وانکساری، رحم، عفو و درگزر، عیب پوشی، صبر اور توکل پر بھی کچھ عمل کیا یا نہیں۔

بُرے اخلاق یعنی تکبّر وغرور، جھوٹ، غیبت، چغلی، بُخل، بے حیائی، عداوت، فحاشی، ریاکاری، خیانت، وعدہ خلافی، بغض، حسد، بدگمانی، لالچ اور قطعِ تعلقات سے کس حد تک اپنے آپ کو بچایا؟

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے مذکورہ بالا اعمال پر بڑی تفصیل سے احکامات ارشاد فرمائے ہیں اور ان کی جزا و سزا بھی بیان فرما دی ہے۔ اور پھر رسولِ خدا ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سنتِ مبارکہ کا کامل نمونہ ہمارے لیے مشعلِ

Marfat.com

راہ ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دوزخ اور جنت کو جانے والے راستے ہمیں دکھا دیئے ہیں اور ہر عمل کا نتیجہ بھی بتا دیا ہے اور زندگی گزارنے کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ اب اگر کوئی انسان لاہور کی طرف جا رہا ہو اور اپنے آپ کو یہ سمجھے کہ میں کراچی کی طرف جا رہا ہوں تو یہ اُس کی خوش فہمی اور کم عقلی ہی کہی جا سکتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ چند روزہ اور ناپائیدار زندگی دراصل ایک امتحانی پیپر ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا اُس کا نتیجہ ویسا ہی سامنے آئے گا۔ اس کھیتی (دُنیا) میں جو بویا، روزِ قیامت وہی کاٹنا ہوگا لہٰذا ہمیں سنجیدگی کے ساتھ یہ غور کرنا چاہیے کہ کہیں شیطان نے ہمیں دھوکے میں تو نہیں ڈال رکھا؟۔

توبہ

یہ انسان بھی بڑی عجیب شے ہے جب اطاعت الٰہی پہ آ جاتا ہے تو فرشتوں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور اپنے مالک و خالق کی رضا کی خاطر تن، من، دھن سب کچھ تج دیتا ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے اور اس کی محبت میں سب کچھ نچھاور کرنے کو ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر جب سرکشی اور نافرمانی پر اُتر آتا ہے تو ایسے ایسے گناہ کر جاتا ہے کہ شیطان بھی شرمندہ ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہ اس کی مشین کے ہر کل پرزے سے واقف ہے اور اس کی فطرت کو خوب جانتا ہے۔ اُسی نے نیکی اور برائی کا وصف اس میں پیدا کیا۔ نفس اور شیطان کی عیاری سے وہ خوب واقف ہے جن کے باعث اگر فطرت انسانی مائل بہ گناہ ہے تو اُس نے بھی قیامت تک کے لئے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے کہ میری مخلوق اگر گناہ سے آلودہ ہو جائے تو جب چاہے اس دروازے سے گزر کر پاک ہو جائے اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائے۔

توبہ کے معنی لوٹنے اور رُجوع کرنے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں توبہ کا مفہوم انسان کا اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی نافرمانی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر کے اطاعت وفرمان برادری کی طرف لوٹنا ہے۔انسان خطا کا پتلا ہے۔نفس اور شیطان اسے گناہ کی طرف ترغیب دلاتے ہیں تو وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔پہلے پہل انسان گناہ کرتے ہوئے جھجکتا ہے لیکن جب وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اور وہ اسے ٹوکنا چھوڑ دیتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے لہٰذا جو جی میں آئے کئے چلا جاتا ہے۔اس شخص کا ایمان محض زبانی اقرار کرنے تک ہی ہوتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ کو اس کی بہتری منظور ہوتی ہے تو اسے کوئی نہ کوئی ٹھوکر لگتی ہے یا دل میں ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس دل میں جنم لیتا ہے تو وہ توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔فرمان رسول اکرم ﷺ ہے کہ جب شیطان راندہ درگاہ ہوا تو اس نے رب العالمین سے کہا الٰہی تیری عزت کی قسم جب تک انسان کے جسم میں جان ہے میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا۔حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم جب تک وہ جیتا رہے گا میں بھی توبہ کا دروازہ اس پر بند نہیں کروں گا۔

﴿توبہ کے بارے فرامینِ خداوندی﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تا کہ نجات پاؤ۔(پ ۱۸۔سورہ نور ۳۱)

ترجمہ: جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو غفور اور رحیم پائے گا۔(پ ۵۔النساء ۱۱۰)

ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(پ ۲۔البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

(پ ۲۵۔الشوریٰ ۲۵)

Marfat.com

توبۃ النصوح:۔ توبۃ النصوح کے بارے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تُوْ بُوْ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْ حاً . اللہ کی طرف سچی توبہ کرو۔

توبۃ النصوح کے بارے آنحضرت ﷺ فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی سے کوئی قصور ہو جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو پھر شرمندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور آئندہ اس فعل کا کبھی ارتکاب نہ کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی گناہ کا اعادہ تو درکنار بلکہ اس کے ارتکاب کا ارادہ بھی نہ کرے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بدو کو جلدی جلدی توبہ استغفار کے الفاظ دُہراتے دیکھا تو فرمایا یہ جھوٹی توبہ ہے۔ اس نے پوچھا سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے لئے چھ چیزیں ضروری ہیں:

(1) جو کچھ ہو چکا اس پر نادم ہو۔

(2) اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہے ان کو ادا کرے۔

(3) جس کا حق مارا ہے اس کو ادا کرے۔

(4) جس کو تکلیف پہنچائی ہے اس سے معافی مانگے۔

(5) آئندہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کر لے۔

(6) اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں اتنا محو کر دے کہ جس طرح اُس نے اب تک اسے معصیت کا عادی بنائے رکھا ہے۔ اور اس کو اطاعت خداوندی کی تلخی کا مزہ چکھائے جس طرح اسے معصیتوں کی حلاوت کا مزا چکھایا ہے۔

توبہ کی قبولیت کے بارے میں توبہ کرنے والے کے دل میں اگر سوال پیدا ہو کہ پتہ نہیں اس کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اسے برائی سے نفرت ہونے لگے اور

Marfat.com

دل نیکی کی طرف مائل ہونے لگے تو سمجھ لے کہ توبہ قبول ہوگئی ہے۔

﴿توبہ کی شرائط﴾

گناہوں کا اعتراف :۔ جب کوئی انسان توبہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ پشیمان ہوتا ہے اور اُس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگتا ہے۔ دل ہی دل میں وہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔ یہی اقرارِ گناہ اُسے اپنے مالک و خالق کی جانب رُجوع کرنے کا سبب پیدا کرتا ہے۔ اگر وہ گناہ کا اعتراف ہی نہ کرے اور شرمندگی اور ندامت اس کے دل میں پیدا ہی نہ ہو تو وہ کیسے توبہ کی طرف راغب ہوگا۔

گناہوں کا ترک کر دینا:۔ توبہ کی دوسری شرط گناہ کا فوراً ترک کر دینا اور ہمیشہ کے لئے اس گناہ کو چھوڑ دینا ہے۔ توبہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لئے ترکِ گناہ کی توفیق مانگے۔

آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم:۔ توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ سے گناہ نہ کرنے کا عزم کر لے اور اللہ تعالیٰ سے وہ گناہ دوبارہ نہ کرنے کا وعدہ کرے اور ساتھ ہی اللہ کی مدد اور توفیق مانگے تاکہ اسے استقامت نصیب ہو۔ اگر اس کے دل میں یہ خیال بیٹھ جائے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ دوبارہ اس گناہ میں ملوث نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائیں گے اور وہ تمام اسبابِ گناہ میسر ہونے کے باوجود بھی اس سے بچا رہے گا۔

گناہوں کا تدراک:۔ توبہ کی چوتھی شرط ہے کہ جو گناہ اس سے سرزد ہو چکے خواہ وہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں یا حقوق العباد سے ان کے تدارک اور ازالہ کی کوشش کرے۔ مثلاً اگر فرائض اس کے ذمے ہیں تو ان کا اندازہ کر کے پورا کرنے کی کوشش کرے یعنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ۔ اگر حقوق العباد سے اس گناہ کا تعلق ہے تو ان کا بھی ازالہ یا تدارک کرنے کی کوشش کرے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی:۔ سچی توبہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جو اللہ کے حقوق اس

Marfat.com

کے ذمے نکلتے ہیں ان کی ادائیگی کا بندوبست کرے۔ مثلاً بالغ ہونے سے لے کر توبہ کرنے تک جو نمازیں چھوڑیں ان کی قضا پوری کرنے کی کوشش کرے جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا شدہ نماز بھی ادا کرتا جائے۔ دوسرا رمضان المبارک میں نوافل کی کثرت کرے کہ ان کا ثواب بھی فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ چھوڑے ہوئے روزوں کا اندازے سے حساب لگا کر قضا شدہ روزے پورے کرنے کی کوشش کرے (یاد رہے عورتوں کے مخصوص ایام میں جو روزے چھوٹ جاتے ہیں ان کی قضا بھی لازمی ہوتی ہے)۔ اس طرح اگر زکوٰۃ کی رقم اس کے ذمے رہتی ہے تو اس کا حساب لگا کر (حسب توفیق) ادائیگی کرتا رہے۔ اگر حالات اجازت نہ دیتے ہوں تو پکا ارادہ کر لے کہ جب بھی مال میسر آیا فوراً ادائیگی کروں گا۔ اگر توبہ کرنے والا صاحبِ نصاب ہے اور اس نے ابھی تک حج نہیں کیا تو فوراً یہ فرض بھی پورا کر لے۔ اگر سخت بیمار ہے یا بہت ہی بوڑھا ہو چکا ہے تو کسی دوسرے کو بھیج کر حج بدل کرا دے۔

جو گناہ زبان سے سرزد ہوئے (مثلاً جھوٹ، غیب، چغلی، بہتان، بدزبانی وغیرہ) یا جو باقی اعضائے بدن سے سرزد ہوئے (مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھ، دل، جنس وغیرہ سے) یا شکم میں جو مال حرام داخل کیا یا دیگر استعمال میں لایا گیا ان تمام کو ذہن میں لا کر اللہ کریم کے حضور سجدے میں سر رکھ کر معافی مانگتا رہے اور گریہ وزاری کرتا رہے۔ ان کے کفارے کی خاطر زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا رہے۔ ذکر الٰہی، تلاوتِ قرآن، درود پاک و دیگر نیکی کے کاموں میں کثرت کرے تاکہ اس کے گناہ مٹ جائیں کیوں کہ فرمانِ الٰہی ہے کہ نیکی گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔ صدقہ وخیرات اور محتاج لوگوں کی حاجت برآری کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں اور ڈھیروں ثواب عطا فرماتے ہیں جو گناہوں کا ازالہ کرے گا۔

حقوق العباد کی ادائیگی:۔ توبہ کرنے والے کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حقوق العباد کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ سے معافی کے ساتھ ساتھ اس شخص سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے جس کے ساتھ ظلم یا زیادتی کی یا اس کی حق تلفی کی ہے۔ اگر کسی کا جانی نقصان کیا ہے تو مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنا چاہیے۔ اگر کسی کی مالی حق تلفی کی ہے (چوری، ڈکیتی، بددیانتی، خیانت، دھوکہ

Marfat.com

دہی، ملاوٹ، ناقص اشیاء یا دیگر کمی بیشی وغیرہ) تو اس کا ازالہ بھی لازمی طور پر کرنا ہوگا ورنہ روز قیامت اپنی نیکیاں اس کو دینی پڑیں گی اور اگر نیکیاں ختم ہوگئیں تو اس کی برائیاں خود لینی پڑیں گی۔

اگر تلافی کرنے یا مال لوٹانے کی طاقت نہیں تو اس سے معافی مانگنی ہوگی یا حق کو بخشوانا ہوگا۔ اگر حقدار فوت شدہ ہے تو مال کی تلافی اس کے جائز وارثوں کو کی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا بھی نہ ہو پائے تو راہِ خدا خیرات کردے اور اس کا ثواب حقدار کو بخش دے۔

اگر کسی پر ظلم کیا، تہمت لگائی، بدزبانی کی، مارا پیٹا یا کوئی اور جسمانی یا روحانی و قلبی تکلیف پہنچائی، غیبت یا چغلی کی تو متعلقہ شخص سے معافی مانگ لے اور اسے راضی کرے۔ یاد رہے غیبت اور چغلی کے ازالے کے لئے متعلقہ شخص کے لئے دُعائے مغفرت بھی کی جاسکتی ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بعض لوگ میّت کے ترکہ سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے یا تھوڑا بہت دیتے ہیں یا ان کے بھائی زیادہ تر یہ کہہ کر ان کا حصہ دبا لیتے ہیں کہ ان کے جہیز و شادی پر رقم خرچ کی ہے یا وہ اپنا حق نہیں مانگتی ہیں۔ یاد رہے ان کا پورا پورا حق ان کو دینا ہوگا ورنہ روز قیامت حساب دینا پڑے گا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ کبھی لڑکی کی شادی کے موقع پر اس کا حق مہر خود وصول کر کے لڑکی کو نہیں دیا جاتا۔ یہ صرف اس لڑکی کا حق ہے وہی اسے استعمال کرسکتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے قطع رحمی کر رکھی ہے یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑ رکھا ہے تو اسے اپنے تعلقات کو بحال کرنا ضروری ہے۔ اور اگر ہمسائیوں سے اچھا سلوک نہ کیا اور ان کے حقوق کا خیال نہ رکھا تو روز قیامت جواب دہ ہونا پڑے گا۔

اگر بیوی، بچوں یا خاوند وغیرہ کے حقوق پورے نہ کیے تو یوم حشر باز پُرس ہوگی۔ اس بات کا ازالہ بھی ضروری ہے۔

قیامت میں مُفلس کون؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض گزار ہوئے جس کے پاس درہم و دینار اور

Marfat.com

مال وغیرہ نہ ہو۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلا شبہ میری امت کا حقیقی مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں پڑھی ہوں گی، روزے رکھے ہوں گے اور زکوٰۃ ادا کی ہوگی) اور ان سب کے باوجود اس حال میں میدان حشر میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اور چونکہ قیامت فیصلے کا دن ہوگا اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا ہوگا اور جس جس کی حق تلفی کی ہوگی ان سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائینگی۔ اس کی کچھ نیکیاں اس حقدار کو دی جائینگی اور کچھ اُس حق دار کو دی جائینگی۔ پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حقوق العباد پورے نہ کرنے سے قیامت میں سخت خسارہ ہوگا کہ بندہ نیکیوں کے ڈھیر لے جانے کے باوجود بھی دوزخ میں چلا جائیگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس طرح کی ایک اور حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو، اسکی بے آبروئی کی ہو یا کچھ اور حق تلفی کی ہو تو آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معاف کروا کر) اس روز سے پہلے حلال کر لے کہ جس دن نہ دینار پاس ہوگا نہ درہم۔ (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لیے جائیں گے۔ اور نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کر دی جائینگی۔ (بخاری شریف)

قابلِ غور بات :۔ آج کل بہت سے لوگ نماز، روزہ کے پابند ہیں۔ صدقہ وخیرات بھی بہت کرتے اور دیگر نیک کام بھی کرتے رہتے ہیں بلکہ زبانی استغفار وتوبہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ گناہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ نہ حرام کی کمائی سے رُکتے ہیں نہ ہی حقوق العباد کی پرواہ کرتے ہیں اور برے اخلاق مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، دھوکہ دہی اور بد دیانتی سے بھی باز نہیں آتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج وعمرہ کی ادائیگی بھی کرتے رہتے ہیں لیکن رزق حلال کے پرواہ نہیں کرتے۔ رشوت، سود، اور خیانت

Marfat.com

وغیرہ سے نہیں بچتے۔ایسے لوگوں کو اپنے حال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کو ذہن میں رکھ کر اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

کن لوگوں کی توبہ قبُول نہیں ہوتی:۔ جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں اور عالمِ نزع طاری ہو جائے تو اُس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں کہ تمام عمر انسان اللہ تعالیٰ سے بے خوف اور بے پرواہ رہ کر گناہ کرتا رہے اور عین نزع کے وقت جب فرشتہ روح قبض کرنے لگے تو وہ توبہ کرنے لگے۔اس وقت اس کا اعمال نامہ بند ہو چکا ہوتا ہے۔دوسرا فریق اگر موت کو دیکھ لے اور بوقتِ نزع ایمان لا کر توبہ کرنا چاہے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔قرآن کریم میں ان آیات کا ذکر یوں درج ہے:

ترجمہ: توبہ جس کا قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو بے سمجھی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت توبہ کر لیتے ہیں اللہ ان کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول ہے) جن کو حالت کفر پر موت آ جاتی ہے ان کیلئے ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔(پ۴۔النساء۱۸۔۱۷)

اسی طرح ایمان لانے کے بعد دین اسلام سے پھر جانے والوں اور کفر پر مرنے والوں کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان کے بعد کفر کریں پھر اس کفر میں حد سے بڑھ جائیں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی یہی لوگ گمراہ ہیں۔ بے شک جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر ہی رہیں تو اگر ان میں سے کوئی زمین بھر سونا بھی فدیے میں دے دیوے تو پھر بھی اس کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔

خدا تعالیٰ سے دُوری کی ایک مثال:۔ اگر کوئی شخص دن رات دُنیا اکٹھی کرنے

Marfat.com

میں ہی لگا رہے اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کی پرواہ ہی نہ کرے تو اس کی یہ چشم پوشی اور غفلت اس کیلئے باعث ہلاکت ہوگی اور اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب بنے گی۔ مندرجہ ذیل حدیث پاک شائد ایسی ہی ایک مثال ہے۔

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو باوجود اس کے کھلم کھلا گناہوں کے دنیا کی نعمتیں اور مال و جاہ دے رہا ہے اور جو وہ چاہتا ہے اس کو مل جاتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ اسکو رفتہ رفتہ گناہوں میں بڑھایا جا رہا ہے تا کہ آخرت میں اسے سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (مشکوۃ)

''پس وہ جو ان باتوں کو بھول گئے جو انہیں یاد دلائی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مال و جاہ پر اترا گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ بے بس ہو گئے۔''

﴿توبہ کے فضائل﴾

توبہ کرنے والوں کے لئے خوشخبری:۔ اللہ تعالیٰ کا کرم بھی بے حساب ہے وہ بہت بڑے عفو اور درگزر والا ہے۔ حلیم اور کریم ہے۔ توبہ کرنے والوں اور فرمانبرداری کرنے والوں کو وہ یوں خوش خبری سناتا ہے:

ترجمہ: مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے تو وہ بے شک خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (پ۱۹۔ فرقان ۷۱۔۷۰)

دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا:

ترجمہ: جن کاموں سے تمہیں منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں (یعنی بڑے

Marfat.com

بڑے گناہ) اگر تم ان سے بچتے رہو گے تو ہم تمہاری خفیف برائیاں (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ) تم سے دور کر دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کریں گے۔ (النساء)

توبہ استغفار کی برکتیں:۔ توبہ واستغفار کرنے سے نہ صرف دین اور آخرت بہتر ہوتی ہے بلکہ دُنیا بھی اللہ کریم بہتر فرما دیتے ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے:

ترجمہ: اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ (پ۲۹۔نوح ۱۲۔۱۰)

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو نصیحت کی تھی اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں یوں آیا ہے:

ترجمہ: پس میں نے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ کثرت سے تم پر بارشیں بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لیے باغات بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا۔ (پ۱۱۔ہود ۱۰۲)

رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو:۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں اپنے گناہ گار بندوں کو بھی مایوسی سے منع کیا ہے (بعض اوقات یہ سوچ کر بندہ توبہ نہیں کرتا کہ اس نے تو بے تحاشا گناہ کر ڈالے ہیں پتہ نہیں اسے معافی ملے یا نہ ملے) اور یوں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: آپ ﷺ (میری طرف سے) فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ بے شک وہ غفور الرحیم ہے۔

توبہ سے اللہ کا خُوش ہونا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندہ کے خیال کے ساتھ ہوں جو میرے بارے میں وہ گمان کرے میں ویسا ہی کر دوں گا اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اس میں شک نہیں کہ اپنے بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش

Marfat.com

ہوتا ہے جس کا سامان اور سواری وغیرہ جنگل میں کھو جائے اور پھر وہ اچانک اس کو پالے۔ (نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس کی طرف چار ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف پاؤں سے چلتا ہوا آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑتے ہوئے متوجہ ہوتا ہوں۔ (بخاری)

موقع کو غنیمت جانو:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رب کریم شب میں اپنا دست قدرت پھیلاتا ہے تا کہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور اسی طرح دن کو دست قدرت پھیلاتا ہے تا کہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور یہ سلسلہ مغرب سے سورج طلوع ہونے تک جاری رہے گا (یعنی قیامت تک رہیگا)۔ (مسلم)

توبہ سے گناہوں کا خاتمہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

توبہ استغفار کا اجر:۔ حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو دادا جان سے روائت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمات کہے کہ:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ الَّذِیْ لَا اِلٰہ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

(ترجمہ: میں اس رب العالمین سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس کی ذات حی وقیوم ہے اس سے توبہ کرتا ہوں)

تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اگر چہ وہ کفار کے مقابلہ سے بھاگا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

رب غفور کا کرم :۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ننانوے افراد کو قتل کیا پھر وہ توبہ کے لئے دربدر مارا مارا پھرتا رہا۔ یہاں

Marfat.com

تک کہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے توبہ کے بارے میں معلوم کیا کہ میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ راہب نے کہا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی مار ڈالا۔ اس قاتل نے پھر ایک شخص سے کہا اب کیا کیا جائے؟ تو اس نے کہا تم فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ وہ چل پڑا۔ راستہ ہی میں اس کی موت آ گئی لیکن اس کا منہ اس گاؤں کی طرف تھا۔ اب رحمت اور عذاب والے فرشتے آپس میں مزاحم ہوئے۔ اللہ کریم نے ایک بستی کو حکم دیا کہ اس شخص کے قریب ہو جا اور دوسری بستی کو حکم فرمایا تو اس سے دُور ہو جا اس کے بعد اللہ کریم نے فرشتوں کو فرمایا کہ اب ان دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپو جب فاصلہ دیکھا گیا تو وہ جس طرف جا رہا تھا ایک بالشت کم تھا۔ لہٰذا اس بنا پر اس کی بخشش کر دی گئی۔ (بخاری شریف)

﴿اقوالِ توبہ﴾

فرمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے لیکن گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔ جوان آدمی کا گناہ کرنا اگرچہ بڑا ہے لیکن بوڑھے آدمی کا گناہ کرنا تو بہت ہی بڑا ہے۔ بد بخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے لیکن اُس کا گناہ نہ مرے (یعنی کوئی بری بات جاری کر جائے)۔

توبہ کے چار ستون:۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا توبہ کے چار ستون ہیں (1) زبان سے معافی کا طلب کرنا۔ (2) دل میں پشیمان ہونا۔ (3) اپنے اعضاء کو گناہوں سے روکنا۔ (4) یہ نیت کرنا کہ آئندہ کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرے اور جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف پھر بھی نہ لوٹے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول:۔ آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل۔ آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ عبادت بلا توبہ درست نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔

Marfat.com

توبہ کی تعریف:۔ حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برے افعال کو نیک اعمال سے بدل دینے کا نام توبہ ہے۔

توبہ کے معانی:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ تین معانی پر حاوی ہے۔
(1) گناہ پر پشیمان۔ (2) جس چیز کو اللہ نے منع فرمایا اس کو دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم۔ (3) حقوق انسانی کو ادا کرنے کی کوشش میں لگ جانا۔

بد ترین آدمی:۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے اور زندگی کی اُمید پر توبہ کو ملتوی کرے۔

شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:۔ آپ فرماتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا لطف وکرم اپنے بندے پر کرے اور اس کا دل اپنی طرف مائل کرے۔ اپنی محبت وشفقت اُس کے ساتھ خاص کرے اور اپنی طرف کھینچ لے۔ اس وقت بندے کا دل اپنے خالق کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ روح، قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ پھر وجود میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحت توبہ کی دلیل ہے۔

معرفتِ الٰھی کا پہلا مقام:۔ حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان انسان کے لئے بڑی مشکل ہے۔ اس کی راہ پر چلنے والوں کا پہلا مقام توبہ ہے۔ مزید فرمایا کہ ارادہ گناہ اور اسبابِ گناہ موجود ہونے کے باجود گناہ سے پرہیز کیا جائے تو یہ بہت بڑی توبہ ہے۔

توبہ کی چھ قسمیں:۔ حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ توبہ چھ قسم کی ہے اوّل قلب وزبان کی توبہ، دوئم نظر کی توبہ، سوئم کان کی توبہ، چہارم ہاتھ کی توبہ، پنجم پاؤں کی توبہ، ششم نفس کی توبہ۔ مطلب یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد اپنے ان اعضاء سے جن سے گناہ کا احتمال ہے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے روک کر اطاعت اور فرمانبرداری میں لگا دے۔

اللہ کریم ہم سب کو توبۃ النصوح کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم والصلوٰۃ التسلیم

Marfat.com

بابِ دوئم:

طہارت

طہارت کے معنی پاکیزگی کے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ طہارت کے بغیر انسان اللہ کی عبادت نہیں کرسکتا۔شریعت میں طہارت کے چند آداب مقرر ہیں۔ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

﴿1﴾ سوکر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے ہاتھ دھونے چاہییں۔ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ کیا معلوم سوتے میں ہاتھ پاک رہا ہے کہ نہیں۔

﴿2﴾ رفعِ حاجت کیلئے جگہ کا باپردہ ہونا ضروری ہے۔

﴿3﴾ بیت الخلاء میں جاتے وقت بایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور یہ دُعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان اور جنوں اور مادہ جنوں سے۔

﴿4﴾ رفع حاجت کے وقت منہ اور پشت قبلہ رخ نہیں ہونی چاہیے۔چھوٹے بچوں کو پیشاب اور پاخانہ کرواتے وقت بھی کعبہ شریف کی طرف منہ اور پشت نہ کریں۔

﴿5﴾ دوران سفر اگر بیت الخلا میّسر نہ ہو اور راستے میں ہی کہیں پیشاب وغیرہ کرنا پڑے تو اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ پیشاب بہہ کر کسی سوراخ وغیرہ میں نہ جائے۔اگر بل یا سوراخ میں کوئی موذی جانور ہوا تو اُسے تکلیف ہوگی اور وہ پیشاب کرنے والے کو ڈس بھی سکتا ہے۔

﴿6﴾ سخت جگہ پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ نرم جگہ پر کرنا چاہیے۔کیوں کہ اِسطرح ناپاک چھینٹے اُڑ کر کپڑوں پر نہیں پڑیں گے۔

Marfat.com

﴿7﴾ دورانِ رفع حاجت لوٹے کا استعمال سنت ہے۔ اس سے طہارت کرنے میں آسانی بھی رہتی ہے۔

﴿8﴾ استنجا کرتے وقت اپنے پوشیدہ مقام کو بائیں ہاتھ سے دھوئیں۔

﴿9﴾ پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے باتیں کرنا یا کوئی مقدس کلام پڑھنا اور انگوٹھی یا کوئی اور متبرک چیز اپنے ساتھ رکھنا منع ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے وقت اپنی انگوٹھی اُتار لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

﴿10﴾ راستے یا گزرگاہ میں پاخانہ وغیرہ کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ان کے کپڑے بھی ناپاک ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سایہ دار جگہ میں رفع حاجت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

﴿11﴾ پہلے پیشاب کا مقام دھوئیں بعد میں پیچھے کا۔

﴿12﴾ رفع حاجت ہمیشہ بیٹھ کر کرنا چاہیے۔

﴿13﴾ وضو کرنے والی جگہ پر استنجا وغیرہ نہیں کرنا چاہیے۔

﴿14﴾ رفع حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر آتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے رکھیں۔

اور یہ دُعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

ترجمہ: اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اُس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تکلیف دُور کی اور عافیت بخشی۔

Marfat.com

﴿احکامِ نجاست﴾

گندگی اور پلیدگی کو نجاست کہا جاتا ہے۔ یہ دو طرح کی ہے ایسی نجاست جس کے لئے شرعی احکام سخت ہیں وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے اور دوسری نجاست جس کے لئے شرعی احکام ہلکے اور نرم ہیں نجاست خفیفہ کہلاتی ہے۔ نجاست غلیظہ سے مراد پیشاب، پاخانہ، منی، مذی، حیض ونفاس کا خون، خون استحاضہ، پیپ، جاری خون، منہ بھر کے قے کرنا۔ علاوہ ازیں ہر طرح کی شراب اور جن جانوروں کا گوشت حرام ہے اُن کا پیشاب یا پاخانہ جیسے گدھا، کتا، شیر، بلی، خچر اور چوہا وغیرہ وغیرہ۔ مرغی یا بطخ کی بیٹ، گائے بھینس کا گوبر، گھوڑے کی اور اُونٹ بکری کی مینگنیاں، ہر حلال چوپایا جانور کا پاخانہ، حرام پرندوں کا پیشاب اور مردار وغیرہ یہ سب نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب، پاخانہ بھی مرد وعورت کی طرح ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ میں شامل ہے۔

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے مثلاً گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ، اُن کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں جیسے کوا، چیل، باز وغیرہ کی بیٹ نجاست خفیفہ میں سے ہے۔

شرعی مسائل:

نجاست غلیظہ کے بارے میں حکم ہے کہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درھم (سکہ) سے زیادہ لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ اگر بغیر دور کئے نماز پڑھی تو ادا نہیں ہوگی۔ اگر جان بوجھ کر اتنی نجاست کے ساتھ ادا کی تو سخت گناہ گار ہوگا۔ اگر نجاست غلیظہ درھم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب اور ضروری ہے۔ اگر بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوگی ایسی نماز کا دہرانا اور ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر پڑھ لی تو گناہ گار ہوگا۔ اگر نجاست غلیظہ ایک درہم سے کم ہے اور اُسے پاک کئے بغیر پڑھی تو نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہوگی جس کا دوبارہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، گوبر وغیرہ تو درھم کے برابر یا کم یا زیادہ ہونے کے معنی

Marfat.com

یہ ہیں کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو درہم کا وزن ہو ساڑھے چار ماشہ کے برابر۔ اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی اور چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی لمبائی اور چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر (یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار کریں اور اُس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اُس سے زیادہ اس پر نہ رک سکے۔ اب درھم کے برابر جتنا پھیلاؤ ہے اتنی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے یعنی روپے کی لمبائی اور چوڑائی کے برابر)۔

مسئلہ:۔ نجاستِ خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہو اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین پر لگی ہے تو اُس کی چوتھائی۔ اسی طرح اگر ہاتھ پر لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے یعنی اس میں نماز ہو سکتی ہے۔ اگر چوتھائی برابر لگی ہے تو بن دھوئے اور پاک کئے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ مچھر، کھٹمل، پانی کے جانوروں کا خون وغیرہ، گدھے اور خچر کے منہ کا لعاب یعنی تھوک وغیرہ اور اُن کا پسینہ پاک ہے۔ گوشت، تلی، کلیجی میں جو خون باقی رہ جاتا ہے وہ پاک ہے حرام جانوروں کا دودھ نجس اور ناپاک ہے۔

مسئلہ:۔ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے بارے اوپر بیان کردہ احکام صرف بدن اور کپڑے کے لئے ہیں اگر یہ نجاست کسی پاک چیز میں مل گئی مثلاً پانی، دودھ وغیرہ تو وہ سب ناپاک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ پانی حد کثرت یعنی دہ دَردَہ نہ ہو۔ اگر جیب میں کوئی شیشی وغیرہ ہو اور اُس میں کوئی نجاست وغیرہ ہو ایسی حالت میں نماز پڑھیں تو نماز نہ ہوگی۔

﴿ناپاک چیز کو پاک کرنے کا طریقہ﴾

مسئلہ: اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب یا شراب وغیرہ تو تین بار دھونے اور تین بار زور سے نچوڑنے سے پاک ہو جائیگا۔ ہر مرتبہ نچوڑنے کے بعد اپنے ہاتھ بھی ساتھ دھونے ہونگے۔ اگر بدن پر نجاست لگی تو

Marfat.com

تین بار دھوئیں۔ جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی، جوتا وغیرہ تو اُس کو دھو کر چھوڑ دیں تا کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

منی کپڑے یا بدن پر لگ کر اگر خشک ہو جائے تو اچھی طرح مل کر جھاڑ دینے اور صاف کرنے سے بدن پاک ہو جائیگا۔ اگر منی بدن یا کپڑے سے لگی ہے اور اب تک تر اور گیلی ہے تو کپڑے اور بدن دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ موزے اور جوتے میں اگر گاڑھی نجاست لگی ہے جیسے گوبر، پاخانہ تو زیادہ تر ہو تو تھوڑی سی خشک مٹی رگڑنے اور کھرچنے سے پاک ہو جائیں گے۔ اگر کوئی پتلی نجاست ہے تو اُس پر مٹی، ریت یا کاغذ وغیرہ ڈال کر رگڑیں اور پونچھ دیں تو وہ پاک ہوں گے۔

اگر ایسی کوئی چیز ہے جس میں نجاست جذب نہ ہو سکے مثلاً دھات یا چینی کے برتن تو صرف تین بار دھونے سے پاک ہو جائینگے۔ لیکن مانجھ کر دھونا زیادہ بہتر ہے۔ اگر کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور پتہ نہیں کہ کس حصہ تھا تو پورا کپڑا ہی دھو ڈالیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے تو وہ زمین پاک ہے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن تیمم جائز نہیں۔ اگر زمین کو گوبر سے لیپا گیا ہے اور وہ سوکھ گئی ہو تو اُس پر کوئی دوسرا پتا اچھا نماز پڑھ سکتے ہیں۔

﴿غُسل کا بیان﴾

احتلام یا جماع کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے۔ عورت پر حیض و نفاس کے ختم ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہوتا ہے۔

غسل کے فرائض:۔ غسل کے فرائض تین ہیں۔

1- ﴿ اچھی طرح کلی کرنا تا کہ منہ کے ہر حصے اور حلق کی جڑ تک پانی پہنچ جائے جیسے غرارہ کرنا۔

Marfat.com

اگر تھوڑا سا پانی منہ میں ڈال کر باہر نکال دیا تو صحیح کلی نہ ہوگی۔اس طرح غسل بھی نہ ہوگا۔

2- ناک میں پانی چڑھانا کہ نرم چمڑہ تک پہنچ جائے۔ناک میں اگر رینٹھ جمی ہے تو اُس کا چھڑانا فرض ہے۔ناک میں اچھی طرح پانی کھینچ کر اوپر چڑھانا ہوگا۔صرف پانی ڈالنے سے غسل نہ ہوگا۔

3- سارے جسم پر اچھی طرح پانی بہانا کہ بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے۔

غُسل کی سنتیں:

1- غسل کی نیت کر کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک دھونا۔

2- استنجا کرنا اور بدن سے لگی نجاست کو دھونا۔

3- وضو کرنا

4- تین تین بار سر اور دائیں مونڈھے اور پھر بائیں مونڈھے اور تمام بدن پر پانی بہانا۔

غُسل کے متعلق چند احتیاطیں:

1- ناخنوں پر پالش نہیں ہونی چاہیے۔ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

2- بال برابر بھی جگہ خشک نہیں رہنی چاہیے۔

3- اگر انگوٹھی، چھلّہ، نتھ یا بالی وغیرہ پہنی ہو تو خوب ہلا جلا کر اُسکے نیچے پانی پہنچائیں تا کہ کوئی جگہ بغیر پانی نہ رہے۔ورنہ غسل نہ ہوگا۔

4- بعض لوگ پانی تیل کی طرح چپڑ لیتے ہیں یا بھیگا ہاتھ مل لینے کو کافی سمجھتے ہیں حالانکہ پانی ہر جگہ اچھی طرح بہانا ضروری ہے اور بہنے کے لیے قطرے ٹپکنا لازمی ہے۔

5- غسل کرتے وقت گلے اور ٹھوڑی کا جوڑ منہ اُٹھا کر دھوئیں۔

6- دونوں بغلیں ہاتھ اٹھا کر دھوئیں۔

7- کانوں کا ہر پرزہ اور سوراخ کا منہ بمعہ کان کے بال اچھی طرح دھوئیں۔

Marfat.com

8- ﴾ پیٹ کی سلوٹیں اٹھا کر اور ناف میں انگلی ڈال کر دھوئیں۔

9- ﴾ بازو کا ہر پہلو اور پیٹھ کا ہر زرہ دھوئیں۔

10- ﴾ ران اور پیڑو کا جوڑ اور ران اور پنڈلی کا جوڑ اور دونوں سُرینوں کے ملنے کی جگہ پر اچھی طرح پانی بہائیں۔

11- ﴾ رانوں کی گولائیوں اور پنڈلیوں کی کروٹوں کو دھوئیں۔

12- ﴾ پستان اور پیٹ کے جوڑ کی جگہ اچھی طرح دھوئیں۔

13- ﴾ ڈھلکی ہوئی پستان کو اُٹھا کر دھوئیں۔

14- ﴾ پیشاب گاہ کا ہر حصہ اور ہر گوشہ خیال سے دھویا جائے۔

15- ﴾ ماتھے پر افشاں لگی ہو تو چھڑانا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

16- ﴾ نہاتے وقت قبلہ کو منہ نہ کریں نہ کسی قسم کی بات چیت کریں۔ نہ کوئی دُعا پڑھیں۔ باپردہ جگہ پر اور بیٹھ کر نہائیں۔

ضروری مسائل غسل:

جس پر غسل واجب ہو اُس کو نہانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اُس کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ جُنبی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دُعا یا درود شریف پڑھ لیا تو حرج نہیں مگر کلی کرنے یا وضو کرنے کے بعد پڑھے تو بہتر ہے۔ جنبی کیلئے قرآن کو چھونا اور پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا حرام ہے۔ نہائے بغیر اگر روزہ رکھ لیا تو جائز ہے اگر وقت ہو تو نہا کر رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

اگر کسی نے جماع کیا یا احتلام ہوا اور اُس نے سونے یا پیشاب کرنے سے پہلے غسل کر لیا اور اُس کے بعد منی کا بقیہ حصہ نکل آیا تو اُس پر دوبارہ غسل واجب ہے۔ اسی طرح اگر عورت جماع کے بعد غسل کرے اور اُس کے جائے مخصوصہ سے مرد کی منی کا کچھ حصہ خارج ہو تو دوبارہ غسل واجب ہے۔

Marfat.com

غسل کے اہم مسائل:

اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی حصہ جو وضو میں دھویا جاتا ہے۔ جان بوجھ کر یا بھول کر دَہ دردَہ سے کم پانی (مثلاً پانی سے بھری ہوئی بالٹی یا لوٹے وغیرہ) میں پڑ جائے تو پانی مستعمل ہوگیا اور وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔

اسی طرح جس پر غسل فرض ہوا اُس کے جسم کا کوئی بے دھلا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے قابل نہ رہا۔ ہاں اگر دھلا ہوا ہاتھ یا دھلے ہوئے بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حرج نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ خشک رہ گئی تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں صرف اُس جگہ پر پانی بہالینا چاہیے۔

مسئلہ:۔ جس پر چند غسل ہوں مثلاً احتلام بھی ہوا، جمعہ بھی ہے اور عید کا دن بھی ہے تو وہ تینوں کی نیت سے ایک ہی غسل کرے سب ادا ہو جائینگے اور ثواب مل جائیگا۔

مسئلہ:۔ اگر زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو اور اور کھولنے میں نقصان یا حرج ہو تو پٹی پر اچھی طرح مسح کریں۔ نیز کسی جگہ مرض یا درد کی وجہ سے پانی بہانا نقصان دہ ہو تو اُس پورے عضو کا اچھی طرح مسح کریں۔

مسئلہ:۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اُس کو نفاس کہتے ہیں۔ اُس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی خون بند نہ ہو تو وہ مرض ہے۔ اسلیے چالیس روز پورے ہوتے ہی غسل کر لینا چاہیے۔ اگر چالیس روز سے پہلے بند ہو جائے خواہ ایک دو دن ہی آ کر بند ہو جائے تو غسل کرے۔ اب اُس پر نماز و روزہ فرض ہیں۔

مسئلہ:۔ منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا رفع حاجت کرتے وقت زور لگانے کی صورت میں خارج ہوئی تو غسل فرض نہ ہوا۔ وضو بہر حال جاتا رہے گا۔

مسئلہ:۔ منی پتلی ہوگئی ہو اور دوران پیشاب یا ویسے ہی بلا شہوت قطرے نکل آئیں تو غسل فرض نہ ہوا البتہ وضو ٹوٹ جائیگا۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ اگر احتلام ہونا یاد ہے مگر اُس کے آثار کپڑے پر نہ ہوں تو غسل فرض نہ ہوا۔

مسئلہ:۔ نماز میں شہوت تھی اور منی اترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر باہر نکلنے سے قبل ہی نماز مکمل ہوگئی بعد میں خارج ہوئی تو نماز ہوگئی لیکن غسل فرض ہوگیا۔

مسئلہ:۔ اپنے ہاتھوں سے سے مادّہ خارج کرنے سے غسل فرض ہوجاتا ہے لیکن یہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والے کو ملعون کہا گیا ہے۔ نیز ایسا کرنے سے مردانہ کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور بالآخر آدمی شادی کے لائق نہیں رہتا۔

غسل کا مسنون طریقہ:

پہلے دل میں غسل کرنے کی نیت کریں پھر دونوں ہاتھ گھٹنوں تک تین بار دھوئیں پھر استنجے کی جگہ دھوئیں خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر جسم پر اگر کہیں نجاست ہو تو دھولیں پھر نماز کا سا وضو کریں مگر پاؤں نہ دھوئیں (اگر چوکی وغیرہ کے اوپر غسل کر رہے ہیں تو دھولیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پر پانی بہائیں اور تین بار الٹے کندھے پر پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار۔ اب غسل کی جگہ سے الگ ہوکر پاؤں دھولیں (اگر دوران وضو نہیں دھوئے تھے تب ورنہ ضروری نہیں)۔ نہانے میں قبلہ رخ نہ ہونا چاہیے۔ اور ایسی جگہ نہائیں جو باپردہ ہو۔ اگر کسی کی نظر پڑنے کا اندیشہ ہو تو کسی کپڑے سے ستر چھپا کر نہائیں۔ عورت کو مرد سے بھی زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ دوران غسل کسی سے بات چیت نہ کریں۔ نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لیں۔

مسنون غُسل کونسے ہیں؟:

چار مواقع پر غسل کرنا سنت مبارکہ ہے۔ جن کا بہت ثواب ہے۔

1- جمعہ کی نماز کے لیے۔

2- دونوں عیدوں کی نماز کے لیے۔

3- احرام باندھتے وقت

Marfat.com

4- ﴾میدانِ عرفات میں وقوف کیلئے

﴿حیض کا بیان﴾

بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ جو خون نکلتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں۔ جو خون بچے کی ولادت کے وقت خارج ہوتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں۔ اور جو خون کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے خارج ہو اُسے استحاضہ کہتے ہیں۔
حیض کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ط فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ط (پ ۲ : البقرہ)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ لوگ آپ سے حیض کے بارے پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور قربت نہ کرو جب تک کہ پاک ہو جائیں تو جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے اُن کے پاس آؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حکمتِ الٰہی:۔ اللہ کریم کی شانِ رزاقیت دیکھیں کہ بالغہ عورت کے بدن میں قدرتی طور پر ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے جو حیض کی شکل میں خارج ہوتا رہتا ہے۔ دورانِ حمل اس کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور یہ بچے کی خوراک اور پرورش میں صرف ہونے لگتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو نفاس بن کر بوقت پیدائش خارج ہوتا ہے۔ اس کے بعد رضاعت کے ابتدائی دنوں میں یہ دودھ کی فراہمی میں مددگار رہتا ہے۔ اسی وجہ سے دودھ پلانے کے زمانہ میں حیض کم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

حیض والی عورت پر سات چیزیں حرام ہیں:

(1).....نماز پڑھنی (2).....روزہ رکھنا (3).....طواف کعبہ

(4).....قرآن پڑھنا (5).....قرآن کو چھونا (6).....مسجد میں جانا

(7).....جماع کرنا

حیض میں نمازیں معاف ہیں جبکہ روزہ کی قضا لازم ہے۔ایک حدیث پاک کے مطابق حیض والی عورت ہر نماز کے وقت وضو کر کے 60 بار استغفر اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو ہزار رکعت کا ثواب دیتا ہے، ساٹھ ہزار گناہ بخشتا ہے اور سات درجے بہشت میں بلند کرتا ہے۔

﴿حیض کے شرعی مسائل﴾

مسئلہ:۔حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں یعنی پورے 72 گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اس میں 24 گھنٹے پورے ہونے پر ایک دن رات شمار ہوگا۔مثلاً اگر ٹھیک 9 بجے شروع ہوا تو اگلے روز 9 بجے ایک دن رات شمار ہوگا۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ:۔ دس دن رات سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ۔اگر پہلے حیض آ چکے ہیں اور عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنے دن زائد ہوئے استحاضہ کے ہیں اسے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عادت پانچ دن کی تھی اب خون آیا دس دن تو کُل حیض ہے اور یہ کہا جائیگا کہ اُس کی عادت بدل گئی۔لیکن اگر دس دن سے زیادہ مثلاً گیارہ یا بارہ دن ہو گئے تو 5 دن حیض کے باقی سات استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار روز خون آیا کبھی پانچ روز تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں باقی استحاضہ کے۔(ردالمحتار)

مسئلہ:۔ اگر حیض والی عورت معلّمہ ہے تو وہ قرآن پڑھاتے وقت ہر لفظ پر سانس توڑ کر پڑھائے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن اکٹھا نہ پڑھائے بلکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھ کر سانس توڑے پھر رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھے۔ایک سانس

Marfat.com

میں پوری آیت لگاتار نہ پڑھائے۔

مسئلہ:۔ کم ازکم نو برس کی عمر میں حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر کو سن یاس کہتے ہیں۔ نو برس سے کم عمر سے بیشتر جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور پچپن سال کی عمر کے بعد آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ ہاں اِس پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے جیسے پہلے آتا تھا تو حیض ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:۔ دو حیضوں کے درمیان کم ازکم پندرہ دن کا وقفہ ضروری ہے۔ یونہی حیض ونفاس کے درمیان بھی پندرہ دن کا وقفہ ضروری ہے۔ اگر نفاس ختم ہونے کے 15 دن پورے ہونے سے پہلے خون آ گیا تو یہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ:۔ جس عورت کو دس دن خون آیا۔ اس کے بعد سال بھر پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ نماز، روزہ کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حیض کے سمجھے اور بیس دن استحاضہ کے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:۔ جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی چھ دن حیض کے ہوں کبھی سات دن۔ اب جو خون آیا وہ بند ہوتا ہی نہیں تو اُس کے لیے نماز روزے کے حق میں کم مدّت یعنی چھ دن حیض کے قرار دیئے جائیں گے۔ اور ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے (جبکہ رمضان ہو)۔ مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اُس کو قضا کرے اور مدّت گزرنے یا شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زیادہ مدت یعنی سات دن حیض کے مانے جائیں گے۔ یعنی ساتویں دن قربت جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ جس عورت کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا اور پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر آ گیا تو پہلی مرتبہ جب سے خون شروع ہوا ہے حیض ہے۔ اب اگر اُس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر کے دن حیض شمار کرے ورنہ شروع سے دس دن تک حیض اور پچھلی مرتبہ کا استحاضہ۔ (ردالمحتار)

مسئلہ:۔ اگر عورت نے پاکی کی حالت میں نماز شروع کی یا روزہ رکھا پھر درمیان میں حیض شروع ہو گیا تو اگر روزہ ونماز نفل ہیں تو دونوں کی قضا لازم ہے۔ اگر روزہ ونماز فرض ہیں تو روزہ کی قضا لازم ہوگی لیکن نماز کی قضا نہیں ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کو پورے تین دن رات خون آ کر بند ہو گیا اور اُس کی عادت اُس سے زیادہ تھی۔ پھر تین دن

Marfat.com

رات کے بعد سفید رطوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اُس کے لیے صرف وہی تین دن رات حیض کے ہیں اور کہا جائیگا کہ عادت بدل گئی۔

مسئلہ:۔ تین دن رات سے کم خون آیا پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات سے کم آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا حیض ہے نہ یہ بلکہ دونوں استحاضہ ہیں۔ (بہارشریعت)

﴿استحاضہ کے احکام و مسائل﴾

عورت کو حیض و نفاس کے علاوہ جو خون بیماری یا کسی اندرونی خرابی کی بنا پر آئے وہ استحاضہ ہے۔ استحاضہ میں عورت کو نماز اور روزہ معاف نہیں ہیں۔ بلکہ ایسی عورت جس کو ہر وقت خون آتا رہتا ہے وہ معذور ہے۔ وہ ایک وضو سے اسی وقت جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتی ہے۔ خون آنے سے اُس کا وقت نہیں جائیگا۔

مسئلہ:۔ اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون کو روک سکتی ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ:۔ استحاضہ والی اگر غسل کر کے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی نماز وضو کر کے اوّل وقت میں اور مغرب کی نماز غسل کر کے آخر وقت میں پڑھے اور عشاء کی نماز وضو کر کے اوّل وقت میں پڑھے اور فجر بھی غسل کر کے پڑھے تو بہتر ہے۔ اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے اُس کی رعائت کی برکت سے اُس کے مرض کو بھی فائدہ پہنچے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

مسئلہ:۔ معذور کا وضو اُس چیز سے نہیں جاتا جس کی وجہ سے وہ معذور ہے۔ ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا مثلاً ہوا کا خارج ہونا وغیرہ۔ (ماخذ کتب)

مسئلہ:۔ معذور نے کسی دوسرے عذر کے بعد وضو کیا اور وضو کرتے وقت وہ عذر جسکی وجہ سے یہ معذور ہے منقطع تھا۔ مگر وضو کرنے کے بعد یہ عذر پایا گیا تو وضو جاتا رہا جیسے استحاضہ والی نے پیشاب، پاخانہ کے بعد وضو کیا، وضو کرتے وقت خون بند تھا بعد وضو کے آیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اگر وضو کرتے وقت وہ عذر والی چیز بھی پائی جاتی تھی تو اب وضو کی ضرورت نہیں۔ (درمختار)

Marfat.com

مسئلہ:۔ اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اُس میں کمی ہو جائے تو اُس ترکیب کا کرنا فرض ہے۔ مثلاً کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے نہیں بہتا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:۔ استحاضہ میں عورت کو نماز اور روزہ معاف نہیں ہے اور نہ ہی صحبت حرام ہے۔ وہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے۔

مسئلہ:۔ اگر حاملہ عورت حالت حمل میں خون دیکھے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ایضاً)

﴿نفاس کے احکام و مسائل﴾

بچے کی پیدائش کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے اُسے نفاس کہتے ہیں جس کے شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

مسئلہ:۔ نفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں۔ آدھے سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے۔ اسکا زیادہ سے زیادہ زمانہ چالیس دن رات ہے۔ اس کی مدت کا شمار اُس وقت ہوگا جب آدھے سے زیادہ بچہ نکل آئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:۔ حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو تو پہلے والا استحاضہ ہے اور بعد والا نفاس۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی عضو بن چکا ہو ورنہ پہلے والا اگر حیض ہو سکتا ہے تو حیض ہے ورنہ استحاضہ۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:۔ حمل ساقط ہو گیا اور اُس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے ہاتھ پاؤں وغیرہ تو یہ خون نفاس ہے ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حیض ہے اور اگر تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو استحاضہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ:۔ حمل ساقط ہوا اور معلوم نہیں کہ کوئی عضو بنا تھا یا نہیں نہ یہ یاد ہے کہ حمل کتنے دن کا تھا تو اگر 120 دن ہو گئے ہیں تو عضو قرار دیا جائیگا اور اسقاط کے بعد خون جاری ہوا تو اُسے حیض کے حکم میں سمجھے کہ حیض کی جو عادت تھی اُس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن بعد۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اِس سے پہلے بچہ ہونے پر کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے باقی استحاضہ۔ اگر پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے باقی دن استحاضہ جیسے عادت 30 دن کی تھی اب 45 دن آیا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور پندرہ دن استحاضہ کے۔ (درمختار)

﴿حیض و نفاس کے مزید شرعی مسائل﴾

مسئلہ:۔ حیض ونفاس والی قرآن کو چھو یا پڑھ نہیں سکتی۔ البتہ دوسرے اذکار مثلاً استغفار، کلمہ شریف یا درود شریف وضو کر کے پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ:۔ نماز کے وقت میں (حیض ونفاس والی عورت) اگر استغفار، کلمہ یا درود شریف پڑھے تو بہتر ہے تاکہ عادت قائم رہے لیکن وضو کر کے پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ:۔ حیض ونفاس میں نمازیں معاف ہیں، اُن کی قضا بھی نہیں البتہ روزے کی قضا ضروری ہے۔ یعنی پاک ہو کر بعد میں قضا شدہ روزے پورے کرے۔

مسئلہ:۔ حیض ونفاس والی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ لیکن اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ عید گاہ میں جانا اُس کیلئے جائز ہے۔

مسئلہ:۔ نماز کا وقت ختم ہونے کو ہے اور حیض شروع ہوا تو اُس وقت کی نماز معاف ہے۔ اگرچہ وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ:۔ جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے ہوں یا نفاس عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو وہ بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے نمازیں شروع کر دے اور عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔

مسئلہ:۔ عادت کے دنوں سے خون زیادہ آ گیا تو حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دن تک انتظار

Marfat.com

کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھے اور اگر اس دن کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے باقی دنوں کی قضا کر لے نمازوں کی بھی اور روزوں کی بھی۔

مسئلہ:۔ حیض پورے دس دن اور نفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ نہا کر اللہ اکبر پڑھ لے تو اُس وقت کی نماز فرض ہو گی، نہا کر اُس کی قضا کرے۔ (ردالمختار)

مسئلہ:۔ اگر پورے دس دن بعد پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی رات کا باقی نہیں کہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو اُس دن کا روزہ واجب اور جو کم عرصہ میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ اگر نہا لے تو بہتر ورنہ بے نہائے نیت کرے اور صبح کو نہائے اگر اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

اہم مسئلہ:۔ نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی کو ساتھ کھلانے اور اُس کا جھوٹا کھانے میں حرج نہیں۔ بعض جاہل عورتیں حیض و نفاس والی کے برتن الگ کر دیتی ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہو جائے (اگرچہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو) وہ نہ نماز پڑھتی ہیں نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہوا اُسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں۔ اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

﴿وضو کا بیان﴾

وُضو کا طریقہ:

کعبہ شریف کی طرف مُنہ کر کے اُونچی جگہ بیٹھ کر وضو کی نیت کریں اور بسم اللہ شریف پڑھیں۔ اب دونوں ہاتھ گٹوں تک تین تین بار دھوئیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کریں۔ اگر مسواک پاس ہے تو

Marfat.com

تین تین بار دائیں، بائیں ،اوپراور نیچے کے دانتوں میں مسواک کریں۔ ہر بار مسواک کو دھولیں۔اب سیدھے ہاتھ سے تین بار کلی اسطرح کریں کہ ہر بار منہ کے ہر پرزے پر پانی بہہ جائے اگر روزہ نہ ہوتو غرارہ بھی کریں۔ پھر سیدھے ہاتھ سے ہی ہر بار 1/2 چلو بھر کر تین بار ناک میں نرم گوشت تک پانی اوپر چڑھائیں۔اب اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کر کے چھوٹی انگلی کو ناک کے سوراخوں میں ڈالیں۔اب تین بار سارا چہرہ اس طرح دھوئیں کہ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کے لو سے دوسرے کان دوسرے کان کی لو تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔اگر داڑھی ہے اور احرام باندھا ہوا نہیں ہے تو اس طرح خلال کریں کہ گلے کی طرف سے داخل کر کے سامنے کی طرف نکالیں۔ پھر پہلے سیدھا ہاتھ انگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کر کے کہنیوں سمیت تین بار دھوئیں۔ اِسی طرح اُلٹا ہاتھ دھوئیں۔ دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھوئیں۔سر کا مسح اِس طرح کریں کہ دونوں انگوٹھے اور کلمے کی انگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی بقیہ تین تین انگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھ کر کھینچتے ہوئے گدی تک اس طرح لے جائیں کہ ہتھلیاں سر سے علیحدہ رہیں۔ پھر گدی سے کھینچتے ہوئے واپس پیشانی تک لائیں کہ کلمے کی انگلیاں اور انگوٹھے سر پر مَس نہ ہوں۔ پھر کلمے کی انگلیوں سے کانوں کی اندرونی سطح اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہری سطح کا مسح کریں اور چھوٹی انگلیاں کانوں میں داخل کریں اور انگلیوں کی پشت سے گردن کے پچھلے حصے کا مسح کریں (سر کا مسح کرنے کے دوران پانی کی ٹونٹی بند رکھیں)۔ اب پہلے سیدھا پاؤں پھر الٹا پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئیں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں۔

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں:

﴿1﴾.....منہ دھونا یعنی پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا۔

Marfat.com

﴿2﴾.....دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔

﴿3﴾.....چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

﴿4﴾.....دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

یاد رہے دھونے کا مطلب ہے ہر عضو کے حصہ پر کم از کم دو قطرے پانی بہہ جائے۔

وضو کی سُنتیں:

﴿1﴾.....نیت کرنا

﴿2﴾.....بسم اللہ پڑھنا

﴿3﴾.....تین بار دونوں ہاتھوں کا گھٹنوں تک دھونا۔

﴿4﴾.....مسواک کرنا۔

﴿5﴾.....تین بار کلی کرنا۔

﴿6﴾.....تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔

﴿7﴾.....داڑھی کا خلال کرنا۔

﴿8﴾.....ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

﴿9﴾.....ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرنا۔

﴿10﴾.....کانوں کا مسح کرنا۔

﴿11﴾.....وضو ترتیب کے ساتھ کرنا۔

﴿12﴾ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا دھونا۔

﴿13﴾.....ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضو کے مُستحبات:

﴿1﴾قبلہ رخ اونچی جگہ بیٹھنا۔

﴿2﴾بغیر ضرورت وضو میں کسی دوسرے سے مدد نہ لینا۔

﴿3﴾دوران وضو دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

﴿4﴾پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا اور اطمینان سے وضو کرنا۔

﴿5﴾سیدھے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔

﴿6﴾اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کرنا اور اسی ہاتھ کی چھوٹی انگلی ناک میں ڈالنا۔

Marfat.com

﴿7﴾ انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرنا اور بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخوں میں داخل کرنا۔

﴿8﴾ وضو کا لوٹا بائیں طرف رکھنا۔

﴿9﴾ چہرے اور ہاتھ پاؤں دھوتے وقت جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اُس کے اطراف کچھ بڑھانا مثلاً ہاتھ کہنی کے اوپر آدھے بازو تک اور پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھونا۔

﴿10﴾ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لینا۔

﴿11﴾ وضو کے بعد مسنون دُعائیں پڑھنا۔

وضو کے مکروہات:

﴿1﴾ وضو کیلئے ناپاک جگہ پر بیٹھنا۔ ﴿2﴾ ناپاک جگہ پر وضو کا پانی ڈالنا۔

﴿3﴾ اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرے ٹپکانا۔

﴿4﴾ قبلہ کی طرف کلی کرنا یا تھوک اور بلغم پھینکنا۔

﴿5﴾ زیادہ پانی خرچ کرنا۔ ﴿6﴾ پانی منہ پر مارنا۔

﴿7﴾ ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ ﴿8﴾ اُلٹے ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔

﴿9﴾ دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ ﴿10﴾ دھوپ سے گرم کئے پانی سے وضو کرنا۔

﴿11﴾ وضو کی ہر سنت کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

وضو کے ٹوٹنے کے اسباب:

﴿1﴾ پاخانہ یا پیشاب کی جگہ سے کسی نجس چیز کا نکلنا۔

﴿2﴾ مرد یا عورت کے پیچھے سے معمولی سی ہوا بھی خارج ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔

﴿3﴾ خون، پیپ یا زرد پانی جسم کے کسی حصے سے بھی نکل کر بہا تو وضو ٹوٹ گیا۔ ہاں اگر صرف چمک پیدا ہوئی لیکن بہا نہیں تو وضو برقرار رہے گا۔

﴿4﴾ سرنج کے ذریعے ٹیسٹ کیلئے اگر خون کا نمونہ لیا تو وضو ٹوٹ گیا۔

Marfat.com

﴿5﴾ آنکھ کی بیماری ہے اور درد ہو رہی ہے جو پانی آنکھ سے نکلے گا وہ وضو توڑ دے گا۔

﴿6﴾ بدن سے چھالا نوچ ڈالا اگر اُس کا پانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ اگر پانی نہ بہا تو وضو برقرار رہے گا۔

﴿7﴾ ناک صاف کی تو اُس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو برقرار ہے۔

﴿8﴾ منہ بھر کے قے کی (جو بلا تکلف رُک نہ سکے) تو وضو ٹوٹ گیا۔ یاد رہے قے ناپاک ہوتی ہے اس کے چھینٹوں سے کپڑوں اور جسم کو بچانا ضروری ہے۔

﴿9﴾ ٹیک لگا کر یا سہارا لے کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ بیٹھے بیٹھے اونگھنے یا جھونکے لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

﴿10﴾ بے ہوش ہو جانے سے وضو بھی جاتا رہتا ہے۔

﴿11﴾ رکوع و سجود والی نماز میں بالغ نے قہقہہ لگا دیا یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ پاس والے سن لیں تو نماز بھی گئی اور وضو بھی گیا۔ اگر اتنا ہنسا کہ خود سنا تو نماز گئی، وضو بچ گیا۔ مسکرانے سے نماز اور وضو دونوں باقی رہے۔

﴿12﴾ ستر کھل جانے، اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں بلا وجہ ستر کھلا رکھنا اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

﴿13﴾ غسل کے لیے وضو کیا اور برہنہ ہو کر نہایا۔ اب دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں بلکہ اگر نہانے سے پہلے وضو نہ بھی کیا ہو تو بھی وضو ہو جائے گا۔ کیوں کہ اعضائے وضو دوران غسل دُھل گئے ہیں۔ اسی طرح کپڑے تبدیل کرنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

﴿14﴾ منہ سے خون نکلا اگر تو اُس کی رنگت تھوک پر غالب ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ اگر تھوک کی رنگت سرخ نہیں ہے اور زرد ہے تو تھوک غالب ہے۔ لہٰذا وضو برقرار ہے۔

Marfat.com

وضو کی مسنون دعائیں:

1۔ وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا۔

2۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ط

ترجمہ: الٰہی مجھے توبہ کرنے والوں سے کردے اور پاکیزگی اختیار کرنیوالوں سے کردے۔

3۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ط۔

ترجمہ: اے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے میرا گھر فراخ کردے اور میرے رزق میں برکت دے۔

تیمّم کا بیان

اگر پانی میسر نہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا غسل اور وضو سے بیماری میں اضافہ کا یقین اور شبہہ ہو تو غسل و وضو کیلئے تیمم کیا جا سکتا ہے۔ تیمّم میں غسل اور وضو کا طریقہ ایک ہی ہے صرف نیت کا فرق ہے۔

تیمّم کے فرائض:۔ تیمّم کے تین فرائض ہیں۔

1۔ نیت کرنا۔

2۔ دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر سارے منہ پر پھیرنا۔

3۔ دوسری بار پھر دونوں پاک صاف مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمّم کا طریقہ:

پہلے نیت کرے کہ ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کیلئے تیمّم کی نیت کرتا ہوں۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر ہتھلی اُنگلیوں کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی یا ایسی چیز جو مٹی کی قسم سے ہو پر ایک بار مار کر سارے منہ پر پھیریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ دوبارہ پھر اس طرح دونوں ہاتھ مار کر مکمل ہاتھوں (ناخنوں سے لے کر کہنیوں تک) پر پھیریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ یاد رہے ایک ہی بار ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر

Marfat.com

پھیر لیا تو تیمّم نہ ہوگا۔

ضروری مسائل:

جن باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا غسل واجب ہو جاتا ہے ان سے تیمّم بھی جاتا رہتا ہے۔ پانی میسر آنے سے بھی تیمّم نہیں رہے گا۔ زیور وغیرہ مثلاً چوڑیاں، انگوٹھی، چھلے یا نتھ وغیرہ ہو تو اُن کو اتار کر اُن کے نیچے ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔

جو چیز زمین کی قسم سے ہے مثلاً پتھر وغیرہ اُن سے بھی تیمّم ہو سکتا ہے یا ایسا پاک کپڑا جس پر غبار اڑنے لگے اس سے بھی تیمّم جائز ہے۔ گیہوں، جو وغیرہ غلہ اور لکڑی، شیشے وغیرہ پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو تو اُس سے بھی تیمّم جائز ہے۔ جس جگہ سے ایک نے تیمّم کیا دوسرا بھی وہیں سے کر سکتا ہے۔

Marfat.com

بابِ سوئم:

عِبادات

﴿شریعت کی چند ضروری اصطلاحات﴾

شریعت اسلامیہ کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل درجات کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تا کہ وہ ان شرعی اصطلاحات کی روشنی میں احکامات کی اہمیت کو جانچ کر اُن پر عمل کر سکے۔

درجہ بندی کے لحاظ سے جائز کاموں کو مندرجہ ذیل پانچ قسموں میں رکھا گیا ہے۔

(1)..... فرض (2)..... واجب

(3)..... سنت (4)..... مستحب

(5)..... مباح

اگر ناجائز کام ہوا تو اُس کی درجہ بندی حسبِ ذیل ہوگی۔

(1)..... حرام (2)..... مکروہ

(3)..... مفسد

﴿جائز کاموں کی درجہ بندی﴾

(1)..... فرض:

یہ وہ عمل ہے کہ آدمی اس کے پورا کیے بغیر بری الذمّہ نہ ہوگا۔ اگر وہ کسی عبادت میں ہے تو عبادت اس کے بغیر باطل ہو جائے گی۔ اِس کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہوگا۔ مثلاً نماز میں اگر فرض چھوٹ گیا

Marfat.com

تو وہ باطل ہوگئی۔

(2)..... واجب:

یہ وہ عمل ہے کہ آدمی کے لئے بغیر اِس کے پورا کیے بری الذمہ ہونے کا احتمال ہے۔ اِس کے بغیر عبادت ناقص ہو جائیگی۔ کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑ دینا گناہ ہے اور چند بار چھوڑنا گناہ کبیرہ ہوگا۔ مثلاً اگر نماز میں اِس کو چھوڑ دیا جائے تو بغیر سجدہ سہو کے نماز باطل ہوگی۔

(3)..... ☆سُنت مؤکدہ:

یہ وہ عمل ہے جسے نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کیا اور کبھی کبھار ہی چھوڑا ہو۔ اس عمل کے کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کا کرنا باعث ثواب اور نہ کرنا باعث گناہ ہوتا ہے۔ جو اسے چھوڑنے کی عادت ڈال لے وہ موجب عذاب ہوگا۔ اس کے چھوڑنے سے نماز تو ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن اسے چھوڑنے سے گناہ ہوگا اور عمل کا ثواب کم ہو جائے گا۔

☆سُنت غیر مؤکدہ:

یہ وہ عمل ہے جس کا چھوڑنا شریعت کو پسند نہیں لیکن اس کو چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا۔

(4)..... مُستحب:

یہ وہ عمل ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بزرگان دین نے اسے اختیار کرلیا۔ اس کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے پر بھی مطلقاً کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(5)..... مباح

یہ وہ عمل ہے جس کو کرنے اور چھوڑنے میں کچھ ثواب اور گناہ نہ ہو۔

Marfat.com

﴿ناجائز کاموں کی درجہ بندی﴾

(1) ..... حرام قطعی:

یہ فرض کے مقابل ہے۔حرام وہ ہے کہ جس کی شریعت میں واضع ممانعت کی گئی ہو ۔اس کے کرنے میں گناہ ہوتا ہے اور نہ کرنے میں ثواب بھی ملتا ہے۔اس سے بچنا بہت ضروری ہے،اس کو حلال اور جائز جاننے میں کفر ہے۔

(2) ..... ☆ مکروہِ تحریمی:

مکروہ تحریمی حرام کے قریب ہوتا ہے۔اس کے کرنے سے گناہ اور چھوڑنے کا ثواب ہے، چند بار کرنا گناہ کبیرا ہے۔

☆ مکروہِ تنزیہی:

اس عمل کا کرنا شریعت کو پسند نہیں ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ اِس کے کرنے پر عذاب آئے۔مکروہ تنزیہی کو چھوڑنا بہتر ہے۔

(3) مُفسد:

مفسد وہ ہے جو کسی جائز عمل کو توڑنے والا ہو۔مفسد کا حکم یہ ہے کہ جان بوجھ کر اِس کے کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور بھول کر کرنے سے عذاب نہیں ہوتا لیکن عمل ناقص ہو جاتا ہے۔

﴿ایمانِ مُفصل﴾

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰ خِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّ ہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ۔ط۔

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور

Marfat.com

قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر کا خالق اللہ ہے اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر۔

﴿ایمانِ مجمل﴾

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ م بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ .ط۔

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔

﴿شش کلمے﴾

اوّل کلمہ طیّب:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ط۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوئم کلمہ شہادت:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ط۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (معبود نہیں)۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

تیسرا کلمہ تمجید:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ط۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ط۔

Marfat.com

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید:

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًااَبَدًا۔ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ بِیَدِہِ الْخَیْرُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کیلئے تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے اس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے گی۔ بڑے جلال اور بزرگی والا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پانچواں کلمہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْخَطَاءً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآاَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر۔ چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اُس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اُس گناہ سے جس کو میں نہیں جانتا (اے اللہ) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چھٹا کلمہ ردّ کفر:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ

Marfat.com

اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِىْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو تیرا شریک بناؤں جان بوجھ اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جس کو میں نہیں جانتا اور میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائیوں سے اور بہتان سے اور تمام گناہوں سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اذان کی فضیلت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان دینے اور پہلی صف میں شامل ہونے کا کتنا بڑا ثواب ہے تو لوگ ضرور قرعہ ڈالیں کہ کون اذان دے اور صف اوّل میں شامل ہونے کا ثواب حد سے زیادہ ہے۔ (ابوداؤد شریف)

مدینے کے تاجدار ﷺ کا فرمان ہے کہ ثواب کی خاطر اذان دینے والا اُس شخص کی مانند ہے جو خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ وہ جب مرے گا تو اُس کے جسم میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔ (طبرانی)

اذان و اقامت کا جواب:

اذان توجہ سے سننی ضروری ہے۔ اذان کا جواب دینا مستحب ہے جو اذان سب سے پہلے سنے صرف اس کا جواب دینا کافی ہے اگر سب کا دے تو بھی ٹھیک ہے۔ تلاوت کرنے والے کو بھی اذان کا جواب دینا چاہیے۔ حیض و نفاس والی عورت قضائے حاجت اور جماع میں مشغول ہونے والے کو جواب

Marfat.com

نہیں دینا چاہیے۔اسی طرح خطبہ سننے والے، مشغول نماز اور دینی تعلیم دینے اور لینے والے کو بھی جواب نہیں دینا چاہیے۔اذان سننے والے کو موذن کے کلمات کو دُھرائے جانا چاہیے ماسوائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ کے جن کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہیے جس کا مطلب ہے تو نے سچ کہا، تو نے بھلائی کی بات کی۔اقامت کے جواب میں کہنا چاہیے۔اَقَامَهَا اللّٰہ وَاَدَامَهَا اللہ تعالیٰ نماز کو قائم و دائم رکھیں۔

اذان کے بعد کی دُعا:

اذان کے بعد موذن اور اذان سننے والے کو مندرجہ ذیل دُعا پڑھنی چاہیے۔حدیث شریف میں آتا ہے جو شخص اذان کے بعد میرے لئے وسیلہ طلب کریگا میری شفاعت اس کے لئے ضرور ہوگی۔یاد رہے وسیلہ جنت میں ایک خاص مرتبہ کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدِ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃِ الرَّ فِیْعَۃَ وابْعَثْہُ مقَامً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْ تَّہ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَO

رب آنحضرت ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت سے نوازدے اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔قیامت کے روز ہمیں آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرما بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اذان واقامت کے مسائل:

﴿1﴾.....اذان سنتِ مؤکدہ ہے اس کا حکم مثل واجب کے ہے۔اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے تمام لوگ گناہ گار ہوں گے۔(ردالمحتار)

﴿2﴾.....اگر کوئی شخص شہر میں گھر کے اندر نماز پڑھے تو وہاں کی مسجد کی اذان ہی کافی ہے مگر

Marfat.com

اذان کہہ لینا مستحب ہے۔ (درمختار)

﴿3﴾ ..... اگر کوئی شخص شہر کے باہر گاؤں باغ یا کھیت میں ہے اور وہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان ہی کافی ہے، پھر بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے۔

﴿4﴾ ..... اذان وقت شروع ہونے کے بعد نہیں اگر وقت سے پہلے دی یا وقت سے پہلے شروع کر دی اور وقت دوران اذان شروع ہوا دونوں صورتوں میں اذان دوبارہ نہیں۔ (درمختار)

﴿5﴾ ..... خواتین کیلئے اذان اور اقامت برائے نماز مکروہ ہے۔

﴿6﴾ ..... جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اُس کا معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ راستے میں چلتا ہوا اذان کھڑا ہو کر سنے اور جواب دے۔

﴿7﴾ ..... اذان مسجد کے اندر دینا خلاف سنت ہے اذان مسجد کے باہر دینی چاہیے۔ جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد کے باہر ہو لیکن موذن خطیب کے سامنے ہو۔

﴿نماز کا بیان﴾

نماز کی اهمیت :

اللہ کریم نے جو فرائض مسلمانوں پر عائد کئے ہیں اُن میں سب سے بڑا فریضہ نماز ہے۔ نماز کی اہمیت کیا ہے یہ محتاجِ بیان نہیں ہے کیونکہ خود خالق کائنات نے تقریباً سات سو مقامات پر قرآن میں نماز کا حکم دیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ایک ہی مرتبہ کافی ہوتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ھے:

﴿1﴾ ..... ترجمہ: اے میرے رسول ﷺ جو بندے مجھ پر ایمان لائے ہیں اُن سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز برابر ادا کرتے رہیں اور ہم نے جو دولت انہیں دی ہے اُن میں سے کچھ خرچ کرتے رہیں۔

Marfat.com

﴿2﴾ ..... ترجمہ: نمازوں کی پوری حفاظت و پابندی کرو خصوصاً نماز عصر کی۔ (پ۲۔البقرہ)

﴿3﴾ ..... ترجمہ: (صالحین) مرد وہ ہیں کہ اُن کو ان کی تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ قیامت کے اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ (پ۱۸۔النور)

﴿4﴾ ..... ترجمہ: خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز کی اہمیت سے بے خبر ہیں (یعنی کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے یا بے وقت پڑھتے ہیں)۔ (پ۳۰۔الماعون)

﴿5﴾ ..... ترجمہ: تو اُن کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشات نفس کے پیچھے لگ گئے تو عنقریب وہ ''غی'' سے ملیں گے (یہ دوزخ کے نیچے ایک کنواں ہے جس میں اہل دوزخ کی کی پیپ وغیرہ گرتی ہے)۔ (پ۱۶۔مریم)

﴿6﴾ ..... ترجمہ: جنت میں جنتی لوگ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم میں دوزخ میں پہنچایا گیا تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ (پ۲۹۔المدثر)

﴿فضلیتِ نماز بارے احادیث﴾

﴿1﴾ **گناہوں کا میل ختم** :۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمہارے گھر کے صحن میں نہر ہو۔ ہر روز تم پانچ بار اُس میں غسل کرو تو کیا تم پر کچھ میل رہ جائے گا؟۔ لوگوں نے عرض کیا جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز گناہوں کو ایسے ہی دھوتی ہے جیسا کہ پانی میل کو دھو دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

﴿2﴾ **نار اور نفاق سے بچت**:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے چالیس دن فجر وعشاء باجماعت پڑھیں اُس کو اللہ کریم دو براءتیں عطا فرمائے گا ایک نار سے دوسری نفاق سے۔

Marfat.com

﴿3﴾ **جھنم سے آزادی:۔** حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسجد میں باجماعت چالیس راتیں نماز عشاء اسطرح پڑھے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

﴿4﴾ **حُوروں کا استقبال:۔** حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے ''بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور حوریں اُس کا استقبال کرتی ہیں''۔ (طبرانی)

﴿5﴾ **شیطان کا رونا:۔** سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ''جب انسان سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے افسوس انسان کو سجدے کا حکم ہوا اُس نے سجدہ کرلیا اُس کو جنت ملی مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا اور مجھے جہنم ملی''۔ (مسلم)

﴿6﴾ **سب سے محبوب عمل:۔** حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سوال کیا اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا وقت کے اندر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی پھر؟ ارشاد فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی پھر؟ ارشاد فرمایا راہِ خدا میں جہاد کرنا۔ (بخاری)

﴿7﴾ **ہر قدم پر گناہ مُعاف:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشا فرمایا ''جو شخص اپنے گھر میں طہارت، وضو و غسل کر کے فرض ادا کرنے مسجد کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے''۔ (مسلم)

﴿8﴾ **ملائکہ کا استغفار:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو بندہ نماز پڑھ کر اُسی جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اُس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اُٹھ کھڑا ہو۔ ملائکہ کا استغفار یہ ہے:

ترجمہ: اے اللہ تو اس کو بخش دے اے اللہ اس پر رحم فرما اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

9 **دس عمدہ باتیں**:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ پیارے آقا ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس کے ادا کرنے سے دس عمدہ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔ دنیا اور عقبیٰ میں عزت و آبرو وہ حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ حصولِ علم و نیکی میں قلبی نور حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ بدن تمام بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۴۔ پروردگارِ عالم کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

۵۔ نماز کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۶۔ نماز قبر کی تاریکی اور تنہائی کی رفیق (ساتھی) ہوتی ہے۔

۷۔ نماز نیکیوں کے پلڑے کو وزنی بنا دیتی ہے۔

۸۔ حوروں کے ساتھ طرح طرح کے میوہ جات کھانے کو ملیں گے اور جہنم سے محفوظ رہے گا

۹۔ نماز سے روزِ محشر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

۱۰۔ جنت کی دل پسند نعمتوں کے علاوہ اللہ کریم کا دیدار نصیب ہوگا۔

10 **گناہوں کا جھڑنا**:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں سرکارِ مدینہ ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا پتے ان سے جھڑنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ فرمایا جب مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

11 **گناہوں کا خاتمہ**:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اُن تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو اُن کے درمیان ہو جبکہ کبائر (بڑے گناہوں) سے بچا جائے۔ (مسلم)

Marfat.com

﴿12﴾ **بُرائیوں کی مُعافی:۔** حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے وضو کیا جیسا کہ حکم ہے اور نماز پڑھی جیسا کہ حکم ہے تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا۔ (ابن ماجہ)

﴿13﴾ **سجدہ میں قربِ الٰہی:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ سجدہ میں اللہ جل سے قریب تر ہوتا ہے۔ (مسلم)

﴿14﴾ **رحمت کی گھٹا:۔** سرورِ دو جہاں ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ بندے کیلئے تین کرامتیں ہیں۔ (1) نمازی جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے سر سے لے کر آسمان تک رحمتِ الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے اور نیکیاں بارش کی طرح برسائی جاتی ہیں۔ (2) فرشتے نمازی کے قدموں سے لے کر آسمان تک اُس کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں۔ (3) ایک فرشتہ پکارتا ہے اے نمازی اگر تو دیکھ لے کہ تو کس سے باتیں کر رہا ہے تو کبھی نماز سے ہٹنا پسند ہی نہ کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

﴿بے نمازی کی سزا﴾

جس طرح نمازی کیلئے برکات وحسنات کے دفتر بھرے ہوئے ہیں اسی طرح بے نمازی کے بارے وعیدیں بھی بہت ہیں۔ جس طرح نماز مسلمان کو نیکی وسعادت کی بلندیوں پر پہنچاتی ہے اسی طرح اُس کے تارک کو بھی ذِلت ورُسوائی کی طرف دھکیلتی ہے۔ جو مسلمان ہو کر خدا کا نافرمان بنتا ہے اُس کا دل اللہ سے باغی ہے اور وہ نفس اور شیطان کا دوست ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کے بعد اور خداوند کریم کی طرح طرح کی نعمتوں کو استعمال کرنے کے باوجود اُس کا سات سو مرتبہ کا حکم ایک طرف رکھ دیتا ہے۔ اُسے قرآن پڑھنا کیا زیب دے گا یا کوئی نیک عمل اُسے کیا فائدہ دے گا۔ نماز پڑھنے پر کچھ خرچ بھی نہیں آتا، نہ ہی کچھ تکلیف یا مشکل پیش آتی ہے۔ بے نمازی کی مسلمانی بھی زبانی اور کلمہ بھی زبانی ہے۔ اُسے نہ تو خدا کی نافرمانی کا خوف ہے اور نہ ہی قبر وحشر کے عذاب کا ڈر۔ ایمان تو یقین کا نام ہے، اُسے اگر مرنے کے بعد

Marfat.com

حساب کے دن کا یقین ہوگا تو وہ اُس کا فکر بھی کرلے گا۔ذیل میں بے نمازی کے بارے میں قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال درج ہیں۔انہیں پڑھیئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

﴿بے نمازی اور فرامینِ اِلٰھی﴾

﴿1﴾ خوفناک وادی:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔

ترجمہ: تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے کہ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔(پ۳۰۔الماعون)

''ویل'' جہنم میں ایک خوفناک وادی کا نام بھی ہے جس کی سختی سے خود جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے والے اُس کے مستحق ہیں۔

﴿2﴾ ہولناک کنواں:

فَخَلَفٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُو الصَّلٰوةِ لْآيَةِ۔

ترجمہ: ''تو اُن کے بعد اُنکی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں ''غی'' کا جنگل پائیں گے''۔

غی جہنم کی ایک خوفناک وادی ہے جس کی گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ''ہب'' ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ پاک اس کنواں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔یہ ہولناک کنواں بے نمازیوں، زانیوں، شرابیوں اور والدین کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے ہے۔

﴿3﴾ بے نمازی جہنم میں:

لَمْ نَكُ مِّنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ۔

ترجمہ: ''ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بے ہودہ فکریں کرتے تھے''۔

Marfat.com

قرآن کریم میں آتا ہے جب جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کونسا عمل جہنم میں لے کر آیا تو وہ نہایت ہی حسرت وافسوس کیساتھ مذکورہ بالا جواب دیں گے۔

﴿بے نمازیوں بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

﴿1﴾**کُفر کے نزدیک:۔** فرمان رسول اکرم ﷺ ہے کہ آدمی اور کفروشرک کے درمیان ترک صلوٰۃ ہے۔(مسلم)

یعنی بے نمازی نماز کو چھوڑنے کے سبب کفروشرک کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔

﴿2﴾**حقبہ کیا ھے؟:۔** ایک اور روائت ہے کہ جو شخص عمداً ایک وقت کی نماز ترک کردے گا تو اُس ایک نماز کے لئے تین ہزار حقبہ دوزخ میں سزا پائے گا۔ایک حقبہ اسّی برس کا ہوتا ہے۔اس حساب سے تین حقبوں کے دولاکھ چالیس ہزار برس ہوتے ہیں۔اس طرح ایک وقت کی نماز چھوڑنے کا عذاب دولاکھ چالیس ہزار برس بنتا ہے۔(استغفراللہ)

﴿3﴾**ترک نمازکے عذاب:۔** ایک اور حدیث پاک کے مطابق جو شخص نماز صبح ترک کرے گا اُس کے رزق میں برکت نہ ہوگی۔اور جو ظہر ترک کرے گا اُس کے دل سے نورِ الٰہی جاتا رہے گا۔جو عصر کی نماز کو ترک کرے گا اُس کے اعضاء میں نیک اعمال کرنے کی قوت باقی نہ رہے گی۔مغرب کی نماز چھوڑنے والے کو کھانے کا مزا جاتا رہے گا۔اور عشاء کی نماز ترک کرنے والے کو دُنیا وآخرت میں مومن نہ سمجھا جائے گا۔

﴿4﴾**تارکِ نماز کی سزا:۔** ایک دن نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ارشاد فرمایا لوگو رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے ساتھ لے گئے۔راستے میں میں نے دیکھا ایک شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص اس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر پتھر مارتا ہے، پتھر دور جا نکلتا ہے اور سر چور چور ہو جاتا ہے۔وہ شخص پتھر لینے جاتا ہے کہ اُس کا سر پھر صحیح وسالم ہو جاتا ہے۔یہ دردناک عذاب دیکھ کر فرشتے

Marfat.com

سے پوچھا کہ اس شخص کا کونسا ایسا گناہ ہے جس کی اس کو سزا مل رہی ہے۔فرشتوں نے کہا یہ شخص تارکِ نماز تھا۔

5 **فرعون و ھامان کا ساتھ**:۔فرمانِ رسول کریم ﷺ ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اُس کیلئے وہ نماز بروزِ قیامت نور، برھان اور نجات ہوگی۔اور جس نے حفاظت نہ کی اُس کیلئے نہ نور ہے نہ نجات اور وہ قیامت کے روز قارون اور فرعون و ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔(بیہقی)

6 **پندرہ سزائیں**:۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جو نماز کے بارے میں سستی برتے گا اللہ تعالیٰ اُس کو پندرہ قسم کی سزائیں دے گا۔ان میں چھ دنیا میں تین موت کے وقت تین قبر میں، تین قبر سے نکلنے کے بعد دے گا۔

دُنیا کی سزائیں:۔ (1) اللہ تعالیٰ اس کی عمر سے برکت زائل کر دے گا۔(2) اُس کے چہرے سے نیک لوگوں جیسی نورانیت چھین لے گا۔(3) اُسے کسی عمل کا اجر و ثواب نہ دے گا۔(4) اُس کی کوئی دُعا آسمان تک بلند نہ ہوگی۔(5) اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے اُسے ذلیل و رُسوا کرے گا۔(6) نیک لوگوں کی دُعا میں اُس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت کی تین سزائیں:۔ (1) ذلیل ہو کر مرے گا۔(2) بھوکا مرے گا۔(3) مرتے وقت اتنی پیاس لگے گی کہ اُسے سارے دریاؤں کا پانی بھی پلا دیا جائے تو پیاس نہ بجھے۔

قبر کی تین سزائیں:۔ (1) اُسے قبر اس قدر بھینچے گی کہ پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔(2) اُس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس میں الٹ پلٹ ہوتا رہے گا۔(3) اُس پر قبر میں ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جو اُسے قیامت تک ڈستا رہے گا۔

قبر سے اُٹھنے کے بعد کی سزائیں:۔ (1) جہنم کی آگ کا ایک بادل اُس کے چہرے کے سامنے مسلط کر دیا جائے گا جو اُس کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیگا (2) حساب

Marfat.com

لیتے وقت اللہ تعالیٰ اُس پر غضبناک نگاہ ڈالے گا جس سے اُس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائیگا۔(3) اُس کا حساب سختی سے لیا جائیگا اور اُسے دوزخ میں جانیکا حکم صادر ہوگا۔

﴿بے نمازی بزرگانِ دین کی نظر میں﴾

﴿1﴾ ..... بے نمازی کو قید میں ڈالا جائے تاوقتیکہ توبہ کر لے۔ (امام اعظم ابوحنیفہ)

﴿2﴾ ..... بے نمازی واجب القتل ہے۔ (امام شافعی)

﴿3﴾ ..... ترک نماز کفر ہے۔ (امام احمد بن حنبل)

﴿4﴾ ..... سلطان اسلام اُس کے قتل کا حکم دے۔ (امام مالک)

﴿5﴾ ..... بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ (غوث اعظم)

﴿6﴾ ..... بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ (حضرت سلطان باہو)

﴿7﴾ ..... بے نمازی کو قرض نہ دو کیونکہ جو شخص قرضِ خداوندی کی پرواہ نہیں کرتا وہ تیرے قرض کی کیا پرواہ کرے گا۔ (شیخ سعدی)

﴿نماز کی سُنتوں کی اہمیت﴾

اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دن رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھیں اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ان (بارہ سنتوں) کو پابندی سے ہمیشہ پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی شریف)

Marfat.com

فجر کی سُنتوں کی فضیلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ کریم ﷺ ان سنتوں کی جتنی حفاظت فرماتے کسی اور (نفل وسنت) کی نہ کرتے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا فجر کی سنتیں نہ چھوڑو اگر چہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے چڑھ آئیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں (سنت) دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

ظہر کی سُنتوں کی فضیلت:

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے اور بعد چار رکعتوں کی حفاظت و پابندی کی اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام فرمادے گا۔ (ابوداؤد۔نسائی)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتے اور فرماتے یہ ایسی گھڑی ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی اچھا عمل بلند کیا جائے۔ (ترمذی شریف)

عصر کی سُنتوں کی فضلیت:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔ (ابوداؤد)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے جسم کو دوزخ کی آگ پر حرام فرمادے گا۔ (طبرانی)

فضیلتِ سُنتِ مغرب:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشا فرمایا کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں

Marfat.com

جلدی پڑھو کہ وہ فرضوں کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتی ہیں۔ (مشکوۃ)

فضیلتِ سُنتِ عشاء:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عشاء کے فرض نماز پڑھ کر میرے گھر تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد)

﴿سُترہ اور نمازی کے آگے سے گزرنے کے احکام﴾

سُترہ اُس لکڑی کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کیلئے سامنے کھڑی کر لیتا ہے۔ سُترہ کھڑا کرنے کے بعد اگر لوگ آگے سے گزر جائیں تو اُن کے گزرنے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ سُترہ کھڑا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ نمازی اپنے سامنے تین ہاتھ (تقریباً اڑھائی گز) کے فاصلے پر اپنے سامنے کھڑا کرے۔ سُترہ کی لمبائی ایک ہاتھ اور موٹائی ایک اُنگلی کے برابر ہونی چاہیے۔

اگر باجماعت نماز ہو تو صرف امام کے سامنے سُترہ ہونا مقتدیوں کیلئے کافی ہے۔ نمازی کے آگے دیوار، درخت وغیرہ ہو تو وہ بھی سُترہ ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے حدیث پاک کے مطابق اگر گزرنے والے کو اِس کے گناہ کا علم ہو جائے تو وہ سو برس تک رُکا رہے اور آگے سے نہ گزرے اگر کوئی نمازی کی سجدہ گاہ سے گزرنے لگے تو وہ اُسے ایک ہاتھ سے روک دے۔

﴿نمازوں کے اوقات﴾

فجر کا وقت:۔ صبحِ صادق سے لے کر سورج کی کرن چمکنے تک ہوتا ہے۔ صبح صادق اُس روشنی یا سفیدی کو کہتے ہیں جو مشرق کی طرف آسمان کے کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ صبحِ صادق سردیوں میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹا اور گرمیوں میں تقریباً پونے دو گھنٹے سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

ظہر کا وقت:۔ سورج ڈھلنے سے اُس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ اصلی سے دوگنا ہو جائے۔ عین دوپہر

Marfat.com

کے وقت کسی چیز کا جو سایہ ہوتا ہے اُسے اصلی کہتے ہیں۔ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں تھوڑی تاخیر سے پڑھنی چاہیے۔نمازِ جمعہ کا وہی وقت ہے جو ظہر کا ہوتا ہے۔

عصر کا وقت:۔ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔نماز عصر کو اتنا لیٹ کر کے نہ پڑھے کہ سورج کے اوپر نظر ٹھہرنے لگے۔

مغرب کا وقت:۔ سورج غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو مغرب کی طرف سفید روشنی باقی رہنے تک رہتا ہے۔غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کی طرف آسمان کے کناروں پر جو روشنی ہوتی ہے اُسے شفق کہتے ہیں اور یہ شفق غائب ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔بارش اور ابر والے دن کے علاوہ مغرب کی نماز میں ہمیشہ جلدی مستحب اور افضل ہے۔

عشاء کا وقت:۔ مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی یعنی شفق ڈوبتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبحِ صادق تک رہتا ہے لیکن نمازِ عشاء کی آدھی رات کے بعد تک تاخیر نامناسب ہے۔

اوقات مکروہ:۔ مندرجہ ذیل اوقات میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

سورخ نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت اور زوال کے وقت (ٹھیک دوپہر کو) کوئی نماز جائز نہیں ہے بلکہ سجدہ تلاوت بھی ناجائز ہے۔اندازاً سورج نکلنے کے 20 منٹ بعد اور سورج ڈوبنے سے 20 منٹ پہلے تک نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت فجر کی سنتوں کے کوئی نفل جائز نہیں اور عصر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد غروبِ آفتاب تک نفل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔مغرب کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے گھر میں پڑھے چاہے مسجد یا عید گاہ میں فرضوں کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز کی سنتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ پیشاب، پاخانہ اور ریاح کا زور ہو تو بھی نماز کی ادائیگی مکروہ ہے۔بروز جمعہ امام کے خطبہ شروع کرنے کے بعد فرض نماز تک کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔

Marfat.com

﴿نمازکی شرائط﴾

نماز کیلئے چھ شرطیں لازمی ہیں ان کے بغیر نماز ادانہیں ہوگی۔

(۱)طہارت۔(۲)سترِعورت۔(۳)استقبال قبلہ۔(۴)وقت۔(۵)نیت۔(۶)تکبیر تحریمہ۔

طھارت:۔ اسکامطلب یہ ہے کہ بدن پاک ہو، کپڑے پاک ہوں اور نماز کی جگہ وغیرہ پاک ہو۔اگر غسل کی ضرورت ہے تو غسل اور اگر وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرلیں۔

سترِ عورت:۔ سترعورت سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جس کا چھپانا فرض ہے۔یہ مرد کیلئے ناف سے لیکر گھٹنے تک اور عورت کیلئے ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے علاوہ سارا بدن ہے۔عورت اگر تنہا اندھیری کوٹھڑی میں نماز پڑھے تب بھی سترعورت اس پر فرض ہے۔

احتیاط:۔ عورت کے سر کے لٹکتے ہوئے بال، کان، گردن اور کلائیوں کا دورانِ نماز چھپانا فرض ہے۔اتنا باریک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی نظر آئے اور اتنا باریک لباس جس سے بدن کی رنگت ظاہر ہو سے پڑھی گئی نماز ادانہیں ہوگی اور دوبارہ لوٹانی پڑے گی۔اگر باریک دوپٹے یا لباس کے اوپر نیچے کوئی اور لباس ہو جس سے ستر عورت کامل ہو تو نماز ہو جائیگی۔آج کل کی عورتوں کو اس مسئلے پر غور کرنا چاہیے اور اپنی نمازوں کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ:۔ نماز میں جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے اگر کوئی عضو چوتھائی یا اس سے زیادہ کھل گیا اور بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا تو نماز جاتی رہے گی اور اگر فوراً چھپالیا تو نماز ہو جائے گی۔

استقبالِ قبلہ:۔ استقبال قبلہ کا مطلب ہے کہ منہ اور سینہ قبلہ یعنی کعبہ کی طرف ہو۔

وقت:۔ نماز کے اوقات سے ہٹ کر اگر نماز پڑھی جائے تو نماز ادانہیں ہوگی۔

نیت:۔ دل سے پکا ارادہ کرنے کو نیت کہتے ہیں، زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔اگر زبان سے نیت نہ بھی کرے تو بھی نیت ہو جائیگی کیوں کہ دل میں نماز کا پکا ارادہ ہے۔اگر دل میں ارادہ ظہر پڑھنے کا ہے اور زبان

Marfat.com

سے عصر وغیرہ کے الفاظ نکل جائیں تو بھی نماز ہو جائیگی۔

تکبیر تحریمہ:۔ نماز شروع کرتے ہوئے زبان سے اللہ اکبر کہنا تکبیر تحریمہ کہلاتا ہے۔

﴿نماز کے فرائض﴾

نماز کے سات فرائض ہیں اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی (خواہ سجدہ سہو بھی کر لے) دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ نماز کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ۔ (۲) قیام۔ (۳) قرأت۔ (۴) رکوع۔ (۵) سجدہ۔ (۶) قعدہ اخیرہ۔ (۷) خروجِ نماز یعنی دونوں طرف سلام کہنا۔

(1) **تکبیر تحریمہ:۔** تحریم کے معنی ہیں کسی چیز کو حرام کر دینا یعنی اس تکبیر کے کہنے سے انسان نماز میں مشغول ہو جاتا ہے اور جو باتیں نماز کے خلاف ہیں وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے اس تکبیر کو تحریمہ کہا جاتا ہے۔

ضروری مسائل: ۔اگر مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ پڑھ لے تو اُس کی نماز نہ ہوگی اسی طرح اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی رکوع میں پہنچ کر تکبیر تحریمہ کہے تو اُس کی بھی نماز شروع نہ ہوگی۔ کچھ لوگ جماعت میں جلدی ملنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جو کہ نہائت غلط ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا سنت ہے۔

(2) **قیام:۔** اس مطلب ہے کھڑا ہونا۔ یعنی اس طرح کھڑا ہو کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔

ضروری مسائل: ۔ فرض، وتر اور فجر کی سنتوں میں قیام فرض ہے بلا عذر صحیح اگر بیٹھ کر پڑھے تو نماز نہ ہوگی۔ البتہ نفل بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ مگر بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جائیگا۔

(3) **قرأت :۔** یعنی قرآن مجید پڑھنا۔ سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی کم از کم ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

ضروری مسائل :۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ باقی نمازوں میں مثلاً وتروں

Marfat.com

سنتوں اور نفلوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ، ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا واجب ہے۔ امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں یہاں تک کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔

نماز میں الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری ہیں، خیالی نماز پڑھنا ٹھیک نہیں ہے۔ نماز میں اتنا آہستہ پڑھنا ضروری ہے کہ خود سن سکے اس سے کم آواز پر نماز نہ ہوگی۔

(4) **رکوع**:۔ نماز میں اتنا جھک جانا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا کم از کم درجہ ہے۔ رکوع کے معنی ہے جھکنا۔ رکوع میں کمر اور سر برابر ہونے چاہیں دونوں ہاتھوں کا زور گھٹنوں پر پڑنا چاہیے جبکہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا اور امام کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ لیا تو اُس کی رکعت مکمل ہوگئی۔ اگر ایک دفعہ بھی نہ کہنے پایا کہ امام نے سر کو اُٹھا لیا تو اُسے وہ رکعت نہیں ملی۔

(5) **سجدہ**:۔ سجدہ میں سات اعضاء زمین سے لگانے چاہیں یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

ضروری مسائل:۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اگر ایک سجدہ بھول گیا تو نماز جاتی رہی۔ سجدہ اور قدموں کی جگہ برابر ہونی چاہیے تاہم اگر ایک بالشت تک سجدہ والی جگہ اونچی ہو تو سجدہ ہو جائیگا لیکن اس سے زیادہ اُونچی جگہ ہو تو سجدہ نہیں ہوگا۔ پہلے سجدے کے بعد کم از کم اتنا ضرور اُٹھنا چاہیے کہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے پھر دوسرا سجدہ کرے اگر اس سے کم اُٹھا تو دوسرا سجدہ نہیں ہوگا۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

(6) **قعدہ اخیرہ**:۔ نماز کی رکعتیں مکمل کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ لی جائے فرض ہے جو قعدہ اخیرہ کہلاتا ہے۔ (درود شریف اور دُعا پڑھنا سنت ہے)

Marfat.com

ضروری مسائل:۔ چار رکعتوں والی نماز میں اگر قعدہ اخیرہ نہ کیا اور پانچویں رکعت شروع کر لی اور سجدہ نہیں کیا تو بیٹھ جانا چاہیے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لینا چاہیے نماز ہو جائیگی۔ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو پھر چھٹی رکعت بھی پڑھنی چاہیے تا کہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں۔ اسی طرح اگر فجر کی نماز میں دو فرض مکمل ہو گئے لیکن قعدہ اخیرہ نہ کیا ہو تو بھی تیسری کا سجدہ نہ کرنے سے پہلے اگر یاد آ جائے تو بیٹھ کر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کر لے تیسری رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو پھر چار رکعتیں مکمل کر کے سجدہ سہو کر کے نماز کو مکمل کرنا چاہیے۔

(7) **خروج نماز**:۔ اس کا مطلب ہے قعدہ اخیرہ کے بعد سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہونا اگر سلام پھیرنے کے علاوہ کوئی کام کیا تو نماز نہ ہوگی۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں کی طرف دھیان دینا چاہیے۔

﴿نماز کے واجبات﴾

نماز کے مندرجہ ذیل واجبات ہیں:

(1) تکبیر تحریمہ ''اللہ اکبر کہنا''۔ (2) الحمد شریف پڑھنا۔ (3) الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانا یعنی فرض نماز کی پہلی دو اور باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں ایک چھوٹی سورت، ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (4) الحمد شریف کا سورۃ سے پہلے پڑھنا۔ (5) قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ (6) دو رکعتوں اور دو سجدوں کے درمیان ترتیب قائم رکھنا۔ (7) قومہ کرنا یعنی رکوع کے بعد اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔ (8) تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود وغیرہ کو اطمینان سے ادا کرنا۔ (9) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (10) قعدہ اُولیٰ یعنی تین اور چار رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھنا۔ (11) دونوں قعدوں میں التحیات کو **عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** تک پڑھنا۔ (12) فرض، واجب اور سنت موکدہ کے قعدہ اُولیٰ میں اگر التحیات کے بعد **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** تک پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ (13) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ ''السلام'' کہنا واجب ہے ''علیکم'' واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ (14) وتر میں دُعائے

Marfat.com

قنوت پڑھنا۔(15)دُعائے قنوت سے پہلے اللہ اکبر کہنا۔(16)نماز میں سہو ہوا تو سجدہ سہو کرنا۔(17)جہری نماز (یعنی جس میں امام اونچی آواز سے قرأت کرتا ہے) میں بلند آواز میں تلاوت کرنا اور غیر جہری نماز میں آہستہ پڑھنا۔(18)ہر فرض و واجب کا اسی کی جگہ پر ہونا۔(19) سجدہ ہر رکعت میں دو بار کرنا۔(20) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔(21)چار رکعت والی نماز میں تیسری کے بعد قعدہ نہ کرنا۔(22) آیت سجدہ ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔(23)دو فرضوں یا دو واجبوں کے درمیان یا واجب و فرض کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر وقفہ نہ کرنا۔(24) امام جب قرأت کرے خواہ بلند آواز سے یا آہستہ تو مقتدی کا خاموش رہنا۔(25) قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔(26) دونوں عیدوں کے نمازوں میں زائد تکبیریں کہنا۔

﴿نماز کی سُنتیں﴾

نماز کی سنتیں مندرجہ ذیل ہیں، ان میں اگر کوئی سہواً رہ جائے تو سجدہ سہو نہیں کرنا پڑتا اور نماز ہو جاتی ہے۔اگر کوئی جان بوجھ کر سنت کو ترک کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

(1)تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا کانوں تک بلند کرنا۔(2)ہتھیلیوں کا قبلہ رُو ہونا اور اُنگلیوں نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ ملی ہوں۔(3)تکبیر کہتے ہوئے سر کا نہ جھکانا۔(4)امام کا تکبیر تحریمہ اور باقی تمام تکبیریں بلند آواز سے کہنا۔(5)ناف کے نیچے دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر باندھنا۔(6) **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** یعنی ثناء پڑھنا۔(7)تعوذ یعنی **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ** پورا پڑھنا۔(8)تسمیہ یعنی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** پڑھنا۔(9)فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔(10) آمین کہنا۔(11)تعوذ، تسمیہ اور آمین کا آہستہ پڑھنا۔(12)قرأتِ مسنونہ پڑھنا۔(13)رکوع میں کھلی انگلیوں کے ساتھ گھٹنوں کو پکڑنا اور سر اور پیٹھ کو ایک سمت میں رکھنا اور ٹانگیں سیدھی رکھنا۔(14)رکوع و سجود میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح پڑھنا۔(15)رکوع سے اُٹھنے کے بعد امام کو **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** اور مقتدی کو **رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ**

Marfat.com

پڑھنا۔ اکیلے نماز پڑھنے والا دونوں پڑھے۔ (16) سجدہ میں جاتے وقت اور اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔(17) سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھنا اور اُٹھتے وقت اس کے برعکس کرنا۔ بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے جدا ہو مگر صف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں۔ کلائیاں زمین سے اُونچی ہونا، اُنگلیوں کا قبلہ رُو اور ملی ہوئی ہونا۔ پیٹ رانوں سے، زمین پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملائے اور قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر الٹی سرین پر بیٹھے۔ سجدہ میں کم از کم تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہنا۔ دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ میں دایاں قدم کھڑا کرنا اور بایاں بچھا کر بیٹھنا۔ سیدھے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا۔ دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا دونوں سجدے کرنیکے بعد دوسری رکعت کیلئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑا ہونا۔ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر بائیاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا۔ سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر اور الٹا ہاتھ الٹی ران پر رکھنا، انگلیاں اس حالت پر ہوں کہ نہ زیادہ کھلی اور نہ زیادہ ملی ہوں۔ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہوں۔ التحیات میں شہادت پر اشارہ یعنی ''لَا'' پر انگلی اُٹھا کر ''اِلَّا'' پر رکھنا۔ دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔ درود شریف کے بعد عربی میں دُعا پڑھنا۔ دو بار سلام پھیرنا اور **اَلسَّلَامُ وَعَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه** کہنا۔ پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔ امام کیلئے بلند آواز سے سلام کہنا۔ دائیں جانب زیادہ بلند اور بائیں جانب کم آواز سنے۔ دائیں جانب سلام میں دائیں جانب کے اور بائیں جانب سلام میں بائیں جانب کے ملائکہ کی نیت کرنا۔ سلام کے بعد امام کے لئے سنت یہ ہے کہ دائیں طرف رخ کر لے مقتدیوں کی طرف بھی رخ کر سکتا ہے۔ اکیلا نمازی بغیر رُخ بدلے بھی دُعا مانگ سکتا ہے۔ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد ادائیگی فرض کلام نہ کرنا چاہیے اس سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔ فرضوں کے بعد بڑے بڑے وظائف نہ کرے بلکہ مختصر دُعا کر کے سنتوں کیلئے کھڑا ہو جائے۔ سنتیں وہیں نہ پڑھے تو بہتر ہے۔ دائیں بائیں آگے پیچھے بیٹھ کر پڑھے یا گھر جا کر پڑھے۔ جگہ بدلنے کیلئے نمازی کے آگے سے گزرنا یا اُس کی طرف اپنا چہرہ کرنا گناہ ہے اگر نکلنے کی جگہ نہ ملے تو وہیں سنتیں پڑھ لیں۔

Marfat.com

﴿نماز کے مُستحبات﴾

مستحب وہ عمل ہوتا ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند ہے مگر نہ کرنے پر ناپسندی بھی نہ ہو۔اس کے کرنے سے ثواب مگر نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں ہوتا نماز کے مستحبات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ آستینوں یا چادر وغیرہ سے باہر نکالنا۔(2) قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا۔(3) تنہا نماز پڑھنے والے کو رکوع وسجود میں تین بار سے زیادہ تسبیح پڑھنا۔(4) قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر نظر رکھنا۔(5) رکوع کی حالت میں قدموں کی پشت پر دھیان ہونا۔(6) جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پہ نظر رکھنا۔(7) سجدہ میں ناک کی طرف نگاہ رکھنا۔(8) پہلے سلام میں دائیں کندھے کی طرف اور دوسرے میں بائیں کندھے کی طرف نظر رکھنا۔(9) کھانسی کو جہاں تک ممکن ہو روکنا۔(10) جمائی میں کوشش سے منہ بند رکھنا اگر کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ اور باقی حالتوں میں اُلٹے ہاتھ کی پشت سے منہ چھپانا۔

﴿مُفسداتِ نماز﴾

مندرجہ ذیل باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(1) بات کرنا۔(2) کسی کو سلام کرنا۔(3) سلام کا جواب دینا۔(4) چھینک کا جواب دینا یعنی چھینک آنے پر جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔(5) بُری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا۔(6) خوشخبری سن کر جواباً اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔(7) اذان کا جواب دینا۔(8) اللہ کا نام سن کر جواباً جَلَّ جَلَالُہٗ پڑھنا۔(9) نبی کریم ﷺ کا نام گرامی سن کر جواباً ﷺ کہنا۔(10) درد یا مصیبت کے سبب آہ، اُوہ، اُف وغیرہ کے الفاظ نکل گئے یا آواز سے رونے میں حرف پیدا ہوئے تو نماز جاتی رہی۔(11) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا۔(12) قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔(13) قرآن کو پڑھنے میں کوئی شدید غلطی کرنا۔(14) عمل کثیر یعنی ایسا کام جس سے دیکھنے

Marfat.com

والے یہ سمجھیں کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔(15)دوران نماز کرتا،تہبند یا پاجامہ پہننا۔(16)کھانا یا پینا چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا قطرہ منہ میں گرا اور پی لیا۔(17)نماز شروع کرنے سے پہلے کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اگر وہ چنے کے برابر یا زیادہ تھی تو نماز نہ ہوگی اگر چنے سے کم تھی تو مکروہ ہو گی۔(18)دانتوں میں خون نکلا اور نگل لیا اگر حلق میں خون کا مزہ محسوس ہوا تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔ (19)سینہ کو سمتِ کعبہ سے ہٹانا۔(20)دو صفوں کے مقدار چلنا۔(21)ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔(22)سر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہنے) کی مقدار ٹھہرنا۔(23)دُعا میں ایسی چیز کا مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً کہے یا اللہ آج مجھے سو روپے دے دے۔(24)عورت اگر نماز میں اپنے بچے نے چھاتی چوسی اور دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی۔(25)ایک رکن میں تین مرتبہ کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔یعنی ایک مرتبہ کھجانے پر ہاتھ ہٹایا پھر کھجایا اور ہاتھ ہٹالیا اگر تیسری بار بھی ایسا کیا تو نماز گئی۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھا چند بار حرکت دی تو ایک ہی بار کھجانا کہا جائیگا۔(26)تکبیر میں اگر اللہ کو اللہ یا اکبر کو اکبر کہا یا اکبر کو اکبار کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔اگر تکبیرِ تحریمہ میں ایسا کہا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

﴿جن اُمور میں نماز توڑنا واجِب ھے﴾

مندرجہ ذیل اُمور میں نماز کو توڑنا واجب ہے:

(1)اگر کسی شخص پر کوئی ظلم کر رہا ہے اور وہ نمازی سے فریاد کرے کہ میری دادرسی کر۔(2)ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے کو بچانے کیلئے۔(3)اندھے کو کنویں میں گرنے سے بچانے کیلئے(4)پیشاب یا پاخانہ کی انتہائی شدید ضرورت ہو۔(5)مسافر کو سواری چلے جانے یا جانور کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو۔(6)حاکم سے فریادخواہی کیلئے۔

اس کے علاوہ جان اور مال کے ضیاع کا خوف ہو تو نماز توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ: ۔فرض نماز کی ادائیگی میں والدین کے بلانے پر جواب نہیں دینا چاہیے البتہ نفل نماز میں اگر والدین

Marfat.com

جانتے ہوں کہ بیٹا نماز میں ہے تو جواب نہ دے اگر نہیں جانتے تو جواب دینا چاہیے۔

﴿مکروہات نماز (تحریمی)﴾

مکروہ کا مطلب ناپسند یدہ ۔ مکروہ تحریمی سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔نماز کے مکروھات تحریمی درج ذیل ہیں۔

(1) کپڑا لٹکانا یعنی سراور کندھے پر اس طرح ڈالنا کی دونوں کنارے لٹک رہے ہوں۔ (2) کپڑوں کو مٹی لگنے سے بچانے کیلئے ہاتھ سے روکنا یا بچانا۔(3) کپڑے ،داڑھی یا بدن سے کھیلنا۔ (4) آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھی ہوئی ہونا۔(5) ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا یا چٹخانہ۔(6) زور کا پیشاب ،پاخانہ یا ریح معلوم ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔ ہاتھوں کو کولہے پر رکھنا۔ (7) ادھر اُدھر منہ کرنا اور دائیں بائیں توجہ کرنا۔(8) نگاہ آسمان کی طرف اُٹھانا۔(9) ناک اور منہ کو چھپانا۔ (10) جان بوجھ کر جمائی لینا۔(11) مرد کا سجدے میں کلائیاں بچھانا۔(12) بلا ضرورت کھنکارنا۔ (13) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا۔یعنی پہلی رکعت میں سورۃ لہب پڑھی اور دوسری میں سورۃ نصر۔ (14) کسی واجب کو ترک کرنا یعنی قومہ اور جلسہ میں بیٹھ سیدھی ہونے سے پہلے سجدے میں چلا جانا۔(15) قیام کے علاوہ کسی اور موقع پر قرآن مجید پڑھنا۔(16) قرأت کو رکوع میں پہنچ کر ختم کرنا۔(17) مقتدی کا امام سے پہلے رکوع وسجود میں جانا یا پہلے سر اُٹھانا۔(18) دوسرا کپڑا ہونے کے باوجود صرف پاجامہ یا تہبند میں نماز پڑھنا۔ (19) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا۔(20) کرتے وغیرہ کے بٹن اگر کھلے ہوں اور سینہ کھلا رہے۔ (21) اُس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو یا اس جگہ پر نماز پڑھی جہاں دائیں بائیں یا سامنے جاندار کی تصویر ہو۔(22) کنکریوں کو ہٹانا لیکن سجدہ میں رکاوٹ ہو تو جائز ہے۔(23) کسی شخص کے سامنے نماز پڑھنا۔(24) چادر وغیرہ کو اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جس سے ہاتھ باہر نہ نکلے ہوں۔(25) قبر کا اس طرح سامنے ہونا کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔(26) منہ میں روپیہ، پیسہ یا کوئی اور چیز رکھ

Marfat.com

کر نماز پڑھنا۔

مکروہاتِ نماز (تنزیہی)

وہ اُمور جن کا کرنا شریعت کو ناپسند لیکن کرنے والا گنہگار نہ ہو مکروہ باتِ تنزیہی کہلاتے ہیں۔نماز میں مندرجہ ذیل اُمور مکروہات تنزیہی ہیں۔

(1) دوسرے کپڑے میسر ہونے کے باوجود کام کاج کے میلے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔(2) منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے ہونا اگر اس کی وجہ سے قرأت کی ادائیگی نہ ہو سکے تو نماز ہی فاسد ہو جائیگی۔(3) سستی سے یا جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھنا۔(4) رُکوع وسجود میں بلاضرورت تین تسبیح سے کم پڑھنا۔(5) نماز میں انگلیوں وغیرہ سے آیتوں کو شمار کرنا۔(6) نماز میں ہاتھ یا سر سے سلام کا جواب دینا۔(7) بلا عذر چار زانوں بیٹھنا۔(8) نماز میں آنکھیں بند رکھنا ہاں اگر خشوع وخضوع حاصل ہو تو حرج نہیں۔(9) اگلی صف میں گنجائش کے باوجود مقتدی کا پچھلی صف میں اکیلا کھڑا ہونا۔(10) جمائی کے وقت منہ کھلا رکھنا۔(11) دائیں اور بائیں جانب جھک جانا۔(12) سجدہ میں ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر لینا۔(13) سجدہ میں مرد کا پیٹ سے رانیں ملانا۔(14) سجدہ میں جاتے ہوئے بلا عذر گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا۔(15) اُٹھتے وقت بلا عذر ہاتھوں سے قبل گھٹنے زمین سے اُٹھانا۔(16) نماز میں ثناء، تعوذ اور تسمیہ وآمین زور سے کہنا۔(17) اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اُٹھانا۔(18) جلتی آگ کے سامنے نماز پڑھنا۔(19) ایسی چیز کے سامنے پڑھنا جس سے دھیان بٹے۔(20) نماز کیلئے دوڑنا۔(21) نماز میں انگڑائی لینا۔

نمازِ وتر

نمازِ وتر واجب ہے اگر یہ چھوٹ جائے تو قضا لازم ہے۔اس کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے۔جو سو کر اُٹھنے پر قادر ہو اُس کیلئے تہجد کے بعد وتر پڑھنے افضل ہیں۔وتروں کی تین

Marfat.com

رکعتیں ہیں۔دو رکعت بعد قعدہ اُولیٰ میں تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جائیں اور تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیرِ قنوت کہنا واجب ہے۔جس طرح تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اسی طرح تکبیر قنوت کہیں پھر ہاتھ باندھ کر دُعائے قنوت پڑھیں۔جنہیں نہ آتی ہو وہ ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی لْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ'' پڑھیں اگر قنوت بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے تو واپس نہ لوٹیں بلکہ سجدہ سہو کر کے نماز ختم کر دیں۔

دُعائے قنوت مندرجہ ذیل ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَوَنَشْكُرُكَ وَلَانَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ ط اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

ترجمہ:اے اللہ!ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کر دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف کوشش کرتے ہیں اور ہم حاضری دیتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

سجدہ سہو کا بیان

نماز کے واجبات میں اگر بھولے سے ایک یا اُس سے زیادہ واجب رہ جائیں تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔جان بوجھ کر واجب ترک کرنے سے بھی نماز لوٹانی واجب ہے۔نماز کا فرض ترک ہونے سے سجدہ سہو سے تلافی نہ ہوگی نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔سجدہ سہو کے بعد التحیات پڑھنا لازمی ہے۔ اگر کسی مقتدی کی ایک یا زیادہ رکعتیں رہ گئی ہیں تو وہ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔اگر بھول کر پھیر لیا تو کھڑا

Marfat.com

ہوکراپنی بقیہ نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔قعدہ اُولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہو گیا اس کی وجہ دُرود پڑھنا نہیں بلکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہے۔اگر کسی قعدہ میں تشہد سے کچھ پڑھنا رہ گیا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا خواہ نماز نفلی ہو یا فرضی۔

سجدہ سھو کاطریقہ:

التحیات پوری پڑھ کر سیدھی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں پھر تشہد، دوردشریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

نمازی کے آگے سے نہ گزریں:

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے کیونکہ فرمانِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ اگر کوئی جانتا کہ نمازی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس چلنا اس ایک قدم سے بہتر سمجھتا۔

﴿عورت اورمرد کی نماز میں فرق﴾

عورت جس قدر پردے میں نماز ادا کرے گی اُس کے لئے اتنا ہی بہتر ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق عورت کی گھر کے اندرونی کمرے میں پڑھی نماز باہر کے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔اور باہر کے کمرے میں نماز پڑھنا چار دیواری (حویلی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔اور گھر کے صحن (چار دیواری) میں نماز پڑھنا بہتر ہے قبیلے کی مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے۔

Marfat.com

مرد کی نماز	عورت کی نماز
☆مرد کا ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر چھپانا فرض ہے۔اگر اس سے کم چھپایا تو نماز نہ ہوگی۔	☆عورت کیلئے دورانِ نماز ہتھیلیوں اور پاؤں کے علاوہ سارا بدن چھپانا فرض ہے۔سر کے لٹکتے ہوئے بال،کان ،گردن اور کلائیاں بھی چھپانی ضروری ہیں۔اسی طرح باریک دوپٹے جس سے بالوں کی سیاہی ظاہر ہو اور باریک لباس جس سے بدن کی رنگت چمکے سے پڑھی نماز جائز نہیں۔
☆مرد تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اوڑھنی سے باہر رکھے،ہتھیلیوں کو قبلہ رُو کرے،انگلیوں کو نہ کشادہ اور نہ ملا ہوا رکھے۔اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا نیچے لا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر آئے۔دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے پنجے کو پکڑے اور باقی انگلیاں دائیں کلائی پر رکھے۔	☆عورت تکبیرِ تحریمہ کیلئے ہاتھ اٹھاتے وقت ہاتھوں کو دوپٹہ یا چادر سے باہر نہ نکالتے ہوئے کندھوں تک اٹھائے، ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ ملائے اور نہ ہی پھیلائے اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رکھے۔تکبیرِ تحریمہ کے فوراً بعد بائیں ہاتھ کو چھاتی کے نیچے رکھ کر دائیں ہاتھ کو اس کے اوپر رکھے جو بائیں کلائی کے سرے پر ہو۔
☆مرد رکوع میں جا کر گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اور انگلیاں کشادہ نہ کرے۔اتنا جھکے کہ سر اور ٹانگیں ایک سیدھ میں نظر آئیں اور اپنی ٹانگیں سیدھی رکھے۔	☆عورت رکوع میں تھوڑا جھکے اور گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھے اور زور نہ ڈالے۔ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی اور ٹانگیں جھکائے رکھے،مردوں کی طرح ٹانگیں خوب سیدھا نہ کرے اور بازو جسم سے علیحدہ نہ رکھے۔

Marfat.com

☆مرد سجدے مین بازو کروٹوں سے اور رانیں پیٹ سے جدا رکھے۔ سجدہ کرتے وقت دونوں پاؤں زمین پر جمائے تا کہ اُنگلیوں کے پیٹ زمین سے لگے رہیں۔

☆عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے ملا دے۔ پنڈلیوں کو زمین سے ملا کر اپنی کلائیاں زمین پر بچھا دے۔

☆مرد جلسہ اور قعدہ میں بیٹھتے ہوئے دائیاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھے کہ اس کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگے ہوئے ہوں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔ ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے ہوئے اُنگلیاں نہ تو ملائے اور نہ ہی کھلا رکھے۔

☆عورت جلسہ اور قعدہ میں بیٹھنے لگے تو دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر اُلٹی سُرین پر بیٹھے۔ ہاتھوں کی اُنگلیوں کو رانوں پر ملاتے ہوئے رکھے۔

﴿نماز پڑھنے کی تیاری اور طریقہ﴾

نماز پڑھنے سے پہلے نمازی اپنے کپڑے وغیرہ درست کر لے۔ پیشانی اگر پگڑی، ٹوپی یا رومال سے ڈھانپی ہوئی ہے تو اُسے ننگا کر لے۔ آستینیں اگر چڑھائی ہوئی ہیں تو انہیں اتار دے۔ سردی کی وجہ سے اگر سر چادر وغیرہ سے منہ چھپایا ہوا ہے تو منہ کو کھول لے۔ نیت باندھنے کے بعد تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ چادر وغیرہ (اگر کوئی ہو) سے باہر نکال لے۔ مرد کو چاہیے کہ اپنی شلوار یا تہبند کو ٹخنوں سے اوپر کر لے، سر کے کپڑے کو چیک کر لے کہ درمیان میں سر کھلا ہوا تو نہیں ہے۔ قمیض کے تین بٹن اگر کھلے ہوں تو بند کر لے۔ عورت ایسے باریک لباس میں نماز نہ پڑھے کہ جسم اور بال دکھائی دیں۔ ایسے کپڑوں میں عورت کی نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر غلطی سے پڑھ لی تو دوبارہ پڑھے۔

نماز شروع کرتے وقت اللہ کریم کی عظمت وجلال کو ذہن میں رکھے اور ساتھ ہی ساتھ اُس محسن عظیم کے ان گنت احسانات کو پیش نظر رکھے۔ اور لاتعداد نعمتوں سے نوازنے والے کے سامنے عاجزی وانکساری اور ممنونیت کے احساس اور جذبہ تشکر اور نیازمندی کیساتھ مؤدب ہو کر مناجات کرے۔ نماز کی ہر

Marfat.com

رکعت کوسکون اوراطمینان کے ساتھ ادا کرے دل میں تصور باندھے کہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کرے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔اگر نماز کا ترجمہ یاد ہو تو عربی الفاظ کے معانی اور مطلب پر دھیان رکھے۔اگر نماز کا وقت ہو گیا ہو اور نمازی کا بدن، کپڑے اور نماز کی جگہ پاک ہو تو باوضو ہو کر اپنا منہ قبلہ کی طرف کر کے دونوں پاؤں کے درمیان چار اُنگلی کا فاصلہ رکھ کر کھڑا ہو جائے۔اور دل میں نماز کی نیت کر لے اگر زبان سے نیت کے الفاظ کہے تو مستحب ہے۔نمازی حضرات نماز کا ترجمہ اگر یاد کر لیں تو وہ زیادہ بہتر انداز سے نماز ادا کر سکیں گے کہ انہیں یہ پتہ ہو گا کہ وہ اپنے رب کو کیا کہہ رہے ہیں۔اس طرح نماز میں خیالات آنے میں کمی ہو گی نماز کیلئے کھڑا ہو تو دونوں پاؤں کے درمیان چار اُنگلی کا فاصلہ ہونا چاہیے۔تکبیر تحریمہ سے قبل عورت اپنے ہاتھ اس طرح اُٹھائے کہ ہاتھوں کی اُنگلیاں شانوں تک پہنچ جائیں۔عورت دوپٹہ سے ہاتھ باہر نکال لے۔تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ کعبہ کی طرف ہو۔ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے فوراً بعد مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آئے۔چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے ہاتھ کے پنجے کو پکڑے اور باقی انگلیاں کلائی پر ہوں۔جبکہ عورت اپنے ہاتھ سینے پر اسطرح باندھے کہ دائیں ہتھیلی بائیں کی پشت کے اوپر آئے وہ مردوں کی طرح ہاتھ کو نوچ کر نہ پکڑے۔حالتِ قیام میں مرد و عورت اپنی نظر سجدے کی جگہ پر جمائیں اور ثناء پڑھیں۔

ثناء:۔ ''**اَللّٰہُ اَکْبَر**'' کہہ کر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

ترجمہ: پاک ہے تو اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوذ:۔ **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط**

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

تسمیہ:۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط**

Marfat.com

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ فاتحہ:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۱۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ ۱ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ط۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ط۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ ۱۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ۱۔غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ☆ اٰمین۔

ترجمہ: سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ اُن لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔ الٰہی قبول فرما!

سورۃ اخلاص:۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ ج۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ ج۔ لَمْ يَلِدْ۔ ۱۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ ۱۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ☆

ترجمہ: کہو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے (کسی کو) جنا اور نہ وہ (کسی سے) جنا گیا۔ اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

تسبیح رکوع:۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ۔ط۔

ترجمہ: پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔

حالت رکوع میں مرد اپنے گھٹنوں کو اس طرح پکڑے اور دبائے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں۔ گھٹنوں کو اور ہاتھوں کو نہ جھکائے بلکہ سیدھا رکھے کہ سر کمر کے برابر ہو اور نظر پیروں پر ہو۔ عورت رکوع میں تھوڑا سمٹے، بازوؤں کے ساتھ گھٹنوں کو پکڑے اور انگلیوں کو ملائے۔

تسمیع:۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ط۔

ترجمہ: اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ:۔ پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی تحمید کہے۔

Marfat.com

تحمید:۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ط

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

تحمید کے بعد اللہ اکبر کہہ کر مرد پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، پھر ناک اور پیشانی خوب جمائے اور دونوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور کلائیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہوں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ دوران سجدہ زمین پر جمے ہوئے ہوں۔ کم از کم تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہے (ترجمہ رب بہت بلند ہے)۔ سجدے میں اگر دونوں پاؤں اُٹھ گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

عورت خوب سمٹ کر سجدہ کرے۔ اپنے پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے اور بازوؤں کو دونوں کروٹوں سے ملائے رکھے۔ نیز اپنی بانہوں کو حالت سجدہ میں زمین پر بچھا دے۔

مرد و عورت سجدہ میں اپنی نظر ناک کی نوک پر جمائے رکھیں۔ پھر سجدہ سے اسطرح سر اُٹھائیں کہ پہلے پیشانی پھر ناک اور پھر ہاتھ اُٹھیں۔ مرد جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) میں دایاں قدم کھڑا رکھیں کہ اس کی انگلیاں زمین پر قبلہ رُو لگی ہوئی ہوں اور بایاں قدم بچھا کر اُس پر بیٹھے۔ دائیاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر ہو اور انگلیاں نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ ملی ہوں۔ عورت جلسہ میں اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں رانوں پر ملا کر رکھے۔

پھر دوسرا سجدہ اسی طرح کریں۔ دو رکعتیں پڑھنے کے بعد قعدہ کریں اگر دو رکعتوں کی نماز ہے تو یہ قعدہ اخیرہ ہوگا۔ اور اگر چار رکعتوں کی نماز ہے تو یہ قعدہ اُولیٰ ہوگا۔ اس میں بھی مرد و عورت جلسہ میں بیٹھنے کے طریقہ پر بیٹھیں گے۔ قعدہ اُولیٰ میں تشہد یعنی التحیات کو **عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** تک پڑھیں اور کھڑے ہو کر تیسری اور چوتھی رکعت مکمل کریں۔

تشہد:۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ۔ط۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ط۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ط۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

Marfat.com

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ط۔

ترجمہ: تمام قولی عبادتیں، اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

جب تشہد میں کلمہ ''اَشْهَدُ'' پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ ''لا'' پر کلمہ کی انگلی اُٹھائے اور ''اِلَّا'' پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دے۔ اور اگر دو رکعت والی نماز ہے تو اس تشہد کے بعد درود شریف اور دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور دونوں رکعتوں میں اگر فرض ہوں تو صرف بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر قاعدہ کے مطابق رکوع و سجود کرے اور اگر سنت و نفل اور وتر ہوں تو بسم اللہ، سورۃ فاتحہ، اور کوئی سورۃ بھی پڑھے۔ لیکن امام کے پیچھے مقتدی تسمیہ اور فاتحہ نہیں پڑھے گا، وہ خاموش کھڑا رہے گا۔ پھر چار رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشہد، درود شریف اور دُعا پڑھے اور سلام پھیر دے۔

درود شریف:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ☆ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ☆

ترجمہ: الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جسطرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

دعا:۔ رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ق رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ر۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ

Marfat.com

وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ☆

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کا پابند بنادے اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے پروردگار میری دُعا قبول فرما اے ہمارے پروردگار مجھ کو میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس روز جبکہ عملوں کا حساب ہونے لگے۔

بعد میں سلام پھیر دے اور یہ الفاظ کہے:

سلام :۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُ اللّٰہِ

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔

نمازی التحیات پڑھتے ہوئے اپنی نگاہ جھولی پر جمائے رکھے اور سلام پھیرتے وقت اپنی نگاہ کندھوں کی طرف رکھے اور ادھر اُدھر نہ دیکھے۔تنہا نماز میں سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔نماز باجماعت میں امام متقدیوں،فرشتوں اور مسلمان جنوں کیلئے سلام کی نیت کرے اور متقدی امام،فرشتوں اور ساتھ والے نمازیوں کی طرف نیت کرے۔

﴿نماز کے بعد کے اذکار اور مسنُونہ دُعائیں﴾

(1) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز ختم کرتے تو با آوازِ بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔(بخاری)

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز کے بعد تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے۔پھر یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا یَا ذِا لْجَلَالِ وَلْاِکْرَام۔

(3) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ فرض نماز کے بعد حسب ذیل دُعا پڑھا کرتے تھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یُنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سب تعریفیں اس کیلئے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔اے اللہ جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تُو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا)۔(مسلم)

(4) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار فرماتے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ترجمہ۔ پاک ہے تیرا رب عزت والا ان عیبوں سے جو کافر کرتے ہیں اور سلام ہو سب رسولوں پر اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ان کلمات کو نماز کے بعد ادا کرے گا اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔علاوہ ازیں آپ ﷺ نے یہی وظیفہ اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو بھی پڑھنے کا کہا تھا اسی لئے اس کو تسبیحِ فاطمہ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰه 33 بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰه 33 بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ 34 بار اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(6) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اُسے بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز روکنے والی نہیں یعنی مرنے کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔(بیہقی)

آیۃ الکرسی :۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ

Marfat.com

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۔ ط۔ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ ط۔ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَایُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ج۔ وَلَایَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ۔ج۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ☆

ترجمہ: اللہ (وہ ہے کہ) اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ (کارخانہ عالم کو) قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اسکو اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اسکی جناب میں (کسی کی) سفارش کرے۔ جو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہے اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا ہے) وہ سب جانتا ہے۔ اور لوگ معلومات میں کسی چیز پر احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں اور وہ عالی شان عظمت والا ہے۔

مسئلہ:۔ جن نمازوں میں فرضوں کے بعد سنتیں ہیں اُن میں زیادہ لمبے وظائف نہ کریں ورنہ ثواب کم ہو جائیگا۔ اگر فرضوں کے بعد سنتیں نہیں تو پھر جتنا آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے پڑھنا چاہیے۔

﴿مسنُونہ وظائف بعد از نماز﴾

(1) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا مجھے تم سے محبت ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز کے بعد ہمیشہ یہ پڑھا کر:

رَبِّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ ۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھے مدد دے کہ میں آپ کی یاد، آپ کا شکر اور آپ کی خوب عبادت کروں۔

(ابوداؤد)

(2) نماز کے بعد مندرجہ ذیل دُعا پڑھنا بھی مسنون ہے۔ سیدھا ہاتھ سر پر پھیر کر یہ دُعا پڑھے:

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنِی الْهَمَّ وَالْحُزْن۔

ترجمہ۔ اللہ کے نام سے شروع جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور نہائت رحم کرنیوالا ہے اے اللہ تو ہر غم اور پریشانی سے دُور فرما دے۔

(3) نماز کے بعد مندرجہ ذیل دُعائیں بھی مانگیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔

یَارَبِّ اغْفِرْ وَرْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ" الرَّاحِمِیْنَ ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنكَّ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم"۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّا مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۔

﴿قضاء نمازوں کا بیان﴾

جن نمازوں کو عمداً یا سہواً ترک کر دیا گیا ہو یا وقت کے اندر واجب ہو کر فوت ہو گئی ہوں یا نیند کیوجہ سے جاتی رہی ہوں اُن کی قضا واجب ہے سوائے درج ذیل حالتوں کے:

(1) ایام حیض ونفاس کی نمازیں معاف ہیں۔

(2) حالت جنون (پاگل پن) کی فوت شدہ نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے۔

(3) اگر کوئی شخص اتنا زیادہ بیمار ہو کہ اشاروں سے بھی نماز نہ پڑھ سکے اور بیماری ایک دن اور ایک رات سے زائد ہو جائے تو نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے۔

(4) مسلسل بے ہوشی ایک رات اور ایک دن سے زائد جاری رہے تو فوت شدہ نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

Marfat.com

صاحب ترتیب کیلئے :۔ قضا شدہ اور وقتی نماز کے درمیان صاحب ترتیب کیلئے ترتیب ضروری ہے۔ جس کسی کی نماز قضا ہو جائے وہ پہلے قضا ادا کرے، پھر وقتی نماز پڑھے۔ مثلاً اگر کسی کی صبح کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کا وقت شروع ہوگیا تو اُسے پہلے فجر کی فوت شدہ نماز پڑھنی چاہیے اُس کے بعد ظہر کی۔ اگر باوجود یاد ہونے کے ظہر کی وقتی نماز پڑھ لی تو ظہر کی نماز نہ ہوگی کیوں کہ اُس نے دانستہ ترتیب کو ترک کیا۔ یہ جو ظہر نمازی نے ادا کی وہ نفل ہو جائے گی۔

صاحب ترتیب کون ہے؟ :۔ صاحب ترتیب اُس کو کہتے ہیں جس کی کبھی چھ یا چھ سے زائد متواتر نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں ۔یعنی چھ نمازوں تک ایک شخص صاحب ترتیب رہتا ہے ۔اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ قضا اور وقتی نماز میں ترتیب کو پیشِ نظر رکھے۔ مندرجہ ذیل تین وجوہات سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ان عذروں کی وجہ سے قضا نمازوں میں ترتیب قائم رکھنا ضروری نہیں اور جس طرح بھی پڑھے گا فوت شدہ نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

(1)..... تنگی وقت مثلاً کسی کی ظہر قضا ہوئی تھی اور عصر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ اگر ظہر قضا پڑھے تو عصر بھی قضا ہو جاتی ہے۔

(2)..... بھول جانا مثلاً اگر کسی کی مغرب کی نماز قضا ہوگئی تھی اُس نے بھول کر عشاء کے وقت کی نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائیگی کیوں کہ بھول کی وجہ سے ترتیب کا حکم جاتا رہا۔

(3)..... ایسا شخص جس کی چھ یا چھ سے زائد نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو وہ صاحب ترتیب نہیں رہا ۔ایسا شخص جس نماز کو چاہے پہلے ادا کرے اور جس کو چاہے بعد میں۔

مسئلہ:۔ وتروں میں صاحب ترتیب کیلئے ترتیب ضروری ہے۔ اگر وتر قضا ہوگئے اور باوجود یاد ہونے کے بغیر وتروں کی قضا کے فجر کی نماز پڑھ لی تو وہ ادا نہ ہوگی ۔اسی طرح اگر فجر کی نماز فوت ہوگئی تو ظہر کے وقت پر ظہر پہلے شروع کر دی اور دورانِ نماز یاد آ گیا تو اُسے چاہیے کہ دو رکعتوں پر ہی سلام پھیر کر پہلے فجر کی قضا پڑھے پھر ظہر کی نماز پڑھے۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ اگر کسی کے ذِمے سینکڑوں نمازیں قضا شدہ ہیں تو وہ صاحبِ ترتیب نہیں۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے کی نمازیں فوت شدہ ہیں (مثلاً سنِ بلوغت وغیرہ) تو بھی وہ جب تک ان کی قضا نہ پڑھے گا صاحبِ ترتیب نہ ہوگا۔ وہ جس طرح بھی قضا نمازیں پڑھے گا وہ ادا ہو جائیں گی۔

مسئلہ:۔ دوران سفر اگر کوئی قصر نماز فوت ہوئی تو وہ اتنی رکعتوں کی قضا نماز پڑھے گا جتنی اُس پر دوران سفر فرض تھیں۔

مسئلہ:۔ قضا نمازیں نوافل سے زیادہ اہم ہیں۔ اسلئے نوافل کو چھوڑ کر اگر اُن کی جگہ سابقہ فوت شدہ نمازوں کی قضا پڑھ لے تو بہتر ہے تا کہ بری الذمہ ہو جائے لیکن سنت مؤکدہ نہ چھوڑے۔

سفر کی نماز

شریعت کی رُو سے مسافر وہ ہے جو اپنے وطن یا علاقے سے نکل کر تین روز کی مسافت پر کہیں جائے۔ اگر ایک ہی مقام کیلئے دو راستے ہوں ایک دو روز کا اور دوسرا تین روز کی مسافت کا تو تین روز مسافت کے لئے ہی مسافر تصور ہوگا۔ علمائے کرام کے نزدیک تین منزل کی مقدار 57 میل تین فرلانگ ہے اس سے کم سفر کے احکامات نہ ہوں گے۔ اسی طرح شریعت میں مسافر کو درج ذیل آسانیاں اور سہولتیں میسر ہیں۔

(1) چار رکعت والی نمازوں میں قصر یعنی بجائے چار رکعت کے دو پڑھے باقی دو معاف ہیں۔

(2) جمعہ اور عیدین کی نمازیں اُس پر واجب نہیں ہیں۔

(3) رمضان کے فرض روزے اگر سفر میں ترک کر دے تو جائز ہے۔

(4) قربانی اُس پر واجب نہیں ہے۔

(5) موزوں پر تین دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔

جس وقت مسافر اپنی آبادی یا رہائشی علاقے سے باہر نکل آتا ہے تو اُس وقت اُس پر احکام سفر جاری ہو جاتے ہیں اور شریعت کی رُو سے وہ مسافر کہلاتا ہے۔ اس طرح تین دن کی راہ تین منزل کو تیز

Marfat.com

سواری مثلاً موٹر کار، ریل گاڑی یا جہاز پر چند گھنٹوں یا منٹوں میں طے کر لے تو بھی آدمی مسافر ہی ہے اور مسافر کے احکام اُس کیلئے ثابت ہیں۔ (ردالمختار)

فقہ حنفی کے مطابق نماز قصر مسافر کیلئے ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر چار پڑھے تو گناہ گار ہوگا۔ سنتوں وغیرہ میں نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ ہاں اگر گھبراہٹ وغیرہ ہو یا بہت جلدی میں ہو تو معاف ہیں لیکن فجر کی سنتیں جہاں تک ہو سکے نہ چھوڑے۔ فجر و مغرب اور وتر کی نماز میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر تین منزل پر پہنچ کر 15 روز سے زیادہ ٹھہرنے یا قیام کرنے کا ارادہ ہے تو مسافر نہ ہوگا بلکہ مقیم ہوگیا اور اُس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ اسی طرح اگر دو جگہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا مثلاً ایک جگہ دس روز اور دوسری جگہ پانچ روز تو یہ نیت معتبر نہیں ہے، وہ بدستور مسافر ہی کہلائے گا کیوں کہ ایک جگہ پر 15 روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہوا۔

مسئلہ:۔ عورت بیاہ کر سسرال جا کر رہنے لگے تو اب میکا اُس کا اصل وطن نہ رہا۔ یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئے اور پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو نماز قصر پڑھے۔ اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تھی (جیسا کے عموماً شادیوں میں شروع میں ہوتا ہے کہ چند روز کیلئے سسرال گئی پھر میکے آ کر رہنے لگی) تو میکے آتے ہی مقیم ہوگئی لہٰذا اب نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ:۔ عورت کے لیے بغیر محرم تین دن یا زائد کی راہ کا سفر ناجائز ہے۔ نابالغ بچہ کے ساتھ بھی بغیر محرم سفر جائز نہیں۔ اسی طرح سفر حج جس میں قدم قدم پر نیکیاں ہی نیکیاں ملتی ہیں میں بھی شوہر یا محرم کے بغیر جانا جائز نہیں ہے خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کیلئے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی گھر میں ہی سفر کی نیت کرے تو جب تک وہ اپنے شہر سے باہر نہ نکلے گا مسافر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر شہر سے باہر ہو تو مسافر ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی اس نیت سے کسی دوسرے شہر میں گیا کہ جب بھی میرا کام ہوگیا تو واپس چلا جاؤں گا تو

Marfat.com

خواہ وہ دو سال بھی وہاں رہے وہ مسافر ہی رہے گا اور مقیم نہ ہوگا۔ بشرطیکہ غرض پندرہ روز میں پوری ہونے کا امکان ہو۔

مسئلہ:۔ جو لوگ بوجہ ملازمت ہر وقت سفر میں رہتے ہیں جیسے بسوں اور ٹرینوں کے ڈرائیور اور کنڈیکٹر وغیرہ وہ حالت سفر میں مسافر نہیں کہلا سکتے۔ ان کو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

﴿بیمار کی نماز﴾

اگر ایسا کوئی مریض ہو جو فرض قیام کی مقدار بھی کھڑا نہیں ہو سکتا یا کھڑا ہونے سے نقصان پہنچے یا بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہو یا دیر سے اچھا ہونے کا واقعی خطرہ ہو یا چکر آتے ہوں یا کھڑا ہونے سے شدید درد ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ اگر کوئی مریض تکبیر تحریمہ یا ایک آیت کی مقدار ہی کھڑا ہو سکتا ہے اس سے زیادہ کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کو اتنا ہی کھڑا ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک پاؤں پر بھی کھڑا ہو سکے تو اسی طرح کھڑا ہو جائے۔ الغرض جہاں تک ممکن ہو قیام کو ترک نہ کرے۔

مسئلہ:۔ ایسا بیمار جو رکوع میں پیٹھ جھکا سکتا ہے اور کوئی سخت چیز زمین پر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے تو اس کیلئے حکم ہے کہ سجدہ کرے۔ اس کیلئے اشارہ جائز نہیں ہے۔ سجدہ کی جگہ 12 انگل سے زیادہ اونچی نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر پیشانی پر زخم ہے کہ سجدہ کیلئے ماتھا زمین پر نہیں لگایا جا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص قیام اور رکوع و سجود کرنے پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ رکوع میں ذرا کم اور سجدہ میں زیادہ جھکے۔ اگر سیدھا بیٹھ کر بھی نماز ادا نہ کر سکے تو دیوار کے سہارے بیٹھ کر نماز پڑھے یعنی جہاں تک ممکن ہو بیٹھ کر نماز پڑھے اور لیٹ کر نہ پڑھے۔

مسئلہ:۔ اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کوئی امکانی صورت نہ ہو تو پھر لیٹ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ قبلہ رُخ منہ کر کے چت لیٹ جائے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ لیکن پاؤں کو نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور کمر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اُونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے او

Marfat.com

یہی صورت زیادہ بہتر ہے۔ اگر ایسے بھی نہ پڑھ سکے تو دائیں کروٹ لیٹ کر قبلہ رخ منہ کر کے نماز پڑھے۔ اگر ایسے بھی نہ پڑھ سکے تو بائیں کروٹ لیٹ کر منہ قبلہ رُخ کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر منہ قبلہ رُخ بھی نہ کر سکے یا اُس کی طرف کوئی منہ پھیرنے والا پاس نہ ہو تو مجبوری ہے جدہر کو منہ ہوا اُسی طرف نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر اتنا شدید بیمار ہے کہ سر سے اشارہ کر کے بھی نماز پڑھنا ممکن نہیں تو اس حالت میں پڑھنا معاف ہے لیکن تندرست ہونے پر قضا واجب ہے۔ اگر چھ نمازوں کا وقت اسی حالت میں گزر گیا تو قضا واجب نہیں ہے۔ بے ہوش اور مجنوں آدمی کا بھی ہی حکم ہے۔ اشارہ سے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

﴿نفل نمازیں اور اُن کی فضیلت﴾

﴿تحیّۃُ الوضو﴾:۔ وضو کرنے کے بعد اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے اسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے دو رکعت اپنے دل کیساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ (پوری طرح توجہ کیساتھ) مگر اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(مسلم شریف)

ایک اور حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر پوری توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اُس کے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

غسل کے بعد بھی تحیۃ الوضو کے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں کیوں کہ غسل میں وضو بھی ہو جاتا ہے۔ اس نماز میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔

Marfat.com

تحیۃُ المسجد:۔ مسجد میں داخل ہونے پر بیٹھنے سے پہلے دوکعت نفل پڑھنا مستحب ہے ان کوتحیۃ المسجد کہتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشار فرمایا جوشخص مسجد میں داخل ہواُسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دوکعت نفل پڑھ لے۔اگر ایسا وقت ہے کہ نفل پڑھنا مکروہ ہے مثلاً طلوعِ فجر کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد تو اُسے چاہیے کہ وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔بلکہ وہ چار بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لے تو مسجد کا حق ادا ہو جائیگا۔اگر تحیۃ المسجد پڑھنے سے پہلے بیٹھ گیا بعد میں یاد آیا تو بھی یہ نفل پڑھ سکتا ہے۔روزانہ ایک مرتبہ بھی تحیۃ المسجد نفل پڑھ لے تو کافی ہے۔

نمازِ اشراق:۔ نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے تقریباً بیس منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اس کی دو رکعتیں بھی ہیں اور چار بھی۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جوکوئی فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر کے طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذِکر الٰہی میں مشغول رہے پھر دو رکعت پڑھے تو اُس کیلئے پورے حج وعمرے کا ثواب ہے اور اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ کف دریا کے برابر ہوں اور اگر چار رکعتیں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ شام تک اُس کو تمام آفتوں، برائیوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھے گا۔(ترمذی شریف)

اس نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الشّمس اور دوسری میں والضحیٰ پڑھے تو افضل ہے۔

نمازِ چاشت:۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے اندازاً اس کا وقت 9 بجے سے 11 بجے کے لگ بھگ سمجھنا چاہیے۔اس کی 2 سے لے کر 12 رکعتیں ہیں۔جتنی چاہے پڑھ سکتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق چاشت کی نماز رزق کھینچ کر لاتی ہے اور فقر کی مصیبت کو دُور کر دیتی ہے۔دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ جنت میں ایک باب ہے جسے بابِ الضحیٰ کہتے ہیں جب قیامت ہوگی تو ایک پکارنے والا پکارے گا چاشت کی نماز پر ہمیشگی کرنے والے کہاں ہیں آؤ اس دروازے سے داخل

Marfat.com

ہو جاؤ تم پر خدا کی رحمت ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اُس کیلئے سونے کا محل بنائے گا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ایک اور روائت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کریم اپنے بندہ سے کہتا ہے اے ابن آدم! شروع دن میرے لئے چار رکعتیں پڑھ لے (چاشت کی) میں آخر دن تک تیری کفائت کروں گا۔

(ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کرے گا اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی پر اُس کے بدن پر ہر جوڑ کا صدقہ ہے (اور کل 360 جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر حمد صدقہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنا صدقہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعت چاشت کافی ہے۔ (مسلم)

نماز اوابین: ۔ نماز اوابین مغرب کی نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں ہیں بعض روایات میں بیس رکعتیں بھی آئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور درمیان میں کوئی بُری بات نہ کرے تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر شمار کی جائے گی۔

(ابن ماجہ)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو مغرب کے

Marfat.com

بعد بیس رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت میں مکان بنائے گا۔ (ترمذی)

نماز تہجد:۔ نماز تہجد بہت ہی فضیلت والی نماز ہے۔اس کا اصل وقت رات کا آخری حصہ ہے۔لیکن عشاء کی نماز کے بعد سو کر اُٹھنے سے لے کر صبح صادق (جب فجر کی اذان ہوتی ہے) تک یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔لیکن بعض حضرات بارہ رکعتیں بھی پڑھتے ہیں۔اس میں سورہ بقرہ، سورہ آلِ عمران، سورہ نسا، سورہ مائدہ، سورہ جمعہ، سورہ یٰسین اور سورہ مزمل کا پڑھنا بہتر ہے۔بعض بزرگان دین اس میں سورہ اخلاص بھی خاص طریقہ سے پڑھتے ہیں مثلاً پہلی رکعت میں بارہ دوسری میں گیارہ تیسری میں دس اور چوتھی میں نو اس طرح ایک مرتبہ تک پڑھتے ہیں یا بعض ایک ایک مرتبہ بڑھاتے جاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کونسا عمل رسول اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا؟۔تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ ہمیشہ ہر رات کو تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے اور اُس وقت عموماً پڑھتے جب مرغ کی آواز سنتے تھے۔ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ قیامت کو لوگ میدان میں جمع کئے جائیں گے۔اُس وقت منادی پکارے گا ''کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں'' وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے۔یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لئے حساب کا حکم ہوگا۔ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ آدھی رات میں بندے کا دو رکعتیں نماز پڑھنا دنیا اور اُس کی تمام اشیاء سے بہتر ہے۔اگر میری اُمت پر دشوار نہ ہوتا تو میں یہ دو رکعتیں اُن پر فرض کر دیتا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیام الیل یعنی تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازمی کرلو کہ یہ پہلے نیک لوگوں کا طریقہ، تمہارے رب کے قرب کا ذریعہ، خطاؤں کا مٹانے والا، گناہوں سے روکنے والا اور بدن کی بیماری دفع کرنے والا ذریعہ ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ ہر رات کے پچھلے

Marfat.com

تہائی حصے میں اپنی خاص تجلی فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں'' ہے کوئی دُعا مانگنے والا کہ اُس کی دُعا کو قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُس کو دوں، ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ اُس کو بخش دوں''۔ (بخاری)

سفر پر روانگی کی نماز:۔ سفر پر جانے سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نماز سفر پڑھنا سنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کسی نے اپنے گھر والوں میں دو رکعتوں سے بہتر (نائب ومحافظ) نہ چھوڑا جن کو وہ سفر کے ارادہ کے وقت اپنے گھر والوں کیلئے پڑھتا ہے۔ (طبرانی)

سفر سے واپسی کی نماز:۔ سفر سے واپس آنے کے بعد سیدھے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھنا سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر سے واپسی دن میں چاشت کے وقت کرتے (رات کو تشریف نہ لاتے) پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت نفل پڑھتے پھر وہیں مسجد میں (کچھ دیر) تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف)

نمازِ توبہ:۔ انسان خطا کا پتلا ہے وہ گناہ پہ گناہ کرتا ہے۔ جب کبھی نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ اُس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ گناہ سے ہر صورت بچنا چاہیے لیکن اگر کبھی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کرنا واجب ہے۔ یاد رکھیں توبہ کرنے کے بعد اُس گناہ کا اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کر لے پھر باوضو ہو کر نماز پڑھے پھر استغفار کر لے تو اللہ کریم اُس کا گناہ معاف کر دے گا۔ اس نماز کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مخصوص سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ بس گناہ سے نادم ہو کر اور آئندہ سے وہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کر کے دو رکعت نماز نفل (نماز توبہ) پڑھ لیں پھر استغفار کریں اور اللہ سے گناہوں سے بچنے کی توفیق مانگیں۔

صلوٰۃُ التسبیح:۔ یہ بڑی فضیلت والی نماز ہے۔ صلوۃ التسبیح کی چار رکعت ہیں جو ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ چونکہ اس کی ہر رکعت میں تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا

Marfat.com

اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ وَاللّٰہ اَکْبَرُ (پچھتر بار) پڑھتے ہیں اس لئے اس کا نام صلوۃ التسبیح ہے۔اس نماز کو وہی شخص ترک کرے گا جو دین میں سستی کرنے والا ہوگا۔اس نماز کی برکت سے مندرجہ ذیل دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(1) اگلے۔(2) پچھلے۔(3) پرانے۔(4) نئے۔(5) عمداً۔(6) سہواً۔(7) چھوٹے۔(8) بڑے۔ (9) ظاہر۔(10) چھپے ہوئے۔یہ نماز نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے چچا کیا میں تم کو عطا کروں؟ کیا میں تم کو بخشش نہ کروں؟ کیا میں تم کو نہ دوں؟ کیا میں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم ان کو کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے، پچھلے، پرانے، نئے، دانستہ اور نادانستہ، صغیرہ اور کبیرہ، پوشیدہ اور ظاہری سب گناہ بخش دے گا اُس کے بعد حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ بتلانے کے بعد ارشاد فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو یہ نماز روزانہ ایک بار پڑھو اگر روزانہ نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو یہ بھی نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو اور یہ بھی نہ سکو تو عمر میں ایک بار (ضرور) پڑھو)۔(ابوداؤد۔ترمذی)

پڑھنے کی ترکیب:۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی روائت کے مطابق پہلی رکعت میں ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ سْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھ کر یہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ 15 بار پڑھیں پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہ ،بِسْمِ اللّٰہ اور سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع میں جانے سے قبل یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔رکوع میں جا کر تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔پھر رکوع سے سر اُٹھائیں اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔پھر سجدہ کو جائیں اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔پھر دوسرے سجدے میں سجدہ کی تسبیح کے بعد یہی تسبیح دس بار

Marfat.com

پڑھیں ۔اس طرح ایک رکعت میں پچھتر (75) بار تسبیح مکمل ہوگی۔ پھر اسی طرح باقی تین رکعتوں میں پڑھیں تو کل تین سو(300) بار تسبیح مکمل ہوجائے گی ۔ایک راوئت کے مطابق پہلی رکعت میں سورہ زِلزال، دوسری میں والعادیات تیسری میں اذا جآ نصر اللہ اور چوتھی میں سورہ اخلاص پڑھنا افضل ہے۔ دوسری روائت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ تکاثر دوسری میں والعصر تیسری میں قل یاایھا الکافرون اور چوتھی میں قل ہواللہ احد پڑھنی چاہیے۔

یہ نماز زوال کے بعد اور ظہر سے پہلے پڑھنا افضل ہے لیکن رات دن میں ہر غیر مکروہ وقت میں بھی اسے پڑھا جاسکتا ہے۔ تسبیح انگلیوں پر گننا مکروہ ہے، ہوسکے تو دل میں شمار کریں ورنہ انگلیوں کو دبا کر پڑھ لیں ۔اگر کسی جگہ دس بار سے کم پڑھا گیا تو دوسری جگہ پورا کرلیں تا کہ 300 مرتبہ تسبیح پوری ہوجائے مثلاً رکوع میں بھول گیا تو سجدہ میں بیس دفعہ پڑھ لے۔اگر سجدہ میں تسبیح بھول گیا تو دوسرے سجدہ میں پورا کرلے۔اگر سجدہ سہو واجب ہوتو اُن میں نہ پڑھیں تا کہ تعداد 300 سے نہ بڑھ جائے۔

نمازِ استخارہ:۔ نماز استخارہ کی دو رکعت ہیں۔ جب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا کوئی مہم درپیش ہوتو یہ نماز پڑھنا سنت ہے۔ کیونکہ انسان عاجز ہے اور انجام کار سے واقف نہیں ہوتا کہ یہ اُس کیلئے مفید ہے یا غیر مفید۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے اور ہمیں استخارہ اس طرح سکھاتے جیسے قرآن پاک کی سورۃ کو سکھاتے تھے۔آپ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرلے تو وہ پاک صاف لباس پہن کر تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز استخارہ پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون، دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے نماز ختم کرنے کے بعد نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دُعا پڑھے:

دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ

Marfat.com

فَاِنَّكَ تَقْدِرُ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبَ ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ وَاِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔

ترجمہ:۔اے اللہ میں تجھ سے خیر مانگتا ہوں تیرے علم کیساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلہ سے اور تجھ سے فضل عظیم مانگتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے۔الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے۔میرے دین، میری معیشت، میرے انجام کار، اس وقت اور آئندہ میں بھی بہتر جانتا ہے تو اس کو میرا مقدر بنا دے اور میرے لئے آسان کر دے پھر اس میں میرے لئے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بڑا ہے میرے دین، میری معیشت، میرے انجام کار کے لئے یا اس وقت میں اور آئندہ میں میرے لیے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے دُور کر دے اور مجھے اس سے دُور کر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔

دُعا کے بعد اپنی حاجت کا نام لے یا ھذا الامر کہتے ہوئے اپنی حاجت کو دل میں رکھے۔بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات بار کر لے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کے کسی کام کے متعلق سات بار استخارہ کر پھر دیکھ تیرے دل میں کیا گزرا ہے بے شک خیر اسی میں ہے۔

دُعائے مذکورہ پڑھ کر پاک صاف بستر پر باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو یہ کام بہتر ہے اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو وہ کام اچھا نہیں اس سے پرہیز کرے۔

نمازِ قضائے حاجت:۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی

Marfat.com

مشکل اوراہم کام پیش آتا تو نماز پڑھتے تھے۔(ابوداؤد)

نماز حاجت کی دو یا چار رکعتیں ہیں اگر چار رکعتیں پڑھیں تو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھواللہ، قل اعوذ برب الفلق ،قل اعوذ برب الناس ،ایک ایک بار پڑھیں۔اگر چار رکعتیں پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت میں بھی تینوں سورتیں پڑھ لے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے جس شخص کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے ہو یا کسی انسان سے تو وہ درُود شریف پڑھنے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

دُعا:

لَااِلٰـہ اِلَّا اللّٰہُ الْـعَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحِمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْـعٰلَمِیْن۔ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَاتَدَعْ لَنَا ذَنباً اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رَضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ○

ترجمہ۔خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا حلیم وکریم ہے پاک ہے اللہ وہ مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔الٰہی میں تجھ سے ان کاموں کی بابت سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کے موجب ہیں۔اور تیری بخشش کے ذرائع مانگتا ہوں ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں الٰہی میرے ہر گناہ کو بخش دے میرے ہر غم کو دور فرمادے میری ہر حالت کو جو تیری رضا کے موجب ہو پورا کردے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور ﷺ اللہ سے دُعا فرمایئے کہ مجھے عافیت دے (آنکھیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور صبر تیرے لئے بہتر ہے۔اُس نے عرض کی آپ ﷺ دُعا فرمائیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھی طرح وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا کر:

Marfat.com

دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ بنی الرَحْمَۃِ یَارَسُولَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلیٰ رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیْ۔

ترجمہ۔الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو الٰہی حضور ﷺ کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم اپنی جگہ سے اُٹھنے بھی نا پائے تھے اور ابھی ہم آپس میں باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس (نماز و دُعا کے بعد) آئے تو ایسے تھے کہ گویا کبھی اندھے ہی نہیں تھے۔(ترمذی۔ابن ماجہ)

﴿ غُسل و کفن کا بیان ﴾

نزع کی علامتیں:۔مرنے کے قریب مریض کی جو علامات ظاہر ہوتی ہیں اُن کو حالتِ نزع کہتے ہیں مثلاً سانس کا اکھڑ جانا، بانسہ پھر جانا، منہ کی کھال کا تن جاتا، آنکھیں بے نور ہو جانا اور پتلیوں کا پھرنے سے رک جانا، ہاتھ پاؤں کھڑے نہ کر سکنا، کنپٹیاں بیٹھ جانا وغیرہ وغیرہ۔لواحقین کو چاہیے کہ وہ جب مریض کو جانکنی کی حالت میں پائیں اور مندرجہ بالا علامات نظر آنے لگیں تو مریض کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں یعنی چت لگا کر سر کو قبلہ کی طرف کر دیں اور قریب بیٹھے ہوئے تمام افراد کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیں۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی کی موت قریب ہو تو اُس کی چارپائی کو قبلہ رخ کر دیا جائے تا کہ قبلہ کی مواجہت حاصل ہو جائے اور قریبی لوگ زور سے کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔لیکن مرنے والے سے پڑھنے کو نہ کہیں کہ وہ موت کی گھبراہٹ اور جان کنی کی سختی کی وجہ سے کہیں انکار ہی نہ کر دے۔اگر کسی نے مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کو کہا اور اُس نے انکار کر دیا تو اُس کا عذاب کہنے

Marfat.com

والے پر ہوگا۔حدیث پاک میں آتا ہے جس کسی کا آخری کلام **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** ہوگا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ جب کوئی ورثاء میں سے میت کی آنکھیں بند کرنے لگے تو اپنے نفس کیلئے دُعائے خیر کرے کیوں کہ اُس وقت فرشتے آمین کہتے ہیں۔اگر نزع کی حالت میں سختی ہو تو پاس بیٹھنے والے سورہ رعد اور سورہ یٰسین پڑھیں۔میت کے قریب نیک لوگ ہونے چاہیں جو اچھے کلمات پڑھتے رہیں۔جب دم نکل جائے تو چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے نکال کر سر پر لے جا کر باندھ دیں تا کہ منہ کھلنے نہ پائے۔آنکھوں کو بند کر دیں انگلیاں اور ہاتھ پاؤں کو سیدھا کر دیں۔اور کپڑے سے میت کے سارے جسم کو ڈھانپ دیں۔

مسئلہ:۔ میت کے ذمہ اگر کوئی قرضہ ہو تو جلد از جلد اُس کو واپس کر دیں۔کیوں کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میت اپنے دین (قرضہ) میں گرفتار رہتی ہے میت کے پاس تلاوت قرآن مجید اور تسبیح و دیگر اذکار کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ میت کا تمام بدن کپڑے میں چھپا ہوا ہو۔

مسئلہ:۔ جس گھر میں موت ہو جائے وہاں چولہا جلانا شرعاً منع نہیں ہے۔چونکہ موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں اس لئے سنت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کیلئے کھانا بھیجا جائے اور انہیں بااصرار کھلایا جائے۔ دوسرے لوگوں کو اس میں سے نہیں کھانا چاہیے۔

میت کا غسل اور کفن:۔ میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے۔ورثا کو گریہ زاری سے پرہیز کرنا چاہیے۔اسلام نے آنسوؤں سے رونے کو جائز رکھا ہے جبکہ نوحہ و بین کرنا، منہ نوچنا، کپڑے پھاڑنا، چیخنا اور چلانا جائز نہیں ہے۔میت کے پاس ایسی باتوں سے میت کو فائدہ یا نقصان نہ ہوگا لیکن ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا۔میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے جو چند لوگوں کے غسل دینے سے سب سے ساقط ہو جاتا ہے۔میت کو غسل کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُسے تین، پانچ یا سات بار خوشبو کی دُھونی دیں پھر میت کو اس پر لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں۔نہلانے والا پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ دھوئے پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے۔کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر دھوئیں۔پاک صابن کا استعمال بھی کر سکتے ہیں نیم گرم پانی (جس میں بیری

Marfat.com

کے پتے اگر میسر ہوں) سے پہلے دائیں کروٹ لٹا کر پانی بہائیں پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھوڈالیں۔آخر میں سر سے پاؤں تک کافور ملا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ دیں۔ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض اور تین مرتبہ سنت ہے غسل دیتے وقت پردہ کا خاص خیال رکھیں۔

مسئلہ:۔ اگر عورت مر جائے تو اُس کا شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے البتہ اُس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور کندھا دے سکتا ہے۔میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا ہو کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔نہلانے کے بعد ناک، کان اور منہ میں روئی رکھی جا سکتی ہے۔نہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ناخن تراشنا، بال مونڈھنا یا اکھاڑنا جائز نہیں ہے۔میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں پر رکھیں سینے وغیرہ پر نہ باندھیں۔میت کے غسل کیلئے گھریلو وضو والے لوٹے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔نہانے کے بعد لوٹے کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ:۔ میت کو کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔مرد کے لئے تین کپڑے (1) لفافہ۔(2) آزار۔(3) قمیض بطورِ کفن استعمال ہوتے ہیں جبکہ عورت کو پانچ کپڑوں کا کفن دینا سنت ہے۔(1) لفافہ یعنی چادر۔ (2) آزار یعنی تہہ بند۔(3) قمیض جسے کفنی کہتے ہیں۔(4) اوڑھنی اور (5) سینہ بند۔

مسئلہ:۔ لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اتنی زیادہ ہو کہ دونوں طرف آسانی سے باندھی جا سکے۔آزار یعنی تہہ بند جو چھاتی سے قدموں تک ہو اور قمیض یعنی کفنی جو گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو چاک دار آستین اس میں نہ ہوں۔عورت کیلئے کفنی سینہ کی طرف چیریں۔اوڑھنی تقریباً ڈیڑھ گز برابر ہو اور سینہ بند پستان سے ران تک ہونی چاہیے۔

مسئلہ:۔ اگر سنت کے مطابق کفنی کا انتظام نہ ہو سکے تو لفافہ، آزار اور قمیض تین کپڑے ہی کافی ہیں۔کفن اچھا ہونا چاہیے۔سفید کپڑوں میں میت کو دفنانا حدیث پاک کے مطابق ہے۔پرانے کپڑوں کا کفن اگر دھلا ہوا ہو تو وہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے مرد کو ریشمی کفن ممنوع ہے لیکن عورت کیلئے جائز ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ کفن کیلئے سوال کر کے پیسے لیے تو بچے ہوئے پیسے واپس کر دینے چاہئیں ورنہ صدقہ کر دیں۔

مسئلہ:۔ میت کا چھوڑا ہو مال ترکہ ہوتا ہے۔ اگر تو میت کے نابالغ بچے ہیں تو میت کا مال تجہیز و تکفین اور ساتواں، چالیسواں وغیرہ وغیرہ پر بغیر اُن کی اجازت خرچ نہ کریں۔ بالغ وارث اپنے حصہ سے خرچ کر سکتا ہے۔

نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ پڑھنی فرض کفایہ ہے۔ مرنے والا اگر چہ کتنا ہی گناہ گار اور بدچلن کیوں نہ ہو اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی سوائے ان کے جن کا ذکر نیچے کیا گیا ہے۔ نمازِ جنازہ دراصل دُنیا سے جانے والے کیلئے ربُ العالمین کی بارگاہ میں اِجتماعی دُعا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ معاف کر دے اور اسے اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ میت کو جلد از جلد اس کے مقام تک پہنچانا چاہیے بلا وجہ کی تاخیر درست نہیں۔ جنازے کے آگے نہیں چلنا چاہیے اور جنازے کے ساتھ جانیوالوں کو اس وقت تک نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک جنازہ زمین پر رکھا نہ جائے۔ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔

کِن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے:

(1) جس نے اپنے ماں باپ کو عمداً قتل کیا ہو۔

(2) جو شخص ڈاکہ مارتے ہوئے ہلاک ہو جائے۔

(3) جو شخص امام وقت سے بغاوت کر دے۔

(4) جو لوگوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا کرتا ہو۔

مسئلہ:۔ جس نے خودکشی کی (حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے) اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

نمازِ جنازہ کے ارکان و فرائض:۔ نماز جنازہ میں دو فرائض ہیں۔ (1) قیام۔ (2) چار تکبیریں۔ ایک واجب (یعنی میت کیلئے دُعا کرنا) اور دو سنتیں (ثناء و تسبیح اور درود شریف) امام شافعیؒ کے نزدیک نماز جنازہ میں الحمد اللہ پڑھنا بھی واجب لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک الحمد پڑھنا

Marfat.com

واجب نہیں ہے۔۔فقہ حنفی کے مطابق غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی درست نہیں ہے۔

طریقہ نماز جنازہ :۔ پہلے نیت کر کے امام اور مقتدی کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف پر باندھ لیں۔ پہلے ثناء پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے تکبیر کہیں اور دُرودِ ابراہیمی پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے تکبیر کہیں اور دُعا پڑھیں۔امام تکبیر زور سے کہے جبکہ مقتدی آہستہ۔دُعا کے بعد بغیر ہاتھ اُٹھائے ایک اور تکبیر کہیں اور دونوں طرف سلام پھیر کر صفیں توڑ دیں۔

بالغ مرد و عورت کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَاوَ مَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ط۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ۔ط۔ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: الٰہی بخش دے ہمارے زندہ کو اور ہمارے ہر متوفی کو اور ہمارے ہر حاضر اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اسکو ایمان پر موت دے۔

نابالغ لڑکے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًاوَّ ذُخْرً اوَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا ۔ط۔

ترجمہ: الٰہی اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالے بنادے۔اور اس کو ہمارے لئے اجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنیوالا بنادے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا بنادے۔

نابالغ لڑکی کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًاوَّ ذُخْرً اوَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ

Marfat.com

مُشَفَّعَةً ۔ط۔

ترجمہ: اِلٰہی اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالی بنادے۔ اور اس کو ہمارے لئے اجر (کی موجب) اور وقت پر کام آنیوالی بنادے اور اس کو ہمارے لئے ۔شفارش کرنے والی بنادے۔ اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

مسئلہ:۔ اگر جوتے پاک ہوں تو بغیر اُتارے نماز پڑھ سکتا ہے ورنہ اُتار کر پڑھے۔ اگر ایک سے زیادہ جنازے ہوں تو اختیار ہے چاہے ہر اک کی علیحدہ پڑھیں یا اکھٹی پڑھ لیں۔ حنفی فقہ کے مطابق اگر مسجد میں نماز جنازہ ادا کی جائے تو نماز تو ہو جائیگی لیکن مکروہ ہوگی۔ بعض فقہا اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور بعض مکروہ تنزیہی۔

مُردہ کو قبر میں رکھنے کا طریقہ :۔ مردہ کو قبر میں رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مردہ کو قبر میں اُتاریں تو دائیں کروٹ پر قبلہ رُولٹائیں اور اس وقت کفن کی گرہیں کھول دیں۔ کچی اینٹیں بغلی قبر کے منہ پر لگادیں اور ڈھیلوں وغیرہ سے انکی درزیں بند کردیں۔ جب قبر کا اندرونی حصہ مکمل ہو جائے تو وہی قبر سے نکلی ہوئی مٹی ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنی مکروہ ہے۔ بعض لوگ صرف منہ کی بندشیں کھولتے ہیں جبکہ تمام بندشیں کھولنی چاہییں۔ جب مردہ کو اُتارنے لگیں تو اُتارنے والا اور دوسرے کہیں بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰه اگر میت عورت کی ہے تو اُس وقت تک پردہ رکھیں جب تک اندر نہ اُتار دی جائے۔

﴿نمازِ جُمعہ﴾

جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔ اس کو جمعہ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس روز لوگ نماز کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمُ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُ الْبَيْعُ .

ترجمہ:۔ اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی یعنی نماز کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔

Marfat.com

﴿فضلیتِ جُمعۃُ المبارک﴾

ایک حدیث پاک کے مطابق جمعہ تمام دِنوں کا سردار ہے۔ اِسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی روز بہشت میں داخل ہوئے، اِسی روز زمین پر آئے اور اِسی روز قیامت برپا ہوگی۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو غسل کرے پھر جمعہ کیلئے آئے، پھر جو مقدر میں ہو نماز پڑھے پھر خاموش بیٹھے حتٰی کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زائد کے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہر جمعہ کی رات رسول اکرم ﷺ فرماتے جس رات کو لوگ دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور مغفرت حاصل کرتے ہیں وہ نہایت ہی مبارک رات ہے۔ اس رات میں بھلائی کرنیوالوں کیلئے خوشی ہو اور بُرائی کرنے والوں کیلئے ہلاکت وخرابی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچالیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جمعہ کی رات ودن کی چوبیس گھڑیاں ہیں ان میں سے کوئی بھی گھڑی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ چھ لاکھ گناہ گاروں کو عذابِ دوزخ سے آزاد نہ کرتے ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز پر مداومت کرو کیوں کہ وہ گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتی ہے جیسے تمہارا ایک غلام اپنے گھر سے خاک اور مٹی جھاڑتا ہے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! جو بندہ نماز جمعہ کیلئے نہا دھو کر اور پاک صاف ہو کر گھر سے نکلتا ہے ہر پتھر اور ڈھیلا اُس کی گواہی دیتا ہے۔ اور ہر کنکر اور پتھر اس کے لئے بخشش مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی دُنیاوی اور اُخروی حاجت کو پوری کرتا ہے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! خدا تعالیٰ جمعہ کے دن اپنے فرشتوں کو دُنیا میں بھیجتا ہے وہ یہاں

Marfat.com

آ کر اذان ہونے تک چلتے پھرتے ہیں۔ جب اذان ہوتی ہے تو وہ فرشتے مسجدوں کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں پہلے کون کون لوگ مسجد میں آتے ہیں۔ جب وہ نمازیوں کو رکوع و سجود میں دیکھتے ہیں تو یوں دُعا مانگتے ہیں ''الٰہی ان بندوں کے گناہوں سے درگزر کر، ان کی نماز کو قبول فرما'' پھر وہ نماز پڑھنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی بخشش کی دُعا مانگتے ہیں۔ جب امام ممبر پر خطبہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو خطبہ سنتے ہیں اور سننے والوں کیلئے دُعا مانگتے ہیں۔

جُمعہ کے احکام اور مسائل: ۔ مندرجہ ذیل افراد پر جمعہ فرض نہیں ہے:

(1) غلام۔(2) عورت۔(3) بیمار۔(4) نابالغ لڑکا۔(5) معذور (اندھے لنگڑے اور اپاہج وغیرہ)۔(6) قیدی۔(7) مسافر۔

مذکورہ افراد میں سے اگر کوئی جمعہ ادا کرنا چاہیے تو کوئی حرج نہیں۔ جس شخص پر جمعہ فرض ہو اُسے بروزِ جمعہ سفر نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر راستے میں کہیں جمعہ ادا کرنے کا ارادہ ہو تو سفر کر سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جو باتیں نماز میں کرنی منع ہیں وہ دورانِ خطبہ بھی کرنی منع ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا، سلام کا جواب دینا، کلام کرنا، چلنا پھرنا کیوں کہ خطبہ سننا فرض ہے البتہ اگر کسی کو اشارہ سے شور وغل یا کسی بڑی بات سے روکنا درکار ہو تو اشارہ سے ایسا کر سکتا ہے۔ دورانِ خطبہ کسی قسم کے نوافل یا نماز وغیرہ نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ خطبہ سننا چاہیے۔

مسئلہ:۔ خطیب کے سوا کسی اور کو امامت کروانا نامناسب ہے۔ (شامی)۔ جمعہ کے روز ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

اللہ کریم کے حکم کے مطابق اذان سنتے ہی دُنیاوی کاروبار کو بند کر کے نماز کیلئے مسجد میں آ جانا چاہیے۔ اذان کے بعد کاروبار کرنا ناجائز ہے۔ یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک دور سے لے کر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک ایک ہی اذانِ جمعہ ہوتی رہی ہے۔ تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر جمعہ کی دوسری اذان شروع ہوئی۔

Marfat.com

نمازِ جمعہ کی تیاری:۔ بروز جمعہ اذان سے پہلے اپنے کاروبار کو بند کر کے نماز جمعہ کیلئے تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ بروز جمعہ غسل کرنا نبی کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عرش الٰہی کے نیچے ایک شہر ہے جو پوری دنیا سے بھی ستر گنا بڑا ہے۔ اس میں فرشتے ہیں وہ ہر وقت کہتے ہیں الٰہی جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آئے اُسے بخش دے۔ جمعہ کے روز مسواک کرنا بھی سنت مبارکہ ہے اس سے نماز کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ جمعہ کے دن غسل کرنیوالے کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور ہر ایک قدم پر بیس بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب نماز سے فارغ ہو کر واپس آتا ہے تو دو سو برس کے عمل سے کفائت کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق جو شخص بروز جمعہ اپنے ناخن اُتار لیتا ہے وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمام آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ جمعہ کے روز خوشبو لگانا بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ جمعہ کے دن عمامہ باندھنا اور سفید کپڑے پہننا مستحب ہے۔

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالیشان ہے کہ خدا اور اُس کے فرشتے اُن لوگوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں جو جمعہ کے روز عمامے باندھتے اور سفید کپڑے پہنتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک کے مطابق عمامہ سے ایک نماز ادا کرنا اُن پچیس نمازوں سے افضل ہے جو بے عمامہ ادا کی جائیں۔ آنحضرت ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اُسے جمعہ کے دن زیب تن فرماتے تھے۔

احتیاط:۔ بعض لوگ جمعہ کے روز مسجد کی اگلی صفوں میں جانے کیلئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے چلے جاتے ہیں وہ جمعہ کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح خطبہ کے وقت لغو باتیں کرنے والے بھی جمعہ سے محروم رہتے ہیں۔ جمعہ کے روز سب سے پہلے آنیوالے شخص کو سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ خطبہ کے وقت مسجد میں آتے ہیں وہ بھی جمعہ کی پوری برکات و ثواب سے مستفید نہیں ہوتے۔

Marfat.com

﴿جُمعۃُ المُبارک کے دن درُود شریف پڑھنا﴾

(1) سرورِ دو جہاں ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی مرتبہ درود شریف پڑھے گا، خدا کریم اُس کے اسّی برس کے گناہ بخش دیں گے۔

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بروز جمعہ مجھ پر سو مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب پر حاوی ہوگا۔

(3) ایک اور حدیث پاک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن اور رات مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو کیونکہ باقی دنوں میں فرشتے تمہارا درود پہنچاتے رہتے ہیں مگر جمعہ کے دن اور رات جو درود مجھ پر پڑھتے ہیں اُس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

جمعۃ المبارک کے اذکار مسنونہ: فرمان رسول اکرم ﷺ ہے جو شخص جمعہ کے رات سورہ یٰسین پڑھے گا اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو جمعہ کے دن یا رات کو حٰم الدخان پڑھے گا خدا اُس کیلئے جنت میں خوشنما مکان بنائیں گے اور جو شخص بروز جمعہ سورۃ کہف پڑھے گا اُس کیلئے دو جمعوں کے مابین تک نور چمکتا رہے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات کو غروب آفتاب کے بعد اس طرح دو رکعت پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ زلزال اور صحٰ پندرہ بار تو خدا تعالیٰ اُس پر موت کی سختی آسان فرما دیں گے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔ اس ایک نماز کا ثواب ستر برس کی عبادت کے ثواب کے برابر لکھا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نماز کے بعد 100 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے خدا تعالیٰ اُس کے ایک لاکھ گناہ اور اُس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ بخش دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کے سلام کے بعد اپنا پاؤں

Marfat.com

بچھانے سے پہلے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھے گا اللہ کریم اُسکے تمام اگلے گناہ معاف فرمادیں گے۔

﴿ترکِ جُمعہ پر وعِیدیں﴾

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص تین جمعے سُستی سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بلا ضرورت اور مجبوری جمعہ ترک کردے وہ ایسی کتاب میں منافقوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جاسکتی ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے۔ (شافعی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں آگ لگادوں۔ (مسلم)

﴿نماز میں خشوع و خضوع﴾

خشوع کے معنی ''عجز وانکسار'' جھکنے اور دب جانے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کو ذہن میں رکھ کر اس سے ڈرنا بھی خشوع میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خشوع سے مراد اپنے آپ کو حقیر وذلیل سمجھنا لیا ہے جبکہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کا مطلب ڈر اور خوف لیتے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں خشوع بارے ارشاد ہوتا ہے۔

1)..... ترجمہ: (کامیاب ہیں) وہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنیوالے۔

2)..... ترجمہ: اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

Marfat.com

﴿احادیثِ مُبارکہ اور خشوع﴾

1﴾ ..... حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز دو رکعت ہے۔ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے۔ اور یہ سراپا خشوع، تضرع اور عاجزی کا نام ہے۔ (بخاری)

2﴾ ..... حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں اور ان میں خشوع وخضوع کرتے ہوئے اپنے رب سے معافی مانگ لی تو اسے معافی مل جائے گی۔

3﴾ ..... حضرت عمرو بن عنبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قیام کیا، نماز ادا کی، اپنے رب کی حمد وثنا کی اور اس کے لائق اس کی شان اور بزرگی بیان کی اور دل کو فقط اپنے مولا کے لیے خالی کر دیا تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہو جائیگا جیسے اسے ماں نے آج جنا ہے۔ (نسائی)

4﴾ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کا علم نماز ہے۔ تو جس نے نماز کے لیے دل خالی کر لیا اور نماز کے آداب وسنن کا خیال رکھا وہ مومن ہے۔ (کنز العمال)

5﴾ ..... بعض روایات میں اس طرح آیا ہے کہ بغیر خشوع وخضوع نماز ادا کرنیوالے کے خلاف نماز یہ دُعا کرتی ہے ''اللہ تجھے اسی طرح ضائع فرمائے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے''۔

6﴾ ..... ایک اور روائت میں ہے کہ خشوع اور خضوع کے بغیر ادا کی جانیوالی نماز میں فرق بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے دو امتی نماز پڑھیں گے ان کے رکوع وسجود ایک جیسے ہوں گے مگر ان دونوں کی نماز میں زمین وآسمان جتنا فرق ہوگا۔ (احیاء العلوم)

7﴾ ..... ایک روائت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور یہ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے ہوئے ان کے رکوع وسجود کو خشوعِ کامل کے طور پر کیا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے معاف فرما دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے بارے میں اللہ کا کوئی عہد نہیں چاہے تو قبول فرمائے، چاہے عذاب دے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام کی طرف نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے''۔

اسی طرح ایک اور مقام پر آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ بندے کے عمل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک جسم کے ساتھ آدمی کا دل حاضر نہ ہو''

بوقتِ نماز صحابہ کرام اور صالحین کی حالت

نبی کریم ﷺ کی نماز:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''رسول اللہ ﷺ ہم سے محو گفتگو ہوتے، جیسے ہی نماز کا وقت ہو جاتا آپ ﷺ اس طرح اجنبی ہو جاتے جیسے ہم آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نماز :۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ لرز اٹھتے، آپ کا رنگ بدل جاتا۔ کسی نے عرض کی اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اُس امانت کی ادائیگی کا وقت آن پہنچا ہے جسے اللہ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے ڈرتے ہوئے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور ہم نے اسے اُٹھا لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اورنماز :۔ نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ وضو کرتے تو رنگ بدل جاتا۔ کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے ہونے کا وقت ہو گیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور نماز:۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر نماز میں اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی اور سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نماز:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دورانِ نماز جب اللہ کی عظمت وجلال کی آیات پڑھتے تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شرار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب یہ آیت تلاوت فرماتے اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ (میں اپنی مصیبت اور رنج کی بپتا اللہ ہی سے عرض کرتا ہوں) تو اس زور سے روتے کہ پچھلی صفوں میں ان کے رونے کی آواز سنائی دیتی۔ ایک دفعہ یہ آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَکَ لَوَاقِعٌ مَالَہٗ مِنْ دَافِعٌ (یقیناً تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اسے کوئی روکنے والا نہیں) تو اس قدر روئے کہ آنکھیں سوجھ گئیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور نماز:۔ منقول ہے کہ جب آپ نماز کے لیے وضو فرماتے تو رنگ زرد پڑ جاتا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کیا تم نہیں جانتے میں کس ہستی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ (احیاء علوم)

﴿نماز میں خشوع اور حضورِ قلب حاصل کرنیکا طریقہ﴾

اذان ہوتے ہی نماز کی طرف متوجہ ہونا:۔ یاد رکھیے اللہ کریم نے اپنے بندے پر بہت احسان فرمائے ہیں اور ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ اسے چاہیے کہ جیسے ہی نماز کا بلاوہ آئے محسن عظیم اور ان گنت نعمتوں سے نوازنے والے خالق و مالک کے سامنے عاجزی، انکساری اور جذبہ تشکر کے اظہار کیلئے مسجد کی طرف چل پڑے اور اپنی توجہ کو اس ذات کی طرف کرلے جس کی اس دنیا میں بھی سدا کی بادشاہی ہے اور عالم برزخ اور روز محشر میں بھی اسی کی حکومت ہوگی۔ جیسے قرآن میں فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو جمعہ کے روز جب نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف خرید و فروخت چھوڑ کر ذوق و شوق سے چلے آؤ''۔

اس بلاوے کے بعد نماز کے علاوہ کوئی اور کام اچھا نہ لگے بس اپنے محسن عظیم کے سامنے نیاز مندی اور اظہار تشکر کیلئے اٹھ کھڑا ہو اور جلد از جلد ذوق و شوق میں ڈوب کر محبت و عقیدت کیساتھ اس کی بارگاہ میں ایسے حاضر ہو جیسے رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے ''یہ کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تو اس کے دیدار کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ ضرور تجھے دیکھ رہا ہے''۔ (بخاری)

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خداﷺ نے ارشادفرمایا کہ نماز کی حالت میں جب تک بندہ دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا اللہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خداﷺ نے مجھے نماز سکھائی تو فرمایا اپنی نگاہ مقامِ سجدہ پر رکھو اور اللہ کی ذات کے علاوہ اِدھر اُدھر توجہ نہ کرو کیوں کہ نماز میں غیر کی طرف متوجہ ہونا سراسر ہلاکت ہے۔ (مشکوۃ)

شریعت نے ہدایت کی ہے کہ ہر وہ کام جس سے دل بٹ جائے یا تشویش پیدا ہو، اُسے پہلے کرلیں تاکہ نماز سکون واطمینان سے ادا ہو سکے مثلاً سخت بھوک ہو یا پیشاب، پاخانہ کی شدید حاجت ہو یا بہت زیادہ نیند غالب ہو تو پہلے ان حاجات سے فارغ ہو پھر نماز پڑھو تاکہ یکسوئی حاصل ہو اور خشوع میسر آئے۔

﴿دورانِ نماز ترجمہ اور مطلب ذہن میں رکھنا﴾

دورانِ نماز خشوع اور حضورِ قلب حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ بندہ نماز کے معنی اور مطلب پر دھیان رکھے۔ اُسے پتہ ہونا چاہیے کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ احیاء العلوم میں ایک حدیث پاک درج ہے جس میں سرورِ دو جہاںﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بندہ کو نماز کے اتنے حصے کا ثواب ہے جو اُس نے خوب سمجھ کر پڑھا'' اگر الفاظ بلا سمجھ پڑھے جائیں گے تو نماز میں حضورِ قلب حاصل نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تدبر اور توجہ سے دو رکعتیں ادا کرنا اُس قیام سے بہتر ہے جو غافل دل کے ساتھ ساری رات کا ہو۔

قیام :۔ دورانِ نماز ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر عاجزی اور انکساری کیساتھ اپنے محسنِ عظیم اور مالک وخالق کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے۔ اپنے آپ کو نہایت حقیر اور کمزور سمجھنا چاہے اور اُس ازلی اور ابدی عظیم ترین بادشاہ کے سامنے سائل اور گداگر بن کر اُس کی حمد وثناء کر کے دُعا مانگیں یعنی فاتحہ شریف پڑھیں (فاتحہ بھی اللہ سے ایک دُعا ہے)۔

Marfat.com

رکـــوع:۔ رکوع میں جا کر بھی اُس مالک کی تعریف اور تسبیح کرتے ہوئے اُس رحیم اور کریم رب کی عظمت اور اپنی کمزوری اور بے چارگی کو سامنے رکھیں۔ کہ ایک طرف اُس کی نوازش اور نعمتیں ہیں اور دوسری طرف وہ انسان جو اُس کے احکامات کی پوری پیروی بھی نہیں کرتا لیکن پھر بھی وہ اُس پر نوازشیں کیے جا رہا ہے اور اُس کو بے شمار انسانوں سے بہتر بنایا ہے حالانکہ اعمال اور فرمانبرداری میں دوسرے لوگ اُس سے بہتر ہیں۔ اس طرح انسان میں ندامت اور شرمندگی پیدا ہوگی اور جذبہ تشکر بھی بڑھے گا جس سے خشوع وخضوع بھی میسّر آئے گا۔

سجدہ:۔ انسان کی عاجزی اور انکساری کی انتہا سجدہ ہے۔ حدیث پاک کی رُو سے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ میں ہی ہوتا ہے۔ جتنا انسان اپنے آپ کو عاجز اور پست بنائے گا اللہ کی بارگاہ میں اتنا ہی مقبول ہوگا۔ سجدہ میں بھی اپنی بے چارگی اور کمزوری اور ناپائیداری کو سامنے رکھنے کے ساتھ ساتھ ربِ غفور کے دربارِ عالی شان کا جاہ وجلال اور عظمت وکبریائی کا تصور رکھنا چاہیے۔

چونکہ انسان کی تقدیر اُس کا رزق، بیماری وتندرستی، عزت وذلت، زندگی وموت، جزا وسزا، بخشش و مغفرت سب کچھ اُس (اللہ) کے پاس ہے جس کو سجدہ کیا جا رہا ہے۔ اسلیئے اپنے نفس کو حقیر سمجھے اور پوری عاجزی و اِنکساری سے کام لے۔ اس طرح سجدہ کرے جیسے اپنے سب سے بڑے محسن کے سامنے جبینِ نیاز رکھ کر اُسے منا رہا ہو۔ بخاری شریف کی ایک حدیث پاک میں فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ جب تم میں کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت اپنے رب سے راز ونیاز کر رہا ہوتا ہے۔

نماز کے الفاظ، اس کی ترتیب، رکوع وسجود کی تسبیحات، التحیات، درود شریف اور آخری دُعا اتنے پُر تاثیر ہیں کہ نمازی اُن کی طرف متوجہ ہو کر اُن کو پڑھے تو دوسرے خیالات سے محفوظ ہو جائیگا۔ اس کیلئے نمازی کو نماز کا ترجمہ مکمل یاد ہونا چاہیے جو کہ چند روز میں آسانی کیساتھ یاد ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

﴿تعدیلِ ارکان (نماز کو آرام و سکون سے ادا کرنا)﴾

ارکان نماز کو اگر ٹھہر ٹھہر کر ادا نہ کیا جائے تو نماز میں خشوع وخضوع حاصل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی لذت و سرور میسر آئے گا بلکہ تیز تیز پڑھنے سے نماز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

نماز پڑھ کر بھی نہ پڑھنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نماز کیلئے مسجد میں آئے اور حضور ﷺ کے سامنے نماز پڑھی لیکن رکوع وسجود واطمینان سے ادا نہ کیا جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا جاؤ اپنی نماز دوبارہ پڑھو کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس صحابی نے دوبارہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے پر آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا اس طرح تین دفعہ فرمایا تو اس صحابی نے عرض کیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ ﷺ خود مجھے نماز کی تعلیم دیجئے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قومہ، جلسہ، رکوع، سجود اور نماز کے ہر رکن کو سکون واطمینان سے ادا کرو۔

نماز میں ٹھونگیں مارنا:۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ اُن میں سے ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں ہی بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص آ کر نماز کیلئے کھڑا ہو گیا اور جلدی جلدی ٹھونگیں مارنے لگا حضور ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم اس شخص کو دیکھتے ہو؟ اگر یہ ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو دینِ محمدی ﷺ پر نہیں مرے گا کیونکہ یہ نماز میں ایسے ٹھونگے مارتا ہے جیسے کوا خون میں جلدی جلدی چونچیں مارتا ہے۔

(کتاب الصلوٰۃ ابن قیم)

نماز کا چور:۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ نماز کی چوری کیسے کی جا سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اس کے رکوع وسجود صحیح طور پر ادا نہ کئے جائیں۔

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کا خشوع و خضوع:۔ نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نماز کی رکعات کو جس حسین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے اس کے بارے میں بس کچھ نہ پوچھو۔ (مسلم باب صلوۃ اللیل)

سرور انبیاء ﷺ کی نماز:۔ اکثر احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی نماز کی طوالت کا ذکر آتا ہے۔ آپ ﷺ کئی مرتبہ گھنٹوں قیام، رکوع اور سجود فرماتے تھے کیوں کہ جو ذوق وشوق، طلب وتڑپ اور خشوع وخضوع آپ ﷺ کو دوران نماز حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور کہاں نصیب ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے نماز کو خشوع وخضوع اور تضرع وزاری قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ **انما الصلوۃ تخشع تضرء وتمسکن** (ترجمہ: نماز سراسر خشوع، زاری اور اظہار مسکنت کا نام ہے)۔ حضرت عبداللہ اپنے والد ماجد سے روائت کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔ ایک دوسری روائت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات اللہ کے حبیب ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمانے لگے اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے اجازت دے کہ آج رات اپنے رب کی عبادت کروں میں نے عرض کیا یارسول ﷺ میں تو آپ ﷺ کا قرب چاہتے ہوئے ہر اُس بات کو پسند کرتی ہوں جس سے آپ ﷺ خوش ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور نماز میں اللہ کے حضور کھڑے ہوگئے۔ پھر اتنا روئے کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور تر ہوگیا اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھ گئے پھر اتنا روئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر اُس کے بعد اتنا روئے کہ زمین تر ہوگئی حتٰی کہ فجر ہوگئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کیلئے عرض کرنے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اللہ کے حبیب ﷺ رو رہے ہیں عرض کیا یارسول ﷺ آپ ﷺ اتنا کیوں روتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو بخشش کی اطلاع فرمادی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں اپنے رب کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟۔ (ترغیب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں نماز شروع کی۔ اتنا طویل قیام فرمایا کہ رکوع کی امید نہ رہی اس کے بعد اتنا رکوع طویل فرمایا کہ قریب

Marfat.com

تھا کہ سرِ اقدس نہ اٹھائیں گے پھر طویل قومہ فرمایا اس کے بعد طویل سجدہ فرمایا۔ بعد میں آپ ﷺ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور کہا اے میرے رب کیا آپ نے وعدہ نہیں فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے انہیں عذاب نہیں دے گا؟ کیا آپ نے وعدہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ بخشش طلب کریں گے تو ہم عذاب نہیں دیں گے؟ اے اللہ ہم آپ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں یہاں تک کہ سورج گرہن دُور ہو گیا۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اللہ کریم کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے جب انہیں بے نور دیکھو تو ذکر الٰہی کا سہارا لیا کرو۔ (شمائل ترمذی)

اللہ کے احسانات اور نِعمتوں کو یاد رکھنا:۔ نمازی کو چاہیے کہ حالت نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی اپنے رب کے خوف وشوق میں آنسو بہانا اپنا معمول بنائے۔ انسان کبھی اپنے اعمال کی حالت کو دیکھے اور اُس کا موازنہ مالک حقیقی کی نعمتوں، احسانات، عنائتوں، مہربانیوں اور رحمتوں سے کر لے تو خود بخود ہی آنسو آنے لگتے ہیں۔ کبھی یہ سوچے کہ مجھ میں کیا خوبی ہے جو اُس نے مجھے لاکھوں انسانوں سے بہتر بنایا ہے۔ کبھی اُس کے احسانات پر غور کرے کہ اُس نے مجھے جانوروں میں پیدا نہیں فرمایا بلکہ سب سے افضل مخلوق انسانوں میں پیدا فرمایا پھر کافروں اور مشرکوں کے گھر میں نہیں پیدا کیا بلکہ شفیع المذنبین رحمت اللعالمین ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا۔ پھر صحت تندرستی جیسی بہت بڑی نعمت سے نوازا، مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دی، اپنے گھر بلایا اور اپنے سامنے نماز کیلئے کھڑا کیا یہ سب اُس کا فضل وکرم ہی ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں۔

ایک جانور کتے کی مثال ہی لیجئے کہ اُس کو اگر کوئی چند روز روٹی کے چند ٹکڑے ڈال دے تو وہ کتنا نیاز مند اور مانوس ہو جاتا ہے۔ اگر اُس کو مارا بھی جائے تو وہ روٹی کھلانے والے کا گھر اور در نہیں چھوڑتا۔ پھر کتے کی وفا کو دیکھیں اگر اُسے دور کہیں مار بھگا کر چھوڑ آئیں گے تو پھر بھی وہ اُسی در پر لوٹ آئے گا۔ بھوک بھی برداشت کر لے گا اور مار اور سختی بھی لیکن در نہیں چھوڑے گا۔ کاش ہم انسان بھی ایسے ہی جذبے کیساتھ اپنے مالک وآقا کیساتھ وفاداری اور نیاز مندی کا اظہار کریں۔

Marfat.com

اللہ تعالٰی کو عاجزی اور زاری سے یاد کرنا:۔ رب کریم نے قرآنِ مجید میں مختلف جگہوں پر اپنے بندوں کو عاجزی وانکساری اختیار کرنے اور تضرع وزاری سے عبادت کرنے کا حکم فرمایا ہے جن میں سے چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:

ترجمہ: (1) اپنے رب کو نہایت ہی عاجزی اور آہستگی سے پکارا کرو۔ بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الاعراف)

(2) اپنے رب کو دل سے گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ پکارا کرو۔

(3) کیا اھلِ ایمان کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر کیلئے نرم ہو جائیں۔ (پ۲۷ سورۃ الحدید)

(4) جب اُن پر آیات رحمٰن پڑھی جاتی ہیں تو گر پڑتے ہیں سجدہ میں روتے ہوئے۔ (پ۱۶ سورہ مریم)

(5) اُن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف وشوق کی حالت میں یاد کرتے ہیں۔ (پ۲۱ سورہ سجدہ)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ کریم ہم نکموں اور ناقصوں کو بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ذوق و شوق اور خشوع وخضوع اور تفرع وزاری سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

﴿نماز میں خیالات کو کیسے روکیں؟﴾

جب نماز کیلئے کھڑے ہوں تو تمام خیالات کو روک کر نماز کے ترجمہ پر اپنی توجہ رکھیں۔ خیالات کو روکنا کوئی آسان کام نہیں لیکن مسلسل کوشش کی جائے تو کامیابی ہوسکتی ہے۔ ابتداء میں خیالات دوڑ دوڑ کر آئیں گے لیکن اگر مسلسل کوشش کی جائے تو آہستہ آہستہ کم ہوتے جائیں گے اور بلا آخر بہت کم ہو جائیں گے۔

Marfat.com

﴿اِخلاص و لِلّٰہیت﴾

اخلاص سے مراد ہے کہ عمل صالحہ کو خالصتاً اور صرف اور صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ اخلاص کا تعلق انسان کے ارادے اور نیت سے ہے۔ جیسے اس کی نیت ہوگی ویسا ہی اس کو اجر اور بدلہ ملے گا۔ درج ذیل آیات کریمہ سے اس کی وضاحت ہوتی ہے قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''جو لوگ صرف دُنیاوی زندگی کی ہی خواہش رکھتے ہیں تو ہم اُن کے اعمال کی جزا اُن کو دنیا میں ہی پوری کر دیتے ہیں اور دنیا میں اُن کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں جہنم کی آگ کے علاوہ اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے تھے وہ سب کے سب بے کار اور ضائع ہو گئے''۔

(سورۃ ہود پارہ ۱۲)

ترجمہ: اور وہ خوش نصیب جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین و یتیم اور اسیر کو اور وہ کہتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی اجر چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔ ہم اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس دن کے لئے جو بڑا ترش اور سخت ہے۔ پس اللہ بچائے گا انہیں اس دن کے شر سے اور انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور عطا فرمائے گا۔ (پ ۲۹ سورہ دھر)

اس آیت مبارکہ میں ایک طرف اخلاص وللّٰہیت کا ذکر ہے اور دوسری طرف اس کے اجر عظیم کا۔ سبحان اللہ۔ ذرا تصور کیجئے قیامت کی ہولناکیوں کا اور افراتفری، بے قراری، بے چینی اور نفسا نفسی کا اور دوسری طرف اخلاص پر مبنی اعمال کی جزا کا یعنی چہروں کی تازگی اور قلبی سرور کا تو اخلاص وللّٰہیت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اخلاص کے بغیر کیا گیا عمل ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم یا جیسے خوشبو کے بغیر پھول۔

Marfat.com

﴿اِخلاص اور فرامینِ رسول ﷺ﴾

جیسی نیت ویسا عمل:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔ تو جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے لئے ہجرت کی ہوگی اُس کی واقعی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دُنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے کی ہوگی تو اس کی ہجرت دنیا کے لئے یا عورت کے لئے ہی شمار ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ صورتوں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ھے:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے مال کو نہ دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا۔ (مسلم)

اجر و ثواب سے محرومی:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی حضور ﷺ آپ کا جہاد میں شریک اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو اجر وثواب کا بھی خواہش مند ہے اور ناموری بھی چاہتا ہے؟۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی اجر وثواب نہیں ہے پھر ارشاد فرمایا اللہ کسی بھی عمل کو قبول نہیں فرماتے تاوقتیکہ وہ عمل صرف اُسی کے لئے ہو اور اس کے ذریعے اس **وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ** کی رضا کا طالب ہو۔ (نسائی)

نیک نیتی کا ثواب:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص سونے کے لئے اپنے بستر پر دراز ہوا اور اُس کی نیت ہے کہ وہ رات اٹھے گا اور نماز تہجد ادا کرے گا۔ اگر اس پر نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ سوئے ہوئے صبح صادق ہوگی تو اس کے اعمال نامہ میں جو اس نے (نماز تہجد کی) نیت کی تھی اسے لکھ دیا جائے گا اور اس کا ہو جانا اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)

ذرا غور فرمائیں کہ پہلی حدیث پاک میں جہاد میں شریک شخص کا اجر وثواب اور ناموری کی خواہش کو اکٹھا کر دینے سے ثواب سے محرومی ہے جبکہ دوسرے شخص نے صرف حسن نیت سے تہجد کا ثواب لے لیا حالانکہ

Marfat.com

نماز بھی نہ پڑھ سکا۔

ایمان اور اخلاص:۔ حضرت ابوموسیٰ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نے ندا دی اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "اخلاص"

غریبوں و کمزوروں کے سبب نُصرتِ الٰھی:۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہیں (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو) گمان ہوا کہ انہیں غریب صحابہ پر شرف وفضیلت ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس امت پر مدد ونصرت فرماتا ہے اُن کے ضعیفوں (غریب وکمزور) کی وجہ سے، اُنکی دُعا کی حلاوت اور اُن کے اخلاص کی وجہ سے۔ (بخاری)

جیسی نیت ویسا بدلہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگ قیامت کے دن اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے (یعنی جس نیت کے ساتھ عمل کیا ہوگا ویسا ہی اسے بدلہ مل جائیگا)۔ (ابن ماجہ)

ریاکاری باعث جھنم ھے:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک ایسے شخص کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا جس نے شہادت پائی ہوگی اسے خدا کی عدالت میں حاضر کیا جائے گا پھر خدا اُسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں تسلیم کرے گا۔ پھر خداوند کریم پوچھے گا تو نے میری نعمتیں پا کر کیا کام کیے؟ وہ عرض کرے گا اے اللہ میں نے تیری خوشنودی کی خاطر (تیرے دین سے لڑنے والوں کے خلاف) جہاد کیا یہاں تک کہ میں نے اپنی جان دے دی۔ خدا اس سے کہے گا تو نے یہ بات غلط کہی کہ میری خاطر جنگ کی تو نے صرف اس لئے جنگ کی (اور جانبازی دکھائی) کہ لوگ تجھے جری اور بہادر کہیں، سو دُنیا میں تجھے اِس کا صلہ مل گیا۔ پھر حکم ہوگا اِس کو گھسیٹتے ہوئے جہنم ڈال دو، چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص خدا کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو دین کا عالم و معلم ہوگا اسے خدا اپنی نعمتیں یاد دِلائے گا اور وہ اسے تسلیم کرے گا۔ پھر خدا اس سے کہے گا ان نعمتوں کو پا کر تو نے کیا عمل کئے؟ وہ عرض کرے گا خدایا میں نے تیری خاطر تیرا دین سیکھا، تیری خاطر دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور

Marfat.com

تیری خاطر قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تم نے اس لئے علم سیکھا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں اور قرآن اس غرض سے تو نے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قرآن کا جاننے والا کہیں، سو تمہیں دنیا میں اس کا صلہ مل گیا۔ پھر حکم ہوگا اسے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو، چنانچہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تیسرا وہ آدمی ہوگا جسے اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ (اللہ) اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا اور وہ ساری نعمتوں کا اقرار کرے گا کہ ہاں یہ سب نعمتیں اسے دی گئی تھیں۔ تب اس سے اس کا رب پوچھے گا تو نے میری نعمتوں کو پا کر کیا کام کئے؟ وہ عرض کرے گا جن جن رستوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ تھا ان سب راستوں میں میں نے خرچ کیا۔ رب فرمائے گا جھوٹ کہا تو نے یہ سارا مال اسلئے لٹایا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور یہ لقب تجھے دنیا میں مل گیا۔ پھر حکم ہوگا اس کو چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور آگ میں ڈال دو، چنانچہ اسے لے جا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (استغفر اللہ)

طلبِ دُنیا کیلئے دینی علم کا حصول:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم عطا کیا اور اس نے اللہ کے بندوں کو دین کا علم سکھانے میں بخل سے کام لیا اور اگر سکھایا تو اس پر مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اور ایک اعلان کرنے ولا اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے دین کا علم بخشا تھا لیکن اس نے دوسروں کو دین سکھانے میں بخل سے کام لیا اور جنہیں سکھایا ان سے مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی۔ یہ فرشتہ برابر اسی طرح حشر میں حساب کتاب ختم ہونے تک اعلان کرتا رہے گا۔ (ترغیب ترہیب)

خدا کی خوشنودی کے طالب لوگ:۔ روائت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں خط بھیجا جس میں اُنہوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں جامع اور مختصر الفاظ میں وصیت لکھ کر بھیج دیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں یہ خط لکھا تم لوگوں پر سلامتی ہو! امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ "جو لوگ خدا کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضگی

Marfat.com

سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا۔ اور جو لوگ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نصرت سے بھی محروم رہتے ہیں اور جن کی خوشی کے لیے اللہ کو ناراض کیا تھا ان کی مدد بھی نہیں ملتی''۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

نیک عمل کے ارادے کا اجر:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے فارغ ہو کر ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینے میں مقیم ہیں لیکن وہ اس سفر میں فی الواقع ہمارے ساتھ رہے ہیں ہم لوگ جس گھاٹی میں چلے اور جو وادی ہم نے طے کی ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ رہے۔ اُن کو عذر نے روک دیا تھا۔ (بخاری)

اس حدیث پاک میں نیک نیتی کا ذکر ہے (کچھ جانیوالے عذروں کی وجہ سے ساتھ نہ آ سکے لیکن اُن کا ارادہ تھا)۔ نیک اعمال کا ارادہ کرنیوالے بھی پورا اجر لے لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی نصیحت:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مجھے یمن کے علاقے میں بھیج رہے تھے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنی نیت کو کھوٹ سے پاک رکھو، جو عمل کرو صرف خدا کی خوشنودی کے لیے کرو تو تھوڑا عمل بھی تمہاری نجات کے لیے کافی ہوگا۔ (ترغیب ترہیب)

تھوڑی سی ریا بھی شرک ھے:۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ وہ ایک دن گھر سے نکل کر مسجد نبوی ﷺ پہنچے۔ وہاں دیکھا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک بات میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنی تھی وہی بات مجھے رُلا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے''۔ (مشکوۃ)

سب سے خوفناک بات:۔ حضرت محمود بن لبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کے حق میں سب سے خوفناک بات جس کا مجھے اندیشہ ہے شرکِ اصغر ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ریا''۔ (رواہ احمد)

Marfat.com

دین کے بدلے دنیا کمانا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ آخر زمانہ میں (قیامت کے قریب) ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کہ دنیا حاصل کرنے کیلئے گھوڑ دوڑ کی طرح ظاہر ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ دین کے بدلے دنیا کمائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ لوگ دنیا کے مال میں چھین جھپٹ کریں گے (یعنی حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال جمع کریں گے) اور بھیڑ کی کھال جیسا نرم اور ملائم لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم کو میرے بارے دھوکہ ہوا ہے یا جرأت دکھلاتے ہو۔ مجھے اپنی ذات کی قسم میں ان لوگوں کو اس قسم کے فتنہ میں مبتلا کردوں گا کہ بڑے بڑے حکیم اور عقل مند حیران رہ جائیں گے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں سے جب وہ اپنے اعمال کا بدلہ چاہے گا تو فرمائیں گے کیا ہم نے دنیا میں تجھ کو تیرا ثواب نہیں دیا؟ کیا ہم نے تجھ کو وسیع مجلسیں نہیں دی تھیں؟ کیا تو اپنی دنیا میں سرداری نہیں کرتا رہا؟ کیا ہم نے تیری خرید وفروخت آسان نہیں کردی تھی؟ کیا تجھ کو اس جیسی سہولیات اور فائدے حاصل نہیں تھے؟۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل کام آئے گا جو محض رضائے الٰہی کے لیے کیا جائے۔

کسی دانشور سے پوچھا گیا کہ مخلص کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا مخلص وہ شخص ہے جو اپنی بھلائیوں کو اس طرح چھپاتا ہے جیسے اپنی برائیوں کو۔ ایک اور دانا سے کسی نے سوال کیا اخلاص کی حد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم کو لوگوں سے اپنی تعریف پسند نہ آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ریاکار شخص کی چار علامتیں ہیں۔

(1) ..... وہ تنہائی میں مست (یعنی خدا سے غافل) رہتا ہے۔

(2) ..... لوگوں کے مجمع میں بڑا ہوشیار اور چاق وچوبند رہتا ہے۔

(3) ..... جب اس کی تعریف کی جائے تو خوب محنت سے کام لیتا ہے۔

Marfat.com

(4).....اگراُس کی مذمّت کی جائے تووہ کام برباد کردیتا ہے(یعنی غصہ سے بےقابوہوجاتا ہے)۔

الغرض مندرجہ بالا آیات قرآنی واحادیث مبارکہ واقوالِ صالحین سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اخلاص اعمال کی رُوح ہے۔جس طرح رُوح نکل جانے سے آدمی مردہ ہوجاتا ہے اسی طرح اگر نیک اعمال سے اخلاص نکل جائے تووہ مردہ ہوجاتے ہیں یعنی اجروثواب ضائع ہوجاتا ہے۔اس لیے ہمیں ہرعمل محض اللہ کریم کی رضا اورخوشنودی کے لئے کرنا چاہیے۔دوسری کوئی غرض اورارادہ بالکل اس میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔اورنہ ہی نمودونمائش،شہرت یادکھلاوے کیلئے کوئی عمل کرنا چاہیے۔اللہ کریم ہمیں اخلاص وللّٰہیت کی دائمی دولت سے سرفرازفرمائے اورریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے۔(آمین)!

﴿اِمامت کا بیان﴾

امامت بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔اس لئے امام بننے کیلئے انسان کواحتیاط سے کام لینا چاہیے۔ کیوں کہ اگرامام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی بھی نہیں ہوگی۔اِس کی اہمیت اِس لیے بھی ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی جانشینی کا کام ہے۔

امامت کے بارے میں رسولِ خدا ﷺ کے چندفرمان درج ذیل ہیں۔جن سے ہمیں راہنمائی لینی چاہیے۔

امامت کا حقدار:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا امامت کا زیادہ حقداروہ ہے جوزیادہ قرآن پڑھاہواہویعنی قرآن کاعلم زیادہ رکھتاہو۔(مسلم)

نماز لمبی نہ کرو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ کاارشاد ہے کہ جب کوئی لوگوں کونماز پڑھائے تووہ نماز میں تخفیف کرے یعنی بہت لمبی نہ کرے کیوں کہ پیچھے کوئی بیمار کوئی کمزوراور کوئی بوڑھاہوتا ہےاور جب اپنی پڑھے تو جتنی چاہے نماز لمبی کرے۔(بخاری شریف)

گدھے کا سر:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا جوآدمی

Marfat.com

امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا وہ اِس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اُس کا سر گدھے کا بنا دے۔ (بخاری شریف)

نماز اُوپر نہیں جاتی:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمیوں کی نماز ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اُسے بُرا جانتے ہوں۔ دوسری وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اُس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور تیسرا وہ مسلمان بھائی جو ایک دوسرے سے کسی دُنیاوی وجہ سے دُور اور ناراض ہو۔ (ابن ماجہ)

﴿امامت کے شرعی مسائل﴾

امامت کیلئے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا لازمی ہے:

(1) مسلمان ہونا (2) مرد ہونا (3) بالغ ہونا

(4) عقلمند ہونا (5) قرأتِ مسنونہ کا جاننا

معذور آدمی یعنی جس کا وضو نہ رہتا ہو وہ طاہر اور وضو والے کی امامت نہیں کروا سکتا ہے۔ فاسق اور فاجر کو امام نہیں بنانا چاہیے بلکہ متقی اور پرہیز گار کو امامت کروانی چاہیے۔ امام کو چاہیے کہ وہ مقتدیوں سے صحیح صف بندی کروائے۔ بچوں کو پچھلی صف میں کھڑا کرنا چاہیے۔ امام کو زیادہ لمبی قرأت سے گریز کرنا چاہیے اور کمزوروں، بوڑھوں اور بیماروں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر ایک ہی مقتدی ہو تو دائیں ہاتھ کھڑا ہو ایسے مقتدی کی ایڑھیاں امام کی ایڑھیوں سے تھوڑی پیچھے رہنی چاہییں۔

﴿امامت کا حق دار﴾

سب سے زیادہ امامت کے لائق وہ شخص ہے جو طہارت اور نماز کے مسائل و احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، متقی ہو، قرأت مسنونہ یعنی سنت کے مطابق قرآن پڑھنا جانتا ہو اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کر سکتا ہو اور بدعقیدہ اور بدمذہب نہ ہو۔ اس کے بعد وہ شخص امامت کا حق دار ہے جو علم تجوید (مخارج کے ساتھ

Marfat.com

قرآن پڑھنے والا) اور قرآن کا زیادہ علم رکھنے والا ہو اگر ایسے کئی ایک ہوں تو صاحب ورع (مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنے والا) امامت کروائے اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا اور اچھے اخلاق والا امامت کروائے۔ اگر اس میں برابر ہوں تو پھر زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار پھر زیادہ خوبصورت پھر حسب نسب والا پھر زیادہ مالدار عزت والا پھر صاف ستھرے لباس والا امامت کا حقدار ہے۔

جماعت کی فضیلت

جماعت کے معنی گروہ کے ہیں لیکن شریعت میں مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ جماعت کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ ترجمہ: اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

فضیلت جماعت بارے احادیث مبارکہ

ستائیس گنا ثواب:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا باجماعت نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

گناہوں کی بخشش:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کامل وضو کیا پھر نماز فرض کیلئے مسجد کی طرف چلا اور امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (نسائی)

جماعت کی نیت سے مسجد جانا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد کو جائے اور پھر وہ اس حالت میں لوگوں کو پائے کہ وہ نماز پڑھ چکے ہوں تو اللہ کریم اُسے بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی مانند ثواب دے گا اور اُن کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (ابوداؤد و نسائی)

دو آزادیاں:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے چالیس دن متواتر

Marfat.com

نماز باجماعت پڑھے اور تکبیر اولیٰ پائے اُس کیلئے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی۔ایک آزادی دوزخ کی آگ اور دوسری نفاق سے۔(ترمذی)

جماعت کا ثواب کتنا ھے:۔ رسول خداﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ (نماز سے پیچھے رہ جانیوالا) جانتا کہ جماعت کیلئے مسجد میں جانیوالے کو کیا ثواب ملتا ہے تو وہ پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا حاضر ہو جاتا۔(طبرانی)

پوری رات قیام کا ثواب:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی گویا اُس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اُس نے پوری رات قیام یعنی رات بھر عبادت کی۔(مسلم)

ایک سے زیادہ کیلئے جماعت:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی اور دو سے زیادہ کیلئے جماعت ہے یعنی دو آدمی بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں۔(ابن ماجہ)

قرعہ اندازی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اگر لوگ یہ جانتے کہ اذان اور صف اول میں کیا ثواب ہے تو پھر بغیر قرعہ ڈالے نہ بنتی اور اس پر قرعہ اندازی کرتے۔(مسلم شریف)

صفِ اوّل کی فضیلت:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسے کے فرشتے پہلی صف والوں پر درود شریف پڑھتے ہیں۔لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر تو آپﷺ نے فرمایا اللہ اور اُس کے فرشتے صفِ اول پر درود پڑھتے ہیں۔لوگوں نے عرض کی دوسری صف پر؟ آپﷺ نے فرمایا دوسری پر بھی درود پڑھتے ہیں۔اور فرمایا صفوں کو برابر کرو اور کندھوں کو برابر رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کیوں کہ شیطان بھیڑ کے بچے کیطرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔(طبرانی)

بہتر صف کونسی ھے؟:۔ حضورﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ مردوں کی سب صفوں سے بہتر سب سے پہلی صف اور سب سے کم تر پچھلی اور عورتوں کی سب صفوں سے بہتر پچھلی صف اور کم تر پہلی صف ہے۔(مسلم)

Marfat.com

صفیں سیدھی اور برابر رکھنا:۔ ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جماعت میں صفیں سیدھی اور برابر رکھو کیونکہ صفیں سیدھی اور برابر رکھنا بھی نماز پوری اور مکمل کرنے میں سے ہے۔ (بخاری شریف)

ٹیڑھے نہ کھڑے ہوں:۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آنحضرت ﷺ صف کے ایک کنارے سے دوسرے تک جاتے اور صف سیدھی کرنے کیلئے ہمارے کندھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے ٹیڑھے میڑھے نہ کھڑے ہوا کرو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد۔نسائی)

کمی آخری صف میں ہو:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ پہلی صف کو پورا کرو پھر اس کو پورا کرو جو اس کے پیچھے ہے اگر کچھ کمی ہو تو آخری صف میں ہونی چاہیے۔

پانچ فضیلتیں:۔ تنبیہ الرجال میں ہے جو شخص ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو پانچ فضیلتیں عنایت فرمائیگا۔(i) قبر میں بھینچنے کی اذیت سے محفوظ رہے گا۔(ii) قبر میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اُس کے دماغ کو تر و تازہ کریں گی۔(iii) قیامت کے روز حساب کتاب میں آسانی ہوگی۔(iv) پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔(v) جنت کی شراب طہور اُسے پلائی جائے گی۔

﴿اہمیتِ جماعت سے مُتعلق واقعات﴾

مسجد آنے کا حکم:۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مدینہ منور میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ میں گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں؟ فرمایا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ سنتے ہو؟ عرض کی جی ہاں فرمایا تو باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے حاضر ہوا کرو۔

نابینا کو مسجد آنے کا حُکم:۔ غزوہ بدر کے کچھ عرصہ کے بعد کا ذکر ہے ایک دن ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں میں نابینا اور معذور

Marfat.com

ہوں کیا اس حالت میں اپنے مکان پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ تو سراپا رحمت ﷺ نے ارشاد کیا تمہارے کانوں میں اذان کی آواز پہنچتی ہے؟۔انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ ارشاد ہوا تو پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرو۔

ایک میل سے نماز کیلئے آنا:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی شریف ﷺ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا لیکن وہ پانچ وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھتے تھے۔ایک دن مسجد نبوی شریف کے پاس چند مکان خالی ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا لیکن جب سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا نماز کیلئے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اس لیے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے۔تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادمِ آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر مسجد پہنچتے رہے۔

آنکھیں روشن ہو جاتیں:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کی وجہ سے ایک لڑکے کو ساتھ رکھتے تھے۔جب بھی نماز کا وقت ہوتا وہ آپ کا ہاتھ تھام کر مسجد لے آتا اور آپ کو قبلہ کی جانب کھڑا کر دیتا اور آپ باجماعت نماز ادا کرتے۔ایک روز لڑکا نہ آیا تو آپ نے اُسے آواز دی لیکن وہ موجود نہ تھا۔آپ نے شوق نماز میں بارگاہ خداوندی میں دُعا کی اے میرے مالک یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں کہیں رُسوا نہ کر دے۔میرے مولا مجھے رُسوائی سے بچالے۔یہ دُعا کرنی تھی کہ فوراً آنکھیں روشن ہو گئیں۔آپ خوشی خوشی مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور حسبِ معمول آپ نے نماز ادا کی۔پھر ہمیشہ کا معمول ہو گیا جب نماز کا وقت ہوتا آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور جب نماز ختم کرنے کے بعد آپ گھر پہنچتے تو آنکھوں کی روشنی چلی جاتی اور آپ نابینا ہو جاتے۔

تکبیرِ اُولیٰ کی اہمیت:۔ ایک دفعہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور غمگین ہو کر بیٹھ گئے۔سرکار مدینہ ﷺ نے غمگین ہونے کی وجہ پوچھی تو عرض کی کہ میرے دس اونٹ (مال بردار) چور چرا کر لے گئے ہیں۔سلطانِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تو سمجھتا تھا کہ شائد تمہاری تکبیرِ اُولیٰ جاتی رہی اس لئے تم غمگین ہو۔انہوں نے عرض کی کیا تکبیر اولیٰ دس مال بردار اُونٹوں سے بھی افضل ہے۔نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تکبیر اُولیٰ دنیا اور اس میں موجود ہر شے سے بہتر ہے۔ (انیس الواعظین)

﴿ترکِ جماعت پر وعید﴾

گھروں کو آگ لگانا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں اور اُس کیلئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے تو ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

اس سے زیادہ نماز با جماعت کی تاکید اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جو سب جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے اور سراپا عفو و درگزر ہیں وہ سخت ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں اُن لوگوں کیلئے جو بلا عذر نماز جماعت کیلئے مسجد میں نہیں آئے۔

ترک جماعت سے منع کرنا:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دے رکھا تھا کہ نماز میں خیال رکھا کرو کہ کون آیا ہے اور کون نہیں۔ جو کوئی نماز (جماعت) میں نظر نہ آئے تو اُس کے گھر عیادت کیلئے جایا کرو اگر وہ تندرست ہو تو اسے نماز با جماعت ترک کرنے سے منع کیا کرو۔ (تذکرۃ الواعظین)

ترک جماعت کے عُذرات:۔ مندرجہ ذیل عذرات شریعت میں ایسے ہیں جن میں ترک جماعت کی معافی ہے:

(1) ایسا مریض جسے مسجد میں جانا دشوار ہو۔ (2) اپاہج (جو چل پھر نہ سکتا ہو)۔ (3) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ (4) مفلوج (جس پر فالج کا حملہ ہو گیا ہو)۔ (5) اتنا زیادہ بوڑھا ہو کہ مسجد جانے سے عاجز ہو۔ (6) نابینا (اگرچہ کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر اُسے مسجد تک پہنچا دے)۔ (7) سخت بارش۔ (8) کیچڑ مسجد کے راستے میں حائل ہو۔ (9) سخت سردی۔ (10) شدید آندھی۔ (11) شدید تاریکی۔ (12) مال یا کھانے کے تلف ہو جانے کا سخت اندیشہ ہو۔ (13) یہ خوف ہو کہ قرض خواہ پکڑ لے گا اور وہ تنگدست ہو۔ (14) ظالم کا

Marfat.com

خوف ۔(15) پاخانہ کی شدت ۔(16) پیشاب کی شدت ۔(17) ریاح کی شدید حاجت ۔(18) کھانا حاضر ہواور نفس کواس کی شدید خواہش ہو۔(19) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو۔(20) مریض کی تیمارداری کہ باجماعت نماز پڑھنے کیلئے جانے سے مریض کوتکلیف ہوگی اوروہ گھبرائے گا۔ (بہارشریعت بحوالہ درمختار)

تارکِ جماعت کو بارہ بلائیں:۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جوشخص جماعت کیساتھ نماز پڑھنے میں سستی کرے گا اللہ اُسے بارہ بلاؤں میں مبتلا فرمائے گا۔اُن میں تین بلائیں دُنیا میں، تین بلائیں موت کے وقت، تین بلائیں قبر میں اور تین بلائیں قیامت کے دن۔دنیا کی تین بلاؤں میں پہلی بلا یہ ہے کہ اُس کے رزق سے برکت اُٹھ جائے گی۔دوسری بلا اُس کے چہرے سے صالحین کا نور چلا جائے گا۔تیسری بلا یہ ہے کہ وہ تمام ایمان والوں کے دلوں میں مبغوض (ناپسندیدہ) ہو جائے گا۔موت کے وقت آنے والی تین بلاؤں میں پہلی یہ ہے کہ اُس کی روح اس حالت میں قبض ہوگی کہ وہ پیاسا ہوگا اگرچہ تمام نہروں کا پانی پی لے۔دوسری بلا یہ ہے کہ روح نہایت تکلیف سے نکلے گی۔تیسری بلا یہ ہے کہ اس کے ایمان کی بربادی کا خطرہ رہے گا۔قبر کی بلاؤں میں پہلی یہ ہے کہ منکر نکیر نہایت سختی سے سوالات کریں گے۔دوسری بلا یہ ہے کہ قبر میں بہت سخت اندھیرا ہوگا۔تیسری یہ ہے کہ قبر اس قدر تنگ ہو جائے گی کہ تمام پسلیاں آپس میں مل جائیں گی۔قیامت کی تین بلاؤں میں پہلی یہ ہے کہ اُس کا حساب بڑی سختی سے ہوگا۔دوسری یہ ہے کہ اللہ کا اُس پر غضب ہوگا اور تیسری یہ ہے کہ اُس کو آگ کا عذاب دیا جائیگا۔ (خلاصہ حدیث از درۃ الناصحین)

﴿جماعت کے احکام و مسائل﴾

(1) ہر عاقل و بالغ مسلمان جو نماز باجماعت پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو اُس پر جماعت واجب ہے۔ بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہ گار ہوگا اور مستحق سزا ہے۔کئی بار ترک کرنے والا فاسق اور ناقابل گواہی ہے اُس کو سخت سزا دی جائے۔اگر پڑوسیوں نے ایسے تارک نماز و جماعت کے بارے میں خاموشی اختیار کی تو وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ (درمختار)

Marfat.com

(2)عورتوں پر جماعت نہیں ہے۔ایسی جماعت قائم بھی نہیں کرنی چاہیے۔اسی طرح ان پر جمعہ اور عیدین کی نماز بھی ضروری نہیں ہے۔اُن کے لئے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔عورت جمعہ کی بجائے ظہر پڑھے۔

(3)تراویح میں جماعت کفایہ ہے۔اگر محلے کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب گناہ گار ہوں گے اگر کچھ نے قائم کرلی تو دوسروں کے سر سے ساقط ہوگئی رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے۔

(4)سورج گرہن میں دو رکعت نماز سنتِ موکدہ ہے اس کی جماعت مستحب ہے۔

(5)اگر محلّہ کی مسجد میں نماز با جماعت ہو چکی ہو تو دوسری جماعت اذان واقامت کے ساتھ مکروہ ہے۔ہاں محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت بلا اذان واقامت کروانا جائز ہے۔(درمختار)

(6)اکیلا مقتدی مرد اگر چہ لڑکا ہی ہو امام کے برابر داہنی طرف اس طرح کھڑا ہو کہ اُس کے پاؤں کا ٹخنا (ٹخنہ) امام کے ٹخنے سے آگے نہ ہو اور نہ برابر ہو بلکہ پیچھے ہونا چاہیے۔اگر دو مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے صف میں کھڑے ہوں۔

(7)ایک شخص اگر امام کے برابر کھڑا تھا اور ایک مزید آ گیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا مقتدی اُس کے برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا آنے والا اُس کو کھینچ لے دونوں طرح جائز ہے مگر امام یا مقتدی حکم شریعت کو بجالانے کیلئے ایسا کریں۔اگر آنے والے کا کہنا ماننے کی نسبت سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔(بہارشریعت)

(8)صف میں مل کر اس طرح کھڑے ہوں کہ بیچ میں کشادگی (خالی جگہ) نہ رہ جائے اور سب کے کندھے برابر ہوں۔(درمختار)

(9)امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے دائیں اور بائیں نہ ہو۔

(10)مقتدی کیلئے افضل جگہ امام کے قریب ہونا ہے۔صف اول میں اگر دونوں طرف برابر ہوں تو سیدھی طرف افضل ہے۔

(11)پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی بھر گئی ہو تو اُس کو چیر کر آگے جائیں اور خالی جگہ میں کھڑے

Marfat.com

ہوں۔حدیث پاک میں ہے کہ جوصف میں کشادگی دیکھ کراُسے بند کردے اُس کی مغفرت ہوجائے گی۔(عالمگیری)

(12)مسجد کے نچلے حصے میں جماعت ہورہی ہواور صحن میں جگہ خالی ہوتے ہوئے بلا عذر صحیح اوپر کی منزل پر اقتدا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔یونہی اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔(درمختار)

(13)رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے مقتدی نے سر اٹھالیا تو اُسے لوٹنا واجب ہے۔(عالمگیری)

(14)تنہا فرض نماز شروع کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا پہلا سجدہ بھی نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائیں۔

(15)فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائیں اگرچہ دوسری رکعت شروع کر چکے ہوں البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب نماز پوری کرنے کے بعد نفل کی نسبت سے بھی شریک نہیں ہوسکتے کیوں کہ فجر کے بعد نفل نماز جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ نفل میں تین رکعتیں ہوتی ہی نہیں۔

(16)چار رکعت والی فرض نماز شروع کر کے رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا تھا کہ جماعت شروع ہوگئی تو اب واجب ہے کہ ایک اور پڑھیں اور پھر توڑ دیں (یعنی قعدہ میں التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیں تاکہ یہ رکعتیں نفل ہوجائیں)اور اگر دو پڑھ لی ہیں تب بھی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں۔اگر تین پڑھ لیں ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑیں اب توڑنا گناہ ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نسبت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔مگر عصر میں شامل نہ ہوں کیوں کہ عصر کی بعد نفل جائز نہیں۔(درمختار)

(17)اگر نفل شروع کئے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو نفل توڑنے کی اجازت نہیں بلکہ دو رکعت پوری کرنا ضروری ہے اگرچہ پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر تیسری پڑھ رہے ہوں تو چار پوری کرلیں۔(درمختار)

(18)جمعہ یا ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار کرلیں۔(درمختار)

(19)سنت یا قضا نماز شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تب بھی نہیں توڑ سکتے پوری پڑھ کر پھر شامل ہوں۔(درمختار)

Marfat.com

(20) امام رکوع میں تھا اور آپ تکبیر کہہ کر جھکے ہی تھے کہ امام کھڑا ہو گیا تو اگر حدِ رکوع میں قلیل (یعنی تھوڑی سی) شرکت بھی ہوگئی تو رکعت مل گئی۔ (عالمگیری)

﴿فضائلِ مسجد﴾

مسجد سے مراد وہ جگہ یا مقام ہے جو نماز یا جماعت کیلئے مقرر کر دی جائے۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے اسے اللہ کے ہاں دوسرے مقامات کی نسبت برتری کا شرف حاصل ہے۔ مسجد کو اللہ کا گھر بھی کہتے ہیں۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ مسجد کے بارے رسول اکرم ﷺ کے فرمان مندرجہ ذیل ہیں:

باغوں سے میوہ کھانا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو میوہ کھاؤ۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا مساجد۔ کہا گیا وہ میوہ کھانا کیا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنا۔ (ترمذی شریف)

اللہ کا سایہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سات شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے سائے میں رکھے گا کہ اُس دن اُس کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان سات لوگوں میں ایک امام عدل کرنے والا، دوسرا وہ جوان آدمی جو اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی خرچ کرے، تیسرا وہ شخص کہ اُس کا دل مسجد کیساتھ لٹکا ہوا ہے جب اُس سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ پھر آوے، چوتھے وہ لوگ کہ محبت رکھتے ہیں اللہ کیلئے اس پر اکٹھے ہوں اور اُس پر جدا ہوتے ہوں، پانچواں وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے پس اُس کی آنکھیں بہہ نکلتی ہیں۔ چھٹا وہ آدمی کہ جس کو ایک صاحبِ حسب و جمال عورت اپنی طرف بُلاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ساتواں وہ آدمی جو اللہ کیلئے صدقہ کرتا ہے اور اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ (متفق علیہ)

جنت میں مہمانی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص

Marfat.com

روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (متفق علیہ)

مساجد اللہ کو بہت محبوب ہیں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مکانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ بُرے مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔ (مسلم شریف)

زیادہ ثواب:۔ جو لوگ دُور سے چل کر مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے آتے ہیں اُن کو نزدیک والوں کی نسبت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

﴿خدمتِ مسجد﴾

مساجد کو آباد کرنیوالے:۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں''۔ (پ ۱۰ توبہ ۱۸)

مسجد کی تعمیر سے جنت میں گھر:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

مسجد کا خادم:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ دوست رکھنا چاہتے ہیں تو اُسے مسجد کا خادم اور محافظ بنا دیتے ہیں۔

مسجد سے مُحبت رکھنے والا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو خدا کو دوست رکھنا چاہے اُسے چاہیے مجھے دوست رکھے اور جسے میری محبت کا خیال ہے اُسے میرے صحابہ کو دوست رکھنا چاہیے۔ میرے صحابہ سے دوستی کرنے والوں کو لائق ہے کہ قرآن سے محبت کریں اور جو شخص قرآن سے محبت رکھتا ہے اُسے مسجدوں سے محبت کرنی چاہیے کیوں کہ مسجدیں خدا کے صحن اور اُس کے گھر

Marfat.com

ہیں۔ خدا نے اُن کو اُونچا کرنے اور پاک رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُن میں اپنی برکت رکھی ہے۔ وہ خود بھی مبارک اور اُن میں رہنے والے بھی مبارک ہیں وہ خود محبوب اُس کے رہنے والے بھی محبوب ہیں۔ وہ تو نماز میں ہوتے ہیں خدا اُن کی حاجتیں پوری کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔

مسجد کی خبر گیری کرنے والا:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے تو اُس کے ایمان کی گواہی دو کیوں کہ اللہ کریم نے فرمایا سوائے اُس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔ (ترمذی)

مسجد کی صفائی کرنیوالا:۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ جو شخص مسجد میں سے کوڑا کرکٹ نکال کر پھینک دے گا خداوند کریم اُس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

مسائلِ مسجد

مسجد کے آداب اور احترام کے متعلق مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(1) ..... مردوں کا اپنے محلّہ کی مسجد میں ایک فرض نماز پڑھنا گھر میں پچیس نمازیں پڑھنے کے برابر ہے اور جامع مسجد میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد اقصٰی (بیت المقدس) میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور کعبہ شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کی بجائے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

(2) ..... جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں اندر رکھے اور دُرود شریف پڑھ کر **اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ** پڑھے اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھے اور دُرود شریف کے بعد **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ** پڑھے (باہر آ کر دایاں جوتا پہلے پہنے اور بعد میں بایاں)۔

Marfat.com

(3)..... مسجد کی چھت کا بھی مسجد ہی کی طرح ادب واحترام لازمی ہے۔ بلاضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

(4)..... بچے اور پاگل کو جن سے گندگی پھیلنے کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے۔ اگر نجاست کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(5)..... ناپاک کپڑا پہن کر یا ناپاک گارا وغیرہ لگا ہوا ہو تو مسجد میں جانا منع ہے۔

(6)..... مسجد میں وضو کے بعد کا پانی جھاڑنا، تھوکنا اور ناک صاف کرنا ناجائز ہے۔

(7)..... کچا پیاز، لہسن اور کوئی ایسی چیز کہ جس سے منہ سے بدبو آئے کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

(8)..... جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ وہاں موجود لوگ ذکر و درود وغیرہ میں مشغول نہ ہوں اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ موجود ہوں اور مشغولِ ذکر و وِرد ہوں تو یوں کہے **اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ**۔

(9)..... مسجد میں داخل ہو اور اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کرے۔ اگر نفل پڑھنے کا وقت نہ ہو تو چار بار **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** پڑھے، مسجد کا حق ادا ہو جائے گا۔

(10)..... مسجد میں خرید و فروخت اور گم شدہ چیز کو ڈھونڈنا منع ہے۔

(11)..... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں۔

(12)..... مسجد میں داخل ہو کر جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اور صفیں چیر کر آگے جا کر بیٹھنا سخت منع ہے۔

(13)..... مسجد میں نماز کیلئے کوئی جگہ مخصوص نہ کرنی چاہیے۔ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے جہاں جگہ ملے نماز پڑھ لے اور کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ مسجد میں جماعت کے انتظار میں بیٹھے تو ذکر و دُرود میں مشغول رہے۔

(14)..... جو مسجد گھر کے زیادہ نزدیک ہو اُس میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اگر دو یا تین مسجدیں گھر سے فاصلہ

Marfat.com

میں برابر ہوں تو جس کا امام زیادہ تقویٰ والا ہو وہاں نماز پڑھے۔ اگر امام میں کوئی شرعی عیب ہو جس کی وجہ سے اُس کے پیچھے نماز منع ہو تو دوسری مسجد میں نماز پڑھ لے۔

(15).....بغیر کسی عذر کے مسجد میں سے راستہ بنالینا جائز نہیں ہے۔

﴿فضائلِ ذکرِ الٰہی﴾

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر کثرت کے ساتھ اپنا ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جن میں سے چند ایک آیاتِ مبارکہ حسب ذیل ہیں:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ (آل عمران)

اور اپنے رب کی یاد کثرت سے کیا کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو۔

وَاذْكُرِسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (الدھر)

اور اپنے رب کا نام صبح و شام لیا کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ○ (الاحزاب)

اے ایمان والو اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح بیان کیا کرو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ط (الاحزاب)

اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (المزمل)

اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے ہو رہو۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ۔

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

Marfat.com

﴿ذکرِ الٰہی اور فرمانِ رسول ﷺ﴾

(1)سب سے بہتر عمل :۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے بہترین اعمال (میں سب سے بہتر عمل) کی خبر نہ دوں جو تمہارے رب کے نزدیک پاکیزہ تر اور تمہارے عملوں میں اس کے نزدیک مقبول تر اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنیوالا اور وہ عمل تمہارے لیے سونا چاندی اللہ کی راہ میں خیرات کرنے سے بھی بہتر ہو اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں کے مقابلے میں (جہاد کیلئے) آؤ پس تم اُن کی گردنیں اتارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں (یارسول اللہ ﷺ ضرور ایسا عمل بتایئے) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایسا (عظیم) عمل اللہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی شریف)

(2)سب سے اچھا آدمی :۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ اُس کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص مبارک باد کا مستحق ہے اور انجام کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے جس کی عمر دراز ہو اور اُس کا عمل اچھا ہو۔ اُس اعرابی نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عملوں میں کون سا عمل زیادہ ثواب کا موجب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا بہترین عمل یہ ہے کہ تو جب دُنیا کو چھوڑے تو تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ (مسند احمد)

(3)مُفردُون کون ہیں :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ مفردون کون لوگ ہیں؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور بہت زیادہ ذِکر کرنیوالی بندیاں۔ (مسلم)

(4)نجات والا عمل :۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر حالت میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پیارا نہیں اور نہ ہی اس ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل بندے کو دنیا و آخرت میں نجات دِلانے والا ہے۔ (بیہقی)

Marfat.com

(5)**فرشتوں کی تلاش** :۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب وہ کسی قوم کو ذکرِ الٰہی میں مصروف پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندا دیتے ہیں اور کہتے ہیں آ جاؤ اپنے مقصود کی طرف اور وہ اِن ذاکرین کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمانِ دُنیا تک۔ (بخاری)

(6)**جب بندہ خُدا کو یاد کرتا ھے** :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا وہ میرے بارے میں کرے، اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں اُسے اپنے نفس میں یاد کرونگا، اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرے تو میں اُس کو اِس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اُس کے ایک گز نزدیک آؤنگا۔ اگر وہ میری طرف ایک گز آئے تو میں اُس کی طرف چار گز آؤنگا اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آئے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر آؤں گا''۔ (مسلم)

(7)**حیاء اور کرم** :۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا یقیناً تمہارے رب میں بدرجہ اتم حیا و کرم کا وصف ہے۔ جب بندہ اُس کی بارگاہ میں مانگنے کے لیے اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو اُس کو شرم آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹائے۔ (ترمذی)

(8)**خدا بندے کے ساتھ** :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوالقاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری وجہ سے اُس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں۔ (بخاری)

(9)**قیامت کا قیام** :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔ (بیہقی)

(10)**عذاب سے نجات** :۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کے لیے کوئی عمل ذِکرِ الٰہی سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں۔ (مستدرک)

(11)**ذکرِ خدا کی برکت** :۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ارشادفرمایا **لَا اِلٰــہ اِلَّا اللّٰہ** کہنے والوں پر کوئی وحشت نہیں ہوگی۔ نہ اُن کی قبروں میں نہ میدانِ محشر میں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ **لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ** کہنے والے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ شکر ہے خدا کا کہ اُس نے ہمیں جملہ پریشانیوں اور گھبراہٹوں سے نجات عطا فرمادی۔ (بیہقی)

(12)**جنت کے باغات** :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا جنت کے باغات سے گزروتو اُس کی نعمتوں سے شادکام ہوا کرو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغات کہاں ہیں؟ تو حضور علیہ الصوۃ والسلام نے ارشادفرمایا ذکرالٰہی کی محفلیں جنت کے باغات ہیں۔

(13)**زندہ اور مُردہ** :۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جواللہ کو یاد کرتا ہے اور وہ آدمی جواللہ کو یاد نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (بخاری، مسلم)

(14)**ذکرِ الٰہی کا درجہ** :۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا میرا شب معراج ایسے آدمی کے پاس سے گزر ہوا جو عرشِ الٰہی کے نور میں غرق تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں۔ میں نے کہا کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان ذِکرِ الٰہی سے تروتازہ رہتی تھی۔ اور اِس کا دل مسجدوں میں معلق رہتا تھا۔ اور اُس نے اپنے والدین کو کبھی گالی نہیں دلوائی۔

(15)**ذکر میں دِیوانہ** :۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشادفرمایا کہ اللہ کا ذکر اِس قدر کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔

(16)**ذکر کرنیوالے کا مُقام** :۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا کہ کون سے بندے اللہ کے نزدیک افضل اور قیامت کے دن بلند درجے والے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنیوالے مرد اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں۔ پھر عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی راہ میں غازی کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا اگر غازی مشرکین اور کفار پر اتنی تلوار چلائے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اُس سے درجہ میں زیادہ ہوگا۔ (ترمذی)

Marfat.com

(17)**ذاکر سخی سے افضل** :۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کے پاس بہت سارے درہم ہوں اور وہ انہیں تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(طبرانی)

(18)**ذکر کے بغیر گھڑی** :۔ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے اُس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی۔ (طبرانی)

(19)**ذکر کی کثرت** :۔ سرورِ دو جہاں ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو تم میں سے راتوں کو قیام کرنے سے عاجز ہو، بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کر پاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو تو اُسے چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ (بیہقی)

(20)**برائیاں بنی نیکیاں**:۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو لوگ اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوں اور اُن کا مقصد صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے تم لوگ بخش دیئے گئے ہو اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔ (طبرانی)

﴿اذکار کا طریقہ اور ثواب و فضیلت﴾

(1)**سب سے افضل ذکر**:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل ترین ذِکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ (ترمذی)

(2)**دوزخ حرام کر دی جاتی ھے**:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث پاک حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ ﷺ سے سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں تا کہ وہ خوش رہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اِس کے کہنے ہی پر اکتفا کر لیں گے اور عمل میں سستی کریں گے۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت علم کو چھپانے کے گناہ سے بچنے کے کی وجہ سے یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص اِس بات کی گواہی دے:

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ۔(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)

تو اللہ تعالیٰ اُس گواہی دینے والے کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری؛ مسلم)

(3)**سب سے بھاری پلڑا**:۔ تاجدارِ عرب وعجم رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا۔ ایک پلڑے میں اُس کی برائیوں کے 99 دفتر رکھے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں ایک چھوٹا سا پرچہ جس پر **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہ** لکھا ہوگا رکھا جائیگا۔ پس یہ دوسرا پلڑا بھاری ہو جائیگا اور اللہ اُس شخص کو بخش دیگا۔ (انیس الواعظین)

(4)**دو غلام آزاد کرنا**:۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے جو شخص سوتے وقت دو مرتبہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کہہ لے گویا اُس نے اللہ کی راہ میں دو غلام آزاد کیے۔ (انیس الواعظین)

(5)**ذاکر اور جنت** :۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور سو مرتبہ کہنے والے اور جنت کے درمیان تو موت کے سوا کوئی رُکاوٹ ہی نہیں ہوتی یعنی مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ (انیس الواعظین)

(6)**اللہ کی رحمت سب سے بڑی** :۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ بیان فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بہت گناہ گار ہوں۔ بیان ختم کرنیکے بعد آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں؟۔ اُس نے کہا ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں؟ اُس نے جواب دیا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں؟ اُس نے جواب دیا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللہ کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں؟ اس سوال پر وہ خاموش ہو کر رونے لگا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کہہ اللہ تیرے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔
(انیس الواعظین)

(7)**دو کلموں کی شان**:۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** دو کلمے ہیں جن میں سے ایک (یعنی **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کی) تو عرش سے

Marfat.com

ادھر انتہا نہیں اور دوسرا (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) آسمان وزمین کو بھر دیتا ہے۔(طبرانی)

(8)**سونے کے پہاڑ سے بڑھ کر:۔** سرکارِ دو جہاں ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جو شخص (بیماری وغیرہ کی بنا پر) بے چینی سے رات گزارے یا مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لے یا دشمن سے لڑنے میں بزدلی کرے تو اُسے چاہیے کہ ان کلمات یعنی (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ) کو بکثرت پڑھے کیونکہ یہ کلمہ اللہ کو اُس سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ پسند ہے جو اُس کی راہ میں خرچ کیا جائے۔(طبرانی)

(9)**صرف ایک تسبیح کا اجر:۔** ایک اور جگہ پر آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو دن میں 100 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے گا۔تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔(بخاری ومسلم)

(10)**چار غلام آزاد کرنا:۔** حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے یہ کلمات **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر** ۔ دن میں دس مرتبہ پڑھے اُس آدمی کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اُس نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کئے۔(بخاری ومسلم)

(11)**بیس لاکھ نیکیاں:۔** بازار میں داخل ہونے پر یہ کلمہ پڑھنے سے بیس لاکھ نیکیاں ملیں گیں۔ **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ . لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرِ. وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ.**

(12)**سب سے محبوب ذکر:۔** سرکارِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کلمات مجھے اُن تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہیں جن پر سورج نکلتا ہے (یعنی دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں)۔(نسائی)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

یہ چار کلمے اللہ کریم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔اِن کو جس سے چاہو شروع کرو۔(مسلم)

(13)**گناہوں کی معافی:۔** نبی اکرم سراپا رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص ہر نماز کے بعد

Marfat.com

33-33بارسُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور34 بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر100 (سو) کی گنتی پوری کرنے کیلئے کہے لَا اِلٰـه اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْـحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ تو اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابوداؤد۔نسائی)

(یادرہے تمام گناہوں کی بخشش سے مراد محدثین صغیرہ گناہ لیتے ہیں۔کبیرہ گناہ (بڑے گناہ) صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں)۔

(14)**چار تسبیحوں کا اجر:۔** جوشخص فرض کے بعد100 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰه،100 مرتبہ اَللّٰه اَكْبَرُ،100 مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه100 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے تو اُس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں بخش دیئے جائیں گے۔ (نسائی)

(15)**ثواب ھی ثواب** :۔ حضورتاجدارمدینہ ﷺ نے فرمایا:

(i) جوشخص100 مرتبہ صبح اور100 مرتبہ شام کو سُبْحَانَ اللّٰه کہے وہ سوحج کرنے والے کی مانند ہے۔

(ii) جوآدمی صبح وشام100 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اللہ کے راستے میں سومجاہدوں کوگھوڑے پرسوارکیا۔ (یعنی سواری دی) یا100 غزوات میں لڑنے والے غازی کی طرح ہے۔

(iii) جوشخص صبح وشام سومرتبہ لَا اِلٰـه اِلَّا اللّٰه کہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد سے سوغلام آزاد کیے۔

(iv) جس نے صبح وشام سوسومرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو اُس دن اُس سے اچھا عمل کسی نے نہیں کیا۔البتہ وہ شخص جو یہی کلمات یا اس سے زیادہ کہے۔ (ترمذی)

(16)**جنت کا خزانہ:۔** فرمانِ رسولِ اکرم ﷺ ہے کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے:

Marfat.com

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه (نہیں ہے کوئی قدرت اور نہ طاقت مگر اللہ کی مدد سے)۔(بخاری)

دوسری جگہ فرمایا جو کوئی اہل زمین میں سے یہ کلمات کہے:۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه ، وَاللّٰهُ اَكْبَـرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه تو اُس کی خطائیں مٹادی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔(ترمذی)

(17)**نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ استغفار:۔** رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص یہ کلمات کہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۔(اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ ہمیشہ رہنے والا اور اُسی کی طرف توبہ کرتا ہوں)۔اللہ اُس کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہوا ہو۔(ترمذی)

(یاد رہے مندرجہ بالا استغفار کی بڑی فضیلت ہے اور یہ سرور دو جہاں ﷺ کا پسندیدہ استغفار ہے۔اسے روزانہ پڑھتے رہنا چاہیے)۔

(18)**حضرت معاذ کو نصیحت :۔** حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ خدا کی قسم میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ پڑھو اور فرمایا اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خدا کی قسم میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ الفاظ کہنا نہ چھوڑنا۔ **اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ** ۔اے اللہ اس بات پر میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کروں اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کروں۔(ابوداؤد)

Marfat.com

﴿فضیلتِ درُود شریف﴾

درُود پاک کی فضیلت محتاجِ بیان نہیں ہے۔ یہ ایک انمول نعمت ہے۔ اس کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے کہ اسے خود خدا اور اُسکے فرشتے بھی پڑھتے ہیں۔ درُود شریف دراصل ایک تعریفی دُعا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اپنی اُمت پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔ اسلئے امتیوں کا بھی فرض ہے کہ بارگاہِ ربّ العزت میں محسن انسانیت کے لئے تعریفی دُعا (درُود و سلام) پڑھ کر اپنی نیازمندی اور شکرگزاری کا اظہار کرتے رہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ یٰـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْماً۔

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درُود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

﴿احادیثِ مُبارکہ میں درُود پاک کی فضیلت﴾

(1) سب سے نزدیک شخص :۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درُود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)

(2) باعثِ رحمت و معافی :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درُود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے، دس خطائیں معاف کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے۔ (نسائی)

(3) گناہوں کا کفارہ :۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میں آپ ﷺ پر درُود زیادہ پڑھتا ہوں۔ کتنا وقت درُود کے لیے وقف کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو۔ میں نے کہا چوتھائی حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کردو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا

Marfat.com

آدھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کردو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا تین حصے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کردو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا پورا وقت دُرود کے لئے کردوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِس طرح تمہارے سارے تفکرات جاتے رہیں گے اور تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا۔ (ترمذی)

(4) **نبی کریم ﷺ کی خوشی :۔** حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی ظاہر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ تم اِس پر راضی نہیں کہ تمہاری اُمت میں سے جو شخص تم پر ایک مرتبہ دُرود بھیجے میں اُس پر دس مرتبہ دُرود بھیجوں اور جو شخص تم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے میں اُس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ (نسائی)

(5) **قبولیت دعا:۔** حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں پہنچتی جب تک نبی اکرم ﷺ پر دُرود نہ بھیجا جائے۔ (ترمذی)

(6) **فرشتوں کا سلام پہنچانا:۔** حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی)

(7) **بروز جمعہ کثرت دُرود:۔** نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اِسی روز وفات دیئے گئے، اِسی روز صور پھونکا جائے گا اور اِسی روز حشر کا دن ہوگا۔ اس روز مجھ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجا کرو کیوں کہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا دُرود آپ ﷺ پر کیسے پیش کیا جائیگا جبکہ آپ مٹی ہو جائیں گے؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابن ماجہ)

(8) **سلام کا جواب :۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری روح واپس فرماتا ہے اور میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

(9)**جنت میں اپنا مقام دیکھنا** :۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ دُرود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ (الترغیب)

(10)**کثرتِ دُرود کا فائدہ** :۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تمہارا مجھ پر دُرود پڑھنا قیامت کے دن اندھیرے میں تمہارے لیے نور ہوگا اور جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اُسے اجر کا پیمانہ بھر بھر کر دیا جائے اُسے چاہیے کہ مجھ پر دُرود کی کثرت کرے۔ (سعادۃ الدارین)

(11)**رسُولِ خدا ﷺ کا مصافحہ**:۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جو مجھ پر دن بھر میں 50 مرتبہ دُرود پاک پڑھے تو قیامت کے دن میں اُس سے مصافحہ کروں گا۔ (القول البدیع)

(12)**شفاعتِ رسول ﷺ**:۔ رسولِ خدا ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ بروز جمعہ اور شبِ جمعہ (یعنی جمعرات کی درمیانی شب) مجھ پر دُرود شریف کی کثرت کرو کیوں کہ جو ایسا کرے گا میں قیامت کے روز اُس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (جامع صغیر)

(13)**نور کا ساتھ**:۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ جو شخص بروز جمعہ 100 بار مجھ پر دُرود پڑھے جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اس کیساتھ ایک ایسا نور ہوگا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کفائت کرے۔

(دلائل الخیرات)

(14) **شبِ جُمعہ دُرود کی فضیلت**:۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ مجھ پر روز جمعہ اور شب جمعہ دُرود شریف کی کثرت کیا کرو کیوں کہ باقی دنوں میں فرشتے تمہارا دُرود پاک پہنچاتے رہتے ہیں مگر جمعہ کے دن اور شبِ جمعہ جو مجھ پر دُرود پڑھتے ہیں اُس کو میں خود سنتا ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

(15)**دُرود پڑھ کر دُعا مانگو**:۔ رسول خدا ﷺ ایک دن مسجد نبوی میں جلوہ افروز تھے کہ ایک نمازی آیا اُس نے نماز سے فارغ ہوتے ہی دُعا مانگنا شروع کی یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نمازی تو نے جلد بازی کی ہے اور مجھ پر دُرود پاک پڑھ کر دُعا کر۔ پھر ایک اور نمازی آیا اُس نے نماز پڑھ کر اللہ کریم کی حمد وثناء کی پھر دُرود پاک پڑھا تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا اے نمازی تو دُعا کر کہ تیری

Marfat.com

دُعا قبول ہوگی۔ (ترمذی۔نسائی)

(16) **دُنیا و آخرت کی بھتری:۔** کسی نے عرض کیا یارسول ﷺ یہ فرمائیں کہ اگر آپ کی ذات با برکات پر درُودِ پاک ہی وظیفہ بنالوں تو کیسا رہے گا؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو ایسا کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ دُنیا وآخرت کے تیرے سارے معاملات کے لئے کافی ہے۔

(17) **ایک بار درُود سے ستر رحمتیں:۔** حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص نبی کریم ﷺ پر ایک بار درُود پڑھے اُس پر اللہ اور اُس کے فرشتے ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(18) **حوضِ کوثر پر پہچان :۔** فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر پر کچھ گروہ وارد ہوں گے جن کو میں دنیا میں درُود پاک کی کثرت کی وجہ سے پہنچانتا ہوں گا۔ (شفا شریف۔القول البدیع)

(19) **اسّی برس کی عبادت :۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے جمعہ کے روز نمازِ عصر پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے ہوئے اسی (80) بار یہ درُود پاک پڑھا اُس کے اسی برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اُس کے نامہ اعمال میں اسی برس کی عبادت کو ثواب لکھا جائیگا۔ (سعادۃ الدارین)

صَلَّی اللّٰہ عَلَی النَّبِیِّ الْاُ مِّیِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۔

﴿درُودِ پاک نہ پڑھنے والے کیلئے وعیدیں﴾

بخیل شخص :۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر درُود پاک نہ پڑھا۔

جنت کا راستہ بھولنا:۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درُود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کے راستہ سے ہٹ گیا۔ (القول البدیع)

درود پاک نہ پڑھنے والا بدبخت :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے پہلی سیڑھی پر رونق افروز ہوئے تو کہا آمین، یونہی دوسری اور تیسری سیڑھی پر آمین

Marfat.com

کہی۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اس تین بار آمین کہنے کا کیا سبب ہوا؟ تو فرمایا جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا بد بخت ہو اوہ شخص کہ جس نے رمضان المبارک پایا اور وہ بخشا نہ گیا میں نے کہا آمین۔دوسری سیڑھی پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا بد بخت ہے وہ جس نے اپنی زندگی میں والدین کو یا ایک کو پایا اور انہوں نے (خدمت کے سبب) اُسے جنت میں نہ پہنچایا (یعنی ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا) میں نے کہا آمین۔تیسری بار جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ شخص بد بخت ہے جس کے پاس آپ ﷺ کا ذِکر ہوا اور اُس نے آپ ﷺ پر دُرود پاک نہ پڑھا تو میں نے کہا آمین۔

دُعا کی قبولیت :۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے جب تک تو حبیب خدا ﷺ پر دُرود پاک نہ پڑھے اوپر نہیں چڑھ سکتی۔(ترمذی)

﴿دُرود شریف پڑھنے کے آداب﴾

دُرود پاک پڑھتے وقت مندرجہ ذیل آداب کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے:

(1) ..... دُرود شریف ذوق وشوق اور دل سے ہر طرح کے خیالات نکال کر یکسوئی کیساتھ پڑھنا چاہیے۔

(2) ..... لباس صاف ستھرا اور پاک ہو۔وہ جگہ بھی پاک ہو جہاں دُرود شریف پڑھا جانا ہے۔دُرود پاک کی محفل ہو تو اُس میں خوشبو لگانی بہتر ہے۔

(3) ..... باوضو ہو کر، قبلہ رُخ ہو کر اور دوزانو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے۔

(4) ..... دُرود پاک کے معانی سمجھ کر پڑھنا چاہیے کہ اس سے محبت وعقیدت بڑھتی ہے۔

(5) ..... دُرود پاک پڑھتے وقت دنیا کی باتیں نہ کی جائیں۔

(6) ..... دُرود پاک پڑھتے وقت یہ تصور کرے کہ شاہِ کونین ﷺ میرا دُرود شریف سن رہے ہیں۔

(7) ..... دُرود پاک اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور رحمتِ دو عالم شفیع المذنبین ﷺ کی محبت اور عظمت کی نیت سے پڑھے۔

Marfat.com

(8)..... دُرود پاک کو گنتی جلد پوری کرنے کیلئے تیز تیز نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ آہستہ اور دھیمی آواز سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔اس سے دلجمعی پیدا ہوتی ہے۔

(9)..... دُرود پاک میں جہاں اسم محمد ﷺ آئے اور وہاں سیدنا کا لفظ نہ ہو تو وہاں سیدنا کا لفظ ادباً اور از خود پڑھ لینا چاہیے۔ کیونکہ سیدنا کا لفظ ادب و تعظیم کیلئے ہے اس لئے اس کا اضافہ موجب محبت و عقیدت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا نام سنے یا لکھے تو اُس پر دُرود ضرور پڑھے۔نامِ مبارک لکھتے ہوئے ساتھ ﷺ ضرور لکھے(ؐ وغیرہ لکھنا بے ادبی ہے)۔

روزہ

''روزہ'' کو عربی میں صوم کہتے ہیں جس کا مطلب ہے رُک جانا۔لیکن شرعی اصطلاح میں صوم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس کو ترک کر دیا جائے۔روزے کی فرضیت کے بارے ارشادِ الٰہی مندرجہ ذیل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۭ

(پ ۲: سورۃ البقرہ)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیز بن جاؤ۔ وہ روزے گنتی کے دن ہیں تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ روزے اور دنوں میں رکھ کر تعداد پوری کرے۔ اور جنہیں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت ہی نہ ہو تو وہ روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو اپنی طرف سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

Marfat.com

﴿رمضانُ المبارک کے روزوں کی فضیلت﴾

مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے رمضان المبارک کے روزوں کی فضیلت عیاں ہوتی ہے:

مُنہ کی بُو کستوری سے بڑھ کر:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گُنا سے بڑھا کر سات سو گُنا تک دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے۔ لیکن روزہ بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اس کی جزا میں خود دونگا۔ دوسری روائت میں ہے ابن آدم کا ہر عمل اپنا ہوتا ہے لیکن روزہ میرا ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دونگا کیوں کہ بندہ اپنی خواہش اور کھانا پینا میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

دوزخ کے دروازے بند:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک آ گیا ہے۔ یہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمان رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بلاشبہ محروم ہے۔ (نسائی۔ احمد)

گناہوں کی بخشش:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو تمہارے پاس ایک نہایت پُرعظمت اور بابرکت مہینہ تشریف لا رہا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں اور اُس کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھنا سنت قرار دیا ہے۔ جس نے اس میں ایک (نفل) نیکی کی (تو اس کا ثواب اتنا ہے) گویا اُس نے کسی دوسرے مہینے میں ایک فرض ادا کیا۔ اور جس نے ایک فرض ادا کیا (تو اُس کا اجر اتنا ہے) جیسے اُس نے کسی دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ اس میں جو شخص کسی روزہ دار کو

Marfat.com

افطار کرائے اس کے گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے اور اُس کو دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے۔ اور اُس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ روزہ دار کو ملتا ہے۔ لیکن اُس کا ثواب کم نہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص تو افطار کرانے کی توفیق نہیں رکھتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہی ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو کسی کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک پیالہ پانی سے روزہ افطار کروائے گا۔ اور جس نے کسی کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اُس کو میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا جس کے بعد اُسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ بخشش و رحمت کا ہے اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام (یا ملازم) سے تھوڑا کام لے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دے گا۔ اور اس کو دوزخ سے آزاد فرمادے گا۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

حوران جنت کی عرض:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک کی خاطر جنت کو سال بھر آراستہ کیا جاتا ہے جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک (نہایت خوشبودار) ہوا چلتی ہے۔ جس سے جنتی درختوں کے پتے ہلنے لگتے ہیں۔ اُس وقت حوران جنت عرض کرتی ہیں "الٰہی تو اپنے بندوں سے ہمارے شوہر بنا تاکہ ہماری آنکھیں اُن سے ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں"۔ (بیہقی)

روزے اور قرآن کی شفاعت:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا "الٰہی میری وجہ سے اس بندے نے دن کو کھانا، پینا اور خواہشات کو چھوڑ دیا لہٰذا میری شفاعت اِس کے حق میں قبول فرما"۔ قرآن پاک کہے گا "الٰہی میری وجہ سے یہ بندہ رات کو سویا نہیں۔ میری شفاعت اِس کے حق میں قبول فرما" تو اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (بیہقی)

رمضان میں پانچ نوازشیں:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان میں پانچ باتیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کی

Marfat.com

اُمت کونہیں ملیں۔

(i) جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کی طرف نظر کرم سے دیکھتا ہے اور جس پر نظر کرم فرماتا ہے اُسے کبھی عذاب نہ دے گا۔

(ii) شام کے وقت روزہ داروں کی منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔

(iii) ہر دن رات فرشتے اُس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔

(iv) اللہ تعالیٰ جنت کو حکم فرماتے ہیں میرے بندوں کے لیے خوب تیار اور مزیّن ہو جا عنقریب وہ دنیا کی تکلیف سے یہاں آ کر آرام پائیں گے۔

(v) جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی وہ شبِ قدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ جب کام کرنے والے کام سے فارغ ہوتے ہیں تو اُس وقت وہ اپنے کام کی مزدوری پاتے ہیں۔

رمضان کی اھمیت :۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان شریف کا ایک روزہ بھی جان بوجھ کر بلا عذر چھوڑ دیا تو زمانہ بھر کا روزہ اُس کی قضا نہیں ہوسکتا۔ اگر چہ وہ اتنی مدت روزہ رکھ بھی لے۔ (یعنی رمضان کی فضیلت وہ اب حاصل نہیں کرسکتا)۔ (بخاری شریف)

سابقہ گناھوں کی معافی :۔ جس نے رمضان کے روزے ثواب کی نیت سے اور اللہ کی خوشنودی کے لیے رکھے تو اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری شریف)

﴿مقاصدِ روزہ﴾

بنیادی طور پر روزہ کا مقصد تقویٰ اور پرہیز گاری کا حصول ہے۔ اپنے نفس کو پاکیزہ کرنا ہے اور حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ جو چیزیں گیارہ ماہ حلال ٹھہریں وہ اس مہینہ میں بحالت روزہ حرام ہوگئیں محض حکم الٰہی سے۔ تو اس طرح تیس روز کی سالانہ مشق سے نفس کو نظم وضبط کا پابند بنانا بھی ہے۔ غور کریں گرمی کا

Marfat.com

موسم ہے روزہ دار کو سخت پیاس لگی ہوتی ہے۔ مکان میں تنہا ہے اور ٹھنڈا میٹھا پانی اور مشروبات موجود ہیں اور بھوک ہو اور گھر میں اچھے اچھے کھانے بھی موجود ہوں، دیکھنے والا بھی کوئی نہیں پھر بھی نہ پیتا ہے نہ کھاتا ہے۔ محض اپنے خالق و مالک کے حکم کی بدولت اُس نے سب حلال چیزیں چھوڑ دیں اور اپنے نفس کو روک رکھا ہے۔ یہی حکم الٰہی کی پاسداری اللہ کو عزیز ہے، یہی تقوٰی ہے۔ نفس پر اللہ کا حکم غالب ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ صاحبِ ثروت واستطاعت لوگوں کو بھوک و پیاس کی مشق سے مفلوک الحال لوگوں کی فاقہ کشی کا احساس دلانا بھی مقصود ہے۔

اصل روزہ تو یہ ہے کہ کھانے پینے اور خواہشِ نفسانی سے باز رہنے کے ساتھ ساتھ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں الغرض سر تا پا تمام اعضائے جسم کو ہر طرح گناہوں سے محفوظ رکھا جائے۔ کانوں کو ناجائز و بیہودہ باتوں، جھوٹ، غیبت اور چغلی کی باتیں سننے سے بچایا جائے۔ آنکھوں کو شرم وحیا کا لباس پہنایا جائے۔ زبان کو جھوٹ بولنے، غیبت و چغلی، فحش اور گندی گفتگو سے بچایا جائے۔ ہاتھوں کو گناہ اور ناجائز کام کی طرف نہ بڑھایا جائے پاؤں کو کسی معصیت اور برائی کی طرف نہ اُٹھایا جائے اور پیٹ کو حرام اور مشتبہ رزق سے محفوظ رکھا جائے کہ یہی مقاصد روزہ ہیں۔

﴿روزہ بھوک اور پیاس کا نام نہیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت سے روزہ داروں کو روزہ سے سوائے بھوکے، پیاسے رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ایک اور حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنے کھانے پینے کو ترک کر دے۔ یہی مضمون ایک دوسری حدیث پاک میں یوں آیا ہے کہ بہت سے روزہ داروں کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس جان لینا چاہیے کہ روزہ سے مقصد پیاسا رہنا نہیں ہے بلکہ شہوت کو توڑنا اور نفس امارہ کو مغلوب کرنا ہے۔ روزہ رکھنے کا مقصد تو تقوٰی اور پرہیز گاری ہی ہے۔

Marfat.com

﴿روزہ کی نیت﴾

مسئلہ:۔ روزہ کیلئے نیت فرض ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوگا۔ نیت دل کے مضبوط ارادہ کا نام ہے۔ اس کیلئے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔ نیت رات کو یا سحری کھاتے وقت اور طلوع فجر سے پہلے کرنا افضل ہے۔ اگر دل میں ارادہ رکھنے کا نہیں ہے تو سحری کھانے سے روزہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر رات کو کسی وجہ سے روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا پھر صبح کو بھی روزہ نہ رکھنے کا خیال رہا۔ پھر نصف النہار سے پہلے خیال آیا کہ رمضان کا چھوڑنا مناسب نہیں اور نیت کر لی تو روزہ درست ہے۔ ہاں اگر صبح میں کچھ کھا پی لیا تھا تو اب نیت کی گنجائش نہیں رہی۔

مسئلہ:۔ نفلی روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ اگر صبح کے وقت نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے۔ پھر اُس کے بعد روزہ توڑ دیا تو اُس روزے کی قضا واجب ہے۔ عربی میں روزہ کی نیت یہ ہے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَان . ترجمہ: میں نے ماہِ رمضان کے روزہ کی نیت کی

﴿سحری کھانا﴾

سحری میں برکت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (نسائی۔ ترمذی)

سحری ضرور کھاؤ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھانا ہر لحاظ سے برکت ہے۔ (اُسے نہ چھوڑنا) اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

مُسلمان اور اہلِ کتاب میں تفریق:۔ حضرت ابن خزیمہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کا فرق سحری کھانے میں ہے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

مسئلہ:۔ اگر سحری کے وقت غسل کی حاجت ہو اور وقت اتنا ہی باقی ہے کہ سحری کھائی جا سکتی ہے۔ تو ایسی صورت میں نماز جیسا پورا وضو کر کے سحری کھانا جائز ہے۔ سحری سے فراغت کے بعد غسل جلدی کرنا چاہیے۔ اب زیادہ دیر کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ:۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر اُس وقت کسی چیز کے کھانے کو دل نہ چاہے تو ایک دو کھجور یا روٹی کے لقمے یا چند گھونٹ پانی ہی پی لیں تا کہ سحری کا ثواب اور برکت حاصل ہو جائے۔ اور سنت نبوی پر عمل اور اہل کتاب کی مخالفت بھی ہو جائے۔ سحری کھانے میں دیر مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ وقت ہی ختم ہونے کا خدشہ ہو۔ مناسب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پانچ دس منٹ پہلے کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔

افطاری

افطاری کے متعلق احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

افطار میں جلدی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے بندوں میں سب سے پسندیدہ وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرنے والے ہیں۔

جلد افطاری باعث بھلائی:۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اُس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (مسلم)

کھجور سے افطار کرو:۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص افطار کرے تو اُسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے کیوں کہ اُس میں برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو اُسے چاہیے کہ پانی سے افطار کرے کیوں کہ وہ پاک ہے۔ (ترمذی)

کھجور سے افطاری میں برکت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ تر نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلّو پانی سے افطار فرماتے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

افطاری کے وقت دُعا:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ** ۔ترجمہ: اے اللہ تیرے لیے ہی روزہ میں نے رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔ (ابوداؤد)

دُعا رَد نہیں ہوتی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔

(1) روزہ دار کی افطاری کے وقت۔ (2) عادل بادشاہ کی۔

(3) مظلوم کی دُعا۔ (ترمذی۔ابن ماجہ)

افطاری کروانے پر دُعائے ملائکہ:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے حلال پاکیزہ کھانے یا پانی سے کسی کا روزہ افطار کروایا تو فرشتے رمضان المبارک کے وقتوں میں اُس کے لیے دُعا مانگتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اُس کی بخشش کی دُعا مانگتے ہیں۔ (طبرانی)

﴿روزہ توڑنے والے اُمور﴾

☆ جن باتوں سے روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(1) قُبل یا دُبر میں عمداً اجماع کرنا فاعل اور مفعول دونوں پر۔

(2) جان بوجھ کر کھانا اور پینا۔

☆ جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔

(1) زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی۔

(2) روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے وقت بلاقصد و ارادہ حلق میں پانی چلا گیا۔

(3) آئی ہوئی قے جان بوجھ کر حلق میں لوٹا دی۔

Marfat.com

(4)جان بوجھ کر منہ بھر کے قے کر ڈالی۔

(5)کنکری، پتھر، مٹی یا کاغذ وغیرہ جان بوجھ کر نگل لیا۔

(6)دانتوں میں اٹکی ہوئی چنے کے برابر کوئی چیز نگل لی۔

(7)بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ تو ٹوٹ گیا مزید کچھ کھا پی لے۔

(8)ابر یا غبار کی وجہ سے آفتاب کو غروب سمجھ کر روزہ افطار کر لیا۔اور بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا۔

(9)پسینے یا آنسو کے قطرے منہ میں گئے اگر انہیں نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔

(10)حقہ، سگریٹ، بیڑی، یا پان چبانے سے اگرچہ حلق کے نیچے نہ بھی اترے۔

(11)اگر بتی یا کسی اور چیز کا دھواں جان بوجھ کر ناک میں کھینچنے سے۔

(12)مسواک کرنے سے یا مسوڑھے وغیرہ سے خون نکلا اور تھوک کے ساتھ نگل لیا۔اگر خون قلیل مقدار میں ہے اور حلق میں محسوس نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔

﴿جن اُمور سے روزہ نہیں ٹوٹتا﴾

(1)بھول کر کھانے اور پینے سے۔

(2)تیل یا سرمہ لگانے سے۔

(3)پچھنے یا سنگی لگوانا۔

(4)احتلام ہو جانے سے۔

(5)خود بخود قے آنے سے۔

(6)پھول یا خوشبو کے سونگھنے سے۔

﴿روزہ کی قضاء اور کفارہ﴾

مسلمان عاقل بالغ اور مقیم نے رمضان المبارک میں اگر بہ نیتِ عبادت روزہ رکھا اور بلا عذر شرعی قصداً توڑ دیا تو اُس پر روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

اگر شرعی عذر ہو مثلاً روزہ نہ توڑنے سے موت واقع ہونے کا قوی احتمال ہے تو روزہ کی صرف قضا کرنی

Marfat.com

ہوگی کفارہ لازم نہیں ہے۔

﴿روزے کا کفارہ﴾

قصداً روزہ توڑنے کا کفارہ تین طرح سے ادا ہوتا ہے۔

(1) غلام یا باندی آزاد کرنا (یہ آجکل میسّر نہیں) (2) لگاتار ساٹھ روزے رکھنا

(3) اگر ساٹھ روزے نہ رکھے جا سکیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

ایک سے زیادہ روزے فاسد ہونے کی صورت میں ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ کفارہ کے روزوں میں ساٹھ روزے لگاتار رکھنے ہوں گے۔ اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔

مسکینوں کو بیک وقت صبح وشام کا کھانا کھلانا بہتر ہے۔ اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز تک صبح وشام دیا تو کفارہ ہو جائیگا لیکن پہلے والی صورت بہتر ہے۔

کھانا کھلانے کی بجائے غلّہ دینا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اسی کی قیمت (غلّے کی) ادا کر دی جائے۔ غلّہ فطرانے کی مقدار برابر ہونا چاہیے۔

﴿روزہ توڑنے کی جائز صُورتیں﴾

یکا یک اتنا بیمار ہو کہ جان پر بن آئے یا خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے۔ اور جان جانے کا خطرہ ہو۔ ایسی شدید بھوک اور پیاس ہو جس سے ہلاک کا اندیشہ ہو تب بھی روزہ توڑنا درست ہے۔ اگر سانپ وغیرہ کاٹ لے اور فوراً دوا وغیرہ کا استعمال ضروری ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔

Marfat.com

احکامِ فدیہ

اسلامی شریعت نے ایسے مرد وخواتین جن میں روزہ رکھنے کی طاقت وصلاحیت نہ رہے تو یہ رعائت دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھنے کے بدلے میں فدیہ ادا کریں۔ کیونکہ بڑھاپے میں انسانی جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کی بنا پر روزہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بڑھاپا آنے کے بعد دن بدن انسان ویسے بھی کمزور سے کمزور تر ہوتا جاتا ہے۔ بعض اوقات شدید بیماری کے باعث بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہتی تو ان حالات میں اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ فدیہ ادا کریں۔ ہر روزے کے بدلے فدیہ یہ ہے کہ ایک محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلانا چاہیے۔ فدیے میں غلّہ یا اُس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ فدیے میں غلّے کی مقدار صدقہ فطر کے برابر ہوتی ہے۔

کسی کے ذمّے کچھ قضا کے روزے تھے۔ مرتے وقت اُس نے وصیت کی میرے مال سے ان کا فدیہ دیا جائے تو قضا شدہ روزوں کا سارا فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ فدیہ کی قیمت متوفی کے 1/3 حصہ مال سے نہ بڑھے۔ اگر قیمت فدیہ اس سے زیادہ ہے تو ورثا کی اجازت سے دے دیں۔ البتہ نابالغ ورثاء کی اجازت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اگر مرنے والے نے وصیت نہ بھی کی ہو تب بھی متوفی کے وارث بطور خود فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اُس سے اُمید رکھنی چاہیے کہ وہ فدیہ قبول فرما کر روزوں کا مواخذہ نہ فرمائے۔

مرنے والے کی طرف سے اگر وارث روزے رکھ لیں یا اُس کی قضا شدہ نمازیں پڑھیں تو درست نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر معمولی سی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ قضا کیا اور یہ خیال کیا کہ بعد میں رکھ لیں گے یا فدیہ ادا کر کے سمجھنا کہ روزہ کا حق ادا ہو گیا تو یہ صحیح نہ ہوگا۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی اعذار

شریعت نے مندرجہ ذیل مرد وخواتین کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔

(1) بیمار یا مسافر (روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ان پر قضا لازم ہے)

(2) دودھ پلانے والی یا حاملہ عورت (بعد میں روزے پورے کرے یعنی قضا کرے)

Marfat.com

(3)بہت زیادہ ضعف اور بڑھاپا

(4)حیض اور نفاس والی عورت (بعد میں قضا لازم ہے)

(5)دورانِ جہاد اگر زیادہ کمزوری ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

یاد رہے کہ معمولی بیماری یا چھوٹے موٹے سفر کیلئے فرض روزہ چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے۔اس طرح اگر دودھ پلانے والی کو صحت کے نقصان کا اندیشہ ہے یا بچہ کے دودھ نہ ملنے کے سبب تڑپنے کا غالب امکان ہو تو تب چھوڑنا جائز ہوگا ورنہ نامناسب ہے۔اگر بڑھاپا اور کمزوری زیادہ ہے اور روز بروز بڑھنے کا امکان ہو تو روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنی اپنے آپ کو ایک جگہ پر پابند رکھنے یا روکے رکھنے کے ہیں لیکن شریعت میں اعتکاف ایسی عبادت کا نام ہے جس میں مسلمان ایک مقررہ مدت کیلئے دنیا سے الگ ہو کر یادِ الٰہی کے لیے مسجد میں بیٹھ جائے۔اعتکاف عموماً رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کیا جاتا ہے۔

اعتکاف کے لیے چند باتوں کا ہونا لازمی ہے جنہیں ارکانِ اعتکاف کہتے ہیں۔ان کے بغیر اعتکاف نہیں ہوگا۔

اعتکاف کا پہلا رکن نیت ہے۔بعض ائمہ نے اسے رکن قرار نہیں دیا بلکہ شرط قرار دیا ہے۔نیت کو خواہ رکن یا شرط تسلیم کیا جائے بہر کیف یہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے۔اعتکاف کا دوسرا رکن معتکف ہونا ہے کیونکہ جب تک اعتکاف کرنے والا نہیں ہوگا تو اعتکاف نہیں ہوگا۔اعتکاف کا تیسرا رکن مسجد ہے۔کیونکہ مسجد کے بغیر ویسے ہی کسی جگہ بیٹھ جانا اعتکاف نہیں ہے۔اعتکاف کا چوتھا رکن معتکف کا مسجد میں رہنا ہے۔اگر معتکف دوران اعتکاف مسجد میں نہیں رہتا تو اعتکاف نہیں ہوگا۔نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود رمضان المبارک کے فرض ہونے

Marfat.com

سے لے کر آخری دم تک اعتکاف کیا ہے۔ اعتکاف ماہ رمضان کے پہلے دوسرے یا تیسرے عشرے میں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے تیسرے عشرے کا اعتکاف کثرت سے کیا ہے۔ اسی لیے آخری عشرہ ہی قابلِ ترجیح ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے پہلے پہلے مسجد میں پہنچ جائے۔ یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلّے میں چند افراد یا کوئی ایک اعتکاف کرے تو تمام اہلِ محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائیگی۔ اگر کوئی شخص بھی اعتکاف نہ کرے تو سب پر گناہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اعتکاف کے لیے اگر جامع مسجد ہو تو زیادہ بہتر ہے تا کہ جمعہ وغیرہ کے لیے دوسری مسجد نہ جانا پڑے۔ جس مسجد میں پنجگانہ نماز باجماعت نہ ہو وہاں اعتکاف درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ دوران اعتکاف معتکف کا مسجد کی حدود میں رہنا ضروری ہے۔ البتہ ایسے کاموں کے لیے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے مسجد کی حدود سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً رفع حاجت، وضو، غسل اور بحالت مجبوری کھانا لینے جانا وغیرہ۔ جمعہ پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے اگر اُس مسجد میں جمعہ نہ ہو تب۔ لیکن دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے سب سے پہلے نہ جائے صرف جمعہ کی اذان اور خطبہ سے اتنا پہلے جائے کہ چار یا چھ رکعت ادا ہو سکیں اور بعد ادائیگی جمعہ جلدی واپس آ جانا چاہیے۔

مسئلہ:۔ یہ معتکف کے لیے ضروری ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا اُسی میں مکمل کرے لیکن اگر کوئی شدید مجبوری آ جائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے مثلاً مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کو خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ:۔ اگر کسی وجہ سے اعتکاف مسنون ٹوٹتا ہے اُس کا حکم یہ ہے کہ جس دن ٹوٹا ہے اُسی دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں (ہدایہ)۔ اُسی ایک دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اُسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اُسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے غروب آفتاب تک قضا کی نیت سے اعتکاف کر لیں اور اگر رمضان میں وقت نہ ہو تو بعد میں کسی دن روزہ رکھ کر ایک دن کیلئے اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔ اگر اگلے رمضان میں قضا کرے تو بھی قضا صحیح ہوگی لیکن زندگی کا کیا بھروسہ اس لیے جلد از جلد قضا کرے۔

Marfat.com

مسئلہ:۔ اعتکاف میں شوقیہ غسل کی اجازت نہیں کہ جس طرح عام آدمی جب چاہے نہالیتا ہے۔خصوصاً گرمیوں میں لوگ دوتین بار بھی نہاتے ہیں۔اعتکاف میں اس طرح کا عام غسل جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ معتکف کو احتلام کی حالت میں غسل کیلئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔اس صورت میں معتکف کو چاہیے کہ پہلے وضو یا تیمّم کرے۔تیمّم کیلئے مسجد کی دیوار یا صحن استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ:۔ نفلی اعتکاف کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔یہ تھوڑے سے وقت کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔اس کیلئے نیت ضروری ہے۔نیت کے لیے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر **نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف** (میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی)۔عربی کے علاوہ اپنی زبان میں بھی کہہ لے،نیت ہوجائیگی۔نفلی اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوں تو دایاں پاؤں مسجد میں اندر رکھتے ہی نیت کرلیں اس کے بعد مسجد میں نماز پڑھیں، تلاوت کریں یا ذکر و درود میں مصروف رہیں۔اس سے عبادت کا ثواب کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا اور مسجد میں کھانا پینا اور سونا بھی جائز ہوجائے گا۔

مسئلہ:۔ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف جائز نہیں وہ گھر میں نماز والی جگہ پر یا کسی اور جگہ کو مقرر کر کے اعتکاف کرے۔دورانِ اعتکاف خاتون کو گھر کا کام کاج کرنے کی اجازت نہیں ہے وہ صرف عبادت کرے۔ اعتکاف کرنے کیلئے خاتون کو اپنے خاوند سے اجازت لینا چاہیے کیونکہ مرد کے حقوق عورت پر مقدم ہیں۔ اعتکاف کے دوران عورت کو حیض یا نفاس شروع ہوجائے تو اعتکاف ختم ہوجائیگا۔لہٰذا جب پاک ہوجائے تو جتنے دن واجب اعتکاف کے رہ گئے ہوں وہ بعد میں پورے کرے۔نفلی اعتکاف کی قضا نہیں ہوتی۔

شبِ قدر

شبِ قدر ایک نہایت خیر و برکت والی عظیم الشان رات ہے۔یہ امت محمدیہ ﷺ کے لیے ربّ غفور کا ایک بہت بڑا انعام اور تحفہ ہے۔اسی بابرکت رات کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

Marfat.com

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ۔ط۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ط۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ○هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ط

بے شک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا۔ تمہیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے۔شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اِس میں فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے نازل ہوتے ہیں ۔اس رات میں طلوع فجر تک سلامتی ہے۔

﴿شب قدر کے بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص حالت ایمان میں طلب شب قدر کیلئے قیام کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

(3) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

(4) حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اِسلئے باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا تعین اُٹھالیا گیا۔ کیا بعید ہے کہ اس کا اُٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس رات کو نویں ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

(5) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا تمہارے اوپر ایک مہینہ ایسا آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا۔ گویا ساری خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔ (ابن ماجہ)

ستائیسویں رات بحیثیت شبِ قدر

آئمہ مجتہدین کے ایک گروہ نے اپنے خیال کے مطابق رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستائیسویں شب کو یقیناً شبِ قدر کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے قائل تھے اور فرماتے کہ زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اس کے قائل تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے حامی تھے۔

شبِ قدر کی عبادات

(1) ..... تمام رات زیادہ سے زیادہ نفل پڑھے جائیں۔

(2) ..... چار نفل اس رات میں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ تکاثر ایک دفعہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو بوقت موت سکرات میں آسانی ہوگی دوسرا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (زبدۃ المجالس)

(3) ..... دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ سورہ فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سات مرتبہ استغفر اللہ کا وِرد کرے۔ ابھی جگہ چھوڑنے بھی نہ پائے گا کہ اللہ کی رحمت اُس پر اور اُس کے والدین پر جلوہ فگن ہوگی۔

(4) ..... چار رکعتیں نفل کی اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ القدر اور سورہ اخلاص ستائیس بار۔

Marfat.com

(5) ..... چار نفل اس طرح ادا کیے جائیں کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین بار اور سورۃ الاخلاص پچاس بار، پھر سلام پھیر کر سجدہ میں جا کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰه وَاللّٰه اَكْبَرُ۔ اس کے بعد جو دعا مانگی جائے انشاءاللہ قبول ہوگی۔

لیلۃُ القدر کا خاص وظیفہ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر فلاں رات ہے تو میں اس رات کو کیا کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دُعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (ترمذی)

الٰہی تو گنہ گاروں کو معاف کرنیوالا اور درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے۔ میری خطاؤں سے بھی درگزر فرما۔

نوافل اور تلاوت کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانا چاہیے۔ علاوہ ازیں استغفار پڑھنا بھی نہایت افضل ہے۔ اسی طرح کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کرنا بھی نہایت افضل ہے۔

نفلی روزوں کی فضیلت

فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزے سال بھر میں جس وقت چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ سوائے عیدین کے اس کے علاوہ کچھ روزے خاص دنوں یا مہینوں میں رکھے جاتے ہیں جیسے شوال کے روزے ذالحجہ کے روزے، عاشورہ کے روزے وغیرہ۔

نفلی روزوں کے بارے فرامینِ رسول ﷺ درج ذیل ہیں:

(1) ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے ایک دن نفلی روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے تو پھر بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت کے دن ہی ملے گا۔ (طبرانی)

Marfat.com

(2) حضرت [illegible]

(3) حضرت [illegible]

عاشورہ محرم کے روزے

(1) حضرت [illegible]

(2) حضرت [illegible]

(3) حضرت [illegible]

(4) حضرت [illegible]

Marfat.com

روزہ دس محرم کا ہے اور فرض کے بعد افضل نماز تہجد کی۔ (ترمذی)

شوال کے چھ روزے

عید الفطر کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے کا بہت اجر ہے یہ روزے اسی مہینے میں مسلسل رکھ لیں یا مختلف ایام میں پورے کر لیں دونوں طرح جائز ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (ابن ماجہ)

شعبان کے روزے

شعبان کے روزوں کی بہت فضیلت ہے اور آپ ﷺ نے ان کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ ان روزوں کے بارے آپ ﷺ کی احادیث مبارک درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ شعبان کے مہینے میں نبی کریم ﷺ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے لوگ اس مہینے سے غافل ہیں۔ اس ماہ کی پندرھویں رات کو بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میری تمنا ہے کہ جب میرے اعمال بارگاہِ رب العلمین میں پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

(2) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس رات غروبِ آفتاب کے بعد پہلے آسمان پر اپنی خاص تجلّی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا تا کہ اُسے بخشش دوں، ہے کوئی روزی مانگنے والا تا کہ اُسے روزی دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اُس کو عافیت دوں۔ طلوع فجر تک اسی طرح رحمت عام کی صدا ہوتی رہتی ہے۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

(3)..... غنیۃ الطالبین میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے۔ جو کوئی اللہ کی رضا کیلئے رجب کا ایک روزہ بھی رکھے گا وہ اجر عظیم اور جنت بریں کا حقدار ہوگا۔ اور جو شخص رجب کی ستائیسویں رات عبادت میں گزارے اور دن کو روزہ رکھے اُسے سو برس کے قیام وصیام کا ثواب ملے گا۔

عشرہ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کے روزے

(1)..... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

(2)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے عرفہ کے روزہ کو ہزار روزوں کے برابر فرمایا ہے۔ البتہ حج کرنیوالوں کو عرفات میں روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، بیہقی)

(3)..... حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کریم کو دس دنوں کے سوا اور کوئی دن اتنا محبوب نہیں جس میں اُس کی عبادت کی جائے ان دنوں کا ہر روزہ سال بھر کے روزوں اور ہر شب کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی)

ایّام بیض کے روزے

(1)..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے:

(i) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا۔ (ii) چاشت کی دو رکعت پڑھنا۔

(iii) سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

ہر مہینے کے تین روزے رکھنا ہمیشہ روزہ دار ہونے کی طرح ہیں۔ (مسلم)

(2)..... حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے نبی کریم ﷺ چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے:

Marfat.com

(i) عاشورہ (ii) عشرہ ذوالحجہ (iii) ہر مہینے کے تین روزے (iv) فجر سے پہلے دو رکعت

جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو چاند کی 13-14 اور 15 کو رکھو جنہیں ایام بیض کے روزے کہتے ہیں۔ (نسائی۔ ترمذی)

پیر اور جمعرات کا روزہ

(1) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ صحابہ نے سبب دریافت کیا تو فرمایا اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ (مسلم)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش ہو۔ (ترمذی)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ سوموار اور جمعرات کا روزہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے اہتمام و خیال سے رکھا کرتے تھے صحابہ نے وجہ پوچھی تو فرمایا اللہ ان دو دنوں میں مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے سوائے اُن دو آدمیوں کے جو آپس میں ناراض ہوں۔ ان کے متعلق اللہ کریم فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں صلح کرنے تک چھوڑ دو۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ اسلام کا نہایت اہم رکن ہے۔ اس لیے مسلمانوں میں اس کی ادائیگی فرض قرار دی گئی ہے اور بڑی تاکید کیساتھ قرآن میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکی اور بڑھنے کے ہیں۔ زکوٰۃ اُن لوگوں پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہوں (یعنی ایک مقررہ زر و دولت کے مالک ہوں)۔ زکوٰۃ کی ادائیگی مال کی پاکیزگی کا ایک طریقہ ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً تیس بار زکوٰۃ کا حکم آیا ہے (زیادہ تر نماز کے ساتھ) یعنی

Marfat.com

جسمانی عبادت کیساتھ مالی عبادت کا حکم آیا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَاَقِیْمُوْ الصَّلٰوۃَ وَاٰ تُوْ الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوْ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ ط

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

زکوٰۃ بارے فرمانِ رسولِ اکرم ﷺ درج ذیل ہیں:

مال کی پاکیزگی :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو کہ وہ پاک کرنیوالی ہے تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔ (بزار)

ایمان والا زکوٰۃ دے:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ سچ بولے یا خاموش رہے۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (طبرانی)

اسلام کے چار فرائض:۔ حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک کہ پوری چاروں ادا نہ کرے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوٰۃ، ماہِ رمضان کے روزے، اور حج بیت اللہ۔

(مسند احمد)

نماز قبول نہیں ہوتی :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں جو زکوٰۃ نہ دے اُس کی نماز بھی قبول نہیں۔ (طبرانی)

شر دُور ہو جاتا ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بلاشبہ اللہ نے اُس سے شر کو دُور فرما دیا۔ (حاکم)

مال محفوظ ہو جاتا ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

زکوۃ ادا کر کے اپنے مال کو مضبوط قلعہ میں محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور مصیبت نازل ہونے پر دُعا اور عاجزی سے مدد مانگو۔ (ابوداؤد)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سزا

ترک زکوٰۃ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ سے قتال کیا کیونکہ وہ اس کی فرضیت ہی کے منکر ہو گئے تھے۔ اس سے زیادہ اور سختی کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ترکِ زکوٰۃ کی سزا قرآن کریم میں یوں بیان فرماتا ہے:

ترجمہ: جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اُن کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔ جس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے گرم کیا جائیگا۔ پھر اُس سے پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائیگا اور (کہا جائیگا) یہ تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا اب اس کے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (سورۃ توبہ پارہ ۱۰)

تارکِ زکوٰۃ بارے فرامینِ رسولِ خدا ﷺ

گنجہ سانپ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائیگا جس کے سر میں زہر کی دو تھیلیاں ہونگی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائیگا۔ جو اُسکی باچھیں کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری)

اللہ سے دُوری :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مالدار اور امیر، محتاجوں اور غریبوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوں گے۔ محتاج عرض کریں گے ہمارے حقوق جو تو (اللہ) نے اُن پر فرض کیے تھے۔ انہوں نے ظلماً نہ دیئے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے اپنی عزت و جاہ و جلال کی قسم ہے میں تمہیں (آج) اپنا قرب عطا کروں گا اور تارکِ زکوٰۃ مالداروں کو اپنے قرب سے دور رکھوں گا۔ (طبرانی)

Marfat.com

حساب میں سختی :۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے گی اللہ تعالیٰ اُس کو قحط میں مبتلا کر دے گا۔ خشکی اور تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے وہ اکثر زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ضائع اور تلف ہوتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا محتاج و غریب لوگ ہرگز بھوکے، ننگے ہونے کی تکلیف نہ اُٹھائیں گے مگر مالداروں کے ہاتھوں۔ سن لو ایسے مال داروں سے (جو زکوٰۃ نہیں دیتے) اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ (طبرانی)

دوزخ کا پتھر :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے سر پر دوزخ کا گرم پتھر رکھا جائیگا جو سینے کی ہڈیاں توڑ کر شانے سے پار نکل جائے گا اور پھر شانہ کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو ہڈیاں توڑتا ہو سینے سے جا نکلے گا۔ (بخاری)

﴿شرائطِ زکوٰۃ﴾

زکوٰۃ کے فرض ہونے کی چند شرائط ہیں لہٰذا جس شخص میں وہ شرطیں پائی جائیں اُس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جس میں یہ شرطیں نہیں اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شرائط زکوٰۃ درج ذیل ہیں:

(1) مسلمان ہونا (2) آزاد ہونا (3) عقلمند ہونا (4) بالغ ہونا

(5) صاحب نصاب ہونا (6) مالک ہونا (7) نصاب کا حاجاتِ اصلیہ سے زائد ہونا

(8) سال کا گزرنا (9) مال کا قرض سے پاک ہونا (10) مال نامی

زکوٰۃ واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمانی ہے۔ غیر مسلم سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح دوسری شرط آزاد ہونا ہے یعنی وہ کسی کا غلام نہ ہو۔ اسلام سے بہت پہلے ہی انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ جنہیں غلام کہا جاتا تھا۔ زکوٰۃ غلام پر واجب نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی تیسری شرط عاقل ہونا ہے کیونکہ یہ دیوانے یا مجنون پر لاگو نہیں ہے۔ وجوب زکوٰۃ کیلئے بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بچے پر زکوٰۃ نہیں لیکن باقی آئمہ کرام کے نزدیک بچے پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے مال کا بقدر نصاب ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ مال کی ایک معین مقدار پر زکوٰۃ فرض ہے جسے نصاب کہا جاتا ہے یہ مختلف چیزوں پر مختلف مقدار میں ہے۔

وجوب زکوٰۃ کیلئے مال کا مالک ہونا بھی شرط ہے۔ اِس کے لیے مال کی مکمل ملکیت شرط ہے۔ مال کا قبضہ میں ہونا بھی ضروری ہے۔اس طرح رہن میں رکھی چیز پر زکوٰۃ واجب الادا نہ ہوگی۔

وجوبِ زکوٰۃ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مال اصل حاجتوں سے زائد ہو۔ حاجات سے مراد ضروریات زندگی کی اشیا ہیں جن کے بغیر زندگی گزارنا نہائت مشکل ہو۔ اِن میں پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر، سواری کے جانور، استعمال ہونے والے ہتھیار، پیشہ وراوزار، اہل علم کی کتابیں، کھانے کے لیے غلّہ، برتن اور فرنیچر وغیرہ شامل ہیں۔ اِن پر زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہے۔ دستکاروں اور پیشہ وروں کے آلات زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں وہ صرف وہی ہیں جن سے کام لیا جاتا ہے یا روزی کمائی جاتی ہے۔ وہ فروخت کر کے نفع کمانے کی غرض سے نہ ہوں۔

زکوٰۃ کی اگلی شرط ایک سال کی مدت ہے۔ اِس شرط کا شمار مویشی، سونا، چاندی اور نقدی وغیرہ پر ہے۔ زرعی پیداوار پر اِس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مال کا قرض سے بے باک ہونے کا مطلب یہ ہے۔ زکوٰۃ دینے والے شخص کا قرض اُس کے مال زکوٰۃ سے منہا کر کے باقی مال پر زکوٰۃ دی جائے اگر قرض منہا کر کے مال نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی ایک شرط مال نامی ہے۔ نامی کے معنی ہیں بڑھنے والا۔ مال کا بڑھنا تو فعلِ تجارت سے ہوگا یا افزائش نسل کے لئے جنگلوں میں جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑ دینے سے ہوگا۔ یعنی جنگل میں وہ آزادی سے رہیں اور ان کی نسل بڑھے۔ لہٰذا مالِ تجارت اور چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ لازمی ہوگی۔

﴿زکوٰۃ کا نِصاب﴾

شریعت کی رُو سے مال و دولت، سونا چاندی، اور جانوروں وغیرہ پر ادائیگی زکوٰۃ کیلئے ایک خاص حد مقرر ہے جس کو نصاب کہتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس اتنی مقدار میں مال ہوگا تو وہ صاحب نصاب ہو جائیگا۔ اور اُس

Marfat.com

پرزکوٰۃ واجب ہوگی۔جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

سونے کانصابِ زکوٰۃ	ساڑھے سات تولہ(85 گرام)
چاندی کانصاب	ساڑھے باون تولہ
مالِ تجارت کانصاب	جو قیمت میں چاندی کے برابر ہو
اونٹ کانصاب	پانچ عدد(سائمہ)
	سائمہ چراگاہ میں چرنے والے جانور
گائے بھینس کانصاب	تیس عدد(سائمہ)
بھیڑ،بکری کانصاب	چالیس عدد(سائمہ)

فقہ حنفی میں زمین کی پیداوار پرکوئی خاص شرعی مقدارنصاب متعین نہ ہے۔ بلکہ زمین کی پیداوارکم ہو یا زیادہ وہ اس میں زکوٰۃ عشر یانصف عشر فرض ہے۔زکوٰۃ چارقسم کے مالوں پرفرض ہے۔اوّل ثمن یعنی سونا وچاندی دوئم سکہ رائج الوقت (روپیہ پیسہ کرنسی نوٹ)،سوئم مال تجارت (ہرقسم کا)،چہارم سائمہ یعنی چرائی کے مویشی یعنی اونٹ،گائے،بھینس،،بھیڑ،بکری وغیرہ وغیرہ۔

﴿سونے اور چاندی کی زکوٰۃ﴾

سونااور چاندی خواہ ڈلیوں کی صورت میں ہوخواہ زیورات کی شکل میں اگروہ اوپر بیان کردہ نصاب کے مطابق ہیں تو اُن پرزکوٰۃ فرض ہے۔سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے۔ قیمت کالحاظ نہیں سونا اگر ساڑھے سات تولے سے کم ہوتو اُس پرزکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح اگرچاندی ساڑھے باون تولہ سے کم ہوتو اُس پر زکوٰۃ نہیں۔اگرکسی کے پاس دونوں ہیں لیکن دونوں کی مقدارنصاب سے کم ہےتو دونوں کی قیمت نکال کردیکھیں اگردونوں مل کرنصاب کے برابر یازائد ہوں توزکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔

اسی طرح اگرکرنسی یعنی سکہ رائج الوقت روپیہ نوٹ وغیرہ اگرساڑھے باون تولہ چاندی یاساڑھے سات

Marfat.com

تولہ سونا کی مالیت کے برابر ہوں تو اُن پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔اگر کچھ نقدی ہے باقی سونا تو دونوں کی قیمت اگر نصاب کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔سونے چاندی کے وزن کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے سکتا ہے۔یا اُن کی مالیت کا چالیسواں حصہ دونوں میں جو مرضی ہو دے دے۔

مسئلہ:۔ اگر سونا خالص نہ ہو بلکہ اُس میں کھوٹ ملا ہو تو جو دھات زیادہ ملی ہوگی۔اُس پر قیاس کیا جائیگا۔اگر سونا زیادہ ہے تو سونا تصور کیا جائیگا۔اور زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

اُونٹوں کی زکوٰۃ

پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ فرض نہیں اور جب پانچ ہوں تو اُن میں سال بھر کی ایک بکری کی زکوٰۃ واجب ہے اور پھر 24 اونٹوں تک ہر پانچ پر سال بھر کی ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے۔

گائے و بھینس کی زکوٰۃ

سائمہ (یعنی جنگل میں چرنے والی) گائے یا بھینس کا نصاب زکوٰۃ تیس عدد ہے، تیس سے کم پر نہیں ہے۔تیس عدد گائے اور بھینسوں پر زکوٰۃ میں ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا کو دیا جائیگا۔39 کی تعداد تک یہی حکم ہے۔ اور 40 سے 59 تک پورے دو سال کا۔

جانوروں کی افزائش نسل کیلئے جن فارموں میں گائے یا بھینس پالی جاتی ہیں اور اُن سے تجارتی مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں تو ایسے جانوروں پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔اگر ڈیری فارم ہو جہاں مویشیوں سے دودھ وغیرہ حاصل کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔تو جانوروں پر زکوٰۃ نہ ہوگی بلکہ دودھ وغیرہ پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔کیوں کہ وہ سامان تجارت ہے۔تجارتی مال کے حساب سے اُس کی زکوٰۃ دی جائے۔

Marfat.com

﴿بکریوں ، بھیڑوں کی زکوٰۃ﴾

جنگل میں چرنے والی بکریاں جب چالیس ہوجائیں تو120 بکریوں تک زکوٰۃ میں ایک بکری دینا فرض ہے۔ جب120 سے زیادہ ہوجائیں تو200 تک دو بکریوں کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ جب200 سے زائد ہوں اور تین سو تک ہوں تو تین بکریوں کو زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔ اس طرح ہر100 پر ایک بکری زکوٰۃ میں دینا ہوگی۔ چالیس سے اگر کم ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے پاس اونٹ، گائیں اور بھیڑ بکریاں سب ہوں لیکن نصاب سے سب کم ہیں تو نصاب پورا کرنے کے لیے خلط یعنی ان کو باہم ملانا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ گھوڑے اور دیگر جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس طرح غلاموں پر بھی زکوٰۃ معاف ہے۔ اگر گھوڑے، گدھے اور خچر وغیرہ تجارت کیلئے پالے جائیں اور اُن کی تجارت کی جائے تو ان کا شمار مالِ تجارت میں ہوگا اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔

﴿مدفُون خزانے پر زکوٰۃ﴾

زمین کھودتے ہوئے اگر کسی شخص کو اپنی مملوکہ زمین سے کوئی دفینہ یا خزانہ مل جائے تو وہ سارا اُس کا ہوگا۔ اگر باہر سے ایسی جگہ سے خزانہ ملا جو مباح ہو یعنی اُس سے ہر کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہو وہ اس شخص کا ہوگا جسے ملے گا۔ جس شخص کو بھی مدفون خزانہ مل جائے اُس کو چاہیے کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں تقسیم کردے یا حکومت وقت کے زکوٰۃ فنڈ میں دے دے۔

﴿عُشر یعنی زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ﴾

عشر کے لغوی معنیٰ ہیں دسواں حصہ، اس سے مراد وہ حصہ ہے جو اللہ کی راہ میں دینے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ اسے حکومت وصول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

Marfat.com

قرآن میں اللہ کریم کا ارشاد ہے:

كُلُوْ مِنْ ثَمَرِهٖ اِذَا اَثْمَرَ وَاٰتُوْ حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْ ۔ط۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔

کھاؤ اُن کے پھل جب وہ پھل لائیں اور اُس کا حق (زکوٰۃ) ادا کرو جس دن وہ کٹیں اور بے جا خرچ نہ کرو۔ اللہ بے جا خرچ کرنیوالے کو پسند نہیں فرماتا۔

مفسرین کرام اِس پر متفق ہیں کہ اِس آیت سے مراد پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ اِس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس زمین کو آسمان یا چشمے سیراب کریں یا نہر کے پانی سے (بلا معاوضہ) سیراب کیا جاتا ہے۔ اُس میں عشر ہے اور جس زمین کو جانور پر لاد کر پانی دیا جاتا ہو اُس میں نصف عشر ہے۔

(2) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر اُس چیز میں جسے زمین نے نکالا عشر یا نصف عشر ہے۔ (اشۃ اللمعات) اور ارشاد فرمایا کہ جس زمین کو نہریں بلا معاوضہ سیراب کریں اُس میں عشر ہے اور جو زمین رہٹ (کنویں) وغیرہ سے سیراب ہو اُس میں نصف عشر ہے۔ (مسلم)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو زمین بارانی ہو یا چشموں، پہاڑی ندی نالوں یا نہر (بلا معاوضہ) سے بلا مشقت و معاوضہ سیراب کی جاتی ہو اُس کی پیداوار کی زکوٰۃ عشر (کل پیداوار کا دسواں حصہ) ادا کرنا فرض ہے جس زمین کا پانی خرید کر یا جانور پر لاد کر یا ٹیوب ویل یا ایسی نہر جس کا آبیانہ حکومت وصول کرتی ہو سے سیراب کیا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ نصف عشر یعنی کل پیداوار کا بیسواں حصہ فرض ہے۔

مسئلہ:۔ عشر واجب ہونے کیلئے عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ مجنون اور نابالغ کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہے۔ اِس میں سال کا گزرنا بھی شرط نہیں ہے بلکہ سال میں جتنی فصلیں بھی ہوں گی ان تمام پر عشر واجب ہے۔ اس میں پیداوار کا باقی رہنا اور زمین کا مالک ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ عشر واجب ہونے کا نصاب

Marfat.com

بھی شرط نہیں ہے بلکہ زمین کی پیداوار خواہ کم ہو یا زیادہ اُس میں زکوٰۃ (عشر یا نصف عشر) فرض ہے۔

مسئلہ:۔ زمین کی کل پیداوار کی زکوٰۃ (عشر یا نصف عشر) ادا کرنا واجب ہے اِس میں یہ جائز نہیں ہے کہ زراعت وکاشت کے اخراجات، مزدوروں کی اُجرت، سرکاری ٹیکس وغیرہ، بٹائی، آبیانہ، پانی کا حصہ یا خرچہ کی قیمت نکال کر بعد میں عشر یا نصف عشر نکالا جائے۔

مسئلہ:۔ فصل تیار ہونے یا پھل پکنے سے پہلے اگر کوئی شخص اسے بیچ ڈالے تو عشر کی ادائیگی بذمہ خریدار ہوگی۔ اگر فصل یا پھل پکنے کے بعد فروخت کیا تو عشر بیچنے والے کے ذمہ ہوگا۔ اسی طرح زمین جو کاشت کرتا ہے اُس کے ذمہ ہوتا ہے خواہ اُس نے زمین ٹھیکہ پر لی ہو۔ شراکت کی کاشتکاری میں ہر حصہ پر عشر واجب الادا ہے۔

مسئلہ:۔ عشر حکومت وقت کو دینا چاہیے اگر حکومت وصولی کا انتظام نہ کرے تو خود مستحقین میں تقسیم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی خوشی سے ادا نہ کرے تو حاکم وقت جبراً لے سکتا ہے۔

﴿زکوٰۃ کے مصارف﴾

اسلام نے جن لوگوں کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی ہے انہیں مصارف زکوٰۃ کہا جاتا ہے یہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جن کی وضاحت قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

ترجمہ: اور اُن میں کوئی وہ ہے کہ صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر اُن میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو بھی وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے اُن کو دیا اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہیں۔ زکوٰۃ تو فقرا، مساکین، عاملین، مولفۃ القلوب اور غلاموں کو آزاد کرنے کیلئے ہے اور قرض داروں کی قرضہ سے خلاصی کرانے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے۔ بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ (پ۱۰: توبہ ۵۸تا۶۰)

اللہ کریم نے مندرجہ بالا آیت میں زکوٰۃ کے مصارف واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں۔ اس آیت سے

Marfat.com

یہ بھی ظاہر ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے اللہ کریم کے حکم پاک کے مطابق ہی تقسیم زکوٰۃ کی ہے اور رسولِ خدا کی عطا اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس آیت مبارکہ کی رُو سے مندرجہ ذیل اشخاص زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

(1) **فقیر**:۔ فقیر اُسے کہتے ہیں جس کے پاس ضرورت کا کچھ مال تو ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ وہ اپنی تمام ضروریات زندگی کو پورا کر سکے بلکہ ضرورتمند ہی رہے۔ ضرورت مند، محتاج، اپاہج، بیوگان، یتیم اور نادار دینی طلبا کا شمار فقرا میں ہوتا ہے۔ فقیر وہ ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور تمام ضروریات زندگی پوری کرنے سے قاصر رہے فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ اُسے زکوٰۃ دیتے وقت اُس کے اکرام کو پیش نظر رکھیں۔ عالم دین کو حقیر سمجھ کر زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ (بہار شریعت)

(2) **مسکین**:۔ مسکین وہ ہے جو انتہائی تنگدست ہو اور مفلس ہو جو پیٹ بھر کر کھانے اور لباس پہننے کے لیے بھی دوسروں کا محتاج ہو۔ ایسے شخص کو سوال کرنا جائز ہے اور اُسے دینا بھی جائز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسکین وہ نہیں جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقمے لے کر ٹل جائے بلکہ مسکین وہ ہے جو بے پروائی کے برابر نہ پائے اور نہ اپنی حالت ایسی رکھے کہ کوئی پہچان لے اور اگر کوئی دے دے تو لے لے ورنہ خود کسی سے سوال نہ کرے۔

(3) **عامل**:۔ جو شخص حاکم اسلام کی طرف سے زکوٰۃ وصدقات اور عشر وغیرہ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہو اُسے عامل کہتے ہیں۔ عامل اگرچہ صاحبِ نصاب اور مالدار ہی کیوں نہ ہو اُس کی تنخواہ زکوٰۃ وصدقات سے ہی ادا ہوگی۔ دورِ رسالت اور بعد میں خلفائے راشدین کے ادوار میں بھی عاملین کا تقرر کیا گیا تھا۔

عامل کو زکوٰۃ کے لئے مسلمان اور عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے۔ اسلامی حکومت میں کسی غیر مسلم کو مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرنے پر نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ قرآنِ کریم کے مطابق وہ امین نہیں ہیں جبکہ عامل زکوٰۃ کے لیے امین ہونا ضروری ہے۔

(4) **مؤلفة القلوب**:۔ تالیف قلب سے مراد ہے دوسروں کی دلجوئی کرنا۔ ایسے لوگ جو ابھی مسلمان تو نہ ہوئے ہوں البتہ اُن کے دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہوں تو ایسے لوگوں کی دلجوئی زکوٰۃ سے کی جانی چاہیے۔

Marfat.com

تا کہ وہ کھلم کھلے مسلمان ہو جائیں۔ اسی طرح جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوں یا ابھی اسلام میں کمزور ہوں اُن کی دلجوئی کے لیے بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(5) **رقاب** :۔ قرآن پاک میں یہ الفاظ غلام اور باندی کو آزاد کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ دورِ قدیم میں غلاموں اور کنیزوں کو خریدا اور فروخت کیا جاتا تھا۔ اس لئے اللہ کریم نے زکوٰۃ میں اُن لوگوں کا بھی حصہ رکھا تا کہ وہ بھی آزادی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک میں کئی غلاموں کی آزادی زکوٰۃ کے عوض ممکن ہوئی۔

(6) **غارم** :۔ اِس سے مراد وہ مقروض آدمی ہے کہ اُس پر اتنا قرض ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد اُس کے پاس کچھ نہ بچے۔ ایسا مقروض آدمی بھی زکوٰۃ لینے کا حق دار ہے۔ جن کو کوئی مصیبت گھیر لے یا جن کا مال و اسباب کسی آفت کی نذر ہو جائے وہ اِس کے مستحق ہیں۔

(7) **فی سبیل اللّٰہ** :۔ اِس سے مراد راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے جبکہ بطورِ تملیک ہو کیوں کہ تملیک کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کسی مجاہد کو مصارفِ جہاد سواری یا زادِ راہ دینا، علم دین کے نادار طلباء کو دینا، اگر کوئی محتاج و نادار شخص حج کو جاتا ہو تو اُس کو بھی مال زکوٰۃ جائز ہے۔ دینی مدارس کو نادار طلباء کی تعلیم و رہائش وغیرہ کیلئے خرچ کرنے سے دوہرا ثواب میسر آتا ہے۔ ایک زکوٰۃ کا اور دوسرا تبلیغ دین میں تعاون کا۔

(8) **ابن السبیل** :۔ ابن سبیل مسافر کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ مسافر مراد ہیں جن کے پاس زادِ راہ یا خرچہ نہ ہو۔ یہ بھی زکوٰۃ کے حق دار ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ مسافر اتنی ہی زکوٰۃ لے جس سے وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے۔

زکوٰۃ دینے والے کو یہ اختیار رہے کہ وہ مندرجہ بالا حق داروں کو دے اور مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیا جائے کہ اُس دن اُسے سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ نیز اُس کے حالات اور گھریلو ضروریات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر زکوٰۃ دی جائے۔

Marfat.com

﴿زکوٰۃ کے ضروری مسائل﴾

مسئلہ:۔ ایسے رشتہ دار جن کی کفالت زکوٰۃ دینے والے کے ذمّے نہ ہو انہیں زکوٰۃ دینی جائز ہے بشرطیکہ وہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں۔ البتہ قریبی رشتہ داروں جن کی کفالت اور نفقہ زکوٰۃ دینے والے کے ذمّے ہو انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا والدین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ کیوں کہ والدین جب تک اولاد کے ساتھ رہتے ہیں تو اُن کی گزراوقات مشترکہ ہوتی ہے۔ اسلئے انہیں زکوٰۃ دینے کا مطلب اپنے کو ہی زکوٰۃ دینا ہوا۔

مسئلہ:۔ شوہر کا اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ دونوں کا ایک ہی گھر ہوتا ہے۔ بہن بھائیوں کو اس وقت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جب وہ علیحدہ رہتے ہوں اور زکوٰۃ کے حق دار ہوں۔ اسی طرح اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا صلہ رحمی سے بھی تعلق ہے۔ اس لئے انہیں مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینا زیادہ بہتر اور باعث ثواب ہے

مسئلہ:۔ اہل سادات پر زکوٰۃ حرام ہے اس کی وجہ آل رسول ﷺ کا تقدس اور ادب ہے۔ اس لئے سیدوں کو ہدیہ دینا چاہئے نہ کہ زکوٰۃ۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ دینے والے پر یہ ضروری ہے کہ وہ زکوٰۃ حلال رزق سے ہو اور جس مال کی زکوٰۃ دی جارہی ہے وہ بھی رزق حلال ہو۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ خفیہ طور پر اور چپکے سے دینا زیادہ بہتر ہے تاکہ نفس میں ریاکاری نہ آئے۔ ریاکاری سے نیکی کا اجر ضائع ہوجاتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ریاکاری یعنی دکھلاوہ پسند نہیں ہے وہ اخلاص وللّٰہیت کو پسند فرماتا ہے۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ دیتے وقت یہ خیال بھی ہونا چاہئے کہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور نہ ہی زکوٰۃ دینے کے بعد کسی پر احسان جتلانا چاہیے کیوں کہ اللہ کی راہ میں اُس کی رضا کے لئے دی گئی چیز پر احسان جتلانا ناجائز ہے اس طرح ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ دے کر اس کا بدلہ چاہنا کہ وہ شکرگزار رہے اور خدمت و تعظیم کرے، بے جا کہنا مانے یا اس سے کام کاج کروائے ایسے اُمور احسان کا بدلہ ہوں گے جو کہ جائز نہیں ہیں۔ بلکہ زکوٰۃ دے کر اللہ کریم کا شکرگزار اور احسان مند ہو کہ اس نے اپنی مخلوق کا ایک آدمی اس کے پاس حاجت مند بنا کر

Marfat.com

بھیجا اور اس کو مال زکوٰۃ دینے کی توفیق بخشی۔

مسئلہ :۔ زکوٰۃ دیتے وقت اشد ضرورت مند کو ترجیح دی جائے کہ اس سے زیادہ ثواب حاصل ہوگا۔ زیادہ ضرورت مند تلاش کرنے میں اگر کوشش و محنت کی جائے تو زیادہ اجر و ثواب حاصل ہوگا۔

صدقہ فطر

رمضان المبارک کے روزے ختم ہونے کے بعد جو صدقہ واجب ہوتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ اس صدقہ کو نماز عید پڑھنے سے پہلے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔ احادیث مبارکہ کے مطابق اس کی مقدار ایک صاع کھجور یا آدھا صاع گندم کا قیمت کے برابر ہوتی ہے۔ اگر اس کی ادائیگی نہ کی جائے تو بندے کے روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں اور قبول نہیں ہوتے۔

مسئلہ :۔ نصف صاع سے مراد سوا دو سیر یعنی دو کلو 235 گرام وزن کے برابر چیز ہے۔ اسی طرح صاع سے مراد 4 کلو 470 گرام وزن کے برابر چیز ہے۔ لیکن قیمت ادا کرنا زیادہ بہتر ہے (قیمت کا تعین کرتے وقت اچھی قسم کا ریٹ لگائیں نہ کہ ہلکی قسم کی چیز کا کیونکہ بازار میں ہلکی قسم کی چیز کا ریٹ کم ہوتا ہے اور اچھی کا زیادہ)۔

مسئلہ:۔ صدقہ فطر واجب ہے عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دیں کیونکہ ادا نہ کرنے سے ساقط نہیں ہوا اور نہ ہی اب ادا کرنا قضا ہے۔ اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ:۔ صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی عذر سفر، بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے یا بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔

مسئلہ:۔ جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اُس پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہو یا اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن ضروری سامان اتنا ہے کہ جس پر زکوٰۃ کا اطلاق ہوتا ہے۔ تو اُس پر نماز عید سے قبل صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ اور اس میں زکوٰۃ کی طرح عاقل، بالغ یا مال نامی ہونے کی شرط بھی نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح صادق ہونے

Marfat.com

سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا۔ اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

مسئلہ:۔ صدقہ فطر ہر زندہ انسان پر واجب ہے۔ لہٰذا اگر مر گیا تو اُس کے مال سے ادا نہیں کیا جائیگا۔

مسئلہ:۔ نابالغ یا مجنون اگر صاحب نصاب ہیں تو اُن پر صدقہ فطر واجب ہے اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے۔

مسئلہ:۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے انہیں فطرہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے سوائے عامل کے جس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (درمختار)

﴿فضائل نفلی صدقات و خیرات﴾

زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ واجبی صدقات ہیں۔ ان کے علاوہ اللہ کریم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے مال سے خرچ کرنا نفلی صدقہ یا خیرات کے زمرہ میں آتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے خیرات و صدقات پر زور دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اس کی بہت ترغیب دی ہے۔ اس کے فضائل کے بارے احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں ہیں لیکن ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

سخی اور قرب الٰھی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اور بخیل شخص اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں سے دور ہوتا ہے اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پیارا ہوتا ہے بہ نسبت بخیل عابد کے۔ (ترمذی شریف)

ایک کھجور کا اجر پہاڑ برابر:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص

Marfat.com

صدقہ دیتا ہے خواہ ایک کھجور جتنا ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے بشرطیکہ وہ پاک کمائی سے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول و پسند فرماتا ہے۔ پھر وہ اس صدقہ کی پرورش کرتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے حتّٰی کہ ایک کھجور ایک پہاڑ برابر ہو جاتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

اپنا اور وارث کا مال:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم میں کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے اپنا مال عزیز نہ ہو تو اُس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو آگے روانہ کر چکا ہے اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ وارث کا مال ہے۔ (بخاری شریف)

اپنا اور پرایا مال:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے، وہ میرا مال ہے۔ بندے کو اسکے مال سے تین قسم کا فائدہ ہوتا ہے۔ کھا پی کر ختم کر دے یا پہن کر پرانا کر دے یا کسی کو دے کر آخرت کے لیے جمع کر لے۔ اسکے سوا باقی مال دنیا سے جاتے وقت وہ دوسروں کے لیے چھوڑ جائے گا (جس سے اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا)۔ (مسلم شریف)

فرشتوں کی دُعا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر صبح آسمان سے دو فرشتے اتر کر دُعا کرتے ہیں۔ ایک دُعا مانگتا ہے الٰہی اچھے کاموں میں خرچ کرنیوالوں کو زیادہ مال و دولت دے۔ دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کے مال کو تباہ و برباد کر دے۔ (بخاری، مسلم)

صدقہ رشتہ دار کو دینا:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابنِ آدم بچے ہوئے مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور اس کا روکنا یعنی راہ خدا میں نہ دینا تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر تو ملامت نہیں۔ اور صدقہ دینا پہلے اُن سے شروع کرو جو تمہاری پرورش میں ہیں یعنی اہل و عیال اور قریبی رشتہ دار۔ (ترمذی شریف)

ایک درھم ایک لاکھ سے بڑھ گیا:۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک درھم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کس طرح؟ فرمایا ایک آدمی کے پاس بہت مال و دولت ہے

Marfat.com

اُس نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم خیرات کیے لیکن ایک غریب کے پاس صرف دو ہی درہم تھے اور اُس نے ایک خیرات کر دیا تو اُس غریب کا ایک درہم اس دولت مند کے لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ (نسائی)

خرچ کرو اور شمار نہ کرو:۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا راہِ خدا میں خرچ کرو اور شمار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن کر اور شمار کر کے دیگا اور راہِ خدا میں دینے سے ہاتھ بند نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر دینا بند کر دے گا۔ جتنی تجھے توفیق واستطاعت ہو راہِ خدا میں خرچ کرتی رہو۔ (بخاری)

رشتہ دار کو دینے کا دُھرا ثواب:۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسکین و محتاج کو صدقہ دینے کا تو صرف ایک ثواب ہوتا ہے۔ لیکن رشتہ دار کو دینے کا دُہرا ثواب ہوتا ہے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کا۔ (نسائی شریف)

ایک لقمہ کا صدقہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ روٹی کا ایک لقمہ صدقہ کرنے کی وجہ سے تین آدمی جنت میں داخل کیے جاتے ہیں ایک حکم دینے والا، دوسرا پکانے والا تیسرا وہ نوکر جس نے روٹی کا وہ لقمہ مسکین کو جا کر دیا۔ (طبرانی)

ایک کھجور کی خیرات:۔ حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی ایک کھجور خیرات کر کے دوزخ سے بچ سکتا ہے تو اُس کو چاہیے کہ اپنی جان کو دوزخ سے بچائے۔ (بخاری و مسلم)

صدقہ مصیبت ٹالتا ہے:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ صدقہ وخیرات دینے میں جلدی کرو کیوں کہ بلا مصیبت کو نہیں پھلانگ سکتی۔ یعنی صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔

(زرین)

بھوکے کو کھلانا افضل :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا افضل ترین صدقہ بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ (بیہقی)

ایسے ہی ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے اور پانی پلانے سے دوزخ سات

Marfat.com

خندق (ساڑھے سات ہزار سال) کی راہ کی مقدار دُور کر دی جاتی ہے۔ (مستدرک حاکم)

تندرستی کا ایک درہم:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کا اپنی زندگی وصحت میں ایک درہم صدقہ کرنا مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد)

صدقہ اور قبر:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ وخیرات دینے والے قبر کی آگ اور حرارت سے محفوظ ہوں گے اور صدقہ قبر کی آگ کو بُجھا دیتا ہے۔ (طبرانی)

صدقہ کا سایہ :۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی دوسری روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُس (پچاس ہزار سال کے) دن لوگ حساب وکتاب میں مبتلا ہوں گے لیکن صدقہ دینے والے اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوں گے۔ (مسند احمد)

خدا تُجھ پر خرچ کریگا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم فرماتا ہے تو میرے محتاج بندوں پر اور دین کے نام کو آگے بڑھانے میں خرچ کرے گا تو میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

(بخاری ومسلم)

Marfat.com

بابِ چہارم:

حقوق العباد

خالق کائنات نے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے جس میں بنی نوع انسان بھی شامل ہے۔ پھر ہر کسی کے رزق کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ کسی کو اتنا رزق دیا کہ شمار میں نہیں اور کسی کو اتنا دیا کہ دو وقت پیٹ بھرنا بھی مشکل، کسی کو عقل و دانش زیادہ دے دی اور کسی کو کم، کسی کو خوبصورت اور حسین بنایا اور کسی کو اس سے محروم رکھا، کسی کو صحت و تندرستی دی تو کسی کو معذوری، کسی کو گورا بنایا اور کسی کو کالا، لیکن بحیثیت انسان سب کو برابر سمجھا۔ کوئی فقیر ہو یا بادشاہ، آقا ہو یا غلام، محکوم ہو یا حاکم، عورت ہو یا مرد سب اس کی نگاہ میں ایک جیسے ہیں۔ البتہ جانچ اور آزمائش کے لیے اس نے اپنے بندوں کے باہمی میل جول، تعلقات و معاشرت اور برتاؤ و سلوک میں کچھ حدود ضرور متعین کی ہیں تا کہ کوئی کسی کا حق نہ مارے اور نہ ہی حق تلفی کرے۔ انہی حدود کو حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ان حقوق کی حفاظت کا جو اہتمام کیا گیا ہے وہ کسی اور دین میں نہیں ملتا۔ انسانوں کا ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر خواہی کرنا اور دکھ درد میں شریک ہونا، بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، بیماروں کی بیمار پرسی کرنا، غرباء و مساکین کی مالی مدد کرنا، مظلوموں کی دادرسی کرنا، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، ہمسایوں کی خبر گیری کرنا، اور غلاموں اور محکوموں سے اچھا سلوک کرنا، سب حقوق العباد میں شامل ہیں۔ دینِ اسلام میں جس طرح حقوق اللہ کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی بھی نہائت اہم ہے جسے ادا کیے بغیر روزِ محشر میں نجات اور چھٹکارا بہت مشکل ہے۔ آجکل جس طرح حقوق العباد کی پائمالی ہو رہی ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ اس لیے ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ میں متعین کردہ حقوق العباد کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے تا کہ مسلمان اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔

Marfat.com

﴿والدین کے حقوق﴾

اطاعت والدین بحُکمِ الٰھی:۔ ''اورآپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرواور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ والدین میں سے اگر تمہاری موجودگی میں کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اُن کے سامنے اُف تک نہ کہو۔ اورانہیں مت جھڑکو ان سے نرمی سے بات کرواوران پر مہربان ہوکر عاجزی کے بازو جھکا دواور اپنے رب سے دعا کرو کہ جس طرح انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا ایسے ہی تو اُن پر رحم فرما''۔(پ15 بنی اسرائیل)

''اورہم نے انسان کواپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی والدہ نے بڑی تکلیف کے ساتھ اسے اٹھائے رکھا اوراسے جنم دینے میں بھی تکلیف برداشت کی اوراس کے حمل اور دُودھ چھڑانے تک تین سال گزر گئے۔ حتیٰ کہ جب وہ پوری طرح نشوونما پا گیا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اس نے کہا میرے رب مجھے اپنی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے وہ نعمت جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے تا کہ میں تیری رضا کے مطابق صالح عمل کروں اور میرے اولاد کو اصلاح پر قائم رکھ بے شک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔(پارہ:26 احقاف 15)

اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا خدا کے نزدیک کونسا کام زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا ۔میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔(بخاری شریف)

مقبُول حج کا ثواب:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بیٹا ایسا نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہِ رحمت سے دیکھے مگر ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے حج مبرور لکھ دیتا ہے۔لوگ عرض گزار ہوئے خواہ روزانہ سو دفعہ؟ فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور بہت پاک

Marfat.com

ہے۔ (بیہقی)

رزق میں اضافہ اور عمر کی درازی:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کی عمر دراز ہو اور رزق میں اضافہ ہو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک اور بھلائی کرے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔ (درِ منثور ج4)

والدین ھی جنت اور دوزخ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے فرمایا وہی تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

جنت ماں کے قدموں میں:۔ حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میرے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اسے نہ چھوڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے۔

ماں کے چہرے کا بوسہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لئے جہنم کے آگ سے حجاب ہوگا۔ (بیہقی)

مال پر والد کا حق:۔ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ اُس کا باپ عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ وہ کمزور تھا اور میں قوی، وہ محتاج تھا میں مال دار تو میں اپنی مِلک سے اسے منع نہ کرتا تھا۔ آج میں کمزور ہو گیا ہوں اور یہ مال دار ہے۔ یہ مجھے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام رونے لگے اور فرمایا کوئی پتھر اور ڈھیلا بھی سنے گا تو رونے

Marfat.com

لگے گا پھر آپ ﷺ نے لڑکے سے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے والد نے اپنے والد محترم سے روائت کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی ہے اور میرے والد محترم میرے مال کے محتاج ہیں فرمایا تم اور تمہارا مال سب تمہارے والد کا ہے۔ تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی سے ہے پس تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

والد بهشت کا دروازه:۔ حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ باپ بہشت کے بہترین دروازوں میں سے ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے تو کھودے۔ (ابن ماجہ)

والد کا ادب کیسے کرنا هے؟:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد محترم ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے باپ کے آگے مت چلنا (جب بیٹھنے لگو تو) باپ سے پہلے مت بیٹھنا۔ اپنے والد کو نام لے کر مت پکارنا اور اس کی وجہ سے کسی کو گالی مت دینا۔ (درمنثور)

بیوی سے زیاده باپ کا حق:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اسے طلاق دے دو تو میں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر اس بات کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اسے طلاق دے دو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

رحمت اللعالمین ﷺ کی ناراضگی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو، اس کی ناک خاک آلودہ ہو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کس کی؟ فرمایا جو بڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کو پائے دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو پھر بھی

Marfat.com

جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

ماں کا حق کبھی ادا نہیں ہوتا:۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں زندہ ہے میں اس کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتا اس پر بھی وہ بدزبانی سے مجھے ستاتی ہے۔ اب میں کیا کروں؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کا حق ادا کرتا رہ۔ سو قسم ہے خدا کی اگر تو اپنے گوشت کا ٹکڑا اُسے دے ڈالے جب بھی اُس کا چوتھائی حق ادا نہ ہوگا۔ کیا تجھے معلوم نہیں ماں کے قدموں کے نیچے بہشت ہے۔ یہ سن کر وہ بولا خدا کی قسم اب میں اسے کچھ نہ کہوں گا۔ پھر اپنی ماں کے پاس آیا اور اس کے دونوں قدم چوم کر بولا اے ماں رسولِ خدا ﷺ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (عن عثمان بن حسن رواۃ الناصحین)

والدین کو ستانے کی سزا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر قسم کے گناہوں میں جتنے چاہے اللہ بخش دے مگر ماں باپ کو ستانے کا گناہ نہیں بخشے گا۔ سو بے شک اللہ تعالیٰ ماں باپ کے ستانے والے کو موت سے پہلے زندگی ہی میں جلد سزا دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ اللہ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا نہ اُن کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف نگاہ کرے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون شخص ہے؟ فرمایا اپنے ماں باپ سے بے تعلق اور بے رغبت ہونے والا۔ (مسند امام احمد)

فوت شدہ والدین کے لئے دعا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک بندے کے والدین فوت ہو جاتے ہیں یا ان میں سے ایک اور وہ اُن کا نافرمان تھا لیکن ہمیشہ ان دونوں کے لئے دُعا اور استغفار کرتا رہے تو آخر کار اللہ تعالیٰ اسے نیک لوگوں میں لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی)

فوت شدہ والدین کی طرف سے صدقہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض

Marfat.com

کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔ میرا خیال ہے اگر وہ بات کہتی تو صدقہ کی بات کہتی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (بخاری)

﴿ماں باپ کی خوشنودی حاصل کرنیکا طریقہ﴾

(1)..... ماں باپ اگر تمھیں بلائیں تو جواب میں جی امی جی اور جی ابو جی کہنا چاہیے۔ یعنی دو دفعہ "جی" کہہ کے جواب دیں۔

(2)..... بڑے بھائی کو جواب میں جی بھائی جان اور بڑی بہن کو جی باجی جان کہنا چاہیے۔

(3)... اگر خود والدین یا بڑے بھائی، بہن کو بلانا ہو تو امی جان ابو جان بھائی جان اور باجی جان کہنا چاہیے۔

(4)..... والدین یا بڑے بہن بھائی اگر کوئی کام کہیں تو اپنا کام چھوڑ کر پہلے اُن کا کام کریں۔

(5)..... اگر والدین کے کہنے سے پہلے ہی اُن کا کام کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

(6)..... ماں اور باپ کی آمد پر ادباً کھڑے ہو جانا چاہیے۔

(7) ماں باپ کے کہنے کے بغیر ہی رات کو اکثر اُن کے پاؤں دبانا چاہیے۔

(8)..... کبھی کبھی ماں باپ کے ہاتھوں کو بوسہ بھی دیتے رہنا چاہیے۔

(9)..... ماں باپ کو گھر میں آتے اور جاتے سلام کرنا چاہیے۔

(10)..... اگر کوئی اہم کام کرنا ہو تو والدین سے اجازت لینی چاہیے اگر وہ کسی کام سے روکیں تو وہ کام نہ کریں۔

(11)..... ماں باپ اور بڑوں کی باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیے نہ ہی کسی کی طرف داری کرنی چاہیے۔ ماں اور باپ دونوں کو ایک ہی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔

(12)..... والدین سے اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کراتے رہیں کہ اللہ کریم والدین کی دُعا کو اولاد کے حق میں زیادہ قبول فرماتے ہیں۔

Marfat.com

﴿مُسلمانوں کے باھمی حقوق﴾

مؤمنین کی آپس میں محبت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن اُلفت کرنے والا ہے اور اِس میں کوئی بھلائی نہیں جو اُلفت نہ کرے اور اس سے اُلفت نہ کی جائے۔ (بیہقی)

مومنین ایک ھی جسم کی مانند:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ایمان والے ایک جسم کی طرح ہیں اگر آنکھ کو تکلیف ہو جائے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (بخاری)

ظالم اور مظلوم کی مدد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد تو کروں لیکن ظالم کی کیسے مدد کروں؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو یہی تمہارا اس کی مدد کرنا ہے۔ (بخاری)

مسکرا دینا بھی صدقہ ھے:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کے روبرو مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ تمہارا نیکی کی ترغیب دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ تمہارا بھٹکے ہوئے کو سیدھا راہ دکھانا صدقہ ہے۔ کمزور نظر والے کی مدد کرنا تمہارے لئے صدقہ کے برابر ہے۔ راستہ سے پتھر ہٹا دینا، ہڈی ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور ڈول سے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈالنا صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف)

سلام کرنا اور اس کا جواب دینا:۔ بحیثیت مسلمان ہر مسلمان کا حق ہے کہ ہر واقف کار

Marfat.com

سے خصوصاً اور ناواقف سے عموماً سلام کہے۔ اور وہ اس کا جواب دے کیوں کہ اسلام کی سب سے بنیادی اِخلاقی تعلیم ملاقات کے وقت سلام کہنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جب تک مومن نہ بنو گے جنت میں داخل نہ ہو گے اور تم مومن نہ بنو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اِس کو عمل میں لاؤ تو تم آپس میں محبت کرنے لگو تم آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اُن کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

حاجت برآری کا صلہ:۔ مسلمان بھائی کا ایک حق یہ ہے کہ اگر اسے کوئی حاجت درپیش ہو تو دوسرے مسلمان اس کی حاجت برآری کر دیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے تو اللہ قیامت کی تکلیفوں میں اس کی ایک تکلیف دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے اُمتی کی حاجت پوری کی اور ارادہ یہ ہو کہ اس سے خوش ہو جائے تو اس نے مجھے خوش کیا۔ جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ جس نے اللہ کو خوش کیا تو وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے اپنے بے لباس مسلمان کو لباس پہنایا تو اللہ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا اور جس نے اپنے بھوکے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا تو اللہ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور پیاسے مسلمان بھائی کو پانی پلاتا ہے اللہ اس کو جنت کی

Marfat.com

مہر لگی شراب سے سیراب فرمائے گا۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

دُعا کی قبُولیت:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی عدم موجودگی میں اگر اُس کا کوئی بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کیلئے بھی ویسی ہی دُعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روائت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ قسم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا جو بدلہ کے طور پر ہو، حاجی کی دعا جب حج سے لوٹے، مجاہد کی دعا جب وہ جنگ سے بیٹھے، ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اُس کی عدم موجودگی میں دعا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک بھائی کی عدم موجودگی میں دوسرے بھائی نے کی۔ (بیہقی)

تحفظ جان ومال و آبرو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ ذلیل کرے اور نہ تحقیر کرے۔ تقویٰ یہاں ہے اور تین دفعہ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کو برائی سے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون مال اور آبرو حرام ہے۔ (مسلم)

اللہ کے ذمہ کرم پر:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جو مسلمان اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دور رکھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے''۔ (شرح السنہ)

بیماری میں عیادت کا حق:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو قید سے چھڑاؤ۔ (بخاری)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اپنے بندوں) سے فرمائے گا۔اے ابن آدم !میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی بندہ کہے گا اے خداوند تو ربّ العالمین ہے میں تیری کس طرح عیادت کرتا؟ اللہ کریم فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا لیکن تو نے مجھے کھانا نہ دیا بندہ کہے گا۔خداوند تو تو ربّ العالمین ہے میں تجھے کھانا کس طرح دیتا؟ رب کریم فرمائے گا تجھ سے میرفلاں بندے نے کھانا طلب کیا لیکن تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اُسے کھانا کھلا دیتا تو اس کا ثواب مجھ سے پاتا۔اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا بندہ کہے گا۔یاربّ العالمین میں تجھے کیسے پانی پلاتا تُو تو رب العالمین ہے؟ رب کریم فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہ پلایا کیا تجھے معلوم نہ تھا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا مجھے اس کے قریب پاتا۔(مسلم)

پہاڑوں کی مانند ثواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو جنازہ میں شریک ہوا یہاں تک کہ صلوٰۃ الجنازہ ادا کی گئی تو اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے اور جس نے جنازہ میں شرکت کی اور وہیں رہا یہاں تک کہ اسے دفن کر دیا گیا تو اس کیلئے اجر و ثواب دو قیراط ہیں۔عرض کی گئی قیراط کتنے بڑے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔

﴿پڑوسی کے حقوق﴾

پڑوسی کا حق قرآن میں:۔ اور خدا ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں، محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمھارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ

Marfat.com

اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور تکبّر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

(پارہ۵ : نساء،۳۶)

پڑوسی نیک سلُوک کا مُستحق:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہمسایہ کا احترام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یا تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہوتے ہیں؟ اور پھر ان حقوق کا شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمسایہ کا حق جب ادا ہوتا ہے کہ:

☆ اگر اسے مدد کی ضروت ہو تو اس کی مدد کرو۔

☆ اگر وہ کچھ قرض یا ادھار مانگے تو اسے دو۔

☆ اگر وہ غریب ہو تو اس کی حاجت روائی کرو۔

☆ اگر بیمار ہو تو تیمارداری کرو۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

☆ اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہو تو اس کی مسرت و شادمانی میں شریک ہو کر اسے مبارکباد دو اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو اس کے رنج غم میں شریک ہو۔

☆ اپنے گھر کی دیوار اتنی اونچی نہ لے جاؤ کے اس کے گھر میں ہوا کی آمد و رفت بند ہو جائے۔

☆ اگر کوئی میوہ یا ترکاری گھر لاؤ تو اس کے ہاں بھجواؤ اور ایسا نہ کر سکو تو یہ بات اس سے پوشیدہ رکھو۔

☆ اپنے بچوں کو اس چیز کی اجازت نہ دو کہ وہ باہر ہمسائے کے دروازے کے سامنے جا کر ان کے بچوں کو تنگ کریں کہ اس سے خواہ مخواہ بڑوں کے درمیان رنجش پیدا ہونے کا امکان ہے۔

ہمسایہ کا حق وراثت:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

Marfat.com

فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اتنی تاکید کی کہ مجھے یہ گمان ہو گیا کہ یہ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری)

ہمسایہ کو کھانا کھلانا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر جب شوربا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (مسلم)

رحمت اللعالمین ﷺ کی ناراضگی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کیا بات ہے میں تمہیں اس بات سے اعراض کرتے دیکھتا ہوں میں ضرور یہ مسئلہ تمہاری گردنوں پر دے ماروں گا۔ (مسلم)

جذبہ ایثار کا زمانہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ دینار اور درھم کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا۔ اب ایسا زمانہ آ گیا ہے دینار اور درھم ہم کو مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی ایسے ہوں گے جنھوں نے اپنے اپنے پڑوسیوں کو پکڑ رکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ اے رب اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے احسان وسلوک سے محروم رکھا تھا۔ (درمنثور)

حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کی خوش بختیوں میں سے یہ ہے کہ اسے دنیا میں وسیع مکان، نیک ہمسایہ اور پسندیدہ سواری مل جائے۔

(الادب المفرد)

حق ہمسائیگی کا معیار:۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا پڑوسی کون ہے؟ انہوں نے

Marfat.com

فرمایا چالیس گھر آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس داہنی اور چالیس باہنی طرف۔ (الادب المفرد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت میں سب سے پہلا جھگڑا پیش کرنے والے دو ہمسائے ہوں گے۔ (احمد)

ہمسایہ کو تحفہ دینا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ جانے اگر چہ بکری کا کھر ہی ہو۔ (بخاری)

ہمسایہ کو اذیت دینا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کون یا رسول اللہ ﷺ؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کے ایذا سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (بخاری)

پڑوسی کو ایذا دینا:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اخلاق کو اس طرح تقسیم کیا ہے جیسے تمہارے درمیان روزی تقسیم کی ہے۔ اللہ دنیا دیتا ہے جس سے محبت کرے اور جس سے محبت نہ کرے۔ لیکن دین اُسی کو دیتا ہے جس سے محبت کرے۔ جس کو اللہ نے دین دِیا اسے پسند فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان ہو جائے اور ایمان والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ بے خوف نہ ہو۔ (احمد۔ بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا سامان گھر سے نکال کہ راستہ میں رکھ دو۔ وہ گیا اس نے ایسے ہی کیا لوگ وہاں جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے میں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے سامان کو گھر سے نکال کر راستہ میں پھینک دو۔ یہ بات سن کر لوگ کہنے لگے اے اللہ اس پر لعنت کر، اے اللہ اس کو رسواء کر۔ یہ بات جب ہمسائے تک

Marfat.com

پہنچی تو اس نے کہا گھر لوٹ آؤ اب تمہیں کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ (الادب المفرد)

فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا دی اُسنے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی۔ جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی۔ جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔ فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔ (ترغیب وترہیب)

جھنمی عورت اور جنتی عورت میں فرق:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کا نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور خیرات کرنے کا چرچہ ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ فرمایا وہ جہنمی ہے۔ پھر عرض گزار ہوا فلاں عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ دینے اور نمازیں پڑھنے میں مشہور ہے۔ وہ پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنتی ہے۔ (احمد۔ بیہقی)

پڑوسی کی درجہ بندی:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں میں ہدیہ کس کو بھیجا کروں؟ فرمایا جس کا دروازہ تیرے گھر سے نزدیک ہے اس کو بھیجا کر۔ (بخاری)

﴿صِلہ رحمی (رشتہ داروں کے حقوق)﴾

ارشاداتِ ربّانی:۔ ''اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں (رشتہ داروں) کے ساتھ احسان کرو''۔ (پارہ ۴ سورۃ النساء ۳۶)

''بے شک اللہ انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ تمہیں وعظ کرتا ہے تا کہ تمھیں نصیحت حاصل

Marfat.com

ہو''۔(پارہ۱۴ سورۃ النحل ۹)

''اوراللہ سے ڈروجس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہواوررشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھو بے شک اللہ تم پرنگرانی کررہا ہے''۔(پارہ۴ سورۃ النساء)

'' آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیاخرچ کریں؟فرمادیجیے جوخرچ کرواس میں والدین، رشتہ داروں، نیامی، مساکین اورمسافروں کی بہتری کومدنظررکھو۔جونیکی تم کروگے تواللہ اسے خوب جانتا ہے''۔(پارہ۲ سورۃ البقرہ ۲۱۵)

رزق میں فراخی کا سبب:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی کشادہ ہواوراس کی عمر میں زیادتی ہوتو اسے چاہیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔(بخاری)

صدقہ کازیادہ حق دار: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسکینوں کوصدقہ دینا ایک صدقہ ہےاوررشتہ داروں کودینے میں دُوہرا ثواب ہےایک صدقہ کااوردوسرا صلہ رحمی کا۔(احمد)

بُرے سلُوک کے جواب میں اچھا سلُوک:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن سے میں تعلق قائم کرتا ہوں مگروہ بے تعلقی کا برتاؤ کرتے ہیں۔میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں مگروہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں۔میں ان کی حرکتوں کو برداشت کرتا ہوں مگروہ جہالت پراُتر آتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگرایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا ہےتو گویا تم انہیں گرم راکھ پھنکاررہے ہواورتمہارے ساتھ تم جب تک ایسا کرتے رہو گےان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے خدا کی طرف سے ایک فرشتہ رہے گا۔(مسلم)

ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھامیں کس کے ساتھ نیکی کروں؟فرمایااپنی ماں کے ساتھ۔عرض گزارہوا کہ پھر؟فرمایااپنی ماں کے ساتھ۔عرض گزارہوا پھر؟فرمایااپنے باپ کے ساتھ پھرفرمایاجوزیادہ قریبی رشتہ دارہو۔(ترمذی۔ابوداؤد)

Marfat.com

بڑے بھائی کا حق:۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا اپنے چھوٹے بھائیوں پر ایسا حق ہے جیسا باپ کا اپنے بیٹوں پر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک دِینار ہے میں اس کا کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے اوپر خرچ کرو تو اس نے کہا ایک دِینار اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ سائل نے عرض کی ان دو دیناروں کے علاوہ اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو تو وہ کہنے لگا ان تینوں کے علاوہ ایک اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے خادم پر خرچ کرو۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ ایک اور بھی ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تمہیں اختیار ہے اور تم بہتر جان سکتے ہو۔ (ابوداؤد۔نسائی)

رشتہ دار کو دینے سے دُوھرا ثواب:۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی رسول اللہ ﷺ کی حیات میں آزاد کی اور اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو زیادہ ثواب ملتا۔ (بخاری)

صلہ رحمی کیا ھے؟:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں۔ صلہ رحمی کرنے والے وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے (اچھا سلوک کرے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رحم رحمٰن سے نکلا ہے لہٰذا خدا نے اس کو کہہ دیا ہے جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑوں گا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنی نسبتوں کو یاد رکھو جس سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو کیوں کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک خاندان میں محبت مال میں کثرت اور عمر میں برکت پیدا کرتا ہے۔ (ترمذی)

بھلائی کا جواب بھلائی سے :۔ رِسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے نہ

Marfat.com

بنو جو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کرینگے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے۔ بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمھارے ساتھ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اگر زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کر، محروم کرنے والے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں اس سے درگزر کر۔ (طبرانی)

﴿خاوند کے حقوق﴾

فرامین الٰہی:

☆ ''مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے''۔ (پ۲ : البقرہ ۲۲۸)

☆ ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ پس نیک فرمان بردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مار کی سزا دو۔ پھر اگر وہ تمھارے حکم میں آجائیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ بڑا بلند اور بڑی بڑائی والا ہے''۔ (پ۵ : سورۃ النساء ۳۴)

اگر سجدہ جائز ہوتا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔ اگر مرد اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر اٹھا کر لیجائے تو اس پر اس کی تعمیل واجب ہوگی۔ (ابن ماجہ)

جنت کے سب دروازے کھلے ہیں:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ

Marfat.com

حضورﷺ نے فرمایاعورت جب پانچوں نمازیں پڑھے ،رمضان کے روزے رکھے ، اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے اوراپنے شوہر کاحکم مانے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ (ابونعیم)

خاوند کی اطاعت:۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب شوہراپنی بیوی کواپنی طرف بلائے تو عورت کواس کا حکم ماننا چاہیے اگر چہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو۔ (ترمذی)

خاوند کی نافرمانی سے رب کی ناراضگی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے اِرشادفرمایاقسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس شوہر کی بیوی اس کے بلانے پر اِنکارکردیتی ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اسکا شوہراس سے راضی نہ ہو۔

خاوند کی رضا سے جنت :۔ حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا جوعورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہوتو وہ جنت میں جائے گی۔ (ابن ماجہ)

بہترعورت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اکرمﷺ سے عرض کی گئی کہ کون سی عورت بہتر ہے؟فرمایاجب خاوند اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے ، جب حکم دے تو تعمیل کرے اور جان مال میں اس کے خلاف نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔ (نسائی)

عورت گھر کی نگران:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایاتم میں سے ہرایک نگران ہے اور ہرایک سے اس کے زیرنگرانی کے متعلق سوال ہوگا۔امیر حاکم ہے آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے پس ایک نگران ہے اور ہرایک سے اس کے ماتحت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (بخاری)

سب سے بہتر بھلائی:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریمﷺ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ مومن نے اللہ کے تقوٰی کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی بھلائی حاصل نہیں کی۔ اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرتی ہے، اس کی طرف دیکھے تو خوش کرتی ہے، اگر اس پر قسم ڈالے تو پورا کر دیتی ہے اور اگر وہ غائب ہو تو جان و مال میں اس کی چیزوں کی خیر خواہی کرتی ہے۔ (ابن ماجہ)

کوئی نیکی اُوپر نہیں جاتی:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے:

1 ... فرار ہونے والا غلام یہاں تک کے اپنے مالکوں کے طرف لوٹ آئے۔

2 وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

3 ... نشے والا جب تک اسے ہوش نہ آئے۔ (بیہقی)

خاوند کی ناشکری سے بچنا چاہیے:۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنی کچھ ہم عمر سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ہمارے پاس سے حضور پرنور ﷺ گزرے تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا تم اچھا سلوک کرنے والے شوہروں کی ناشکری سے بچو۔ پھر فرمایا تم عورتوں میں سے کسی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنے والدین کے گھر کچھ عرصہ کنواری بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ اسے شوہر دے دیتا ہے اور اس سے اولاد ہوتی ہے پھر کسی بات پر غصہ ہو جاتی ہے اور شوہر سے یوں کہتی ہے مجھ کو تجھ سے کبھی آرام نہ ملا، تو نے میرے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا۔

بہترین دولت مومنہ بیوی ہے:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آیت نازل ہوئی تو ہم میں سے بعض نے کہا سونا چاندی جمع کرنے کے سلسلہ میں تو یہ آیت اُتری جس سے معلوم ہوا کہ اس کا جمع کرنا پسندیدہ نہیں اگر ہمیں معلوم ہو کہ کونسا سامان بہتر ہے تو اس کے جمع کرنے کا سوچیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر ذخیرہ خدا کو یاد کرنے والی زبان اور خدا کے شکر کے جذبہ سے معمور دِل ہے اور نیک بیوی ہے جو دین کی راہ چلنے میں اپنے شوہر کی مددگار بنتی ہے۔ (ترمذی)

Marfat.com

نفلی عبادت میں شوہر کی اجازت:۔ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث کے مطابق عورت کو نفلی عبادت یعنی نفلی روزے اور نوافل شوہر کی اجازت سے پڑھنے چاہیے۔

نیک سیرت عورت:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا کی کل متاع پونجی اور فائدہ ہے لیکن اس میں سب سے بڑھ کر جو متاع اور پونجی ہے وہ نیک سیرت عورت ہے۔ (نسائی)

خاوند کے سامنے دُوسری عورت کی تعریف:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری)

ایک حکایت:۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک حیات تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا۔ میں نے اس عورت کے سامنے اظہار حیرت کیا اور پوچھا کیا تم ایک ایسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ تو اس نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہنے لگی میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کا صلہ اللہ کریم نے مجھے اس کی بیوی ہونے کی توفیق سے دیا اور اللہ نے مجھ پر یہ بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ کی مرضی شامل ہے۔ بھلا جو چیز میرے اللہ نے میرے لیے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ رہوں؟۔

(حیاۃ العلوم)

جنت اور دوزخ میں جانیکی وجہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی؟ وہ اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے دوزخ میں داخل کرے گی؟ وہ دو خالی چیزیں منہ اور شرم گاہ ہیں۔ (ترمذی)

کفایت شعار بیوی:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان

Marfat.com

عالیشان ہے کہ جب کوئی خاتون اپنے گھر کے مال سے جائز طریقہ سے خرچ کرتی ہے اور فضول خرچی نہیں کرتی تو اس کو خرچ کرنے کے مطابق اجر ملتا ہے اور اس کے شوہر کو کمانے کا ثواب ملتا ہے اور اس مال کو جمع کرنے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کی وجہ سے کسی کا اجر کم نہیں ہوتا۔ (بخاری)

اچھی بیوی بننے کیلئے مشورے:۔ عورت کو اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اس میں کبھی خیانت نہ کرے گھر کا تمام مال چونکہ مرد کی کمائی سے بنتا ہے اسلیے اس میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے اگر چہ اس کے میکے والے ہی کیوں نہ ہوں۔

عورت کو چاہیے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ کرے کیوں کہ اس سے سسرال والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری بہو ہم کو بے قدر سمجھتی ہے اور انکا رعب ہم پر جماتی ہے۔ گھر کے اندر ساس، نندیں، دیورانی، جٹھانی یا دوسری عورت آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں۔ اور بلاوجہ یہ بدگمانی بھی نہ ہو کہ میرے متعلق باتیں کر رہی ہوں گی اس سے خوامخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔

عورت کو چاہیے کہ سسرال میں اگر نندوں یا ساس کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ خود بھی کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ اسے اپنا غم گسار اور رفیق کار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود سسرالیوں کے دل میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس سسر اور نندوں کی بیماری کے وقت بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینے سے ان کے دل میں جذبہ محبت پیدا ہوگا۔ تو وہ عورت سارے سسرال میں وفادار اور خدمت گذار سمجھی جانے لگے گی۔

عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو اس کو لازم ہے کہ میکے میں آ کر ہرگز چغلی نہ کھائے کیوں کہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت میکے آ کر کرنا بہت ہی بری عادت

Marfat.com

ہے۔ اس سے سسرال والوں کو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی گر جاتی ہے۔

عورت کو چاہیے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ نہ خرچ کرے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر اور قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اگر کوئی زیور یا کپڑا پسند آجائے اور شوہر کی مالی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو ہرگز ہرگز کبھی بھی کوئی شکوہ شکائت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھلائے، نہ اسے کم کمائی کا طعنہ مارے۔ خاوند اگر کوئی چیز اس کے لیے پسند کر کے لائے تو اسے ناپسند نہ کرے، نہ ہی حقیر جانے کہ اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا اور وہ نفرت کرنے لگے گا۔

اگر شوہر کی آمدنی کم ہے تو اخراجات کو اس کی کمائی کی مناسبت سے رکھے اور ہرگز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے۔ اگر اس کے مجبور کرنے پر شوہر نے قرضہ لے کر کام چلایا اور بعد میں وہ ادا نہ کر پایا تو گھریلو زندگی پریشانی کا شکار ہوگی۔

عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی کا اور خرچ کا حساب نہ لے کیوں کہ بے جا روک ٹوک سے عموماً شوہر کو چڑ ہو جائی گی اور وہ سمجھے گا کہ میری بیوی مجھ پر حکم چلاتی ہے۔

دن بھر کے کاروبار اور کمائی سے مرد اگر تھک ہار کر گھر آئے تو عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی ہر طرح کی گھریلو مصروفیات کو ترک کر کے اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی ضرورت کی چیزیں اسے فوراً مہیا کرے۔

﴿اولاد کے حقوق﴾

بچے کی پیدائش پر اظہارِ تشکر:۔ بچے کی زچگی کے دن جب قریب آئیں تو ماں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بچے کی آسانی کے ساتھ پیدائش کے لیے دعا گو رہے۔ جب دردِ زہ میں مبتلا ہو تو اس وقت خاص طور پر اللہ سے بار بار التجاء کرے الٰہی مجھ پر بچے کی پیدائش کا مرحلہ آسان فرمانا۔ اللہ تعالیٰ مشکل میں آسانی طلب کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے۔ پھر جب بچہ پیدا ہو جائے تو والدین کو اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہیے اظہارِ تشکر کے طور پر شیرینی تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے موقع پر مبارک باد دینی چاہیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب رحمت اللعالمین ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خوش خبری حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے چچا ابولہب کو دی اور ان سے کہا گذشتہ شب عبداللہ کے ہاں بچہ ہوا ہے۔ ابولہب یہ خوش خبری سن کر خوش ہوئے اور اپنی باندی ثوبیہ کو اُسی وقت خوشی میں آزاد کر دیا۔ اللہ کریم نے اس کی اس نیکی کو ضائع نہیں کیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کو یہ صلہ دیا کہ اسے مرنے کے بعد انگوٹھے اور اس کی برابر کی انگلی کے درمیان کی جگہ سے سیراب کیا۔

بچے کے کان میں اذان:۔ ماں باپ پر نومولود بچہ کا پہلا حق یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے اس کے دل و دماغ کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے پیارے نام اور شہادت توحید و رسالت اور ایمان و نماز کی دعوت اور پکار سے آشنا کریں۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے نواسہ کے کان میں اذان دی تھی۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان کہتے ہوئے سنا جب حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جنم دیا۔

(ترمذی۔ ابوداؤد)

رسول اقدس ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت پڑھنے کے تعلیم و ترغیب دی ہے اور اس کی برکت بیان فرمائی ہے۔ (کنز الاعمال)

بچے کی تحنیک:۔ بچے کی پیدائش پر تحنیک کرنا حضور ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت ہے اس کا مطلب کانوں میں اذان کے بعد منہ میں میٹھی چیز ڈالنا ہے۔ اس کا مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر کھجور چبا کر نومولود بچے کے منہ میں انگلی کیساتھ تالو پر لگا دی جائے اگر کھجور موجود نہ ہو تو کسی میٹھی چیز یعنی شہد یا چینی وغیرہ سے تحنیک کرنا بھی سنت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں (نومولود) بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے دعائے برکت فرماتے اور تحنیک کیا کرتے۔ (مسلم)

Marfat.com

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جو سب سے پہلا بچہ (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) پیدا ہوا تو اُسے رسول اللہ ﷺ کی گود مبارک میں دیا گیا۔ آپ ﷺ نے خرمہ منگوایا، اسے چبا کر اپنا لعاب دہن مبارک بچہ کے منہ میں ڈالا اور خرمہ تالو سے لگایا۔ نیز برکت کی دعا دی۔ (سبحان اللہ کیسے خوش نصیب بچے تھے وہ جنہیں رحمت اللعالمین ﷺ کا لعابِ اطہر نصیب ہوتا تھا۔ ہم تو مدینے کی گلیوں کو ترستے ہیں)۔

سر مُنڈوانا اور نام رکھنا:۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کے بال مونڈھ دینے چاہیں اور ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی غریبوں اور مسکینوں میں صدقہ کر دینی چاہیے۔ ایسا کرنا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مبارکہ ہے۔ امام مالک اپنی کتاب ''موطا'' میں جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت زینب اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہم اجمعین کے سروں کے بال برابر مقدار میں چاندی صدقہ کی۔

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا سر مونڈھ دو اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ پس انہوں نے وزن کیا تو ایک درھم کے برابر یا اس کے حصہ کے برابر تھے۔ (ترمذی)

بچے کا نام:۔ بچے کا نام رکھتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ ایسا نام رکھیں جو اچھائی کا مظہر ہو کیونکہ نام کے اوصاف کا اثر عموماً شخصیت پر پڑتا ہے۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کو اچھے نام رکھنے کی تاکید فرمائی ہے (بچے کے نام کا مطلب نام رکھتے وقت ذہن میں رکھیں)۔

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے روز اپنے اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

بچے کا عقیقہ کرنا:۔ بچے یا بچی کی پیدائش پر شکریے کے طور پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ عقیقہ کرنے کا حکم ہر بچے کی طرف سے ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اس کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ لڑکے کے لیے عقیقہ ہے پس اسکی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی تکلیف دُور کرو۔ (بخاری)

Marfat.com

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کیطرف سے جانور ذبح کیا جائے، نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈھا جائے۔ (ترمذی۔ابوداؤد)

حضرت اُمِ کُرد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دیا کرو۔ نیز ان کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور یہ چیز تمہیں تکلیف نہیں دیتی کہ خواہ وہ نر ہو یا مادہ۔ (ترمذی)

بچے کی ولادت کے ساتویں دن بچے کا نام رکھنا، اُسترے سے سر منڈوانا اور جانور ذبح کرنا سنت ہے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو پندرھویں دن جب کبھی بھی عقیقہ ہو سکے تو ساتویں دن کا حساب اس طرح لگایا جائے کہ جب بھی عقیقہ ہو اس کی پیدائش کے دن سے ایک روز پہلے کریں یعنی بچہ اگر جمعہ کو پیدا ہوا تھا تو جب بھی عقیقہ ہو جمعرات کے دن کریں۔ اگر بچپن میں عقیقہ نہ ہو تو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ بچہ بڑا ہو کر خود بھی کر سکتا ہے۔

بچے کا ختنہ کروانا:۔ بچے کا ختنہ کروانا بھی والدین کی ذمہ داری ہے اسلیے والدین کو موقع کی مناسبت سے بچہ کا ختنہ کروا دینا چاہیے۔ اس کا آغاز حضرتِ ابراہیم علیہ السلام سے ہوا۔ اسلام میں بھی اسے ویسے ہی اپنا لیا گیا جیسے اس کا رواج تھا اور اسے مسلمانی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہ دراصل مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ یہ شعار اسلام اور رسول اکرم ﷺ کی معروف سنت ہے اور اس میں کئی ایک طبّی حکمتیں بھی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں۔ ایک تو ختنہ کروانا، دوسرا زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کیلئے لوہے (یعنی اُسترے وغیرہ) کا استعمال کرنا، تیسرا لبوں کو ترشوانا، چوتھا ناخن کٹوانا اور پانچواں بغل کے بال اُکھاڑنا۔

بچے کی پرورش:۔ بچوں کی پرورش کیلئے مال و زر خرچ کرنا اور ان کی ہر طرح کی ضروریات پوری کرنا بھی والدین کے ذمے ہے۔ فرمانِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ اپنی اہل وعیال پر اپنی استطاعت کے

Marfat.com

مطابق خرچ کرواور مؤدب کرنے کے لیے سختی بھی کرواورانہیں اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔

بیٹیاں باعثِ رحمت ھیں:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتم میں سے کسی ایک کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اوروہ ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایاجوآدمی بیٹیوں سے آزمایا گیا پھراس نے ان پرصبر کیاتووہ اس کے لیے جہنم سے پردہ ہوں گی۔(ترمذی)

بچے کا حق رضاعت:۔ شیرخوارگی کے زمانے میں بچے کودودھ پلاناوالدین کے ذمہ ہے تاکہ بچہ پرورش پاسکے۔قرآن میں آتاہے کہ''مائیں اپنے بچے کودوسال تک دودھ پلائیں یہ اس کے لیے ہے جو پوری رضاعت کرناچاہے اوراس دوران بچے والے پرکھانے اورکپڑے کاخرچہ ہوگامگرکسی پراس کی وسعت سے بڑھ کربوجھ نہ ڈالا جائے۔نہ تو ماں کوتکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے نہ والدکو بچے کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے۔اس کا حق مثل وارث کے ہے پھراگرماں باپ دونوں آپس کی رضامندی سے اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں توان پرکچھ گناہ نہیں۔''(البقرہ)

سب سے پہلے کلمہ سکھانا:۔ کلمہ طیبہ اسلام اورایمان کی بنیاد ہے لہٰذا بچہ جب بات چیت کی عمرکو پہنچے تواسے سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھایا جائے اس سلسلے میں فرمان رسول ﷺ ہے کہ اپنے بچوں کوسب سے پہلے کلمہ **لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ** سکھاؤ۔(حاکم)

مساویانہ سلُوک:۔ اولادکوکچھ دیتے وقت یاسلوک کرتے وقت والدین کوچاہیے کہ عدل وانصاف کو مدنظر رکھیں۔اسلام میں چھوٹے اوربڑے لڑکے اورلڑکی کے حقوق یکساں ہیں۔اسلام لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کے مقابلہ میں ترجیہی سلوک کوروانہیں رکھتالہٰذاوالدین کواولاد سے یکساں سلوک کرناچاہیے۔

شفقت اور محبت:۔ اولاد کے ساتھ پیاراورشفقت سے پیش آنا بھی والدین کے فرائض میں سے ہے۔بچوں کوبچپن میں ماں باپ کی شفقت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔اس شفقت سے ہی ان میں

Marfat.com

بہت سی اخلاقی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کی ذہنی نشوونما اچھی طرح ہوتی ہے۔ اگر شفقت اور پیار میسر نہ آئے تو اُنکی شخصیت ادھوری رہ جاتی ہے اور کئی ایک نفسیاتی خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو بعد میں بڑے نفسیاتی عوارض کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں۔ اس لیے رحمت اللعالمین ﷺ نے اولاد کے ساتھ شفقت و محبت اور پیار کی ترغیب دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے نواسے کو چوما۔ اقرع ابن جابس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے عرض کرنے لگے کہ میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان میں سے کبھی کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ اپنے بچوں کو چومتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کہنے لگے بخدا ہم تو نہیں چومتے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں سے رحمت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (مسلم)

طہارت اور نماز کی تعلیم:۔ بچہ یا بچی جب سمجھنے کے قابل ہو جائے تو اسے پاکی اور ناپاکی کی تعلیم دی جائے۔ اسے جسم اور لباس کو پاک رکھنا سکھایا جائے۔ پیشاب کے بعد طہارت یعنی استنجاء کا طریقہ بتایا جائے، اسے وضو اور غسل کرنا سکھایا جائے اور نماز یاد کرائی جائے۔ سات سال کی عمر میں اسے ہر صورت نماز کی تعلیم دینی چاہیے۔ پھر عملاً اسے نمازی بنایا جائے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں نماز کا حکم کرو اور جب ان کی عمر دس برس ہو جائے تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور جب ان کی عمر بارہ برس ہو جائے تو ان کے بستر الگ کر دو۔ (ابوداؤد)

اولاد کو قرآن کی تعلیم:۔ بچوں کو قرآن پاک سکھانا نہایت ضروری ہے کیوں کہ قرآن پاک ہماری شناخت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسرے کو پڑھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ اپنے نبی کریم ﷺ کی محبت، ان کے اہل بیت پاک کی محبت اور قرآن کی تلاوت اس لیے کہ قرآن کریم یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ میں انبیاء کرام علیہ السلام اور منتخب لوگوں کے ساتھ اس روز ہوں گے جس روز اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (طبرانی)

اخلاقی تربیت:۔ والدین کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ بچپن میں جو اچھی یا بری عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹتیں اس لیے ماں باپ پر لازم ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی اچھی عادتیں سکھائیں اور بری عادتوں سے بچائیں۔ جو لوگ یہ کہہ کر کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا تو ٹھیک ہو جائے گا اور بچوں کو شرارتوں اور غلط عادتوں سے نہیں روکتے وہ درحقیقت بچوں کا مستقبل خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے برے اخلاق اور گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچے میں کوئی شرارت یا بری عادت دیکھیں تو اسے سختی سے روکیں اور ان کی اچھی عادتوں پر ان کی حوصلہ افزائی کریں بلکہ کچھ انعام دے کر ان کا حوصلہ بڑھائیں۔ اپنے بچوں کو خراب عادتوں والے بچوں کی صحبت سے روکیں۔ بچوں کو اسلامی آداب اور دین کی باتیں سکھائیں۔ غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا، بہت زور زور سے ہنسنا، خواہ مخواہ بہن بھائیوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کرنا، جھوٹ بولنا، اور گالی بکنا یہ سب بری عادتیں ہیں۔ چلا کر بولنا اور جواب دینے سے بھی روکنا نہایت ضروری ہے۔ بچیوں میں خاص کر اس عادت کو روکیں اگر یہ عادت پڑ گئی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل خوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں، اپنا بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں اور صبح کو خود بستر لپیٹیں، اپنے کپڑوں اور چیزوں کو خود سنبھال کر رکھیں۔ لڑکیوں کو گھریلو کاموں میں لگائیں تاکہ انہیں محنت کی عادت بھی پڑے۔ انہیں لوگوں سے ملنے ملانے اور اٹھنے بیٹھنے کے آداب اور گفتگو کے آداب بھی سکھائیں۔

اولاد کی شادی:۔ والدین کا فرض ہے کہ جب بچے جوان ہو جائیں تو ان کی شادی کر دیں لیکن شادی میں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی پیش نظر رکھیں کیوں کہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں بچہ پیدا ہو وہ اسے اچھا نام دے، اس کی تربیت کرے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔ اگر بالغ ہونے پر اس کی شادی نہ کی اور وہ گناہ میں پڑ گیا تو اس گناہ میں اسکا باپ شریک ہوگا۔ (بیہقی)

اسی طرح لڑکی کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب لڑکی بارہ برس کی ہو جائے (عرب میں یہ بلوغت کی عمر تھی) اور اس کے والدین شادی نہ کریں تو اب اگر لڑکی سے کوئی گناہ ہو گیا تو اس گناہ کی ذمہ داری باپ اور ماں کی ہوگی۔ (بیہقی)

﴿بیوی کے حقوق﴾

ارشادات ربّانی:۔ ''اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقوں سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم ان سے نفرت کرو تو شاید تمھیں کوئی چیز پسند نہ آئے اور اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔'' (پ ۴ : سورۃ النساء ۱۹)

''عورتیں تمھارے لیے لباس ہیں اور تم عورتوں کے لیے لباس ہو''۔ (سورۃ بقرہ)

اچھا سلوک:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سے کامل ایمان والے وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں میں کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔ اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ (ترمذی)

عادلانہ طرز عمل:۔ دو یا اس سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں مرد پر یہ فرض ہے کہ وہ تمام بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کے مدنظر رکھے، ان کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات میں برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے۔ اگر انہیں ماہانہ جیب خرچ دیتا ہو تو ہر بیوی کو یکساں خرچہ دے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا آدھا دھڑ گرا ہوگا۔ (ابن ماجہ)

زیادتی سے اجتناب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے۔ اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔ (بخاری شریف)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی رفاقت:۔ حضورِ انور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو اپنی عورت کے نفقہ میں فراخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت غنی کردے گا اور بہشت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی رفاقت عنائت فرمائے گا۔ (بخاری)

بیوی کا حق:۔ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جیسا خود کھاؤ ویسا ہی اسے کھلاؤ، جیسا خود پہنو ویسا ہی اسے پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو اور اس کو بُرا نہ کہو اور گھر کے علاوہ اسے کہیں تنہا نہ چھوڑو۔ (ابن ماجہ)

﴿یتیموں اور مسکینوں کے حقوق﴾

جس کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جائے اُس کی دُنیا تاریک ہو جاتی ہے۔ اس بات کا دکھ وہی جانتا ہے جس پر بیتتی ہے کہ باپ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، شفقت بھی گئی، سہارا بھی گیا اور آمدنی کا ذریعہ بھی گیا۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں یتیم بچوں کے ساتھ خصوصی توجہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔

Marfat.com

ارشاداتِ ربّانی :

''جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین، رشتہ دار، یتیموں اور مساکین سے احسان کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو''۔ (پ ۱۔ البقرہ ۸۳)

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے:

''پس یتیم پر دباؤ نہ ڈالو'' (پارہ ۳۰۔ والضحیٰ ۹)

ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے:

''اور وہ اللہ کی محبت کی بنا پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک کھانا کھلانے کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہوتا ہے اور اس کے عوض نہ تو ہم تم سے کوئی جزا اور نہ شکر گزاری چاہتے ہیں''۔ (پ ۲۹۔ الدھر ۸)

﴿فرامینِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

جنت میں قربِ رسول ﷺ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یتیم کی پرورش کرنے والا خواہ اُس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے'' راوی نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔ (مسلم)

سب سے اچھا گھرانہ :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان گھرانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو اور اس سے نیکی کی جاتی ہو اور برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

دل کی سختی کا علاج:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دل کی سختی کی شکائت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (احمد)

یتیم کو کھلانا اور پلانا:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا جو شخص کسی مسلمان یتیم کے کھانے پینے کی کفالت کرے اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت میں داخل کرے گا مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی بخشش نہ ہو۔ (ترمذی)

یتیموں پر مال خرچ کرنا:

اللہ کریم نے ہمیں ماں باپ، رشتہ دار، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر مال خرچ کا حکم کئی جگہ دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

(i) اور جو اپنا مال ہو اُسے رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کیا جائے۔ (پارہ ۲۔ البقرہ ۱۷۷)

(ii) اور یتیموں کی پرورش کرتے رہو حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پس اگر تم اُن میں عقل مندی دیکھو تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دو اور اُسے فضول خرچی کے ذریعے نہ اڑاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنا مال تم سے لے لیں گے۔ (پارہ ۴۔ النساء ۶)

(iii) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو احسن ہو یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔ (پارہ ۸۔ انعام ۱۵۲)

(iv) جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں عنقریب وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ (پارہ ۴۔ نساء ۱۰)

(v) آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں آپ فرما دیں جو چاہو خرچ کرو لیکن والدین، رشتہ دار، یتیموں اور مساکین اور مسافروں کی بہتری کیلئے خرچ کرو اور جو نیکی تم کرو گے اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ (بقرہ ۲۱۵)

مسکین کسے کہتے ہیں؟

مسکین وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور اُنہیں تن ڈھانپنے اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے سوال کرنا پڑتا ہے۔ اُن کے مالی وسائل انتہائی قلیل ہوتے ہیں یا نہ ہونے کے برابر ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور اسے گزارا کرنے اور تن ڈھانپنے کیلئے سوال کرنا پڑے جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ فقیر سے زیادہ حاجت مند ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال یا حلال کمائی کا ذریعہ ہو جس سے وہ صرف اپنی آدھی ضروریات ہی پوری کرنے کے قابل ہو۔

مساکین کی مالی امداد واعانت کے بارے فرمانِ الٰہی کے چند نمونے اُوپر بیان کر دیے گئے ہیں۔

مساکین اور فرمانِ رسولِ اکرم ﷺ

مجاہد کی مانند:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ اور میرے خیال میں آپ ﷺ نے فرمایا اس قیام کرنے والے کی طرح جو نہ تھکے اور اس روزہ دار کی طرح جو روزہ نہ چھوڑے۔ (بخاری)

رسولِ خُدا کا مسکینی مانگنا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ جہاں ﷺ نے دُعا مانگی ''اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھنا اور حالت مسکینی میں ہی دنیا سے لے جانا اور قیامت کے روز مسکینوں کی جماعت سے اٹھانا''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں ایسا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا مساکین لوگ امیر لوگوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) مسکین کے سوال کو کبھی ردّ نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) مساکین سے محبت رکھ اور انہیں اپنے قریب کر پس اللہ تجھے قیامت کے روز اپنے قرب سے نوازے گا۔ (ترمذی)

مسکین کون ہیں؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے مانگتا پھرے اور دو ایک لقمے یا دو ایک کھجوریں اس کو دے دی جاتی ہیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے اندر اتنی غنا نہیں کہ جو اس کو غنی کر دے نہ اس کے بارے معلوم کیا جائے کہ وہ محتاج ہے اور اس کو صدقہ دیا جائے اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کیلئے نہیں اُٹھتا ہے۔ (بخاری)

Marfat.com

سوالی کو خالی نہ لوٹاؤ:۔ حضرت ام مجید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مسکین میرے دروازے پر آتا ہے اور میرے پاس اس کو دینے کیلئے کچھ نہیں ہوتا اور مجھے اس وقت شرم آتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو کچھ دے دو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (احمد۔ ابوداؤد)

﴿مزدُوروں کے حقوق﴾

کسی سے معاوضہ کے عوض کام کروانا مزدوری اور کام کرنے والا مزدور کہلاتا ہے۔ ان میں کچھ عام مزدُوری کرتے ہیں اور کچھ مخصوص یعنی ہنرمندی جیسے سونار، ترکھان، راج، درزی وغیرہ۔ آج کل کے دور میں بے شمار ہنر ہیں اور لاتعداد انسان روزانہ انہی کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ ماہانہ اُجرت پر ہوتے اور کچھ روزانہ اجرت پر کچھ لوگ ٹھیکہ پر کام کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام نے مزدُور کے جو حقوق بتائے ہیں ان کا بھی ذکر کیا جائے۔ یہ اللہ کے نبیوں کی سنت بھی ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام زمین کاشت کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی تھے، حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام زرہ ساز تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چرواہے کا کام کیا ہے۔ خود ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بکریاں چرائی ہیں اور ان کی اُجرت لی ہے۔

﴿مزدُور بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

﴿1﴾ ..... بیشک اللہ تعالیٰ صنعت وحرفت کے ذریعے روزی کمانے والے کو دوست رکھتا ہے۔ (بیہقی)

﴿2﴾ ..... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مزدُور سے پہلے اُجرت طے کیے بغیر کام نہ لیا جائے۔ (بیہقی)

﴿3﴾ ..... رسول کریم ﷺ نے فرمایا تین اشخاص سے روز قیامت اللہ تعالیٰ جھگڑے گا ایک جو میرے نام پر وعدہ کر کے عہد شکنی کرے دُوسرا وہ جو کسی آزاد انسان کو بیچ کر اُس کی قیمت کھا جائے اور تیسرا وہ جو کسی سے

Marfat.com

مزدوری کروائے، کام بھی پورا لے لیکن اُس کا معاوضہ نہ دے۔ (بخاری شریف)

﴿4﴾ ..... رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی روزی دے دیا کرو۔ (ابن ماجہ)

﴿5﴾ ..... آپ ﷺ نے ایک صحابی کے ہاتھ پر گھٹیاں پڑی دیکھیں تو فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو پیارا ہے۔

﴿خادموں اور غلاموں کے حقوق﴾

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آزمائش کیلئے کسی کو بے حساب رزق دیا کسی کو کفائت کے مطابق اور کسی کو ضروریاتِ زندگی سے بھی بہت کم۔ کسی کو آقا بنایا تو کسی کو غلام، کسی کو آجر بنایا تو کسی کو اجیر اور کسی کو حاکم تو کسی کو محکوم۔ وہ مالک بے نیاز ہے اور غالب حکمت والا ہے۔

اسلام نے ہمیں خادموں اور غلاموں سے ہمیشہ ہمدردی اور شفقت سے پیش آنے اور اُن کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنے کی تاکید ہے چنانچہ چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں نقل کی جارہی ہیں جن سے ان کے حقوق کی وضاحت ہوتی ہے۔

﴿فرمان رسول اکرم ﷺ﴾

خُوش بختی اور بدبختی :۔ حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا غلام سے اچھا سلوک کرنا خوش بختی ہے اور بد خلقی سے پیش آنا بدبختی ہے۔ (ابوداؤد)

روزانہ ستر دفعہ درگزر کرنا:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ ہم خادم کو کہاں تک معاف کریں۔ آپ ﷺ خاموش رہے اس نے دوبارہ یہی بات پوچھی تو بھی آپ ﷺ خاموش رہے جب تیسری

Marfat.com

مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا روزانہ ستر دفعہ درگزر کرو۔ (ابوداؤد)

اپنے جیسا کھلانا اور پلانا:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اِرشاد فرمایا تمہارے جس بھائی کو اللہ تمہارا مملوک بنادے اُسے وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ایسے کام کی اُسے تکلیف نہ دو جو اس پر غالب ہو اور غالب آنے والے کام کی تکلیف دو تو اُس کی مدد کرو۔ (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے غلاموں میں جو تمہاری مرضی کے مطابق ہو اُسے وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور اُن میں سے جو تمہاری مرضی کے مطابق نہ ہو اُسے فروخت کردو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا بنا کر دے پھر اُسے لے آئے جس کی خاطر وہ گرمی اور دھواں برداشت کر چکا تو اُسے اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا چاہیے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے بھی ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ (مسلم)

غُلاموں سے بُرا سلُوک کرنا:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو اپنے غلاموں سے برا سلوک کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ یہ اُمت دوسری اُمتوں سے زیادہ غلاموں اور یتیموں والی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ لہٰذا ان پر اسی طرح مہربانی کرو جیسے اپنی اولاد سے کرتے ہو اور اسی سے انہیں کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ (ابنِ ماجہ)

Marfat.com

جانوروں کے حقوق

اللہ کریم نے بیشمار اقسام کے جانور پیدا فرمائے ہیں۔ان میں درندے، چرندے، پرندے اور کئی طرح کے پالتو جانور (جو انسانوں کو کئی ایک فائدے پہنچاتے ہیں) بھی ہیں۔کبھی ان سے سواری کا کام لیا جاتا ہے تو کبھی بار برداری کا، ان سے نہ صرف گوشت اور دُودھ وغیرہ حاصل کیا جاتا ہے بلکہ ان کے چمڑے سے مختلف اشیاء بھی تیار کی جاتی ہیں۔گویا اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو انسان کی خدمت کیلئے پیدا کیا ہے۔ چونکہ یہ جانور بھی انسان کی طرح خالقِ کائنات کی ہی مخلوق ہیں اسلئے اسلام نے ان سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ان کے ساتھ جذبہ رحم سے کام لینے کی ہدایت کی ہے اور کچھ حقوق مقرر کیے ہیں جن کا خیال رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

جانوروں بارے فرامینِ نبی رحمت ﷺ

جانوروں کو تکلیف نہ دو:۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کے بندر کھنے کی وجہ سے عذاب کیا گیا کیونکہ بند رکھنے کی وجہ سے بھوک سے مرگئی تھی۔وہ عورت نہ تو اس کو غذا دیتی تھی اور نہ اس کو آزادی دیتی تھی کہ وہ خود زمینی جانوروں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی۔(بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران راستہ میں چیونٹیوں کی کثرت تھی۔ہم نے انہیں آگ لگا دی جسے دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آگ پیدا کرنے والے اللہ کے سوا کسی اور کو سزاوار نہیں کہ وہ کسی جاندار کو آگ کا عذاب دے۔(ابوداؤد)

جانوروں کو بھوکا نہ رکھو:۔ حضرت سہل بن حُنظلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی کمر اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔فرمایا ان بے زبان مویشیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اچھی حالت میں ان پر سواری کرو اور اچھی حالت میں چھوڑو۔(ابوداؤد)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو غمناک آواز نکالی اور دونوں آنکھوں سے آنسو بہانے لگا۔ آپ ﷺ اس کے قریب گئے اور شفقت سے اس کی کوہان اور کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کو سکون ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اس بے زبان جانور کے بارے میں جسے اللہ نے تیرے اختیار میں دے رکھا ہے؟۔ یہ اونٹ اپنے آنسوؤں اور اپنی آواز کے ذریعے مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام لیتا ہے۔ (ریاض الصالحین)

جانوروں کے آرام کا خیال رکھو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم ہرا بھرا جنگل ہونے کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق زمین سے دیا کرو یعنی تھوڑی دیر ان کو وہاں چرنے کیلئے چھوڑ دیا کرو۔ اور جب قحط سالی میں سفر کیا کرو تو ان پر سفر جلدی سے طے کیا کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی منزل پر اُترتے تھے تو نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کجاووں کو کھول نہیں لیتے تھے۔

جانوروں پر رحم کرنا:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رحم کیا اگرچہ ذبح کیے جانیوالے جانور پر ہی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان نکالے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے اپنا موزہ لے کر اس میں اپنی چادر باندھی اور گڑھے سے پانی نکالا اور اس کو پلایا۔ اس عمل کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ اس موقعہ پر صحابہ نے دریافت کیا کہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر زندہ جگر کے ساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے۔ (بخاری)

Marfat.com

بابِ پنجم:

اِخلاقیات

اچھے اخلاق کو اخلاق حسنہ کہتے ہیں۔ اچھی عادات اور اچھے اخلاق انسان کا زیور ہیں۔ حسنِ اخلاق سے انسان دشمن کو بھی دوست بنالیتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو میں خوش اخلاقی کو مدِ نظر رکھے۔ اِس سے ہر شخص اُس کا دوست بن جائے گا اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ بھی راضی ہوں گے اور نیکیاں بھی مفت ملتی رہیں گی۔

﴿اخلاق حسنہ اور اِرشاداتِ باری تعالٰی﴾

ترجمہ: ''حسنِ اخلاق کے لیے نیک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی لوگ جنتی ہیں اور وہ اِس میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (پ۱۱۔سورہ یونس)

اچھے اخلاق کے بدلے اچھے اخلاق کا حکم قرآن میں یوں ہے:

ترجمہ: ''اور جب کوئی تمہیں دُعا دے تو تم بھی اس سے بہتر انداز میں اس کو دُعا دو یا اسی کے الفاظ دہرا دو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے''۔ (پ۵۔سورۃ النساء)

﴿اخلاق حَسنہ کے بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

پسندیدہ چیز:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے نزدیک تمہاری سب سے پسندیدہ چیز تمہارا اچھا اخلاق ہے۔ (بخاری شریف)

سب سے بہتر:۔ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں۔ (مسلم)

Marfat.com

میزان میں سب سے بھاری:۔ حضرت اُمّ درداءرضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابودرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حُسنِ اخلاق سے بڑھ کر میزان میں کوئی چیز بھاری نہ ہوگی۔ (ابودرداء)

سب سے محبوب:۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے بہترین خُلق رکھتے ہیں۔ (طبرانی)

قیامت میں وزنی چیز:۔ حضرت ابودرداءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کی سب سے بھاری چیز جو قیامت کے دن میزان میں رکھی جائے گی وہ حُسنِ اخلاق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنیوالے بداخلاق سے ناراض ہوجاتا ہے۔ (ترمذی)

راتوں کو قیام کی مانند:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ بے شک مومن اپنے حسنِ اخلاق سے راتوں کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ (ابوداؤد)

بُرائی کے بعد نیکی :۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا اللہ سے ڈرو خواہ تم کسی جگہ ہو برائی کے بعد نیکی کرو جو اسے مٹادے اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو۔ (ترمذی)

جنت میں اعلیٰ درجہ :۔ حضرت سلمان بن حبیب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جھگڑنا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو تو میں اس کیلئے جنت کے اندر ایک مکان کا ضامن ہوں۔ اور اس کیلئے جنت کے درمیان مکان کا ضامن ہوں جو جھوٹ کو ترک کردے خواہ ہنسی مذاق میں ہی کہتا ہو۔ اور جنت کے اعلیٰ درجے اس کیلئے ہیں جو اچھا اخلاق پیش کرے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

عُمدہ بھلائی:۔ حضرت اسامہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں اعرابیوں کی مجلس میں حاضر ہوا وہ حضور علیہ صلوۃ والسلام سے پوچھ رہے تھے کہ انسان کو عطا شدہ بھلائیوں میں سے کون سی بھلائی عمدہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حسنِ خلق۔ (ابن ماجہ)

مومن بدخلقی سے دُور:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں ایک مردمومن میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بدخلقی۔ (ترمذی)

مومن اور فاسق میں فرق :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن بھولا بھالا اور باعزت ہوتا ہے۔ اور فاسق چالاک اور بدخلق ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

آخری وصیت :۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے آخری وصیّت جو فرمائی (جب کہ میں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو) فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کیلئے اپنے اخلاق کو سنوار لینا۔ (مالک)

دعائے رسول ﷺ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نماز کی ابتدا میں یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے بہترین خلق کی ہدائت فرما کہ تیرے سوا کون ہے جو حسنِ خلق کی ہدائت دے۔ مجھے بدخُلقی سے نجات دے بدخلقی سے بچانے والا تیرے سوا اور کون ہے؟۔ (مسلم شریف)

﴿اِخلاقِ رسول ﷺ﴾

اللہ کریم نے اپنے محبوبِ اعظم ﷺ کو صاحبِ خلقِ عظیم بنا کر دنیا میں بھیجا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں اخلاقِ حسنہ کے تمام اوصاف موجود تھے۔ آپ ﷺ سے پہلے آنے والے تمام پیغمبروں کی تمام خوبیوں کو اجتماعی طور پر آپ ﷺ میں جمع کر دیا گیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کے خلق کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا خُلق قرآن ہے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا نہ کسی کام کرنے پر مجھے فرمایا کہ تو نے کیوں کیا؟ اور نہ کسی کام کے ترک پر فرمایا کہ تو نے کیوں چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ کے دست اقدس سے زیادہ ملائم میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے نہیں سونگھی۔

آپ ﷺ سراپا رحمت تھے سب سے بڑے انصاف کرنے والے اور خطاؤں سے درگزر فرمانے والے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے تھے۔ برائی کے بدلے برائی نہیں کیا کرتے تھے بلکہ معاف فرمادیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے کسی خادم کو، عورت کو یا جانور تک کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی کی درخواست نہیں ٹھکرائی۔ آپ ﷺ جب گھر میں آتے تو مسکراتے ہوئے آتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا ﷺ بڑے نرم مزاج تھے۔ بہت مہربان اور رحمدل تھے۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ ﷺ کو ناگوار ہوتی تو خاموش ہوجاتے۔ آپ ﷺ نہ زیادہ بحث کرتے اور نہ ضرورت سے زیادہ بولتے۔ جو بات مطلب کی نہ ہوتی اس میں کبھی نہ پڑتے۔ صرف وہی باتیں کرتے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہو۔ آپ ﷺ بڑے فیاض، سچ بولنے والے اور تحمل فرمانے والے تھے۔ آپ ﷺ وعدے کے بہت پابند، انصاف پر قائم رہنے والے، دوسروں کا حق ادا کرنے والے اور سادگی، عاجزی اور قناعت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی سادگی میں گزری۔ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا۔ آپ ﷺ ضرورت مندوں میں اسی وقت تقسیم فرمادیا کرتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور بدن مبارک پر چٹائی کے نشان بن گئے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اجازت دیں تو ہم آپ ﷺ کے لیے چٹائی پر بچھانے کے لیے گدا بنادیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے دُنیا سے کیا واسطہ میری اور دُنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو درخت کے سائے میں تھوڑی دیر آرام کرے اور پھر وہاں سے چل دے۔

Marfat.com

﴿اسلاف کے اخلاق کے چند مُنفرد نمُونے﴾

اِخلاق علی المُرتضٰی رضی اللہ عنہ:۔ روائت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک غلام کو پکارا تو اس نے جواب نہ دیا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی پکارا گیا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تو سنتا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا میں سنتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر بولتا کیوں نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آزار پہنچنے کا مجھے ڈر نہیں ہے۔ اِس لئے میں نے بولنے میں غفلت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ تمہیں خدا کے لیے آزاد کرتا ہوں۔

وضو کی حفاظت :۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑکے ڈھیلے مارا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا اگر تم ڈھیلے مار کر خوش ہوتے ہو تو چھوٹے چھوٹے ڈھیلے مارا کرو تا کہ میری ٹانگوں سے خون نہ نکلے اور میرا وضو نہ ٹوٹے اور نماز میں آسانی رہے۔

کمال کا اخلاق :۔ حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے گالیاں دیں اور پیچھے پیچھے ہو گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قبیلے کے قریب پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا جتنا مارنا ہے مجھے مار لے اور ایسا نہ ہو کہ میری قوم دیکھ لے اور گالیوں کا جواب گالیوں سے دے۔

اخلاق کی معراج :۔ ایک مرتبہ ایک بد باطن شخص حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا اور آپ نے مومنانہ فراست سے اس کا ارادہ معلوم کر لیا۔ وہ جب آپؒ کے قریب آیا تو آپ نے کہا بھائی تم جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کر لو میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ یہ سن کر اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ کے قدموں میں گر کر کہنے لگا مجھے لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ اس نے اپنی بغل میں چھپائی چھری نکال کر آپ کو دیتے ہوئے کہا اب آپ اِس سے مجھے قتل کر دیں تا کہ میں اپنی بد نیتی کی سزا پاؤں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہم درویشوں کا یہ شیوہ ہے کہ جو ہم سے برائی کرتا ہے ہم اس سے نیکی کرتے ہیں۔ یہ فرما کر اسے گلے لگا لیا اور دُعائے خیر سے نوازا۔ وہ

Marfat.com

آپ کے بلند اخلاق سے متاثر ہوکر آپ کا مرید ہوگیا اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پاک نے اسے پتھر سے ہیرا بنا دیا اور اس نے 45 بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

بے نظیر اخلاق :۔ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خادمہ ایک سیخ لے کر حاضر ہوئی جس پر بھُنا ہوا گوشت تھا۔ وہ سیخ اس کے ہاتھ سے گری اور قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو لگی جس سے وہ بچہ مر گیا۔ لونڈی دہشت زدہ ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تجھے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے تو اللہ کی ذات کے لیے آزاد ہے۔

سُلطانُ العارفین کا خلق :۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ قبرستان سے آرہے تھے کہ ایک نوجوان گانا بجاتا ہوا آرہا تھا۔ جب وہ آپ کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** ۔ جوان یہ سن کر غصے سے لال پیلا ہوگیا اور اپنا باجا حضرت کے سر پر دے مارا۔ باجا ٹوٹ گیا اور حضرت کے سر سے خون جاری ہوگیا۔ آپ نے کمال تحمل سے کام لیا اور خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو ایک خادم کے ہاتھ اس باجے کی قیمت اور کچھ حلوا اس نوجوان کے پاس بھیجا اور ہدائت کی کہ میری طرف سے معذرت کرنا اور کہنا اس رقم سے دوسرا باجا خرید لے اور حلوا کھالے تا کہ کل کا غصہ دور ہوجائے۔ اس نوجوان نے حضرت کا یہ خلقِ عظیم دیکھا تو آپکی خدمت میں آیا اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی اور آپکا مرید ہوگیا۔

غیبت کرنیوالے کو تحفہ :۔ ایک بزرگ کی محفل میں ایک مرید نے کہا کہ حضرت فلاں شخص آپکی بہت غیبت کرتا ہے اور بُرا بھلا کہتا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ کھجوروں کا تھال اسے میری طرف سے تحفہ دے کر آؤ۔ تمام مرید حیران ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میری غیبت کر کے میرا فائدہ کرتا ہے کیوں کہ وہ اپنی مقبول شدہ نیکیاں مجھے دے رہا ہے۔ اِس لئے میں اسے کھجوروں کا تھال بھجوا رہا ہوں۔

کُتّے کی خصلت :۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا وہاں پہنچ کر کہا کہ تھوڑی دیر بعد تشریف لانا ابھی کھانا تیار نہیں ہوا۔ وہ واپس لوٹ آئے ابھی آپ واپس نہ پہنچے تھے کہ

Marfat.com

دوڑتا ہوا پھر آ گیا کہ جناب کھانا تیار ہے۔ آپ جب اُس کے گھر دوبارہ پہنچے تو کہا کہ ابھی کھانا تیار ہو رہا ہے کچھ دیر بعد آنا۔ آپ پھر واپس آ گئے تو پھر پیچھے دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ اب کھانا تیار ہو چکا ہے۔ غرض اس نے اس بزرگ کے سات چکر لگوائے۔ وہ بزرگ بھی مجسم اخلاق تھے۔ پیشانی پر بل نہ آنے دیا۔ اور خندہ پیشانی سے آتے اور جاتے رہے۔ بعد میں اس شخص نے معذرت کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی اور کہا کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف صرف برائے آزمائش تھی۔ تو اس بزرگ نے کہا یہ کیا بڑی بات ہے یہ تو ہر کتے کی خصلت ہے کہ جب اسے کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آئے گا اور جب جھڑک دو گے تو چلا جائے گا۔

نفس کشی:۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ ایک عورت نے ریاکار کہا تو آپ نے فرمایا اے عورت تو نے میرا نام خوب پہچان کر رکھا ہے جبکہ اہلِ بصیرت تو میرے نام سے ناواقف رہے۔

گھونسا کھا کر خوش ہونا:۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کیا آپ دُنیا میں کبھی خوش بھی ہوئے؟ فرمایا دو مرتبہ۔ ایک دفعہ اس وقت جبکہ میں بیٹھا تھا تو ایک کتا آیا اور اس نے ٹانگ اُٹھا کر مجھ پر پیشاب کر دیا۔ دوسری مرتبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے مجھے گھونسا مارا۔

اللہ رحم فرمائے:۔ آلِ رسول ﷺ میں ایک امام صاحب کے پاس آ کر ایک شخص نے بدزبانی شروع کر دی آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ بعد میں آپ نے کہا جو کچھ تو نے کہا اگر سچ ہے تو اللہ مجھ پر رحم فرمائے اور اگر غلط ہے تو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

پردہ پوشی:۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی۔ مسئلہ پوچھتے ہوئے اُس کی ریح خارج ہو گئی۔ وہ بے چاری شرما گئی۔ آپ نے فوراً ایسی حالت بنالی جیسے بہرے ہوتے ہیں۔ عورت یہ سمجھی کہ وہ بہرے ہیں اور انہیں اخراجِ ریح کی خبر نہیں ہوئی ہے۔ وہ مطمئن ہو کر مسئلہ دریافت کر کے چلی گئی۔ اس کے بعد آپ جب تک زندہ رہے اس حال پر قائم رہے اور لوگ انہیں اصم (بہرہ) کہنے لگے۔

اپنی تعظیم کو ناپسند کرنا:۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تعظیم کو پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپکی خانقاہ میں چند مرید وضو کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس چلے گئے تو ایک

Marfat.com

مرید کے سوا سب وضو چھوڑ کر آپکی تعظیم میں کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کیا۔ جو مرید وضو میں مشغول رہا اُس نے وضو مکمل کرنے کے بعد آپکی تعظیم کی اور سلام کیا۔ حضرت خواجہ اس پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم سب درویشوں میں افضل اور زاہد ہو۔

﴿صِدق (سچائی)﴾

صدق یعنی سچائی اسلامی اخلاق کی بنیاد ہے صدق کا مطلب ہے سچ بولنا۔ یہ عمل کی درستگی کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ انسانی شخصیت میں نکھار پیدا کرتی ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ نے سچائی کو اپنانے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ جو اسے اپنا لیتا ہے وہ صدیق بن جاتا ہے اور جو صدیق بن جاتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ جب صدق آتا ہے تو دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔

﴿صدق کے بارے فرامین الٰہی﴾

(1)..... قیامت کے روز اللہ فرمائے گا کہ آج سچے لوگوں کو ان کی سچائی نفع دے گی ان کے لئے جنت ہے جس میں نہریں ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بڑی کامیابی ہے۔ (پ۔ مائدہ ۱۱۹)

(2)..... اور ان سے پہلے لوگوں کو ہم نے جانچا پس اللہ تعالیٰ انھیں بھی آزمائے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور جو جھوٹے ہیں۔ (پ۲۰ عنکبوت ۳)

Marfat.com

﴿سرور دوجہاں ﷺ کے اِرشادات گرامی﴾

سچا کون جھوٹا کون؟:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر سچائی لازم ہے کیوں کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھ لیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرو کیوں کہ جھوٹ بدی ہے اور جہنم میں لے جاتی ہے۔ آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

چھ باتوں کی ضمانت سے جنت:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اگر بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، خود کو بدکاری سے محفوظ رکھو، غیر محرموں سے اپنی نگاہ کی حفاظت رکھو اور اپنے ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو۔ (بیہقی)

صاف دل اور سچی زبان والا افضل:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی گی کہ کونسا آدمی افضل ہے؟ فرمایا ہر وہ آدمی جو مخموم القلب اور سچی زبان والا ہو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ سچی زبان والے کو تو ہم جانتے ہیں لیکن مخموم القلب کیا ہے۔ فرمایا وہ پاک دل اور پاک سیرت والا جو گناہ، ظلم، خیانت اور حسد نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ)

سچائی باعث اطمینان:۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ کلمات یاد کئے کہ شک والی چیزوں کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیزیں اختیار کرو۔ سچائی باعث اطمینان ہے اور جھوٹ شک وشبہ کا موجب ہے۔ (ترمذی)

سچ بولنے سے تجارت میں برکت:۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا خرید وفروخت کرنے والے جدا ہونے سے پہلے مختار ہیں اگر سچ بولیں اور

Marfat.com

اپنی چیز کا عیب بیان کریں تو ان کی تجارت میں برکت ہوگی اور اگر چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے کاروبار سے برکت مٹ جائے گی۔ (بخاری)

سچا تاجر نبیوں کے ساتھ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

تاجر کیلئے سچائی اور تقویٰ ضروری ہے:۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تاجر قیامت کے روز نافرمان لوگوں میں اٹھائے جائیں گے ماسوائے اس کے جس نے تقویٰ، نیکی اور سچائی اختیار کی۔ (ترمذی)

جب مُشرکین نے رسُولِ خدا ﷺ کو گھیر لیا:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے اندر ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامی ہوتی تھی۔ جب مشرکین نے آپ ﷺ کو اپنے نرغے میں لیا تو آپ ﷺ خچر سے نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ راوی کا بیان ہے اس روز کسی شخص کو آپ ﷺ سے زیادہ بہادر نہیں دیکھا گیا۔ (بخاری)

﴿حفاظتِ زبان﴾

خطاؤں پر رونا:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ نجات کس چیز میں ہے؟ فرمایا اپنی زبان قبضے میں رکھو تمہارے لئے تمہارا گھر کافی ہے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (ترمذی)

اعضاء بدن اور زبان کی خُوشامد:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدمی کے لئے صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے بارے میں

Marfat.com

اللہ سے ڈرنا کیوں کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

سب سے خوفناک چیز:۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ سب سے خوفناک چیز کیا ہے جس سے آپ ﷺ ہمیں ڈراتے ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا "یہ"۔ (ترمذی)

اسلام کی خوبی:۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بیکار باتوں کا چھوڑ دینا ہے۔ (احمد)

جنت کی ضمانت:۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھے اس کی ضمانت دے جو دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس کی ضمانت دے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرم گاہ) میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

جنت اور دوزخ جانے کا سبب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی؟۔ وہ اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے کل جہنم میں داخل کرے گی؟ وہ چیز منہ اور شرم گاہ ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اپنی زبان کو پکڑنا:۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف فرمائے ٹھہریے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ مجھے ہلاکت کی جگہوں میں پہنچا دیتی ہے۔ (مؤطا امام مالک)

لعنت کا سفر اور منزل:۔ حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان پر جاتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند پا کر زمین کی

Marfat.com

طرف لوٹتی ہے زمین بھی اسے جگہ نہیں دیتی تو اس آدمی کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی ہو۔ اگر وہ لعنت کا مستحق تھا تو ٹھیک ورنہ لوٹ کر اسی پر جا پڑتی ہے جو کسی پر لعنت کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

مُسلمان کو گالی نہ دو:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کو گالی دینا بدکاری اور اس سے لڑنا کفر کا باعث ہے۔ (بخاری۔مسلم)

امانت

امانت کی حفاظت کر کے امانت والے کے پاس پہنچا دینا اچھے اخلاق میں سے ہے۔ جو شخص کسی کی امانت رکھتا ہے اسے امین کہتے ہیں۔ اللہ کریم نے لوگوں کی امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانے کا حکم قرآن میں دیا ہے۔ امانت کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز تمہارے پاس رکھی گئی ہے تو اس کے مانگے جانے پر یا اس کے مانگے بغیر اُس کی چیز کو جوں کا توں واپس کر دو۔ یہ امانت ہے۔ اگر کسی کا حق تم پر ہے تو اس کے ادا کرنے کو بھی امانت کہتے ہیں۔ کسی کا راز تم کو معلوم ہے اس راز کو پوشیدہ رکھنا امانت داری ہے۔ صحیح مشورہ دینا بھی امانت ہی میں شامل ہے۔ اگر کوئی کسی کے پاس ملازم ہو تو اُس ملازم کیلئے اپنے مالک کے کام کو پوری دیانت داری کے ساتھ ادا کرنا بھی امانت ہے۔

قرآنِ کریم اور امانت

(1)..... بے شک اللہ حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دو اور جب لوگوں میں فیصلہ کیا جائے۔ بے شک اللہ اچھی چیز کی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ (پ۵۔النسآء ۵۸)

(2)..... اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں اور جو اپنی شہادت پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ بہشت کے باغوں میں عزت و اکرام سے ہوں گے۔ (پ۲۹۔معارج ۳۲)

Marfat.com

﴿امانت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ﴾

امانت ادا کرو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔ (ابوداؤد)

مؤمن خیانت نہیں کرتا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن میں تمام خصائل پیدا ہو سکتے ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (مشکوٰۃ)

امانت اور ایمان کا ساتھ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا شاید ہی کوئی خطبہ ہوگا جس میں آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد پکا نہیں اس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ)

خدا اور اسکے رسول ﷺ سے محبت کی شرط:۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز وضو فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے اصحاب وضو کے پانی کو ملنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ صحابہ عرض گزار ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو یہ چیز اچھی لگتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اُس سے محبت کریں تو جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرے اور جب کسی کا ہمسایہ بنے تو حسن سلوک کرے۔ (بیہقی)

جنت کی ضمانت :۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم مجھے اپنی چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب بات کرو تو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو اور اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ (احمد)

نماز، روزہ کا کوئی فائدہ نہیں :۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی کے زیادہ

Marfat.com

نماز پڑھنے یا زیادہ روزہ رکھنے کی طرف نظر نہ کرو بلکہ یہ دیکھو جب بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے؟ اور اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا بھی کرتا ہے؟ اور جب مشقت میں مبتلا ہوتا ہے تو پرہیز گاری کرتا ہے؟۔ (مشکوۃ)

﴿رسول خدا ﷺ بطور امین و دیانتدار﴾

نبی کریم ﷺ کی مبارک عادت تھی کہ آپ انتہائی دیانتدار اور امین تھے۔ لین دین کے حساب کو بے باک رکھتے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ کی دیانتداری سے لوگ بہت متاثر تھے اور صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ جس طرح آپ ﷺ لوگوں کی امانتوں کی حفاظت کرتے تھے کوئی نہ کرتا تھا۔ ہر کوئی امانت رکھنے میں آپ ﷺ کو ترجیح دیتا تھا۔ حتی کے جب آپ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تب بھی لوگوں کی کچھ امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ جنہیں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے کہا تھا کہ امانتیں اُنکے مالکوں کو واپس کرنے کے بعد تم بھی مدینہ آ جانا۔ آپ ﷺ کے بد ترین دُشمن بھی آپ ﷺ کی صداقت، امانت اور دیانت کے قائل تھے۔

﴿تواضع﴾

تواضع کا مطلب عاجزی اور انکساری ہے۔ اپنی ذات اور حیثیت کو دوسروں سے کم درجہ سمجھتے ہوئے ان کی عزت اور تکریم کرنا اور اپنی ذات پر دُوسروں کو ترجیح دینا انکساری کہلاتا ہے۔ اخلاقی لحاظ سے یہ بہت ہی اچھی صفت اور خوبی ہے جسے بارگاہِ رب العزت میں قبولیت کا شرف حاصل ہے۔ یہ اللہ کے بندوں کا خاص وصف ہے۔ جو انسان زیادہ تواضع سے کام لے گا اللہ کریم اُسے اتنی ہی عزت و اکرام سے سرفراز فرمائے گا۔

Marfat.com

﴿قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے فرامین﴾

(i) ترجمہ: اور اللہ کے وہ بندے جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات چیت کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں۔ (پ۱۹۔الفرقان ۶۳)

(ii) ترجمہ: پس تمہارا معبود ایک ہی ہے تو اسی کے حضور جھکو اور تواضع اختیار کرنے والوں کو خوش خبری سنا دو۔ (پ۱۷۔سورہ حج ۳۵)

(iii) ترجمہ: وہ لوگ جان لیں جنہیں علم ملا ہے وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے پس اس کے ساتھ ایمان لائیں اور ان کے دل اللہ کے حضور عاجزی کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم پر چلانے والا ہے۔ (پ۱۷۔سورہ حج ۵۴)

(iv) ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا بے شک اللہ اکڑنے والے خود پسند کو نہیں چاہتا۔ (پ۲۱۔لقمان ۱۸)

مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ کریم کا تواضع اختیار کرنے کا حکم فرمانا اور عاجزی اور انکساری والے کو خوش خبری دینا صاف ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے جتنی زیادہ عاجزی اور انکساری اختیار کی اتنا ہی وہ بندہ اللہ کا محبوب ہوا۔

﴿تواضع کے بارے فرامینِ رسول اکرم ﷺ﴾

تواضع کا حکم :۔ حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی دوسرے پر ظلم کرے۔ (مسلم شریف)

رسول اللہ ﷺ کی تواضع:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اتنا نہ بڑھانا جتنا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا۔ کیوں کہ میں تو اس (اللہ) کا بندہ ہوں لہٰذا اُس کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ کہا کرو۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

اپنی طرف بات نہ آنے دی :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کہا اے ساری مخلوق سے بہتر۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم شریف) (سبحان اللہ کیسی عاجزی فرمائی گئی ہے)

تواضع کا اعلیٰ نمونہ :۔ حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بنی عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ ہم عرض گزار ہوئے آپ ﷺ ہمارے سید (سردار) ہیں فرمایا سید تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ ہم میں بڑی بزرگی اور عطا والے ہیں فرمایا اپنی بات کرو یا کوئی اور بات کرو مبادا شیطان تمہیں بے لگام کردے۔ (ابوداؤد)

(سبحان اللہ عاجزی اور انکساری اور تواضع کا یہ اعلیٰ ترین نمونہ ہے)

تواضع سے رفعت ملتی ھے :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مال سے کچھ کم نہیں کرتا۔ کسی کو معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت ہی بڑھتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعت عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

بکریاں چرانا نبیوں کی سنت :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے بھی؟ فرمایا ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

تواضع سے درجات بُلند ھوتے ھیں :۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کے لئے ایک درجہ تواضع اختیار کرے گا اللہ کریم اُسکا ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور جو ایک درجہ تکبر کرے گا اللہ اس کا ایک درجہ گرائے گا حتی کہ اسے اسفل السافلین تک پہنچائے گا۔ (ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ کی خُوشخبری :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے خوشخبری ہے جس نے مالدار ہونے کے باوجود تواضع اختیار کی، جمع کردہ مال کو اچھے

Marfat.com

طریقے سے خرچ کیا، تنگدست اور مفلسوں پر مہربانی کی اور علما اور دانشوروں سے میل جول رکھا۔ (احیاء العلوم)

نماز میں انکساری :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں اس شخص کی نماز کو قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے انکساری کرتا ہے۔ میری مخلوق پر تکبر نہیں کرتا اور اس کا دل مجھ سے خوف زدہ رہتا ہے۔ (احیاء العلوم)

تواضع کی توفیق :۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جب کسی بندے کو ہدایت فرماتا ہے تو اس کی صورت اچھی بناتا ہے اور اس کو ایسے مقام پر رکھتا ہے جو اس کیلئے نازیبا نہیں ہوتا اور سب چیزوں کے ساتھ اُس کو تواضع کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔ اسطرح وہ شخص اللہ کے خاص بندوں میں سے ہو جاتا ہے۔ (طبرانی)

تکبر کرنے والا ذلیل ہوتا ھے :۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی خاطر تواضع اختیار کی اللہ نے اُس کو بلند کر دیا۔ اور جس نے تکبر کیا اللہ نے اس کو پست (ذلیل وخوار) کر دیا۔ جس نے میانہ روی اختیار کی اس کو اللہ نے غنی کر دیا۔ اور جس نے فضول خرچی کی اللہ نے اس کو محتاج کر دیا۔ اور جس نے اللہ کا ذکر کیا اللہ نے اس کو اپنا محبوب بنا لیا۔ (ابن ماجہ)

غریبوں کو خُوشخبری :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور غریب لوگ حلقہ باندھے ایک طرف بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور انہی کے ساتھ مل کر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ فقیر، مہاجر دولت مندوں سے پہلے جنت جائیں گے۔ اور تمام دُنیا کے امیروں سے ایک غریب بہتر ہے۔ یہ سن کر ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ میرے دل میں حسرت تھی کہ کاش میں بھی انہیں میں سے ہوتا۔ اکثر دُعا میں فرمایا کرتے الٰہی مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اُٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔

Marfat.com

﴿نیک بخت لوگ کون ہیں؟﴾

حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نیک بخت وہ لوگ ہیں جو اس دنیا میں انکساری اور عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ قیامت میں یہی لوگ مسند نشین ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ٹھنڈا رکھے گا ان لوگوں کو جو دوسروں کے درمیان صلح کروا دیتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

﴿رسولِ خُدا ﷺ کی عاجزی﴾

صحابہ رسولِ خدا ﷺ کی آمد پر کھڑے نہ ہوتے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی نظر میں رسول خدا ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبوب نظر نہ تھا۔ مگر حضور علیہ السلام کی آمد پر صحابہ کھڑے نہ ہوتے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ رسول خدا ﷺ اپنی آمد پر کھڑے ہونے کو پسند نہیں فرماتے۔

ناپاک بستر خود دھویا:۔ ایک دفعہ ایک کافر نبی کریم ﷺ کا مہمان بنا۔ آپ ﷺ اُسے گھر لے گئے اور کھانا اُس کے سامنے رکھا۔ اس نے خوب کھانا کھایا۔ بہت زیادہ کھانے کی وجہ سے اُسے بدہضمی ہوئی۔ وہ تمام رات اُسی حجرہ میں رفع حاجت کرتا رہا اور بستر بھی خراب کر دیا۔ علی الصبح وہ شرمندگی کے باعث وہاں سے چلا گیا۔ آپ ﷺ حجرے میں گئے تو اُسے وہاں نہ پایا۔ آپ ﷺ اس کے ناپاک کئے ہوئے بستر کو دھونے بیٹھ گئے۔ اتنے میں کچھ صحابہ آ گئے اور حال معلوم کر کے غصے میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کے غصے کو ٹھنڈا کیا۔ کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ وہ آدمی آپ کے حجرہ میں اپنی تلوار بھول گیا تھا۔ وہ تلوار لینے کیلئے آیا تو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اُس شخص کے ناپاک کئے ہوئے بستر کو خود دھو رہے ہیں اور صحابہ کے غصے کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُسے دیکھ کر ناگواری کا اظہار نہ کیا اور اُس کی تلوار اُسے لوٹا دی۔ وہ آپ ﷺ کا حسنِ سلوک اور تواضع دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا۔

سراپا عجز وانکسار رسول ﷺ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

Marfat.com

حضورﷺ اپنے کام خود کر لیتے ، اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے ، اپنا جوتا مبارک خود گانٹھ لیتے ، گھر میں جھاڑو دے لیتے اور دودھ دوھ لیتے تھے۔ یہ اُس عظیم ہستی کی شان تھی جس کے اشارہ پر ہزاروں لوگ کٹ مرنے کو تیار تھے۔ نبی کریمﷺ چھوٹوں اور بڑوں کو سلام کرنے میں خود پہل کرتے تھے۔ اپنی آمد پر صحابہ کے کھڑے ہونے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے۔ غریب سے غریب کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔ خچر اور گدھے پر بھی بخوشی سوار ہو جاتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیتے تھے۔ مجلس میں صحابہ سے بغیر کسی امتیاز کے ایسے بیٹھ جاتے کہ باہر سے آنے والے اجنبیوں کو پہچاننے میں دقت ہوتی تھی۔ بازار سے سودا سلف خود لے کر آتے۔ اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے تھے۔ غریب غلاموں کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ رسول خداﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دینے کیلئے فرمایا میں عرض گزار ہوا'' اے رب ایسا نہ کر بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر۔ جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور عاجزی کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد وثناء اور شکر ادا کروں''۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ شمع رسالت کے پروانے آپﷺ کے ساتھ تھے لیکن آپﷺ کی مبارک اونٹنی پر ایک پرانا پالان تھا جس کی بظاہر قیمت 4 درہم سے زائد نہ تھی۔ اسی اونٹنی پر خطبہ پڑھا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب آپﷺ ایک فاتح جرنیل کی حیثیت سے داخل ہوئے تو بارگاہ رب العزت کے حضور اپنا سر اقدس اس قدر جھکایا ہوا تھا کہ وہ بار بار اُونٹنی کی کوہان سے ٹکراتا تھا۔

(سبحان اللہ عاجزی کا یہ عالم!)

﴿تواضع کے مُنفرد نمونے﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عاجزی :۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر خدا صبح صبح مالداروں کے ساتھ چند لمحے گزار کر محتاجوں اور مسکینوں کی صحبت میں جا بیٹھتے اور فرماتے ''ایک مسکین، مسکینوں کے ساتھ تنہا بیٹھا ہے''۔ ایک دفعہ کچھ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

Marfat.com

آپ کی تعریف کرنے لگے۔آپ نے فرمایا میری ابتدا نطفہ سے ہوئی اور انتہا یہ ہوگی کہ مردار ہو جاؤں گا۔ اور اس کے بعد فیصلہ ترازو کرے گا جس میں میرے اعمال ڈالے جائیں گے۔اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری رہا تو پھر میں بزرگی کے درجہ پر پہنچوں گا۔

کُتے کو اپنے سے بہتر سمجھنا:۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی عاجزی اس قدر تھی کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر خیال کرتے۔کیفیت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک مرتبہ ایک کتے کو دیکھ کر فرمایا کہ الٰہی تو مجھے اس کتے ہی کے صدقے مقبولیت عطا فرما دے۔ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا کتے سے آپ بہتر ہیں یا کتا آپ سے؟۔فرمایا اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو میں بہتر ہوں ورنہ کتا مجھ سے سینکڑوں گناہگاروں سے افضل ہے۔

سر پر راکھ ڈالنے پر بُرا نہ کھا: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن حمام سے غسل کر کے نکلے۔گلی سے گزرے تو چھت پر سے کسی نے بے خبری میں بہت سی راکھ نیچے پھینک دی۔یہ راکھ حضرت کے سر پر پڑی اور آپ کا لباس، چہرہ مبارک اور سر کے بال سب راکھ سے بھر گئے۔لیکن آپ کے دل میں ذرا بھی ملال نہ آیا اور نہ ہی اوپر سر اٹھا کر دیکھا۔آپ راکھ کو چہرے پر ملتے اور فرماتے تھے کہ بایزید تُو تو دوزخ جانے کے قابل ہے، ذرا سی راکھ گرنے سے کیوں منہ بنائے۔

(اللہ اکبر یہ عاجزی)

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی :۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بہت عاجزی پسند تھے۔اپنے لئے فقیر، درویش اور عاجز کے الفاظ استعمال کرتے اور عام لوگوں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھتے تھے۔اگر ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی آپ کی مجلس میں آجاتا تو اس کی بھی خدمت وتواضع کرتے۔ایک بار پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اور زمین پر نہ بیٹھ سکتے تھے مجبوراً مجلس میں ایک چارپائی پر تشریف فرما ہوئے لیکن طبیعت کو یہ گوارا نہ ہوا اور بار بار حاضرین مجلس سے معذرت فرماتے کہ میں مجبوری کی وجہ سے تم لوگوں سے بلند جگہ پر بیٹھا ہوں۔حاضرین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

Marfat.com

اور عرض گزار ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت بخشے ہماری زندگی آپ ہی کے دم سے وابستہ ہے۔

ایک عاجزانہ مناجات:۔ حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ بہت عاجزی پسند تھے۔شب و روز عبادت میں رہنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ سے یوں مناجات کرتے ''اے اللہ مجھے چیونٹی کی طرح عاجز اور خشک گھاس کی پتی کی مانند سمجھ کر اپنے کرم سے میری مغفرت فرمادے۔ مجھے دُنیا کے سامنے رُسوائی سے بچانا کیوں کہ میں نے منبر پر بیٹھ کر بہت لاف زنی کی ہے۔اور اگر مجھے رُسوا کرنا ہی منظور ہوا تو پھر مجھ کو صوفیا کے لباس میں جہنم میں رکھنا تا کہ میں ہمیشہ تیرے فراق میں گھلتا رہوں۔اے اللہ میں نے گناہوں سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کرلیا ہے اور اپنے سیاہ بالوں کو سفیدی میں تبدیل کرلیا ہے لہٰذا میری سیاہی پر نظر نہ ڈالنا اور اپنے سفید کیے ہوئے بالوں کی لاج رکھ لینا۔اے اللہ! تو اگر اپنے کرم سے جنت بھی عطا فرمادے تب بھی میرے دل سے یہ داغ نہ مٹے گا کہ میں نے تیری بندگی میں بہت کوتاہیاں کی ہیں''۔

دستار میں جوتے باندھ لئے :۔ ایک دفعہ حضرت وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔واپس جانے لگے تو معلوم ہوا کہ ان کا جوتا کوئی لے گیا ہے۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو کہا کہ میرے جوتے ان کو دے دو۔خادم نے جوتے ان کو دے دیے۔انہوں نے مرشد کے جوتے لئے اور بوسہ دے کر اپنی دستار میں باندھ کر ننگے پاؤں گھر روانہ ہوگئے۔کسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہو حضرت نے تمہیں جوتے اس لیے دیئے کہ ننگے پاؤں گھر نہ جاؤ لیکن تم انہیں سر پر باندھ کر پھر ننگے پاؤں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ مرشد کے جوتے میرے سر پر ہی رہنے چاہییں۔میری یہ مجال نہیں کہ اپنے پاؤں ان جوتوں سے مس کروں۔

خلیفہ وقت کی دوڑ :۔ جنگ مصر کی فتح کی خوش خبری سننے کیلئے خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عالم بے قراری میں میلوں دُور نکل جاتے۔آخر ایک روز اک سانڈھنی سوار کو دیکھا کر تو اس سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟۔اُس نے کہا مصر سے آرہا ہوں اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوشخبری دینے جارہا ہوں۔آپ مدینہ منورہ تک اُس سانڈھنی کے پیچھے دوڑتے گئے۔اس سوار نے جب لوگوں سے

Marfat.com

امیر المومنین کا پتہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی تو ہیں جو آپ کے پیچھے دوڑتے چلے آرہے ہیں۔

نجات کا تعلق اعمال پر ھے:۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے عرض کی آپ چونکہ اہلِ بیت سے ہیں اس لئے آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں تو آپ خاموش رہے۔ جب دوبارہ انہوں نے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو امام صاحب نے فرمایا مجھے تو یہی خوف لگا ہوا ہے کہ روزِ محشر کہیں میرے جدِ امجد میرا ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تو نے خود میری اتباع کیوں نہ کی؟ اس لئے کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ نیک اعمال پر ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے اور خیال کیا جب اہل بیت پر خوف کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں ہوں؟۔

اپنے آپ کو بدترین سمجھنا:۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارے کہ تم میں سے جو شخص بدترین ہے وہ باہر چلا جائے تو سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا سوائے اسکے کہ مجھے پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا جائے۔

تکبر کیا ھے؟:۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک تو کسی ایک آدمی کو بھی اپنے سے کم تر سمجھے گا تو تُو تکبر کرے گا۔

عاجزی کا مطلب :۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاجزی کا مطلب یہ ہے کہ تو باہر جس کسی کو دیکھے اسے اپنے آپ سے افضل سمجھے۔

اپنے آپ کو حقیر سمجھنا:۔ حضرت سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو کہ مجھے اپنے آپ کو حقیر سمجھنا چھڑا دیں تو وہ بھی ایسا نہ کر سکیں گے۔

یحییٰ بن معاذ کا قول :۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اپنے مال پر تکبر کرنے والے کے سامنے تکبر کرنا اللہ کے نزدیک تواضع ہے۔

Marfat.com

ایفائے عہد (وعدے کی پابندی)

ایفائے عہد کا مطلب ہے وعدہ پورا کرنا۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے جو ہر انسان کیلئے ضروری ہے۔ انسانی زندگی میں اس کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ خاص طور پر لین دین اور خرید وفروخت اور معاشرتی معاملات میں قدم قدم پر وعدے یا عہد سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اسی لئے وعدے کی پابندی پر اسلام میں بہت زور دیا گیا ہے۔

قرآن کریم اور ایفائے عہد

(i) ترجمہ: اور جب عہد کریں تو پورا کریں اور تکلیف میں اور آزمائش میں صبر کریں یہی لوگ صادق اور یہی متقی ہیں۔ (پ۲۔ البقرہ)

(ii) ترجمہ: اور عہد پورا کرو بے شک وعدے کے بارے باز پرس ہوگی۔ (پ۵۔ بنی اسرائیل)

(iii) ترجمہ: اے ایمان والو اپنے عہد پورے کرو۔ (پ۶۔ مائدہ)

فرامینِ رسولِ اکرم ﷺ

خالص منافق:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میں مندرجہ ذیل باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔

امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو توڑ دے اور جھگڑا کرے تو بے ہودہ باتیں کرے۔ (بخاری)

نیک نیتی:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی مسلمان

Marfat.com

اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اُس کی نیت اسے پورا کرنے کی ہو اور پھر پورا نہ کر سکے اور وقت مقررہ پر نہ آ سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (ابوداؤد)

مُنافق کی نشانیاں :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں تو سمجھو کہ وہ منافق ہے۔ پہلی بات یہ کہ جھوٹی بات کہے دوسری یہ کہ وعدہ کو پورا نہ کرے۔ تیسری یہ کہ امانت میں خیانت کرے۔ (مسلم شریف)

عہد کو توڑنے سے دُشمن کا غالب آنا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو قوم عہد کر کے فریب دیتی ہے اس پر دشمن غالب آ جاتا ہے۔ (مشکوۃ)

عہد توڑنے والا :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دِن عہد توڑنے والے کی نشاندہی ہوگی۔ (ترمذی)

وعدہ پُورا کرو:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ اس سے ٹھٹھا کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کر سکو۔ (ترمذی)

﴿رسولِ خُدا ﷺ کا ایفائے عہد﴾

تین راتیں اِنتظار میں گزر گئیں :۔ حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے رسول اکرم ﷺ سے کوئی چیز خریدی اس کی کچھ قیمت میرے ذمہ باقی رہ گئی۔ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں باقی رقم لے کر اسی جگہ آپ ﷺ کے پاس آتا ہوں چنانچہ میں چلا گیا اور اپنا وعدہ بھول گیا۔ تین راتیں گزر جانے کے بعد مجھے وعدہ یاد آیا میں بقیہ رقم لے کر اسی جگہ پہنچا تو دیکھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے نوجوان بے شک تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا میں تین راتوں سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

(سبحان اللہ فداک اُمّی وابی یارسول اللہ ﷺ)

Marfat.com

وعدہ کی پابندی:۔ جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی حضرت حذیفہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم دو صحابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم مکہ سے آرہے تھے راستہ میں کفار نے ہمیں گرفتار کرلیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ کا ساتھ نہیں دیں گے۔لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ہم مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

وعدہ پر عمل:۔ صلح حدیبہ اسلامی تاریخ میں بہت اہم واقعہ ہے۔اس صلح نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مکہ سے مسلمانوں کے پاس مدینہ چلا جائے گا تو اہل مکہ (کفار) کے مطالبہ پر مسلمان اسے مکہ واپس بھیج دیں گے۔اسی وقت جب یہ معاہدہ لکھا جارہا تھا مکہ کے ایک نوجوان ابوجندل رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں پاؤں میں زنجیر پہنے کانپتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ انہیں اہل مکہ نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قید کر رکھا تھا وہ کسی طرح سے فرار ہو کر مدینہ پہنچ گئے۔ مسلمان ان کی حالت دیکھ کر تڑپ کر رہ گئے اور ابوجندل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پناہ میں پہنچ کر بے تاب ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم صبر کرو ہم اپنا عہد توڑ نہیں سکتے تمہیں واپس جانا ہوگا اللہ کریم جلد ہی تیرے لئے کوئی اور صورت پیدا فرمادے گا۔

حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کا عہد:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دو آدمی ایک نوجوان کو پکڑ کر لائے اور عرض کی یہ ہمارے باپ کا قاتل ہے ہم اس کا قصاص چاہتے ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے کہا کہ تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو۔نوجوان نے کہا کہ میرا اونٹ ان کے والد کے باغ میں گیا تو اس نے پتھر مار کر اونٹ کی آنکھ پھوڑ دی جواب میں میں نے بھی پتھر اٹھا کر ان کے بوڑھے والد کے سر پر دے مارا تو وہ اس سے مر گیا۔امیر المؤمنین نے فیصلہ سنایا کہ نوجوان کو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔نوجوان نے عرض کی مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے لیکن میری ایک درخواست ہے

Marfat.com

آپ نے کہا بیان کرو۔نوجوان نے کہا کہ میرا ایک بالغ بھائی ہے میرے والد نے مرتے وقت کچھ سونا دیا تھا کہ جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کے حوالے کر دینا میں نے وہ سونا اس کی امانت سمجھ کر ایک مقام پر دبا رکھا ہے مجھے اس کی امانت اسے سونپنے کی اجازت دی جائے۔تین روز کے بعد میں قصاص کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی تمہاری ضمانت دے دے تو میں تمہیں تین روز کی مہلت دے سکتا ہوں۔نوجوان نے اُمید بھری نظر سے حاضرین مجلس کو دیکھا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں انہیں اپنا ضامن بناتا ہوں مجھے یقین ہے کہ یہ میری ضمانت دے دیں گے۔امیر المؤمنین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ اس قاتل کی ضمانت دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں میں ضمانت دیتا ہوں کہ تیسرے دن اسی وقت یہ یہاں حاضر ہو جائے گا۔امیر المؤمنین نے قاتل کو تین روز کی مہلت دے دی۔تیسرے دن بہت سے لوگ اکھٹے ہو گئے تھے ان میں وہ دونوں مدعی بھی موجود تھے لیکن قاتل کا دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔کئی صحابہ کرام سخت پریشان تھے کہ اگر قاتل وقت مقررہ پر نہ پہنچا تو ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دہ ہوں گے۔وقت مقررہ پر دونوں مدعی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ قاتل نہیں پہنچا ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کمال استقلال سے فرمایا تم فکر نہ کرو اگر قاتل نہ پہنچا تو میں قصاص کے لئے حاضر ہوں۔یہ سنتے ہی مسلمانوں کے دل زور زور سے دھڑکنے لگے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر قاتل نہ آیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ سے قصاص لیا جائیگا اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔صحابہ کرام نے دونوں مدعیوں کو کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے قتل سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا تم خون بہا لے لو لیکن وہ رضا مند نہ ہوئے۔قریب تھا کہ قاتل کی ضمانت دینے والے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو قصاص میں قتل کر دیا جاتا کہ دُور سے غبار اُڑتا نظر آیا یکا یک وہ نوجوان قاتل گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچ گیا اور عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نے بھائی کو ماموں کے سپرد کر کے اس کی امانت اسے لوٹا دی ہے اب میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے دین کے مطابق قصاص کے لئے حاضر ہوں۔میں معذرت کرتا ہوں کہ سفر میں واپسی پر کچھ دیر ہو گئی ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی

Marfat.com

نے فرمایا کہ بخدا میں اس اجنبی نوجوان کو نہیں جانتا تھا مگر جب اس نے بھری مجلس میں مجھ پر اعتماد کیا تو میں نے بھی اس کے اعتماد کو ٹھکرانا مناسب نہ سمجھا اور ضمانت دے دی۔ قاتل کی صاف گوئی اور وعدہ وفائی سے سب خوش ہوئے یہاں تک کہ دونوں مدعی بھی پکار اٹھے۔ امیر المؤمنین ہم اسے اپنے باپ کا خون معاف کرتے ہیں۔ مدعیوں کے اس اعلان سے مسلمانوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں آنے لگیں۔ امیر المؤمنین نے کہا اے نوجوانوں میں تمہارے باپ کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم دیتا ہوں تا کہ تمہیں اس احسان کا اجر بھی ملے اور مالی فائدہ بھی ہو۔ مدعی بولے ہم اسے اللہ کے لئے معاف کر چکے اب ہم کچھ نہیں لیں گے۔

حکایت:۔ حجاج بن یوسف نے ایک مرتبہ کسی شخص کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ اس نے ادب سے کہا اے امیر میرے پاس لوگوں کی کچھ امانتیں پڑی ہیں مجھے مہلت دیں کہ میں جا کر انہیں واپس کر آؤں۔ حجاج نے اس کی التجا کو اس شرط پر قبول کیا کہ وہ کسی شخص کو اپنا ضمانتی بنا کر جائے۔ وہ آدمی ضمانتی کی تلاش میں نکلا۔ اسے ایک نیک سیرت مرد ملا اس سے اس کا نام پوچھا اُس نے کہا عبدالکریم۔ کہا آقا کو اپنے غلام میں اپنے کرم کی نشانی ضرور چھوڑنی چاہیے۔ یہ کہہ کر حجاج کا پورا واقعہ کہہ سنایا۔ وہ نیک نفس مرد بولا میں تمہاری ضمانت دوں گا اور سرکش نفس کی خاطر اپنے نام پر بٹہ نہ لگاؤں گا۔ چنانچہ یہ شخص گیا اور اس کا ضامن بن گیا۔ ادھر اس شخص نے جا کر لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور ایسے نازک وقت میں واپس آیا کہ حجاج اس کے ضامن کو بلا کر اس کے قتل کا حکم دے چکا تھا۔ ضامن کو جب قتل گاہ کی طرف لے جایا گیا تو اس نے حجاج سے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ملنی چاہیے۔ چنانچہ اسے اجازت دی گئی۔ یہ شخص دو رکعت پڑھنے کے بعد بارگاہِ رب العزت کے حضور یوں عرض گزار ہوا کہ اے میرے رب اس شخص کو مجھ پر یوں اطمینان ہوا تھا کہ میں عبدالکریم ہوں۔ میں تیرا بندہ ہوں اور تو کریم ہے۔ عبدالکریم تو ضامن بن چکا اب تو بھی تو کرم فرما۔ اتنے میں جلاد نے چاہا کہ اس کا سر قلم کر دے کہ سامنے سے غبار اٹھتا دکھائی دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ شخص وہاں پہنچ گیا۔ جلاد نے کہا بھلا تو کیوں جان دینے آ گیا جب کہ تمہارے ضامن کو قتل کیا

Marfat.com

جانے والا تھا۔اس نے کہا مجھے خداوند کریم کا یہ اطمینان بخش ارشاد(اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۔) یہاں کشاں کشاں لے آیا ہے۔ نیز ایفائے عہد ایمان کے درخت کی ایک بہت بڑی شاخ ہے تو میں دنیا کی فانی زندگی کی خاطر ایمان سے باہر ہونا نہیں چاہتا۔ یہ بات سن کر حجاج نے دونوں کو رہا کر دیا اور دونوں کی ثابت قدمی کی تعریف کرنے لگا۔ (نزھت المجالس)

ایک صحابی کا وعدہ :۔ صحابہ کرام معمولی وعدے کو بھی پورا کرتے تھے۔ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں فلاں دن سفر کرنے والا ہوں۔ میرے سامان کا بندوبست کر دینا۔ جب روانگی کا وقت آیا تو سامان سفر (زادِراہ) نامکمل تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کچھ دیر ٹھہر جائیں تا کہ سامان سفر مکمل ہو جائے۔تو آپ نے فرمایا گھر کے لوگوں سے کہہ چکا ہوں کہ فلاں دن سفر کروں گا۔اب اگر جھوٹ بولتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔اور اگر خیانت کروں گا تو وہ بھی مجھ سے خیانت کریں گے اور اگر وعدہ خلافی کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے۔چنانچہ وہ سفر پر روانہ ہو گئے۔اور اس کی کچھ پرواہ نہ کی کہ سامانِ سفر نامکمل ہے۔ (طبقات ابن سعد)

احسان

احسان کا مطلب دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا ہے مگر یہ لفظ بڑا جامع اور وسیع معنی رکھتا ہے۔اس میں نیکی، بھلائی، خیر خواہی اور فلاح کے تمام کام شامل ہیں۔ بلکہ (ہر وہ کام احسان میں شامل ہے جس میں) مصیبت زدوں کی امداد کے جذبات بھی احسان ہیں۔مقروض کو مہلت دینا بھی احسان ہے، خوش خلقی بھی احسان ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک بھی احسان ہے۔غرضیکہ احسان ایک بہت بڑی خوبی ہے جو ہر ایک مسلمان میں ہونی چاہیے۔یہ ایسی خوبی ہے جس سے دشمن کو بھی دوست بنایا جا سکتا ہے۔کسی پر احسان کر کے اس کو جتلانے سے اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

﴿احسان کے بارے فرامینِ الٰہی﴾

(i) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے خود ہلاکت میں نہ پڑو اور احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنیوالوں کو پسند فرماتا ہے۔ (البقرہ)

(ii) بے شک اللہ تقوٰی اختیار کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(پ۱۴۔سورۃ النحل)

(iii) بے شک اللہ تمہیں عدل و احسان اور رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی، بری بات اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو۔ (پ۱۴۔النحل)

(iv) اور جو مال اللہ نے تجھے دیا اس سے آخرت طلب کرو اور دُنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد نہ کرو اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔ (پ۲۰۔القصص ۷۷)

(v) احسان کا بدلہ احسان ہے پس تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (پ۲۷۔سورہ رحمان)

﴿احسان کے بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

بیواؤں اور مُحتاجوں سے احسان کا بدلہ :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بیواؤں اور محتاجوں پر خرچ کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو (عبادت کیلئے) کھڑا ہونے میں سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔ (مسلم)

کمزوروں کی مدد رسول اکرم ﷺ کی رضا :۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو بیشک کمزور لوگوں کے سبب ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

کھلانے پلانے کا اجر:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مسلمان نے اپنے بے لباس مسلمان بھائی کو لباس پہنایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا لباس پہنائیں گے۔اور جس مسلمان نے اپنے بھوکے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائیں گے۔اور جو مسلمان اپنے پیاسے مسلمان بھائی کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی مہر لگی شراب سے سیراب فرمائیں گے۔(ابوداؤد۔ترمذی)

ہر دن ثواب:۔ حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا کسی آدمی پر حق ہو اور وہ اسے مہلت دے تو ہر دن کے بدلے میں اُسے صدقے کا ثواب ہے۔(احمد)

تنگدست کو مُہلت :۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی تکلیف سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ تنگدست کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے۔(مسلم)

اللہ کی رحمت کا سایہ:۔ حضرت ابو الیسیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔(مسلم)

یتیم کی پرورش کا اجر:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہر اُس بال کے صدقے جس پر اُس کا ہاتھ پھرے نیکیاں لکھ دیتا ہے۔اور جو کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کی پرورش کرے اور اچھا سلوک کرے تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں مبارک انگلیوں کو ملایا۔(ترمذی)

سب سے اچھا گھر :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہو۔اور مسلمانوں کا بُرا گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔(ابن ماجہ)

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی قُربت:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ یتیم اپنا ہو یا غیر، جنت میں اسطرح ہوں گے اور اپنی شہادت والی اور درمیانی انگشت مبارک سے ارشاد فرمایا اور ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔ (بخاری)

جہنم سے آڑ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی جس کے ساتھ اُس کی بیٹیاں تھیں۔ مجھے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا میں نے وہی اسے دے دی۔ اس نے وہ دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر کے دے دی اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ پس نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو ان لڑکیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور وہ ان کے ساتھ نیکی کرے تو وہ اس کیلئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ (مسلم)

احسان کیسے کریں؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان سے دُنیا کی سختیوں کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی سختیوں کو دُور فرمائے گا۔ اور جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں آسانیاں میسر فرمائے گا۔ اور جس نے کسی بندے کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اُس کی دُنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ اُسکی مدد فرماتا ہے اور جو شخص حصول علم کے لئے کسی راستہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کیلئے راستہ آسان کر دے گا۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جو اللہ کے گھروں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اُس کے کلام کی تلاوت کرے، دوسروں کو سکھائے مگر اللہ تعالیٰ اُس پر سکون نازل کرتا ہے اور رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔ اور جو عمل میں کمی کرتا ہے عالی نسبتی اس نقصان کو پورا نہیں کرتی۔ (مسلم)

بھلائی کی جانب رھنمائی کا عمل:۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری سواری تھک گئی اور اب چلنے کی قابل نہیں رہی مجھے سواری دِلوایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے۔

Marfat.com

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس کو ایک شخص کا پتہ بتاتا ہوں جو سواری مہیا کر سکتا ہے۔اس موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھلائی کی جانب رہنمائی کرتا ہے اس کو بھی نیک کام کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔(مسلم)

ظالِم کو روکنا اُس کی مدد ھے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مظلوم کی تو میں مدد کرتا ہوں،ظالم کی مدد کیوں کر کروں؟۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس کو ظلم سے روک۔تیرا اُس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔(مسلم)

﴿نبی اکرم ﷺ کے احسان کے چند نمونے﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اُونٹ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔پھر جس وقت اپنے تھکے ہوئے اونٹ پر جو چلنے کے قابل نہ تھا سوار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور دریافت فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کی کہ تھک گیا ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ پیچھے ہٹے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کیلئے دُعا فرمائی اس کے بعد وہ تمام راستہ باقی اونٹوں سے آگے آگے ہی چلتا رہا۔پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا اب تمہارا اُونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی بہت اچھا اور یقیناً یہ آپ ﷺ کی دُعا اور برکت کا اثر ہے۔آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو میں نے وہ آپ ﷺ کو فروخت کر دیا۔لیکن یہ شرط لگادی کہ مدینہ تک میں اس پر سوار ہو کر ہی جاؤں گا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے نئی شادی کی ہے اس لئے مجھے (پہلے) جانے کی اجازت دے دیجئے۔چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور میں لوگوں سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔مدینہ پہنچ کر مجھے میرے ماموں ملے تو انہوں نے مجھ سے اُونٹ کے بارے دریافت کیا تو میں نے ان کو ساری بات بتادی کہ میں نے اُونٹ فروخت کر دیا

Marfat.com

ہے۔ اُنہوں نے مجھ سے ملامت کی (کہ ایک ہی اونٹ تھا وہ بھی فروخت کر دیا) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ یشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اُس کی قیمت ادا فرمائی اور بعدازاں اونٹ بھی مجھے واپس عطا فرما دیا۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد)

ادائیگی قرض:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس کے ذمے مرتے وقت قرض ہوتا تو آپ ﷺ دریافت فرماتے کیا اس شخص نے قرض کی ادائیگی کیلئے کچھ مال چھوڑا ہے؟ پھر اگر کہا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہوسکتا ہے تو آپ ﷺ اُس کی نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ بعدازاں جب اللہ کریم نے آپ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے (اور مال غنیمت آنے لگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں مسلمانوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب اور ان کے قریبی عزیزوں سے بھی زیادہ مہربان، دوست اور ان کا والی اور سرپرست ہوں۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان وفات پا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو تو وہ میں خود ادا کروں گا اور مرنے والا جو ترکہ چھوڑے وہ وارثوں کو ملے گا۔ (بخاری)

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا پر احسان:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ جب کہ انصار زمینوں اور جاگیروں کے مالک تھے۔ انصار مدینہ نے مہاجرین کے ساتھ اپنا مال باہم اس طرح تقسیم کر لیا تھا کہ ہر سال انہیں پیداوار میں سے پھل وغیرہ دیا کرتے تھے۔ جبکہ مہاجرین ان کے ساتھ مل کر کام اور محنت کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو کھجور کا ایک درخت دیا تھا۔ جو آپ ﷺ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی کو دے دیا تھا جو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ پھر جب نبی کریم ﷺ خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر مدینہ میں واپس تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو وہ تمام

Marfat.com

عطیات واپس لوٹا دیئے (جوانہوں نے پھل وغیرہ مہاجرین کو دیئے تھے) اور نبی کریم ﷺ نے بھی میری والدہ کو کھجور کا وہ درخت واپس کر دیا اور آپ ﷺ نے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بدلے میں اپنے باغ میں سے کچھ درخت دیئے تھے۔ (بخاری)

مُشرکوں کو پناہ :۔ حضرت عبداللہ بن عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے فتح مکہ کے دن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ربیعہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کے ہاں گئے اور ان سے پناہ طلب کی۔ اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو پناہ دے دی۔ اتفاقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان دونوں کو دیکھتے ہی ان پر تلوار نکال لی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا درمیان میں آڑے آ گئیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے سے لپٹ کر کہا کہ تمام لوگوں میں سے تم میرے (پناہ گزینوں کے) ساتھ ایسا حادثہ کرنا چاہتے ہو؟۔ ان دونوں کو مارنے سے پہلے مجھے مار دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مشرکوں کو پناہ دیتی ہو اور یہ کہہ کر باہر نکل آئے۔ حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ماں جائے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا سابقہ پڑا ہے کہ مجھے اس کی امید نہ تھی۔ میں نے اپنے دو مشرک دیوروں کو پناہ دی ہے اور وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) تلوار نکال کر ان دونوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ان کے لیے یہ جائز نہ تھا۔ میں نے بھی ان کو پناہ دی جن کو تو نے پناہ دی اور جن کو تو نے امن بخشا میں نے بھی ان کو امن بخشا۔ میں نے ان دونوں کو واپس آ کر یہ اطلاع دے دی تو وہ دونوں گھر کو چلے گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا دونوں آدمی بڑے ٹھاٹھ سے اپنی محفلوں میں زعفرانی چادروں میں بیٹھے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب ان پر گرفت نہیں ہم انہیں پناہ دے چکے ہیں۔ (بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے)۔ (حاکم)

Marfat.com

﴿احسان بارے صحابہ و اسلاف کے اقوال و واقعات﴾

اپنے کام پر بھروسہ نہ کرو:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اپنے کسی کام پر بھروسہ نہ کرو کیوں کہ کامیابی کا دارومدار صرف اللہ کریم کے لطف واحسان پر ہے۔

احسان کیا ھے؟ :۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدی کے بدلے میں نیکی کرنا احسان ہے

احسان کر کے ظاھر نہ کرو:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احسان کرو خواہ ناشکرے پر ہی کرو کیوں کہ وہ میزان میں شکر گزار کے احسان سے بھاری ہوگا۔ مزید فرمایا کہ اگر تم کسی پر احسان کرو تو اس کو ظاہر مت کرو اور جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو اُس کو مت چھپاؤ۔

احسان کا طریقہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزوں کے بغیر احسان پورا نہیں ہوتا۔ اول اس میں جلدی کرنا، دوئم احسان کرنے والے کی نظر میں کم ہونا، سوئم اس کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔

احسان اُٹھ گیا ھے :۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ احسان اٹھ گیا ہے اور تجارت باقی رہ گئی ہے۔ لوگ اپنے دوست کو کوئی چیز اس لئے دیتے ہیں کہ وہ انہیں اس کا بدلہ دے۔

خدمت خلق :۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی دہلیز پر ایک خچر بندھا رہتا تھا۔ جس کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی تو اُس کو کھول کر بلا اجازت لے جاتا۔

استعمال شدہ چیز اللہ کیلئے صدقہ دینا :۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی چیز نہ دیتے تھے اور نہ کوئی استعمال شدہ کپڑا دیتے۔ آپ فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کی سامنے پیش ہو اور اس میں ردّی اشیاء ہوں جو میں نے اُس کی راہ میں دی ہوں۔

سائل کا اِحسان مَند ھونا:۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نیکی یہ ہے اگر کسی نے تجھ سے کچھ لیا ہے تو تُو اس کا احسان مند ہو۔ کیوں کہ اگر وہ نہ لیتا تو تُو ثواب سے محروم رہتا۔

Marfat.com

نیز اس نے صرف تجھ سے سوال کیا اور اس کو تیرے سوا کسی سے بھلائی کی امید نہ تھی۔

مسکین کی مدد کا انداز :۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سفر حج پر جا رہے تھے۔ ایک قصبہ میں پہنچ کر شب باشی کا ارادہ کیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ جوق در جوق آپ کی خدمت میں آنے لگے اور کہتے ہمارے گھر میں قیام فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اس بستی کا سب سے زیادہ نادار اور محتاج کون ہے۔ لوگوں نے ایک بوڑھے کا بتایا آپ سیدھے اس کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شکستہ مکان ہے جسے کھنڈر کہنا زیادہ موزوں تھا۔ اس مکان میں آپ نے ایک بوڑھے شخص، ایک عورت اور ایک لڑکی کو بیٹھے پایا۔ آپ نے صاحب خانہ سے اس مکان میں رہنے کی اجازت طلب کی جو انہوں نے بخوشی دے دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپ کی آمد اور اس مکان میں قیام کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ اور لوگ تحفے اور تحائف کے انبار لگانے لگے آپ نے لوگوں کے اصرار کے باوجود کسی کے ساتھ بھی جانا پسند نہ فرمایا البتہ ان کے تحائف وغیرہ قبول فرمالئے۔ اور وہ تمام اس بوڑھے کی نذر کر دیئے اور خود مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دراصل اس نادار اور مسکین بوڑھے کی امداد ہی آپ کا مقصد تھا جو پورا ہو گیا۔

صبر

صبر کا مطلب کسی چیز سے محروم ہونے اور تکلیف و پریشانی کے پیش آنے پر اس کو برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا ہے۔ یہ انسان کی بہت اچھی صفت ہے، اللہ کریم کے نزدیک اس خوبی کا بڑا درجہ اور فضلیت ہے۔ چونکہ یہ انتہائی مشکل ہے اسلئے اس کا اجر بھی بے حساب رکھا گیا ہے۔ اس سے گناہوں کی بھی مغفرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتی ہے۔ صبر سے اطمینان پیدا ہوتا ہے اور مشکلات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

﴿صبر کے مُتعلق اِرشاداتِ باری تعالٰی﴾

(i) اور صبر کرو پس بے شک اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (پ۱۲۔سورہ ہود)

(ii) اے ایمان والو نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔ (پ۲۔سورہ بقرہ)

(iii) اے ایمان والو صبر کرو، مستحکم رہو اور نگہبانی کرو اور اللہ تعالٰی سے ڈرو تا کہ تم فلاح حاصل کرو۔ (آل عمران)

(iv) جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے حساب اجر دیا جائیگا۔ (پ۲۳۔سورۃ الزمر)

﴿صبر کے بارے فرامینِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

صبر کا بدلہ جنت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اللہ کریم فرماتا ہے میرے پاس بندہ مومن کیلئے جب میں اس کے دُنیاوی محبوب (آنکھوں) کو لے لیتا ہوں جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (بخاری)

خوشی میں شُکر اور تکلیف میں صبر:۔ حضرت مہیب بن ستان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کسی قدر اچھا ہے کہ اس کے تمام کاموں میں خیر و برکت ہے اور یہ بات ایمان والوں کو حاصل ہے۔ اگر اسے خوشی کی بات پہنچے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کیلئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے۔ یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (مسلم)

صبر و شکر کو پسند کرنا:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میرے لئے مکہ مکرمہ کے سنگستان کو سونا بنا دینے کیلئے فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا اے میرے رب ایسا نہ کر بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر۔ تا کہ بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں صبر پیش کروں اور تیرا ذکر کروں اور جس روز شکم سیر ہوں تو تیری حمد و ثناء بیان کروں اور تیرا شکر کروں۔ (ترمذی)

Marfat.com

نابینا ہونے کا اَجر :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں سے دُور کردوں اور وہ اس پر صبر کرے تو ان کے عوض اسے جنت عطا کروں گا۔ دو چیزوں سے مراد آنکھیں ہیں ۔(یعنی وہ نابینا ہو کر صبر کرے)۔(بخاری)

رحم کی گئی اُمّت:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میری یہ امت رحم فرمائی گئی امت ہے، اِسے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔ اس کا عذاب دُنیا میں زلزلے، فتنے اور قتل ہے۔(ابوداؤد)

مصائب پر صبر :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور لوگوں کی مصیبتوں پر صبر کرتا ہو، اُس کا درجہ اس مومن سے زیادہ ہے جو لوگوں سے میل جول نہ رکھتا ہو اور نہ ان کی مصیبتوں پر صبر کرتا ہو۔(ابن ماجہ)

مصائب سے مَنزل آسان :۔ حضرت محمد خالد سلیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ کو اللہ کریم کی بارگاہ سے جب ایسا شرف وعزت عطا ہونا مقدر ہوتا ہے جن کو وہ اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل نہیں کرسکتا تو اس کی ذات کو بدن، مال اور اولاد میں سے کسی ایک مصیبت میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ پھر اس کو ان مصائب پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ (بندہ) اس منزل کو حاصل کرتا ہے جو اللہ کے ہاں اس کا مقدر کردی گئی تھی۔(ابوداؤد)

جنتی عورت :۔ حضرت عطا بن رباح رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ مجھ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ میں تمہیں جنتی عورت نہ دِکھادوں؟ میں نے کہا بیشک دِکھائیں۔تو آپ نے ایک کالی عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ ہے۔ایک مرتبہ یہ سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور پردہ باقی نہیں رہتا۔آپ ﷺ میرے لئے دُعا فرمائیں تو سرکار ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس پر صبر کر کے جنت حاصل کرلو اور چاہو تو میں دُعا کردوں تا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل

Marfat.com

ہو جائے۔ خاتون نے کہا میں اس پر تو صبر کرلوں گی لیکن دورہ کے دوران میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ ﷺ میرے لئے یہ دُعا فرمادیں کہ دورہ کے وقت ستر نہ کھلے تو سرکار ﷺ نے اس کیلئے دُعا فرمادی۔ (بخاری)

نبی ﷺ کا وسیلہ :۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک نابینا شخص نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں آ کر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے لیے جنت کی دُعا فرمادیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دُعا کروں اور چاہو تو اس پر صبر کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس نابینا نے کہا آپ دُعا فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا پڑھو۔ خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے میں آپ ﷺ کے ذریعے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ میری وہ حاجت کو پورا فرمادے۔ خداوندا نبی کریم ﷺ کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔ (ترمذی)

جماعت نہ چھوڑو :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو امیر سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے کیوں کہ جو جماعت کو ایک بالشت برابر بھی چھوڑ کر مرے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (بخاری)

صبر سے بہتر اجر کوئی نہیں :۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی کے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کا سوال پورا کر دیا۔ لیکن انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جو کچھ بھی ہوگا میں اس کو تمہارے لیے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا۔ اور جو شخص سوال سے احتراز کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو لاپرواہی کرتا تو اللہ اس کو لاپرواہ بنا دیتا ہے۔ اور جو صبر کرتا ہے اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے اور کسی فرد کو صبر سے بہتر اور اجر نہیں دیا گیا۔ (بخاری)

جنت الفردوس میں مقام:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ربیع بنت برائیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ کیا مجھے حارثہ کی متعلق نہیں بتائیں گے جنہیں غزوہ بدر میں نامعلوم تیر لگا تھا۔ اگر وہ

Marfat.com

جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو میں اس پر خوب گریہ زاری کروں۔ فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں کتنے ہی درجے ہیں اور بیشک تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

اگر کا لفظ نہ کھو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو ضعیف مومن سے زیادہ پسند ہے۔ اور ہر بھلائی میں حرص کرو جو تمہیں نفع دے اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں تو یوں ہو جاتا بلکہ یوں کہہ کہ جو اللہ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا کیوں کہ اگر کا لفظ شیطان کے کام کو کھولتا ہے۔ (مسلم)

﴿سرورِ دوجہاں ﷺ کا صبر﴾

جتنے مصائب و مظالم اور رنج و آلام سرورِ کائنات، سرکارِ دو عالم، سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات اقدس کو پہنچے اور جس طرح آپ ﷺ نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا ہے کائنات میں اس کی نظیر اور مثال کہیں نہیں ملے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا اور دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کیلئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے۔ سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے نیچے چھپا رکھا تھا۔ (ترمذی)

دوھری یتیمی :۔ دُنیا میں تشریف آوری سے چھ ماہ قبل ہی آپ ﷺ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ باپ کی شفقت پہلے ہی نہ ملی بلکہ چہرہ بھی نہ دیکھا تھا۔ ابھی عمر مبارک صرف چھ سال ہی کی تھی اور ابھی انگلی پکڑ کر چلنے کے دن تھے کہ ماں کی آغوش محبت بھی گئی۔ دوہری یتیمی کے داغ تلے ننھے منے دل میں درد و اَلم کی کتنی ٹیسیں اٹھی ہوں گی۔ ان کو وہی محسوس کر سکتا ہے جس پر بیتی ہو۔ دوران سفر مقام ابوا پر چھ سال کی عمر میں جب آپ ﷺ کی صابرہ اور شاکرہ والدہ ماجدہ دُنیا سے رخصت ہو رہی تھی۔ تو کن حسرت بھری

Marfat.com

نظروں سے آپ ﷺ نے انہیں سپردِ خاک کیا ہوگا۔ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنے چاند کو کیسے الوداع کہا ہوگا۔ یہ منظر بیان سے باہر ہے۔ پھر اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے کس ہمت سے اپنی مالکہ کو دفنا کر آپ ﷺ کو اُٹھا کر سینے سے لگایا ہوگا۔ پھر جب ان دونوں نے طویل مسافت طے کر کے مکہ میں قدم رکھا ہوگا اور گھر والوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا ہوگا تو دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر غم کا پہاڑ کیسے ٹوٹا ہوگا۔ اور اُنہوں نے بھی اپنے دُوہرے یتیم پوتے کو کیسے چمٹا کر پیار کیا ہوگا۔

دعوتِ حق کے آغاز پر ظلم و ستم :۔ اعلانِ نبوت کے چوتھے سال کے آغاز پر جب آپ ﷺ نے اہل مکہ کو صفا کی پہاڑی پر جمع کر کے خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے اور جھوٹے بتوں کی پرستش کو چھوڑنے کا کہا تو جو لوگ آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں پر بٹھاتے تھے وہ آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے۔ وہ آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑانے لگے جن میں آپ ﷺ کے دو چچا ابولہب اور ابوجہل پیش پیش تھے۔ ایک دن رسولِ کریم ﷺ نے خانہ کعبہ میں قریش کو دعوتِ توحید دی تو مشرکین غضب ناک ہو کر آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے اور حضرت حارث بن ہالہ رضی اللہ عنہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند کے بیٹے) بے تاب ہو کر آپ ﷺ کو چھڑانے آئے تو کافروں نے آپ ﷺ کو چھوڑ کر انہیں مارا اور شہید کر دیا۔

گلے مُبارک میں پھندا:۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ ایک مرتبہ صحنِ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کو اللہ کریم نے اپنے رشتہ داروں کو حق کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے سب اہلِ خاندان کو کھانے پر بلایا اور دینِ حق کی دعوت دی۔ لیکن لوگ آپ ﷺ پر طنز اور تحقیر کے نشتر چلانے کے بعد رخصت ہو گئے۔ ایک مشرک نے اپنی چادر کو رسی کی طرح لپیٹ کر گلے مبارک میں پھندا ڈال دیا اور مروڑنے لگا۔ حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہوئی اور چشمانِ مبارک اُبل اٹھیں۔ اتنے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے انہوں نے آپ ﷺ کو چھڑایا اور اہل قریش کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم صرف اس لئے ان کو قتل کرتے ہو کہ یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آئے ہیں

Marfat.com

مشرکین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔

پُشتِ مُبارک پر نجس اوجھڑی :۔ ایک دن آپ ﷺ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ عقبہ نے کہیں سے اونٹ کی اوجھڑی جو خون اور گوبر سے بھری ہوئی تھی۔ اُسنے دورانِ سجدہ آپ ﷺ پر ڈال دی اس کی نجاست، بدبُو اور بوجھ سے سرورِ دو عالم ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی لیکن آپ ﷺ سجدے میں ہی پڑے رہے۔ کسی نے حضرت فاطمہ الزھرہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی وہ ابھی کم سن ہی تھیں دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھڑی ہٹا کر نجاست کو دُور کیا۔ ننھی سیدہ رضی اللہ عنہا کے آنسو نکل رہے تھے اور وہ ان کو بُرا بھلا کہہ رہی تھیں لیکن حضور ﷺ مجسمہ صبر و استقامت نے بیٹی کو صبر کی تلقین کی۔

کاشانہ نبوت پر سنگباری :۔ باہر آتے جاتے تو مشرکین آپ ﷺ کو ستاتے ہی تھے لیکن اب ان کا ظلم و ستم اس قدر بڑھ گیا کہ آپ ﷺ کا گھر بھی محفوظ نہ رہا۔ جب آپ ﷺ گھر میں ہوتے تو وہ صحن خانہ میں پتھر اور گندگی پھینکتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے ان شریروں کو مخاطب کر کے فرمایا اے بنو عبد مناف ہمسائیگی کا حق خوب ادا کر رہے ہو۔

ابُولھب اور اس کی بیوی کا آپ ﷺ کو ستانا :۔ ابولہب ویسے تو آپ ﷺ کا چچا تھا لیکن اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی وہ اور اس کی بیوی آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ ﷺ کو تکلیف دینے میں سب سے سبقت لے گئے۔ وہ آپ ﷺ کے پیچھے لگا رہتا اور لوگوں سے کہتا یہ دیوانہ ہو گیا ہے، اس کی باتوں پر کان نہ دھرنا۔ مذاق اور ٹھٹھا اس کا روز کا معمول تھا۔ اس کی بیوی خاوند سے بھی زیادہ آپ ﷺ کو ستاتی تھی۔ جدھر سے آپ ﷺ نے گزرنا ہوتا وہاں وہ کانٹے بچھا دیتی اور قریش کے سرداروں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتی رہتی۔

کاشانہ اقدس پر مُشرکوں کا حملہ :۔ ایک دن بہت سے شرارتی لوگ مشورہ کر کے آپ ﷺ کے گھر پر گئے اور دستک دی۔ جب آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو نہایت ہی شرمناک گالیاں دیں اور مارنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ رنجیدہ ہو کر اندر تشریف لے گئے اور کملی مبارک اوڑھ کر لیٹ گئے۔

Marfat.com

سرِمُبارک پر کیچڑ پھینکا جانا:۔ ایک دن سرکارِدوعالم ﷺ کہیں جارہے تھے کہ ایک مشرک نے سراقدس پر بہت سی ناپاک کیچڑ ڈال دی جس سے آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی اور کپڑے بھی خراب ہوگئے۔اسی حالت میں گھر واپس ہوئے تو صاحبزادی غم سے رونے لگی فرمایا بیٹی رونہیں جلد ہی اللہ کریم تمہیں قریش کی اذیتوں سے محفوظ فرمائے گا۔

ذات اقدس پر سنگ باری :۔ ایک روز آپ ﷺ دعوتِ حق دیتے ہوئے منٰی پہنچے تو بہت سے شریر مشرک پیچھے ہولئے۔کوئی گالیاں دیتا،کوئی تھوکتا اور کوئی پتھر برساتا لیکن آپ ﷺ ان کے لئے دُعا فرماتے۔کچھ دیر بعد آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہاں آئیں تو آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر رونے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی مت رو اللہ میرا حامی وناصر ہے۔

ابوجہل کی ایذا رسانی :۔ ابوجہل اور ابولہب دونوں بھائی آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششوں میں لگے رہتے۔جب سرکارِدوعالم ﷺ کسی مجمع میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو دعوت توحید دی تو ابوجہل کو اتنا غصہ آیا کہ اُس نے حضور ﷺ پر ہاتھ اٹھایا اور گستاخی سے پیش آیا۔حضور ﷺ خاموشی سے چلے آئے۔جب اس واقعہ کا پتہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چلا تو انہوں نے ابوجہل کا سر پھوڑ دیا اور ساتھ ہی اسلام بھی لے آئے۔

شعب ابی طالب میں دردناک محصوری :۔ نبوت کے ساتویں سال کفارو مشرکین مکہ نے ایک معاہدہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم محمد ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کردیں کوئی شخص بھی ان سے میل جول اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔آپ ﷺ اپنے اہل خانہ اور مٹھی بھر مسلمانوں کے چند گھرانوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے۔کافروں نے تین سال تک آپ ﷺ کا مکمل بائیکاٹ کئے رکھا۔یہ تین سال کا دور انتہائی سخت اور تکلیف دہ تھا۔بعض اوقات یہ مسلمان بھوک سے بلبلا اٹھتے اور درختوں کے پتے تک کھانے لگتے،بچے بعض دفعہ پانی کے چند گھونٹوں کو بھی ترس جاتے۔ان کی مائیں گریہ زاری کرتیں لیکن کفار کو رحم نہ آتا وہ خوراک کا

Marfat.com

ایک دانہ بھی مسلمانوں تک نہ پہنچتے دیتے۔صرف سال میں ایک مرتبہ حج کے دنوں میں ان مظلوموں کو گھاٹی سے باہر آنے کا موقع ملتا تھا۔لیکن کوئی ان سے خرید وفروخت تو کجا سلام وکلام تک کا روادار نہ ہوتا تھا۔ حضورﷺ دیگر مسلمانوں کے ہمراہ مسلسل تین برس تک بھوک و پیاس اور تنہائی کی مصیبت جھیلتے تھے۔آخر اللہ تعالیٰ نے کفار کے چند سرداروں کے دل میں رحم ڈالا تو انہوں نے ابوجہل کی مخالفت کے باوجود ظالمانہ عہد نامے کو درِ کعبہ سے اتار کر ختم کر دیا۔تب جا کر آپﷺ دیگر مسلمانوں کے ہمراہ دوبارہ شہر مکہ میں آکر رہائش پذیر ہوئے۔

غم کا سال :۔ابھی شعب ابی طالب کی گھاٹی کی محصوری ختم ہوئے ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ آپﷺ کے شفیق اور مہربان چچا ابوطالب آپﷺ کو داغِ مفارقت دے گئے اور ابھی یہ غم کم نہ ہونے پایا تھا کہ آپﷺ کی مونس وغم خوار زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپﷺ کو الوداع کہہ کر مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئیں جس سے قلب اطہر بہت غمگین ہوا۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپﷺ کی بہت خدمت کرتی تھیں اور کافروں کے ظلم وستم پر آپﷺ کی دِلجوئی فرمایا کرتی تھیں۔اس سال کو تاریخ عامُ الحزن (یعنی غم کا سال) کے نام سے یاد کرتی ہے۔

طائف کا سفر اور مصائب :۔ایک روز رسول خداﷺ اپنے ایک غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر پیدل ہی طائف کی وادی میں جا پہنچے تا کہ اُن لوگوں کو بھی دین کی تبلیغ کریں۔جب آپﷺ نے طائف کے سرداروں کو پیغامِ حق سنایا تو انہوں نے بھی اس کا برا منایا ایک سردار نے طنزیہ کہا کہ کیا خدا کو تیرے سوا کوئی اور نہ ملتا تھا کہ اسے رسول بناتا، تیرے پاس تو چڑھنے کی سواری تک نہیں (استغفر اللہ)۔ ایک نے آپﷺ کو (معاذ اللہ) جھوٹا کہا۔ایک نے کہا کہ میں کعبہ کے سامنے اپنی داڑھی منڈ والوں گا اگر خدا نے تجھے اپنا پیغمبر بنایا ہو۔آپﷺ نے اُنکے مایوس کن جواب سن کر اہلِ طائف کو دعوتِ حق دی تو ان سرداروں نے شہر کے شریر لڑکوں، غلاموں اور اوباشوں کو آپﷺ کو ستانے اور تکلیف پہنچانے پر لگا دیا۔ انہوں نے پتھروں کی بارش کر دی اور آپﷺ اور غلام کو لہولہان کر دیا۔ظالموں نے تین میل تک آپﷺ کا

Marfat.com

تعاقب کیا۔ جب تکلیف زیادہ ہوتی تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے۔ وہ ظالم بھی ظلم سے رُک جاتے جب آپ ﷺ اُٹھ جاتے تو وہ پتھر برساتے اور ٹھٹھے مذاق شروع کر دیتے۔

طائف سے باہر ایک کھجوروں کے باغ میں جا کر آپ ﷺ نے پناہ لی تو ظالم لوگ وہاں سے واپس ہوئے۔ آپ ﷺ کے زخموں سے خون رس رس کر جوتے مبارک میں جم گیا تھا اور انہیں اتارنا مشکل ہو گیا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اپنی چادر سے محبوب خدا ﷺ کے جسم اطہر کے زخموں کا خون صاف کرتے رہے۔ اس دوران آپ ﷺ نے انتہائی صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور بددُعا نہیں فرمائی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صبر:۔ جنگ اُحد میں جب آپ ﷺ کے غم خوار اور جان نثار چچا کو قتل کر کے ان کی نعش مبارک کا مثلہ کیا گیا (یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ لئے گئے) تو آپ ﷺ انہیں دیکھ کر بہت غم ناک ہوئے اور چشمانِ مبارک سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے اور فرمایا کہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ جہاں تک مجھے علم ہے تو صلہ رحمی کرنے والا بھلے کاموں کا کرنے والا ہے۔ اگر ہماری عورتوں کے رنج کا خوف نہ ہوتا تو ان کو نہ دفناتا اور انہیں اسی طرح چھوڑ دیتا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیات مبارک لے آئے:

''اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو صبر کرنیوالوں کیلئے بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ ﷺ صبر کیجئے اور آپ ﷺ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور جو یہ تدبیریں کرتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں''۔ (پ ۱۴۔ سورہ نحل۔ رکوع ۱۶)

﴿سرکارِ مدینہ ﷺ کا صبر کی تلقین فرمانا﴾

ایک صحابی کو صبر کی تلقین اور بشارت :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ قضائے الٰہی سے وہ بچہ فوت ہو گیا تو اس کا باپ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضری نہ دے سکا۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو صحابہ

Marfat.com

کرام سے فرمایا تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا؟ چلو اب اپنے بھائی کی تعزیت کو چلیں۔ آپ ﷺ صحابی کے گھر پہنچے تو اُسے رنج وغم میں مبتلا پایا۔ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں اپنی کمزوری اور بڑھاپے کے ایام میں اس سے نفع کی امیدیں لگائے ہوئے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا یہ تجھے پسند نہیں کہ تو روزِ قیامت حاضر ہو تو اس بچے کو کہا جائے کہ تو جنت میں چلا جا تو وہ کہے گا یا اللہ میرے والدین تو باہر ہیں۔ اسے تین مرتبہ جنت میں داخل ہونے کا کہا جائے گا تینوں مرتبہ وہ والدین کی سفارش کرے گا۔ حتیٰ کہ اللہ کریم اس کی سفارش کو قبول فرما کر اُسکے والدین کو بھی جنت میں داخل فرمائیں گے۔ یہ سن کر اس صحابی کا غم دور ہو گیا۔

نابینا ہونے پر صبر :۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بیماری کے دوران رسول اللہ ﷺ میری عیادت کرنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس مرض سے تمہیں کچھ خطرہ تو نہیں ہے لیکن تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت میں صبر کروں گا اور ثواب کی نیت کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم جنت میں بلا حساب داخل ہو جاؤ گے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے تھے۔

بیماری پر صبر :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بخار حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اس قوم کی طرف بھیج دیجیے جو آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہو یا اس طرح کہا کہ جو آپ ﷺ کے اصحاب میں زیادہ محبوب ہو چنانچہ بخار حضرات انصار کی طرف گیا اور ان کو پچھاڑ دیا۔ یہ حضرات آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم کو بخار آ گیا ہے ہمارے لیے دُعا کیجئے چنانچہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کیلئے دُعا فرمائی تو ان کا بخار جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہا دُعا کیجئے جیسے انصار کیلئے کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دو باتوں سے تجھے کون سی پسند ہے؟ ایک تو یہ کہ میں تیرے لیے دُعا کروں اور تجھ سے بخار جاتا رہے (اور دوسری یہ) یا تو صبر کرلے اور تیرے لئے جنت واجب ہو جائے۔ اس عورت نے عرض کی خدا کی قسم یارسول اللہ ﷺ میں

Marfat.com

اسے دُور کرنے کو نہ چاہوں گی بلکہ صبر کروں گی یہ بات اس عورت نے تین مرتبہ کہی۔اور میں خدا کی قسم جنت کیلئے کوئی خطرہ پیدا نہیں کروں گی۔

بُخار کی تکلیف:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ اُم صائب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو ام صائب رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کیا بات ہے تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگی بخار کی وجہ سے اللہ اس کو برکت نہ دے۔اس وقت سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیوں کہ بخار گناہوں کو اسطرح صاف کر دیتا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

بیماری گناہوں کا کفارہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ شدید بخار میں تھے۔میں نے جسم اقدس کو ہاتھ لگا کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو تو شدید بخار ہے۔فرمایا مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔راوی کہتے ہیں میں نے معلوم کیا کہ اجر بھی دوگنا ملتا ہے۔فرمایا ہاں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو مرض یا اس کے علاوہ کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اللہ اس کے گناہوں کو اسطرح گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔(مسلم)

حکایت :۔ ایک درویش کا قصہ سناتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک غار میں ایک درویش رہا کرتا تھا وہ ہر وقت عبادت ریاضت میں مشغول رہتا۔ان کی خدمت میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے ان کے چہرہ مبارک سے نور کی لپٹیں نکل رہی تھی۔اس عالی مرتبہ بزرگ سے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا یہ مرتبہ آپکو کیسے حاصل ہوا؟۔بزرگ نے فرمایا میں گزشتہ 60 سال سے اس غار میں ہوں مجھ پر ہر روز نت نئی بلائیں نازل ہوتی ہیں میں ان کو لقمہ شیریں سمجھ کر قبول کرتا ہوں اور بلاؤں کا اتنا لذت کش ہو گیا ہوں کہ جس دن بلا نازل نہ ہو تو انتہائی شدت سے اس کی طلب و آرزو کرتا ہوں اور میرے دل میں ایک خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید میرے محبوب (خدا نے) نے مجھ سے نظریں پھیر لیں ہیں۔چونکہ یہ راہ اصل راہ ہے، اس راہ میں جس نے قدم رکھا اور محبت کا دعویٰ کیا بلائیں اس کو ڈھونڈھ

Marfat.com

ڈھونڈھ کر اس پر اتاری جاتی ہیں۔ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ ان بلاؤں پر صبر کرے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ یہ سنکر حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بہت روئے اور جب حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ قصہ سنا رہے تھے تو ان کی آنکھیں بھی اشک بار تھیں۔

﴿عفو و درگزر﴾

کسی کے ظلم وزیادتی اور تکلیف پہنچانے کے باوجود اس سے بدلہ یا انتقام نہ لینا بلکہ اسے معاف کر دینا عفو کہلاتا ہے۔ انتقام کی پیروی نہ کرنا درگزر کرنا ہے۔ عفو اللہ کریم کی صفت اور درگزر کرنا سرکارِ مدینہ ﷺ کا وصف ہے۔

عفو و درگزر ایک نہایت ہی اچھی صفت ہے یہ اگر انسان میں پیدا ہو جائے تو اُسے اللہ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے کبھی کسی سے انتقام نہ لیا بلکہ ہمیشہ عفو و درگزر سے ہی کام لیا ہے۔ حالانکہ کفار و مشرکین نے آپ ﷺ کو دُکھ یا تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

﴿قرآن کریم اور عفو و درگزر﴾

(i) اور جو غصے کو پی لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے اللہ احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

(ii) اگر تم بھلائی اعلانیہ کرو یا چھپ کر کرو یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا قدرت والا ہے۔ (پ ۶۔ النسا ۱۴۹)

(iii) پس ان سے عفو کیجئے اور درگزر فرمایئے۔ بیشک اللہ معاف فرمانے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۶)

(iv) اے ایمان والو تمہاری عورتیں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہے پس ان سے بچتے رہو اور معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۲۸۔ تغابن ۱۴)

Marfat.com

﴿عفو و درگزر اور احادیث مبارکہ﴾

عفو و درگزر باعثِ عزت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقہ دُنیاوی مال کے اندر کمی نہیں کرتا اور بندہ کے درگزر اور معافی سے سوائے عزت کے اللہ تعالیٰ کچھ زیادہ نہیں کرتا اور جو شخص تواضع کرتا ہے اللہ اُس کے درجے بلند کرتا ہے۔

بدلہ صرف خدا کیلئے لینا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی کسی کو ہاتھ سے نہیں مارا نہ کسی مرد کو اور نہ کسی عورت کو مگر آپ ﷺ جہاد فرماتے رہے۔ اور اگر آپ ﷺ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچی تو آپ ﷺ نے اس سے بدلہ نہیں لیا البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حدود کسی نے توڑی ہوتی تو اس سے خدا کیلئے بدلہ لیتے۔ (مسلم)

غصہ کے وقت صبر :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں بھلائی سے مراد غصہ کے وقت صبر اور برائی کے بدلہ میں معافی ہے اگر لوگ ایسا کریں تو خدا انہیں محفوظ رکھے۔ ان کے دشمن کو نیچا کرے گویا کہ وہ ان کے قریبی دوست ہیں۔ (بخاری)

زخمی ہو کر بھی قوم کی بخشش مانگی:۔ رسول خدا ﷺ ایک دفعہ کسی نبی کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا یہاں تک کہ ان کو زخمی کر دیا اور وہ اس حالت میں خون کو اپنے چہرے سے صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے اللہ میری قوم کی مغفرت فرما اس لئے کہ یہ جانتے نہیں ہیں۔ (مسلم)

درگزر کرنے والا محبوب ترین بندہ ہے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جب لوگ (اپنی اپنی قبروں سے) اٹھیں گے تو منادی والا آواز دے گا کہ وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جن کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اس پر ہزاروں لوگ کھڑے ہوں گے اور بلا محاسبہ جنت میں جا داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو اس دنیا میں خلقِ خدا کو (ان کی خطاؤں پر) معاف کر دیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

کبھی غلط لفظ زبان مُبارک سے نہ نکلا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول خدا ﷺ نہ عادتاً برے لفظ استعمال کرتے اور نہ تکلفاً اور نہ ہی آپ بازاروں میں چلاّتے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

عفو و درگزر کرنیوالے کو عزت :۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عفودرگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ (مسلم)

﴿حضور ﷺ کے عفو و درگزر کے چند نمونے﴾

بے ادبی کرنے والے کو مال دیا :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول خدا ﷺ کے ہمراہ جارہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر موٹے کناروں والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی آیا اس نے چادر سے پکڑ کر آپ ﷺ کو اپنی طرف زور سے کھینچا۔ میں نے دیکھا شدت کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑھ چکے تھے۔ پھر اعرابی نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے میرے لئے حکم دیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو مسکرا دیئے اور پھر اس کو کچھ عطا کرنیکا حکم دیا۔ (بخاری)

میں سختی کرنا والا نہیں ہوں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ یک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کو مارنے کیلئے اس کی طرف لپکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسے چھوڑ دو اور پیشاب کے اوپر ایک ڈول یا ایک چرس پانی بہادو کیوں کہ تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنایا گیا ہے سختی کرنے والا نہیں بنایا گیا۔ (بخاری)

تلوار نکالنے والے کو مُعافی :۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ ایک کافر تلوار ہاتھ میں لئے آپ ﷺ کو شہید کرنے کے ارادہ سے آیا اور گستاخانہ انداز میں آپ ﷺ کو جگا کر پوچھا اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ''۔ یہ سن کر اس

Marfat.com

کافر کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ حضورﷺ نے وہی تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا۔ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ خوف کی وجہ سے اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ رحمۃ اللعالمینﷺ نے اس سے فرمایا جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

دشمنوں کیلئے دست دُعا:۔ ایک دفعہ مکہ میں شدید قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیان جو اس وقت حضورﷺ کے بدترین دشمن تھے آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمدﷺ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے۔ گو قریش کی شرارتیں اور تکلیفیں حد درجہ بڑھ چکی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپﷺ کے دست مبارک دُعا کیلئے بلند ہو گئے۔ اللہ کریم نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ایک ہو گئے اور قحط دور ہو گیا۔

قتل کیلئے آنے والوں کو معافی:۔ حدیبیہ کے میدان میں ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے رسول اکرمﷺ کی دعوت کی آپﷺ نے فرطِ کرم سے اس کی دعوت قبول کر لی۔ اس بدبخت نے کھانے میں زہر ملا دیا اور شام کو کھانا حضورﷺ کے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ آپﷺ نے ایک لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا اس کھانے میں زہر ہے۔ زینب کو گرفتار کر کے حضورﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اقبال جرم کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں نے یہ حرکت آپﷺ کو آزمانے کیلئے کی تھی۔ کہ اگر آپﷺ خدا کے پیغمبر ہیں تو زہر آپﷺ پر اثر نہیں کرے گا۔ چونکہ حضورﷺ ذاتی معاملہ میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے آپﷺ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔

زخمی کرنے والوں کو دُعا:۔ جنگ احد میں رسول خداﷺ کو کئی زخم لگے اور آپﷺ کے دو دندان مبارک بھی شہید ہو گئے صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہﷺ ان کے لئے بددُعا فرمائیں تو آپﷺ نے فرمایا میں لعنت کرنے کیلئے نبی نہیں بنایا گیا۔ اس کے بعد آپﷺ نے دُعا فرمائی اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتے۔

Marfat.com

سب سے بڑے دشمن میاں بیوی کو معافی:۔ ابوسفیان فتح مکہ سے پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے۔ جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ خندق اور دوسری کئی لڑائیوں میں انہوں نے کافروں کیساتھ مسلمانوں کے خلاف حصہ لیا۔ لیکن فتحِ مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آ گیا۔ چنانچہ ان کے تمام قصور اور زیادتیاں معاف فرما دیں بلکہ یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا اس کو بھی امان دی جائے گی۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی مسلمانوں کی شدید دشمن تھی۔ جنگ احد میں اس نے آپ ﷺ کے لاڈلے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبا کر سرکار ﷺ کا دل دکھایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ نقاب ڈال کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھ سوال جواب کئے۔ حضور ﷺ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا تم ہندہ ہو۔ جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ پھر کہا میرا قصور معاف فرما دیں اللہ آپ ﷺ کو جزائے خیر دے گا۔ حضور ﷺ نے احد کے واقعہ کا ذکر تک نہ کیا اور اُسے معاف کر دیا۔

لاڈلے چچا کے قاتل کو معافی:۔ وحشی حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ (جو کہ نبی کریم ﷺ کے لاڈلے چچا تھے) کے قاتل تھے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے۔ ایک دن وہاں سے اہل طائف کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اسلام قبول کر کے معافی کے طلب گار ہوئے۔ ان کا جرم بڑا شدید اور نا قابل معافی تھا کیوں کہ انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کے کمال عفو و کرم سے اسے بھی معافی مل گئی البتہ اس قدر اس کو کہا تم میرے سامنے نہ آیا کرنا کیوں کہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے پیارے چچا کی یاد آتی ہے۔

بیٹی کے قاتل کو معافی:۔ ہبار بن اسود وہ شخص تھے جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی پیاری صاحبزادی رضی اللہ عنہا کو مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے نیزہ مار کر سواری سے نیچے گرا دیا تھا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئی تھیں۔ اس کو اس جرم کی بدولت واجب القتل قرار دے دیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول

Marfat.com

کریم ﷺ کے دریائے عفو وکرم کو طغیانی میں دیکھ کر وہ بھی معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ ﷺ نے اُسے بھی معاف کر دیا۔ (سبحان اللہ عفو وکرم کی یہ نظیر!)

واجبُ القتل عورتوں کو مُعافی:۔ قریش کی دو کنیزیں تھیں جو دشمنانِ رسول خدا ﷺ کے کہے ہوئے اشعار کو ترنم میں گا کر کفار کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر اُبھارا کرتی تھیں۔ رسولِ خدا ﷺ نے انہیں بھی واجبُ القتل قرار دیا تھا۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے بھی جب آپ ﷺ کے سامنے نادم ہو کر معافی مانگی تو انہیں بھی معاف کر دیا گیا۔ وہ دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

مُرتد کو معافی:۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبِ وحی تھے۔ شیطان نے انہیں ورغلایا اور وہ مرتد ہو کر مدینہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کافروں میں شامل ہو گئے بلکہ اس نے خود صاحبِ وحی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ فتح مکہ تک اس کا یہی حال رہا۔ مکہ کی فتح کے دن وہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے اور معافی کی التجا کی۔ اگرچہ اس کا جرم بہت بڑا تھا لیکن اس موقع پر چونکہ آپ ﷺ کا دریائے عفو وکرم جوش میں تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے عبداللہ کو بھی معافی دے دی۔

ابُوجہل کے بیٹے کو مُعافی:۔ عکرمہ بن ابوجہل نبی کریم ﷺ کے بہت بڑے دشمن تھے۔ جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ تک ہر جنگ میں حصہ لیا حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن جس گروہ نے مسلمانوں پر حملہ کیا عکرمہ اس میں بھی شامل تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ بھاگ کر یمن کی طرف چلے گئے ان کی بیوی ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لا چکی تھی وہ یمن گئی اور اپنے خاوند عکرمہ کو مسلمان کیا۔ پھر اپنے ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری ہوئی اور اس کیلئے معافی کی التجا کی۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

قتل کے ارادہ والے کو مُعاف کرنا:۔ ایک مرتبہ ایک مشرک آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ آیا۔ مسلمانوں نے اس کے بُرے ارادے کو جانچ لیا اور اسے گرفتار کر کے دربارِ رسالت میں لے گئے۔ خوف سے اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا لیکن آپ ﷺ جو سراپا عفو وکرم تھے نے فرمایا

Marfat.com

ڈرو نہیں اگر تم مجھے قتل کرنا بھی چاہتے تو بھی میرا اللہ تمہیں اس پر قادر نہ کرتا۔ یہ فرما کر اسے چھوڑ دیا اور معافی دے دی۔

گستاخی پر اللہ سے دُعا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں مشرک تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مسلمان کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک دن جب ان کی والدہ نے رسول خدا ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوا۔ روتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی والدہ سے باز پرس کرنے کی بجائے اللہ کریم سے دُعا مانگی کہ اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ہدایت نصیب کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ رسالت ﷺ سے گھر واپس آئے تو ان کی والدہ غسل کر کے کلمہ شہادت پڑھ رہی تھیں۔

﴿عفو بارے بزرگوں کے اقوال و واقعات﴾

رب کا انعام:۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رب العالمین اپنے کسی کو بندہ کو انعام دینا اور اس کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے تو اس پر کسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ پس اگر وہ شخص ظلم کو برداشت کرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعام کا مستحق ٹھہرتا ہے ورنہ نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ظالم پر بددُعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا۔

چور کو دُعا:۔ ایک بار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بازار سے کچھ سودا خریدا اور قیمت دینے کیلئے اپنے عمامہ میں سے درہم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لیے ہیں۔ لوگ اُس چور کو بددُعا دینے لگے تو آپ نے فرمایا الٰہی اگر اس کو کچھ حاجت تھی اور لے گیا ہے تو اس کو برکت دے کہ اس کا کام نکل جائے اور اگر گناہ پر جرأت کے سبب لے گیا ہے تو اس کے گناہ کو معاف کر دے۔

ظالم پر رحم :۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرتا ہے تو میں اس پر رحم کرتا ہوں کہ قیامت کو یہ بے چارہ پکڑا جائیگا اور باز پرس ہوگی اور کوئی جواب نہ آئے گا۔

Marfat.com

نواسہ رسول ﷺ کا عفو و درگزر :۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نواسہ رسول ﷺ ایک دعوت میں شریک تھے کہ ان کی کنیز شوربے کا پیالہ آپ کیلئے لائی۔ وہ اچانک آپکی قیمتی پوشاک پر گر پڑا آپ ناراض ہوئے۔ فوراً اس کنیز نے آیت مبارک پڑھی وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظِ (جو غصے کو پی لیتے ہیں) آپ نے فرمایا میں نے غصہ کو پی لیا۔ کنیز نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (یعنی وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں) آپ نے فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ پھر کنیز نے پڑھا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔

﴿خدمتِ خلق﴾

اللہ کریم کی رضا اور خوشی کی خاطر اُس کی مخلوق کی مدد کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے۔ اسلام نے خدمت خلق پر بڑا زور دیا ہے۔ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے یہ خوبی نہایت اہم ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرنا، کسی کی بیماری میں اس کی خدمت کرنا، کسی کا سودا سلف لا دینا غرضیکہ ہر وہ کام جس سے کسی کی بھلائی مقصود ہو خدمت خلق کہلاتا ہے۔ اس سے انسان کی آخرت سنور جاتی ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ خدمت خلق کرنے والے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ جو شخص بغیر کسی غرض کے صرف اللہ کی رضا کیلئے خدمت خلق کرتا ہے اللہ اس کو عزت سے سرفراز فرماتا ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ (قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے)۔ خدمت خلق سے متعلق نبی کریم ﷺ کے مبارک ارشادات حسبِ ذیل ہیں۔

دین خیر خواہی کا نام ہے :۔ حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا کس کیلئے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول ﷺ، آئمہ اسلام اور عام مسلمانوں کیلئے۔ (مسلم)

Marfat.com

اپنی پسند بھائی کی پسند:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

سب مسلمان بھائی ھیں :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے دوسرے کے حوالے کرتا ہے۔ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت برآری میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی قیامت کی تکلیف دور کرتا ہے۔ جو آدمی کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (مسلم)

ظالِم کی مدد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد تو کرتا ہوں لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ظلم سے روک دے یہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری)

رسولِ خدا ﷺ کی خوشی :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے امتی کی حاجت پوری کی اور ارادہ یہ ہو کہ وہ اس سے خوش ہو جائے تو اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا جس نے اللہ کو خوش کیا تو وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی)

جنت میں جانے کا سبب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک شخص جنت میں آزادی سے گھومتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے راستے سے ایک درخت کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ (مسلم)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے راستے سے تکلیف اور ٹھوکر کی چیز ہٹا دیا کرو۔ (مسلم)

Marfat.com

﴿رسول خدا ﷺ کی خدمت خلق﴾

مصطفٰی ﷺ کے کندھے اور غریبوں کا بوجھ :۔ مکہ میں آپ ﷺ ہر روز غریب اور بے سہارا (بیوہ) عورتوں کا سودا سلف خود خرید کر اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے۔ ایک دن ابوسفیان نے حقارت سے کہا ''غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے''۔ حضور ﷺ امیروں اور غریبوں کی یکساں مدد کیا کرتے تھے اور اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو حقیر نہیں جانتے تھے۔

بڑھیا کی مدد:۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ آپ ﷺ کہیں پاس ہی سے گزر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اس عورت کو مشکل اور تکلیف میں دیکھا تو اسکا بوجھ خود اٹھالیا اور منزل پر چھوڑ آئے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ کے آنسو:۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک گلی سے گزرے تو دیکھا کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی ہے۔ لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے لیکن آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ روزانہ اس کے گھر کھانا لے کر جایا کرتے تھے۔

رسول کریم ﷺ کا غلام کی چکی چلانا :۔ ایک روز رسول خدا ﷺ نے دیکھا ایک غلام چکی پیس رہا ہے اور ساتھ ساتھ درد سے کراہ بھی رہا ہے۔ آپ ﷺ اس کے پاس گئے اور ماجرہ پوچھا تو اُس نے بتایا کہ میں بیمار ہوں لیکن میرا آقا پھر بھی مجھ سے کام لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اُسے آرام سے لٹا دیا اور آٹا خود پیس کر فرمایا جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

غلاموں کی تیمارداری :۔ ایک مرتبہ ابوسفیان کا ایک غلام بیمار ہو گیا۔ اس کی تیمارداری

Marfat.com

کرنے والا کوئی نہ تھا آپ ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو اس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اس کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ جس وقت وہ درد کی شدت سے کراہتا آپ ﷺ فرماتے گھبراؤ نہیں اللہ کریم فضل کرے گا میں تمہارے پاس ہوں۔

بوڑھے کا کام خود کر دیا:۔ مکہ مکرمہ میں ایک بوڑھے غلام کو اُس کے مالک نے باغ کو پانی لگانے کا کام دیا ہوا تھا۔ باغ سے پانی کی ندی کا فاصلہ کافی زیادہ تھا۔ ایک روز نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ بوڑھا غلام پانی بہت مشکل سے لا رہا ہے اور اس کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو اس پر رحم آیا بوڑھے کو آرام سے بٹھا کر اس کا سارا کام خود کر دیا۔ پھر فرمایا بھائی جب کبھی تمہیں میری ضرورت ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

دُودھ رسول خدا ﷺ دوھتے رہے:۔ ایک مرتبہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ مدینہ سے دور ایک جنگ پر تشریف لے گئے ان کے گھر میں سب عورتیں ہی تھیں۔ ان میں کوئی بھی دودھ دوہنا نہیں جانتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ روزانہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے اور اُنکے تمام جانوروں کا دودھ دوہ آتے تھے۔

لونڈیوں کے کام بھی آپ ﷺ نے کیئے:۔ مدینہ منورہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور عرض گزار ہوتیں یا رسول اللہ ﷺ میرا فلاں کام ہے۔ آپ ﷺ اپنا کام کاج چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر آتے۔ غرضیکہ آپ ﷺ یتیموں، مسکینوں، غریبوں، ناداروں، بیواؤں بے آسراؤں کے والی اور غمگسار تھے۔ آپ ﷺ ان کا کام کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔

﴿خُلفائے راشدین کی خدمتِ خلق﴾

اندھی بڑھیا کے گھر کا کام:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک اندھی بڑھیا کی رات کے وقت خبر گیری کیا کرتے تھے جو مدینہ کے پاس کہیں رہا کرتی تھی۔ مگر چند روز کے بعد آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص ان سے بھی پہلے آ کر ان کا کام کر جاتا ہے۔ آپ کو سخت حیرت ہوتی کہ کون ایسا شخص ہے؟ آخر

Marfat.com

ایک رات یہ دیکھنے کیلئے کہ کون شخص آتا ہے وہاں ٹھہر گئے۔ دیکھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے حضرت فاروق اعظیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھلا سوائے آپ کے ایسا کون ہوسکتا ہے؟۔

قافلے کی پھرہ داری :۔ ایک دفعہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے عرض آپ نے کیوں تکلیف کی مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اُترا ہے وہ تھکے ماندے ہوں گے۔ آؤ ہم دونوں چل کر پہرہ دیں۔ رات بھر اہل قافلہ مزے کے ساتھ سوتے رہے اور یہ دونوں حضرات پہرہ دیتے رہے۔ (کنز العمال)

خلیفہ وقت کی خدمت خلق:۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گشت کرتے ہوئے ایک بدو کے پاس رکے جو اپنے خیمہ کے باہر بیٹھا تھا۔ باتیں کرتے ہوئے اچانک اندر سے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے بدو سے پوچھا کون روتا ہے؟ اس نے کہا میری بیوی دردِزہ میں مبتلا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ اُٹھے اور گھر آ کر اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر بدّو کے خیمہ پر پہنچے اور بدّو سے کہا اگر تم اجازت دو تو میری اہلیہ تمہاری بیوی کی مدد کرے؟ اس نے اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر بعد بچے کے رونے کی آواز آئی تو آپ کی بیوی نے پکار کر کہا امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے دوست کو مبارک دیجیئے۔ امیر المومنین کا لفظ سن کر بدو پریشان ہوا اور مودب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کچھ خیال نہ کرو کل میرے پاس آنا میں اس کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔

جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روپڑے:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے چند روز بعد لوگوں سے فرمایا میں خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں اگر کسی کو ان کا کوئی ایسا کام معلوم ہو جو میں نے نہ کیا ہو تو بتاؤ۔ ایک شخص نے عرض کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف جایا کرتے تھے۔ اگلے دن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف گئے مگر حیران تھے کہ وہ یہ روٹیاں کسے دیں۔ اچانک ایک طرف سے ذِکر الٰہی کی آواز سنائی دی۔ آپ اس آواز کی جانب بڑھے تو دیکھا کہ ایک غار میں

Marfat.com

کوئی شخص ذِکر خدا میں مصروف ہے۔قریب پہنچ کر حیران رہ گئے کہ ایک نابینا آدمی ہے جس کی ہاتھ اور پاؤں کی اُنگلیاں کوڑھ کے مرض کے سبب جھڑ چکی ہیں ۔آپ سمجھ گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسے ہی دو روٹیاں کھلانے آیا کرتے تھے۔آپ خاموشی کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گئے اور خود لقمہ بنا کر اس آدمی کے منہ میں ڈالا اُس نے فریاد کی ہائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر کہا تمہیں کیسے پتہ چلا وہ شخص رو کر بولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میرے منہ میں دانت بھی نہیں ہیں ۔اس لئے وہ لقمہ اپنے منہ میں چبا کر میرے منہ میں دیا کرتے تھے۔ یہ سنتے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا بے شک میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری نہیں کر سکتا۔

﴿قناعت پسندی﴾

رزق حاصل کرنے کیلئے کوشش اور محنت کرنے سے جو کچھ حاصل ہو جائے اسی پر مطمئن ہو جانے کو قناعت کہتے ہیں۔ یہ عادت اللہ کریم کو بہت اچھی لگتی ہے۔ یہ انسان میں سکون پیدا کرتی ہے اور اطمینان بھی۔ یہ لالچ کی ضد ہے۔ لالچ سے انسان ہوس کا شکار ہو جاتا ہے اور پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ جبکہ قناعت کرنے والا انسان ہمیشہ مطمئن رہتا ہے اسے جو کچھ مل جائے اسی پر ہی رازقِ کائنات کا شکر ادا کرتا رہتا ہے۔ وہ کبھی کسی سے شکوہ نہیں کرتا وہ اپنی آمدن کے مطابق ہی اپنے خرچے کو محدود رکھتا ہے۔ ہمارے آقا سرورِ دو جہاں ﷺ کی مبارک زندگی قناعت سے بھرپور ہے۔

Marfat.com

﴿قناعت کے بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

خُوشحالی کو ناپسند کیا:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے رب نے میرے لیے مکہ کے سنگ ریزوں کو سونا بنا دینے کیلئے فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا اے میرے رب ایسا نہ کر بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک روز بھوکا رہوں اور ایک روز شکم سیر۔ جس روز بھوکا رہوں تو تیرے حضور عاجزی کروں اور تیرا ذکر کروں، اور جس روز شکم سیر ہوں تو تیری حمد وثناء کروں اور تیرا شکر ادا کروں۔ (احمد۔ترمذی)

زرہ گروی رکھ کر جَو لئے :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ جَو کی روٹیاں اور بودار چربی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی اور اس سے اپنے گھر والوں کیلئے جَو لئے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آل محمد ﷺ نے کبھی اس حال میں شام نہیں کی کہ ان کے پاس ایک صاع گندم یا کوئی اور غلہ موجود ہو جبکہ آپ ﷺ کی نو (9) ازواجِ مطہرات تھیں۔ (بخاری)

خُدا اپنے محبُوب سے دُنیا دُور کردیتا ھے:۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے دُنیا سے بچاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔ (احمد۔ترمذی)

عیش پسندی سے بچو:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا عیش پسندی سے بچنا کیوں کہ اللہ کے بندے عیش پسند نہیں ہوا کرتے۔ (احمد)

اپنی بھوک و حاجت چھپانے والا:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنی بھوک اور احتیاج کو لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر

Marfat.com

ہے کہ اسے ایک سال کی روزی عطا فرما دے۔ (بیہقی)

قیامت کو تمنا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز ہر امیر اور غریب یہ تمنا کرے گا کہ کاش اُسے دنیا میں معمولی غذا میسر آتی۔ (ابن ماجہ)

قبر کی مٹی سے اطمینان :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا سونے کے دو میدان مل جائیں تو (بھی اسے صبر نہ آئے گا اور) وہ تیسرے کی خواہش کرے گا۔ پس قبر کی خاک ہی ہے جو آدمی کو مطمئن کر سکتی ہے۔ ہاں اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (مسلم)

رزق خُدا پر قناعت:۔ روائت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب جلیل سے سوال کیا تیرا کون سا بندہ زیادہ غنی ہے؟ ارشاد ہوا جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا ہے پھر پوچھا عادل کون ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوئم)

اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے سے نیچے درجے کے لوگوں کی جانب دیکھا کرو اور اوپر کے درجے کے لوگوں کو نہ دیکھا کرو اگر تم ایسا کرو گے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو گے۔ (ابن ماجہ)

شکم رسول ﷺ پر دو پتھر:۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکائت کی اور اپنے پیٹوں سے ایک پتھر باندھے دکھایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر سے دو پتھر دِکھائے۔ (ترمذی)

نبی ﷺ کی دُعا:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دُنیا سے اُٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

Marfat.com

﴿رسول اللّٰہ ﷺ کی قناعت﴾

کبھی پیٹ بھر کے نہ کھایا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے متواتر دو دن پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دُنیا سے اُٹھا لیے گئے۔ (بخاری و مسلم)

دُنیا خُدا کے نزدیک :۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم دُنیا خدا کے نزدیک بکری کے مردہ بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

پھننے کا ایک ھی جوڑا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا کوئی کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا گیا۔ یعنی حضور ﷺ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا تھا، دُوسرا نہیں تھا جسے تہہ کر کے رکھا جا سکتا۔

بوریے کا بستر:۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے جس سے جسم اطہر پر بوریے کے نشان پڑھ گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اجازت ہو تو ہم آپ ﷺ کیلئے گدا بنوا دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے دُنیا سے کیا غرض میرا تو دنیا سے صرف اِتنا تعلق ہے جیسے سوار تھوڑی دیر کیلئے کسی درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

فاقہ کشی :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ متواتر ایک مہینہ گزر جاتا اور ہمارے گھر میں چولہا نہ جلتا تھا، اہل خانہ کھجوروں اور پانی پر گزر اہ کرتے۔ ایک اور جگہ پر آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور کبھی کسی سے فاقہ کا شکوہ نہیں فرمایا۔ کبھی فاقہ کی وجہ سے نیند نہ آتی لیکن اگلے دن پھر روزہ رکھ لیتے۔ ایک دن میں آپ ﷺ کی فاقہ کشی پر رو پڑی اور عرض کی دُنیا سے اتنا ہی قبول فرمائیں جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کیلئے کافی ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے دُنیا سے کیا غرض میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کرتے تھے وہ اسی طریقہ

Marfat.com

پر چلے اور خدا کے سامنے گئے۔ خدا نے ان کو اپنے کرم سے نوازا اور پورا ثواب دیا۔ اب اگر میں آسودہ حالی کی زندگی بسر کرتا ہوں تو مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ کل کو ان سے کم رہ جاؤں۔ مجھے جو چیز سب سے محبوب ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور دوستوں میں جا ملوں۔

﴿خلفائے راشدین اور قناعت﴾

قناعتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ خلیفہ بننے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے نہایت قلیل رقم اپنی گزراوقات کے لیے مقرر کی۔ ایک دن ان کی اہلیہ نے کہا کہ میٹھی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے۔ آپ نے کہا اتنے پیسے کہاں ہیں؟ آپ کی اہلیہ روزانہ خرچ سے تھوڑا تھوڑا بچاتی رہی تا کہ پکا سکے۔ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر آئے تو آپ کی اہلیہ نے حلوہ پیش کیا آپ نے پوچھا حلوہ پکانے کیلئے پیسے کہاں سے آئے؟ عرض کی روزانہ خرچ سے تھوڑا تھوڑا بچاتی رہی۔ فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ ہمیں جو خرچ ملتا ہے اس سے کم میں بھی گزارہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ جتنے پیسے اہلیہ نے بچائے تھے اس حساب سے آپ نے اپنا وظیفہ مزید کم کر دیا۔

قناعتِ عُمرِ فارُوق رضی اللہ عنہ :۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا کرتہ ایک شخص کو دھونے اور پیوند لگانے کیلئے دیا اس نے اس کے ساتھ ایک نرم کپڑے کا کرتہ پیش کیا۔ آپ نے اس کو واپس کر دیا اور اپنا کرتہ لے کر کہا اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔ آپ عموماً گرمی میں کپڑا بنواتے تھے۔ اگر پھٹ جاتا تو پیوند لگانے لگتے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو فرمایا میں مسلمانوں کے مال میں سے اس سے زیادہ خرچ نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے، باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے، اپنے پہننے ہوئے کپڑے ہی اُتار کر دھو کر خشک کیے اور دوبارہ پہن کر گھر سے باہر تشریف لائے۔ اسی وجہ سے باہر آنے میں کافی دیر لگ گئی۔

قناعتِ شیرِ خُدا علی المُرتضٰی رضی اللہ عنہ :۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

زمانہ حکومت میں ایک اعرابی کا اونٹ مرگیا۔ وہ دُور دراز سے بیت المال سے اونٹ حاصل کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آپ کی رہائش گاہ پر آیا آپ اس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اُس کا استقبال کیا اور اس اعرابی کے لئے کھانا تیار کروایا۔ جب کھانا اس کے سامنے رکھا تو اعرابی نے کہا میں اس وقت تک یہ کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک میں ایک غریب شخص کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہ کرلوں۔ جو مسجد کے صحن میں خشک روٹی کو پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہی تو میرے والد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں وہ ایسا پر تکلف کھانا نہ کھائیں گے۔ اعرابی یہ سادگی اور فقر وقناعت دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اتنی بڑی سلطنت کے سیاہ سفید کے مالک وخلیفہ اور ایسی نفس کشی وقناعت کہ ایسی خشک غذا جس کو غریب انسان کھانا بھی پسند نہ کرے۔ اس اعرابی کو بیت المال سے ایک عمدہ اونٹ دیا گیا۔ وہ شکر گزاری اور حیرانگی کے جذبات سے لبریز اپنے وطن کو واپس روانہ ہوگیا۔

رحم اور شفقت

اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا اخلاق حسنہ کا ضروری جزو ہے۔ اللہ چونکہ رحمٰن ہے اسلئے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی آپس میں رحم کریں کیوں کہ مخلوق کیساتھ مہربانی کرنا اور شفقت سے پیش آنا بالخصوص چھوٹوں پر رحم کرنا سب سے اچھی عادت ہے۔ رحم کی کئی ایک صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ عام انسانوں خاص طور پر کمزوروں، غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں پر رحم اور شفقت کرنا اور ترس کھانا، دُوسری صورت یہ ہے کہ چھوٹے بچوں پر رحم اور شفقت کی جائے، تیسری صورت یہ ہے کہ جانوروں پر بھی رحم کیا جائے اور ان سے بے تحاشا کام نہ لیا جائے۔ اِسلام نے صرف مسلمانوں پر ہی رحم کا حکم نہیں دیا بلکہ اس میں تمام بنی نوع انسان کو شامل کیا ہے یہاں تک کہ جانوروں سے بھی رحمدلی برتنے کا پیغام دیا ہے۔ رحم اللہ کریم کی بہت بڑی صفت ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اللہ کریم نے اپنے آپ کو رحمٰن اور رحیم اور ارحم الراحمین

Marfat.com

کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے رحمٰن ورحیم ہونے کی وجہ سے ہی چل رہا ہے ورنہ دُنیا میں کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ ہمارے آقا محسنِ انسانیت اور پیکر رحم وکرم تھے۔ وہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں حتیٰ کہ جانوروں پر بھی بہت رحم کھاتے تھے۔

﴿رحم کے بارے حضور ﷺ کے اِرشادات﴾

بے رحم پر رحم نہ ہوگا:۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرمائے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

رحم کر رحمٰن رحم کرے گا:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے لہٰذا زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ترمذی)

بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر رحم :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور نیک باتوں کا حکم نہ دے اور بُری باتوں سے نہ روکے۔ (ترمذی)

بدبخت کون ہے؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے (جو سچے اور تصدیق کئے گئے تھے) کہ جذبہ رحم بد بخت انسان سے سلب کر لیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

جنت میں داخلے کا سبب:۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے لوگ نماز روزہ کی کثرت سے نہیں بلکہ دلوں کی سلامتی، سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت جنت میں داخل ہوں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

رحمت غضب پر غالب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رب کریم نے مخلوق کو پیدا فرمانے کا فیصلہ فرمایا تو ایک تحریر فرمائی جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے اس میں تحریر ہے میری رحمت

Marfat.com

میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ایک اور روائت کے مطابق تحریر اس طرح ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔(بخاری)

کُتے کو پانی پلانے پر بخشش:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت صرف اس لئے بخش دی گئی کہ وہ ایک ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے اپنا موزہ لے کر اس کو اپنی چادر سے باندھا اور گڑھے سے پانی نکال پر اس کو پلایا۔اس عمل کی وجہ سے اس عورت کی بخشش کر دی گئی۔اس موقع پر صحابہ نے دریافت کیا کہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ذی روح کے ساتھ بھلائی کرنے پر صدقہ کا اجر ملتا ہے۔(مسلم)

ماں نے بچے کو آگ سے بچایا:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کیلئے جا رہے تھے۔راستے میں ہمیں کچھ لوگ ملے تو ان سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم مسلمان ہیں۔وہیں ایک لونڈی ہانڈھی کے نیچے آگ جلا رہی تھی جس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا۔جب آگ کی لپٹ اٹھتی تو وہ بچے کو دُور کر لیتی تھی۔بعد میں وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔پھر اس عورت نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا اللہ تعالیٰ اس سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ ماں بچے کیساتھ کرتی ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں ہے۔تب اس عورت نے کہا ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔آپ ﷺ نے یہ سن کر اپنا سر مبارک جھکا دیا اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں فرماتا مگر سرکشی کرنے والوں اور اس کی وحدانیت کا انکار والوں پر۔(ابن ماجہ)

کسی کی مُصیبت پر خُوش نہ ہو:۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوشی کا اظہار نہ کرو۔مبادا اللہ تعالیٰ اس پر رحم

Marfat.com

فرمائے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔ (ترمذی)

رحمٰن اور رحیم :۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمان ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام سے اس کو مشتق کیا ہے جو کوئی اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو اس کو کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔ (ابوداؤد)

سب مسلمان ایک جسم کی طرح :۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مسلمانوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ثابت ہوں گے۔ چنانچہ جسم کے جب کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اُسکی تکلیف یعنی بخار وغیرہ میں اس کا شریک ہوتا ہے۔ (بخاری)

بے رحم پر رحم نہ ہوگا :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے نواسے کو بوسہ دیا۔ اس وقت ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا میرے نو بچے ہیں لیکن میں نے اُن میں سے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری)

﴿رحمۃ اللعالمین ﷺ کا رحم و شفقت﴾

سرورِ دوعالم ﷺ کی بے چینی :۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں دیگر کافروں کے ہمراہ مسلمانوں کے قیدی بنے۔ ان کو بھی دوسرے قیدیوں کی طرح مضبوط رسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ رات کو درد سے کراہنے لگے۔ حضور ﷺ تک ان کے کراہنے کی آواز پہنچ رہی تھی۔ آپ ﷺ بے چین ہو کر کروٹیں بدلتے رہے۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے بے چینی کو سمجھ گئے۔ انہوں نے فوراً گرہیں ڈھیلی کر دیں جس سے ان کی تکلیف رفع ہوگئی تو آپ ﷺ کے بے قراری بھی دُور ہوگئی۔

Marfat.com

قیدیوں کو جوڑے اور آزادی:۔ جنگ حنین میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ حضور ﷺ نہ صرف ان سب کو آزاد کر دیا بلکہ ان کے پہننے کیلئے اتنے ہی جوڑے بھی عطاء فرمائے۔

زخم کھا کر بھی دُعا دی:۔ جنگ اُحد میں رسول خدا ﷺ کے خون آلودہ چہرہ کو دیکھ کر صحابہ کرام بے قرار ہوکر بولے یارسول اللہ ﷺ ان کافروں کیلئے بددُعا فرمائیں ۔تو آپ ﷺ نے جواب دیا میں لعنت کرنے کیلئے نبی نہیں بنایا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی ''اے اللہ میری قوم کا یہ گناہ معاف فرمادے کیوں کہ وہ مجھے نہیں جانتے''۔

جانی دشمنوں کیلئے بھی دُعا کی:۔ ایک دفعہ مکہ میں شدید قحط پڑا لوگ مردار تک کھانے لگے۔ ابوسفیان جو رسول خدا ﷺ کے بدترین دُشمن تھے، حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے محمد ﷺ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دُعا کرو کہ ان کی مصیبت دور ہو جائے۔ اگرچہ کفار مکہ نے بے پناہ تکلیفیں دی تھیں لیکن ابوسفیان کی درخواست سن کر آپ ﷺ نے فوراً دُعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابر کرم برسا دیا اور اہل مکہ کی مصیبت دُور ہوگئی۔

بدترین دُشمن کو بھی سزا نہ دی:۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل یمامہ کے سردار تھے وہ مسلمان ہوکر ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنے آئے تو کافروں نے انہیں بہت طعنے دیئے کہ تم کیوں مسلمان ہوئے ہو؟۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم اب رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر میں غلہ کا ایک دانہ بھی مکہ نہ آنے دونگا۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر غلہ روک دیا۔ مکہ کے لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ قریش مکہ نے ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ کو کہیں کہ غلہ نہ روکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ثمامہ کو پیغام بھجوایا کہ ان لوگوں پر رحم کرو اور بندش اٹھالو اس نے تعمیلِ ارشاد کی اور غلہ بھیج دیا۔

غلام پر رحم:۔ ایک دفعہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسولِ خدا ﷺ ادھر تشریف لے آئے کہا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ اختیار تم پر ہے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر کانپ اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔

Marfat.com

اُونٹ پر شفقت:۔ ایک دفعہ رسول خداﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اُونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ حضورﷺ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا اِس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے؟

پرندوں پر رحم:۔ ایک دفعہ ایک صحابی حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے وہ ''چیں چیں'' کر رہے تھے۔ حضورﷺ نے پوچھا بچے کیسے ہیں؟۔ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہﷺ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کے رونے کی آواز آئی میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے جب دیکھا تو بے تاب ہو کر سر پر منڈلانے لگی۔ آپﷺ نے فرمایا فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

﴿سخاوت﴾

سخاوت سے مراد اللہ کی راہ میں اس کی رضا اور خوشنودی کیلئے خرچ کرنا ہے اسے انفاق فی سبیل اللہ بھی کہتے ہیں۔ سخاوت اللہ کریم کو بہت پسند ہے۔ یہ اللہ کے بندوں کی پہچان ہے کہ وہ دل کھول کر اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ دُنیا میں بھی عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔ دُنیا میں راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کے مال میں برکت ہو جاتی ہے اور وہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے جبکہ آخرت میں نیکیوں کی شکل میں اسے اس کا اجر دیا جائے گا۔

﴿قرآن مجید میں سخاوت کے احکامات﴾

(i).....(ترجمہ).....اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ سے خود ہلاکت میں نہ پڑو اور احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ (پ۲۔البقرہ۱۹۵)

Marfat.com

(ii)..... (ترجمہ)..... اور آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ فرمایئے جو ضرورت سے زائد ہو۔
(پ۲۔البقرہ۲۱۹)

(iii) ..... (ترجمہ)..... اے ایمان والوں اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو اس دن سے پہلے کہ جس میں خرید و فروخت نہیں نہ دوستی اور نہ شفاعت۔ (پ۲۔البقرہ۲۵۴)

(iv) ..... (ترجمہ)..... جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں، اُن کیلئے ان کے رب کے ہاں اجر ہے۔ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا۔ (پ۳۔البقرہ۲۶۲)

(v) ..... (ترجمہ)..... اے ایمان والو اپنے پاکیزہ کمائے ہوئے مال میں سے خرچ کرو اور اس میں سے جو چیزیں ہم تمہارے لیے زمین میں سے نکالتے ہیں۔ بُری اور ناپاک چیزیں دینے کیلئے آمادہ نہ ہو حالانکہ تم انہیں لینے کو تیار نہیں ہوتے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ (پ۳۔البقرہ۲۶۷)

(vi)..... (ترجمہ)..... اور تمہیں کیا ہوا اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ زمین اور آسمان کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔ (پ۲۷۔الحدید۱۰)

(vii) ..... (ترجمہ)..... اور جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے اس وقت سے پہلے خرچ کرو کہ کسی کو موت آئے۔ پھر کہنے لگے اے میرے اللہ تو نے تھوڑی سی مہلت مجھے اور کیوں نہ دی تا کہ میں صدقہ دے لیتا اور نیکوں میں ہو جاتا۔ (پ۲۸۔المنافقون۱۰)

﴿سخاوت کی فضیلت احادیثِ مُبارکہ میں﴾

اُوپر والا ھاتھ نچلے سے بھتر :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انسان زائد مال خرچ کرنا تیرے لئے بہتر ہے اور روکنا تیرے لیے بُرا ہے۔ بقدر ضرورت روکنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی۔ مال خرچ کرنے کی ابتداء اپنے گھر والوں سے کر

Marfat.com

اوراُوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسلم)

وارث کا سب مال :۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کس کو اپنے مال کی نسبت اپنے وارث کا مال محبوب ہے؟ صحابہ کرام عرض گزار ہوئے (یارسول اللہ ﷺ) ہم میں سے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو آگے بھیج دیا اور وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑا (یعنی اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا)۔ (بخاری)

بے حساب دو اور بے حساب لو:۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا بے حساب خرچ کرو اللہ تمہیں بے حساب عطا فرمائے گا۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر روک دے گا۔ جہاں تک ممکن ہو خیرات کرو۔ (بخاری)

قابلِ رشک انسان: ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ دو قسم کے آدمیوں پر رشک جائز ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطاء فرمایا اور اسے صحیح راستے میں خرچ پر قدرت دی اور دوسرا وہ شخص جسے علم وحکمت عطا فرمائی وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرتا اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

خسارے والے لوگ:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ خسارے میں ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ بہت زیادہ مال رکھنے والے۔ مگر جو اپنے مالوں کو اس طرح یعنی دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے خرچ کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ (مسلم)

خرچ کر خرچ لے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کریم فرماتا ہے کہ انسان خرچ کر تا کہ تجھ پر خرچ کیا جائے۔ (بخاری)

تم ہاتھ روکو گے تو اللہ بھی روک لے گا:۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا مال نہ روکو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رکاوٹ ہو جائے گی۔ ایک روائت میں ہے کہ خرچ کرو گن گن کر نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے حساب کرے گا اور مال

Marfat.com

محفوظ نہ رکھو اللہ تعالیٰ بھی تم سے روک رکھے گا (یعنی خرچ کرنے کی بجائے جمع کر کے محفوظ نہ رکھو)۔ (مسلم)

فرشتوں کی دُعا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر صبح بندگانِ خدا کے بیدار ہونے پر فرشتے اُترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنیوالے کو اس کا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کا مال تباہ و برباد کر دے۔ (بخاری)

زکوٰۃ کے علاوہ بھی خرچ کرو:۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''نیکی یہی نہیں کہ اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کا جانب پھیرا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا جائے اور فرشتوں اور نبیوں پر۔ اور دیا جائے مال اس کی محبت میں قرابت داروں کو، یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور غلاموں کو چھوڑانے میں''۔

سخی جنت سے قریب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا سخی شخص اللہ سے قریب، جنت سے قریب اور لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دور ہے۔ جبکہ بخیل اللہ سے دُور، جنت سے دُور اور بندگان خدا سے دور اور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

سات سو گنا اجر:۔ ایک روائت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کیلئے سات سو گنا لکھ دیا جاتا ہے۔ (نسائی)

سخی کے گناہ سے درگزر:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سخی کے گناہ سے درگزر کیا کرو اس لئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے تو اللہ کریم اس کا دامن تھام لیتا ہے۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

﴿سخاوتِ رسول کریم ﷺ کے چند نمونے﴾

اُحد پہاڑ کے برابر سونا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ میں اس کو تین یوم ختم ہونے سے پہلے ہی بانٹ دوں اور صرف اتنا روک لوں جو مجھے قرض کی ادائیگی کیلئے درکار ہو۔ (بخاری)

پُورا ریوڑ ھی دے دیا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلی ہوئی بکریاں مانگیں تو آپ ﷺ نے اسے عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا لوگو مسلمان ہو جاؤ کیوں کہ خدا کی قسم محمد مصطفیٰ ﷺ اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فقر سے ڈرتے ہی نہیں۔ (مسلم)

سونے کی موجودگی پر بے چینی :۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ فوراً مصلّے سے اٹھے اور نمازیوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے حجرہ میں گئے اور جلدی واپس تشریف لے آئے۔ صحابہ آپ ﷺ کے فوراً جانے اور آنے سے حیران ہوگئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے یاد آیا کہ گھر میں کچھ سونا رکھا ہوا ہے مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ وہ مجھے اس عمل خیر سے روکے رکھے لہٰذا میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ (بخاری)

کل کیلئے کچھ نہ رکھا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (بخاری)

آپ ہی سے دوسری روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ کل کیلئے کوئی چیز نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی)

کسی کو 'نہ' نہیں کہا:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ (بخاری و مسلم)

چند اشرفیوں نے نیند اُڑا دی:۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں ان

Marfat.com

میں چار تو آپ ﷺ نے بانٹ دیں یا خرچ کر دیں اور دو آپ ﷺ کے پاس بچی رہیں۔ ان کی وجہ سے تمام رات نیند نہ آئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ معمولی بات ہے صبح کو ان کو بھی خیرات کر دیجئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے حمیرا (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب) کیا خبر میں صبح تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔

قرض لے کر سخاوت:۔ ایک بار نوے ہزار درہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں چٹائی پر رکھوا دیا۔ جو بھی سائل آتا آپ ﷺ ان میں سے عطا فرماتے جاتے۔ یہاں تک کہ سب کے سب ختم ہو گئے پھر ایک سائل آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا مال تو سب بانٹا جا چکا لیکن تم میرے نام پر قرض لے لو اسے میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کی اللہ کریم نے استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اس پر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے دریغ خرچ کریں اللہ مالک ہے وہ آپ ﷺ کو محتاج نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور فرمایا ہاں مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔

جب مال تقسیم نہ ہو سکا:۔ ایک دفعہ فدک کے رئیس نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں چار اُونٹ غلہ سے لدوا کر بھیجے۔ آپ ﷺ کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ غلہ بازار میں فروخت کر کے اک یہودی سے لیا ہوا قرض ادا کیا۔ باقی رقم کے بارے آپ ﷺ کو اِطلاع دی کہ کچھ رقم بچ گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تک یہ رقم باقی ہے میں گھر نہیں جاؤں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کوئی سائل ہی موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہر حال جب تک یہ رقم باقی رہے گی میں گھر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رات مسجد میں ہی بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اِطلاع دی کہ یا رسول اللہ ﷺ باقی رقم بھی تقسیم ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے۔

کپڑے جھاڑ کر گھر گئے:۔ ایک مرتبہ بحرین سے ایک کثیر رقم خراج میں آئی تو نبی کریم ﷺ نے تمام رقم مسجد نبوی کے صحن میں رکھوا دی اور نماز کے بعد اسے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جو سائل

Marfat.com

آتا اُسے عنائت فرماتے جاتے ۔ یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہا اور آپ ﷺ کپڑے جھاڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر اتنا عنائت ہوا کہ اُسے اٹھا کر چلنا دشوار ہو گیا تھا۔

غلہ قرض لے کر دیا:۔ ایک دفعہ ایک سائل کو آدھا وسق غلہ قرض لے کر دیا۔ جب قرض دینے والا وصولی کیلئے آیا تو اُس کو پورا وسق دے دیا فرمایا آدھا قرض کا ہے اور آدھا میری طرف سے بدلہ۔

وقتِ نزع میں سخاوت:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو میرے پاس چھ یا سات دینار تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ حکم فرمایا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں لیکن میں آپ ﷺ کی علالت کی وجہ سے بھول گئی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے یہ دریافت فرمایا کہ میں نے ان دیناروں کا کیا کیا ہے؟ تو میں عرض کی خدا کی قسم میں آپ ﷺ کی علالت کے سبب انہیں بھول گئی تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے انہیں منگایا اور ہاتھ میں لے کر فرمایا اللہ کے کسی نبی نے گمان بھی نہیں کیا کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے اور اس کے پاس یہ (درہم) ہوں۔ (احمد)

﴿خُلفائے راشدین کی سخاوت﴾

سخاوتِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنا مال جو کہ چالیس ہزار درہم تھے رسول خدا ﷺ خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے حکم پر مسلمانوں پر صرف ہوتا رہا۔ آپ نے سات غلاموں کو مزید اللہ کیلئے آزاد کر دیا۔ قبول اسلام سے ہجرتِ مدینہ تک 13 سالوں میں جو کمایا وہ بھی مسلمانوں کے کام آیا۔ ہجرت کے وقت پانچ ہزار درہم ساتھ لئے تھے جو مدینہ میں مسجد کی جگہ کی خرید اور دیگر مواقع پر دے دیئے۔ جب آپ کا تمام مال اللہ کی راستے میں خرچ ہو گیا اور فقر نے غلبہ پایا تو ایک روز بجائے کرتہ کے کمبل کو ببول کے کانٹوں سے مربوط کر کے گلے میں ڈال کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور پوچھا یا محمد ﷺ مالدار ہونے کے باوجود ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہو گیا ہے کہ فقیری کا لباس پہنے بیٹھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب

Marfat.com

دیا اس نے اپنا تمام مال مجھ پر اور راہِ خدا میں خرچ کر دیا ہے اور مفلس ہو گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور اس سے دریافت فرمایا ہے بتاؤ اس فقر میں مجھ پر راضی ہو؟ یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی کہا میں اپنے پروردگار سے کیسے کدورت رکھ سکتا ہوں؟ اور بار بار یوں کہتے میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

سخاوتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ :۔ جنگ تبوک کے واقعہ کے وقت مدینہ میں قحط پڑا ہوا تھا اور مسلمانوں کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول خدا ﷺ جب لوگوں کو جہاد کی تیاری میں مالی تعاون کا کہا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک سو اونٹ بمعہ ساز و سامان پیش کر دیئے۔ نبی کریم ﷺ نے خطبہ جاری رکھا اور پھر سامانِ جہاد کی ترغیب دلائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور دو سو اونٹ مزید بمعہ ساز و سامان دینے کا اعلان کیا۔ پھر حضور ﷺ نے خطبہ جاری رکھا اور سامانِ جہاد کی رغبت دلائی۔ آپ تیسری بار اُٹھے اور تین سو اونٹ بمعہ ساز و سامان پیش کیے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی اکرم ﷺ منبر سے اتر آئے اور فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے بعد آخرت میں اور کس چیز کی ضرورت ہے جو نجات کیلئے درکار ہو؟ اور یہ دو بار ارشاد فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط پڑ گیا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلے سے لدے آئے۔ مدینہ کے تاجر غلہ خریدنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ریٹ لگانے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ایک روپیہ مال کی قیمت دس روپے مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ تمام تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں مسکینوں اور فقیروں کو دے دیا ہے۔

Marfat.com

﴿پردہ پوشی﴾

کسی کے عیب پر پردہ ڈالنے کو پردہ پوشی کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی یہ ایک بڑی عظیم صفت ہے کہ وہ ستارالعیوب ہے یعنی عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔بنی نوع انسان کے بے شمار عیب اس نے اپنی رحمت سے ڈھانپے ہوئے ہیں۔وہ اپنی مخلوق سے بھی یہی چاہتا ہے کہ اگر کوئی کسی کا عیب دیکھے تو اس کو چھپائے اور ظاہر نہ کرے اور اللہ کے حضور اس کی اصلاح کی دُعا کرے۔اس طرح معاشرہ میں محبت اور دوستی کو فروغ ملے گا۔اس کے برعکس اگر ہر کوئی ایک دوسرے کی پردہ دری میں لگ جائے تو معاشرہ میں بدامنی اور اِنتشار پیدا ہو جائے گا۔اسلئے پردہ پوشی کی عادت سب کو اپنانی چاہیے ہاں اگر کسی شخص کی بُرائی حد درجہ بڑھ چکی ہو اور دوسروں کو بھی اس سے خطرہ ہو تو اس کی بُرائی سے دوسروں کو خبردار کر دینا چاہیے تا کہ وہ اس کے شر اور برائی سے محفوظ رہ سکیں۔

﴿پردہ پوشی بارے فرامینِ رسولِ خداﷺ﴾

خدا کی پردہ پوشی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا جو بندہ دُنیا میں کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کرے گا۔(مسلم)

اُمتِ مُسلمہ کی عافیت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خداﷺ نے اِرشاد فرمایا میری تمام امت عافیت سے رہے گی سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے۔اور یہ بھی اعلان کیا ہے کہ آدمی رات کو ایک کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالتا ہے لیکن صبح کے وقت وہ کہے کہ اے فلاں رات میں نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ رات کو اس کے پروردگار نے پردہ ڈالے رکھا لیکن صبح کو اس نے رب کا پردہ ہٹا دیا۔(بخاری)

عیب چھپانا:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ارشاد فرمایا جس نے کسی کا عیب

Marfat.com

دیکھ کر چھپایا یہ ایسے ہے کہ گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو زندہ کیا۔ (ترمذی)

بھائی کی حاجت پوری کرو:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے، اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف دور فرمائے گا، اور جو کسی کی پردہ پوشی کرے گا روز قیامت اللہ تعالیٰ اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (مسلم)

تجسّس نہ کرو:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ فلاں شخص ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم کو تجسس سے منع کیا گیا ہے البتہ اگر کوئی ہمارے سامنے ظاہر ہو جائے تو ہم گرفت کریں گے۔

بات بھی امانت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کوئی بات کہے تو اُس کی بات بھی امانت ہے۔ (ترمذی)

کسی کے عیب نہ تلاش کرو:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور با آواز بلند فرمایا اے لوگو جن کی زبانیں ایمان لائی ہیں مگر دل تک ایمان نہیں پہنچا مسلمانوں کو تکلیف نہ دو، انہیں شرمندہ نہ کرو اور ان کے عیبوں کی تلاش نہ کرو کیوں کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا خدا تعالیٰ اُس کے عیب تلاش کرے گا اور اسے رُسوا کرے گا خواہ وہ اپنے گھر میں ہو۔ (ترمذی)

خُدا قیامت کو پردہ پوشی کرے گا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان سے دُنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دُور کی اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں اس کی ایک تکلیف دُور کر دے گا۔ جو غریب کو آسانی دے گا اللہ کریم دُنیا اور آخرت میں اُس کو آسانی دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں رہے۔ (ابوداؤد)

پردہ پوشی پر صحابہ کا عمل:۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہمارے چند پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں ان کیلئے سپاہیوں کو بلانے والا ہوں تا کہ انہیں گرفتار کریں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور انہیں نصیحت کرو اور ڈراؤ۔ اس نے کہا میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن وہ نہیں رُکے میں ضرور سپاہیوں کو بلاؤں گا تا کہ ان کو گرفتار کریں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری خرابی ہو ایسا نہ کرنا۔ پس بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے پردہ پوشی کی گویا اُس نے زندہ درگور لڑکی کو زندہ کیا۔ (کنزالعمال)

شعبی کی روائت میں ہے کہ ایک جاریہ لڑکی گناہ میں مبتلا ہوئی اور اس پر حد لگائی گئی پھر یہ لوگ مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ اس لڑکی نے توبہ کی اور اس کی توبہ نہائت اچھی رہی۔ لوگ اس کے چچا سے اس کے رشتہ بارے پوچھتے۔ اس کا چچا اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ اس کی شادی بغیر اس کی پچھلی باتوں کی اطلاع دیئے بغیر کرے اور یہ بھی پسند نہ کرتا تھا کہ لڑکی چچا کے ارادہ سے مطلع ہو۔ چنانچہ لڑکی کے چچا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا اس کی شادی اس طرح کرو جس طرح تم اپنی نوجوان لڑکیوں کی کرتے ہو۔ (یعنی پردہ پوشی رکھو)

﴿شرم و حیاء﴾

حیاء ایک فطرتی چیز ہے جو قدرتی طور پر ہر انسان میں ہوتی ہے۔ مگر کچھ لوگ اس نعمت خداوندی کو جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے انسان برائیوں سے رُکتا ہے۔ یہ انسان کی شخصیت اور کردار میں نکھار پیدا کرتی ہے۔ حیادار انسان دوسروں کا احترام کرتا ہے، اللہ سے ڈرتا ہے اور کسی کا حق نہیں مارتا۔ حیا غیر اخلاقی حرکت کرنے والے کے ضمیر کو زندہ رکھتی ہے۔ خصوصاً عورت کیلئے حیا اور شرم ایک انمول زیور، اس کا

Marfat.com

وقار اور اس کے کردار کا آئینہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس وصف کو بہت اچھا قرار دیا ہے۔ یہ وصف بچپن ہی سے انسان میں موجود ہوتا ہے اگر اس کی مناسب تربیت ہو تو قائم رہتا ہے بلکہ بڑھتا ہے اگر بُری صحبت مل جائے اور بُرے لوگوں کے ساتھ میل جول بڑھ جائے تو یہ وصف آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔ آخر کار انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ حیا دو طرح کی ہوتی ہے ایک جو لوگوں میں ہوتی ہے دوسری وہ جو بندے اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے باز رہتے ہیں۔

﴿حیاء کی فضیلت﴾

اسلام اور حیاء:۔ حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہر مذہب میں ایک خاص وصف ہوتا ہے اور اور اسلام کی خاص صفت شرم و حیاء ہے۔ (ابن ماجہ)

حیاء سے جنت ملتی ھے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت سے ہے۔ فحش گوئی سنگدلی سے ہے اور سنگدلی جہنم سے ہے۔ (ترمذی)

حیاء ایمان کا حصہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی نصیحت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (بخاری)

حیاء اور بھلائی:۔ حضرت عمران بن معین رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا حیا نہیں لاتی مگر بھلائی اور ایک روائت میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری بھلائی ہے۔ (مسلم)

نبوت کی بات:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی نبوت کی باتوں میں سے جو بات لوگوں کو ملی وہ یہ ہے کہ جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔ (بخاری)

حیاء اور ایمان:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیاء

Marfat.com

اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے ان میں سے جب ایک کو اُٹھایا جاتا ہے تو دُوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

خُدا سے شرم کرو:۔ ایک دن رسول خدا ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا خدا سے ایسی شرم کرو جیسے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہم خدا سے حیاء کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا حیاء وہ کرتا جو سر اور آنکھ وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے، اور موت اور گلنے سڑنے کو یاد کرتا ہے۔ اور آخرت کا چاہنے والا دُنیا کی زیب وزینت کو چھوڑ دیتا ہے اور جس نے ایسا کیا اُس نے خدا سے شرمانے کا حق ادا کر یا۔ (ترمذی)

اسلام کا خُلق :۔ حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر دین کا ایک خلق ہوتا اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔ (موطا امام مالک)

ایمان کی شاخیں :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ ستر شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل کلمہ توحید ہے اور سب سے کم دُکھ دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری)

زبانی بیعت :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے ساری زندگی کسی عورت کا ہاتھ تھام کر بیعت نہیں فرمائی بلکہ اقرارِ اسلام کے کلمات کے بعد یہ فرماتے کہ مجھے تمہاری بیعت منظور ہے۔

رسولوں کی سنت :۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ (i) حیاء کرنا (ii) ختنہ کرنا (iii) خوشبو لگانا (iv) نکاح کرنا۔ (ترمذی)

ایمان کا جزو:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حیاء ایمان کا جزو ہے۔ جسے حیاء نہیں ہے اس کا ایمان نہیں ہے۔ (ابن حبان)

خدا کی ناراضگی :۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس سے شرم وحیا نکل جاتی ہے اور خدا کا غصہ اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک بہت ہی معیوب اور قبیح سمجھا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مکارمِ اخلاق کی باتیں :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس باتیں مکارمِ

Marfat.com

اخلاق کی ہیں۔اللہ کریم جس کو چاہتا عنائت فرماتا ہے،ممکن ہے کسی آدمی میں ہوں اور اس کے باپ میں نہ ہوں۔غلام میں ہوں اور آقا میں نہ ہوں۔(اول) سچ بولنا،(دوئم) لوگوں سے راستی برتنا،(سوئم) سائل کو دینا،(چہارم) سلوکوں کا مکافات کرنا،(پنجم) صلہ رحمی،(ششم) امانت کی حفاظت،(ہفتم) ہمسایہ کا حق، (ہشتم) ہم صحبتی کا پاس،(نہم) مہمان کی دعوت،(دہم) جو اصل سب کی ہے وہ حیاء ہے۔

حیاء کی تاکید:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو جنگل میں برہنہ غسل کرتے دیکھا۔اسکے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اللہ کریم کی حمد وثناء کے بعد فرمایا خداوند کریم صاحب حیاء ہے اور پردہ پوشی کرنے والا ہے وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کا اہتمام کرے۔(ابوداؤد)

خدا کا بندوں سے حیاء کرنا:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ ابھی جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو جو اسلام کی حالت میں بڑھاپے کو پائے عذاب دینے سے حیاء کرتے ہیں۔کیا مسلمان کو بوڑھا ہو کر گناہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں آتی؟۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ حیاء دار ہے اور حیاء کرتا ہے (جس وقت اس کا بندہ ہاتھ اُٹھاتا ہے) کہ اس کو خالی ہاتھ لوٹائے۔(ترمذی)

﴿رسولِ خُدا ﷺ حیاء کا پیکر﴾

چھرہ انور کا تاثر:۔ حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روائت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں بیٹھی رہتی ہو۔آپ ﷺ کسی ناخوشگوار بات کو دیکھتے تو ہم اسے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے معلوم کر لیتے تھے کیونکہ اس کا اثر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا۔(بخاری)

Marfat.com

بچپن میں حیاء:۔ جب کعبہ تعمیر ہونے لگا تو رسول اکرم ﷺ ابھی کمسن تھے تمام شرفائے مکہ اوران کے بچے اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔آپ ﷺ بھی اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا نے کہا تم اپنا تہہ بند کھول کر گردن پر رکھ لو تا کہ پتھر کی خراش نہ لگے آپ ﷺ نے اپنا تہہ بند کھولا تو فوراً بے ہوش ہوکر گر پڑے۔جب ہوش آیا تو زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے میرا تہبند، میرا تہبند، لوگوں نے فوراً تہبند آپ ﷺ کی کمر مبارک سے باندھ دیا۔

سراپا حیاء:۔ حضور ﷺ سراپا شرم وحیا تھے۔آپ ﷺ نے کبھی کسی سے بدزبانی نہیں کی، بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے، کبھی قہقہ مار کر نہیں ہنسے، بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو زبان سے کچھ نہ کہتے البتہ لوگ شرم وحیاء کا لحاظ بہت کم کرتے تھے۔کئی دفعہ لوگ ننگے ہی نہا لیتے اور حرم کعبہ کا طواف بھی کبھی کبھی ننگے ہی کر لیتے۔آپ ﷺ کو یہ باتیں ناگوار گزرتیں تھیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔

سرِ اَقدس کا جھکانا:۔ جب کوئی خطا کار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی کی درخواست کرتا تو آپ ﷺ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے تھے۔

حیاء کی تلقین:۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ رفع حاجت کیلئے باہر جاتے تو شہر سے اس قدر دُور چلے جاتے کہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔اور زمین کے قریب ہو جانے تک کپڑا نہ اُٹھاتے اس وقت عربوں میں معمول تھا کہ لوگ رفع حاجت کے وقت میدانوں میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ جاتے تھے اور باتیں کرتے رہتے تھے۔آپ ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور تنبیہ کی کہ اس سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔

عورتوں سے بیعت:۔ آپ ﷺ صحابہ کرام سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیتے تھے۔لیکن عورتوں سے کبھی اس طرح بیعت نہ لی۔ان سے بیعت پردے میں لیتے۔ایک دفعہ دورانِ بیعت چادر کا ایک سرا خود پکڑا اور دوسرا عورتوں کی جانب پھینک دیا تا کہ وہ اس کو تھام کر بیعت کر لیں۔یہ سب شرم وحیاء

Marfat.com

کی وجہ سے تھا۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے حیاء:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ۔اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی اندر آ گئے ۔پھر حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اجازت لی اور اندر تشریف لے آئے ۔ حضور ﷺ اپنے گھٹنے کھولے ہوئے اور لوگوں سے بات چیت کرتے رہے ۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں گھٹنے ڈھانپ لئے اور اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ۔ چنانچہ ان حضرات نے تھوڑی دیر آپ ﷺ سے بات کی اس کے بعد تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ جب میرے والد اور ان کے ساتھی آئے تو آپ ﷺ نے اپنے گھٹنے نہ ڈھانپے نہ مجھے پاس سے ہٹایا؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں اس شخص سے (عثمان رضی اللہ عنہ) سے کیوں نہ حیاء کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں؟ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک فرشتے عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حیاء کرتے ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کرتے ہیں ۔اگر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ جاتے اور تم میرے پاس ہوتیں تو بات نہ کر سکتے اور نہ اپنا سر اُٹھاتے ۔

﴿حیاء کے مُتعلق بزرگانِ دین کے واقعات﴾

فرشتوں کی نصیحت:۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب کوئی لوگوں کو وعظ کرنے بیٹھتا ہے تو اس کے دونوں فرشتے اُسے کہتے ہیں جو نصیحت تو اپنے بھائی کو کر رہا ہے پہلے اپنے آپ کو کر ورنہ اپنے مالک سے شرم کر کیوں کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

سزا کا انداز:۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دل سے بڑھ کر کسی کو سزا نہیں دی جس سے حیاء چھین لی ہو۔

Marfat.com

حضرت بایزید بُسطامی رحمۃاللہ علیہ اور حیاء:۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے کہا اے بایزید رحمۃ اللہ علیہ فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھالاؤ۔ آپ نے عرض کیا طاق کس جگہ ہے؟ امام نے فرمایا اتنا عرصہ رہنے کے بعد تم نے طاق نہیں دیکھا؟ آپ نے عرض کی طاق تو کیا میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اُٹھایا۔ اس وقت حضرت امام نے فرمایا اب تم مکمل ہو چکے ہو لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

شرم و حیا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیروی:۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ شرم وحیاء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیروکار تھے۔ شرقپور میں رواج تھا کہ صبح جب گھروں سے مرد کام کاج پر چلے جاتے تو عورتیں اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں سے باہر تھڑوں پر آ بیٹھتیں اور آپس میں باتیں کرتی رہتیں۔ میاں صاحب نے گھر سے نکلنا بند کر دیا اگر کسی ضروری کام سے نکلتے تو منہ پر عورتوں کی طرف نقاب ڈال لیتے۔ آپ کو اس طرح دیکھ کر عورتوں نے مذاق اُڑانا شروع کر دیا کہ میاں عزیز الدین کے گھر لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

امامِ اعظم رحمۃاللہ علیہ کی فراست:۔ ایک دفعہ کچھ بچے گیند سے کھیل رہے تھے اور گیند اتفاق سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آپ ہی کے سامنے آ گری۔ اور بچوں میں خوف کے مارے ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کے سامنے سے گیند اٹھالیں۔ ایک لڑکا بھاگا ہوا آیا اور آپ کے سامنے سے گیند لے اڑا تو آپ نے فرمایا یہ لڑکا حرامی ہے اس میں حیاء بالکل نہیں ہے جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا واقعی وہ لڑکا ایسا ہی تھا۔

Marfat.com

ایثار

اپنی ضرورت کو روک کر دوسرے کی ضرورت کو پورا کر دینے کو ایثار کہتے ہیں ۔ دراصل ایثار بھی قربانی کا نام ہے اس لئے اللہ کے ہاں اس کا بڑا اجر ہے۔ یہ خوبی زیادہ تر اللہ کے خاص بندوں یعنی نبیوں اور ولیوں میں پائی جاتی ہے۔ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا اور خوف و تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانا یقیناً بہت بڑا وصف ہے جس کی بنیاد رضائے الٰہی ہے۔ ایثار کا درجہ سخاوت سے بڑھ کر ہے کیونکہ سخاوت زائد مال اللہ کے رستے میں دینا جبکہ ایثار اپنی ضرورت روک کر دوسروں کی حاجت پوری کرنا ہے۔

ایثار اور فرامینِ الٰہی

(i) ترجمہ ..... اس وقت تک نیکی حاصل نہ ہوگی جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کی جائے ۔ اور جو تم اللہ کی راہ میں دو گے اللہ خوب جانتا ہے۔ (پ۴۔ آل عمران ۹۲)

(ii) ترجمہ ..... جنہوں نے پہلے اس شہر (مدینہ) میں گھر بنالیا اور صاحب ایمان رہے اور جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں ملا اس میں سے کچھ اپنی حاجت نہیں رکھتے اور اپنی نسبت ان کیلئے جذبہ ایثار رکھتے ہیں اگرچہ انہیں خود اس کی شدید ضرورت ہو۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا اس نے فلاح پائی۔ (پ۲۸۔ حشر ۹)

فضلیتِ ایثار

کھانے میں کفائت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا کھانا چار کی کفائت کرتا ہے۔ (مسلم)

ایثار پر مغفرت:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص

Marfat.com

کوکوئی اپنی خواہش ہوئی۔ اس نے روک دی اوراپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے کیلئے ایثار کردی تو اس کی مغفرت ہوگئی۔ (ابن حبان)

فالتو زادِ راہ کی تقسیم :۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا اشعری قبیلہ کے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب جنگ میں ان کا زادِراہ ختم ہو جاتا یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کی خوراک کم ہو جاتی ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اُس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر ایک برتن میں برابر بانٹ لیتے ہیں یہ لوگ مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ (مسلم)

زائد چیز دوسروں کو دینا:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران ہم نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنا شروع کردیا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دیدے کہ جس کے سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زادِراہ ہو وہ اس آدمی کو دیدے جس کے پاس زادِراہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف اقسام کے مال کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ زائد چیز پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم)

﴿رسولِ خُدا ﷺ کاایثار﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے ہاتھ سے ایک چادر بُن کر سرکار ﷺ کی خدمت میں لائی۔ آپ ﷺ نے وہ قبول فرمالی۔ اور پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک آدمی نے کہا یہ بہت خوبصورت ہے مجھے عنائت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اسے دے دی صحابہ نے کہا تو نے اچھا نہ کیا۔ آنحضرت کو اس کی ضرورت تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کیلئے نہیں بلکہ کفن کیلئے مانگا ہے۔ چنانچہ وہ چادر اُس کا کفن بنی۔

ایک روز قبیلہ بنی غفار کا ایک شخص آپ ﷺ کے ہاں مہمان بنا۔ اس دن رات کے کھانے کیلئے

Marfat.com

آپ ﷺ کے پاس صرف بکری کا دودھ تھا آپ ﷺ نے مہمان کو پلا دیا اور خود فاقہ کیا حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی آپ ﷺ فاقہ سے تھے۔

ایک غریب صحابی نے شادی کی اور دعوت ولیمہ کیلئے اُس کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے کہا تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ وہ گئے اور جا کر لے آئے۔ حالانکہ کاشانہ نبوت میں اس کے سوا شام کو کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔

ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی میرے سات باغ رسول اکرم ﷺ کو دے دیئے جائیں۔ یہ تین ہجری کا واقعہ ہے اس وقت آپ ﷺ کو مال کی بہت ضرورت تھی لیکن آپ ﷺ نے باغات کی آمدنی راہِ خدا میں وقف کر دی۔ جو کچھ حاصل ہوتا ایک درہم بھی آپ ﷺ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور سب غریبوں و مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

ایثارِ صحابہ کرام

خود بھوکے رہ کر مہمان نوازی کی:۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کون شخص آج رات اس کی مہمان نوازی کرے گا ایک انصاری نے عرض کی میں کرتا ہوں۔ پس وہ اپنی قیام گاہ کی طرف لے گیا اور بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں صرف بچوں کی خوراک ہے۔ انصاری صحابی نے کہا بچوں کو کسی چیز کے ساتھ مشغول رکھنا اور جب شام کو کھانا مانگیں تو سلا دینا اور جب مہمان گھر داخل ہو تو چراغ بجھا دینا اور اُسے یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مہمان نے کھانا کھا لیا لیکن یہ دونوں اور بچے رات بھر بھوکے رہے۔ صبح کے وقت جب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات تم نے اپنے مہمان سے جو سلوک کیا اللہ تعالیٰ اس پر بہت راضی ہوا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایثار:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پر فاقے آ رہے ہیں۔ آپ

Marfat.com

نے ایک یہودی سے کچھ اُون لیا جسے حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے بُن کر دیا۔ اس کی مزدوری میں تین صاع گیہوں ملا۔ پہلے روز ایک صاع گیہوں جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے پیسا اور پکایا۔ جب آپ بچوں کے ہمراہ کھانے بیٹھے تو ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا میں مسکین ہوں۔ اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ چنانچہ چند روٹیاں جو پکی تھیں اسے دے دی گئیں۔ دوسرے روز ایک صاع گیہوں پیس کر روٹیاں پکائی گئیں۔ جب گھر والے کھانے بیٹھے تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا میں یتیم ہوں خدا کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ چنانچہ ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ تیسرے دن پھر وہی ماجرا ہوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹیاں پکا چکیں تو کسی نے دروازہ پر صدا دی میں اسیر ہوں بھوکا ہوں خدا کے لئے مجھے کچھ کھلاؤ۔ ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں اور خود پانی پی لیا گیا۔

کمال کا ایثار و قربانی :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکری کی سری بطور ہدیہ دی انہوں نے خیال فرمایا میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہیں اور کنبے والے ہیں اور زیادہ محتاج ہیں وہ سری ان کے پاس بھیج دی۔ ان کو ایک تیسرے صاحب کے متعلق خیال ہوا تو اُنہوں نے بھی پاس نہ رکھی اور اُس کو بھجوادی غرض اس طرح وہ سری سات گھروں میں پھر کر پھر اُسی پہلے والے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔ (سبحان اللہ کیسا ایثار ہے)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایثار:۔ جب مکہ کے صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ گئے تو بے روزگار ہونے کی وجہ سے گزران تنگ ہوگئی۔ آپ ﷺ نے ہر انصاری کے سپرد ایک مہاجر کیا اور ان کا بھائی چارہ قائم کر دیا۔ تاکہ وہ اُسے بحیثیتِ بھائی اپنے مکان میں رکھے اور خورد ونوش کا انتظام بھی کرے۔ ہر انصاری صحابی نے اپنے مکان اور جائیداد اور زمین میں اپنے مہاجر بھائی کو برابر کا شریک کر لیا اور آدھا حصہ بانٹ کر دے دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا مال بانٹ کر نصف آپ کو دیتا ہوں۔ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے آپ جسے پسند کریں

Marfat.com

میں طلاق دیتا ہوں۔ عدت گزرنے کے بعد اُس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ کے اہل اور آپ کا مال آپ کو مبارک ہو۔ آپ مجھے بازار کا پتہ بتائیں۔ انہوں نے بازار کا راستہ بتایا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ منڈی میں خرید و فروخت کرتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مالدار ہو گئے۔

ایثار کی معراج:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں بہت سے مسلمانوں نے شہادت پائی۔ میں (ہاتھ میں پانی کا کوزہ لیے) زخمیوں میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کر رہا تھا آخر ڈھونڈ لیا اور پوچھا اے چچا کے بیٹے پانی پیو گے؟۔ انہوں نے آہستہ سے کہا ہاں اتنے میں کسی کے کراہنے کی آواز آئی جاں بلب بھائی نے اشارے سے کہا پہلے اس (زخمی) کو دو۔ میں نے دیکھا وہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ تھے اور آخری سانسوں پر تھے میں انہیں پانی کیلئے پوچھ ہی رہا تھا کہ قریب ہی کسی نے آہ بھری تو ہشام رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے اس کو پلاؤ میں اس کے قریب گیا تو اس نے (پانی پینے سے قبل ہی) دم توڑ دیا تھا۔ میں جلدی سے ہشام رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اپنے چچا کے بیٹے کی طرف دیکھا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے (اور پانی کا کوزہ میرے ہاتھ میں جوں کا توں بھرا رہا)۔

﴿بزرگانِ دین کا اِیثار﴾

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا ایثار:۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک لونڈی تھی۔ ایک روز اس نے آپ سے عرض کی اگر آپ اجازت دیں تو آج تھوڑا سا گوشت پکا لوں؟ آپ نے فرمایا پکا لے میرا بھی دل چاہتا ہے۔ اس نے خوب اچھی طرح گوشت پکایا۔ جب وہ پکا کر لے آئی تو پوچھا فلاں یتیموں کا حال کیا ہے؟ لونڈی نے عرض کیا بے چارے پہلے کی طرح خستہ حال ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ گوشت لے جاؤ اور انہیں کھلاؤ۔ لونڈی کہنے لگی اتنا عرصہ ہو گیا آپ نے گوشت نہیں کھایا آپ کھالیں۔ فرمایا یتیموں کا کھایا ہوا عرش پر پہنچے گا اور میرا کھایا ہوا خاک میں مل جائے گا۔

Marfat.com

یتیم سے شفقت :۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو عید کے روز کھجوریں چنتے دیکھا تو پوچھا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا میں نے ایک لڑکے کو روتے ہوئے دیکھا اور رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میں یتیم ہوں آج اور لڑکے عمدہ لباس میں ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ چنانچہ میں یہ کھجوریں بیچ کر اس بچے کو کپڑے لے کر دوں گا اور کھانے پینے کا سامان بھی۔ یہ سن کر میں نے عرض کی حضرت یہ خدمت مجھے انجام دینے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ میں اُس لڑکے کو اپنے ہمراہ بازار لے گیا اور جوڑا کپڑوں کا اور کچھ اخروٹ لے کر دیئے وہ لڑکا خوش ہو گیا اس پر میرے دل میں ایک نور پیدا ہو گیا اور میری حالت بدل گئی۔

کمال کا ایثار:۔ ایک دفعہ حضرت مخدوم جلال الدین جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی مجھے اپنے ایک عزیز کیلئے کفن کا کپڑا درکار ہے۔ مخدوم صاحب کے پاس اتفاق سے اس وقت کوئی پیسہ نہیں تھا۔ آپ نے خادم سے کہا رضائی سے روئی نکال دو اور کپڑا اسے دے دو اور روئی بازار میں جا کر فروخت کر دو اس سے جو پیسے ملیں ان کو غریبوں میں خیرات کر دو۔

﴿اُخوت و مُحبت﴾

اسلامی برادری اور بھائی چارے کو اُخوت کہتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد انسان اسلامی برادری میں شامل ہو جاتا ہے۔ ان میں رنگ، نسل، امارت، غربت، غلام یا آقا سب ایک ہو جاتے ہیں اور کسی کو کسی پر فوقیت نہیں رہتی ہے۔ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے کے بعد رسول خدا ﷺ نے سب سے پہلے اُخوت یعنی بھائی چارہ کو فروغ دیا اور ہر قسم کی تفریق مٹا دی۔ اُخوت مسلمانوں کے دلوں میں ہمدردی اور محبت پیدا کرتی ہے جس کی بنا پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے بوقتِ ضرورت کام آتا ہے اسی چیز کو بھائی چارہ کہتے ہیں۔ دین اسلام میں

Marfat.com

اس کی بڑی اہمیت ہے اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بہت زور دیا ہے۔

﴿قرآن کریم اور اُخوت﴾

(ترجمہ).....اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ سمجھنے والے لوگوں کیلئے ہم اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ (پ۱۰۔توبہ۱۱)

(ترجمہ)..... بیشک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں میں صلح کروادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پ۲۶۔حجرات۱۰)

(ترجمہ).....اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں۔ جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہیں اور ایمانداروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ پیدا ہونے دیں اے ہمارے رب بیشک تو رؤف اور رحیم ہے۔ (پ۲۸۔الحشر۱۰)

﴿اُخوت اور فرامینِ رسول ﷺ﴾

قیامت کی سختی میں آسانی :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے دشمن کے سپرد کرے۔ جو شخص مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت برآری فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے سختی دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں سے ایک سختی دُور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ کریم قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری)

تمام مومن مثل مکان ہیں:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی کے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن دوسرے مومن کیلئے مکان کی مثل ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے (یہ بیان فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال دیں۔ (مسلم)

Marfat.com

مومن بننے کی شرط:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (مسلم)

مُسلمان باھم بھائی بھائی :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس کی خیانت کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے، نہ اسے رسوا کرے۔ ہر مسلمان کی عزت، مال اور خون دوسرے پر حرام ہیں۔ تقوٰی یہاں ہے (دل کی اِشارہ فرمایا) کسی آدمی کیلئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ (ترمذی)

کامل مسلمان کون ھے؟ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو ترک کردے جن کو اللہ تعالٰی نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

سفارش سے ثواب:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں جب کوئی سوالی یا حاجت مند آتا تو فرماتے تم سفارش کرو تاکہ تمہیں ثواب ملے اور اللہ تعالٰی اپنے رسول ﷺ کی زبان سے جو چاہتا ہے فیصلہ کرواتا ہے۔ (بخاری)

مومن اور اُلفت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن اُلفت کرنے والا ہے۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں جو الفت نہ کرے اور نہ اس سے اُلفت کی جائے۔ (احمد)

اللہ کے ذمہ کرم پر :۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جو مسلمان اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر ہے کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دُور رکھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے''۔ (شرح السنہ)

تین دن سے زیادہ ناراض نہ ھو:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ دے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نیک کام کو حقیر نہ جانو اگر چہ وہ کسی مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

سب مسلمان ایک جسم کی مانند:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باہمی محبت، رحمت اور شفقت میں مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم بے خوابی اور بخار کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

راستے سے تکلیف کی چیز ہٹا دو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے راستے سے تکلیف اور ٹھوکر کی چیز ہٹا دیا کرو۔ (مسلم)

نیکی کا اعلیٰ درجہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو روزوں، صدقے اور نماز سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہے؟ سب نے عرض کیا ہاں فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جن دو شخصوں میں بگاڑ ہوا اور ان میں صلح کرا دینا۔ آپس میں فساد کرانے والا دین کو برباد کرنے والا ہے۔ (ابوداؤد)

باہم محبت والے اللہ کے سائے میں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت خدا تعالیٰ فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو باہم محبت رکھتے تھے اپنے جلال کی قسم انہیں میں آج اپنے سائے میں جگہ دوں گا اور آج میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

ظالم کی کیسے مدد کرو:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں، اگر ظالم

Marfat.com

ہے تو اس کی مدد کیسے کروں؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کروائے اور ان کے ملاپ کیلئے اپنی طرف سے نیک بات کو جوڑ کر کہے۔ (متفق علیہ)

بیع پر بیع نہ کرو:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان کو لازم ہے کہ بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے۔ (مشکوٰۃ)

بیمار پُرسی باعثِ جنت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی یا ملاقات کیلئے جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ''تو خوش اور مبارک ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے اور تو نے اپنا گھر جنت میں بنالیا ہے''۔ (ترمذی)

﴿رسُول خدا ﷺ کا بھائی چارہ قائم کرنا﴾

تاریخ کے کتابوں کے مطابق رسول خدا ﷺ نے دو مرتبہ مسلمانوں کا آپس میں بھائی چارہ قائم کروایا ایک ہجرت سے پہلے مکہ میں اور ہجرت کے بعد مدینہ میں۔ مکہ میں جو بھی شخص اسلام قبول کرتا کافر اس کو تکالیف دینے کے علاوہ اس کو معاشی اور معاشرتی طور پر تنہا کر دیتے۔ اس چیز کو کم کرنے کیلئے رسول خدا ﷺ نے مکہ میں بھائی چارہ قائم کیا جس سے انکا احساس تنہائی کم ہو گیا اور مسلمانوں میں آپس میں محبت بڑھ گئی۔ دُوسرا بھائی چارہ (مواخات) ہجرت کے بعد مدینہ میں قائم کروایا۔ مکہ سے جو قافلے ہجرت کرکے بے سروسامانی میں مدینہ میں پہنچے ان کی معاشی حالت بہت خراب تھی۔ انہوں نے اسلام کیلئے ایک تو وطن اور گھر بار چھوڑا دوسرا کاروبار اور ذریعہ معاش بھی گیا۔ انصار مدینہ سے مہاجرینِ مکہ کی کوئی جان پہچان بھی نہ تھی اور سوائے اسلام کے کوئی اور چیز مشترک نہ تھی۔ وطن اور اہل وعیال اور رشتہ داروں اور معاشی وسائل چھوڑنے کے سبب وہ بے آسرا اور تنہا تھے۔ رسول خدا ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصارِ مدینہ کا آپس میں بھائی چارہ قائم کروایا جس کے نتیجے میں انصار مدینہ نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنی آمدن میں شریک کیا، اپنی رہائش گاہوں میں انہیں ٹھہرایا، ان کی دیگر ضروریات کا خیال رکھا اور کھیتی باڑی سکھائی جس سے سب

Marfat.com

باہم شیر وشکر ہو گئے ۔اور ایک اخوت اور بھائی چارہ کا اعلیٰ نمونہ قائم ہو گیا۔اور رنگ، نسل، زبان، وطن، امیری اور غریبی کی تمام دیواریں گرا کر دینِ اسلام کو کلمہ کی بنیاد بنایا گیا۔ اور انہیں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مستحکم اور مضبوط کر دیا گیا۔جس سے ایک دوسرے کیلئے محبت اور اخوت کے ایسے جذبات پیدا ہو گئے کہ ایک انصاری صحابی نے اپنے مہاجر بھائی کیلئے اپنی دو بیویوں سے ایک کو نکاح میں لینے کی پیشکش بھی کر دی۔

﴿اعتدال و میانہ روی﴾

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اعتدال اور میانہ روی کو پسند فرمایا ہے۔اس کا مطلب ہے درمیانی راہ اختیار کرنا یعنی ہر کام کو متناسب اور متوازن طریقہ سے کرنا، نہ کمی نہ زیادتی۔ یہ بہت اچھا وصف ہے جس سے انسان کو سکون اور راحت میسر آتی ہے۔کارخانہ حیات کا نظام میانہ روی اور اعتدال پر ہی قائم ہے۔

﴿قرآنِ کریم اور اعتدال پسندی و میانہ روی﴾

(ترجمہ)..... اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کشادہ کر لے کہ انجام یہ ہو جائے کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ (پ۱۵۔بنی اسرائیل ۲۹)

(اس آیات مبارکہ میں ہاتھ باندھنے کو بخل اور کشادہ ہاتھ کو فضول خرچی سے تعبیر کیا گیا ہے)

(ترجمہ)..... کہہ دو کہ تم (خدا کو) (اللہ کے نام سے) یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب ہی نام اچھے ہیں اور نماز بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو۔

(پ۱۵۔بنی اسرائیل ۱۱۰)

Marfat.com

(ترجمہ).....اور جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کی راہ کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔ (پ۱۹۔فرقان ۶۷)

(ترجمہ).....اپنی چال میں اعتدال کیئے رہنا بولتے وقت آواز نیچی رکھنا کیوں کہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ) سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔ (پ۲۱۔لقمان ۱۹)

﴿میانہ روی بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

نماز میں میانہ روی :۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتا تھا آپ ﷺ کی نماز درمیانہ ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا۔ (مسلم)

نبوت کا پچیسواں حصہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا نیک سیرت، خوش خلقی اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔

عبادت حسبِ طاقت :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے (اس وقت) میرے پاس ایک عورت تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ عورت کون ہے؟ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کا چرچا رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رُک جاؤ حسبِ طاقت عبادت کرو۔ اللہ کی قسم اللہ نہیں تھکتا لیکن تم تھک جاؤ گے۔ اور نبی کریم ﷺ کو وہ عبادت سب سے زیادہ پسند تھی جسے کرنے والا ہمیشہ کرے۔ (بخاری)

طاقت کے مطابق عمل:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اتنا ہی عمل کرو جتنی تم میں طاقت ہے کیوں کہ اللہ کریم تنگ نہیں ہوتا یہاں تک کہ تم تنگ ہو جاؤ۔ (متفق علیہ)

اللہ کی رحمت باعثِ نجات:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تم میں سے کسی کا عمل نجات نہیں دلائے گا۔ صحابہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو بھی؟ فرمایا مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ لہٰذا سیدھی راہ اختیار کرو،

Marfat.com

میانہ روی اختیار کر کے صبح شام اور رات کے آخری حصہ میں کچھ کرتے رہو یہاں تک کہ منزل مقصود تک جا پہنچو۔ (بخاری)

خرچ میں میانہ روی :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ضرورت سے زیادہ مال کو خرچ کرنا تیرے حق میں بہتر ہے۔ اور تم اس کو خرچ نہ کرو گے تو یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہے اور حدِ اعتدال تک خرچ کرنے میں تجھ کو بُرا نہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

اعتدال، اعتدال، اعتدال :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو اعتدال اختیار کرو۔ اعتدال اختیار کرو۔ اللہ کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود مشقت میں نہ پڑو۔ (کنز العمال)

بصیرت دین :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ کسی شخص کو دین میں بصیرت زیادہ نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اس کے اعمال میں اعتدال اور میانہ روی آجائے۔ (مشکوۃ)

نصف معیشت :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے، لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا نصف علم ہے۔ (بیہقی)

نبوت کا حصہ:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِطمینان، خوش خلقی اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (ترمذی)

دین میں سختی نہیں :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے کہ دین آسان ہے اور جو شخص سختی (کی راہ) اختیار کرتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے۔ پس سیدھی راہ چلو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو، صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے ذریعے) مدد مانگو۔ (بخاری)

بہترین عمل :۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی کہی ہوئی بات یوں بیان فرمائی کہ بہترین کام وہ ہے جو اعتدال کے ساتھ کیا جائے۔

Marfat.com

﴿اِستقامت﴾

راہِ حق پر چلتے ہوئے ثابت قدمی رکھنا اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا استقامت کہلاتا ہے۔ اللہ کریم نے جگہ جگہ استقامت کا ذِکر فرمایا ہے۔ان میں سے چند ایک آیات کریمہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(ترجمہ)..... پس اے نبی (ﷺ) قائم رہیں جیسا کہ آپ (ﷺ) کو حکم دیا گیا ہے۔اور جنہوں نے آپ (ﷺ) کی طرف رجوع کیا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بیشک تم جو کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ (پ۱۲۔ہود۱۱۲)

(ترجمہ)..... اے محبوب (ﷺ) اسی دین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہنا اور جیسے تم کو حکم ہوا ہے اسی پر قائم رہنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ (پ۲۵۔شوریٰ۱۵)

(ترجمہ)..... جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو کچھ خوف نہ ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (پ۲۶)

(ترجمہ)..... بیشک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے تو ان پر فرشتے اترے ہیں۔نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (پ۲۴۔حم سجدہ۳۰)

﴿اِستقامت بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

نیکی کی توفیق:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کریم جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اُسے کام پر لگا دیتا ہے۔عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کس کام پر فرمایا مرنے سے پہلے اسے نیک کاموں کی توفیق دے دیتا ہے۔

ایمان پر قائم رہنا:۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور سے نہ پوچھوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہو ''میں اللہ پر ایمان لایا'' پھر اس پر قائم رہو۔ (مسلم)

Marfat.com

استقامت ضروری ھے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے قدم تر نہ ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ فرمایا اسی طرح دنیا دار گناہوں سے نہیں بچ سکتا یعنی جب تک کہ استقامت پیدا نہ کرے۔ (بیہقی)

عمل شروع کرکے چھوڑنا:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے قیام کرنا چھوڑ دیا۔ (بخاری)

عمل کو پورا رکھنا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جب بیماری یا کسی اور اہم وجہ سے آپ ﷺ کی رات کی نماز رہ جاتی تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔ (مسلم)

اللہ کی پسند:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کریم کو اعمال سے زیادہ محبوب ان پر مداومت (استقامت) ہے اگرچہ اعمال کم ہی کیوں نہ ہوں۔ (بخاری)

عمل تھوڑا مگر مُسلسل:۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا کہ اعمال کی جہاں تک ہو پابندی کرو۔ (ابن ماجہ)

عمل پر ھمیشگی:۔ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا عمل کیسا تھا؟۔ کیا کوئی کام کسی دن کے ساتھ مخصوص تھا؟ فرمایا آپ ﷺ کے ہر عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور جو کچھ آپ ﷺ کرتے تھے وہ تم میں سے کون کر سکتا ہے؟۔ (بخاری)

تلقین استقامت:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال میں استقامت حاصل کرو حالانکہ تم میں اس کی صلاحیت نہ ہوگی اور جان لو کہ تمہارے بہترین اعمال میں سے نماز ہے۔ مومن کے سوا کوئی وضو کی حفاظت نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ)

کام میں مداومت:۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ کا محبوب عمل کون سا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا ہر کام میں مداومت کرنا۔ میں نے کہا کس وقت آپ ﷺ نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس وقت نماز کیلئے کھڑے ہوتے جب صبح مرغ بانگ دیتا۔ (مسلم شریف)

اِستقامت کی دُعا:۔ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ پڑھتے تھے'' (ترجمہ) میں دینی اُمور اور نیک ارادوں میں استقامت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے شکر نعمت اور آداب بندگی ادا کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں میں تجھ سے قلب سلیم اور زبان صادق کا طلبگار ہوں۔ خداوند میں تجھ سے ان گناہوں سے مغفرت کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں''۔ (نسائی۔احمد)

﴿رسولِ خُدا ﷺ کی اِستقامت﴾

اعلان نبوت کے ساتھ ہی کفار مکہ نے ایسے ایسے ظلم آپ ﷺ پر کیے جو نا قابلِ بیان ہیں۔ تکلیفیں دیں، بائیکاٹ تک کیا لیکن آپ ﷺ کے عزم واستقلال اور استقامت میں ذرا بھی کمی نہ آئی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے غم خوار چچا ابو طالب کے پاس سردارانِ مکہ اکٹھے ہو کر آئے اور آپ ﷺ کی شکائتیں کیں۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ سے کہا میرے بھتیجے تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر ایسا ایسا کہا ہے۔ لہٰذا تم مجھ پر اور اپنے آپ پر رحم کھاؤ۔ اور مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو جس کی برداشت کی نہ مجھ میں طاقت ہو اور نہ تم میں۔ لہٰذا قوم کو جو تمہاری باتیں بُری لگتیں ہیں اس سے رک جاؤ۔ رسول خدا ﷺ نے یہ گمان فرمایا کہ آپ ﷺ کے بارے ان کے چچا کی رائے تبدیل ہوگئی اور وہ رُسوا کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کی امداد سے کمزور پڑ گئے ہیں اور وہ آپ ﷺ کو قوم کے سپرد کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تو میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا۔ جب تک اللہ کریم غلبہ نہ دے دے یا میں اس کی طلب میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ ﷺ رو دیئے اور جب پیٹھ پھیر کر چلے تو ابو طالب نے آپ ﷺ کی استقامت اور دینی تاثر دیکھ

Marfat.com

کر کہا اے بھتیجے میری سنو۔ آپ ﷺ متوجہ ہوئے تو ابو طالب نے کہا جاؤ تم اپنا کام کرو جو تمہیں پسند ہو کرو خدا کی قسم میں تم کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

صحابہ کرام کی اِستقامت

استقامت کی تاکید:۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی مصیبت کا حال ذکر کیا اور درخواست کی کہ ہمارے لئے دُعا کیجئے۔ چونکہ یہ بھی ایک قسم کی بے تابی کا اظہار تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایسا مرد بھی ہوا ہے جسکو زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا اور آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے مگر یہ اس کو دین حق سے رُوگردانی نہیں کرنے دیتا تھا۔ اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کا گوشت ہڈیوں سے نوچ کر تار تار کر دیا جاتا تھا۔ مگر یہ تکلیف بھی اس کو دین سے نہ ہٹا سکتی تھی۔ (بخاری)

دہکتے کوئلوں نے چربی پگھلا دی :۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا جب زرہ دھوپ کی گرمی سے گرم ہو جاتی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی۔ بعض اوقات تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیا جاتا۔ ایک دفعہ زمین پر کوئلے جلا کر ان کو اوپر الٹا دیا گیا اور ایک شخص نے ان کی چھاتی پر پاؤں رکھے کہ کروٹ نہ لینے پائیں یہاں تک کہ کوئلے ٹھنڈے ہو گئے۔ آپ ایک عورت کے غلام تھے اس کو خبر ملی کہ یہ حضور ﷺ سے ملتے ہیں تو اس کی سزا میں لوہے کو گرم کر کے ان کے سر کو داغ دیتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر ان کی وہ کمر دیکھی جس کو آگ کے کوئلوں پر ڈال کر گھسیٹا گیا تھا اور کوئلے چربی اور خون بہنے سے بجھ گئے تھے۔ ان حالات کے باوجود حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی فتوحات اور ترقی کے دور میں رویا کرتے تھے اور کہتے خدانخواستہ ہماری تکلیف کا بدلہ کہیں دُنیا میں تو نہیں مل گیا۔

Marfat.com

راہِ وفا کا شہید:۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جوایک جماعت کیساتھ دعوت اسلام کیلئے گئے تھے کو قیدی بنالیا گیا۔ان پر ظلم کی انتہا کردی گئی آپ کو بیڑیاں ڈال کر رکھا گیا تھا۔ایک مجمع میں ان کو سرعام پھانسی پر لٹکایا گیا۔اس دوران ایک پتھر دل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) پھنس جائیں گے اور میں چھوٹ جاؤں گا۔آپ نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا اللہ خوب جانتا ہے میں تو پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے بدلے نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔پھر ان سے کہا تم اسلام چھوڑ دو تمہیں آزاد کردیا جائیگا۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر دُنیا کی تمام سلطنت بھی میرے سامنے پیش کردی جائے تب بھی اسلام نہیں چھوڑ سکتا۔مشرکین نیزوں سے زخم لگاتے جاتے اور اس قسم کے سوال وجواب کرتے جاتے۔آخر عقبہ بن حارث نے گلے میں پھندا ڈالا اور شہید کردیا۔رسول خدا ﷺ کو بذریعہ وحی اس موقع کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کی لاش کا پتہ لگانے کیلئے حضرت عمر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا انہوں نے رات کے وقت ڈرتے ڈرتے اس درخت پر چڑھ کر پھانسی والی رسی کاٹی تو ان کا جسد اطہر زمین پر گرا جب زمین پر اتر کر دیکھا تو لاش مبارک وہاں سے غیب تھی۔فرشتوں نے اٹھا کر اسے اس مقام پر پہنچا دیا جہاں شہیدانِ راہِ وفا کی روحیں رہتی ہیں۔عمرو بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لاش گم ہونے پر بڑی حیرت ہوئی۔

ایمان پر اِستقامت:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے استقامتِ ایمان کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو رومی کافروں نے قیدی بنا کر اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا۔بادشاہ نے کہا تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں سلطنت میں شریک کروں گا اور تمہیں اپنا داماد بنالوں گا۔آپ نے کہا اگر تم ساری کی ساری بادشاہی بھی دے دو تو بھی میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اپنے دین محمدی ﷺ سے ذرا بھی نہیں پھروں گا۔بادشاہ نے کہا میں تجھے قتل کردوں گا۔تو انہوں نے کہا تجھے اختیار ہے۔چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو صلیب پر چڑھا دیا جائے۔کچھ تیر اندازوں نے بادشاہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کو چھیدنا شروع کردیا اور بار بار کہا جاتا نصرانی بن جاؤ۔آپ پوری استقامت اور صبر واستقلال سے فرماتے جاتے ہرگز نہیں ہرگز

Marfat.com

نہیں۔آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سولی نہ چڑھاؤ بلکہ پیتل کی بنی ہوئی دیگ خوب اچھی طرح تپا کر لائی جائے۔ دیگ لائی گئی تو ایک اور مسلمان قیدی کو منگوا کر اس دیگ میں ڈال دیا۔ وہ مسکین صحابی اسی وقت کوئلہ بن گیا۔ گوشت پوست جل گیا صرف ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ پھر بادشاہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھو اب بھی بات مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو ورنہ اسی آگ میں تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائیگا۔ آپ نے پھر اپنے جوشِ ایمان سے کام لے کر فرمایا کہ میں اپنے دینِ اسلام کو نہیں چھوڑوں گا۔ بادشاہ نے اُسے چرخی پر چڑھا کر اس دیگ میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔ جب وہ دیگ میں ڈالے جانے لگے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بادشاہ نے آنسوؤں کی روانی دیکھ کر کارندوں کو روک دیا اور حضرت عبداللہ [illegible] کو پاس بلوالیا کیوں کہ وہ سمجھا تھا کہ شاید یہ خوف زدہ ہو گئے ہیں اور میری بات مان لیں گے۔ جب بادشاہ نے پھر مطالبہ کیا کہ میرے مذہب کو قبول کر کے میرے سلطنت میں شامل ہو جا اور میرا داماد بن جا تو انہوں نے کہا بادشاہ تو غلط سمجھا ہے کہ میں ڈر کر رویا ہوں۔ میں تو صرف اس لئے رویا تھا کہ آہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہِ خدا میں قربان کر رہا ہوں کاش میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہو اور میں تمام جانیں ایک ایک کر کے اللہ کی راہ میں اس طرح قربان کروں۔ ایک روائت میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ کو قید خانہ میں کئی دن بھوکا پیاسا رکھ کر شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے شدید بھوک و پیاس میں بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ بادشاہ نے نہ کھانے کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لیے مباح ہو گیا ہے لیکن تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونیکا موقع دینا نہیں چاہتا۔ اب بادشاہ نے کہا تُو میرے سر کا بوسہ لے لے تو میں تمہیں اور تیرے تمام مسلمان ساتھیوں کو رہا کر دونگا۔ چنانچہ آپ نے ساتھیوں کی جان بخشی کے سبب اسے قبول کرلیا اور بادشاہ کے سر کا بوسہ لے لیا۔ بادشاہ نے وعدہ کے مطابق سب کو چھوڑ دیا۔ یہ رہا ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں۔ (ابن کثیر)

کمالِ استقامت :۔ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ استقامت کا پہاڑ تھے۔ ان کو رسول کریم ﷺ

Marfat.com

نے مسیلمہ کذاب (جس نے نبوت کا جھوٹا وعدہ کیا تھا) کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم محمد ﷺ کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ ہمارے سچے رسول ﷺ ہیں۔ مسیلمہ نے پوچھا میرے متعلق تمہارا کیا حال خیال ہے؟ یعنی میں بھی رسول ہوں تم میری رسالت کی گواہی بھی دو۔ انہوں نے کہا میں بہرا ہوں۔ تمہاری بات میرے کانوں تک نہیں پہنچتی۔ مسیلمہ نے خفا ہو کر جلادوں کو حکم دیا کہ اس کا ایک ایک جوڑ کاٹتے جاؤ اور میری رسالت کا اقرار کرواؤ۔ اگر گواہی دے تو چھوڑ دو اگر محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دے تو اس کو بوٹیاں کر دو۔ چنانچہ وہ اپنی بات کہتے رہے اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کلمہ شہادت پڑھتے رہے آخر ان کے جسم کے 360 ٹکڑے کر دیئے گئے لیکن رسالت کی گواہی پر آخر دم تک اِستقامت اور استقلال سے کام لیا۔

﴿توکّل﴾

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کو توکل کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ انسان اپنی کوشش کرے اور ہر کام اللہ کر سپرد کر دے۔ اس کے بدلے جو اللہ کی طرف سے ہو جائے اُس پر راضی رہے۔ توکّل وہ خوبی اور وصف ہے جس کی بنا پر بندہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی نہیں گھبراتا اور آخر کار اللہ اُسے کامیابی دے دیتا ہے۔ جو شخص اللہ پر مکمل بھروسہ کر لیتا ہے تو اس کی کفائت کرنے لگتا ہے۔ توکل کی راہ بظاہر تو مشکل ہے مگر اللہ کے جن بندوں نے توکل اپنایا اللہ نے اسے ہر نعمت سے نوازا۔ توکل سے دِل کی بے اطمینانی ختم ہو جاتی ہے۔

﴿توکل اور فرامینِ اِلٰہی﴾

(ترجمہ)..... پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں اور کہنا نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔ (پ۱۱۔ تو۔ ۱۲۹)

Marfat.com

(ترجمہ).....اوراس زندہ رب پر بھروسہ کرو جسے موت نہیں اوراس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرواوروہ اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونے کیلئے کافی ہے۔(پ۱۹۔فرقان)

(ترجمہ).....جولوگ صبر کرتے اوراپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے ،خداہی ان کورزق دیتا ہےاوران کوبھی اوروہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔
(پ۲۱۔عنکبوت۵۹)

(ترجمہ).....اوراس کوایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہواور جوخدا پر بھروسہ کرے گا تووہ اس کوکفائت کرے گا۔خدااپنے کام کو(جووہ کانا چاہتا ہے)پورا کردیتا ہے۔خدانے ہر چیز کا اندازہ کررکھا ہے۔(پ۲۹۔طلاق۳)

﴿توکل اور احادیثِ مُبارکہ﴾

پرندوں کی روزی:۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوارشاد فرماتے ہوئے سنا۔اگرتم اللہ تعالیٰ پراسی طرح بھروسہ کروجیسے بھروسہ کرنے کا حق ہےتوتمہیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے گی کہ صبح کوبھوکے نکلتے ہیں اورشام کوسیر ہوکرواپس آتے ہیں۔(ابن ماجہ)

بغیر حساب کے جنت:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزارافراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔وہ نہ جاہلانہ جھاڑ پھونک کرتے ہوں گے نہ شگون لیتے ہوں گے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔(متفق علیہ)

نفع ونقصان اللہ کے ہاتھ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کے حقوق کی حفاظت کروہ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے گااورتم اسے سامنے پاؤ گے۔اور جب کچھ مانگنا ہوتو اللہ سے مانگواور جب مدد درکار ہوتو اللہ سے مدد لواور جان لو کہ اگرتمام امت اسی بات پرتل جائے کہ تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانا چاہیں

Marfat.com

تونہیں پہنچا سکیں گے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔قلم اُٹھا لئے گئے اور رجسٹر خشک ہو چکے۔(احمد۔ترمذی)

روزی کا سبب:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں دو بھائی تھے ایک ان میں سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور دوسرا دستکاری کرتا۔دستکاری کرنے والے نے نبی کریم ﷺ سے شکائت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا شائد تمہیں اسی کے سبب روزی دی جائے گی۔(ترمذی)

توکل کا طریقہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ بارگاہ رسالت میں ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اونٹنی کو باندھوں اور اللہ پر توکل کروں یا اسے چھوڑ دوں اور توکل کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔(ترمذی)

خوش نصیبی :۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کی خوش نصیبی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ اس کیلئے فیصلہ کرے اس سے راضی ہو اور اس پر قناعت کرے۔اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے خیر اور بھلائی کی دُعا نہ کرے اور آدمی کی بدنصیبی یہ ہے اللہ کے حکم اور فیصلہ پر ناراض ہو۔(ترمذی)

توکل باعثِ سکون:۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا دل ہر وادی میں بھٹکتا رہتا ہے۔کوئی شخص اپنے دل کو وادیوں میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دے گا تو اللہ کو پرواہ نہ ہوگی کہ اسے کون سی وادی تباہ کرتی ہے۔اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اس کو ان وادیوں اور راستوں میں بھٹکنے سے بچا لے گا۔(ابن ماجہ)

رزق کا اِنسان کو تلاش کرنا :۔ حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے موت اس کو تلاش کرتی ہے۔(ابونعیم)

خدا ایسے بھی دیتا ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کے پاس گیا جب ان کی احتیاج دیکھی تو لوگوں کی طرف باہر نکل گیا۔جب اس کی بیوی نے یہ بات دیکھی تو وہ اُٹھی، چکی رکھی اور تنور کو گرم کیا اور کہا اے اللہ ہمیں رزق دے۔اس نے دیکھا کہ چکی کا

Marfat.com

احاطہ آٹے سے بھرا ہوا ہے اور تنور کی طرف گئی تو وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ خاوند واپس آیا تو کہا کہ میرے بعد تمہیں کوئی چیز ملی ہے؟ عورت نے کہا ہاں ہمارے رب کی طرف سے۔ وہ چکی کی طرف گیا اور نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے نہ اُٹھاتے وہ قیامت تک گھومتی رہتی۔ (مسند امام احمد)

دل کی شاخ:۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے دل کی ہر جنگل میں ایک شاخ ہے جو اپنے دل کی شاخ کے پیچھے چلا تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کسی بھی جنگل میں ہلاک ہو جائے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو تمام شاخوں کی طرف سے کفائت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کفائت والا عمل:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس آیت کو بخوبی جانتا ہوں جس پر لوگ عمل کریں تو وہ انہیں کفائت کرے وہ یہ ہے ''اور جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو''۔ (ابن ماجہ)

﴿رسول اللہ ﷺ کا توکل﴾

کوڑھی کے ساتھ کھانا:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ ایک پیالے میں ڈالتے ہوئے فرمایا اللہ پر اعتماد رکھتے ہوئے کھاؤ۔ (ابن ماجہ)

قتل کرنے آیا مسلمان بن کر گیا:۔ صفوان بن اُمیّہ نے جنگ بدر کے بعد عمیر بن زھب کو انعام کے وعدہ پر رسول اللہ ﷺ کے قتل کیلئے مدینہ بھیجا۔ اس نے اپنی تلوار کو زہر میں بجھا کر مدینہ کی راہ لی لیکن وہاں پہنچتے ہی صحابہ نے اس کے ارادے کو بھانپ لیا اور پکڑ کر رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے پاس بٹھا کر اس کا راز اس پر ظاہر کر دیا۔ وہ سناٹے میں آ گیا لیکن آپ ﷺ نے اسے کچھ نہ کہا۔ متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کیا اور مکہ جا کر اسلام کی دعوت پھیلانے لگا۔

غار ثور میں توکل:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

Marfat.com

جب ہم غارِ ثور میں تھے تو میں نے مشرکوں کے قدموں کو دیکھا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر ان میں سے کوئی ہمارے قدموں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر صدیق ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہو۔ (بخاری)

خُدا پر بھروسہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے راہ میں ایک میدان آیا۔ دھوپ تیز تھی لوگوں نے درختوں کے نیچے بستر لگا دیئے آپ ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہو گئے۔ اور اپنی تلوار درخت کی شاخ سے لٹکا دی۔ کفار موقع کے منتظر تھے۔ لوگوں کو غافل دیکھ کر ایک طرف سے ایک بدو نے آ کر بے خبری میں تلوار اتار لی۔ آپ ﷺ اچانک بیدار ہوئے تو دیکھا ایک شخص سرہانے کھڑا ہے اور ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے آپ ﷺ کو بیدار دیکھ کر بولا کیوں محمد ﷺ اب بتاؤ تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ'' یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ اتنے میں صحابہ آ گئے آپ ﷺ نے ان سے واقعہ دہرایا اور بدو سے کسی قسم کا تعرض نہ فرمایا۔ (بخاری)

عدل و انصاف

حق دار کو اس کا پورا پورا حق دینا عدل و انصاف کہلاتا ہے۔ عدل یہ ہے کہ جو کام ہم کریں وہ سچائی کے پلڑوں میں یکساں ہو۔ توازن اور تناسب قائم رکھنا عدل ہے۔ افراط و تفریط سے بچنا اور مساوات قائم رکھنا عدل ہے۔ عدل کرتے ہوئے غریب اور امیر کمزور اور طاقتور حتیٰ کہ حاکم اور محکوم کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیے۔ عدل معاشرے سے ظلم کا خاتمہ کرتا ہے۔ عدل و انصاف اگر معاشرہ میں نہ رہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ اسلام کی آمد سے پہلے معاشرہ اسی لیے بگڑا ہوا تھا کہ لوگ عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے تھے۔ عدل اس کے ہاتھ میں تھا جس کے بازو میں زور تھا۔ رسول خدا ﷺ نے آ کر عدل و انصاف قائم کیا تو کمزوروں کو پورا حق ملنے لگا۔ ان کو بھی زبان مل گئی جو طاقتور کے سامنے زبان نہ کھول سکتے تھے۔ اور ایسا

Marfat.com

معاشرہ بن گیا کہ حاکم ومحکوم عدالت کے کٹہرے میں برابر نظر آنے لگے۔اور پھر جیسے جیسے رسول اکرم ﷺ کا دور مبارک دُور ہوتا گیا عدل وانصاف کا حصول مشکل ہوتا گیا۔آج کل کا دور سب کے سامنے ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔

﴿عدل و انصاف کے بارے فرامینِ اِلٰھی﴾

(i) ..... بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو اللہ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔(پ۵۔النسآء ۵۸)

(ii) ..... اے ایمان والو تم انصاف کی حمایت میں اللہ کیلئے گواہ بن جاؤ اگر چہ تمہارا اس میں نقصان ہی ہو یا ماں باپ اور رشتہ دار اور عزیزوں کا۔اگر وہ دولتمند یا محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے۔لہٰذا تم عدل وانصاف کرنے میں خواہشاتِ نفسانی کی پیروی نہ کرو۔اگر تم زبان موڑو گے یا کچھ بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے۔(پ۵۔النسآء ۱۳۵)

(iii) ..... اے ایمان والو تم للّٰہیت کیساتھ حق پر قائم ہو جاؤ۔انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے۔یہی انصاف اور پرہیز گاری ہے۔اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تمہارے اعمال سے وقف ہے۔(پ۶۔مائدہ ۱۸)

(iv) ..... بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور رشتہ داروں کی مدد کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔تمہیں نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔(پ۱۴۔نحل)

Marfat.com

﴿عدل کے بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

اِنصاف کرنے والوں کا اَجر:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک انصاف کرنے والے اللہ رحمٰن کے دائیں جانب نور کے ممبروں پر ہوں گے جبکہ اس کے دونوں وست قدرت ہی دائیں ہیں۔ جو اپنے احکام میں انصاف کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں میں جن کے وہ حاکم ہوں۔ (مسلم)

اِنصاف اور حُکمرانی:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک قیامت کے روز مرتبے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سے انصاف اور نرمی کرنے والا حکمران افضل ہوگا اور قیامت کے روز مرتبے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا آدمی ظلم اور سختی کرنے والا حکمران ہوگا۔ (بیہقی)

عدل سے جنت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس نے مسلمانوں کی قضا کا عہدہ طلب کیا یہاں تک کہ اسے پالیا پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب رہا اس کیلئے جنت ہے اور جس کا ظلم اُس کا عدل پر غالب ہوا تو اُس کیلئے جہنم ہے۔ (ابوداؤد)

﴿عدلِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

حضور ﷺ کی پوری زندگی عدل وانصاف کا نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے تمام انسانوں سے بڑھ کر عدل وانصاف کیا۔ آپ ﷺ نے انصاف کرتے ہوئے غریب ،امیر، رشتہ داروں یا غیروں، کمزوروں یا طاقتوروں میں پورا عدل وانصاف کیا۔ کسی سے کوئی رعائت نہیں کی اور نہ ہی کسی کی سفارش مانی۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی آپ ﷺ سے فیصلہ کروانے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ گویا آپ ﷺ کا عدل بے مثل تھا۔ آپ ﷺ جیسا عادل نہ کوئی ہوا، نہ ہوگا۔ آپ ﷺ کے عدل وانصاف کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

Marfat.com

عدل میں مُساوات:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کو مخزومی قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت کے واقعہ نے سخت فکر میں ڈالا جس نے چوری کی تھی۔ وہ کہنے لگے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کون گفتگو کرے؟۔ پھر کہا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں وہی جرأت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے (جلال میں آ کر) فرمایا تو اللہ کی حدوں میں سفارش کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کر دیا کہ جب کوئی معزز چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے، جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حجرِ اسود کی تنصیب:۔ رسول خدا ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے اہل مکہ نے خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کا فیصلہ کیا۔ جب تعمیر مکمل ہوگئی تو حجرِ اَسود کو اس کے مقام پر رکھنے کا موقع آیا تو تعمیر کعبہ میں حصہ لینے والے قبائل میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ بابرکت پتھر کی تنصیب خود کرے چنانچہ وہ آپس میں جھگڑنے لگے۔ قریب تھا کہ ان قبائل کی آپس میں قتل و غارت شروع ہو جاتی۔ آخر کچھ بزرگ لوگوں نے سمجھا کر اس بات پر راضی کیا کہ کسی کو سرپنچ بنا لیں جو وہ فیصلہ کرے وہ سب کیلئے قابل قبول ہوگا۔ کئی ایک تجویزوں پر غور کے بعد فیصلہ ہوا کہ جو شخص صبح کو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا وہ سرپنچ بنے گا۔ دوسری صبح سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہونے والے حضرت محمد ﷺ تھے انہیں دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے محمد ﷺ آ گیا، صادق آ گیا، امین آ گیا۔

سب نے بلا تامل آپ ﷺ کو سرپنچ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا میں جو فیصلہ کروں گا کیا تم سب کو منظور ہوگا۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا دی۔ حجرِ اسود کو مبارک ہاتھوں سے اٹھا کر چادر پر رکھا اور لوگوں سے کہا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی آگے آئے اور چادر کو پکڑے۔ سب نے مل کر چادر کو اٹھا لیا تو آپ ﷺ نے اپنے پیارے اور مبارک ہاتھوں سے حجرِ اسود کو اٹھایا اور دیوار میں لگا دیا۔ اس فیصلے سے سب خوش ہو گئے اور آپ ﷺ نے

Marfat.com

ایک قطرہ خون گرائے بغیر لوگوں کو بہت بڑی قتل وغارت سے بچالیا۔

عدل کا حق ادا کر دیا:۔ رسولِ اکرم ﷺ غزوہ بدر کی صف آرائی کر رہے تھے اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ کسی کو اشارہ کرتے آگے ہو جاؤ کسی کو کہتے پیچھے ہو جاؤ۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ جو صف سے آگے نکلے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اس لکڑی سے اس صحابی کے پیٹ کو ٹہوکا دیا اور فرمایا اے سواد رضی اللہ عنہ برابر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے ضرب شدید لگائی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حق وانصاف کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ مجھے قصاص دیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا شکمِ اطہر ننگا کر دیا اور کہا قصاص لے لو۔ اس پر وہ آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسا دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے سواد رضی اللہ عنہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ موت حاضر ہے میں نے چاہا آخری عمر میں میرا بدن آپ ﷺ کے بدنِ اطہر سے مس ہو جائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ کیلئے دُعائے خیر فرمائی۔

قصاص کی پیشکش:۔ ایک روز رسولِ اکرم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور آپ ﷺ پر جھک گیا۔ حضور ﷺ نے کھجور کی ایک خشک شاخ سے اسے ٹہوکا دیا جس سے اس کے منہ پر خراش آئی۔ حضور ﷺ نے فوراً فرمایا تم مجھ سے قصاص لے لو۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے معاف کر دیا۔

اِنصاف بھی اور رحم بھی:۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی عدالت میں ایک یتیم نے ایک شخص پر ایک نخلستان کے متعلق دعوٰی پیش کیا مگر وہ دعویٰ ثابت نہ کر سکا۔ حضور ﷺ نے وہ نخلستان یتیم مدعی کی بجائے مدعا علیہ کو دِلا دیا۔ اس پر وہ یتیم رو پڑا۔ نبی کریم ﷺ کو اس پر رحم آ گیا اور آپ ﷺ نے اس شخص کو کہا تم یہ نخلستان اس یتیم کو دے دو اللہ تمہیں اس کے بدلے جنت دے گا۔ لیکن وہ شخص اس ایثار پر راضی نہ ہوا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اس وقت وہاں حاضر تھے انہوں نے اس شخص سے کہا تم اپنا یہ نخلستان میرے فلاں باغ سے بدلتے ہو۔ وہ شخص آمادہ ہو گیا چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسی نخلستان کے عوض اپنا باغ اس

Marfat.com

یہودی کے حوالے کیا اور نخلستان اپنی طرف سے اس یتیم کو تحفہ کر دیا۔

ایک یادگار واقعہ:۔ ایک مرتبہ ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بدکاری کے ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ۔ وہ دوسرے روز پھر آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ مجھے ماعز بن مالک کی طرح چھوڑنا چاہتے ہیں جبکہ میں حاملہ ہو چکی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا واپس چلی جاؤ۔ وہ چلی گئی، تیسرے دن پھر واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بچے کے پیدا ہونے تک انتظار کرو۔ جب عورت کو بچہ پیدا ہوا تو وہ اسے گود میں لئے ہوئے آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بچے کے دودھ پینے کی مدت تک انتظار کرو جب بچے کا دودھ چھوٹ جائے تب آنا۔ ایک روز وہ آئی تو بچہ اُس کے ساتھ تھا۔ اور روٹی کا ٹکڑا اُس بچے کے ہاتھ میں تھا۔ اُس عورت نے کہا میرا بچہ اب روٹی کھانے لگا ہے۔ میں نے اِس کا دودھ چھڑا دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے سپرد کر دیا اور اُس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ سنگساری کے دوران ایک پتھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مارا جو اس کے سر پر لگا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑے۔ انہوں نے اس کو برا بھلا کہا اس پر رسول خدا ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی زبان روکو خدا کی قسم اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی بڑا ظالم بھی کرتا تو وہ بھی بخش دیا جاتا چنانچہ اس عورت کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا گیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھانا:۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھانے پکانے میں اچھی تھیں۔ ایک روز حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں نے رسول اکرم ﷺ کیلئے کھانا پکایا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھانا پہلے تیار ہو گیا۔ رسول خدا ﷺ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی محنت کو یوں برباد جاتے دیکھ کر غصے میں آ گئیں اور ایسا ہاتھ مارا کہ پیالہ لونڈی کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ پیالے کے ٹکڑوں کو چننے لگے اور لونڈی سے فرمایا تمہاری ماں (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو غصہ آ گیا۔

Marfat.com

چند لمحوں بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس جرم کا کیا کفارہ ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا چنانچہ انہوں نے پیالے میں کھانا ڈال کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا۔

اپنے آپ کو پیش کر دینا:۔ مرض الموت میں نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا اگر میں نے کسی کی جان و مال یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میری جان و مال اور آبرو حاضر ہے۔ اسی دنیا میں مجھ سے بدلہ لے لے۔ سارے مجمع میں سناٹا تھا۔ صرف ایک شخص نے چند درہم کا دعویٰ کیا جو اسے دلوا دیئے گئے۔

﴿صِلہ رحمی﴾

اِخلاقِ حسنہ میں سے ایک اچھا وصف صلہ رحمی بھی ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا اور ان کا حق ادا کرنا۔ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کے بعد اہلِ قرابت یعنی رشتہ داروں کا حق ہے۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا اور احسان کرنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ ان کے ہر دکھ درد اور خوشی میں شریک ہونا، بیمار ہوں تو عیادت کرنا اور اگر غریب ہوں تو اُنکی مالی مدد کرنا صلہ رحمی میں شامل ہے۔ یاد رہے کہ دل میں ان کا احترام بھی ضروری ہے اور پھر ان سے نیکی کر کے احسان نہیں جتلانا چاہیے ورنہ صلہ رحمی نہ ہوگی۔ اہل تصوّف کے نزدیک اپنی ضرورت کو پسِ پشت ڈال کر ان کی ضرورت کو پورا کرنا صلہ رحمی ہے۔

﴿صِلہ رحمی کے مُتعلق ارشاداتِ باری تعالیٰ﴾

(i)..... (ترجمہ) اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور رشتہ داروں سے احسان کرو۔ (پ۵۔النساء۳۶)

(ii)..... (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ انصاف اور حسن سلوک اور قرابت داروں (رشتہ داروں) کو دینے کا حکم

Marfat.com

دیتا ہے۔ (پ۱۴۔نحل۹۰)

(iii)..... (ترجمہ) وہ لوگ جو تم میں کشائش والے ہیں وہ رشتہ داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھالیں۔

(پ۱۸۔نور۲۲)

(iv)..... (ترجمہ) اے نبی (ﷺ)! آپ (ﷺ) فرمادیجیے میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت سے پیش آؤ۔ (پ۲۵۔شوریٰ۲۳)

﴿صِلہ رحمی اور فرامینِ رسول ﷺ﴾

ٹوٹے تعلق کو جوڑنا:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ میں ہوں، رحمٰن میں ہوں، رحم کو میں نے پیدا کیا اسے اپنے نام سے مشتق کیا جو اسے جوڑے میں اسے جوڑوں گا اور جو اسے توڑے میں اسے توڑوں گا۔ (ابوداؤد)

صلہ رحمی کی برکت:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (مسلم)

صلہ رحمی کیا ہے؟:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ صلہ رحمی کرنیوالا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

صلہ رحمی کا پھل:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اپنے نسب سیکھو تا کہ اپنوں سے صلہ رحمی کرسکو۔ صلہ رحمی سے خاندان والوں سے محبت، مال میں کثرت اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔ (ترمذی)

رحم کا رحمٰن سے تعلق:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لفظ رحم کا خالق رحمٰن ہے۔ اسی لئے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ جو تجھے (رحم کو رحمٰن سے) جوڑے میں اُسے جوڑتا ہوں اور جو تجھے (رحم کو رحمٰن سے) توڑے میں اُسے توڑتا ہوں۔ (بخاری)

Marfat.com

توڑنے والے سے جوڑو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ میرے کچھ رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے جوڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔فرمایا اگر یہی بات ہے جو تم نے بیان کی ہے تو تم ان کا منہ بھوبھل (آگ کی راکھ) سے بھرتے ہو جب تک تم اس طریقہ پر رہو گے اللہ کریم تمہاری مدد کرتا رہے گا۔ (مسلم)

دوھرا صدقہ:۔ حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا رشتہ داروں کو دینا دُوہرا صدقہ ہے۔ایک صدقہ اور دُوسرا صلہ رحمی۔ (ترمذی)

حصُولِ جنت کا طریقہ :۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو جنت میں لے جائے۔لوگ کہنے لگے اسے کیا ہوا؟ اسے کیا ہوا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسے ایک ضرورت ہے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ (بخاری)

رسُول خدا ﷺ کی وصیت:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے چند اچھی چیزوں کی وصیت کی ہے۔وہ یہ ہیں کہ میں اپنے سے اوپر کو نہ دیکھوں، میں یتیموں سے محبت کروں اور ان کے قریب رہوں، میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں، اللہ کے معاملہ میں کسی سے نہ ڈروں، سچی بات اگرچہ تلخ ہو کہتا رہوں اور کثرت سے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** پڑھتا رہوں کہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔ (طبرانی)

حُکمِ رسول ﷺ :۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کر، محروم کرنے والے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں اس سے درگزر کر۔ (طبرانی)

بہترین عمل :۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کا دستِ اقدس تھام کر عرض کیا مجھے بہترین عمل بتایئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر دے۔ (مسند احمد)

قاطع رحم کی بخشش نہیں :۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام شعبان کی پندرھویں شب (شب قدر) کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گناہ گاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، متکبر، تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور شرابی کو نہیں بخشتا۔ (بیہقی)

کوئی عمل قبول نہیں :۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں مگر قطع رحم کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (احمد)

صلہ رحمی کے حُکم پر عمل :۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہم عرفہ کی شب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آج قطع رحمی کرنے والا ہم میں نہ بیٹھے وہ ہم سے اٹھ جائے تو مجلس کے ایک کونے سے ایک شخص اٹھ کر چل دیا اور تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا بات ہے تیرے سوا کوئی اور اس محفل سے نہیں اٹھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا ارشاد سنتے ہی اپنی خالہ کے پاس گیا جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہوا تھا۔ کہنے لگی خلاف عادت کیسے آنا ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کا فرمان سنایا تو میرے لیے اُس نے استغفار کیا اور میں نے اُس کے لئے استغفار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔ خبردار قطع رحمی کرنیوالی قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (بیہقی)

عذاب میں جلدی :۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ صلہ رحمی باقی تمام نیکیوں سے جلدی ثواب پانے کا باعث ہے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس پر دُنیا ہی میں اللہ کی طرف سے فوراً عذاب آئے سوائے اللہ سے بغاوت اور قطع رحمی کے نیز آخرت کا بوجھ تو ہے ہی۔ (تنبیہ الغافلین)

صلہ رحمی کا طریقہ :۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیوں کہ اس سے تمہیں دُنیاوی حیات اور آخرت کی بھلائی حاصل ہوگی۔ اور یہ تو کہا گیا ہے کہ جب تک تو پاؤں سے چل کر رشتہ داروں کے ہاں نہ جائے اور اپنے مال میں سے انہیں کچھ نہ دے تو گویا تو نے قطع رحمی کی۔ بعض صحیفوں میں اللہ کا فرمان ہے کہ اے ابن آدم اپنے مال سے صلہ رحمی کر اگر بخل یا مال کی کمی ہے تو پھر پاؤں سے چل کر ان کے پاس جا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا صلہ رحمی کر چاہے سلام سے کر۔ (تنبیہ الغافلین)

رسُولِ اکرم ﷺ کی صلہ رحمی :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ایک روز حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے چچا آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال ہیں اور قریش کو جو مصیبت ملی ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیے تا کہ ہم ان سے ان کے بال بچوں کو لے آئیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ان کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب قوم کا جیسا حال ہے تم دیکھ رہے ہو اور ہم جانتے ہیں کہ تم بھی انہیں میں سے ایک ہو۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم سے تمہارے بال بچوں کو اپنے پاس لے جائیں۔ یہ سن کر ابو طالب نے فرمایا میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو اور جو تم دونوں پسند کرو وہ کرو چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو۔ یہ دونوں انہی کے پاس رہے یہاں تک کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ (بزار)

﴿صحابہ کرام اور صِلہ رحمی﴾

حضرت عبداللہ کا عمل:۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صبح کے بعد ایک حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا جو لوگ رشتہ داری توڑے ہوئے ہیں میں اُن کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں۔ اس لیے کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اپنے رب سے دُعا کریں اور آسمان کے دروازے رشتہ داری توڑنے والوں پر بند کر دیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس غلام کو آزاد کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ غلام اپنے اس ماموں کو دے دے جو دیہات میں ہے۔ وہ اس کی پرورش کرے گا اور ایسا کرنے میں تیرے لیے اجر بھی زیادہ ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی :۔ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے دریافت کیے بغیر اپنی لونڈی کو آزاد کردیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا واقعی؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے خالہ زاد کو دے دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ ثواب ملتا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی:۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دین دار، پرہیز گار، سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم بھیجا تو انہوں نے یہ رقم اپنے عزیزوں میں تقسیم کردی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی صلہ رحمی :۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائیداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وراثتاً پائی تھی۔ اسے فروخت کر کے جو رقم وصول پائی اسے اپنے رشتہ داروں میں بانٹ دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ گئیں تو آپ کی والدہ جو کافرہ تھیں آپ کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرمانِ رسول ﷺ :۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

آزادکردہ غلام ابوایوب سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعرات کی شام کے بعد جمعہ کی رات میں تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں میں سے جو رشتہ داروں سے قطع تعلق کئے ہوئے ہیں اُنہیں میں قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں۔ یہ سن کر کوئی کھڑا نہ ہوا۔ یہاں تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ یہ سن کر ایک جوان اپنی پھوپھی کے پاس آیا۔ پھوپھی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ واقعہ سننے کے بعد اُنہوں نے کہا کہ ان کے پاس واپس جا اور اُن سے پوچھ یہ بات انہوں نے کس لیے کہی ہے؟۔ چنانچہ وہ جوان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دوبارہ استفسار کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں اور اس آدمی کا عمل قبول نہیں ہوتا جو رشتہ توڑے ہوئے ہوتا ہے۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی اخلاقِ حسنہ کا اہم جزو ہے۔ کشادہ دلی کے ساتھ کی گئی مہمان نوازی سے باہمی محبت اور ایک دوسرے کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے جو مسلم معاشرے میں اخلاق کا بہترین نمونہ ہے۔ اس سے نہ صرف انسان خوش ہوتا ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بھی خوش ہوتے ہیں۔ مہمان نوازی جذبہ ایثار کو بیدار کرتی ہے اور نفرت کو ہمدردی اور محبت میں بدل دیتی ہے۔ اللہ کریم اپنے دوست ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر قرآن کریم میں یوں بیان فرماتا ہے۔

مہمان نوازی اور قرآن

(ترجمہ)..... اے نبی ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر آپ ﷺ تک پہنچی ہے کہ جب مہمان ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا سلام۔ آپ نے جواب میں سلام کہا اور سوچا یہ اجنبی دکھائی

Marfat.com

دیتے ہیں پھر گھر جا کر ایک بچھڑا ذبح کروا کر اُسے بھون کر لے آئے اور دیکھا کہ وہ کھاتے نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خوف زدہ ہوئے۔ اس پر انہوں نے کہا خوف زدہ نہ ہو۔ انہوں نے آپ کو ایک حِلم والے فرزند کی خوش خبری دی۔ (پ ۲۷۔ ذاریات ۲۴)

﴿مہمان نوازی کی فضیلت﴾

مہمان نوازی کی مدت:۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن، ایک رات تو زیادہ سے زیادہ اُنکی خاطر کرے اور ویسے ضیافت تین دن تک کرے۔ اس کے بعد اگر مہمان تین دن سے زیادہ ٹھہرے تو جو کچھ اس کی میزبانی پر خرچ ہوگا وہ صدقہ ہے اور مہمان کو اس قدر ٹھہرنا جائز نہیں کہ گھر والے تنگ آ جائیں۔ (بخاری)

مہمان نوازی کا صلہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھانا کھلایا جائے، بھلائی اس کی طرف کوہان میں چلنے والی چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ چل کر آتی ہے۔ (ابن ماجہ)

اُصولِ مہمان نوازی:۔ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ کیا ارشاد ہے جب کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزروں تو نہ میری مہمانی کرے اور نہ ضیافت پھر اس کے بعد وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا اس کی مہمانی کروں یا بدلہ دوں؟ فرمایا کہ اس کی مہمانی کرو۔ (ترمذی)

مہمان کی آؤ بھگت:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ مہمان کی آؤ بھگت کرے یعنی خندہ پیشانی سے اُسے ملے، مکان میں اتارے، عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلائے اور اس کا حال اچھی طرح پوچھے۔ مہمانداری کا حق تین دن تک ہے اس سے زیادہ کرے گا تو ثواب پائے گا۔ (بخاری، مسلم)

Marfat.com

مھمان کو الوداع کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا چاہیے۔ (مشکوٰۃ)

دعوت قبُول نہ کرنا کیسا ھے ؟:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو مہمان بننے کی دعوت دی جائے مگر وہ قبول نہ کرے تو اُس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جو دعوت ملے بغیر ہی داخل ہو وہ چور بن کر داخل ہوا اور لوٹنے والا بن کر باہر نکلا۔ (ابوداؤد)

آداب مھمان نوازی:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (مہمان نوازی کی غرض سے) دسترخوان بچھایا جائے تو کوئی آدمی تب تک نہ اٹھے جب تک دسترخوان اُٹھا نہ دیا جائے۔ اور نہ ہی اپنا ہاتھ روک لے چاہے سیر ہو جائے جب تک کہ مہمان فارغ نہ ہو جائے اور معذرت چاہے کیوں کہ (ممکن ہے) آدمی اپنے دوست کو شرمندہ کر دے پھر وہ ہاتھ روک لے اور ممکن ہے کہ اس کو ابھی کھانے کی حاجت ہو۔ (ابن ماجہ)

مھمانی سے اِنکار:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ تم ایسے مسلمان کے پاس آؤ جس پر حرام خوری (یا غلط بات) کی تہمت نہ رکھی جاتی ہو تو اس کے کھانے سے کھاؤ اور اس کے پینے سے پیو (یعنی اس کے مہمان بن جاؤ اور انکار نہ کرو)۔ (صحیح بخاری)

بن بُلایا مھمان:۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو شعیب رضی اللہ عنہ ایک آدمی بھی ہمارے پیچھے پیچھے چل پڑا ہے اگر تم چاہو تو اسے مہمان بناؤ اور چاہو تو اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا نہیں میں نے اسے بھی اجازت دے دی ہے۔ (بخاری)

مھمان کی عِزت نہ کرنا :۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص پاس آئے ہوئے مہمان کی عزت نہ کرے گا (اکرام نہ کرے گا) تو اس میں اس کیلئے کوئی بھلائی نہیں۔ (احمد)

Marfat.com

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی مھمان نوازی :۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھانے لگتے تو اگر کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہوتا تو ایک دو میل تک اس تلاش میں نکل جاتے کہ کوئی کھانا کھانے والا مل جائے۔

میزبان تکلّف نہ کرے :۔ حضرت ابوبکر بن بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہمان کیلئے تکلف نہ کرو کہ تکلف کرنے سے مہمان کو برا جانو گے۔ اور جو شخص مہمان کو برا جانے گا گویا اُسنے اللہ کو برا جانا، اور جو اللہ کو برا جانے گا اُسے اللہ پسند نہ فرمائے گا۔ اس طرح وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ (اخلاق)

﴿رسولِ خُدا ﷺ کی مھمان نوازی﴾

مھمان کی خاطر:۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ہاں ایک غفاری مہمان ہوا۔ شب کو کھانے کیلئے تھوڑا سا دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے یہ دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود فاقے سے رات بسر کی۔

خوش دلی :۔ ایک دفعہ ایک کافر نبی کریم ﷺ کا مہمان بنا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک بکری کا دودھ پلایا مگر وہ سیر نہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ پلایا پھر بھی سیر نہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ تیسری، چوتھی حتٰی کہ سات بکریوں کا اسے دودھ پلایا، پھر وہ سیر ہو گیا۔ اس سارے عرصہ میں آپ ﷺ کی جبینِ مبارک پر کوئی شکن نہ آئی اور نہ ہی کوئی ناراضگی والا لفظ آپ ﷺ کی زبان پر آیا بلکہ نہائت خوش دلی سے اس کی مہمان نوازی کرتے رہے۔

کافر مھمان اور قبُول اسلا م :۔ ایک دفعہ ایک کافر مہمان آپ ﷺ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ زیادہ کھانے کہ وجہ سے اُس کے پیٹ میں کچھ گڑ بڑ ہوئی اور پاخانہ بستر پر ہی نکل گیا۔ وہ شرمندگی کے باعث آپ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ اسے راستے میں یاد آیا کہ اس کی تلوار تو نبی کریم ﷺ کے گھر ہی رہ گئی ہے۔ لہٰذا وہ واپس ہوا تو دیکھا کہ سرورِ کائنات ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے بستر

Marfat.com

دھو رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کام ہم کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا چاہیے۔ جب آپ ﷺ کی نظر اس کافر مہمان پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا تلوار ادھر ہی بھول گئے تھے اسے لے جاؤ۔ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر اس شخص کے دل سے کفر و شرک کا زنگ فوراً اتر گیا اور وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

میزبانی کا بدلہ:۔ ایک دفعہ مسلمانوں کے محسن نجاشی بادشاہ حبشہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے سفیر بھیجے۔ آپ ﷺ خود ان کی مہمانی اور خاطر مدارات میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں زحمت کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ساتھیوں (مہاجرین حبشہ) کی مہمان داری کی تھی اس لئے میں خود ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

جفا کرنے والوں کی میزبانی :۔ طائف سے بنو ثقیف کا وفد ایک دفعہ سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے خود اس وفد کے تمام لوگوں کی بہت تواضع کی حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے کفار مکہ سے زیادہ آپ ﷺ کو تکلیف اور اذیت دی تھی۔

قرض لیکر مہمان نوازی:۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا فلاں یہودی کے پاس جا کر کہو میرے پاس ایک مہمان آیا ہے لہٰذا مجھے تھوڑا سا آٹا قرض کے طور پر دے دو۔ یہودی نے جواب دیا کہ ادھار نہیں دوں گا۔ صحابی نے واپس جا کر خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں زمین اور آسمان میں امین ہوں اگر وہ مجھے قرض دے دیتا تو میں واپس کر دیتا۔ جاؤ میری زرہ لے جاؤ اور اسکے پاس گروی رکھ کر کچھ رقم لے آؤ تا کہ مہمان نوازی ہو سکے۔ (حیاۃ العلوم)

Marfat.com

حضرت ابراھیم علیہ السلام اورمھمان نوازی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔آپ اکثر شہر کے دروازے پر جا بیٹھتے کہ کوئی مسافر مل جائے تو اسے مہمان بنائیں ۔اتفاق سے ایک دن کوئی مہمان نہ ملا۔ آپ پریشان ہوئے اور واپس ہونے لگے تو ایک بوڑھے کو دیکھا جو لاٹھی ٹیکتا چلا آ رہا تھا۔آپ کی اُمید بندھی کہ شائد یہ مسافر ہو اور میرا مہمان بن جائے ۔جلدی جلدی اس کے پاس گئے اور اس کا نام پوچھا۔جب اس بوڑھے نے نام بتایا اور کہا کہ وہ آتش پرست ہے تو آپ کا دِل بجھ گیا۔آپ نے یہ گوارہ نہ کیا کہ ایک مشرک کو کھانا کھلائیں اور اپنا مہمان بنائیں کیوں کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر آگ کی پوجا کرتا تھا۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس بوڑھے کی طرف سے رُخ موڑ لیا۔بے چارہ بوڑھا رات کے اندھیرے میں کدھر جاتا۔اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کھانے کا سوال کر دیا۔آپ چونکہ شرک و بت پرستی کے سخت دشمن تھے لہٰذا صاف جواب دے دیا کہ میں نبی اللہ ہوں کیسے ایک مشرک اور دُشمنِ خدا کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلا سکتا ہوں۔ البتہ اگر تو مسلمان ہو جائے اور آتش پرستی سے توبہ کر لے تو ایک دن کیا ساری زندگی تیری خدمت کو تیار ہوں۔یہ سن کر بوڑھا خاموش ہو گیا اور دوسری طرف چل دیا۔رات ہو چکی تھی خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی اپنے گھر کو لوٹے ابھی دو چار قدم ہی چلے ہوں گے کہ وحی نازل ہوئی اے ابراہیم علیہ السلام تم اس بوڑھے کو ایک وقت بھی نہ کھلا سکے اور کھانا کھانے کے عوض اس سے دین کو بدلنے کا مطالبہ کر دیا۔مجھے دیکھو میں ستر برس سے اس کے شرک اور کفر و بغاوت کے باوجود اُس کی پرورش کر رہا ہوں اور اس کی ضروریات کو پورا کر رہا ہوں حالانکہ وہ مجھے چھوڑ کر آگ کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے اور اس کے آگے دستِ دُعا دراز کرتا ہے۔ ایک طرف اپنا ظرف دیکھو اور ایک طرف میرا ظرف۔وحی آتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام پلٹ پڑے اور اس بوڑھے کو جا لیا اور کہا چلیے جناب میں آپ کی میزبانی کیلئے تیار ہوں۔آپ میرے مکان پر قیام فرمائیں۔ اُس نے کہا ابھی تو اسلام قبول کرنے کی شرط لگا رکھی تھی اور ابھی مجھے لینے چلے آئے۔پوچھا سچ سچ بتائیے انکار کے بعد رائے کیوں بدل دی؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واقعہ سنا دیا۔مجوسی کی آنکھیں بہنے لگیں

Marfat.com

ندامت سے سر جھکا دیا اور کہا اللہ کے نبی میں خدا کا باغی آگ کا پجاری اُس کے در کو چھوڑ کر در بدر ٹھوکریں کھانے والا، میں نے اُسے کبھی بھی یاد نہیں کیا، اُسے کبھی بھی نہیں پکارا مگر پھر بھی میرا مالک و خالق مجھ سے غافل نہ رہا۔ اُس نے مجھے میری نافرمانیوں کے باعث کبھی بھی اپنے خوانِ نعمت سے نہیں اُٹھایا، میری پرورش کی، مجھے سہارا دیا حتیٰ کہ آپ کو بھی تنبیہ فرمائی۔ اپنا ہاتھ بڑھایئے اور مجھے قبول کر لیجئے اور اس ستر برس کے گناہگار بھگوڑے کو اس کے مالک کے آستانہ پر حاضر کیجئے۔ جلدی کیجئے مجھے اسلام کا کلمہ پڑھایئے میرے مالک سے ملایئے وہ بڑا رحیم و کریم ہے وہ ضرور مجھے قبول فرمائے گا۔

﴿صحابی رسول ﷺ کی مہمان نوازی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور بولا میں بھوک سے بے تاب ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس کہلا بھیجا کہ کھانے کو کچھ موجود ہو تو بھیج دے۔ جواب آیا اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہاں تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر دوسری زوجہ محترمہ کے ہاں کہلا بھیجا۔ تو وہاں سے بھی یہی جواب آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے تمام ازواجِ مطہرات سے پتہ کروایا لیکن کھانے کو کچھ نہ ملا۔ اب آپ ﷺ صحابہ کرام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کیلئے کون اس مہمان کو قبول کرتا ہے؟۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اندر جا کر بیوی کو بتایا کہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مہمان آئے ہیں ان کی خاطر داری کرو۔ بیوی نے کہا میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا بچوں کو کسی طرح بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان کے آگے کھانا رکھو تو کسی بہانے چراغ کو بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے پاس بیٹھ جانا تا کہ یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں۔ اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھایا جب کہ گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ جب یہ صحابی صبح کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا تم دونوں نے رات اپنے مہمان کیساتھ جو حسنِ سلوک کیا ہے وہ خدا کو بہت پسند آیا ہے۔

Marfat.com

بدخُلقی

بدخلقی ایسی بدبو ہے جو انسان کے باطن کو متعفن کر دیتی ہے۔ جس سے ہر کوئی دور بھاگتا ہے۔ خوش خلقی ایسی خوشبو ہے کہ ہر کوئی اس کے پاس بیٹھنے کو چاہے۔ مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے دوسرے کو ملنا ایک کھلے ہوئے خوشبودار پھول کی مانند ہے۔ ایک اور مثال ہے کہ اگر کسی مہکتے گلشن سے پھولوں کو توڑ بھی لیا جائے تو کچھ لمحوں تک وہاں سے خوشبو آتی رہتی ہے اور اگر کہیں سے گندے کوڑے کرکٹ کو اچھی طرح اُٹھا بھی لیا جائے تو وہاں سے کچھ وقت تک بدبو ضرور آتی رہے گی۔ خوش خلق انسان کی ہر کوئی تعریف کرتا ہے۔ جب کہ بدخلق انسان کی کوئی تعریف نہیں کرتا بلکہ لوگ اس سے بچنے اور دُور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اچھے اخلاق سے انسان بھی مطمئن، مخلوقِ خدا بھی راضی، اللہ اور اس کا رسول بھی راضی اور حصول جنت الگ۔ جبکہ بُرے اخلاق و عادات سے اور تو اور اپنے بھی ناراض اور اللہ اور اس کا رسول بھی ناراض اور عذاب جہنم بھی تیار جبکہ دُنیا میں بے سکونی بھی مقدر۔ میٹھی زبان سے پرائے بھی اپنے اور کڑوی زبان سے اپنے بھی دشمن۔ شیریں کلامی سے انسان کا جاتا کچھ نہیں لیکن وہ سب کو خرید لیتا ہے جبکہ تلخ کلامی سے سوائے دوسروں کی نفرت اور دشمنی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حسد کرنیوالے کو اندر کی آگ جلاتی رہتی ہے جبکہ دوسروں کی بھلائی چاہنے والے کی اللہ بھلائی چاہتا ہے۔ اچھے اخلاق والا دونوں جہانوں میں مسرور و کامیاب جبکہ بُرے اخلاق والا دُنیا و آخرت میں ہر جگہ بے سکون اور ناکام۔

جیسے نیکی کے ساتھ بدی ہے بالکل ایسے ہی اچھے اخلاق کیساتھ بُرے اخلاق بھی ہیں جو اخلاقِ رذیلہ کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر آگے تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

جھُوٹ

جھوٹ کا مطلب ہے غلط بیانی۔ اصلی بات میں کمی یا بیشی بھی جھوٹ کے دائرے میں آتی ہے یعنی بیان کرنے والا اگر اصل بات سے ہٹ کر بات کرے تو وہ بھی جھوٹی بات ہوگی۔ جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے۔ جھوٹ خدا اُسکے رسول ﷺ اور لوگوں کے نزدیک بہت بُرا فعل ہے۔ جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے وہ برائیوں کی جڑ اور کبیرہ گناہ ہے جو صرف توبہ سے معاف ہوتا ہے۔ جھوٹ سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اس سے دین و دُنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ جھوٹے آدمی سے اللہ کی رحمت دُور ہو جاتی ہے۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ جھوٹے آدمی کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کی روزی سے برکت اُڑ جاتی ہے۔ اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی سے مذاق میں جھوٹ بولا جائے تو وہ بھی گناہ ہی میں شمار ہوگا۔ اگر بچوں کو بہلانے کیلئے بھی جھوٹ بولا جائے تو وہ بھی گناہ ہے۔ جھوٹ بولنے والا وقتی طور پر تو مطمئن ہو جائے گا لیکن اس کا ضمیر اسے ضرور ملامت کرتا رہے گا۔ جھوٹے آدمی پر لوگوں کا اعتبار بھی اُٹھ جائیگا اور پھر دوبارہ بحال نہیں ہوگا۔ جھوٹے آدمی کو اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک روز ضرور ذلیل کر دیتا ہے۔ بعض آدمی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وقت نکالنے کے لئے اگر تھوڑا سا جھوٹ بول دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر گناہ تھوڑا ہو یا زیادہ آخر گناہ ہی ہوتا ہے۔ ایک جھوٹ بول کر اسے چھپانے کیلئے کئی اور جھوٹ بھی بولنے پڑتے ہیں۔ جھوٹ غم و فکر پیدا کرتا ہے اور سکون کو ختم کر دیتا ہے۔ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹ ہر مذہب میں ناجائز ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جھوٹ کی مذمت فرمائی ہے۔ اس سے ہر طرح بچنا لازمی ہے۔

Marfat.com

﴿جھوٹ کے بارے اللہ تعالیٰ کے فرامین﴾

جھوٹوں کیلئے عذاب:۔ ترجمہ: ان کے دلوں میں مرض ہے تو اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا۔ اور ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (پ ۱۔ البقرۃ ۱۰)

جھوٹ سے بچنے کی تاکید:۔ ترجمہ: تو بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ (پ ۱۷۔ الحج ۳۰)

جھوٹے کو ھدایت نھیں ملتی:۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اُس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔ (پ ۲۴۔ الزمر ۳)

جھوٹ بولنے والا ظالم:۔ ترجمہ: اس سے بڑا ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے۔ (پ ۲۴۔ الزمر ۳۲)

﴿جھوٹ کے بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

جھوٹ کی بدبو:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی)

ایمان کی ضد:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ سے بچو کیوں کہ یہ ایمان کی ضد ہے۔ (مسند امام احمد)

جھوٹ گناہ کا راستہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سچ بولنا اختیار کرو کیوں کہ سچائی نیکی کا راستہ دکھلاتی ہے اور نیکی جنت کا۔ اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے ہاں سچوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ دوزخ کا۔ اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (بخاری)

جھوٹ کی تعریف:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

جھوٹ کے لئے اتنا ہی انسان کو کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے بیان کر دے۔ (مسلم)

نہ دی ہوئی چیز کے مُتعلق جھوٹ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ دی ہوئی چیز کا بیان کرنے والا ایسا ہے جیسا جھوٹ کا لباس پہننے والا۔ (ترمذی)

جھوٹے قصے سُنانے پر افسوس :۔ ایک صحابی روائت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا افسوس! اس شخص پر جو ایسے قصے بیان کرتا ہے جس سے لوگ ہنسیں اور جھوٹ بولتا ہے۔ افسوس اس پر، افسوس اس پر۔ (ابوداؤد)

بچے کو بُلانے کیلئے جھوٹ بولنا:۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ مجھے ایک دن میری ماں نے بلایا جب کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے کہا میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم کچھ نہ دیتی تو تمہارے ذمہ ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا۔ (ابوداؤد)

تین موقعوں پر جھوٹ بولنا جائز:۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی کیلئے جھوٹ بولنا جائز نہیں سوائے تین صورتوں کے (1) کوئی شخص اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولے۔ (2) کوئی شخص لڑائی میں جھوٹ بولے کیوں کہ جنگ دھوکہ ہے۔ (3) کوئی شخص مسلمانوں میں صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولے۔ (ترمذی)

سب سے بڑی خیانت:۔ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ اس بات کو سچ اور درست سمجھے اور حقیقت میں تو نے اس سے جھوٹی بات کہی ہو۔ (ابوداؤد)

جھوٹی قسم کھانے والا کوڑھی ہوگا:۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روائت ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال ہتھیانے والا قیامت میں کوڑھی ہو کر ملاقات کرے گا۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

ھنسی مذاق میں جھوٹ:۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کیلئے خرابی ہے جو جھوٹی بات کرے کہ لوگ ہنسیں۔اس کیلئے خرابی ہے،اس کیلئے خرابی ہے۔(ترمذی۔ابوداؤد)

جھوٹی قسم کھانے پر جھنم واجب:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جھوٹی قسم کھانے والے پر جہنم کا عذاب واجب ہوگیا۔(مسلم)

منافقت کی علامت:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص میں چار عادتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک عادت ہو اس میں منافقت کی ایک علامت ہے یہاں تک کہ اسے ترک کردے۔(1) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔(2) بات کرے تو جھوٹ بولے۔(3) وعدہ کرکے پورا نہ کرے اور (4) جھگڑا کرے تو کافی گلوچ پر اتر آئے۔(بخاری)

جھوٹی حدیث کی ممانعت:۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹے لوگوں میں سے ایک ہے۔(مسلم شریف)

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا:۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔عرض کی گئی کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔عرض کی گئی کیا مومن کذّاب (جھوٹا) ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔(بیہقی)

جھوٹ بولنے سے روزی میں کمی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے روزی میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔(ابن حبان)

بھوک اور جھوٹ:۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی کو دودھ پینے کیلئے پیالہ دیا تو اس نے کہا ''مجھے خواہش نہیں ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔(طبرانی)

Marfat.com

جھوٹ گناہ کبیرہ ھے:۔ ایک صحابی سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں بہت بڑے کبیرہ گناہ کے بارے نہ بتاؤں؟۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ ہم نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے فرمایا سنو! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی آپ ﷺ مسلسل فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ (بخاری)

مومن کی خصلت:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن ہر طرح کی خصلت پر پیدا ہوسکتا ہے مگر جھوٹ اور خیانت پر نہیں پیدا ہوسکتا۔ (مسند امام احمد)

جھوٹی گواھی:۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شریک کرنیوالوں کے برابر کردی گئی ہے۔ تین مرتبہ یہی فرمایا اور پھر یہ آیت پڑھی۔ (ترجمہ) ''بتوں سے بچو، جھوٹی گواہی سے بچو، اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ'' (پ ۱۷)۔ (ابوداؤد)

حکایت:۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بدکار ہوں۔ دوسرا یہ کہ چور ہوں۔ تیسرا یہ کہ شراب پیتا ہوں۔ چوتھا یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں جس ایک کو فرمایئے آپ ﷺ کی خاطر چھوڑ دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ جھوٹ کو چھوڑ دو۔ چنانچہ اس نے عہد کرلیا۔ جب رات ہوئی تو شراب پینے کو دل چاہا۔ پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گزرا کہ صبح کو آنحضرت ﷺ پوچھیں گے کہ رات کو تو نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا۔ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا ملے گی۔ اگر نہیں کہا تو عہد کی خلاف ورزی ہوگی۔ یہ سوچ کر دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری تو چوری کیلئے گھر سے نکلنا چاہا پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل اگر پوچھ گچھ ہوئی تو کیا جواب دوں گا۔ اگر ہاں کہوں تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر نہ کہوں گا تو بدعہدی ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی وہ اس جرم سے بھی باز رہا۔ صبح ہوتے ہی بارگاہ رسالت مآب ﷺ

Marfat.com

میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جھوٹ چھوڑنے سے میری تمام بری عادتیں چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔

غیبت

غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں ایسے الفاظ سے اسے یاد کیا جائے یا اس کی بدخوئی کی جائے کہ اگر وہی باتیں اس کے سامنے کی جائیں تو وہ بُرا منائے اگر چہ وہ عیب یا کمزوری اُس شخص میں موجود ہو۔ اگر وہ عیب یا برائی اس شخص میں موجود نہ ہوئی تو یہ بہتان ہوگا۔ یہ نہائت ہی بری عادت ہے۔ اس سے دلوں میں عداوت اور بدگمانی پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے سے نفرت ہو جاتی ہے اور معاشرے میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ اسلام میں غیبت کی بہت مذمت کی گئی ہے اور اسے بہت بڑا گناہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ کسی کے خاندان، حسب ونسب، لباس، رہائش، قول وفعل، چال ڈھال اور گفتگو وغیرہ غرضیکہ انسان میں ظاہری یا باطنی طور پر کوئی نقص یا عیب نکالنا جس سے اس کو دُکھ یا رنج محسوس ہو غیبت کے زُمرے میں آتا ہے۔

غیبت کے بارے فرامینِ الٰھی

مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا:۔ ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسّس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔ (پ ۲۶۔ حجرات ۱۲)

چُغل خور دوزخ میں :۔ ترجمہ: ہر طعن آمیز باتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے جو مال

Marfat.com

جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائیگا۔ (پ۳۰۔ ھمزہ)

﴿غیبت کے بارے اِرشاداتِ رسول اکرم ﷺ﴾

غیبت کسے کہتے ہیں؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کسے کہتے ہیں؟۔ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تمہارا اس طرح اپنے بھائی کا ذکر کرنا جس کو وہ بُرا سمجھے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ تو فرمایئے اگر میرے بھائی میں وہ بات ہوئی جو میں کہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ بات اس میں ہے جو تم نے کہی تب تو نے اس کی غیبت کی اگر وہ اس میں نہیں جو تم نے کہی تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔ (مسلم)

غیبت کی تشریح:۔ فرمانِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ خواہ اس کے بدن کا کوئی عیب ہو، نسب کا عیب ہو، اس کے قول و فعل یا دین و دُنیا کا عیب ہو یہاں تک کہ اس کے کپڑوں اور سواری میں بھی کوئی عیب نکالے گا تو یہ بھی غیبت ہوگی۔

(استغفر اللہ)

کسی کی بدتعریفی بھی غیبت ھے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ ہوا تھا مگر اُٹھ کھڑا ہوا حاضرین میں سے کسی نے کہا یہ شخص کس قدر کمزور ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے اور اس کی غیبت کی ہے۔

(ابن تیمیہ)

غیبت زنا سے زیادہ سخت تر:۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے سخت تر کس طرح ہے؟ فرمایا زانی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف

Marfat.com

کر دیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

غیبت کرنیوالوں کا انجام:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کے پیچھے پڑتے تھے۔ (ابوداؤد)

قیامت میں غیبت کی سزا:۔ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا (یعنی غیبت کرے گا) تو قیامت کے دن وہی گوشت اس کے قریب لیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ اس مردہ کو کھا جس طرح کہ زندگی میں اس کو کھاتے رہے ہو چنانچہ وہ منہ کو بگاڑ بگاڑ کر کھائے گا۔ (بیہقی)

شب معراج نبی کریم ﷺ کا مشاہدہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جاتا ہے جسے وہ لقمہ بنا بنا کر چباتے ہیں اور انہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہو اسے بھی کھاؤ۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ ﷺ کی اُمت کے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔

غیبت سے اعمال ضائع:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ دونوں روزہ دار تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اپنا وضو اور نماز دہراؤ اور اپنے روزے کے بدلے کسی اور دن کا روزہ رکھنا۔ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ فرمایا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

نیکیوں کا خاتمہ:۔ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ روزِ قیامت انسان کو اس کا کھلا ہوا اعمال

Marfat.com

نامہ دیا جائیگا۔اس میں کوئی نیکی نہ ہوگی ۔وہ کہے گا میری فلاں فلاں نیکی کدھر گئی ۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری غیبتوں کی وجہ سے تیری نیکیاں مٹادی گئی ہیں ۔(ترغیب)

اپنے روزہ کو غیبت سے نہ بچانا :۔ حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار جو جھوٹ اور غیبت سے اپنے روزہ کو محفوظ نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کو ان کے بھوکے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں ۔(ابن ماجہ)

غیبت سے توبہ کا صلہ :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس شخص کی وفات غیبت سے توبہ کرنے کے بعد ہوئی ہو وہ سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اور جو غیبت سے اصرار کرتے ہوئے مرا وہ سب سے پہلے جہنم میں جائیگا۔

ایمان کا تقاضا :۔ حضرت ابوبریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لاتے ہو لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزین نہیں ہوا ہے۔ نہ مسلمانوں کی غیبت کرو نہ ان کے عیبوں کو تلاش کرو کیوں کہ جو شخص ان کے عیبوں کو تلاش کرے گا خدا تعالیٰ بھی اس کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا اور خود اسی کے گھر کے اندر اس کو رسوا کردے گا۔(ابوداؤد)

صحابہ کی باتیں سننے سے گریز :۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی میرے صحابہ میں سے کسی کی بات مجھ تک نہ پہنچائے کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آیا کروں تو میرا دل سب سے صاف ہو۔(ابوداؤد)

غیبت کا کفارہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کیلئے استغفار کرے اور کہے اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے۔(بیہقی)

ایک دوسری حدیث مبارکہ کے مطابق جس کی غیبت کی گئی ہے جب تک وہ معاف نہ کرے معافی نہ ملے گی۔(اس لئے ضروری ہے کہ استغفار کے ساتھ ساتھ غیبت کی معافی بھی مانگی جائے اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کیلئے دُعائے مغفرت کرنی چاہیے)۔

Marfat.com

﴿غیبت کے بارے چند واقعات﴾

غیبت کرنے والا مُردار کھاتا ھے:۔ تنبیہ الغافلین میں حضرت فقیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یہ حکائت سنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے اور صفہ والے صحابہ مسجد میں تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے سنی ہوئی حدیثیں سنا رہے تھے کہ آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ہماری طرف سے عرض کریں کہ مدت ہوئی ہے ہم نے کبھی گوشت نہیں کھایا۔ مقصد یہ تھا کہ ہمیں بھی کچھ مل جائے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اس کام کیلئے ان کے پاس سے اُٹھ گئے تو وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ زید رضی اللہ عنہ بھی تو خدمتِ نبوی ﷺ میں ایسے ہی حاضری دیتے ہیں جیسے ہم حاضر ہوتے ہیں۔ پھر یہ کیسے حلقہ میں بیٹھ کر ہمیں حدیثیں سنا رہے ہیں۔ ادھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صحابہ اہلِ صفہ کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا انہیں کہو کہ تم نے تو ابھی ابھی گوشت کھایا ہے۔ واپس آ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا تو وہ کہنے لگے بخدا ہم نے تو اتنی مدت سے گوشت نہیں کھایا۔ وہ پھر دربارِ رسالت مآب ﷺ میں گئے اور ان کا جواب سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے اور گوشت کے آثار تمہارے دانتوں میں موجود ہیں۔ تھوکو تو گوشت کی سرخی تمہیں دکھائی دے گی۔ چنانچہ انہوں نے تھوکا تو اس میں خون تھا۔ تب انہوں نے توبہ کی اور اپنی بات کی معذرت بھی کی۔

غیبت کی بدبُو:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ بدبودار ہوا چلی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ منافقوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے۔ ہوا میں یہ بدبو اسی وجہ سے ہے۔

کسی دانا سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں غیبت کی بُو محسوس ہو جاتی تھی اور اب ہمارے زمانہ میں یہ بات نہیں رہی؟۔ کہنے لگا ہمارے زمانہ میں غیبت کثرت سے ہونے لگی ہے جس

Marfat.com

کی وجہ سے ناک کی حسیں ختم ہوگئی ہیں اور بو کا احساس ختم ہوگیا ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی چمڑا رنگنے والوں کے پاس گیا تو وہاں بدبو کی وجہ سے ٹھہر بھی نہ سکتا تھا جبکہ گھر والوں کا کھانا پینا بھی وہیں تھا اور انہیں بو کا احساس تک نہ تھا اسلئے کہ اُن کی ناکیں اس سے بھر چکی تھی۔ ایسے ہی ہمارے زمانہ میں غیبت کی بو کا قصہ ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ :۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں کچھ لوگوں کے ساتھ تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا، ساتھیوں نے کھانا تیار کیا اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ لیٹ کر سو گئے۔ بعض ساتھی کہنے لگے یہ غلام تو یہی چاہتا ہے کہ خیمے لگے ہوئے ہوں اور کھانا تیار ہو اور یہ آ کر بیٹھ جائے۔ اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جاؤ اور وہاں سے سالن لاؤ۔ چنانچہ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور وجہ بتائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کو بتادو کہ تم نے تو سالن کھالیا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے آ کر ساتھیوں کو بتایا تو وہ کہنے لگے ہم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا مگر رسول خدا ﷺ بھی تو جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم نے اپنے ایک ساتھی کا گوشت کھایا تھا جبکہ وہ سو رہا تھا اور تم نے فلاں فلاں بات کہی تھی۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک حکایت :۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کیلئے بارانِ رحمت طلب کرنے نکلے تو خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تمہاری دُعا قبول نہیں کرتا کیوں کہ تم میں ایک چغل خور آدمی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یارب مجھے بتادیجئے وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میں تم کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ میں چغل خور بنوں؟ الحاصل سب نے توبہ کی اور خدا کے حکم سے بارش ہوئی لیکن جب فصل تیار ہوئی تو بالیاں نہ لگیں لوگوں نے شکائت کی۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام انہوں نے بارش مانگی تھی رزق تو نہیں مانگا تھا۔ اچھا اے موسیٰ علیہ السلام تنور جلا کر بیج اس میں ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آگ کے اندر گیہوں اُگے

Marfat.com

ہوئے ہیں اور بالیاں لگی ہوئی ہیں۔ پھر ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام دیکھو مجھے قدرت ہے کہ آگ کے اندر کھیتی اُگا دوں اور پانی کے اندر نہ ہونے دوں۔

غیبت کرنا دُوسرے کو ننگا کرنا ھے:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے اصحاب سے فرمایا بھلا بتاؤ تو سہی اگر کوئی شخص سو رہا ہے اور ہوا کی وجہ سے اس کے بدن کا پردہ تھوڑا سا کھُل گیا ہو تو کیا تم اسے چھپا نہیں دو گے؟۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا تم تو اس کا بدن بھی ننگا کر رہے ہو۔ کہنے لگے سبحان اللہ یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا کیا یہ واقع نہیں کہ ایک آدمی تمہارے پاس کسی کی برائی بیان کرتا ہو اور تم اس سے بھی بڑھ کر اس کی برائی کا ذکر کرتے ہو تو گویا تم نے اس کے باقی کپڑوں کو بھی اس کے بدن سے ہٹا دیا ہے۔

حکایت:۔ حضرت خالد ابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جامع مسجد میں تھا کہ کچھ لوگوں نے کسی کی غیبت کی۔ میں نے انہیں ٹوکا تو وہ کچھ دیر کے لئے کسی اور کام میں لگ گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر غیبت شروع کر دی۔ اس دفعہ میں نے بھی ان کے ساتھ اس شخص کے بارے میں کچھ بات کر دی۔ اسی رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک لمبے قد کا سیاہ فام آدمی میرے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک طبق تھا جس پر خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا تھا وہ مجھے کھانے کو کہہ رہا تھا۔ میں نے کہا خنزیر کا گوشت! خدا کی قسم یہ تو میں کبھی بھی نہ کھاؤں گا۔ اس پر اس نے مجھے ڈانٹ پلائی کہنے لگا تُو تو اِس سے بدترین چیز کھا چکا ہے اور وہ ٹکڑا میرے منہ میں ٹھونسنے لگا۔ حتّٰی کہ میں بیدار ہو گیا۔ خدا کی قسم اس واقعہ کو تیس یا چالیس روز گذر گئے مگر میں جب بھی کھانا کھاتا تو اس گوشت کا ذائقہ اور بدبو برابر اپنے منہ میں مجھے محسوس ہوتی رہی۔

﴿غیبت کس شکل میں جائز ھے؟﴾

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنا بھی ایسے ہی حرام جیسے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ لیکن (جس طرح جھوٹ بھی بعض حالتوں میں مباح ہو جاتا ہے اسی طرح) ضرورت کے وقت غیبت بھی

Marfat.com

مباح ہو جاتی ہے (یعنی غیبت کرنے والا ان حالتوں میں معذور ہو جاتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہوتا)۔
مندرجہ ذیل صورتوں میں غیبت مباح ہو جاتی ہے:

پہلی صُورت:۔ انصاف کے حصول کیلئے شکائت کی شکل میں کسی قاضی یا حکمران کے سامنے۔ یہ فریاد ایسے شخص کے سامنے بھی کی جاسکتی ہے جس سے کسی طرح کی امداد یا معاونت کی توقع ہو۔

دوسری صُورت :۔ اگر کسی جگہ دنگا فساد ہو رہا ہو یا نقصِ امن کا خطرہ ہو تو صاحبِ اقتدار و اختیار کو اطلاع دینے کیلئے تا کہ اس فساد اور ظلم کو روکا جاسکے۔ اگر کسی فردِ واحد سے بھی شر کا اندیشہ ہو تو بھی ایسا کیا جاسکتا ہے۔

تیسری صُورت:۔ کسی امر کے بارے میں کسی عالم دین یا مفتی سے فتوٰی طلب کرنے کیلئے فلاں شخص فلاں معاملے میں میرے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا ہے۔ یعنی شرعی رائے لینے کیلئے۔

چوتھی صُورت :۔ کسی کے شر سے عذر کرنا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی یا چور ہے اور ایک دوسرا شخص (جو اس کی بداخلاقی سے ناواقف ہے) اس سے کوئی لونڈی یا غلام وغیرہ خریدنا چاہے تو جو شخص اس حقیقت سے واقف ہو وہ خریدار کو اصلی حقیقت بتا سکتا ہے تا کہ وہ نقصان سے خبردار ہو سکے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ فاسق میں جو فسق و فجور بھرا ہے اس کے بتانے سے گریز نہ کریں تا کہ خلقِ خدا (بالخصوص مسلمان بھائیوں) کو معلوم ہو سکے۔ اور وہ شر اور فریب سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن سرِ عام بلا عذر ڈھنڈورا پیٹنا جائز نہیں۔

پانچویں صُورت:۔ کسی ایسے شخص کو ایسے نام سے یاد کرنا یا پکارنا جس سے وہ پہلے ہی مشہور ہو چکا ہو اور اس کو اس طرح کہنے پر اسے کراہت یا غصہ نہ ہو۔ لیکن بہتر اور احسن یہی ہے کہ کسی دوسرے پسندیدہ نام وغیرہ سے یاد کیا جائے مثلاً نابینا کو نابینا کہنے کی بجائے کوئی اور نام کہہ کر پکار لیا جائے وغیرہ۔

چھٹی صُورت:۔ کسی ایسے شخص کے فسق و فجور کا ذکر کیا جائے جو اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتا ہو اور اسے عیب سمجھتا ہی نہ ہو مثلاً شرابی یا مخنث وغیرہ۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص کی غیبت جائز ہے۔ حرص کرنے والے بخیل کی، فاسق شخص اور ظالم بادشاہ اور پیشوا کی۔ غیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے استغفار کا بکثرت ذِکر کرنا نہائت مفید ہے اور استغفار تمام گناہوں کو دھو کر معدوم کر دیتا ہے۔

وعدہ خلافی

اگر کسی کام کے کرنے کا اقرار کر لیا جائے اور پھر اسے پورا نہ کیا جائے تو وہ وعدہ خلافی ہوگی۔ بعض لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ وعدہ پورا نہ کر سکیں گے لیکن پھر بھی وعدہ کر لیتے ہیں اس پر بہت گرفت ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ اور گناہ کبیرہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ اگر وعدہ پورا کرنے کا ارادہ پکا ہو لیکن کسی وجہ سے پورا نہ کر سکے اس پر بار نہیں ہے البتہ پوری کوشش کرنی چاہیے کہ وعدہ پورا ہو۔ وعدہ ایک قول ہے جس پر دُنیا جہان کے کاروبار، لین دین اور معاشرتی تعلقات کا انحصار ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں وعدہ کا تعلق نہ ہو۔ اسی لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ کو پورا کرنے پر زور دیا ہے اور وعدہ خلافی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وعدہ کرتے وقت انشاء اللہ کہہ لیا کرے کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی بھی عمل پورا نہیں ہوتا۔

وعدہ خلافی سے پریشانی اور نفرت جنم لیتی ہے اور باہمی عزت و احترام ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کاروبار میں لوگ اکثر وعدہ خلافیاں کرتے ہیں بعض اوقات تو تلخ کلامی تک نوبت آ جاتی ہے۔ اگر ہر کوئی اس بات کو اپنے دل میں بٹھا لے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ وعدہ خلافی سے ناراض ہوتے ہیں اس لئے مجھے وعدہ پورا کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے تو صورتِ حال بہتر ہو سکتی ہے۔ مجموعی طور پر کسی بھی فرد یا قوم کی عزت اور وقار کا دارومدار وعدہ کی پابندی اور سچائی پر ہوتا ہے۔

وعدہ کی چار صورتیں ہیں پہلی صورت تو وہ وعدہ ہے جو روزِ ازل اللہ اور بندوں کے درمیان ہوا کہ

Marfat.com

اسے اپنا معبود اور رب تسلیم کیا جائے۔ اس کو پورا کرنا زندگی کا اوّلین فرض ہے۔ دوسرا وعدہ جو اللہ کا نام لے کر بیعت یا اقرار کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ تیسرا وہ جو لوگ آپس میں کرتے ہیں۔ چوتھی صورت ان حقوق کی ہے جو اللہ کی طرف سے ایک دوسرے کے ساتھ مقرر ہیں ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

﴿اللّٰہ کے وعدہ خلافی بارے اِرشادات﴾

بدعھدی پر سخت دلی:۔ ترجمہ: تو ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ (پ۶۔ مائدہ)

بد عھد پر اللّٰہ کی لعنت:۔ ترجمہ: اور وہ جو اللہ سے پکا وعدہ کر کے توڑ ڈالتے ہیں۔ جسے جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور ان کا ٹھکانہ بُرا گھر ہے۔ (پ۱۳۔ رعد۲۵)

وعدے کی باز پُرس :۔ ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو بے شک وعدہ کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل ۳۴)

﴿وعدہ خلافی پر احادیث مبارکہ﴾

وعدہ خلاف پر اللّٰہ کی لعنت:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ، اُسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (بخاری)

وعدہ خلافی کا جھنڈا:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہر عہد شکن کیلئے قیامت کے روز اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی وعدہ خلافی

Marfat.com

کے مطابق بلند کیا جائے گا۔ (مسلم)

ہبہ شدہ چیز واپس لینا وعدہ خلافی ہے:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہبہ (تحفہ وغیرہ) کو واپس کرتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لے لیتا ہے۔ (بخاری)

ایک اور روائت میں صدقہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے کو قے چاٹنے کے برابر کہا گیا ہے۔ (مسلم)

وعدہ میں نیت کا دخل:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس وقت کوئی آدمی اپنے بھائی کے ساتھ وعدہ کرے اور اس کی نیت اس کو پورا کرنے کی ہے پھر کسی وجہ سے وہ اسے پورا نہ کر سکے اور وقت پر نہ آئے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

اللہ کا تین آدمیوں سے جھگڑا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روز قیامت کو میں تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔

(1) ..... وہ شخص جس نے میرے نام پر وعدہ کر کے توڑ دیا۔

(2) ..... وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔

(3) ..... وہ شخص جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا (مزدور بنایا) اور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

مُنافق کی علامتیں:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس شخص میں چار عادتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک عادت ہو اس میں منافقت کی ایک علامت ہے یہاں تک کہ اسے ترک کر دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ اور جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ کی دُعا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ دورانِ نماز یہ دُعا پڑھتے تھے۔ الٰہی میں تجھ سے عذابِ قبر، عذابِ دوزخ اور فتنہ دجّال سے پناہ مانگتا

Marfat.com

ہوں۔اے میرے خالق میں زندگی اور موت کے بعد پیش آنے والے فتنوں اور مصیبتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔اے میرے اللہ میں پناہ طلب کرتا ہوں گناہوں اور قرض کی مصیبت سے۔ایک صحابی نے قرض سے پناہ مانگنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان جب قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بھی بولتا ہے اور وعدہ خلافی بھی کرتا ہے۔(مسلم)

﴿وعدہ خلافی بارے ایک حکایت﴾

ایک دفعہ ایک شخص نے متوکل علی اللہ ہونے کا ارادہ کیا اور گوشہ نشینی اور تنہائی میں اللہ کی عبادت کیلئے ایک پہاڑی سلسلہ میں ٹھکانہ کیا۔اس نے اللہ سے وعدہ کیا کہ کبھی خود پھل توڑ کر نہیں کھاؤں گا۔البتہ جو پھل پہاڑوں میں گرا پڑا ملے گا وہ کھالوں گا۔چنانچہ پانچ دن تک کہیں سے کوئی گرا ہوا پھل نہ ملا۔بھوک سے بہت برا حال تھا۔ایک امرود کے درخت پر پکے ہوئے امرود دیکھے۔کھانے کو بے قرار ہوا لیکن وعدہ خلافی سے اپنے آپ کو باز رکھا۔اتنے میں ہوا تیز ہوئی تو وہ شاخ اس کے قریب آ گئی۔جس پر تازہ پکے ہوئے امرود تھے۔صبر کا دامن ٹوٹ گیا اور وہ پھل توڑ کر کھالیا اور حق تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔اتفاقاً اسی پہاڑ میں چند چوروں نے چوری شدہ مال کو آپس میں بانٹنا شروع کیا۔مخبروں کی اطلاع پر کوتوالِ شہر نے ان کو گرفتار کرلیا۔اُن کے ساتھ یہ گوشہ نشین زاہد بھی پکڑا گیا اور سب کے ساتھ اس کا بھی ہاتھ کٹ گیا۔کوتوال کو بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے ایک پارسا شخص کا ہاتھ کاٹ دیا ہے تو وہ بڑا نادم ہوا اور معافی مانگی۔اس نے کہا کہ میری یہی سزا ہونی چاہیے تھی کیونکہ میں نے اللہ کی عہد شکنی کی اور اللہ کا فرمان ہے جو کوئی اللہ سے عہد کر کے توڑے گا تو توڑنے والے کا وبال خود اسی پر ہوگا۔اس شیخ کا نام کہتے ہیں ابوالخیر حماد تھا لیکن وہ شیخ اقطع کے نام سے مشہور ہوگئے۔کہتے ہیں وہ جب زنبیل بنتے تو دونوں ہاتھ صحیح ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

تکبّر

دوسروں کو حقیر جانتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا اور اعلیٰ تصوّر کرنا تکبّر کہلاتا ہے۔ یہ ایک شیطانی صفت اور جذبہ ہے کیونکہ تکبر نے ہی شیطان کو عزازیل سے راندہ درگاہ بنادیا۔ کبریائی صرف اللہ کریم کی صفت ہے اور اسے ہی زیب دیتی ہے کیونکہ وہی سب سے بڑا ہے۔ تکبّر کرنے والا انسان دین اور دُنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان میں تکبّر کو بالکل پسند نہیں فرماتا۔ انسان خواہ کتنا ہی بڑا رتبہ پالے اُسے کبھی بھی دل میں بڑائی کا خیال تک نہیں لانا چاہیے۔ تکبّر کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہی نیچا دکھایا اور ذلت اور پستی میں دھکیلا ہے کیوں کہ عظمت اور کبریائی اللہ کی پاک چادر ہے۔ جبکہ عاجزی اور انکساری کرنیوالوں کو اللہ نے ہمیشہ عزت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس لئے جو شخص دُنیا و آخرت میں عزت و آبرو چاہتا ہے اُسے غرور اور تکبّر کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دینا چاہیے۔

قرآن کریم اور تکبّر کا ذِکر

ابلیس کا تکبّر:۔ ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اُس نے تکبّر کیا اور منکروں میں ہوگیا۔ (پ۱۔ البقرہ)

تکبّر کا انجام:۔ ترجمہ: جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کرتے رہیں ان کیلئے پورا اجر ہے بلکہ اس کے فضل سے کچھ زیادہ ہی ملے گا مگر جنہوں نے انکار کیا اور تکبّر کیا ان کیلئے عذابِ الیم ہے۔ (پ۶۔ النساء۱۷۳)

فرعون کا تکبّر:۔ ترجمہ: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے اُمراء کے پاس نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے تکبّر کیا۔ کیوں کہ وہ مجرم قوم تھی۔ (پ۱۱۔ یونس)

فرشتوں کی عبادت:۔ ترجمہ: اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت پر متکبّر نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اُکتاتے ہیں۔ (پ۱۷۔ انبیا۱۹)

Marfat.com

عبادت پر تکبّر کرنیوالے:۔ ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں قبول کرونگا۔ لوگوں میں وہ جو عبادت کی بنا پر تکبّر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔ (پ۲۴۔مومن)

ذلّت کے عذاب:۔ ترجمہ: سو آج تم ذلّت کے عذاب کی سزا پاؤ۔ یہ اس لئے ہے کہ تم زمین پر ناحق تکبّر کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ تم نافرمان تھے۔ (پ۲۶۔احقاف۶)

﴿تکبّر کے بارے فرامینِ رسول اکرم ﷺ﴾

تکبّر نفس کی خواہش ہے:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی برابر اپنے نفس کے ساتھ جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھ لیا جاتا ہے اور پھر اس کے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی)

عظمت اور کبریائی اللہ کے لائق ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا آزار ہے۔ جو اِن میں سے کوئی چیز مجھ سے چھینے گا تو اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ دوسری روائت میں ہے کہ اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

تکبر کیا ہے؟:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبّر ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے لباس کی صفائی پسند آتی ہے، عمدہ جوتے اور کوڑا لٹکانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے۔ کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہیں اور جمال کو پسند فرماتے ہیں اور جب کسی بندے پر انعام فرماتے ہیں تو اس پر اپنے انعامات کے آثار کو پسند فرماتے ہیں اور تنگ حالی کو ناپسند فرماتے ہیں البتہ تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کرے اور مخلوق کو حقیر سمجھے۔ (مسلم شریف)

رائی برابر غرُور والا بھی جھنمی:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ

Marfat.com

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے دل میں رائی برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ (ابن ماجہ)

تکبّر باعثِ ذلّت ھے:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ وہ منبر پر تھے اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کرے تو اللہ اسے بلند فرماتا ہے وہ اگرچہ نفسہ چھوٹا ہو لیکن لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جاتا ہے اور جو تکبر کرے تو اللہ اسے گرا دیتا ہے وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ بڑا ہو یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں کتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔ (بیہقی)

مُتکبرین کا قیامت میں حال:۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے والدان کے جدِّ امجد سے روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا متکبرین کو آدمیوں کی شکل میں چیونٹیوں کی طرح اٹھایا جائیگا۔ ان کے اوپر آگ ہی آگ ہوگی اور وہ جہنم کی گندگیوں کا نچوڑ پلائے جائیں گے۔ (ترمذی)

سرکش، بدخلق اور تکبّر کرنیوالا:۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر سرکش بدخلق اور متکبّر دوزخی ہے۔ (بخاری)

تکبّر سے تہبند کا گھسیٹنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص تکبّر سے اپنا تہبند (شلوار وغیرہ) گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (بخاری)

مُتکبّر پر اللہ کا عذاب:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اِتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (احمد)

باپ دادا پر فخر کرنیوالا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ

Marfat.com

نے اِرشادفرمایا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ دادا کے نام پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ خدا ان کو نجاست کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل کردے گا۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

تکبّر کا نتیجہ:۔ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس وقت میری اُمت فارس وروم کو فتح کرے گی اوراس میں تکبّر پیدا ہو جائیگا اورلوگ اترا کر چلنے لگیں گے تو حق تعالیٰ ان کے بعض کو بعض پر مسلط کردیگا۔یعنی آپس میں خون ریزی شروع ہو جائیگی۔ (ترمذی)

انسان کا مُتکبرَ ہونا:۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشادفرمایا انسان تکبّر کرتا رہتا ہے اوراپنے نفس کو اچھا سمجھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا نام جبارین کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔اور پھراس کے ساتھ وہ سلوک کیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق ہوتا ہے یعنی پھر عذاب دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

تکبّر کرنیوالے کیلئے جھنم:۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کیا میں تم کو اہل جہنم سے مطلع نہ کردوں۔ ہر وہ شخص جس کا دل سخت ہو حرام کے مال سے موٹا ہو گیا ہو اورتکبّر کا عادی ہو۔ یادرکھو جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی غرور اورتکبّر ہوگا اس کو خدا تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ (بخاری ومسلم)

مُتکبّر و سرکش کو عذاب:۔ محمد بن واسع نے بلال بن بردہ سے کہا کہ میں نے تیرے باپ سے سنا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ہب ہب ہے اس میں تکبر کرنیوالے اور سرکش انسان کو عذاب دیا جائے گا۔اس حدیث پاک کو سنا کر محمد بن واسع نے بلال سے کہا تم اس سے بچنا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وادی میں تم کو بھی عذاب دیا جائے یعنی تم تکبرّ نہ کرنا۔ (طبرانی)

درجہ بہ درجہ فرق:۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جو شخص خدا کیلئے ایک درجہ تواضع کرتا ہے خدا اس کا درجہ بلند کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کو اعلیٰ علیّین میں پہنچاتا ہے۔اور جو ایک درجہ تکبر کرتا ہے خدا اس کا درجہ گھٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو اسفل السافلین میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نازیبا بات کی ممانعت:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص سے تلخ کلامی کی اور کہا اے حبشی کے بیٹے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اے ابوذر اصاع کو ہلکا کر۔ کسی سفید کو سیاہ پر فضیلت نہیں ہے۔

خطبہ رسول خدا ﷺ:۔ عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ تواضع کیا کرو یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

﴿تکبّر بارے اقوال و واقعات﴾

تکبر کی نحوست:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اُس سے کہا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تجھے طاقت نہ ہو۔ اس شخص کو (اس بات سے) اس کے تکبّر نے روکا تھا۔ راوی کہتے ہیں پھر وہ اسے (دائیں ہاتھ کو) منہ تک نہ اُٹھا سکا۔ (مسلم)

تکبّر سے آخرت کی بربادی:۔ ایک صحابی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو شخص نزدیک رہتے تھے۔ ایک ان میں سے گناہگار اور دوسرا خوب عبادت کرنے والا تھا۔ عبادت گزار جب بھی اس گناہ گار کو دیکھتا تو اُسے باز رہنے کیلئے کہتا۔ ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو رُکنے کیلئے کہا۔ گناہ گار نے کہا مجھے میرے رب پر چھوڑ دو کیا تم مجھ پر نگران ہو؟ عبادت گزار نے کہا خدا کی قسم اللہ تمہیں نہیں بخشے گا۔ یا اللہ تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں اور دونوں اکٹھے پروردگارِ عالم کے بارگاہ میں پیش کئے گئے۔ عبادت گزار سے فرمایا گیا کیا تجھے میرے علم کے متعلق سب کچھ علم ہے۔ یا میرے اختیار تیرے قبضے میں ہیں؟ گناہ گار کو ارشاد ہوا جا میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔ دوسرے کے متعلق اِرشاد فرمایا اسے

Marfat.com

جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس نے ایسی بات کہی جس سے اس کی دُنیا اور آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ (ابوداؤد)

تکبرّ کا چہرے پر اثر :۔ مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کیا گیا۔ ایک مرتبہ وہ شخص نظر آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم نے آپ ﷺ کے سامنے تذکرہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا اثر نظر آتا ہے۔ اس نے آ کر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تیرے نفس نے کبھی تجھ سے یہ کہا ہے کہ قوم میں مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اس نے کہا بخدا ایسا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور نبوت سے اس شخص کے دل میں موجود تکبّر کا اثر اس کے چہرے پر دیکھ لیا تھا۔

حکایت:۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گناہ گار تھا۔ ایک مرتبہ اس کا ذکر ایسے انسان کے پاس ہوا جسے بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا۔ عابد کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب اس گناہ گار نے عابد کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا بد بخت ترین آدمی ہوں اور یہ ہماری قوم کا عابد ہے۔ اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شائد اللہ مجھ پر بھی رحم کر دے۔ چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ عابد کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد شخص ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بد بخت آدمی ہے۔ یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھے گا؟۔ اس کو بہت شرم محسوس ہوئی اور اس بد بخت سے کہا یہاں سے اُٹھ جاؤ۔ اس وقت اللہ نے بنی اسرائیل کے اس وقت کے نبی پر وحی فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجئے۔ کیوں کہ میں نے بد بخت کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔ دوسری روائت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر بد بخت کے سر پر چلا گیا۔

تکبر کا خمیازہ:۔ کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا اس کی ہمراہی میں نوکر اور چاکر تھے جو اس کی وجہ سے لوگوں کو طواف سے روک رہے تھے۔ پھر میں نے اس کو بغداد

Marfat.com

کے پُل پر لوگوں سے سوال کرتے دیکھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ تکبّر کیا تھا جہاں لوگ تواضع کیا کرتے ہیں۔ پس خدا نے مجھے ایسی جگہ ذلیل کیا جہاں لوگ تکبّر کیا کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول :۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے جو شخص کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو ایسے آدمی کو دیکھے جو خود بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان کو فخر بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اس بات کو سوچو کہ کہیں وہ شخص بھی فخر کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مٹی میں ملنے والا ہو۔ اور جسے مرنے کے بعد چیونٹیاں کھائیں آج وہ اگرچہ زندہ ہے لیکن کل اسے ضرور موت آئے گی۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی دُعا :۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ یوں دُعا کرتے کہ اے اللہ جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کی برائی سے بچا اور جو کچھ میرے بارے میں یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان :۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آدمی اپنے آپ کو کب نیک جان سکتا ہے؟۔ آپ نے فرمایا جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ بُرے لوگوں میں سے ہے۔ اس نے عرض کی آدمی اپنے آپ کو بُرا کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول :۔ آپ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ کسی سے اپنی تعریف سن کر ہلاک ہو جاتے ہیں (یعنی تکبّر میں مبتلا ہو جاتے ہیں)۔

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول :۔ آپ فرماتے ہیں وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے اس کیلئے ستّر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

Marfat.com

تکبّر کی حقیقت :۔ ایک بزرگ سے کسی نے تکبّر کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے فرمایا تیرا اپنے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کولوگوں سے بڑا جاننا اور جس کسی کوعمل میں سُست دیکھے اس کوحقیر جاننے کا نام تکبّر ہے۔

غُصّہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کوآگ، مٹی، پانی اور ہوا سے بنایا ہوا ہے۔اس لئے غصّہ اس کی فطرت میں شامل ہے۔غصّہ کا تعلق آگ سے ہے اور اسی آگ کے اثر کی بدولت ہی انسان میں غصّہ لازمی طور پر موجود ہے۔کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔لیکن غصّے کو پی جانا بہت ہی اچھی عادت اور وصف ہے۔چونکہ غصّہ کی حالت میں انسان سے ایسے کام بھی ہوجاتے ہیں جو گناہ ہیں اس لئے ہمارے دین اسلام میں غصّہ کی مذمّت کی گئی ہے اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔شیطان انسان کو اشتعال دلا کر اور اس کے جذبات کو بگاڑ کر ایسے ایسے کام کروا دیتا ہے جو وہ عام حالت میں نہیں کرسکتا۔ بلکہ بعض اوقات جب غصّہ اتر جاتا ہے تو وہ کام یا بولے گئے وہی الفاظ (جو غصے کی حالت میں کہے تھے) خود اسی انسان کے لئے پچھتاوہ بن جاتے ہیں اور انسان اپنے اوپر افسوس کرنے لگ جاتا ہے۔اسی انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انسان کو غصّے کو پی جانے اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے پر زور دیا ہے۔غصّہ بالکل ہی ختم نہیں ہوسکتا البتہ اس کی شدّت کو کم کیا جاسکتا ہے۔یہ چونکہ مشکل کام ہے اسی لئے اس کا اجر بھی بڑا ہے۔

انسان میں جب غصّہ عروج پر ہوتا ہے تو اس کے جذبات آگ کی طرح بھڑک اٹھتے ہیں۔اس کی عقل ماؤف ہوجاتی ہے۔وہ اپنا رشتہ اور تعلق بھول جاتا ہے اور اپنے نفع اور نقصان سے عاری ہوجاتا ہے اور پھر یہی چند لمحے اس کے لیے زندگی کا روگ بن جاتے ہیں۔اگر انسان غصّے کو پی جانے کا ڈھنگ سیکھ

Marfat.com

سے تو ایک تو وہ ممکنہ نقصان سے بچ سکتا ہے دوسرا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی غصہ کو پینے والے انسان پر خوش ہوتے ہیں۔

غصہ میں سراسر نقصان ہی ہوتا ہے فائدہ کبھی نہیں ہوتا۔ غصہ کو پینا اور لوگوں کو معاف کر دینا اللہ کے بندوں کا وصف ہے۔

﴿غصہ کے بارے فرامینِ الٰہی﴾

غصہ کو پینے والے:۔ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں خوشحالی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ۴۔ آل عمران ۱۳۴)

معاف کردینے والے:۔ ترجمہ: اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آ جائے تو معاف کر دیتے تھے۔ (پ۲۵۔ شوریٰ ۳۷)

﴿غصہ کے بارے فرامین رسول ﷺ﴾

غصہ اور ایمان:۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جیسے ابلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

غصہ میں نہ آیا کرو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا غصہ میں نہ آیا کرو اور اسی کو بار بار دہرایا کہ غصہ میں نہ آیا کرو۔ (بخاری)

غصہ پی جانے کی فضیلت:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندے نے اللہ کے نزدیک غصّے کے گھونٹ سے افضل کوئی گھونٹ نہیں پیا جس کو وہ رضائے الٰہی کیلئے پیئے۔ (احمد)

Marfat.com

قیامت کے دن سرداری:۔ حضرت سہیل بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روائت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اپنے غصّے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے مطابق قدرت رکھتا ہو تو قیامت کے روز اللہ کریم اسے مخلوق کے سرداروں میں بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔

(ابوداؤد)

غصّہ کو کم کیسے کریں؟:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔ (ترمذی)

غصہ میں وضو کر لیں:۔ حضرت عطیہ بن سعدی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کر لیا کرے۔ (ابوداؤد)

غصّہ روکنا نہائت فائدہ مند:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے غصہ کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لیتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے خدا تعالیٰ اُس کے عیبوں کو چھپا لیتا ہے۔ (طبرانی)

غُصہ دُور کرنیکا کلمہ:۔ حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ کے قریب دو شخص آپس میں جھگڑ پڑے۔ ان میں سے ایک شخص کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں (غصہ سے)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے وہ **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ** ہے۔ اس شخص نے کہا۔ کیا مجھے پاگل سمجھتے ہو۔ (ابوداؤد)

غصہ روکنا عذاب کا روکنا ھے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے زبان کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا۔ جس نے غصہ کو روکا تو

Marfat.com

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا۔ اور جس نے اللہ کیلئے عذر قبول کیا اللہ کریم اس کا عذر قبول کرے گا۔ (بیہقی)

پہلوان کی تعریف:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلوان وہ نہیں جو زیادہ بوجھ اُٹھائے یا لوگوں کو پچھاڑتا پھرے بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصّہ کو ضبط کر لے اور غصّہ کی وجہ سے خدا کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو۔ (مسلم شریف)

غصّہ پینے سے رضائے الٰھی:۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص غصّہ کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے تقاضا کو پورا کر سکتا تھا مگر پھر بھی دبا گیا تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

غصّہ میں فیصلہ کی ممانعت:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ غصّے کی حالت میں کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔ (بخاری)

اللہ کے غضب سے کیسے بچا جاسکتا ھے؟:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچا سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غصّہ میں نہ آیا کرو پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا مختصر کام بتا دیجئے جس سے مجھے نیک انجام کی اُمید بندھ جائے۔ فرمایا غصّہ نہ کیا کرو اور جتنی مرتبہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور ﷺ نے ہر سوال کا یہی جواب دیا غصّہ نہ کیا کرو۔ (احیاء العلوم)

دین میں کامیابی:۔ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نرمی کی صفت سے سرفراز کر دے اسے دین میں کامیابی حاصل ہوگئی اور جس کو اس سعادت سے محروم رکھا وہ دین و دُنیا کی نیکیوں سے محروم ہو گیا۔ (کیمیائے سعادت)

رسول اللہ ﷺ کا غصّہ سے پرھیز:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے کام کیلئے غصّہ کیا ہو۔ البتہ جب کوئی شخص اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا کام ترک کر دیتا تو آپ ﷺ اُس سے ناراض ہوتے۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کیلئے ہمیشہ آسانی کے پہلو کو پسند فرمایا ہے۔

حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا میں تجھے خبر دوں کہ بہترین خلق دُنیا اور دین میں کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ کوئی تجھ سے قطعِ محبت کرے تو تُو اس سے دوستی کر اور جو کوئی تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر اور جو کوئی تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا الٰہی تیرے بندوں میں کون تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ بندہ جو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا اور ان کفارِ مکہ پر آپ ﷺ غالب آ گئے جنہوں نے آپ ﷺ کو حد سے زیادہ ستایا تھا۔ وہ اس وقت ڈر رہے تھے اور سب کو اپنی جانوں کا خوف تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ کفارِ مکہ کہنے لگے سوائے خیر کے ہم کیا کہیں۔ ہم آپ کے کرم کے امیدوار ہیں۔ آپ کو سب اختیار ہے۔ تب رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا میں وہ بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر قابو پا کر کہی تھی۔ **لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمِ** (یعنی آج تم سے کوئی پوچھ گچھ نہیں) یہ فرما کر سب کو فکر سے آزاد کر دیا اور عام معافی دے دی۔

﴿غُصّہ بارے اقوال و واقعات﴾

فرمانِ علی المُرتضٰی رضی اللہ عنہ :۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مومن اپنے بھائی کو غصّہ دلائے تو گویا اس نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ہی کا ایک اور فرمان ہے کہ جب کوئی بُرا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور اس کا جواب نہ دو کیوں کہ اس کے کہنے والے کے پاس اور بھی کلمات ہیں جو جواب میں کہے تو اس پر غصّہ آئے گا اور جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا قول :۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خاموشی غصّہ کا بہترین علاج ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ عمل :۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی بدگوئی کرتا ہے تو فرماتے بخدا میں اس کے فعل سے ابلیس کو خوش نہیں کروں گا۔ پھر فرماتے اے اللہ اگر وہ سچّا ہے تو مجھے معاف کر دے اور اگر جھوٹا ہے تو اسے درگزر فرما۔

گالیوں سے درگزر:۔ ایک شخص نے بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت گالیاں دیں لیکن آپ خاموش رہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا آپ اسے کیوں گالی نہیں دیتے، جس طرح اس نے گالیاں نکالی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا جس کی وجہ سے میں اس کو بُرا کہہ سکوں اور بہتان لگانا مجھے جائز نہیں۔

بُرا بھلا کہنے پر سر جھکا دیا:۔ ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بُرا بھلا کہا تو آپ نے سر جھکا دیا اور فرمایا تُو نے تو یہی کوشش کی تھی کہ میں غصّہ میں آجاؤں اور شیطان سے مغلوب ہو کر اپنے آپ میں نہ رہوں اور تجھے اپنے غصّے کا شکار بناؤں تا کہ کل قیامت کو تُو میرا دامن پکڑ سکے لیکن مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے یہ کہہ کر چپ ہو رہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو محوِ طواف دیکھا جو زار و قطار رو رہا ہے۔ اس کا مال چوری ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تمہیں اپنے مال کے چوری ہونے کا صدمہ ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے نہیں روتا کہ میرا مال جاتا رہا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ روزِ قیامت کو جب وہ چور میرے ساتھ (جوابدہی کیلئے) کھڑا ہوگا تو اس کی حالت قابلِ رحم ہوگی اور کوئی عذر نہ بن پڑے گا۔

حضرت سلمان کا جواب:۔ کسی شخص نے حضرت سلمان کو گالی دی تو انہوں نے فرمایا کہ (اے شخص) قیامت کے دن اگر (ترازوئے عدل) میرے گناہوں کا پلڑا بھاری نکلا تو تُو جو کچھ کہہ رہا

Marfat.com

ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں۔ اور گروہ پڑ ہکا نکا (یعنی نہیں زیادہ ہوئیں) تو تیسرے نے یوں کہنے کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔

حکایت:۔ ایک دفعہ ہارون رشید کا بیٹا غصہ سے بھرا ہوا باپ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں شخص نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ ہارون رشید نے ارکان دولت سے پوچھا کہ ایسے شخص کو کیا سزا دینی چاہیے۔ ایک نے زبان کاٹنے کی رائے دی۔ دوسرے نے جائیداد کی ضبطی اور ملک بدر کرنے کی سزا تجویز کی۔ تیسرے نے اس کے قتل کا مشورہ دیا۔ ہارون رشید نے اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بیٹے اگر تو اسے معاف کر دے تو تیری مہربانی ہوگی۔ اگر نہیں کر سکتا تو تو بھی اس کو ماں کی گالی دے لے۔ لیکن حد سے نہ بڑھنا ورنہ تیری طرف سے ختم ہوگا۔

حسد

اللہ تعالیٰ رازقِ کائنات ہیں وہ اپنی حکمت کاملہ سے کسی کو زیادہ رزق دیتا ہے اور کسی کو کم۔ اسی طرح بعض لوگوں کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے اور بعض کو اپنی نعمتوں سے محروم رکھتا ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کا رزق اور نعمتوں کی فراوانی دیکھ کر جلتے اور کڑھتے رہتے ہیں اور سوچتے رہتے ہیں کہ یہ نعمتیں انہیں کیوں نہیں ہیں؟ اس پر وہ خوش نہیں ہوتے۔ ایسی ہی کیفیت کا نام حسد ہے۔ یہ ایک بہت بڑی برائی اور گناہ ہے جو اللہ کریم کو سخت ناپسند ہے۔ جو انسان اللہ کی تقسیم و عطا پر نہ خوش ہوتا ہے خدا اس سے کب راضی ہوگا۔ حاسد آدمی دوسروں کی خوشحالی دیکھ کر دل میں یہ خیال کرتا ہے کہ نعمتیں اور رزق اسے کیوں ملا، مجھے کیوں نہ ملا۔ حاسد انسان حسد کی آگ میں کڑھتا رہتا ہے اور اپنا سکون برباد کرتا ہے۔

ہر شخص کو چاہیے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں (خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ) پر شکر ادا کرتا رہے اور کسی پر حسد نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ الٰہی مجھے حسد کی بیماری سے دور رکھنا۔ حسد کی بجائے رشک

Marfat.com

کرنا بُرا نہیں ہے۔ اگر اللہ کریم نے کسی کو وسیع رزق، دولت، علم یا اچھی صحت یا حسن و جمال دے رکھا ہے تو اُسے دیکھ کر خوش ہونا چاہیے اور اپنے لیے بھی اللہ سے ویسی ہی نعمت مانگے تو یہ رشک کہلائے گا۔ کسی کے زوالِ نعمت کا خواہش مند ہونا حسد کہلاتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں حسد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿حسد کے بارے فرامینِ اِلٰہی﴾

اہلِ کتاب اور حسد:۔ ترجمہ: بہت سے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر انکار کی طرف پھیر دیں۔ یہ صرف حسد کی بنا پر ہے حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ (پ۱۔ البقرہ)

حسد نہ کرو:۔ ترجمہ: کیا وہ اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کر رکھی ہے۔ ہم نے تو ابراہیم علیہ السلام کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بہت بڑا ملک دیا۔ (پ۵۔ النساء)

حاسد سے اللہ کی پناہ مانگو:۔ ترجمہ: آپ فرما دیں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا مالک ہے جو چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب وہ چھا جائے اور گانٹھوں پر پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے۔ (پ۳۰۔ فلق)

﴿حسد کے بارے فرامینِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

حسد مت کرو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور ایک دوسرے پر بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری)

حسد سے بچو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حسد سے بچو کیوں کہ نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (ابوداؤد)

منحوس چیز:۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے

Marfat.com

مسلمانو! یہ خیال رکھنا کہ تم میں وہ (منحوس) چیز پیدا نہ ہونے پائے جس کے باعث تم سے پہلے کتنی ہی اُمتیں برباد ہو چکی ہیں اور وہ چیز حسد اور عداوت کہلاتی ہے۔ اور قسم ہے مجھے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں ہرگز داخل نہ ہو پاؤ گے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے دوستانہ محبت نہ رکھو گے۔ اور آؤ میں تمہیں یہ بھی بتادوں کہ محبت کا جذبہ کیسے پیدا ہوسکتا ہے، سو اس کا (سیدھا) طریقہ یہ ہے کہ (جب بھی) ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو تو اعلانیہ نمایاں طور پر ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔ (کنز العمال)

تقدیر پر غلبے کا خدشہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریب ہے کہ تنگ دستی کفر ہو جائے اور حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (بیہقی)

حسد کا نیکیوں کو کھا جانا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ (ابن ماجہ)

رسُولِ خدا ﷺ کی پیش گوئی:۔ حضرت حمزہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا لوگ اس وقت تک ہمیشہ خیریت اور اچھی حالت میں رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے حسد نہیں کریں گے۔ (کنز العمال)

حسد کرنیوالوں کی مذمّت:۔ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسد کرنے والے، چغلی کھانے والے اور کاہن (نجومی) میرا ان لوگوں سے اور ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (کنز العمال)

ایمان اور حسد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان اور حسد دونوں کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (بیہقی)

آپس میں حسد نہ کرو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کے رہو۔ (بخاری)

تین اہم باتیں:۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ کوئی انسان ان سے خالی نہیں ہوتا یعنی (1) بدگمانی (2) حسد اور (3) بدشگونی۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ان کا علاج کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ (اور وہ اس طرح ہے کہ) جب بدگمانی پیدا ہو جائے تو دل میں تجسّس نہ کرو اور کرید سے کام نہ لو (یعنی دل کو اس سے فارغ رکھو) اور کسی بدشگونی یا فالِ بد کا سامنا ہو تو اس پر اعتماد ہی نہ کرو۔ اور جب حسد پیدا ہو تو زبان کو قابو میں رکھو اور ہاتھوں سے کوئی انتقامی کاروائی سرزد نہ ہونے دو تا کہ معاملہ طول نہ پکڑے۔ (کیمیائے سعادت)

رشک کے لائق دو باتیں ہیں:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی سے حسد جائز نہیں ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور رات دن اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ (ابن ماجہ)

ایک بلند مرتبہ شخص:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ عرش معلّٰی کے سائے تلے کھڑا ہے۔ آپ (اس قدر متاثر ہوئے کہ) اس درجہ تک رسائی کے آرزومند ہوئے اور کہا یہ کون ہے جسے حق تعالیٰ کے نزدیک اتنا بلند مرتبہ حاصل ہوا اور اس کا نام کیا ہے؟ آپ کو اس نام تو نہیں بتایا گیا لیکن (اللہ کی طرف سے) یہ ارشاد ہوا کہ اس کے نیک عمل سے آگاہ کر دیتے ہیں کہ اس شخص نے کبھی حسد نہیں کیا، ماں باپ کی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی کسی کی چغلی کھائی ہے۔

حسد کا نقصان:۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا حرص اور حسد مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ (زرّیں)

Marfat.com

حسد نہ کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جو حسد کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (طبرانی)

حضرت زکریا علیہ السلام کا اِرشاد:۔ حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی سے حسد کرتا ہے وہ نعمت کا دشمن ہے (کیونکہ وہ حسد کسی نعمت سے جلن کا نتیجہ ہوتا ہے) اور اس کا حسد دراصل میرے خلاف غضب ناکی کا مظاہرہ ہوتا ہے (کیوں نعمتیں میں دیتا ہوں) گویا وہ میری تقسیم جسے میں بندوں کے درمیان روا رکھتا ہوں اس شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہوتی۔

حسد گناہ کی جڑھے:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں گناہ کی جڑ ہیں، اِن سے ڈرو اور ان سے بچو۔ (1) تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہی نے ابلیس کو اُکسایا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔ (2) حرص سے بچو کیوں حضرت آدم علیہ السلام کو حرص ہی نے درخت کا پھل کھانے پر مجبور کیا اور (3) حسد سے بچو کیوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو حسد ہی نے اپنے بھائی کو قتل کرنے پر مجبور کیا۔ (رسالہ قشیریہ)

﴿حسد سے مُتعلق اقوال و واقعات﴾

عجیب واقعہ :۔ ایک روز ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا، جب ہم نے اس کا جنازہ اٹھایا تو اس کا جنازہ ہمارے کندھوں سے علیحدہ ہو کر خود چلتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو چیزیں نہ ہوں گی ایک غرور اور دوسرا حسد اور اس کا جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

جبرائیل علیہ السلام کا دَم کرنا:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آئے تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ بیمار ہیں تو جبریل علیہ السلام نے کہا میں اللہ کا نام لے کر دم کرتا ہوں۔ ہر اس چیز کیلئے جو آپ ﷺ کو تکلیف دیتی ہے اور ہر فرد کی برائی یا حسد

Marfat.com

کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفا عطا فرمائے۔ اللہ کے نام سے میں آپ ﷺ پر دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی بشارت :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ دیکھو اہل بہشت میں سے ایک صاحب آرہے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ انصار مدینہ میں سے ایک شخص چلے آرہے ہیں کہ اپنے جوتے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے ہیں اور پانی کے قطرے اُن کی داڑھی سے گر رہے ہیں۔ اگلے روز بھی ایسا ہی ہوا یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ نے وہی الفاظ دہرائے اور وہ شخص اسی حالت میں دکھائی دیا۔ جب تیسرے دن پھر ویسا ہی ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم کرنے کی بڑی خواہش پیدا ہوئی کہ آخر وہ کون سا عمل ہے جو اس شخص کے ہاتھوں انجام پاتا ہے (کہ نبی کریم ﷺ ہر بار اسے اہل جنت میں سے بتاتے ہیں)۔ چنانچہ اس کے پاس گئے اور کہا میری اپنے والد سے کچھ ناراضگی ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ تین راتیں تمہارے ساتھ گزاروں۔ اس نے کہا بڑی اچھی بات ہے۔ چنانچہ پہلی شب غور کرتے رہے لیکن سوائے اس کے کوئی بات دیکھنے میں نہ آئی کہ جب بھی اس شخص کی آنکھ کھلتی تو وہ اللہ کا نام لیتا تھا۔ آخر آپ نے اسے صاف بتا دیا کہ میری اپنے باپ سے کوئی ناراضگی نہیں۔ البتہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے متاثر ہو کر تمہارے پاس چلا آیا تھا۔ اور تمہارے اس خاص عمل سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ اس نے کہا بس یہی عمل تھا جو تو نے ملاحظہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلنے لگے تو اس شخص نے دوبارہ آواز دی اور کہا ایک بات اور بھی ہے جس سے میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے کبھی کسی کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے جبھی تو اس مرتبہ پر فائز ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک کا انتقال ہوا تو تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان کی روح کا استقبال کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی یا الٰہی اس کو کس وجہ سے یہ مرتبہ ملا؟ حکم ہوا پانچ کاموں کی وجہ سے ایک یہ کہ کینہ نہیں رکھتا تھا۔ دوئم

Marfat.com

وہ بڑا سخی تھا۔ سوئم کسی کی غیبت نہیں کرتا تھا۔ چہارم یہ طمع اور لالچ نہیں رکھتا تھا اور پنجم یہ کہ حسد نہیں کرتا تھا۔

حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا قول:۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے پر اپنی کوئی نعمت پوری کرنا چاہے تو وہ کر کے رہتا ہے خواہ حاسد کتنا ہی حسد کیوں نہ کریں۔

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول :۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حاسد کو تمہاری خوشی سے افسوس ہوتا ہے یہ اس کیلئے کافی ہے یعنی تمہیں بدلہ لینے کی ضرورت نہیں وہ خود ہی اپنی آگ (حسد کی) میں جلے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسم کی صحت کا انحصار حسد کی کمی پر ہے۔ حاسدوں کی اس حالت پر تعجب ہے کہ وہ تندرست کیسے ہیں؟

حسد بارے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت :۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ بلکہ حسد کا نقصان دین و دُنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں روز قیامت اسکو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے میں جس پر حسد کر رہا ہوں تو میں گویا خدا تعالیٰ کی عطا پر اعتراض کر کے اپنا دین اور ایمان ضائع کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اس کو وہی عطا کرتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اللہ کے نزدیک وہ ان نعمتوں کا اہل ہے۔ اور میں چونکہ اُن نعمتوں کا اہل نہیں ہوں اس لئے اللہ نے مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے جاتا رہے گا۔ اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم)

حاسد کیلئے پانچ عذاب:۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ حسد کرنے والے پر پانچ عذاب

Marfat.com

ایک دانا کا قول ۔ ایک دانا کا قول ہے کہ حسد ایک زخم ہے جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حسد پر

بغض و کینہ

بغض اور کینہ دونوں ہی منفی جذبات ہیں۔ منفی جذبے سے معمور دل کبھی نہیں ہوتا۔ بغض

بغض اور کینہ رکھنے والے کبھی پرسکون نہیں ہو سکتے۔

بغض اور کینہ انسان اور خالق سے غافل کر دیتا ہے کیونکہ وہ وقت جو انسان کو تلاش حق میں صرف کرنا

Marfat.com

﴿بُغض کے بارے فرامینِ الٰہی﴾

ترجمہ: اے ایمان والوں غیروں کو اپنا محرم راز مت بناؤ یہ لوگ تمہاری برائی سے فائدہ اٹھانے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے اور چاہتے ہیں کہ تجھے تکلیف پہنچے۔ ان کے دلوں کا بغض ان کی زبانوں سے ظاہر ہو گیا ہے۔ جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی شدید ہے۔ ہم نے تجھے کھول کر بیان کر دیا ہے اگر تم میں عقل ہو۔ (پ ۶۔ آل عمران ۱۱۸)

ترجمہ: اے محبوب جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُترا ہے اس سے ان میں شرارت اور اِنکار بڑھے گا۔ اور ہم نے ان میں قیامت تک عداوت اور بغض کو فروغ دے دیا ہے جب لڑائی کیلئے آگ بھڑکاتے ہیں۔ اللہ اسے بجھا دیتا ہے۔ اور زمین میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ ۶۔ مائدہ)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کا اسوہ حسنہ اچھا تھا جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان بتوں سے بے زار ہیں۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم اُنہیں نہیں مانتے۔ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کیلئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا ہے جب تک کہ تم ایک خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ (پ ۲۸۔ الممتحنہ)

ترجمہ: ان کو مومنوں سے اس بات کا کینہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے جو غالب اور قابلِ حمد ہے۔ (پ ۳۰۔ البروج ۸)

﴿مُذمّتِ بُغض بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

قطع تعلقی بُغض ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اِرشاد فرمایا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور مر گیا تو جہنم میں داخل ہوا۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

دوسرے کی مصیبت پر خوش نہ ہو:۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوشی کا اظہار نہ کرو۔ مبادا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مبتلا کر دے۔ (ترمذی)

آپس میں بغض نہ رکھو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم لوگ بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری)

کینہ رکھنے والوں کی بخشش مؤخر:۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شبِ برأت اللہ تمام بخشش مانگنے والوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور رحمت طلب کرنے والوں پر رحمت نازل فرما دیتا ہے لیکن کینہ رکھنے والوں کے معاملہ کو ملتوی فرما دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

نماز کن کی قبول نہیں ہوتی؟:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین قسم کے لوگوں کی نمازیں اُنکے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں اٹھتیں۔ ایک تو قوم کا امام جسے لوگ پسند نہیں کرتے۔ دوسری وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر ناراض ہے۔ تیسرے وہ بھائی جو آپس میں ناراض ہیں۔ (ابن ماجہ)

دینی بھائی کو چھوڑنا کیسا ہے؟:۔ حضرت ابوخراش سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو ایک سال تک اپنے (دینی) بھائی کو چھوڑے رہے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ گویا اس نے اس کا خون بہا دیا۔ (ابوداؤد)

کینے کا نقصان :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں کے اعمال ہر ہفتے دو دفعہ پیش کئے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز پس ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے ماسوائے اس آدمی کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ کینہ ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ

Marfat.com

دو یہاں تک کہ مل جائیں۔ (مسلم)

تین شب سے زیادہ بھائی کو نہ چھوڑو:۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اپنے بھائی سے تین شب سے زیادہ ترکِ ملاقات کرے کہ جب دونوں ملیں تو یہ اس سے منہ پھیرے اور ان دونوں میں وہ اچھا ہے جو سلام کی ابتدا کرے اور کینہ دل سے دُور کرے۔

کینہ دُور کرنیکا علاج:۔ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی نے کسی کے ظلم پر بددُعا دی اس نے اپنا حق پالیا اور اللہ کے نزدیک وہ عزیز ہے جو باوجود بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے معاف کردے۔ کینہ دُور کرنے کا علاج یہ ہے کہ سلام کرنے میں پہل کرے اور مصافحہ کرے اس سے کینہ دور ہو کر اتحاد پیدا ہوگا۔ اگرچہ پہلے تکلّف ہی سہی مگر آہستہ آہستہ کینہ رفع ہو جائیگا۔

کینہ رکھنے والے کی گواہی ناجائز:۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا شہادت جائز نہیں خیانت کرنیوالے مرد و عورت کی اور زنا کرنے والے مرد و عورت کی اور نہ اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والے کی اور گھر والوں کے خرچ پر گزارہ کرنے والے کی۔ (ابوداؤد)

کینہ رکھنے والے کی بخشش نہیں:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور سب کی بخشش کر دیتا ہے لیکن کینہ پرور نہیں بخشا جاتا۔ (بیہقی)

ناراض دینی بھائی کو تین مرتبہ سلام کرنا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ دوسرے کو چھوڑے رہے۔ جب اسے ملے تو تین دفعہ تک سلام کرے اگر وہ ہر دفعہ جواب نہ دے تو گناہ کر کے لوٹا۔ (ابوداؤد)

صُلح ہونے تک بخشش مُلتوی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے ماسوائے اس شخص کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ کینہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو صلح کرنے تک رہنے دو۔

﴿کینہ و بُغض کی حکایات﴾

حکایت:۔ حضرت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں دوران حج میری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو پانی نہیں پیتا تھا۔ میں نے اُس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا مدعی تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ ایک رات میں سویا اور خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں۔ شدتِ پیاس سے میرا بُرا حال تھا۔ چنانچہ میں پیاس بجھانے کیلئے حوضِ کوثر پر پہنچا تو وہاں میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیاسوں کو پانی پلاتے دیکھا۔ میں سیدھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور پانی مانگا تو انہوں نے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ میں بڑا پریشان ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی تلاش کی۔ چنانچہ آپ ﷺ مجھے میدان محشر میں تشریف فرما نظر آئے۔ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور شکائت کی کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے۔ میں حوضِ کوثر پر گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا تو انہوں نے منہ پھیر لیا اور پانی نہیں پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا علی رضی اللہ عنہ تجھے پانی کیسے پلائے جب کہ تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے کہ نہیں؟ فرمایا ہاں ہے سچے دل سے توبہ کرو اور میرے صحابہ سے محبت رکھو پھر میں تمہیں ایسا جام پلاؤں گا کہ عمر بھر تمہیں پیاس نہیں لگے گی۔ چنانچہ میں نے بُغض صحابہ سے توبہ کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک جام عطا فرمایا جو میں نے پیا۔ پھر میری آنکھ کھلی

Marfat.com

تو مجھے قطعاً پیاس نہ تھی اوراب پیاس لگتی بھی نہیں ۔ پانی پیوں یا نہ پیوں برابر ہے۔اب میں سچے دل سے رسول اللہ ﷺ کے چاروں یاروں کا محبّ ہوں ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حکایت:۔ ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا تو اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مبارک لکھا دیکھا۔ یہودی بغض وکینہ سے اس نام کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اسی صفحہ پر یہ نام اقدس چار جگہ پر لکھا دیکھا۔غصہ میں آ کر اس نے اس نام پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔تیسرے روز اس نے دیکھا اسی صفحہ پر نام مبارک آٹھ مرتبہ لکھا ہوا ہے۔اس نے پھر یہ نام اقدس سب جگہ سے کھرچ دیا۔چوتھے روز اس نے نام مبارک بارہ جگہ پر لکھا دیکھا۔اب اس کی حالت بدلی اور نامِ پاک کی دل سے محبت پیدا ہوگئی۔اور اس نام مبارک والے محبوب ﷺ کی زیارت کیلئے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھیے کہ جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کا وصال پاک ہو چکا تھا۔ وہاں اس کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جب آپ نے اسے بتایا کہ رسول خدا ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمالیا ہے۔تو وہ سخت بے چین ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے بدن مبارک کا کوئی کپڑا دکھایئے چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا مبارک اسے دیا۔اس یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر آپ ﷺ کے روضہ اَنور کے سامنے آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دُعا مانگی کہ الٰہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کرلیا ہے تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے۔اتنا کہا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کر دیا۔آنحضرت ﷺ کے نام کریم کی برکت سے اس یہودی کے دِل کا بغض دور ہو گیا اور وہ صاحبِ ایمان ہو کر فوت ہوا۔ (نزہۃ المجالس)

Marfat.com

ریا کاری

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کا اصل مقصد تو رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لوگوں کیلئے ''دِکھلاوہ'' یا شہرت حاصل کرنے کا ارادہ بھی شامل ہو جائے تو وہ عبادت اور اطاعت ریا کاری بن جائے گی۔ یعنی دِکھلاوہ اور شہرت حاصل کرنے کیلئے نیکی کرنا ریا کاری ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور رسول خداﷺ نے تو اسے چھپا ہوا شرک قرار دیا ہے۔ نیکی کرنے کی بنیاد اخلاص (یعنی صرف خدا کیلئے) ہونی چاہیے۔ اگر کوئی اور مقصد اس میں شامل کرلیا تو نہ صرف ثواب سے محرومی ہوگی بلکہ الٹا ایسی نیکی جس کا مقصد اللہ کی رضا نہ ہو روز قیامت اس پر باز پُرس بھی ہوگی۔

مردُود شیطان جب دیکھتا ہے کہ بندہ نیکی کرنے سے باز نہیں رہ سکا تو وہ اپنا ریا کاری والا ہتھیار استعمال میں لاتا ہے اور نیکی کرنے والے کو ریا کاری میں مبتلا کر کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔ شیطان کا یہ ہتھیار بہت کارگر ہے اور بسا اوقات بڑے بڑے عابد و زاہد بلکہ عالم دین حضرات بھی کسی نہ کسی طرح اس کے اس ہتھیار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ریا کاری کی تباہ کاری سے بچائے۔ اسی چیز کے پیش نظر ریا سے بچنے پر بہت زور دیا گیا ہے اور اپنے نیک اعمال کو جہاں تک ہو سکے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

قرآن میں ریاکاری کی مُذمّت

دکھلاوے کے صدقات و خیرات:۔ ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلاوے کیلئے خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو وہ کتنا برا ساتھی ہے۔ (پ ۵۔ النسا ۳۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتانے اور ایذا دینے سے اس طرح ضائع نہ کر

Marfat.com

دو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسکے مال کی مثال اس چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی ہو اور اس پر زوردار بارش ہو اور وہ صاف ہو جائے اس طرح ریاکار اپنی کمائی میں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (پ۳۔البقرہ)

دِکھلاوے کا جھاد :۔ ترجمہ: اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے لوگوں کے دِکھاوے کیلئے نکل آئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں جو یہ کرتے ہیں وہ اللہ کے قابو میں ہے۔ (پ۱۰۔انفال)

دکھاوے کی نماز :۔ ترجمہ: بے شک منافق لوگ اپنی سوچ کے مطابق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت قلیل۔ (پ۵۔النساء)

ترجمہ: تو ان نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی نماز بھولے بیٹھے ہیں جو دِکھاوا کرتے ہیں اور استعمال کرنے والی چیز سے منع کرتے ہیں۔ (پ۳۰۔الماعون)

﴿ریاکاری بارے اِرشاداتِ رسول اکرم ﷺ﴾

ریاکاری شرک ہے :۔ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی تو یقیناً اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا تو اس نے بے شک شرک کا کام کیا اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ دیا اس نے بلاشبہ شرک کا کام کیا۔ (احمد)

چھوٹا شرک :۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم سے خوف ہے وہ چھوٹا شرک ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چھوٹا شرک کیا ہے؟ تو فرمایا ریاکاری۔ (احمد)

Marfat.com

عمل کا بدلہ اس سے لو جس کیلئے کیا:۔ فرمانِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے فرمائے گا تم لوگ اس کے پاس جاؤ جس کو تم دُنیا میں اپنا عمل دکھا کر کیا کرتے تھے۔ پھر تم دیکھ لو کیا تم اس کے پاس کوئی جزا اور بھلائی پاتے ہو؟۔ (بیہقی)

قیامت کے روز فسادی :۔ حضرت ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگ قیامت کے روز جمع ہوں گے جس میں شک نہیں تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس نے شرک کیا کسی کام میں جو اس نے اللہ کیلئے کیا ہو تو اس کا ثواب خدا کے سوا اسی سے طلب کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک کیے جانے والے تمام شرکاء سے بے نیاز ہے۔ (احمد)

دجّال سے زیادہ خوفناک چیز:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم لوگ دجّال کا ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک دجّال سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ تو ہم لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ ضرور ہم لوگوں کو خبر دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ چھپا ہوا شرک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو وہ یہ دیکھ کر اپنی نماز لمبی کر دے کہ کوئی آدمی اس کو دیکھ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

اللہ کی نظر دل پر ہوتی ہے:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

جہنم کی سخت ترین وادی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جب الحزن سے جو جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے اور خدا

Marfat.com

کے شدید غضب کے لائق وہ قاری ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ (ترمذی)

اللہ کی بے نیازی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن کو شریک کیا جائے اور ایسے تمام شرکاء سے میں بے نیاز ہوں بلکہ جو اپنے عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کرے تو میں اسے اور جس کو شریک کیا دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ دوسری روائت میں ہے کہ میں اس سے لاتعلق ہوں وہ اسی کیلئے ہے جس کیلئے کیا۔ (مسلم)

دکھاوے کا جہاد:۔ روائت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ مجھے جہاد کے متعلق بتایئے۔ فرمایا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اگر تم صبر کے ساتھ ثواب کیلئے لڑے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابر اور ثواب پانے والا اُٹھائے گا اور اگر تم دکھاوے اور مال بڑھانے کیلئے لڑے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور لالچی اٹھائے گا۔ تم جس حال میں لڑے یا قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ اسی حال میں اٹھائے گا۔

(ابوداؤد)

جب صحابی رسول ﷺ رو پڑے:۔ روائت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ رونے لگے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بات فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ کو اپنی اُمت پر شرک اور چھپی ہوئی شہوت کا خوف ہے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن سن لو وہ سورج یا چاند اور بت کی عبادت نہیں کریں گے لیکن وہ اپنے عملوں میں ریاکاری کریں گے اور چھپی ہوئی شہوت یہ ہے کہ ان میں سے ایک صبح کو روزہ دار رہے گا پھر اس کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت اس کے ساتھ آجائے گی تو وہ روزہ توڑ دے گا۔ (احمد۔ بیہقی)

شہرت کا طالب:۔ حضرت جارُود رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روائت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخرت کے کام میں دُنیا کی شہرت کا طالب ذلیل و رُسوا ہے۔ اس کا نام دوزخ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کا چہرہ بگاڑ دیا جاتا ہے اور اس کا ذکر مٹ جاتا ہے۔ (طبرانی)

Marfat.com

تھوڑی سی ریا بھی شرک ھے:۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس روتے ہوئے پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی وہ مجھے رُلاتی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔ اور جو شخص اللہ کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ نیکوں، پرہیزگاروں اور چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے کہ وہ غائب ہوں تو ڈھونڈے نہ جائیں۔ حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں۔ اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے۔ ان کے دل ہدائت کے چراغ ہیں۔ ہر غبار آلود تاریکی سے نکل جاتے ہیں۔ یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

جنت میں بلا کر واپس کیا جانا:۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کچھ لوگوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور وہ محل اور جو کچھ جنت میں اللہ کریم نے جنتیوں کیلئے تیار کیا ہے اسے دیکھیں گے تو پکارا جائیگا انہیں واپس کردو جنت میں ان کیلئے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ بڑی حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوتی۔ تب یہ لوگ کہیں گے یارب اگر تو نے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کردیا ہوتا اور یہ ثواب اور جنت کا ساز وسامان ہمیں نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہمارے لئے آسان ہوتا۔ ارشاد فرمایا جائیگا ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے تھے۔ جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے۔ لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے۔ لوگوں کی تعظیم کی میری نہ کی۔ لوگوں کیلئے گناہ چھوڑے میرے لئے نہ چھوڑے لہٰذا آج تم کو عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔ (طبرانی)

دُنیا کو دین کے ذریعے طلب کرنیوالے:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جو دُنیا کو دین کے

Marfat.com

ذریعے طلب کریں گے۔ وہ لوگوں کیلئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے۔اپنی نرم دلی ظاہر کرنے کیلئے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔اوران کے دل بھیڑوں جیسے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان (ریاکاروں) سے فرمائے گا یہ لوگ میرے مہلت دینے سے بے خوف ہوگئے ہیں؟ کیا یہ لوگ مجھ پر جری ہوگئے ہیں؟ تو مجھ کو میری ہی قسم ہے کہ میں ضرور ضرور ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جو عقل مند آدمی کو حیرانی میں ڈال دے گا۔(احمد)

باعثِ عبرت فرمانِ رسول ﷺ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس آدمی کا سب سے پہلے فیصلہ ہوگا وہ شخص ہوگا جو شہید ہوا تھا اسے لایا جائیگا۔اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔وہ پہچان کرے گا۔(اعتراف کرے گا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو اس لئے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔چنانچہ تجھے کہا گیا ہے۔پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائیگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائیگا۔ایک شخص وہ ہوگا جس نے قرآن سیکھا،سکھایا اور پڑھا۔اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔وہ انہیں معلوم کرلے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس میں کیا عمل کیا وہ عرض کرے گا میں نے علم حاصل کیا،دوسروں کو سیکھایا اور تیری راہ میں قرآن پڑھا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے تو صرف اس لئے علم حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن پڑھایا تاکہ تجھے قاری کہا جائے پس یہی کہا گیا۔پھر حکم الٰہی سے اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ایک شخص وہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی اور طرح طرح کا مال دیا اسے لایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اسے (عطا کی گئی) نعمتیں یاد دلائے گا وہ معلوم کرے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا جس جگہ مال کا خرچ کرنا تجھے پسند ہے میں نے تیری رضا کیلئے ایسی ہی جگہ خرچ کیا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تیرا مطلب یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے۔پس کہا گیا۔پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔تو اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔(مسلم شریف)

Marfat.com

﴿ریا کے بارے چند اقوال و حکایات﴾

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا قول:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ گویا یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ میں بڑا پارسا ہوں۔ فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے اس گردن کو سیدھی کر لے کہ خشوع وخضوع کا مقام دل ہے گردن نہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور ایک شخص:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد میں بحالتِ سجدہ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے انسان یہ جو کچھ تو (لوگوں کے سامنے) مسجد میں کر رہا ہے۔ اگر گھر میں کرتا تو تیرا جواب نہ تھا۔

قول غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ :۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم نے اللہ بھی زور دے کر کہا تو اس کی بھی باز پُرس ہوگی کہ یہ خالصتاً رضائے الٰہی کے کیا ہے یا ریا سے کیا ہے۔

حضرت بشر حافیؒ کا شہرت سے بچنا:۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے محدّث ہونے کے باوجود بھی حدیث کبھی بیان نہ کی اور یہ فرماتے تھے کہ اس وجہ سے حدیث بیان نہیں کرتا کہ میرے اندر حصول شہرت کا جذبہ ہے اگر یہ خامی نہ ہوتی تو ضرور حدیث بیان کرتا۔

حضرت حسن بصریؒ کا خود کو جھڑکنا:۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے نفس کو مخاطب ہوتے اور اسے جھڑک کر کہتے کہ تُو باتیں تو پرہیز گاروں، اطاعت گزاروں اور عابدوں جیسی کرتا ہے مگر تیرے افعال فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں جیسے ہیں۔ واللہ یہ مخلصوں کی صفات نہیں ہیں۔

حکایت:۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اتنا عبادت گزار تھا کہ قرآن کریم سنتے ہی بے خود ہو جاتا اور زمین پر گر جاتا تو آپ نے اسے سمجھایا۔ اے بندہ خدا تو یہ کام بے شک کر لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ریا کی بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاکت میں ڈال دیا جائے اور تیری یہ کیفیت تجھ سے سلب کر لی جائے۔ کیوں کہ ریاکاری ایک مہلک بیماری ہے جس سے بلند مرتبے بھی آن کی آن میں چھن جاتے ہیں اور خدا کی

Marfat.com

مہربانیاں ختم ہوجاتی ہیں اور بڑے سے بڑا ریاکار ولی بھی لمحہ بھر میں خالی ہاتھ ہوجاتا ہے۔اس لئے ایسی باتوں سے بچنا چاہیے جو ریاکاری کا سبب بنیں۔

حکایت:۔ ایک عبادت گزار شخص کو کسی بادشاہ نے کھانے کی دعوت دی جب سب کھانے پر بیٹھے تو اس شخص نے بہت کم کھایا اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو معمول سے زیادہ نماز پڑھی۔مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کو بڑا کم خوراک اور عابد وزاہد سمجھیں۔جب اپنے گھر پہنچا تو کھانا طلب کیا۔اس کا ایک لڑکا بڑا سمجھدار تھا اس نے کہا ابا جان آپ نے بادشاہ کے ہاں سیر ہوکر نہ کھایا اور گھر میں آ کر طلب کیا جبکہ وہاں نماز زیادہ پڑھی۔آپ نماز بھی دوبارہ معمول کے مطابق پڑھیے (یعنی دکھاوے کی نماز بھی ضائع گئی)۔

بُخل (کنجوسی)

مال اور وسائل کے ہوتے ہوئے ضرورت کے مطابق خرچ نہ کرنا بخل اور کنجوسی کہلاتا ہے۔جو دولت انسان جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے وہ اس کے کسی بھی کام نہ آئے گی اور اُسے خالی ہاتھ ہی دُنیا سے جانا ہوگا۔وہی جمع کیا ہوا مال روز قیامت اس کیلئے وبال بن جائے گا۔مال ودولت سے محبت کرنیوالا بخیل شخص اپنے روزمرّہ اخراجات میں بھی کنجوسی کرتا ہے تاکہ مال زیادہ سے زیادہ جمع ہو۔ہوسِ زر کے سبب وہ اللہ کے راستے میں بھی خرچ نہیں کر پاتا۔اس طرح وہ اپنے وارثوں کا فائدہ تو کرتا ہے لیکن اپنی آخرت خراب کرلیتا ہے۔قرآن وحدیث میں بخل کی بہت مذمّت کی گئی ہے۔بخل کرنیوالے شخص میں مال ودولت سے محبت کے باعث حرص، طمع، لالچ اور کم ہمتی بڑھتی جاتی ہے اور اس کا دل کبھی مطمئن اور پرسکون نہیں ہوتا۔اس کا بخل اسکے لئے پریشانیوں اور بے سکونی کا باعث بن جاتا ہے۔حرص مال میں جب وہ اور آگے بڑھتا ہے تو حلال وحرام کی تمیز بھی ختم ہوجاتی ہے اور وہ ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے جس سے اس کی عاقبت برباد ہوجاتی ہے۔اسلئے ہر انسان کو بخل سے ہر صورت بچنا چاہیے۔

Marfat.com

﴿بُخل کے بارے فرامینِ الٰھی﴾

بخل شر ھے:۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے انہیں مال دیا ہے اس سے بخل کرتے ہیں۔ اور اس بخل کو اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ بخل ان کے لئے شر (برائی) ہے۔ وہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ آسمان اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ (پ۴۔ آل عمران)

بخل باعثِ ھلاکت ھے:۔ ترجمہ: جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا اور اچھی بات کو جھٹلایا پس بہت جلد اس کے لئے مشکل ہوگی اور جب وہ ہلاکت میں پڑے گا تو اس کا مال اسکے کام نہ آئے گا۔

(پ۳۰۔ الیل)

انسان بڑا کنجوس ھے:۔ ترجمہ: آپ فرمائیے کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی خرچ ہونے کے خوف سے روک لیتے اور انسان بڑا ہی کنجوس ہے۔

(پ۱۵۔ بنی اسرائیل)

خرچ نہ کرنے پر عذاب:۔ ترجمہ: وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ان کا جمع شدہ مال دوزخ کی آگ سے تپایا جائیگا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائیگا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے بخل سے جمع کیا تھا اب اسے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (پ۱۰۔ توبہ)

بخل کا خسارہ:۔ ترجمہ: خبردار ہو جاؤ کہ تم جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو سو تم میں سے کوئی وہ بھی ہے جو بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرے وہ اپنی جان پر بخل کرتا ہے۔ اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ (پ۲۶۔ محمد)

Marfat.com

﴿بُخل کے بارے فرامینِ رسول ﷺ﴾

فرشتوں کی دُعا :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا اجر عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کے مال کو تلف کر دے۔ (بخاری)

مومن بخیل نہیں ہوتا:۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں ایک مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔بخل اور بد خلقی۔ (ترمذی شریف)

بدتر آدمی کون ہے؟:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں لوگوں میں بدتر آدمی کا پتہ نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ اس کو نہ دے۔ (احمد)

بُخیل جنت سے دُور :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اِرشاد فرمایا سخی اللہ سے قریب، جنت سے قریب لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دُور ہے۔ جب کہ بخیل اللہ سے دُور، جنت سے دُور اور بندگانِ خدا سے دُور ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

بُخل دوزخ کا درخت ہے :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا سخاوت جنت کا ایک درخت ہے۔سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور شاخیں اس کو جنت میں داخل کئے بغیر نہ چھوڑیں گی۔اس طرح بخل بھی دوزخ کا ایک درخت ہے پس جو بخیل ہوتا ہے وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں داخل کئے بغیر نہ چھوڑیں گی۔ (بیہقی)

بدترین خصلتیں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان میں دو بدترین خصلتیں ہیں۔انتہائی بخل اور انتہائی بزدلی۔اور آپ ہی کی روائت کردہ دوسری

Marfat.com

حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ)

بُخل سے پناہ مانگو:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخل سے پناہ مانگی ہے۔ (مسلم)

بُخل اور اسلام:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جتنا بخل اسلام کو مٹاتا ہے اتنی اور کوئی چیز نہیں مٹاتی۔ (طبرانی)

اللہ کے تین دُشمن:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن رکھتا ہے۔ بوڑھا زانی، بخیل اور تکبّر کرنے والا۔ (ابن حبان)

بُخل سے بچو:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بخل سے بچو۔ بُخل نے تم سے پہلوں کو بھی ہلاک کیا ہے۔ (مسلم)

بخیل کے لئے جھنم واجب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے یہ بات اپنے اوپر واجب کرلی ہے کہ وہ سخی کو جنت میں اور بخیل کو جہنم میں بھیجے گا۔

بُخیل جنت میں نہیں جاسکتا:۔ ایک حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست مبارک سے بنایا پھر اس کو آراستہ کیا اور پھر فرشتوں کو حکم فرمایا کہ اس میں نہریں جاری کریں اور پھل اس میں لٹکائیں۔ جب حق تعالیٰ نے اس کی زیب وزینت کو دیکھا تو ارشاد فرمایا میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میرے عرش پر بلندی کی قسم تجھ میں بخیل نہیں آسکتا۔ (کنز الاعمال)

سخی اور بُخیلوں کا واقعہ:۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟۔ اس نے کہا اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور اس بیماری کا دُور ہونا جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتہ نے یہ سن کر اس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا، رنگ اچھا نکل آیا

Marfat.com

اور جلد ٹھیک ہوگئی۔ اس کے بعد فرشتے نے اس سے کہا تجھے کس قسم کا مال پسند ہے؟۔ اس نے کہا اونٹ۔ اس کی خواہش کے مطابق اونٹنیاں دے دی گئیں۔ فرشتے نے اس کے لئے دُعا کی کہ خدا تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور دریافت کیا تجھ کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟۔ اس نے کہا خوبصورت بال اور اس چیز کا دُور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں (یعنی گنج)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا سر ٹھیک ہو گیا اور خوبصورت بال عطا کئے گئے۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اس کو گائیں عطا کر دی گئیں۔ اور فرشتے نے اس کیلئے دُعا کی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو سب سے زیادہ کونسی چیز پسند ہے۔ اس نے کہا صرف یہ کہ خدا تعالیٰ میری بینائی مجھے واپس کر دے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو خدا نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کونسی قسم کا مال پسند ہے؟۔ اس نے کہا بکریاں، چنانچہ اس کو زیادہ بچے جننے والی بکریاں دے دی گئیں۔ بس ان تینوں کے مال میں خدا نے برکت دی اور کوڑھی و گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں نظر آنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ اپنی اس شکل وصورت میں جس میں پہلے آیا تھا۔ کوڑھی کے پاس پہنچا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سامان کا سفر جاتا رہا پس مجھے منزلِ مقصود تک پہنچنا ہے یہ خدا کی مہربانی سے ہو سکتا ہے یا تیرے سبب سے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال عطا فرمایا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا میں تجھ کو پہنچانتا ہوں میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں یعنی بہت سے حقدار ہیں ان کی موجودگی میں تجھ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ فرشتے نے اس کے جواب میں کہا میں تجھ کو پہنچانتا ہوں تو وہی کوڑھی نہیں ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور تو فقیر تھا خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسلاً

Marfat.com

اپنے خاندان سے ملا ہے۔فرشتے نے کہا اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے جیسے تو پہلے تھا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ فرشتہ اپنی اسی صورت میں گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔پس فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ایسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اپنی اسی شکل میں اندھے کے پاس پہنچا اور کہا کہ مردِ مسکین ہوں اور مسافر ہوں میرا سامان سفر جاتا رہا ہے اور منزل مقصود پر پہنچنا خدا کی عنائت سے ممکن ہے یا تیرے ذریعے سے۔پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھے دوبارہ بینائی دی ایک بکری مانگتا ہوں۔اندھے نے یہ سن کر کہا میں اندھا تھا۔خدا نے میری بینائی مجھے واپس کر دی۔پس تجھ کو جس قدر مال چاہیے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے تو چھوڑ جا۔قسم ہے خدا کی میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا۔اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔فرشتہ نے یہ سن کر کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ۔تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا۔خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا اور تیرے ساتھیوں سے خدا ناراض ہوا۔

(بخاری و مسلم)

حکایت:۔ ایک روز نبی کریم ﷺ طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ بیت اللہ کا حلقہ تھامے کھڑا عرض کر رہا ہے کہ اے اللہ اس گھر کی عزت و حرمت کا صدقہ میرا گناہ بخش دے۔آپ ﷺ نے پوچھا تیرا گناہ کیا ہے۔اس نے کہا میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین؟ اس نے کہا میرا گناہ۔فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان؟ اس نے کہا میرا گناہ۔فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ۔فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالیٰ؟ اس نے کہا حق تعالیٰ بہت بڑا ہے۔فرمایا بس کہو کہ تمہارا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے لیکن جوں ہی کوئی سائل مجھے دُور سے دکھائی دیتا ہے مجھے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ بس آگ (چلی آ رہی) ہے جو مجھے جلا کر راکھ کر دے گی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے دُور رہ کہ تیری آگ کہیں مجھے بھی نہ پھونک ڈالے۔قسم ہے مجھے اس پروردگار کی جس نے مجھے سیدھی راہ دکھانے کیلئے اس دُنیا میں بھیجا ہے اگر تو رکن اور مقام کے

Marfat.com

درمیان ہزار سال تک نماز پڑھتا رہے اور اتنی گریا زاری کرے کہ تیرے آنسوؤں سے ندیاں بہہ جائیں لیکن تیری موت اسی حالتِ بخیلی میں ہوئی تو تیرا ٹھکانہ پھر بھی دوزخ میں ہی ہوگا۔تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ بخل کفر میں ہے اور کفر کا مادہ آتش ہے۔تو نے یہ بھی نہ سنا کہ حق تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور تو نے حق تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نہ سنا کہ جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

عبرت انگیز قول:۔ ایک دانا کا قول ہے مجھے حیرانی ہے اس پر جو اپنی عارضی دنیا کی بہتری کی خاطر اپنی دائمی آخرت کو بیچ دیتا ہے۔دوسرے دانا کا قول ہے کہ مجھے حیرانی ہے اس شخص پر جو اپنے وارثوں کی دُنیا کی بہتری کی خاطر اپنی آخرت کو بیچ دیتا ہے۔

ظُلم

ظلم کا مطلب ہے کسی سے زیادتی کرنا یا ناجائز سختی کرنا اور حق تلفی کرنا۔کسی کا حق اپنی طاقت و اختیار سے چھین لینا بھی ظلم کہلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ صابروں کو آزمانے کے لئے ظالموں کو ڈھیل دے دیتا ہے۔لیکن جب ظالم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پکڑ میں لے لیتا ہے۔اور اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔اسلام نے ہمیں ظلم و زیادتی سے ہر صورت بچنے کا حکم دیا ہے۔اور مخلوقِ خدا پر رحم کرنے کا درس دیا ہے۔ظلم کرنے والے سے حق تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ظلم کرنیوالے کو جلد یا بدیر دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور آخرت کا دردناک عذاب الگ ہے۔ظالم خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔اس لئے ظلم سے ہر طرح بچنا چاہیے۔اسلام عدل و انصاف کا علم بردار ہے اور اپنے پیروکاروں کو حکومت ،قوت و طاقت ، برتری یا صاحبِ اختیار ہونے کے باوجود کسی کا حق دبانے اور ظلم کرنے کی کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتا۔

Marfat.com

﴿قرآن میں ظلم کی مُمانعت﴾

ظالم کھلی گمراہی میں:۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدائت نہیں دیتا۔ (پ۳۔البقرہ)

ترجمہ: کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔ (پ۱۶۔مریم ۳۸)

ظالموں کیلئے درد ناک عذاب:۔ ترجمہ: اور برائی کا بدلہ اسی کی برائی برابر ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اُس کا اجر اللہ پر ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی صورت نہیں ہے۔ مواخذہ تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (پ۲۵۔شوریٰ ۴۰)

ظالموں پر عذاب مقرر ھے:۔ ترجمہ: بے شک ان ظالموں کے لئے عذاب کی باری مقرر ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کی باری تھی۔ پس انہیں جلد عذاب طلب نہیں کرنا چاہیے۔ (پ۲۷۔ذاریات ۵۹)

﴿احادیث مبارکہ میں ظُلم کی ممانعت﴾

ظُلم معاف کروانا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو آبرو ریزی کر کے یا کسی اور طرح تو اس روز سے پہلے معاف کروالے جبکہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوئے تو اس ظلم کے برابر اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

ظالم کی پکڑ:۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دے دیتا ہے یہاں تک کہ جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی ''اور تمہارے رب کی پکڑ اسی طرح کی ہے جبکہ اس نے بستی والوں کو پکڑا اور وہ ظالم تھے''۔ (مسلم)

Marfat.com

مظلوم کی بد دُعا سے بچو:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مظلوم کی بددُعا سے بچو کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق دار کو اس کا حق لینے سے نہیں روکتا۔ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددُعا سے بچو جو ظالم کے حق میں بادلوں کی طرح اوپر اٹھالی جاتی ہے۔ آسمانوں کے دروازے اس کے لئے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا اگر چہ کچھ وقفہ سے ہو۔ (احمد۔ترمذی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیوں کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ (بخاری)

ظالِم کا ساتھ دینا:۔ حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو ظالم کے ساتھ مدد دینے کے لئے چلا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی)

مُفلس کسے کہتے ہیں؟:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ فرمایا وہ مفلس نہیں ہے بلکہ مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، روزہ اور زکوۃ وغیرہ کا ڈھیر لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی پر ظلم کیا تھا، کسی کو گالی دی تھی، کسی کو قتل کیا تھا اور کسی کو تکلیف پہنچائی تھی تو قیامت میں اس کی تمام نیکیاں مظلوموں کو دِلوا دی جائیں گی اور مظلوموں کے گناہ اس کی گردن پر رکھ دیئے جائیں گے اور پھر جہنم میں بھیج دیا جائیگا۔ حقیقی مفلس یہ ہے اور اس سے بڑھ کر کون مفلس ہوسکتا ہے؟۔ (مسلم۔ترمذی)

کسی پر ظلم مت کرو:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندو میں نے اپنے لئے ظلم حرام کیا ہے اور تم پر بھی ظلم حرام ہے دیکھو کسی پر ظلم مت کرنا۔ (ترمذی۔ابن ماجہ)

خدا تعالیٰ کے دُشمن:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا بلاضرورت قسمیں کھا کھا کر مال بیچنے والا، تکبر کرنے والا فقیر، بوڑھا زانی اور ظالم بادشاہ ان چاروں کا اللہ تعالیٰ دُشمن ہے۔ (نسائی)

ظالم حاکم:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ظالم امیر کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (حاکم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مخلوق کا بدترین دُشمن خدا کے نزدیک ظالم بادشاہ ہے۔ (ترمذی)

ظلم سے زمین دبانے کا عذاب:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق طور پر دبائے گا (قیامت کے دن) اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (مسلم)

بلّی پر ظلم کا عذاب:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلی کے باعث عذاب دیا جا رہا تھا جس کو اس نے باندھا تھا نہ اسے کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ کیڑوں میں سے ہی کھا لیتی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔ (مسلم)

بُرا بندہ کون ھے؟:۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بُرا بندہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اُونچا سمجھے، اکڑ دکھائے اور خدا بزرگ و برتر کو بھول جائے اور لہو ولعب میں پھنسا رہے اور قبروں کو اور گل سڑ جانے کو بھول جائے۔ بُرا بندہ ہے جو غرور کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی ابتدا اور انتہا کو بھول جائے۔ برا بندہ وہ ہے جو دین کو دُنیا کے ذریعے دھوکا دے۔ برا بندہ وہ ہے جو دین کو شبہات سے بگاڑے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو طمع کھینچتی پھرے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو نفسانی خواہش گمراہ کرے۔ بُرا بندہ وہ ہے جس کو خواہشات ذلیل کر دیں۔ (ترمذی)

سرورِ دوعالم ﷺ کا خود کو بدلہ کیلئے پیش کرنا:۔ حضرت ابوسعید

Marfat.com

خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مہاجر صحابی کو رسول اللہ ﷺ سے کچھ کام تھا جسے وہ تنہائی میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ ایک سنگلاخ وادی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سواری پر سوار ہو کر نماز پڑھانے چلے تو اس شخص نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا مجھے آپ ﷺ سے کچھ کام ہے۔ ارشاد فرمایا مجھے جانے دو انشاء اللہ تمھارا کام ہو جائے گا مگر اس شخص نے مہار نہ چھوڑی تو آپ ﷺ نے اسے ہلکا سا درّہ لگایا اور نماز پڑھانے چلے گئے۔ فجر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور پکار کر فرمایا وہ شخص کہاں ہے جسے میں نے ابھی درّہ لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا وہ شخص موجود ہو تو کھڑا ہو جائے۔ وہ شخص گھبرا کر کہنے لگا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ وہ پاس آیا تو آپ ﷺ نے اسے کہا کہ یہ کوڑا پکڑو اور مجھ سے بدلہ لے لو۔ وہ شخص عرض کرنے لگا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اسکے نبی ﷺ کو کوڑا ماروں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کوڑا پکڑو اور اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے پھر یہی عرض کی کہ میں خدا کی پناہ پکڑتا ہوں کہ اس کے نبی ﷺ کو کوڑا ماروں۔ مگر آپ ﷺ نے اصرار کیا اور فرمایا کہ نہ مارنے کی ایک صورت ہے کہ تو معاف کر دے تو اس شخص نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جو شخص بھی کسی مومن پر ظلم کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا بدلہ دلائیں گے۔ ایک روائت میں ہے کہ قیامت کے دن مظلوم لوگ یقیناً کامیاب ہوں گے۔

﴿ظُلم کی حکایات﴾

بڑھیا پر ظلم:۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی ظالم بادشاہ نے محل بنوایا۔ ایک مفلس بڑھیا نے بھی محل کے قریب اپنی کٹیا بنالی جس میں وہ سکون سے رہتی تھی۔ ایک دفعہ اس بادشاہ نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو اسے بڑھیا کی کٹیا نظر آئی۔ اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا ایک بڑھیا کی ہے۔ وہ کہیں گئی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسے گرانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اسے گرا دیا گیا۔ جب وہ

Marfat.com

بڑھیا واپس آئی تو اس نے اپنی کٹیا دیکھ کر پوچھا اسے کس نے گرایا ہے؟۔لوگوں نے کہا بادشاہ کے حکم پر اسے گرایا گیا ہے۔ بڑھیا نے آسمان کیطرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ اگر میں حاضر نہ تھی تو تُو کہاں تھا؟۔اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محل کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حکایت:۔ یعقوب بن لیث امیر خراسان کو ایک بیماری لاحق ہوئی۔تمام طبیب اس کا علاج کرنے سے قاصر ہو گئے۔کسی نے اس کو کہا کہ تمہاری حکومت میں ایک خدا کا نیک بندہ موجود ہے جس کا نام حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اگر وہ آپ کے حق میں دُعا کریں تو مجھے پوری امید ہے کہ اللہ آپ کو صحت دے دے گا۔پس امیر خراسان نے آپ کو بلا کر دُعا کیلئے عرض کی۔حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری دُعا تیرے حق میں کیسے قبول ہو سکتی ہے جبکہ تو لوگوں پر ہمیشہ ظلم کرتا رہتا ہے؟۔یہ سن کر امیر خراسان نے توبہ کی نیت کی اور ظلم کو ترک کرنے کا عہد کیا اور قید خانے سے تمام مظلوموں کو آزاد کر دیا۔پھر حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ مالک و خالق جس طرح تو نے اس کو گناہ کی وجہ سے ذلت دکھائی تھی اب اس کو اطاعت کی وجہ سے عزت دکھا اور اس کی مشکل کو دُور فرما۔پس اللہ کریم نے دُعا قبول کی اور وہ فوراً تندرست ہو گیا۔اس نے خوش ہو کر حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت سا مال بطور نذرانہ پیش کیا۔لیکن آپ نے قبول نہ کیا جب واپس آئے تو راستے میں کسی نے عرض کی کاش آپ وہ مال لے کر فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔آپ نے اس میدان کے کنکروں کی طرف نگاہ کی تو وہ تمام جواہرات بن گئے فرمایا جو مال تم چاہتے ہو سامنے موجود ہے جتنا چاہو لے لو پھر فرمایا جس کو خدا تعالیٰ اپنی بارگاہِ عظیم سے ایسے خزانے بخش دے وہ امیر خراسان کا محتاج کب ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

﴿لالچ و طمع﴾

دُنیا کی ہر چیز خاص طور پر مال و دولت کو ضرورت سے بہت زیادہ حاصل کرنے کی خواہش رکھنا لالچ کہلاتا ہے۔ لالچی آدمی کا دل کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اسے خواہ جتنا بھی مل جائے مزید حاصل کرنے کی آرزُو کم نہیں ہوتی۔ ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے رزقِ حلال سے دولت حاصل کرنا لالچ نہیں ہے۔ لالچ انسان کو یادِ الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ طمع اور لالچ انسان کو کبھی سکون نہیں لینے دیتے۔ اور اسے جائز و ناجائز طریقے سے مال اکٹھا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ جن لوگوں سے انسان کو لالچ ہوتا ہے ان کی خوشامد بھی اسے کرنا پڑتی ہے۔ حرص، طمع اور لالچ بہت بری عادت اور خصلت اور کئی ایک گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لالچ کی بہت مذمّت فرمائی ہے۔ لالچی انسان اگر قناعت پسند ہو جائے تو کئی ایک پریشانیوں سے بچ جائیگا۔ اور اس کا دِل ہمیشہ پُرسکون رہے گا۔

﴿قُرآن میں لالچ و طمع کی ممانعت﴾

اللہ سے اُسکا فضل مانگو:۔ ترجمہ: اس چیز کی خواہش نہ کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ جو مردوں نے کمایا اس میں ان کا حصہ ہے اور عورتوں کیلئے وہ ہے جو انہوں نے کیا۔ اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (پ۵۔النساء)

دُوسروں کی آسائش کی طرف نہ دیکھو:۔ ترجمہ: اور اے سننے والے اس کو مشتاقِ نگاہ سے نہ دیکھو جو ہم نے ان میں بعض میاں بیوی کو دُنیا کی پرکشش حیات دے رکھی ہے تا کہ ان سے ان کی آزمائش ہو اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور دیرپا ہے۔ (پ۱۶۔طٰہٰ ۱۳۱)

میراث کا مال:۔ ترجمہ: اور میراث کے مال کو غبن کی طرح کھا جاتے ہو اور مال کی محبت تم میں طمعِ تمام کی طرح ہے۔ (پ۳۰۔فجر)

Marfat.com

مال کی مُحبت:۔ ترجمہ: اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا شدید ہے کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب کہ وہ قبروں میں سے مُردوں کو نکال لے گا۔ (پ۳۰۔عادیات)

قبر تک مال کی مُحبت:۔ ترجمہ: تمہیں مال کے لالچ نے غافل بنا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ عنقریب تمہیں پتہ چل جائیگا۔ (پ۳۰۔تکاثر)

دُنیا لھو و لعب:۔ ترجمہ: جان لو کہ دُنیا کی زندگی لہو ولعب، زینت اور آپس میں فخر کرنا ہے۔ اور مال واولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی خواہش ہے۔

﴿لالچ و طمع بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

مال و عُمر کی حرص:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔ مال کی حرص اور عزت کی حرص۔ (بخاری شریف)

آدمی کے پیٹ کو مٹی ھی بھر سکتی ھے:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر آدمی کیلئے مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو تیسری تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو نہیں بھرتی مگر مٹی اور توبہ کرنیوالے کی اللہ توبہ قبول فرماتا ہے۔ (مسلم شریف)

موت اور اُمید:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی اور دوسری لکڑی اس کے پہلو میں اور تیسری بہت دُور۔ فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ انسان اور یہ انسان کی موت یا میرے خیال میں یہ اُمید ہے۔ وہ امید کی طرف دوڑتا ہے لیکن امید سے پہلے موت آ پہنچتی ہے۔ (شرح السنہ)

لالچ پھسلا دینے والی چیز:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ چکنی دُور پھسلا دینے والی چیز کہ جس پر علما کے قدم ٹھہر نہیں سکتے وہ لالچ ہے۔ (کنز الاعمال)

دُوسرے کی خاطر عاقبت کی بربادی:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت

Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرتبے کے لحاظ سے قیامت کے روز سب انسانوں سے بدتر وہ بندہ ہوگا جس نے دوسرے کی دُنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرلی۔ (ابن ماجہ)

درھم و دینار کے بندے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دینار و درھم کے بندے نیز ریشمی چادروں اور اونی کپڑوں کے بندے ہلاک ہوئے کیوں کہ یہ چیزیں اگر انہیں دے دی جائیں تو راضی ہوں گے اور نہ دی جائیں تو راضی نہیں ہوتے۔ (بخاری)

قیامت میں ندامت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تم حکومت کے لئے حریص ہو جاؤ گے جو عنقریب قیامت میں ندامت کا باعث ہوگی کیونکہ دودھ پلانے والی اچھی اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے۔ (بخاری)

لالچ سے پناہ مانگو:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ایسے لالچ کی پناہ مانگو جو نقصان کی طرف لے جاتا ہے۔

جو مال خود ملے وہ لالچ نہیں :۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مجھے کچھ دینا چاہتے تو میں عرض کر دیتا مجھ سے زیادہ مستحق کو دے دیں تو آپ ﷺ فرمایا کہ یہ لے لو اپنے مال میں شامل کرلو اور اس کا صدقہ دیا کرو اور تمہارے پاس جو مال آئے اور تمہیں اس کا لالچ نہ ہو تو اس کو قبول کرو اور اپنے نفس کو طمع میں نہ ملاؤ۔ (بخاری)

دینے والا ھاتھ لینے والے ھاتھ سے بہتر:۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے دے کر فرمایا اے حکیم رضی اللہ عنہ مال سبز اور شیریں ہے جو اس کو نفس کی سخاوت کے لئے لیتا ہے اس میں برکت دی جاتی ہیں اور جو نفس کی طمع کی خاطر لیتا ہے اس میں برکت نہیں دی جاتی وہ اس حریص کی طرح ہے جس کا شکم کبھی سیر نہیں ہوتا اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق

Marfat.com

کے ساتھ معبوث فرمایا ہے میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے مال کا سوال نہ کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رُخصت ہو جاؤں۔ (مسلم)

دست سوال دراز کرنا لالچ ھے:۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سات آٹھ یا شائد نو آدمی تھے جو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کرو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ایک مرتبہ بیعت نہیں کر چکے؟ آپ ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی کہ اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کرو۔ تب ہم سب نے ہاتھ آپ ﷺ کی طرف بڑھا دیئے اور پوچھا کہ ارشاد ہو کس بات پر بیعت کریں؟ فرمایا اللہ کی پرستش کرو پانچ وقت کی نماز پڑھو، احکامِ الٰہی کو بغور سننے کے بعد ان پر عمل کرو اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو۔ آپ ﷺ کے ارشاد کے بعد ہم لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر چہ تازیانہ ہاتھ سے گر جاتا تو کسی سے ایک لفظ نہ کہتے یعنی کسی سے یہ بھی نہ کہتے کہ بھائی ذرا یہ تو اٹھا دینا بلکہ خود سواری کے جانور سے نیچے اتر کر اسے اٹھا لیتے تا کہ سوال نہ کرنا پڑے۔ (کیمیائے سعادت)

ایک حکایت:۔ ایک شہر میں تین دوست رہتے تھے ان کا کاروبار مشترکہ تھا کچھ عرصہ بعد ان کا کاروبار اچھا نہ رہا اور شب روز کا گزارہ مشکل ہو گیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ کہیں اور جا کر سلسلہ روزگار شروع کرتے ہیں۔ انہوں نے کچھ خرچے کا بندوبست کیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ وہاں راستے میں انہیں ایک سونے کی اینٹ پڑی ہوئی ملی وہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ ہماری قسمت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے تین حصوں میں برابر تقسیم کا فیصلہ کر لیا۔ سفر کی وجہ سے انہیں بھوک نے نڈھال کر دیا۔ انہوں نے سوچا کہ کہیں قریب سے کھانا منگوا کر کھالیں۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنے ایک ساتھی کو رقم دے کر کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ جب ان کا ساتھی کھانا لانے کے لئے چلا گیا تو انہوں نے سوچا کہ اپنے ساتھی کو (جو کھانے لانے گیا تھا) موت کے گھاٹ اُتار کر اس کا حصہ بھی آپس میں برابر بانٹ لیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کرنے کا پکّا ارادہ کر لیا۔ ادھر تیسرے آدمی کے دل میں

Marfat.com

لالچ پیدا ہوا کہ اگر وہ ان دونوں کو ہلاک کر دے تو وہ سونے کی اینٹ ساری کی ساری اس کی ہو جائے گی۔ اس نے بازار سے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور ان دونوں کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ جب وہ زہر آلود کھانا لے کر اپنے دوستوں کے پاس واپس پہنچا تو وہ اس پر سخت ناراض ہوئے کہ تو نے اتنی دیر کیوں لگائی؟۔ ابھی وہ جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ ان دونوں نے اس پر لاٹھیوں سے حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور دونوں اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھ گئے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ کھانا بھی زہر آلود ہے۔ چنانچہ کھانا کھاتے ہی وہ دونوں بھی موت کی آغوش میں چلے گئے۔ لالچ نے تینوں کو موت کی وادی میں پہنچا دیا اور سونے کی اینٹ پڑی کی پڑی رہ گئی۔

لالچ سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟:۔ لالچ کا علاج صبر اور قناعت ہے کیوں کہ اللہ کے بندوں نے ہمیشہ قناعت سے کام لیا ہے۔ اگر کوئی انسان اس ارشاد کے مطابق اپنی سوچ بنا لے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس وقت فرشتہ خدا کے حکم سے اُس کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ یعنی انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی اور بد نصیبی۔ یہی انسان اگر اللہ کی عطا پر راضی ہو جائے اور یہ کہہ کر لالچ کے قلع کو گرا دے کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا ہے اور جو میری تقدیر میں ہوگا وہ آئندہ بھی ملے گا۔ انسان اللہ پر توکّل اور بھروسہ رکھے اور اس رازقِ کائنات کے سامنے ہی اپنی جھولی کو پھیلاتا رہے اور اپنی حاجات کا ذکر اسی کے دربارِ عظیم میں کرے جو سب کی روزی کا ذمہ دار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسان اعتدال پسند رہے اور بے جا اخراجات سے گریز کرے اور دُنیا کی عارضی اور ناپائیدار زندگی کو بھی ذہن میں رکھے کہ ہر امیر اور غریب نے خالی ہاتھ ہی دُنیا سے جانا ہے اور اپنے ہر عمل (کمائی) کا حساب وہیں جا کر دینا ہے۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں کے ٹھاٹھ باٹھ کی طرف نظر نہ کرے۔

انسان اپنی جائز آمدن کے مطابق ہی خرچ کرنے کی عادت کو اپنائے اور اس حقیقت سے خوب آگاہ رہے کہ روزی کا میسر آنا حرص اور طمع پر منحصر نہیں ہے بلکہ وہ پہلے مقدر ہو چکی ہے وہ لازماً اسے ملے گی۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو فکر مند اور اُداس پایا تو فرمایا دل کو اتنا غمگین نہ کرو تمہارے

Marfat.com

لئے جو مقدر ہو چکا ہے وہ تمہیں بہر حال مل جائیگا اور جو روزی تمہاری تقدیر میں لکھی جا چکی ہے وہ تمہیں پہنچ کر رہے گی اور یہ بات بھی انسان اپنے ذہن میں رکھے کہ انسان کو روزی اکثر و بیشتر ایسی جگہ سے بھی مل جایا کرتی ہے جس کا تصور تک بھی اس کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ خود حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اس پر بھروسا رکھتے ہیں اُن کو روزی وہاں سے پہنچائی جاتی ہے جہاں سے انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔

عُجب (خود پسندی)

اللہ کریم نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور رکھی ہے۔ کوئی عمل میں آگے ہے تو کوئی علم میں مگر جب کوئی خوبی یا کمال میں خود کو دوسروں سے بہتر خیال کرنے لگتا ہے تو وہ عُجب یعنی خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔ عجب ہی سے نفس میں خودنمائی کا جذبہ پڑھتا ہے جو بالآخر تکبّر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ خود پسندی بھی بُرے اخلاق میں سے ہے۔ یہ شیطان کا بہترین ہتھیار ہے جو بہت کم رائیگاں جاتا ہے۔ بہت سے عابد اور زاہد اس ہتھیار کا شکار ہوئے۔ شیطان انسان کی نیکیوں کو اس کے دل میں بڑا کر کے دکھاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے آپ کو بڑا نیک اور پارسا سمجھنے لگتا ہے۔ جبکہ دوسروں کے اعمال اسے کم تر نظر آتے ہیں۔ انسان کو کبھی بھی خود پسندی کی بیماری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے اُسے نیکی کر کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ میری اس نیکی میں کئی ایک نقائص ہیں۔ پتہ نہیں اللہ کی بارگاہ میں یہ قبول بھی ہے یا نہیں۔ دوسرا وہ نیکی کر کے اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے توفیق دی اور اس نیکی کی قبولیت کیلئے بارگاہِ الٰہی میں عاجزی و انکساری سے دُعا کرے۔ اس طرح وہ عُجب یا خود پسندی سے بچنے کی اُمید رکھ سکتا ہے کیوں کہ خودنمائی ایک فریب ہے جس میں انسان خود ہی اپنے آپ کو مبتلا کر لیتا ہے اور دُنیا اور آخرت میں نقصان اُٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عجب اور خود پسندی سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

Marfat.com

﴿عُجب کے بارے فرامینِ الٰہی﴾

کثرت پر عُجب :۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کی۔ حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تم میں عجب پیدا کر دیا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آیا۔ زمین وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ (پ۱۰۔ تو۔۲۵)

نوٹ: اس آیت میں حنین کی لڑائی کا ذکر ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد کافروں کی نسبت زیادہ تھی جس سے ان کے دل میں عجب پیدا ہوا۔ جو اللہ کو پسند نہ آیا اور وہ شکست کھا جانے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مگر جلد ہی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور دلوں میں عاجزی پیدا ہوئی تو اللہ نے شکست کو فتح میں بدل دیا۔

عُجب سے ہلاکت :۔ ترجمہ: اور کتنی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جو اپنی معیشت کی وجہ سے عجب میں مبتلا ہوگئی تھیں۔ تو یہ ان کے مکانات ہیں۔ اُن کے بعد ان میں رہائش نہیں ہوسکی مگر بہت کم۔

(پ۲۰۔ قصص)

﴿عُجب کے بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

عُجب میں مُبتلا ہونے کا خطرہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو بھی مجھ کو ایک گناہ کا خطرہ یقینی ہے کہ اس میں مبتلا ہو جاؤ گے اور وہ عجب یعنی خود بینی ہے۔ (بزار)

اِنسان کو ہلاک کرنیوالی چیزیں :۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں انسان کو ہلاک کرنیوالی ہیں۔ (1) بخل کی پیروی (2) ہوائے نفس کی اِتباع (3) خود بینی و خود نمائی۔ (طبرانی)

قانونِ فطرت:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ کا قانون

Marfat.com

ہے کہ وہ دُنیا میں کسی چیز کو نہیں اٹھاتا مگر اسے گراتا بھی ہے۔ (ابوداؤد)

خُود بینی بُری بلا ھے:۔ زواجر میں ویلمی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خود بینی ایسی بُری بلا ہے کہ اس سے ستر سال کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (ویلمی)

﴿عُجب بارے اقوال و حکایات﴾

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمیشہ عجب یعنی خود پسندی سے بچو اور راہِ حق پر چلو۔ خود پسندی بندوں کے کمال اور صلاحیتوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیری توبہ کی خوبی یہ ہے کہ اپنے گناہ کو خوب پہچانے اور تیرے عمل کا کمال یہ ہے کہ خود پسندی کو چھوڑ دے اور تیرے شکر کا حسن یہ ہے کہ اپنی کوتاہی کو سامنے رکھے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا قول:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دنیا کا ایک روپ عُجب یعنی خود پسندی ہے جو اس سے بچا اُس نے اللہ کو پایا جو خود پسندی کے فریب میں مبتلا ہوا وہ اللہ سے دُور ہوا۔

قول حضرت علی المُرتضٰی رضی اللہ عنہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو غلطی تمہیں بارگاہِ الٰہی میں تکلیف دے وہ اس اچھے عمل سے بہتر ہے جو تمہیں خود پسند بنا دے۔ آپ نے فرمایا کہ خود پسندی سب سے بڑی وحشت ہے جو انسان کو بے شمار پریشانیوں میں مبتلا کرتی اور آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔

عجب پسند نہیں ھے:۔ حضرت مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رات بھر سو کر صبح کو ندامت کی حالت میں اٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ شب بیدار رہوں اور صبح کو عجب محسوس کروں۔

Marfat.com

عُجب سے بچنا ضروری ھے:۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا کہ جب وہ چلتا تو بادل اس پر سایہ کرتا۔ایک دفعہ ایک اور آدمی بھی اس کے سایہ میں چلنے لگا تو وہ دل میں پھولنے لگا کہ اس جیسے لوگ بھی میرے سائے میں چلتے ہیں۔ جب چلتے چلتے الگ ہونے لگے تو سایہ دوسرے شخص کے ساتھ ہو گیا۔

اپنے نفس کی مذمت :۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو ستّر سال تک اللہ کی عبادت میں مصروف رہا۔ ہفتہ ہفتہ تک افطار کیا کرتا تھا۔اس نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے کسی ضرورت کی دُعا کی جو پوری نہ ہوئی۔ وہ اپنے نفس کی مذمت کرنے لگا کہ اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوتی تو تیری ضرورت ضرور پوری ہوتی یہ سب تیری نحوست ہے۔اسی وقت ایک فرشتہ آ کر کہنے لگا اے انسان تیری وہ گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس کو حقیر و ذلیل جانا تیری گزشتہ تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

عبادت اور خوفِ خدا سے کانپنا:۔ روائت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ساحل سمندر کی طرف چلے گئے اور ایک سال تک مصروف عبادت رہے۔ سال ختم ہوا تو عرض کیا یا اللہ میری کمر جھک گئی، آنکھیں تھک گئیں اور آنسو بھی خشک ہو گئے اور پتہ نہیں میرا انجام کیا ہوگا؟۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈک کو اس بات کا جواب دینے کے لئے مامور کیا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ایک سال کی عبادت پر ہی ایسی باتیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں تیس برس سے اس کی حمد و ثنا میں مشغول ہوں پھر بھی اپنے ربّ کے خوف سے کانپتا ہوں یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نصیحت :۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا بہت سے چراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا ہے اور بہت سے عابد ہیں جن کو عجب نے تباہ کر دیا۔ جب انسان کی زندگی برائے عبادت ہے۔ اور یہ خصلت انسان کو اس مقصد سے محروم کر دیتی ہے کہ انسان کسی خیر کو حاصل نہیں کر سکتا اور کچھ تھوڑی بہت نیکی حاصل بھی کرے تو یہ عجب اس کو بھی تباہ کر دیتا ہے اس

Marfat.com

کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہتا تو بہت ضروری ہے کہ انسان عجب سے بچے۔

ایک واقعہ :۔ حضرت بشر بن منصور رضی اللہ عنہ ایک روز نماز میں مشغول تھے اور لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔ اور ایک شخص ان کی عبادت کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا۔ آپ نے سلام پھیر کر اس سے کہا کہ اے جوان مرد حیران کیوں ہوتے ہو؟ کیا ابلیس مدّتِ دراز تک ایسی ہی عبادت میں مشغول نہیں رہا تھا؟ اور پھر یہ بھی تجھے معلوم ہوگا کہ اس کا انجام بالآخر کیا ہوا؟

ایک حکایت :۔ ایک درویش حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا دل ایسا ذاکر تھا کہ اسکے قریب بیٹھنے والا بھی سن لیتا تھا۔ اور بالخصوص جب وہ سو جاتا تھا تو دُور سے سنائی دیتا تھا اور وہ کئی مشائخ سے خلافت حاصل کر چکا تھا اور آپ سے بھی اسے یہی اُمید تھی۔ آپ نے فرمایا یہ شخص صاحب استعداد ہے لیکن ذکر کے غلبے اور بزرگوں کی خلافت نے اسے غرور اور خود پسندی میں مبتلا کر دیا ہے اور اسی وجہ سے اس کی روحانی ترقی رُک گئی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی کیفیت سلب کر لی جائے۔ چنانچہ دو روز نہ گزرے تھے کہ اس کی کیفیت سلب کر لی گئی وہ حیران ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے چند روز تک اس پر توجہ نہ فرمائی جب اس کا غرور اور خود پسندی دُور ہو گئی تو آپ نے اسے علیحدگی میں بلایا سمجھایا اور نظر کرم فرمائی تو اس کی روحانی کیفیت پہلے سے بھی بہتر ہو گئی۔

﴿فحش گوئی﴾

فحش گوئی بدزبانی کو کہتے ہیں یعنی زبان سے بُرے الفاظ کہنا اور گالی نکالنا۔ انسان زبان سے اللہ کا ذِکر کرتا ہے اس لئے اس کو پاکیزہ رکھنا چاہیے اور برے الفاظ سے بچانا چاہیے۔ یہ نہائت بُری عادت ہے۔ بدزبان اور فحش گو انسان کی کوئی عزت نہیں کرتا۔ جو اچھے لوگ ہیں وہ نہ صرف خود بدزبانی نہیں کرتے بلکہ گالی اور بدزبانی کے جواب میں بھی اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتے۔ لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت اکثر

Marfat.com

بدزبانی اور گالی گلوچ کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ گالی نکالنا شرعاً حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں اس نہائت بری عادت سے ہر ممکن بچانا چاہیے تا کہ وہ بڑے ہو کر اس کے عادی نہ ہوں۔ بعض لوگ اس کو بے تکلفی کی دلیل سمجھتے ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے کیوں کہ اسلام میں بدزبانی کی مذمّت کی گئی ہے۔

اگر انسان اپنی زبان کو روک کر چلانے کا ڈھنگ سیکھ لے تو وہ بہت سی پریشانیوں اور گناہوں سے بچ جائے گا۔ کیوں کہ زبان جب بے قابو ہوتی ہے تو بہت سے ایسے الفاظ بھی نکال دیتی ہے جو بعد میں انسان کیلئے باعث ندامت بنتے ہیں۔

﴿قرآن میں فحش گوئی کی ممانعت﴾

کافروں کے بتوں کو بُرا نہ کہو:۔ ترجمہ: اور جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں بُرا نہ کہو تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی علم کے نہ ہونے اور زیادتی کی بنا پر نہ کریں۔ (پ۸۔ انعام ۱۰۸)

اس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کو کافروں کے بتوں کو گالی دینے اور بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے تا کہ وہ جواب میں اللہ تعالیٰ کو گالی نہ دے بیٹھیں۔ اور گالی دینا ویسے بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

﴿ارشاداتِ نبوی ﷺ﴾

مُسلمان کو گالی نہ دو:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

گالی دینے میں پہل :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو گالی گلوچ کرنے والوں میں مجرم پہل کرنے والا ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

مومن کا وصف:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن

Marfat.com

طعنہ دینے والا ،لعنت کرنے والا ،فحش گواور بے غیرت نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

اور بیہقی کی روائت میں فحش گوکو بے غیرت کہا گیا ہے۔

فحش گو پر جنت حرام :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہر فحش گوئی کرنے والے پر حرام ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ (کنز الاعمال)

مُردوں کو گالی نہ دو:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو گالی نہ دو کیوں کہ ان کے اعمال کا نتیجہ ان کے سامنے آ گیا ہے۔ (بخاری)

جھوٹی عزت:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ بے شک وہ برے آدمی ہیں جن کی بدزبانی سے بچنے کی خاطر لوگ ان کی عزت کریں۔ (ابوداؤد)

بخار کو گالی نہ دو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بخار کا تذکرہ ہوا تو ایک شخص نے بخار کو گالی دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بُرا نہ کہو کیوں کہ یہ گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو ختم کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ)

جنت میں داخلہ بند :۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیہودہ بکنے والا اور حرام مال سے پلنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

سب سے کم مرتبے والا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن خدا کے نزدیک کمترین وہ شخص ہوگا جسے لوگ اس کی برائی سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

گالی گلوچ کرنے والے شیطان ہیں:۔ حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ جب کوئی آدمی مجھے گالی دے اور وہ مجھ سے مرتبہ میں کم ہو تو کیا میں اس سے بدلہ لے سکتا ہوں؟ فرمایا جو دو شخص آپس میں گالی گلوچ کرتے ہیں وہ دونوں شیطان ہیں جن کا یہ کام ہے جھوٹ بولیں اور پھکڑ بازی کریں۔ (ابن حبان)

Marfat.com

بدزبانی نفاق ھے:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا بدزبانی نفاق ہے۔ (ترمذی)۔ایک اور روائت میں بدزبانی کو جفا کہا گیا اور جفا جہنم میں ہے۔ (ترمذی)

بدگوئی:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا فحش اور بدگوئی کا تعلق شیطان سے ہے یہ دونوں آگ سے قریب اور جنت سے دُور کرتے ہیں۔ (طبرانی)

منافق کی علامتیں:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔منافق کی چار علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پُورا نہ کرے، کسی سے جھگڑا ہوتو گالیاں دے اور جب کسی امانت کا امین بنے تو خیانت کرے۔ (بخاری،مسلم)

زمانے کو گالی مت دو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بنی آدم زمانے کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ رات دن کی گردش میرے ہی ہاتھ میں ہے۔ (بخاری،مسلم)

ماں باپ کو گالی دینا:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِدوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔لوگوں نے عرض کی حضور ﷺ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے؟۔آپ ﷺ نے فرمایا دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے ماں باپ کو گالی دینا کیوں کہ جب تم دوسرے کے ماں باپ کو گالی دوگے تو وہ یقیناً اس کے بدلے میں تمہارے ماں باپ کو بُرا کہے گا۔ (بخاری،مسلم)

رسولِ خدا ﷺ کا یھودی سے سلوک:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی جس کو عالم کہا جاتا تھا کے رسول خدا ﷺ کے ذمہ کچھ دینار تھے۔ایک روز اُس نے ان کا تقاضا کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے یہودی میرے پاس اس وقت رقم نہیں ہے کہ تمہیں دوں۔اس نے کہا میں آپ ﷺ سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گا جب تک آپ ﷺ جدا نہ کردیں گے۔رسول خدا ﷺ نے فرمایا اچھا تو میں تمہارے پاس بیٹھا رہتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ظہر،عصر،مغرب،عشاء اور فجر کی نماز پڑھ لی۔آپ ﷺ

Marfat.com

کے اصحاب اُسے ڈراتے اور دھمکاتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ جان گئے جو یہ حضرات اس کے ساتھ کر رہے تھے۔ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ یہودی نے آپ ﷺ کو روک رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ربّ نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کسی ذمّی وغیرہ پر ظلم کروں۔ جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ کے سوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں اپنا نصف مال راہِ خدا میں پیش کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے آپ ﷺ کے ساتھ جو کیا وہ میں نے یہ دیکھنے کے لئے کیا کہ ''تورات'' میں آپ کی یہ خوبی یوں بیان فرمائی گئی ہے کہ محمد بن عبداللہ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ، ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ، نہ وہ بدزبان ہیں نہ فحش گو، نہ بازاروں میں چلانے والے ہیں نہ فحش گو کی وضع کرنے والے اور نہ ہی بدکلام ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال ہے اسے آپ اللہ کے حکم سے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ وہ یہودی ایک مال دار آدمی تھا۔ (بیہقی فی دلائل النبوۃ)

حکایت:۔ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملازم تھا جو تمام عمر آپ کی غیبت اور شکائت کرتا رہا۔ حضرت شیخ اس کی بدگوئی کے متعلق جتنی بھی باتیں سنتے کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو آپ فوراً اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں دو رکعت نماز نفل ادا کر کے سر سجدہ میں رکھا اور حق تعالیٰ سے دُعا کی الٰہی اس نے جو کچھ میرے حق میں کہا میں نے اسے معاف کیا۔ تو بھی اپنی رحمت عام کے صدقے اسے معاف کر دے۔ اگر اس کے ذمّے تیرے حقوق ہیں تو میری اس سفید داڑھی کے صدقے کہ جسے میں خاک پر عجز و نیاز میں رگڑ رہا ہوں تو اسے معاف کر دے۔

آپ ہی کی مجلس میں ایک دن علما اور مشائخ موجود تھے کہ ایک مفلس آدمی آیا اور کہا مجھے زر کثیر چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیہودہ باتیں کیں جس سے آپ کو پریشانی ہوئی لیکن اسے کچھ نہ کہا۔ حاضرین مجلس اس آدمی پر خفا ہوئے لیکن آپ کی موجودگی میں اسے کچھ نہ کہا۔ حضرت شیخ نے اس آدمی سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا زرِ خالص کے بیس دینار۔ آپ نے اسے چالیس دینار دے کر

Marfat.com

رخصت کیا۔ حاضرین نے عرض کی اس نے بیہودہ باتیں بھی کیں لیکن آپ نے اسے بیس دینار زائد عطا کیے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی اور خدا کا بندہ ہوں مجھے تم پر کچھ فضیلت نہیں بلکہ تم سب علم و فضل میں مجھ سے زیادہ ہو لیکن پھر بھی میری تعریف و تحسین کرتے ہو۔ پس اس عزّت کے مقابلے میں یہ بیس دینار جو زائد دیئے کچھ بھی نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس نے میرے نفس کے عیبوں سے مجھے آگاہ کیا ہے اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ انعام و اکرام کا مستحق تھا اور جو کچھ میں نے اسے دیا وہ اس کے حق سے بہت ہی کم ہے۔

خُوشامد

کسی کی ضرورت سے زیادہ تعریف کرنا جس کے وہ لائق نہ ہو تا کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو خوشامد کہلاتا ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے۔ خوشامد کرنا اور کروانا دونوں ہی بُرے اخلاقی اوصاف ہیں۔ اگر کسی کی منہ پر بہت تعریف کی جائے تو فطرتاً وہ اسے اچھا محسوس کرے گا لیکن یہ اس کے لئے نقصان کا باعث ہوگی۔ کیوں کہ وہ ایک تو خوش فہمی اور خود پسندی میں مبتلا ہوسکتا ہے دوسرا فخر و غرور کا بھی شکار ہوسکتا ہے۔ جس سے کئی ایک خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ اسی طرح خوشامد کرنے والا جب مبالغہ آرائی سے کام لے گا لیکن اس کا دل ساتھ نہ دے گا تو یہ نفاق ہوگا۔ تیسرا وہ دُنیوی فائدہ کیلئے بے جا خوشامد کر کے خود اس کی نظروں میں کمتر ہوگا۔ جو عزت نفس کے خلاف بات ہے۔ خوشامد کرنے والا جب کوئی مفاد حاصل کرتا ہے تو وہ کسی نہ کسی کی حق تلفی بھی کرتا ہے۔ خوشامد کرنے اور کروانے والے دونوں کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے۔

Marfat.com

﴿خُوشامد اور ارشادِ ربّانی﴾

بے جا تعریف نہ کرو:۔ ترجمہ: جولوگ اپنے کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور جوکام کرتے نہیں ان کیلئے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ان کے لئے خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے دستبردار ہوجائیں گے اورانہیں دردناک عذاب ہوگا۔(پ۶۔آل عمران)

اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے منافق لوگوں کی عادت تھی کہ وہ اپنے ہر جائز وناجائز کام پر خوش ہوتے تھے اور دوسروں سے توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کی تعریف یعنی مدح اور خوشامد کریں۔حق تعالیٰ نے ان کی اس بُری عادت پر عذاب کی وعید سنائی ہے۔

﴿خُوشامد اور ارشاداتِ رسول اکرم ﷺ﴾

مُنہ میں مٹی ڈال دو:۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب تم بہت تعریف کرنیوالے کو دیکھوتو اس کے منہ میں مٹی ڈال دیا کرو۔(مسلم شریف)

بے جا تعریف گردن کاٹنا ھے:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک آدمی نے دوسرے کی تعریف کی۔آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا تم پر افسوس ہے تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔اگرتم میں سے کسی کوتعریف کرنی ہی پڑے تو کہے کہ فلاں کوایسا سمجھتا ہوں اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے جبکہ وہ اس کی نظر میں ایسا ہواور اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کسی کی صفائی بیان نہ کرے۔(بخاری)

فاسق کی کبھی تعریف نہ کرو:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب فاسق شخص کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اوراس کا عرش ہلنے لگتا ہے۔(بیہقی)

Marfat.com

میں اللہ کا بندہ ہوں:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری ویسی تعریف نہ کرو جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں صرف اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ (مشکوۃ شریف)

مدح سرائی بربادی کا باعث:۔ ایک دفعہ رسول خدا ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص نماز ادا کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے کسی سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو اس نے بڑی مبالغہ آمیز تعریف شروع کر دی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو سنا کر مت کہو کہ اس طرح اس کو برباد ہی کر دو۔ (باب المفرد)

نبی کریم ﷺ نے تعریف سے منع کیا:۔ حضرت ابونفرہ سے روائت ہے کہ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بنی عامر کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ ہمارے سیّد (سردار) ہیں فرمایا کہ سیّد تو اللہ ہے۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ ہم میں آپ ﷺ خوبیوں کے لحاظ سے افضل اور درجے کے لحاظ سے اعلیٰ ہیں۔ فرمایا کہ اپنی بات کرو یا کوئی اور بات کرو مبادا شیطان اپنا مزدور بنا لے۔ (ابوداؤد)

مُبالغہ آمیزی کی مُذمّت :۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے سنا وہ دوسرے شخص کی تعریف کر رہا تھا اور تعریف میں مبالغہ کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کی کمر کو توڑ ڈالا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خُوشامد کرنے پر منہ میں خاک:۔ ایک آدمی آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کے منہ پر تعریف کی تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے ایک مٹھی مٹی سے لے کر اس کے منہ میں ڈال دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم خوشامد کرنے والوں کو پاؤ تو ان کے منہ پر مٹی ڈال دینا۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

﴿خُوشامد کرنے کے نقصانات﴾

خوشامد کرنے والے کو چار طرح سے نقصان ہوتا ہے۔ پہلا تو یہ ہے کہ وہ مبالغہ کرنے کی وجہ سے جھوٹ کی حد تک پہنچ جاتا ہے جو باعث گناہ ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کی تعریف میں حد سے بڑھ جائیگا۔ روز قیامت اس کی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ گھسیٹتا پھرے گا اور چلتے وقت اپنے ہی پاؤں کے نیچے کچلتا ہوا چلے گا۔

دوسرا نقصان یہ ہے وہ خوشامد کرتے وقت منافقت سے کام لے گا کیوں کہ تعریف کرتے ہوئے اس کا دل اس کی زبان کا ساتھ نہیں دے گا۔

تیسرا نقصان خوشامد میں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ ڈالے جس کی حقیقت کا اسے علم نہ ہوگا۔ مثلاً وہ کہے کہ یہ بڑا متقی پرہیز گار ہے یا بہت بڑا عالم و فاضل ہے حالانکہ وہ اتنا نہ ہو۔ رسولِ خدا ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی مدح سرائی شروع کردی تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے تو اس بے چارے کو ہلاک کر ڈالا (دراصل آپ ﷺ کا اشارہ اسی جانب تھا کہ اسے یہ کہنا چاہیے کہ میرے خیال میں وہ بڑا پرہیز گار ہے یا بڑا عالم ہے یعنی اپنی رائے سے اسے کہے ورنہ خدا کے نزدیک پتہ نہیں اس کا کچھ رتبہ ہے یا نہیں)۔

خوشامد کا چوتھا نقصان یہ ہے کہ جس کی تعریف یا مدح کی جائے وہ ظالم ہو یا فاسق ہو۔ ظالم اور فاسق کو خوش کرنا بجائے خود ظلم ہے۔ جیسے فرمانِ رسولِ خدا ﷺ ہے کہ ظالم کی مدح کرنے والا اللہ کے غصے کو جوش میں لاتا ہے۔

﴿خُوشامد کروانے کے نقصانات﴾

خوشامد کروانے والے کو دو نقصان ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اپنی تعریف اور مدح سن کر وہ غرور اور تکبّر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دُوسرا نقصان اسے یہ ہوگا کہ اگر وہ سنے کہ علم اور عمل میں میرا تو جواب ہی نہیں تو وہ

Marfat.com

کاہل اور بے عمل سا ہو جائیگا اور آئندہ کے لئے کوشش اور سعی میں کمی کر دے گا۔ جیسے ارشاد ہے کہ کسی کے پاس تیز چھری لے کر جانا اس سے بہتر ہے کہ اس کی تعریف اس کے منہ پر کی جائے۔

ابن اسلم کا قول ہے کہ جو شخص اپنی مدح سن رہا ہو شیطان جھٹ اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور اسے اس کی جگہ سے اٹھا دیتا ہے (یعنی وہ اپنی اصل اوقات بھول جاتا ہے)۔

جائز تعریف کی اِجازت

اِسلام میں کسی کی جائز تعریف کرنا جائز ہے بشرطیکہ جو خوبیاں کسی کے بارے بیان کی جا رہی ہیں وہ واقعی اس میں موجود ہوں جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

بدگمانی

گمان خیال کو کہتے ہیں اور بدگمانی کسی کے بارے بری رائے یا خیال کو کہتے ہیں۔ انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خیال پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اپنی طرف سے کسی کے خلاف کوئی رائے بنا لینا (بغیر تحقیق کئے) بدگمانی کہلائے گی۔ اور اگر زبان سے بھی کچھ کہا تو غیبت بھی ہوگی۔ مثلاً اگر دو شخص آپس میں کوئی گفتگو کر رہے ہیں تو تیسرا یہ سمجھ لے کہ وہ میرے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔ جب تک واضح دلیل نہ ہو اور کسی بات کا پورا یقین نہ ہو کوئی گمان نہ کرنا چاہیے۔ بدگمانی ایک بہت بُری عادت ہے۔ اللہ کریم نے اسے گناہ قرار دیا ہے۔ یہ آپس میں نفرت اور دُشمنی کو جنم دیتی ہے کیونکہ انسان اس وقت کسی سے بدگمان ہوتا ہے جب وہ یہ سنتا ہے کہ فلاں تمہارے بارے میں اس طرح کے بُرے خیال رکھتا ہے۔ یا ان کہی ہوئی باتیں اس کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ چنانچہ دونوں میں رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ بدگمانی شیطان کا بڑا مؤثر ہتھیار ہے۔ شیطان کا کام دُشمنی اور عداوت کا بیج بونا ہے۔ اگر ہم حسن ظن رکھیں اور دل کو سمجھا

Marfat.com

لیں کہ جب تک واضح ثبوت کسی بات کا نہ ملے گا۔ اپنے قیاس سے کوئی رائے قائم نہ کریں گے۔ تو شیطان کے ہتھیار سے بچا جا سکتا ہے۔ اگر کسی کا دوست اس کے دشمن کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو اور وہ یہ سمجھ لے کہ میرا دوست کبھی بھی میری بات میرے دشمن کو نہیں بتا سکتا تو یہ حسنِ ظن ہوگا جو بدظنی اور بدگمانی سے بچا دے گا۔ ویسے بھی جب تک کسی بات کی تصدیق نہ ہو بدگمانی کو پاس نہیں آنے دینا چاہیے۔

﴿بدگمانی کے بارے فرمانِ الٰہی﴾

گمان کے پیچھے نہ لگو:۔ ترجمہ: اور اکثر زمین پر رہنے والے ایسے ہیں کہ اگر تو ان کو کہنے پر چلے تو بہکا دیں گے۔ وہ صرف گمان کے پیچھے لگے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ (پ۸۔انعام)

گمان کی پیروی:۔ ترجمہ: اور ان میں سے اکثر گمان کی پیروی کرتے ہیں بے شک گمان حق کے مقابلے میں کچھ بھی سودمند نہیں ہوتا۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ (پ۱۱۔یونس۳۶)

بے جا گمان کرنا:۔ ترجمہ: جب کافر تمہارے اوپر سے اور نیچے سے حملہ آور ہو گئے اور جب آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ (پ۲۱۔احزاب)

بدگمانی گناہ ہے:۔ ترجمہ: اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچو کیوں کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کریگا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ (پ۲۶۔حجرات۱۲)

﴿احادیثِ مُبارکہ میں بدگمانی کی ممانعت﴾

رسول خدا ﷺ کی نصیحت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بدگمانی سے بچو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو، باتیں چھپ کر نہ سنو اور برتری نہ جتاؤ، حسد نہ کرو، عداوت نہ رکھو اور پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو۔ اور اللہ

Marfat.com

کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری)

بدگمانی کا نقصان :۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حاکم جب اپنے لوگوں میں گمان اور اندازے کو تلاش کرے گا تو انہیں خراب کر کے رکھ دے گا۔ (ابوداؤد)

چھپی باتوں کا کھوج نہ لگاؤ:۔ حضرت راشد بن سعد سے روائت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم لوگوں کی خفیہ باتوں کا سراغ لگاتے پھرو گے تو اُن کی عادتوں کو خراب کرو گے یا خرابی کے نزدیک پہنچا دو گے۔ (ابوداؤد)

اچھا گمان عبادت ھے :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اچھا گمان رکھنا عبادت میں شامل ہے۔ (ابوداؤد)

جنت کی خوشبو سے محرومی :۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے کوئی چیز مانگی آپ نے وہ چیز اسے دلوادی۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ شخص باوجود قدرت کے مانگتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدگمانی سے توبہ کرو کیوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مومنین سے بدگمانی کرتا ہے خدا تعالیٰ روزِ قیامت اس پر جنت کی خوشبو کو حرام کر دے گا۔

سب سے بدتر آدمی :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بدتر مرتبہ میں قیامت کے دن خدا کے سامنے اُس آدمی کا ہوگا جس کی فحش گوئی اور بدگمانی کے ڈر سے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

بخشنے والا صرف خدا ھے :۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کسی کے متعلق یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم وہ بخشا نہ جائیگا۔ تو رب العالمین نے فرمایا یہ کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں اس کو نہ بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور

Marfat.com

جس نے یہ قسم کھائی تھی اس کے تمام اعمال ضائع کر دیے۔ (مسلم)

بدگمانی سے بچو :۔ ایک روز رسول خداﷺ مسجد میں اپنی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کر رہے تھے کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا تو آپﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اے فلاں یہ میری بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہﷺ بھلا آپﷺ کے بارے میں کس کو گمانِ بد ہو سکتا ہے کہ آپﷺ ایسا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وسواسِ شیطانی سے نڈر نہیں ہونا چاہیے اور حقوقِ مسلمانی یہ ہے کہ تہمت کی جگہوں میں جانے سے پرہیز کرے تا کہ لوگ بدگمانی میں نہ پڑیں اور غیبت نہ کریں۔ اس میں ان کے دین کا نقصان ہے کیوں کہ یہ گناہ میں ان کے شریک ہونے کا سبب ہے جو گناہ کے سبب ہوتا ہے وہ بھی اس میں شریک ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

جاسوسی نہ کرو اور نہ کرنے دو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سراسر جھوٹ ہے اور نہ جاسوسی کرو اور نہ جاسوسی کرنے دو۔ (ابن ماجہ)

﴿چُغل خوری﴾

چغل خوری سے مراد ہے کہ کوئی شخص کسی بات کو دوسرے شخص تک اس غرض سے پہنچائے کہ فساد پھیلے۔ ایسا کرنا اسلامی نقطہ نظر سے گناہ کبیرہ ہے۔ چغل خوری نہایت ہی بُری اور ذلیل عادت ہے کیونکہ چغل خور دو آدمیوں کے درمیان جھوٹی سچی باتیں بیان کر کے ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے اور اپنا رسوخ جتاتا اور ہمدرد بنتا ہے لیکن چغلی سے غصہ پیدا ہوتا ہے اور نفرت اور عداوت جنم لیتی ہے جو لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔ بسا اوقات بات قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ اس بُرے فعل کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے لہٰذا اس سے ہر صورت بچنا چاہیے۔

Marfat.com

﴿احادیثِ مُبارکہ میں چُغل خوری کی مُذمّت﴾

بُرے بندے :۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے اور اللہ کے بندوں میں سے بُرے وہ ہیں جو چغلی کے پھیلانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور پاک باز لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والے ہیں۔ (بیہقی)

چُغلی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں :۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حسد، چغل خوری اور کہانت نہ مجھ سے ہے نہ میں ان سے ہوں اور مسلمانوں کا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (طبرانی)

چُغل خور جنت میں نہیں جائیگا:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

چُغل خور کو عذاب قبر:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ دونوں قبر والے یقیناً عذاب میں مبتلا ہیں اور کسی ایسے گناہ میں دونوں کو عذاب نہیں دیا جا رہا ہے جن سے بچنا مشکل ہو۔ ان میں سے ایک کو تو اس لئے عذاب دیا جا رہا ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک سبز شاخ لی اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیے پھر دونوں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ جب تک یہ دونوں ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ (بخاری)

بدترین مخلوق :۔ ایک روائت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج میں کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے ناخنوں سے اپنا منہ اور سینہ چھیل رہے ہیں۔ دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

چُغل خوری سے نیکیاں ختم:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک آدمی کا نامہ اعمال کھُلا ہوا اسکے سامنے لایا جائیگا وہ عرض کرے گا یا الٰہی میری نیکیاں اس میں نظر نہیں آئیں۔ ارشاد ہوگا تو نے چغل خوری کی اس نے تیری نیکیوں کو مٹا دیا۔ (اصبہانی)

چُغل خوری سے ایمان کو نقصان:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ غیبت اور چغل خوری دونوں ایمان کو اس طرح جھاڑ کر رکھ دیتی ہیں جس طرح کوئی چرواہا پتّوں والی ٹہنی کو جھاڑ دیتا ہے۔ (اصبہانی)

﴿چُغلی بارے اقوال و واقعات﴾

ایک دانا کا قول:۔ کسی دانا کا قول ہے تجھے جب کوئی یہ خبر دے کہ تیرا بھائی تجھے گالی گلوچ کرتا ہے یا بُرا بھلا کہتا ہے تو دراصل اس خبر دینے والے نے تجھے گالی دی تیرے بھائی نے نہیں دی۔

ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص تیری تعریف میں ایسی بات کہے جو تجھ میں نہیں ہے تو مطمئن نہ ہو وہ تیری مذمّت میں بھی ایسی بات کہے گا جو تجھ میں نہیں ہے۔ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میرے نزدیک چغلی سننا چغلی کرنے سے بھی بدتر ہے کیوں کہ چغل خور کا مقصد بھڑکانا اور اُکسانا ہوتا ہے۔ اور سننے والا اس سے متاثر ہوتا ہے اور لامحالہ اس کو چغلی کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ چغل خور حلال زادہ نہیں ہوتا کیونکہ چغل خور کا برپا کیا ہوا شر زبردست ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ خون خرابے تک نوبت آجاتی ہے۔

حضرت حسن بصری کا قول:۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کی باتیں تجھ تک پہنچاتا ہے وہ تیری باتیں بھی دوسروں تک پہنچاتا ہوگا ایسے آدمی سے بچ کر رہ کہ اصل میں تیرا دشمن ہے۔ اسکا فعل غیبت، خیانت، حسد اور منافقت ہے۔ اس کا کام ہی یہ ہے کہ تفرقہ ڈالے اور یہ تمام باتیں بددیانتی (اور بدنیتی) میں شامل ہیں۔

Marfat.com

چُغل خور کبھی سچا نہیں ہوتا:۔ کہتے ہیں خلیفہ سلمان بیٹھا ہوا تھا اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تھے کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ خلیفہ نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ تو میری غیبت کرتا ہے اور ایسی ویسی باتیں کہتا ہے۔ اس شخص نے اس سے انکار کیا تو خلیفہ نے کہا کہ مجھے ایک سچے آدمی نے اس کی خبر دی ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ چغل خور آدمی کبھی سچا نہیں ہوتا۔ سلیمان نے اس بات کو تسلیم کیا اور اس شخص کو سلامتی کے ساتھ واپس کر دیا۔

حضرت مُوسٰی علیہ السلام کا رشک:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو عرش الٰہی کے سایہ میں دیکھا تو آپ کے دل میں اس کے مرتبہ پر رشک پیدا ہوا کہ کاش اس کی جگہ مجھے بھی ملتی کہ یہ کوئی بڑا عالی مرتبہ ہے۔ آپ نے اللہ سے عرض کی کہ مجھے اس شخص کا نام بتایا جائے۔ حکم ہوا نام سے کیا غرض اس کا کام بتا دیتے ہیں۔ اس میں تین خوبیاں ہیں ایک یہ کہ انعاماتِ خداوندی دیکھ کر اس کے دل میں حسد پیدا نہیں ہوتا دوئم یہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ سوئم یہ لوگوں میں ایک دوسرے کی چغلی نہیں کھاتا۔

(ابن ابی الدنیا)

حکایت:۔ کسی شخص نے خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی کی چغل خوری کی۔ آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو'' اور اگر تیرا کہنا صحیح بھی ہے تو اس آیت میں مذکور لوگوں میں سے ہے۔ ''بے وقعت ہو طعنے دینے والا اور چغلیاں لگاتا پھرنے والا'' اب تو (خود ہی سوچ لے اور) اگر توبہ کرنا چاہے تو کر لے میں تجھے معاف کرنے کو تیار ہوں اس نے کہا امیر المؤمنین میں توبہ کرتا ہوں۔

چُغل خور آدمی کی نحوست:۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر تین مرتبہ نماز استقاء کیلئے میدان میں لے کر گئے مگر بارش نہ ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی تیرے بندے تین دفعہ نکلے لیکن دُعا قبول نہ

Marfat.com

ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تمہاری دُعا اس لئے قبول نہ ہوئی کہ تم میں ایک چغل خور آدمی ہے اور وہ اس کا عادی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا وہ کون ہے کہ ہم اس کو اپنے مجمع سے نکال دیں؟۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں چغلی سے روکوں اور خود کروں بس سب مل کر توبہ کرو۔ چنانچہ تمام نے مل کر توبہ کی تو بارش ہوگئی۔

عبرت انگیز واقعہ:۔ حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ کے نواح میں رہتی تھی وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مرگئی تو اس شخص نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ آخر جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے۔ اس نے اپنے ایک دوست سے مدد طلب کی، دونوں نے جا کر اس کی قبر کھودی اور تھیلی نکالی تو اس نے دوست سے کہا ذرا ٹھہنا میں دیکھوں تو سہی کہ میری بہن کا کیا حال ہے؟۔ اس نے لحد میں جھانکا تو وہ آگ سے بھڑک رہی تھی۔ پس اس شخص کو معلوم ہوگیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے؟۔ پس جو شخص قبر کے عذاب سے بچنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے پرہیز کرے۔

سبق آموز کلمات:۔

(1) کسی بے گناہ پر بہتان لگانا آسمان سے زیادہ بوجھل ہے۔

(2) حرص کسی جسم کے لئے آگ سے زیادہ گرم ہے۔

(3) چغلی زہر سے زیادہ مہلک ہے۔ اور چغل خور کی بات جب لوگوں میں کھل جائے تو وہ یتیم سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

(4) چغل خوری دُشمنی اور عداوت کا بیج اور لڑائی بھڑکانے کا ایندھن ہے۔

Marfat.com

﴿قطع رحمی﴾

ماں باپ کے حق کے بعد رشتہ داروں کا حق ہے۔رشتہ داروں سے اچھے تعلق رکھنے اور ان کا حق ادا کرنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں جبکہ ان سے تعلق توڑنے کو قطع رحمی کہتے ہیں۔رحم مادری تعلقات کی جڑ ہے۔ اس سے جو رشتے بنتے ہیں انہیں مضبوط کرنا چاہیے۔آج کل لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں، چچاؤں، ماموؤں، پھوپھیوں، خالاؤں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ آج سے میری تجھ سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ان سے ملنا جلنا تو درکنار سلام وکلام بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ ہمارے معاشرے میں تو یہ چیز بہت عام ہے۔اسلئے اس کو زیادہ برا نہیں سمجھا جاتا لیکن ہمارے مذہب اسلام میں تعلق توڑنے والے کو بہت برا سمجھا گیا ہے اور اس کی بڑی وعید آئی ہے۔اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے قطع رحمی کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔

﴿قرآن کریم میں قطع رحمی کا ذکر﴾

(1)..... ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس کو قطع کرتے ہیں جسے اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی لوگ نقصان میں رہنے والے ہیں۔(پ۱۔بقرہ۲۷)

(2)..... ترجمہ: انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے تعلق کو قطع کر دیا۔تم لوگ ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہو۔(پ۱۷۔انبیاء۹۳)

(3)..... ترجمہ: پھر تم (منافقوں) سے مجھے توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتہ داروں کو قطع کرو۔انہیں لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے پھر انہیں بہرا اور آنکھوں سے اندھا کر دیا۔(پ۲۶۔محمد۲۲)

Marfat.com

﴿اِرشاداتِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

قاطع رحم پر جنت حرام: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قاطع رحم پر جنت حرام ہے۔ (احمد)

حضرت جبیر ابنِ مطعم رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قاطع رحم جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ شراب کا عادی، جادو پر ایمان رکھنے والا اور قاطع رحم۔ (ابن حبان)

رحمت خُدا سے محرومی:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جن لوگوں میں کوئی قاطع رحم موجود ہو تو رحمت کے فرشتے وہاں نازل نہیں ہوتے۔ (طبرانی)

قاطع رحم کے عمل قبُول نہیں ہوتے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر جمعرات اور جمعہ کو خدا کے سامنے بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سب کے اعمال قبول فرمالیتا ہے مگر قاطع رحم کے اعمال قبول نہیں ہوتے۔ (احمد)

رحم کا تعلق عرش سے ہے:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم کا تعلق عرش کے ساتھ ہے۔ رحم کہتا ہے جو مجھے ملائے اور میرے حقوق کی رعائت کرے تو خدا بھی اس کی رعائت کرے اور جو مجھے قطع کرے خدا بھی اسے قطع کرے۔ (بخاری و مسلم)

قاطع رحم کی سزا میں جلدی:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روائت کردہ حدیث میں ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس کی سزا دُنیا اور آخرت میں جلد دی جائے مگر سرکشی اور قطع رحمی کی۔ (ترمذی)

شبِ برأت میں بخشش سے محروم:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت

Marfat.com

ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کردیئے جاتے ہیں لیکن قطع رحمی کرنیوالا، ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات بھی آزاد نہیں کئے جاتے۔ (بیہقی)

رشتہ رحم کو قطع کرنیوالا:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے۔ میرا نام رحمٰن ہے۔ میں نے رحم کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ (ترمذی)

قاطع رحم کی سزا دُنیا میں :۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہر گناہ کی سزا آخرت کیلئے رکھی گئی ہے لیکن بغاوت اور قطع رحمی کی سزا دُنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

کعبے کو تمہارے مال کی ضرُورت نہیں:۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ دو انصاری بھائیوں کے درمیان میراث تھی۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو تقسیم کیلئے کہا تو دُوسرے نے کہا اگر تم نے تقسیم کرنے کیلئے کہا تو میں سارا مال خانہ کعبہ پر خرچ کردوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کعبے کو تمہارے مال کی ضرورت نہیں اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور اپنے بھائی سے کلام کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے قطع رحمی کی نذر نہ مانی جائے اور نہ قطع رحمی کی قسم کھائی جائے جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی میں شمار ہوگا۔ (ابوداؤد)

اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑنا اُسکے قتل برابر:۔ حضرت ابوفراس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

تین دِن سے زیادہ بھائی کو چھوڑ دینا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور مر گیا تو جہنم میں داخل ہوا۔ (احمد۔ ابوداؤد)

Marfat.com

تین دِن سے زائد ناراضگی پر کیا کرنا چاھیے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مومن کیلیئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔ اگر تین دن گزر جائیں اور اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے اگر وہ جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اگر جواب نہ دے تو وہ گناہ لے کر لوٹا اور یہ مسلمان چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد)

صلح ھونے تک مُھلت دینا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ہر غیر مشرک کو بخش دیتا ہے البتہ وہ شخص کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ اللہ فرماتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔ (مسلم شریف)

قطع رحمی کرنیوالے کو محفل سے نکال دیا:۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عرفہ کی شب رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج قطع رحمی کرنے والا ہمارے درمیان نہ بیٹھے وہ ہم سے اُٹھ جائے تو مجلس کے کونے سے ایک شخص اُٹھ کر چل دیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا بات ہے کہ تیرے سوا کوئی اور اس محفل سے نہیں اُٹھا۔ اس نے کہا یا نبی اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا ارشاد سنتے ہی اپنی خالہ کے پاس گیا جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہوا تھا کہنے لگی خلاف عادت کیسے آنا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کا فرمان سنایا تو اس نے میرے لئے استغفار کیا اور میں نے اسکے لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا۔ خبردار قطع رحم کرنے والی قوم پر اللہ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔ (بیہقی)

Marfat.com

﴿بے عملی﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان لانے کے بعد اعمالِ صالحہ کا تذکرہ کثرت کے ساتھ کیا ہے۔ اِنسان کی نجات کا تعلق بھی اس کے اعمال پر ہے۔ جہاں بُری باتوں سے روکا گیا ہے وہاں نیک اعمال کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ دین کی باتوں کا علم ہونے کے بعد انسان کا عمل سے جی چرانا بے عملی ہے۔ علم وہی نفع دیتا ہے جس پر عمل بھی کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ علم کم بھی کافی ہے اگر اس پر پورا عمل کیا جائے۔ اور اس علم کا کوئی بھی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔ اسی لیے ہمارے آقا ﷺ اللہ کریم سے ہمیشہ علمِ نافع کی دُعا کرتے تھے۔ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ دوسروں کو نیک عمل کرنے کی نصیحت کی جارہی ہے لیکن خود کہنے والا اس پر عمل نہیں کرتا۔ اس چیز کو بارگاہِ رب العزت میں سخت ناپسند کیا گیا ہے۔ جو واعظ خود پہلے عمل کرتا ہے اور بعد میں دوسروں کو وعظ و نصیحت کرتا ہے اس کی زبان میں بڑا اثر ہوتا ہے۔

﴿قرآن کریم میں بے عملی کی مُمانعت﴾

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی بات نہ کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو۔ اللہ کو یہ بات بالکل ناپسند ہے کہ انسان خود نہ کرے مگر دوسروں کو کرنے کیلئے کہے۔ (پ۲۸۔ سورہ صف)

ترجمہ: کیا تم لوگوں کو اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (پ۱۔ البقرہ ۴۴)

ترجمہ: جو کوئی نیکی کرے گا تو وہ اس کیلئے ہے اور جو برائی کریگا تو وہ بھی اسی کیلئے ہے اور تمہارا رب بندوں پر زیادتی نہیں کرتا۔ (پ۲۵۔ حم سجدہ)

Marfat.com

﴿فرامینِ رسول اکرم ﷺ﴾

بے عمل عالموں کا انجام:۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عالم عام لوگوں کو نصیحت کرتا ہے مگر خود عمل نہیں کرتا اس کے ہونٹ قینچی سے کاٹے جائیں گے۔ (مسلم)

عالم نہیں جاہل:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو یہ دعویٰ کرے کہ میں عالم ہوں وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ (طبرانی)

بے عمل عالم دوزخ میں:۔ حضرت منصور بن زادان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عالم بے عمل جب جہنم میں داخل ہوگا تو اس میں اس قدر بدبو ہوگی کہ اہل دوزخ کا دماغ چکرا جائیگا۔ تو اس سے دریافت کریں گے کہ تو کون ہے؟ تو وہ نہائت حسرت سے کہے گا میں ایسا عالم ہوں جس نے اپنے علم سے کوئی نفع حاصل نہ کیا تھا۔ (احمد۔ بیہقی)

جھوٹی حدیث بیان کرنیوالے کا انجام:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا اور جان بوجھ کر جھوٹی حدیث کو بیان کیا تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (مشکوۃ شریف)

دنیا کیلئے علم دین حاصل کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ اس سے دُنیاداروں تک پہنچے اور ان لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے تا کہ اس سے دُنیا حاصل کرے تو قیامت میں اس شخص کے نہ فرض قبول ہوں گے نہ نفل۔ (ابوداؤد)

مناظرہ اور مقابلہ کیلئے دین کا علم حاصل کرنا:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ وہ علما سے مناظرہ اور مقابلہ کرے اور جاہلوں کو شک میں ڈالے اور اپنی چرب زبانی اور خوش بیانی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو

Marfat.com

آگ میں داخل کرے گا۔ (ابن ابی الدنیا)

دُنیاوی مصلحت کیلئے علمِ دین چھپانا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی یا کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا لیکن اس نے دنیاوی مصلحت کی بنا پر اس کو چھپایا تو یہ عالم قیامت میں ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام پڑی ہوگی۔ (ترمذی۔ابن ماجہ)

دُنیا کمانے کیلئے علمِ دین حاصل کرنا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے علم دین اس لئے حاصل کیا کہ اس سے دُنیا کمائے تو اس کو جنت کی ہوا بھی نہیں ملے گی۔ (ابوداؤد۔ابن ماجہ)

بے عمل واعظوں کا انجام:۔ حدیث حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے اِرشاد فرمایا بعض اہلِ جنت اہل جہنم کے بعض لوگوں سے دریافت کریں گے کہ تم لوگ دوزخ میں کیسے چلے گئے؟ تمہاری واعظ ونصیحت سے تو ہم کو جنت مل گئی لیکن تم جہنم میں کیوں ڈال دیئے گئے؟ اس سوال کے جواب میں وہ کہیں گے کہ ہم تم کو نصیحت ضرور کرتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے۔ ہم کو ہماری بے عملی کے سبب عذاب میں داخل کیا گیا ہے۔ (طبرانی۔کبیر)

آنتوں کے چاروں طرف چکی کی طرح گھومنا:۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزِ قیامت ایک شخص کو دوزخ میں ڈالا جائیگا تو اس کا پیٹ پھٹ کر انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔ اور وہ ان کی طرف اس طرح گھوم رہا ہوگا جیسے چکّی کا گدھا چاروں طرف گھوما کرتا ہے۔ اہل دوزخ اس کے پاس جمع ہوں گے اور تعجب کے ساتھ پوچھیں گے یہ کیا بات ہے تو تو دنیا میں بہت بڑا عالم تھا۔ ہم کو نصیحت کیا کرتا تھا۔ آج تیری یہ کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا میں تم کو نصیحت کیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

Marfat.com

﴿مُذمّتِ لعنت﴾

لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دُوری۔اس لئے جوشخص کسی دوسرے پرلعنت کرتا ہےتو گویا وہ ایک لحاظ سے اس کیلئے اللہ کی رحمت سے دُوری کی بدُعا کرتا ہے جبکہ دوسروں کیلئے بدُعا کرنا ان کا بُرا چاہنا اچھا نہیں ہے۔ یہ ایک قابل مذمت فعل ہے اور بہت بُری بات ہے۔لعنت خواہ کسی آدمی پر ہو یا جانور پر یا کسی بے جان چیز پر نہائت بری بات ہے۔بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بار بار لعن طعن کرتے رہتے ہیں اور گناہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔انہیں چاہیے کہ ایسا کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کریں کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

﴿اِرشاداتِ رسولِ خُدا ﷺ﴾

لعنت کا واپس لوٹ آنا:۔ حضرت ابودرداضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی آدمی کسی چیز پرلعنت کرتا ہےتو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے۔تو اس کے دروازے بھی اس پر بند کردیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے۔ جب کوئی ٹھکانہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پرلعنت کی گئی تھی اگر وہ اس کا اہل ہوتو اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت اپنے کہنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔(ابوداؤد)

کسی کے نسب پر لعنت کفر ھے:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا دو باتیں کفر ہیں اوّل نسب پرطعن کرنا(یعنی ذات برادری کو برا کہنا اورطعن کرنا)دوئم میّت پرنوحہ کرنا۔(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں کفر ہیں:

Marfat.com

(1)مردے پر چلا کر رونا (2)گریبان پھاڑنا (3)کسی نسب میں طعن کرنا۔

غیر مستحق پر لعنت کا نتیجہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی حقیر سے حقیر چیز کو بھی لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ کسی غیر مستحق پر لعنت کرنے کا نتیجہ یہی ہے کہ خود لعنت کرنیوالا ہی اس لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص پر لعنت کی جائے اگر وہ اس کا مستحق نہ ہو تو لعنت اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ اے میرے پروردگار جس شخص پر میں بھیجی گئی تھی وہ تو اس کا اہل نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے جہاں سے آئی ہو وہیں لوٹ جا۔ (احمد)

اصحاب رسول ﷺ پر طعن کی مذمت:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب کو ملامت نہ کرو۔ جس نے ان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے۔ (ترمذی)

لعنت قتل کے برابر:۔ حضرت ابوزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن پر لعنت بھیجنا اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (بخاری شریف)

جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم)

اوصاف مومن:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کسی پر بہت زیادہ طعن کرنے والا، لعنت کرنیوالا، فحش گو اور بے ہودہ گفتگو کرنے والا نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

لعنت کرنے سے توبہ کر لو:۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے ملامت کرے تو اس وقت تک وہ

Marfat.com

نہیں مرے گا جب تک اس گناہ کو نہ کرے جبکہ اس نے توبہ کر لی ہو۔ (ترمذی)

ھوا پر لعنت نہ کرو:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہوا نے ایک آدمی کی چادر اُتار دی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو یہ تو حکم کی پابند ہے اور جو کسی پر لعنت کرے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو لعنت کرنیوالے کی طرف لوٹتی ہے۔ (ترمذی)

محرُومی شفاعت:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بہت لعنت کرنے والے روزِ قیامت نہ گواہ ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے۔ (مسلم)

لعنت نہ کرو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت سچے کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

فضُول خرچی

اللہ تعالیٰ نے ہر کام کیلئے کچھ حدود مقرر کی ہیں اور اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ انسان کو جہاں کنجوسی اور بخل سے منع فرمایا گیا ہے وہیں اُسے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے سے بھی روکا گیا ہے۔ فضول خرچی وہ بُری عادت ہے جس سے کئی خرابیاں جنم لیتی ہیں مثلاً کھانے پینے میں اسراف برتنے سے کئی ایک نقصانات جنم لیتے ہیں جن میں سب سے بڑا صحت کی خرابی ہے۔ زیادہ کھانے سے غفلت جنم لیتی ہے جس سے انسان عبادات میں سستی کرنے لگتا ہے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بھی گریز کرنے لگتا ہے۔ فضول خرچ آدمی ایک نہ ایک دِن تنگی رزق کا شکار ہو جاتا ہے۔ فضول خرچ آدمی کے جب حلال رزق سے اخراجات پورے نہیں ہوتے تو پھر وہ ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے اس کی عاقبت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اسی لئے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اس بُری عادت سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

Marfat.com

﴿احکامِ خداوندی﴾

(۱).....ترجمہ: اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو خرچ میں اسراف (فضول خرچی) نہیں کرتے اور نہ کنجوسی کرتے ہیں بلکہ درمیانی راہ یعنی اعتدال اختیار کرتے ہیں۔ (پ۱۹۔فرقان)

(۲).....ترجمہ: اے بنی آدم مسجدوں میں جاؤ تو خود کو آراستہ کرلو۔ کھاؤ، پیؤ مگر اسراف نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ۸۔اعراف ۳۱)

(۳).....ترجمہ: رشتہ داروں مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال برباد نہ کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ (پ۱۵۔بنی اسرائیل)

﴿فضُول خرچی بارے احادیثِ مُبارکہ﴾

اسراف نہ کرو:۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں غریب ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور میرے پاس ایک یتیم بھی ہے۔ فرمایا اپنے یتیم کے مال سے کھالو لیکن اسراف نہ کرنا اور مال جمع نہ کرنا۔ (ابوداؤد)

فضُول خرچی اور شیخی سے بچو:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو چاہو کھاؤ جو چاہو پہنو جب کہ فضول خرچی اور شیخی تم سے دُور رہیں۔ (بخاری)

رسُول اللہ ﷺ نے انگوٹھی کو اُتار کر پھینک دیا:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اُتار کر پھینک دیا پھر فرمایا تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری کا قصد کرتا اور اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگھوٹھی لے لو اور اس سے نفع حاصل کرو۔ کہا خدا کی قسم

Marfat.com

اسے ہرگز نہیں لوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔ (مسلم)

مَردوں کا ریشم پہننا :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دُنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ (بخاری)

چاندی سونے کے برتن کی ممانعت:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ہمیں چاندی اور سونے کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا اور ریشم اور دیباج پہننے اور ان پر بیٹھنے سے۔ (مسلم شریف)

قسّی اور کسم کا رنگا کپڑا:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ نے قسّی اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے اور سونے کی انگوٹھی سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اوپر کسم کے رنگے ہوئے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا یہ کفار کے کپڑے ہیں لہٰذا انہیں نہ پہنا کرو۔

اعلیٰ مکانوں پر فخر نہ کرو:۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علاماتِ قیامت میں یہ بات ہے کہ معمولی طبقہ کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ضرورت سے زیادہ تعمیرات وبال:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک انصاری نے اونچا مکان بنالیا تھا اسی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناراضگی کا اظہار کیا اور جب اس نے نو تعمیر قُبہ کو ڈھالیا تب اس کا سلام قبول کیا اور فرمایا ہر وہ تعمیر جو غیر ضروری ہو وہ بنانے والے کیلئے وبال ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ نہیں کرتا تو وہ اپنا مال، مٹی اور پانی میں خرچ کرتا ہے۔ (طبرانی)

Marfat.com

﴿دھوکہ بازی﴾

دھوکہ اور فریب سے دوسروں کا حق تلف ہوتا ہے اس لئے اسلام میں دھوکہ بازی کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے جس کی سزا دردناک عذاب ہے۔ اصلی چیز کی جگہ نقلی چیز دے دینا یا اصلی اور نقلی چیزوں کو باہم ملا کر فروخت کرنا دھوکہ بازی ہے۔ دھوکہ اور فریب بھی ایک طرح کا جھوٹ ہوتا ہے۔ دھوکہ بازی سے عوام الناس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کا رسول ناراض بھی ہوتے ہیں۔ اکثر و بیشتر دھوکے باز لوگوں کی خون پسینے کی کمائی مختلف طریقوں سے ہڑپ کر لیتے ہیں جس سے اللہ کی مخلوق کو انتہائی دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے اور انکی زبان سے دھوکے بازوں کے لئے بددُعائیں نکلنے لگتی ہیں جس سے ان کی دُنیا اور آخرت خراب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام میں دھوکہ بازی کی سخت مذمّت کی گئی ہے۔

﴿اِرشاداتِ رسول اکرم ﷺ﴾

دھوکہ باز سے لاتعلقی:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ہمارے ساتھ دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں اور دھوکے باز جہنم میں ہے۔ (کنزالعمال)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان کسی کے ساتھ مکر کرے یا نقصان پہنچائے یا دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (کنزالعمال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

دھوکے باز جہنم میں:۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا دھوکہ، فریب اور خیانت جہنم میں ہیں۔ (طبرانی)

دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلّہ کے ایک ڈھیر کے پاس گزرے تو اپنا ہاتھ اس میں ڈالا آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے غلّے والے یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اسے غلّے کے اوپر کیوں نہیں کیا تا کہ اسے لوگ دیکھتے؟۔ جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اھل مدینہ سے دھوکے کا انجام:۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ مکر کرے گا اور دھوکہ دے گا وہ اس طرح فنا کر دیا جائیگا جس طرح نمک پانی میں گھُل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دھوکے کی تجارت:۔ روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سودا کرنے والے دونوں کو اختیار ہے کہ جب تک جُدا نہ ہوں (اپنا معاملہ طے کرلیں) اگر دونوں نے سچائی اور صاف گوئی سے کام لیا تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر انہوں نے چھپایا اور غلط بیانی کی تو ان کی تجارت سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔ (بخاری)

ملعون شخص:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو مسلمان کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔ (ترمذی)

دوسروں کی چیز پر دعوٰی کرنیوالا:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے کہ اس کی نہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (مسلم)

سونے کا ھار:۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے غزوہ خیبر کے وقت ایک ہار بارہ دینار میں خریدا جس میں سونا اور نگینے تھے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے فروخت نہ کرنا جب تک جدا نہ کرلو۔ میں نے جدا کیا تو سونا بارہ دینار سے زائد پایا۔ (مسلم)

حکایت:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مجاہدین اسلام پے در پے فتوحات

Marfat.com

حاصل کرتے اور پیش قدمی کرتے جارہے تھے تو شاہِ ایران نے پیغام بھیجا کہ صلح کی گفتگو کیلئے اپنا سفیر بھیج دیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب سفیر بن کر شاہِ ایران کے دربار میں پہنچے تو دورانِ گفتگو شاہِ ایران نے پوچھا تمہارے خلیفہ میں ایسی کون سی خصوصیت ہے کہ جس کے سبب ان کی ہر تدبیر کامیاب ہوتی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا **هُوَ لَا يَخْدِعُ وَلَا يَخْدَعُ** (یعنی وہ نہ کسی کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہ کسی سے دھوکہ کھاتے ہیں)۔

حکایت:۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ایک حدیث کا راوی ہے آپ ﷺ دو روز کا سفر طے کر کے اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ شخص ایک خالی توبڑہ دکھا کر گھوڑے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ دیکھتے ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہاں ٹھہرنے کی بجائے فوراً واپس پلٹے۔ اس شخص نے آپ سے آنے اور واپس لوٹنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا بھائی میں نے سنا تھا کہ تم ایک حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہو میں اسی اشتیاق میں اتنا سفر طے کر کے تمہارے پاس پہنچا تھا۔ مگر یہاں آ کر جب دیکھا تم خالی توبڑا دکھا کر گھوڑے کو پکڑنا چاہتے ہو تو میں نے سوچا کہ جو شخص ایک گھوڑے سے فریب کر سکتا ہے اس سے کیا بعید کہ وہ اللہ کے بندوں کو بھی فریب دے۔ اس لئے میں تمہیں روایت حدیث کا اہل نہیں پاتا اور واپس جا رہا ہوں۔

﴿فحاشی اور بے حیائی﴾

اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے جائز طریقے اور حدود مقرر فرما دی ہیں۔ جو کوئی ان حدود سے تجاوز کرے گا وہ فحاشی کے زمرے میں آئے گا۔ ایسی برائیاں جن سے زنا کے دروازے کھلتے ہوں یا جو چیز انسان کی نفسانی خواہش کو ابھارے فحاشی کہلائے گی۔ اور اس کا اطلاق درحقیقت ایسے بُرے کاموں پر ہوتا ہے جن سے دینِ اسلام میں منع کیا گیا ہے جیسے زنا، عملِ قوم لوط، عریاں لباس اور برہنگی،

Marfat.com

عورتوں کی شہوت انگیز تصاویر، عریانیت، گندہ لٹریچر (جو برائی پر اُبھارے)، عورتوں کا ناچ گانا وغیرہ وغیرہ فحاشی میں شامل ہیں۔ بُرے خیالات جو بُرے ارادہ کو جنم دیں اسی طرح بدنگاہی سے کسی عورت یا مرد کو دیکھنا بھی گناہ میں شامل ہیں۔

﴿قرآن حکیم میں فحاشی کی مُذمّت﴾

ترجمہ: اور فواحش کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور جسے قتل کرنا اللہ نے منع کیا ہے انہیں ناحق قتل نہ کرو۔ یہ تمہیں وصیت ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ (پ ۸۔ انعام ۱۵۲)

ترجمہ: آپ فرمادیں میرے رب نے فواحش کو حرام کیا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی ہوں اور گناہ اور ناحق بغاوت بھی حرام ہے۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں فحاشی پھیلے ان کیلئے دُنیا اور آخرت میں عذاب الیم ہے اور جو اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (پ ۱۸۔ النور ۱۹)

ترجمہ: اور زنا کے قریب تک نہ جاؤ کیوں کہ وہ فحاشی ہے جو بری راہ ہے۔ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور جو لوگ جب کوئی فحاشی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے کیے پر اڑے نہیں رہتے۔ (پ ۵۔ آل عمران ۱۳۴)

﴿احادِیث میں فحاشی کی مُذمّت﴾

اتفاقیہ نظر معاف ھے:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایک بار نظر اٹھنے کے بعد دوسری نظر نہیں اٹھنی چاہیے۔ پہلی بار اتفاق کی نظر معاف ہے اور دوبارہ نظر جائز نہیں ہے۔ (ترمذی)

Marfat.com

اپنی نظر پھیر لو:۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اچانک نظر کا حکم پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نظر پھیر لو۔ (مسلم)

قصداً دیکھنا اور دکھانا منع ھے:۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے آپ کو بلا عذر قصداً دکھائے۔ (بیہقی)

نظر پھیر لینے سے عبادت کا مزا:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی مسلمان کی حسین عورت پر ایک بار نظر پڑ جائے اور وہ اپنی نظر کو پھیر لے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک عبادت پیدا کرے گا وہ اس کا مزہ پائے گا۔ (احمد)

پردہ کرنے کا حُکم:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں اسی دوران حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور یہ اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ ہمیں پردے کا حکم دے دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں۔ نہ وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم بھی نہیں دیکھ سکتیں؟۔ (ابوداؤد)

عورتوں کی مجلس سے پرھیز:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری نے عرض کیا دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دیور تو موت ہے۔ (بخاری)

شیطان کا گھورنا:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت ستر ہے جب بازار میں نکلتی ہے تو شیطان اس کو گھورتا ہے۔ (ترمذی)

جنت کی ضمانت:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کا میرے لئے

Marfat.com

ضامن ہو جائے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (ترمذی)

فاحشہ عورتوں کا انجام:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو قسم کے آدمی جہنمیوں سے ہیں جنہیں ہم نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔ مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر موٹی اونٹنیوں کی کوہانوں کی طرح ہلتے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی جبکہ اس کی خوشبو اتنی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (مسلم)

زنا کے چھ نقصانات :۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا زنا سے بچو بلاشبہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ تین دُنیا میں اور تین آخرت میں۔

دُنیا کی تین خصلتیں یہ ہیں۔ (1) چہرہ سے وجاہت جاتی رہتی ہے۔ (2) فقر محتاجی لاتی ہے۔ (3) عمر کو کم کر دیتی ہے۔

آخرت کی تین خصلتیں یہ ہیں کہ (1) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی۔ (2) حساب کی سختی اور (3) دائمی عذاب جہنم۔

زانیوں پر دردناک عذاب کا نقشہ :۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زانی روز قیامت اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ بھڑکتی ہوگی اور وہ شرمگاہوں کی بدبو سے لوگوں کے درمیان پہنچائے جائیں گے ان کو منہ کے بل جہنم کی طرف لے جایا جائیگا۔ پھر جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو داروغہ جہنم کہے گا اے عذاب جہنم کے فرشتو زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو جس طرح کہ انہوں نے حرام کی طرف نظریں ڈالی تھیں اور آگ کی زنجیروں سے ان کے ہاتھ باندھ دو جس طرح کہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور آگ کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں ڈال دو جس طرح کہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔ فرشتگانِ عذاب کہیں گے ضرور ضرور اسی طرح کرتے ہیں۔ تو وہ ان کے ہاتھوں

Marfat.com

کو آگ کی زنجیروں سے اور پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے تو وہ چیخیں گے اے فرشتگانِ عذاب ہم پر رحم کرو اور ایک لمحہ کیلئے ہم سے عذاب کو کم کر دو اس پر فرشتگانِ عذاب ان سے کہیں گے ہم تم پر کیسے رحم کریں جبکہ رب العالمین تم پر غضبناک ہے۔

زانیوں کو عبرتناک سزا:۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ شبِ معراج مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو میں نے کچھ مرد و عورتوں کو سانپ اور بچھوؤں کے ساتھ محبوس دیکھا۔ بچھو انہیں ڈنگ مارتے اور سانپ انہیں ڈستے تھے۔ ہر شرم گاہ کی جگہ ایک سوراخ تھا جس میں بچھو گھستے تھے۔ اور ان سوراخوں میں گھس کر ڈستے اور گوشت کو کاٹتے تھے۔ ان کی شرم گاہوں سے پیپ بہتی تھی جس کی بدبو سے دوزخی بھی چیختے اور چلاتے تھے اور وہ ان کی چیخ و پکار سے بے نیاز تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ زانی مرد و عورتیں ہیں۔

ایک اور جگہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کیا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو جہنم کی آگ سے پُر کرے گا۔ اور جس نے حرام کردہ عورت سے زنا کیا اللہ تعالیٰ اُسے اس کی قبر سے پیاسا، روتا، غمگین سیاہ اور تاریکی میں کھڑا کرے گا۔ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا اور اس کے جسم پر قطران کا لباس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نہ اس سے کلام فرمائے گا اور نہ اسے پاک و ستھرا کرے گا اور اس کیلئے درد ناک عذاب ہوگا۔

Marfat.com

بابِ ششم:

سیرتِ مُبارکہ

﴿رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل عربوں کی حالت﴾

رسول اللہ ﷺ کی دُنیا میں تشریف آوری سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کا چہرہ مسخ تھا۔ ہر طرف بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ شرک نے انسانوں کا ذہن مسموم کر رکھا تھا۔ خانہ کعبہ میں 360 بت سجائے ہوئے تھے۔ ہر قبیلے کا اپنا الگ بت تھا۔ لات، منات، ہبل، عزّی اور نسر زیادہ مشہور بت تھے جن کے آگے سجدے کئے جاتے اور دُعائیں اور فریادیں کی جاتی تھیں۔ اپنے ہی ہاتھوں سے گھڑی ہوئی مورتیوں کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا اور نجات دہندہ سمجھا جاتا تھا۔ بت پرستی کے ساتھ ساتھ توہم پرستی بھی عام تھی۔ اللہ نے جس انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اُس نے الوہیت کو چھوڑ کر خود ساختہ پتھروں کو خدا بنالیا تھا۔ اس طرح انسان نے اپنے وقار کو خود ہی اپنے پاؤں تلے روند دیا تھا۔ عرب کی سرزمین میں کثرت مشرکین کی تھی۔ لیکن کہیں کہیں اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) وغیرہ بھی تھے۔ اس سرزمین میں لوگ قبیلوں کی شکل میں آباد تھے۔ اور معاشرہ جاہلانہ رسم و رواج میں جکڑا ہوا تھا۔ نسلی امتیاز کی دیواریں کھڑی ہونے کے ساتھ ساتھ سرکشی اور غرور و تکبّر ہر طرف نمایاں تھا۔ قبائل اکثر آپس میں معمولی معمولی باتوں پر جھگڑ پڑتے اور تلواریں نکل آتیں۔ زنا، شراب، جوا اور فحاشی عام تھی۔ عورت کی معاشرے میں کوئی قدر نہ تھی۔ بیویوں کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ بات بات پر طلاق اور ظلم و ستم ان کا وطیرہ تھا۔ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی اہل خانہ کے چہرے مرجھا جاتے اور شرم سے منہ چھپانے لگتے۔ کئی دفعہ تو وہ لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے۔ جانوروں کی طرح غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی، ان کی منڈیاں لگتیں تھیں۔ معمولی باتوں پر جھگڑا ہوتا اور پھر قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی۔ انتقام لینا اپنا اولین فرض سمجھا جاتا۔ حلال اور حرام کی معاشرہ میں کوئی

Marfat.com

تمیز نہ تھی۔ اخلاقی حالت بھی بہت پست تھی۔ شراب نوشی اور عریانی و بے حیائی عام تھی۔ میدانوں میں ننگے نہایا جاتا اور رفع حاجت کیلئے بھی پردہ نہ کیا جاتا بلکہ طوافِ کعبہ بھی ننگے ہو کر کرنے میں وہ لوگ کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ معاشی طور پر معاشرہ زیادہ آسودہ حال نہ تھا کیوں کہ یہ علاقہ زراعت کے قابل نہیں تھا اور بنجر او ربے آب وگیاہ تھا۔ غلّہ بانی اور تجارت عام پیشے تھے۔ کہیں کہیں کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی کیونکہ کچھ علاقے چشموں وغیرہ کے قریب تھے جیسے طائف اور مدینہ وغیرہ۔ غربت وافلاس کے سبب عربوں کی معیشت سود در سود کی زنجیر میں جکڑی ہوئی تھی اور روٹی اور کپڑا آسانی سے دستیاب نہ ہونے کے سبب اِخلاقی اور معاشی جرائم بہت زیادہ تھے اور لوٹ مار، چوری اور راہزنی عام تھی۔ عدل وانصاف کا فقدان تھا اور غریب و بے سہارا لوگوں کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔

﴿رسولِ اکرم ﷺ کے آباء واجداد﴾

رسول اکرم ﷺ ایک معزّز اور پاکیزہ خاندان میں تشریف لائے آپ ﷺ کا شجرہ نسب مبارک والد ماجد کی طرف سے یہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (یہاں تک کا شجرہ نسب آپ ﷺ نے خود بتایا ہے)۔ جبکہ والدہ ماجدہ کی طرف سے شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت محمد ﷺ بن آمنہ بنت وھب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرّہ۔ آپ ﷺ کے والد اور والدہ کا نسب کلاب بن مرّہ پر ایک ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ مبارک آگے چل کر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث پاک میں روائت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ فرمایا اور کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔

Marfat.com

ترمذی شریف کی ایک روائت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا پھر جو بہترین مخلوق تھی مجھے اس میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے اس حصے کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جو بہترین گروہ تھا۔ مجھے اس میں رکھا پھر اس گروہ کو قبائل میں تقسیم کیا جو بہترین قبیلہ تھا۔ مجھے اس میں رکھا پھر اس قبیلہ کو گھرانوں میں تقسیم کیا جو بہترین گھرانہ تھا مجھے اس میں رکھا۔ سو میں ذات اور گھرانہ دونوں حوالوں سے سب سے بہتر ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا قبیلہ قریش ہے۔ مؤرخین کے مطابق فہر بن مالک کا لقب قریش تھا۔ اس لئے ان کی اولاد کو ''اولادِ قریش'' کہا جاتا ہے۔ قریش سمندر کی بہت بڑی مچھلی یا جانور کو کہتے ہیں جو کئی سمندری جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کا ایک ہو جاتا ہے اس لئے آپ ﷺ کے والد اور والدہ دونوں قریشی ہیں۔ آپ ﷺ کے چند آباء کا ذکر مختصراً حسب ذیل ہے۔

عبد مناف بن قصی:۔ آپ قصی بن کلاب کے بیٹے تھے جن کا اصل نام مغیرہ تھا۔ بڑے غریب پرور اور فیاض انسان تھے۔ سیرت کے ساتھ ساتھ صورت میں بھی بہت خوب تھے۔ لوگ ان کو بطحا کا چاند کہا کرتے تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، مطلب، نوفل اور عبدالشمس۔

ھاشم بن عبدمناف:۔ آپ کا اصل نام عمرو تھا۔ بڑے مہمان نواز اور سخی انسان تھے۔ مکہ میں ایک دفعہ بارش رُک گئی اور خشک سالی سے لوگ فاقوں تک پہنچ گئے۔ آپ نے جب یہ حالت دیکھی تو کچھ اُونٹ ذبح کئے گوشت کا شوربہ بنایا اور روٹیاں پکوا کر انہیں توڑ کر شوربے میں ملا کر ثرید بنا دیا اور تمام لوگوں کو دعوتِ عام دی۔ ہاشم چونکہ توڑنے والے کو کہتے ہیں اسلئے آپ کا نام عمرو سے ہاشم پڑ گیا۔ ہاشم صاحبِ حسن و جمال تھے۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے آپ کو اپنی بیٹی سے شادی کی پیشکش بھی کی تھی۔ کئی اور رشتے بھی آئے لیکن آپ نہ مانے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ اچھے کاروبار کیلئے تدبیریں سوچتے رہتے۔ آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے قریش کیلئے ایک سال میں دو تجارتی سفروں کا آغاز کیا ایک سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں۔ آپ عبدمناف کے بیٹوں میں سے سب سے بڑے ہونے کی وجہ سے کعبہ کے متولی اور

Marfat.com

سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ایک مرتبہ آپ تجارتی سفر کے سلسلے میں شام کی طرف گئے۔راستہ میں مدینہ منورہ میں قیام کیا (اس وقت مدینہ کو یثرب کہتے تھے)۔بنوعدی بن نجار کے سردار عمرو بن لبید کے پاس قیام کیا۔ انہوں نے آپ کی خاطر مدارت کی۔ان کی ایک صاحبزادی جس کا نام سلمٰی تھا جو صورت اور سیرت میں ممتاز تھی۔انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی ہاشم سے کردی۔شادی کے بعد آپ شام کو چلے گئے۔واپس آ کر سلمٰی کو اپنے ساتھ لے کر مکہ آ گئے۔تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ شام کے سفر پر جاتے ہوئے اپنی بیوی کو مدینہ میں چھوڑ گئے۔وہیں راستے میں بیمار ہو کر غزہ کے مقام پر پچیس برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔

حضرت عبدالمطلب:۔ حضرت ہاشم کی وفات کے بعد سلمٰی کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کے سر کے کچھ بال سفید تھے۔اِن بالوں کی سفیدی کی وجہ سے اس کا نام شیبہ (بوڑھا) رکھا گیا۔شیبہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے نانا عمرو کے ہاں ہی قیام پذیر رہے۔جب آپ سات برس کے ہوئے تو اتفاقاً بنوحرث بن عبدمناف کا ایک آدمی مدینہ سے گزرا تو وہاں پر چند کمسن بچوں کو نشانہ بازی کرتے دیکھا۔ان میں ایک بچہ کا جب تیر نشانہ پر لگا تو اُس نے فخر و مسرت سے نعرا لگایا۔''میں ہی ہاشم کا بیٹا ہوں، میں بطحا کی وادی کے سردار کا بیٹا ہوں''۔جب وہ شخص مکہ واپس آیا اور ہاشم کے بھائی مطلب کے پاس گیا۔اور واقعہ سنایا اور کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ ہاشم کا بیٹا غریبُ الوطنی کی زندگی بسر کرتا رہے۔جاؤ اسے اپنے وطن واپس لاؤ تا کہ اپنے خاندان کے بچوں میں رہے۔مطلب نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے کو ضرور لاؤں گا۔چنانچہ مطلب مدینہ میں اپنے بھائی کی بیوہ سلمٰی کے پاس پہنچے اور مکہ چلنے کیلئے اصرار کیا۔سلمٰی خود تو مکہ آنے پر راضی نہ ہوئی البتہ اپنے بیٹے کو مکہ ساتھ بھیج دیا۔

ہاشم کے بھائی اپنے بھتیجے شیبہ کو اونٹنی پر بٹھا کر مکہ پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔اور سفر کی گرد چہرے اور کپڑوں پر پڑی تھی۔اور تھکے ماندے بھی تھے۔بڑے بڑے رئیس اپنی اپنی محفلیں جمائے بیٹھے تھے۔جب مطلب اُن کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا یہ بچہ کون ہے؟ تو آپ نے کہا میرا غلام ہے۔گھر پہنچنے پر بیوی نے پوچھا تو اسے بھی یہی جواب دیا۔اس طرح شیبہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

ان کے اصلی نام کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ دی۔ چچا نے بھتیجے کی خدمت اور پرورش کا حق ادا کر دیا۔ جب عبدالمطلب (شیبہ) جوان ہوئے تو آپ کے شفیق چچا مطلب نے آپ کے باپ ہاشم کی جائیداد ان کے حوالے کر دی۔ کچھ عرصہ بعد مطلب فوت ہو گئے۔

عبدالمطلب بڑے ہی نفیس اور نیک انسان تھے۔ نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ ان کے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ جب قریش قحط کا شکار ہو جاتے تو حضرت عبدالمطلب کو پکڑ کر کوہِ شبیر پر لے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ وسیلہ بنا کر دُعا کرتے تو نبی کریم ﷺ کے نور کی برکت اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ بارش برسا دیتے۔ آپ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکتے۔ ظلم وزیادتی، شراب نوشی اور بدکاری سے منع کرتے اور برہنہ ہو کر طوافِ کعبہ کرنے سے روکتے تھے۔

ایک روز آپ حطیم میں سو رہے تھے کہ کسی نے خواب میں آ کر کہا طیبہ کو کھودو لیکن آپ سمجھ نہ سکے۔ دوسرے روز خواب میں ندا سنی طیبہ کو کھودو پھر بھی آپکی سمجھ میں بات نہ آئی۔ تیسرے روز پھر آواز سنی کہ مضنونہ کو کھودو۔ آپ کی سمجھ میں پوری بات پھر نہ آ سکی۔ چوتھے روز پھر خواب میں حکم ہوا کہ زمزم کو کھودو۔ وہ مقدس پانی کا کبھی نہ ختم ہونے والا کنواں ہے۔ اس سے حجاج کو سیراب کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس جگہ کی نشانی بھی سمجھا دی گئی کہ یہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس ہے جہاں پر کالا کوا چونچیں مار رہا ہوگا۔

تفصیل کا علم ہونے پر آپ اپنے بیٹے حارث کے ہمراہ کدال لے کر (اس وقت آپ کا ایک ہی بیٹا تھا) بتائی گئی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک سیاہ کوّا وہاں چونچیں مار رہا ہے۔ چنانچہ کھدائی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر قریش کے لوگ حوصلہ افزائی کی بجائے اعتراض کرنے لگے۔ مگر باپ بیٹا اپنے کام میں لگے رہے۔ شب و روز کی انتھک کھدائی کے بعد کنویں کے آثار دکھائی دینے لگے۔ اب اعتراض کرنے والے بھی حق دار بن کر آ گئے۔ مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔ جب جھگڑا بڑھ گیا تو طے پایا کہ کسی کو ثالث مقرر کر لیں چنانچہ بنی سعد بن ھزیم کی کاہنہ کو حکم مقرر کیا گیا۔ فریقین اپنے اپنے نمائندوں کے ہمراہ اس کاہنہ کے

Marfat.com

علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں صحرا میں سے گزرنا پڑا۔ صحرا میں حضرت عبدالمطلب اور ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا۔ انہوں نے دوسرے فریق سے پانی طلب کیا۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ جب وہ شدتِ پیاس سے نڈھال ہونے لگے اور موت سامنے نظر آنے لگی۔ تو حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ کر کے طے کیا کہ سب لوگ اپنی اپنی قبر کا گڑھا کھودیں جب کوئی دم توڑ دے تو اسے اس کے گڑھے میں دفن کر دیا جائے آخر میں جو آدمی رہ جائے اگر اسے کسی نے دفن نہ بھی کیا تو حرج نہیں۔ بجائے اس کے کہ سب لاشیں بے گور و کفن پڑی رہ جائیں۔ یہ بہتر ہے کہ آخری آدمی بغیر تکفین کے رہ جائے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنی اپنی قبر تیار کر لی اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت عبدالمطلب نے پھر کہا کہ یوں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنا جوان مردی نہیں۔ اٹھو جب تک جسم میں جان ہے۔ قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمارے بچانے کا کوئی سبب پیدا کر دے۔ چنانچہ سب نے اپنے اونٹوں کے کجاوے کسے اور سوار ہو گئے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے اپنا اونٹ اٹھایا تو اس کے پاؤں کے نیچے سے چشمہ اُبل پڑا۔ ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب نے پیا اور اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دوسرے فریق کو کہیں کہ وہ بھی پانی پی لیں اور اپنے برتن بھر لیں۔ دوسرے فریق نے جب آپ کی کرامت دیکھی تو کہا کہ عبدالمطلب اب آگے جانے کی ضرورت نہیں اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اس صحرا میں تمہارے اونٹ کے پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری کر دیا ہے تو زمزم کا کنواں بھی تمہارا ہے۔ ہم اس میں حصہ داری کا دعویٰ واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں گروہ واپس آ گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کے کنویں کی کھدائی مکمل کی تو اس میں سے سونے کے دو ہرن قیمتی تلواریں اور زرہیں برآمد ہوئیں (جسے بنو جرہم نے مکہ سے جلا وطن ہوتے وقت اس کنویں میں پھینک کر اُسے مٹی سے بھر دیا تھا)۔ آب زمزم کی کھدائی سے اہل مکہ کو بہت فائدہ ہوا۔

ابرھہ کی لشکر کشی:۔ حضرت عبدالمطلب کا دوسرا اہم واقعہ ابرہہ کی خانہ کعبہ پر لشکر کشی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے پیدائش مبارک سے 25 دن پہلے یمن کے حکمران ابرہہ نے یمن کے دارالحکومت

Marfat.com

''صنعا'' میں ایک بہت ہی شاندار اور عالی شان گرجا گھر بنایا اور کوشش کرنے لگا کہ عرب کے لوگ حج کیلئے بیت اللہ کی طرف جانے کی بجائے یمن میں آ کر اُس گرجا گھر کا حج کیا کریں۔ جب مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو قبیلہ کنانہ کا ایک شخص غیض وغضب میں جل بھن کر یمن گیا اور وہاں جا کر اُس نے اس گرجا گھر میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ جب ابرہہ نے یہ واقعہ سنا تو وہ طیش میں آپے سے باہر ہو گیا اور خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے ایک بہت بڑا لشکر اور کثیر تعداد میں ہاتھی لے کر مکہ پہنچا۔ اس کی فوج کے ایک دستہ نے مکہ والوں کے اونٹ اور مویشی قبضہ میں لے لئے۔ ان میں دوسو یا چار سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ جب اُن کو معلوم ہوا تو اپنے اونٹوں کو چھڑانے کیلئے لشکر میں تشریف لے گئے۔ جب ابرہہ کو معلوم ہوا کہ قریش کا سردار اس سے ملاقات کو آیا ہے تو اس نے گفتگو کیلئے انہیں خیمہ میں بلا لیا۔ جب اُس نے ایک بلند قامت، رعب دار اور حسین وجمیل آدمی جس کی پیشانی سے نورِ نبوت کا جاہ جلال چمک رہا تھا دیکھا تو وہ بے اختیار تخت سے نیچے اتر آیا اور آپ کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ بیٹھا کر پوچھا کیسے آنا ہوا؟۔ انہوں نے جواب دیا ہمارے اونٹ اور بکریاں تمہارے سپاہی پکڑ لائے ہیں انہیں واپس لینے آئے ہیں۔ ابرہہ نے کہا اے قریش کے سردار میں تو سمجھا تھا کہ آپ بہت حوصلہ مند اور شاندار آدمی ہیں لیکن آپ نے مجھ سے اپنے اُونٹوں اور مویشیوں کا سوال کر کے میری نظروں میں اپنے وقار کو کم کیا ہے۔ میں تو آپ کے کعبہ کو ڈھانے اور برباد کرنے آیا ہوں۔ آپ نے اس بارے کوئی گفتگو نہ کی۔ اور کہا کہ مجھے تو اپنے اونٹوں سے مطلب ہے کعبہ میرا گھر نہیں ہے بلکہ وہ خدا کا گھر ہے۔ وہ جانے اور اس کا گھر۔ مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔ یہ سن کر ابرہہ نے متکبرانہ انداز میں کہا۔ سن لیجئے میں کعبہ کو ڈھا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ کیوں کہ مکہ والوں نے میرے گرجا گھر کی بڑی بے حرمتی کی ہے۔ اس لئے میں کعبہ کو مسمار کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اس نے قبضہ میں لئے گئے جانوروں کو واپس کرنے کا حکم دے دیا۔ عبدالمطلب اپنے مال مویشیوں کو لے کر گھر چلے گئے اور اہل مکہ سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مال مویشی وغیرہ لے کر مکہ سے باہر نکل جاؤ اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور درّوں میں پناہ لو۔ مکہ والوں سے یہ کہہ کر آپ چند آدمیوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں گئے اور

Marfat.com

بیت اللہ کی دہلیز پکڑ کر انتہائی بے قراری اور گریہ زاری سے عرض کی اے اللہ بے شک ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ۔ لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور صلیب والوں اور صلیب کے پجاریوں (عیسائیوں) کے مقابلہ میں اپنے بندوں کی مدد فرما۔ یہ دُعا مانگ کر آپ بھی پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور خدا کی قدرت کا جلوہ دیکھنے لگے۔ ابرہہ جب کعبہ ڈھانے کے لئے اپنے لشکر اور ہاتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا اور مقام مغمس میں پہنچا تو اس کا ہاتھی محمود جو سب سے آگے تھا وہ ایک دم بیٹھ گیا۔ اس کو ہر چند مارا گیا اور للکارا گیا مگر وہ نہ اُٹھا۔ اس دوران سمندر کی جانب سے ابابیلوں کا ایک لشکر نمودار ہوا یہ ننھے سے پرندے جنہوں نے چونچوں اور پنجوں میں تین تین کنکریاں اٹھائی ہوئی تھیں جو مسور کے دانوں کے برابر کی تھیں۔ ان پرندوں نے ابرہہ کے لشکر پر وہ کنکریاں گرانی شروع کر دیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ابرہہ کی فوج اور ہاتھیوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ جب کوئی کنکری گرتی تو وہ ہاتھی سوار کے سر پر پڑتی اور اس کے بدن اور ہاتھی دونوں کے جسم میں سوراخ کر دیتی۔ اصحاب فیل (ہاتھی والوں) کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الفیل میں بھی آتا ہے۔ ابرہہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا خود ابرہہ جو یہ منظر دیکھ کر بھاگ اُٹھا تھا راستہ میں اس کا جسم بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ جب ابرہہ اور اس کے لشکر کا یہ انجام ہوا تو حضرت عبدالمطلب پہاڑ سے اترے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ ان کی اس کرامت کا دُور دُور تک چرچا ہو گیا اور تمام اہل عرب میں ان کا وقار اور عزت مزید بڑھ گئی۔

حضرت عبداللہ :۔ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کا کنواں کھودتے وقت یہ نذر مانی تھی کہ اے اللہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے اور سب کے سب جوان ہو گئے تو میں ان میں سے ایک کو تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دس بیٹے عطا فرما دیئے۔ ان میں حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے اور لاڈلے تھے۔ بڑے خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔ جب حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ بیس سال ہو گئی تو حضرت عبدالمطلب کو ایک دن اپنی نذر پورا کرنے کا خیال آیا۔ آپ نے اپنے تمام فرزندوں کو طلب کیا اور کہا میں نے جو نذر مانی تھی اس کو پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تمام بیٹوں نے سعادت مندی سے سر جھکا

Marfat.com

دیئے اور کہا آپ اپنی نذر پوری کریں اور ہم میں سے جس کو چاہیں وہ راہ خدا میں قربان ہونے کو تیار ہے۔ طے پایا کہ بیت اللہ کے فال نکالنے والے سے فال نکلوائی جائے۔ جس کا نام نکلے وہ راہِ حق میں قربان کیا جائے گا۔ سب مل کر بیت اللہ میں جمع ہوئے۔ فال نکالنے والا اپنے تیر نکال کر لے آیا۔ جب فال نکلی تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ چھری لائی جاتی ہے۔ پیکرِ تسلیم و رضا نے وفا شعاری دکھائی اور بڑے جگرے کے ساتھ حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور مذبح کی طرف چل پڑے۔ قریش کے لوگ چیخ پڑے اور کہا سردار اگر تمہاری جیسی ہستی نے بیٹوں کو ذبح کرنے کی رسم کا آغاز کر دیا تو پھر اسے بند کرنا کسی کے بس کا روگ نہ رہے گا۔ آپ ایسی ریت نہ ڈالیں اور اِس مسئلہ کا ایسا حل نکالیں کہ نذر بھی پوری ہو جائے اور عبداللہ کی جان بھی بچ جائے۔ مکہ کے رئیسوں اور اکابرین کے اصرار اور طویل کشمکش کے بعد یہ طے پایا کہ حجاز کی عرافہ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ جب اکابرین قریش اس کے پاس پہنچے تو اُس نے سوچ بچار کے بعد پوچھا تمہارے ہاں مقتول کی دیت کیا ہے؟ انہوں نے کہا دس اُونٹ۔ کاہنہ نے کہا تم اپنے وطن واپس جاؤ اور ایک طرف دس اونٹ کھڑے کر دینا دوسری طرف عبداللہ اور فال نکالنا اگر قرعہ اونٹوں کا نکلے تو ان کو ذبح کر دینا اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دس اُونٹ تعداد میں اور بڑھا کر دوبارہ فال نکالتے رہنا یہاں تک کہ قرعہ عبداللہ کی بجائے اونٹوں کے نام نکلے۔ جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے ان کو قربان کر دینا تمہاری نذر پوری ہو جائیگی چنانچہ واپس آ کر ایسا ہی کیا گیا۔ ہر بار قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلتا رہا یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد 100 پر چلی گئی۔ حضرت عبدالمطلب کو بتایا گیا تو انہوں نے کہا تین بار مزید قرعہ اندازی کرو۔ اگر تینوں بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو تسلیم کروں گا ورنہ نہیں۔ عالم انسانیت کی خوش بختی کہ تینوں بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا اس طرح 100 اونٹ قربان کر دیئے گئے۔ اور حضرت عبدالمطلب کی نذر پوری کی گئی۔

لاڈلا اور خوبصورت بیٹا جب آزمائش سے نکلا تو حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کی شادی کے بارے سوچنا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ صورت اور سیرت کے لحاظ سے یکتا تھے۔ قریش کی کئی ایک لڑکیاں آپ سے شادی کی خواہش مند تھیں۔ ان میں ایک دوشیزہ تقویٰ اور طہارت کا مجسمہ تھی۔ اس

Marfat.com

نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ آپ مجھ سے شادی کرلیں میں آپ کوفدیہ میں دیئے گئے سواونٹ دینے کو تیار ہوں۔مگر آپ راضی نہ ہوئے (آپ کی شادی ہوجانے کے بعد اس دوشیزہ نے وضاحت کی میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں میں تو تمہاری پیشانی میں چمکنے والے نورِ نبوت کے سبب تمہاری طرف مائل تھی)۔ حضرت عبدالمطلب نے بڑی سوچ بچار کے بعد اپنے لاڈلے بیٹے کے لئے مدینہ کے قبیلہ بنوزہرہ کے نامور سردار وھب کی سعادت مند صاحبزادی حضرت سیّدہ آمنہ کو منتخب کیا۔حضرت آمنہ کے والد تو وفات پا چکے تھے ان کے بھائی نے بڑی خوشی وفخر کے ساتھ یہ رشتہ منظور کیا۔شادی کے وقت عبداللہ کی عمر 24 سال تھی۔ حضرت عبدالمطلب اپنی سعادتمند و نیک سیرت خوش نصیب بہو کو لے کر مکہ آ گئے۔جلد ہی حضرت عبداللہ کو تجارتی سفر کے لئے شام جانا پڑا۔ جب وہ تجارتی سفر سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ان کی طبیعت خراب ہوگئی۔وہ مدینہ میں ہی رک گئے۔تقریباً ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد 25 برس کی عمر میں دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰاجِعُوْنَ۔قدرت کو یہی منظور تھا کہ اس کا محبوب جب دُنیا میں تشریف لائے تو باپ کا سایہ سر پر نہ ہو۔اور پرانی کتابوں میں بھی یہ ذکر تھا کہ نبی آخرالزمان یتیم پیدا ہوں گے۔

تجارتی قافلہ کی واپسی پر حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو نہ پا کر بے قرار ہوئے اور انہوں نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو اپنے بھائی عبداللہ کی خبر لینے مدینہ بھیجا۔انہوں نے واپس آ کر ان کی دنیا سے رحلت کی خبر سنائی۔ان کی اچانک وفات سے سب ہی غمگین ہوگئے لیکن سیّدہ آمنہ کے دل پر جو قیامت ٹوٹی اس کا اندازہ سوائے آمنہ کے اور کون لگا سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ نے ترکے میں ایک ریوڑ، پانچ اونٹ اور ایک کنیز چھوڑی جس کا نام اُمِ ایمن تھا۔ اس نے رحمت اللعالمین ﷺ کو گود میں کھلایا اور آپ ﷺ کی بہت خدمت کی۔یہی خوش بخت کنیز آپکی والدہ کی وفات کے وقت بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھی جو آپ ﷺ کو واپس مکہ لے کر آئی تھی۔

Marfat.com

﴿ولادتِ با سعادت سیّد الانبیاء ﷺ﴾

کائنات کی سب سے خوش نصیب ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو جس روز سے نورِ محمدی عطا ہوا اُس روز سے ہی آپ کو بشارتیں اور راہنمائی ملنے لگی۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عام عورتوں کو دورانِ حمل پیش آنے والی مشکلات اور مشقت کبھی محسوس ہی نہیں کی۔ ایک روائت میں ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس آنے والا آیا (فرشتہ) اُس نے ہدائت کی کہ جب اس کی ولادت ہو جائے تو یہ دُعا پڑھنا۔ میں ہر حاسد و بدخواہ کے شر سے اسے اللہ وحدہٗ لاشریک کی پناہ وحفاظت میں دیتی ہوں۔ پھر اس کا نام محمد رکھنا۔ اس کا نام تورات وانجیل میں احمد ﷺ ہے زمین والے اور آسمان والے سب ان کی تعریف کریں گے۔ قرآن میں ان کا نام محمد ﷺ ہے اور قرآن ان کی کتاب ہے۔ (سیرت حلبیہ)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت تھی کہ کوئی آنے والا آیا (فرشتہ) اور اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ آپ اس امت کے سردار اور اس کے نبی کی والدہ بننے والی ہیں؟۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ایک اور جگہ یوں بیان فرماتی ہیں:

''میں نے کھجور کی طرح لمبی خواتین کو دیکھا جیسے قبیلہ عبد مناف کی عورتیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ میں نے ان سے زیادہ روشن چہرے والی خوبصورت عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان میں سے ایک آگے بڑھی میں نے اس کے ساتھ ٹیک لگا دی۔ پھر دوسری آگے بڑھی اس نے پینے کیلئے ایک پاکیزہ مشروب پیش کیا جو دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ وہ بڑے پیار سے بولی پی لو میں نے پی لیا۔ دوسری بولی اور پی لو میں نے اور پیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پوچھنے پر ان خوبصورت عورتوں نے بتایا کہ وہ حضرت آسیہ اور حضرت مریم ہیں اور ان کیساتھ جنتی حوریں ہیں''۔ (زرقانی۔ خصائص کبریٰ۔ وحلبان)

دوسری روائت کے مطابق ولادت کی گھڑی کا آپ رضی اللہ عنہا یوں ذِکر فرماتی ہیں:

Marfat.com

''ولادت کے وقت میں نے محسوس کیا کہ ایک نور مجھ سے خارج ہوا جس کی روشنی میں شام کے محلات بھی نظر آنے لگے۔ بوقت ولادت آپ ﷺ بالکل پاک اور صاف تھے''۔ (طبقات ابن سعد)

ایک اور جگہ پر یوں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا ''میں نے دیکھا نور کا ایک شعلہ مجھ سے جدا ہوا اس سے پوری زمین روشن ہوگئی''۔ (طبقات ابن سعد)

آپ فرماتی ہیں کہ میں نے تین گڑے ہوئے جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں گڑا ہوا تھا ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ (السیرۃ النبوۃ۔ دحلان)

بیہقی اور طبرانی میں روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس (بوقت ولادت) موجود تھی۔ میں نے اس وقت جس چیز کو بھی دیکھا اسے نور ہی نور پایا اور میں نے دیکھا کہ ستارے قریب آتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ یہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ پس حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو جنم دیا تو ان سے نور نکلا جس سے گھر اور اس کے سارے در و دیوار روشن ہو گئے حتیٰ کہ ہر طرف نور ہی نور دکھائی دینے لگا۔

ابونعیم کے مطابق حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شفا بنت عمرو رضی اللہ عنہا نے بتایا جب اللہ کے رسول ﷺ کی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ سب سے پہلے میرے ہاتھوں پر تشریف لائے اور آواز نکالی میں نے کسی کو کہتے سنا آپ پر اللہ رحمت نازل فرمائے۔ آپ کا رب آپ پر رحمت کے پھول برسائے۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میرے سامنے مشرق اور مغرب کے درمیان جو کچھ تھا سب روشن ہو گیا یہاں تک کہ میں نے روم کے کچھ محلات دیکھ لئے پھر میں نے آپ ﷺ کو لباس پہنا کر لٹا دیا۔ اسی دوران مجھ پر رعب چھا گیا اور کپکپی کی کیفیت طاری ہوگئی اور روشنی بھی کم ہوگئی یہ صورتِ حال میرے دائیں طرف سے رونما ہوئی میں نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا انہیں کہاں لے گئے ہیں؟ دوسرے نے کہا مغرب کی جانب۔ پھر روشنی پھیل گئی اس کے بعد پھر رعب چھا گیا، رونگٹے کھڑے ہوگئے پھر تاریکی سی چھا گئی۔ اس دفعہ یہ کیفیت بائیں طرف سے ظاہر ہوئی میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا انہیں

Marfat.com

کہاں لے گئے ہیں؟ کسی نے جواب میں کہا مشرق کی طرف۔ آپ فرماتی ہیں یہ صورت حال میرے ذہن پر نقش ہوگئی یہاں تک کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو میں سب سے پہلے مسلمان ہوئی۔

خصائص الکُبریٰ اور ولادتِ مُصطفٰی ﷺ:۔ بوقتِ ولادت آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگے۔ دنیا کے پہاڑ فخر سے بلند ہوگئے۔ سمندروں میں موجیں اٹھنے لگیں۔ شیطان کو جکڑ دیا گیا۔ پتھر کے بت اوندھے منہ گر گئے۔ ہر آسمان میں زبرجد اور یاقوت کا ایک ایک ستون قائم کر دیا گیا جن سے ہر شے روشن ہوگئی۔ حوض کوثر کے کنارے مہکتی کستوری کے ستر ہزار درخت لگائے گئے۔ بیت اللہ کے اندر سے کئی روز یہ آواز آتی رہی اب میرا نور مجھے واپس کر دیا جائے گا، میری زیارت کرنے والے از سرنو آنے لگیں گے، مجھے جاہلیت کی نجاستوں سے پاک کر دیا جائے گا۔

تاریخ ولادت:۔ روایات کثیرہ میں آپ ﷺ کی ولادت کی تاریخ عام الفیل میں پیر کے روز بمطابق 12 ربیع الاوّل ہے۔ ایک روائت میں یہ 22 اپریل 571 عیسوی بنتی ہے۔ ایک محقق کے نزدیک یہ 20 اگست 570 عیسوی بنتی ہے۔ ولادت باسعادت صبح صادق کے فوراً بعد ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا اس وقت میں حطیم کعبہ میں تھا۔ میں نے دیکھا میری پشت پر ایک بہت ہی بلند درخت اُگا ہے جس نے آسمان کی چوٹی کو چھولیا ہے اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئی ہیں اور اس سے نور چھن چھن کر فضاؤں کو منور کرنے لگا ہے۔ اور یوں اس سے انوار کے ایسے سوتے پھوٹے کہ سورج کی تابانی بھی اس کے سامنے ماند پڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ قریش کے لوگ آگے بڑھے اور ان شاخوں سے لٹک گئے لیکن کچھ لوگ غصے سے بیٹھ گئے اور آگے بڑھے ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے تھے وہ چاہتے تھے اِس درخت کو کاٹ ڈالیں۔ اتنے میں ایک بہت ہی خوبصورت اور باوقار نوجوان نمودار ہوا اور اس درخت کے آگے سینہ سپر ہوگیا۔ اس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ اس نے درخت کاٹنے والوں میں سے کسی کی آنکھیں پھوڑ دیں اور کسی کی کمر توڑ دی میں گھبرا کر بیدار ہوگیا۔ ایک

Marfat.com

کاہنہ نے تعبیر بتائی کہ تمہاری نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے جاہ وجلال اور عظمت وکمال کی پوری دُنیا میں دھوم مچ جائیگی۔ (سیرت نبوی زینی۔ وحلان)

جِس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند:۔ ایک سہانی صبح جس پر تمام صبحیں ناز کرتی ہیں کو متولّیِ کعبہ اور مکہ کے بوڑھے سردار حضرت عبدالمطلب طوافِ کعبہ میں مشغول ہیں۔ اُن پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہے۔ اچانک ان کی نظریں حرمِ کعبہ کے دروازہ کی طرف اٹھتی ہیں جہاں سے ان کے مرحوم اور لاڈلے بیٹے حضرت عبداللہ کی کنیز برکہ دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ آپ حیران اور مضطرب ہوتے ہیں، کنیز کا سانس پھولا ہوا اور چہرا خوشی سے گلنار ہو رہا ہے۔ حضرت عبدالمطلب کو دیکھتے ہی بے اختیار پکار اُٹھتی ہے سردار مبارک ہو، سردار مبارک ہو اللہ نے آپ کو چاند سا پوتا عطا فرمایا ہے جو نہایت خوبصورت ہے۔ خوشی کے مارے اس کے پاؤں زمین پر ٹِک نہیں رہے اور وہ کچھ سنے بغیر ہی کہے جا رہی ہے سردار جلدی چلیے بی بی آمنہ نے آپ کو بلایا ہے۔ بچہ بہت ہی پیارا ہے، اس سے عجیب بھینی بھینی خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں اور مالکن حضور کا سارا کمرہ ہی معطر ہو رہا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ تیز قدموں سے واپس پلٹ جاتی ہے۔

بوڑھے سردار کے لیے وفورِ مسرت کے سبب سانس لینا دشوار ہونے لگا۔ خوشی سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ لاڈلے اور مرحوم بیٹے عبداللہ کی حسین وجمیل صورت آنکھوں میں گھوم گئی جو شادی کے چند ماہ بعد ہی بھرپور جوانی میں ان سے کوسوں دُور ہوتے ہوئے داغِ مفارقت دے گئے تھے۔ فرزندِ ارجمند کی جدائی کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ عین عالم شباب میں بیٹے کی جدائی اور یتیم پوتے کی آمد، آنسو ہیں کہ تھمتے ہی نہیں۔ بے اختیار آگے بڑھ کر غلافِ کعبہ کو تھاما اور بارگاہِ ربُّ العزت کے حضور اپنی جھولی پھیلا دی اور عرض کی الٰہی کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں، وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو تیری حمد کے لائق ہوں۔ تو نے مرحوم عبداللہ کے گھر چراغ روشن کیا ہے، آمنہ کو بیٹے سے نوازا اور مجھے بڑھاپے کا سہارا دیا ہے۔ الٰہی اس کی حفاظت فرمانا۔ پھر آپ اس نعمتِ خداوندی کے دیدار کے لیے، شاداں وفرحاں ہوتے ہوئے، بہو آمنہ کے گھر کی طرف تیزی سے چل دیے۔

Marfat.com

آج شہرِ مکہ اپنے بختوں پر نازاں ہے، اس کی فضا خمار آلودہ ہے، ہوائیں کیف و مستی میں ڈوبی ہوئی ہیں، ہر طرف مسرت و شادمانی چھائی ہوئی ہے، بیت اللہ بھی آج بڑا مسرور ہے کہ اس کو بتوں سے پاک کر کے اس کی عظمت کو چار چاند لگانے والے تشریف لا چکے ہیں۔ آسمانی فضائیں بھی آج طرب میں ہیں کہ شبِ اسریٰ کے دولہا آ چکے۔ بزمِ کائنات جن کے لیے سجائی گئی اور جن کا انتظار کرتے کرتے صدیاں بیت گئیں، مدتوں پہلے آسمانی کتابوں میں جن کی بشارتیں ابرِ کرم سے پہلے آنے والی ٹھنڈی ہواؤں کی مانند دی جا چکیں، جن کی جھلک دیکھنے کو آفتاب بیقرار، مہتاب سراپاءِ انتظار اور ستارے چشمِ براہ تھے، جن کی قدم چومنے کو زمین کا ذرّہ ذرّہ بے تاب تھا وہ آن پہنچے۔ جہالت کی تاریکی کو دُور کر کے عرض و سما کے گوشے گوشے کو منور کرنے والے، بے کسوں کی اماں، بیچاروں کے چارہ گر، غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماوٰی، غلاموں کے مولیٰ، ٹھکرائے ہوؤں کی جائے پناہ اور مظلوموں کی دادرسی کرنے والے جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔

سردار عبدالمطلب نے جیسے ہی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر قدم رکھا تو دلآویز خوشبو کے جھونکوں نے بڑھ کے استقبال کیا۔ آپ دیوانہ وار آگے بڑھے، تاجدارِ عرب و عجم کو گود میں لیا اور ٹوٹ کے پیار کیا کہ آج باپ کا سایہ بھی سر پہ نہیں تھا۔ نہایت خوبصورت چہرہ، قدرتی سرگیں آنکھیں، چمکتی پیشانی اور معطر بدن (سبحان اللہ)۔ قدرتِ کاملہ کے اس شاہکار کو دیکھ کر آپ نہایت خوش ہوئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے دورانِ ولادت جو عجائبات دیکھے تھے اور جو بشارتیں اور ہدایات سنی تھیں وہ سب اپنے سُسر کے گوش گزار کیں تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ حضرت عبدالمطلب محبوبِ ربُّ العالمین، سید المرسلین ﷺ کو سینے سے لگائے بیت اللہ میں تشریف لائے اور خالقِ کائنات کا شکر ادا کیا اور دُعا مانگی۔ پھر ہر طرف سے مبارکبادیں لیتے ہوئے واپس آ کر والیٔ کونین کو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کے وقت سے آگاہ فرما دیا تھا اور انہوں نے اپنی قوم کو بتا دیا تھا کہ جب فلاں ستارہ اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ نبی آخر الزمان ﷺ کی ولادت کا وقت ہوگا۔ یہ آگاہی اور وصیت بنی

Marfat.com

اسرائیل کے علماء نسل در نسل حاصل کرتے آ رہے تھے۔ (السیرۃ النبویہ۔ دحلان)

یہی وجہ ہے کہ جب صبح ولادت آئی تو یہودیوں کے عالموں میں ہل چل مچ گئی اور وہ بے قرار ہو کر گلی کوچوں میں پوچھنے لگے کہ آج کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے؟۔

ابونعیم اور بیہقی روائت کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میری عمر سات آٹھ سال کے قریب تھی میں کہی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ اس صبح میں نے ایک یہودی کو سنا وہ ٹیلے پر کھڑا زور زور سے چیخ رہا تھا اے جماعت یہود بڑی اہم خبر ہے جمع ہو جاؤ۔ جب لوگ جمع ہوئے تو ہانپتے ہوئے بولا ''ستارہ احمد طلوع ہو گیا ہے اور وہ نبی آج رات پیدا ہو گئے ہیں'' (جن کی ولادت کا سب کو انتظار تھا)۔

امام حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ولادت کی رات وہ اپنے مسکن سے باہر آیا قریش کے ہاں رک گیا اور پوچھا کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟۔ حاضرین نے لاعلمی ظاہر کی وہ بولا میری بات غور سے سنو آج کی رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے اور اے قبائل قریش وہ تم میں سے ہے۔ قریش بڑے حیران ہوئے۔ انہوں نے پتا چلایا کہ حضرت عبدالمطلب کو قدرت نے پوتا عطا کیا ہے جس کی پیدائش پر بڑے معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ اس یہودی عالم کے پاس آئے اور بتایا کہ تمہاری بات درست ہے۔ عبدالمطلب کے ہاں پوتا پیدا ہوا ہے۔ وہ بولا مجھے ان کے گھر لے چلو۔ چنانچہ وہ یہودی ان کے ساتھ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا۔ جب یہودی نے نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت کی نشانی دیکھی تو بے ہوش اور بدحواس ہو گیا اور بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا ''خدا کی قسم بنی اسرائیل کے گھر سے نبوت رخصت ہو گئی ہے۔ اے قریش تمہیں نئی زندگی مبارک ہو۔ اس کے ذریعے تم ایسا غلبہ و اقتدار حاصل کرو گے کہ مشرق و مغرب میں اس کا شہرہ ہو جائے گا''۔

نبی کریم ﷺ کی ولادتِ مبارک کی برکت سے اس سال بنو قریش جو قحط اور تنگی کا شکار تھے خوشحال ہو گئے۔ پیاسی زمین سرسبز ہو گئی۔ محبوبِ خدا ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے سبب خالقِ کائنات نے اس سال تمام حاملہ عورتوں کو بھی لڑکے عطا کئے۔

Marfat.com

اسمِ مبارک:۔ ایک روائت میں آتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ولادت مبارک کے ساتویں روز اہلِ قریش کو دعوت طعام دی اور ان کو آپ ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ بتایا۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ ایسا نام پہلے تو نہیں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نام اس لئے تجویز کیا ہے تا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں اس کی مخلوق اس نومولود کی تعریف کرے۔ کچھ اہلِ لغت کے مطابق جو ہستی تمام صفات خیر کی جامع ہو اسے محمد کہتے ہیں۔ علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ محمد اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔ دُوسرا مشہور نام آپ ﷺ کا احمد ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اسی نام سے یاد کیا ہے۔ اس کا معنی ہے ہر حمد کرنے والے سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا۔

حضور ﷺ کے کئی ایک اسمائے گرامی ہیں اور بھی مذکور ہیں۔ بعض محدثین کے نزدیک آپ ﷺ کے ننانوے نام ہیں بعض کے بقول اسمائے مبارکہ تین سو ہیں جبکہ ایک جگہ آپ ﷺ کے ایک ہزار نام بھی مذکور ہیں۔ ایک خاص نکتہ قابل غور ہے کہ اللہ اور محمد کے مبارک ذاتی ناموں کا ہر حرف بامعنی ہے۔ اور بامقصد ہے۔ لفظ ''اللہ'' سے اگر الف کو علیحدہ کر دیا جائے تو ''لله'' رہ جائے گا۔ جس کا معنی ہے ''اللہ کیلئے'' اور اگر دُوسرا حرف ہٹا دیا جائے تو ''لہ'' رہ جائے گا جس کا مطلب بھی ''اللہ کیلئے'' ہے اگر لام کو بھی ہٹا دیں تو ''ہ'' رہ جائیگا جس کا معنی ''وہی'' اور وہ اللہ ہی ہے۔ اسی طرح لفظ ''محمد'' کا ہر حرف بامعنی ہے اگر شروع کا ''م'' ہٹا دیں تو ''حمد'' رہ جاتا ہے جس کا مفہوم ہے تعریف اور اگر پورے حرف میں صرف ''ح'' کو علیحدہ کریں تو ''مد'' رہ جائیگا جس کا معنی ہے مددگار۔ اگر پہلے دو حرف یعنی ''م'' اور ''ح'' دونوں کو علیحدہ کر دیں تو ''مد'' رہ جائیگا جس کا مطلب ہے دراز اور بلند۔ یہ آپ ﷺ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اور اگر دوسرے م کو بھی ہٹا دیں تو صرف ''د'' رہ جائیگا۔ اور دال کا مفہوم ہے دلالت کرنے والا یعنی اسم محمد اللہ کی وحدانیت پر دال ہے۔

ولادت کی خوشی:۔ رسول اکرم ﷺ کے چچا ابولہب کی ایک کنیز تھی جس کا نام ثوبیہ تھا۔ بوقت ولادت اُس نے اسے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کہ جاؤ میرے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر ولادت ہونے والی ہے۔ میری بھاوج کی خدمت کرو۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوگئی تو ثوبیہ خوشی سے دوڑتی ہوئی

Marfat.com

ابولہب کے پاس آئی اور بھتیجے کی ولادت کی خوش خبری سنائی۔ اُس نے یہ مُبارک خبر سن کر اپنے ہاتھ کی دو اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔

صحیح بخاری میں اس کا ذکر یوں ہے۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اسے بہت برے حال میں دیکھا تو اس سے پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا میں سخت عذاب میں ہوں اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ ہاں مجھے (اس عمل کی جزا کے طور پر) کچھ سیراب کیا جاتا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس حدیث مبارکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ روایت موقع میلاد پر خوشی منانے والوں اور مال صدقہ کرنے والوں کے لئے دلیل اور سند ہے۔ ابولہب جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا جب وہ حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کرتا ہے تو کیا مقام ہوگا اس مسلمان کا جس کے دل میں محبت رسول ﷺ موجود ہو اور ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرے۔ ہاں عوام کی ایجاد کردہ بدعات مثلاً ناچ گانے اور محرمات و منکرات سے بچنا ضروری ہے کیوں کہ ان کے ذریعے انسان میلاد کی برکت سے محروم رہ جاتا ہے۔

رضاعت و نِگھداشت:۔ سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ اس کے بعد یہ شرف حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کے حصے آیا۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا ابولہب کی لونڈی تھیں جن کو بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سنانے کے سبب اُس نے آزاد کر دیا تھا۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا ہے۔ اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رضائی بھائی بھی ہیں۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے نو روز تک آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کی اس خدمت کے باعث نبی کریم ﷺ ان کی بڑی عزت کرتے اور دلجوئی فرماتے اور انہیں تحائف سے نوازتے رہے۔ کچھ اور خواتین کو بھی آپ ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جن میں قبیلہ بنو سلیم کی عورتیں جن کے نام اتفاقاً عاتکہ تھے۔ اور ایک عورت حضرت خولہ بنت المنذر رضی اللہ عنہا ہے۔

Marfat.com

ان کے علاوہ دوعورتوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت گزار (آیا) بننے کی سعادت بھی ملی ہے۔ ان میں ایک حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا ہے جو آپ ﷺ کے والد ماجد کی کنیز تھیں۔ ان کو بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد کر دیا تھا اور ان کی شادی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی۔ ان کے بطن سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ اس خوش نصیب خاتون نے آپ ﷺ کی بہت خدمت کی ہے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے دورانِ سفر رحلت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ یہی خاتون پھر آپ ﷺ کو مکہ واپس لے کر آئی تھیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک صرف چھ سال کے قریب تھی۔ آپ ﷺ بھی حضرت حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے تھے۔ دوسری عورت حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اور آپ ﷺ کی رضائی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا ہیں جو آپ ﷺ کو لوریاں دیا کرتی تھیں اور قریشی بھائی کہہ کر آپ ﷺ کو مخاطب کیا کرتی تھیں۔ اس خاتون نے بھی آپ ﷺ کی بڑی محبت و پیار سے خدمت کی ہے۔ اپنی گود میں اُٹھا کر کھلایا اور گھمایا کرتی تھیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس کسی کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رضائی بھائی یا بہن بننے کا شرف حاصل ہوا یا جس کسی نے بھی ابتدائی ایام میں آپ ﷺ کی نگہداشت و خدمت کی ان تمام کو اللہ کریم نے ایمان کی دولتِ سرمدی سے سرفراز فرمایا ہے۔

﴿رحمت دوعالم ﷺ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر﴾

خدمتِ رضاعت میں سب سے خوش نصیب خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے لگاتار دو سال یہ سعادت حاصل کی۔ قریش اور دیگر قبائلِ عرب کے ہاں رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے والیوں کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ ان کی بیویاں ان کی خدمت کے لئے فراغت پا سکیں اور ان کی اولاد صحرا کے پاک ماحول میں نشو ونما پائے تاکہ وہ مشقت اور محنت کے عادی ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح عربی زبان میں مہارت حاصل کر سکے۔

مختلف قبائل کی عورتیں خاص خاص موسموں میں مکہ آیا کرتی تھیں تاکہ کھاتے پیتے گھرانوں کے

Marfat.com

بچوں کو دودھ پلوانے اور پرورش کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں اور مدت رضاعت کے بعد ان کے والدین سے انعامات وعطیات وصول کریں۔ موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی قبیلہ بنوسعد کی دس عورتیں مکہ جانے کیلئے تیار ہوگئیں تا کہ وہاں سے امراء کے بچے لا کر پالیں اور انعام حاصل کریں۔ ان میں ایک خاتون حضرت حلیمہ بنت ذھیب زوجہ حارث رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ حلیمہ ان سب سے زیادہ غریب تھی۔ لیکن صالح کردار اور صابرہ اور شاکرہ تھی۔ غربت نے اسے اور اس کے مختصر سے گھرانے کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا۔ اُوپر سے خشک سالی نے قحط جیسی صورت حال پیدا کر رکھی تھی۔ اس کی ایک لاغر سی اونٹنی تھی جس کا دودھ بھی خشک ہو چلا تھا۔ وہ خود بھی کمزور تھی اور اپنے بچے کو پلانے کیلئے بھی چھاتیوں میں دودھ نہ رہا۔ اداس اور غمگین دل کے ساتھ وہ بھی اپنی قسمت آزمانے قبیلے کی عورتوں کے ساتھ ہو لی۔ قبیلے کی دوسری عورتوں کی سواریوں کا ساتھ دینا حلیمہ کی سواری کے بس کا روگ نہ تھا۔ دوسری خواتین نے پہلے مکہ پہنچ جانے کے سبب امرا کے بچے حاصل کر لئے۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا وہاں پہنچیں تو انہوں نے کہا تم نے بہت دیر کر دی۔ اب صرف ایک یتیم بچہ رہ گیا ہے۔ عبدالمطلب کا پوتا چاہو تو وہ لا سکتی ہو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حارث سے مشورہ کیا اس نے کہا خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ وہی بچہ لے آؤ۔ چنانچہ حلیمہ رضی اللہ عنہا محلّہ بنو ہاشم پہنچی۔ حضرت عبدالمطلب دروازے پر کھڑے تھے جیسے اسی کے انتظار میں ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے اور کس قبیلے سے ہو؟ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا۔ میرا نام حلیمہ ہے اور بنوسعد سے میرا تعلق ہے۔ آپ یہ سن کر مسکرا پڑے اور فرمایا دونوں نام مبارک ہیں۔ حِلم اور سعادت پر دلالت کرتے ہیں۔ کیا تم ایک یتیم بچے کی پرورش کرنا پسند کرو گی؟ قدرت کا شاہکار اور بے مثال بچہ ہے۔ اندر جاؤ برکتوں اور سعادتوں کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لو جو تمہاری منتظر ہیں۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ سب سے پہلے خوشبوئے بے مثال کے جھونکوں نے اس کا استقبال کیا وہ دلآویز خوشبو سے مسحور و بے خود ہوگئی۔ دل کو سنبھالا آگے بڑھی۔ دیکھا کہ سبز ریشمی بستر پر سفید شفاف روئی کا لباس پہنے ''کونین کا شہزادہ'' آرام فرما رہا ہے۔ اور اس سے خوشبو کی

Marfat.com

لپٹیں آ رہی ہیں۔ حلیمہ دم بخود رہ گئی۔ عقیدت نے پاؤں پکڑ لئے محبت نور بن کر دیدہ و دل میں اُتر گئی۔ اتنا حسن و جمال اور رعب و جلال آج تک کسی بچے میں نہ دیکھا تھا۔ محبت نے جوش مارا اس خیال سے کہ جاگ نہ جائیں آہستہ سے سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہ جو سو رہے تھے مسکرا پڑے۔ سرمگیں آنکھیں کھول دیں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نور کا ایک شعلہ نکلا اور پرواز کرتا ہوا آسمان میں جذب ہو گیا۔ اب صبر کی مزید تاب نہ رہی بے اختیار آگے بڑھ کر کائنات کے حسن کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور سینے سے چمٹا لیا۔ غربت و افلاس سے بے حال حلیمہ رضی اللہ عنہا کی خشک چھاتیوں سے دودھ جوش مارنے لگا۔ فوراً محبت و اپنائیت کے عالم میں دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ آنکھوں سے مسرت و شادمانی کے آنسو گرنے لگے۔ قدرت کی اس انمول عطا پر سراپا تشکر بن گئی۔ مالکِ کائنات نے اسے کتنی بڑی دولت سے نواز دیا تھا۔ اسے کچھ اندازہ نہ تھا۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے نصیب اسے کس بلندی پر لے گئے تھے اس کچھ خبر ہی نہ تھی۔ ارض و سما، شمس و قمر، شجر و حجر اور حور و ملائکہ سب ہی تو اس کی قسمت پر رشک کر رہے اور مبارکیں دے رہے تھے۔ وہ سب سے پیچھے رہ کر بھی بازی جیت گئی تھی۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو اپنا تعارف کروایا تو آپ نے بخوشی بچے کو لے جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا شاہ عرب و عجم ﷺ کے روپ میں کونین کے والی کو فرطِ محبت سے سینے سے چمٹائے اپنے شوہر حارث کے پاس آ گئی۔ مسرت و خوشی سے بولی حارث ہماری قسمت جاگ اٹھی ہے۔ اتنی بڑی دولت نصیب ہوئی ہے جو آج تک کسی کے حصہ میں نہیں آئی جلدی سے واپسی کا انتظام کرو۔

بنو سعد کی باقی خواتین نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کے انتظار کی زحمت بھی گوارا نہ کی اور اپنے اپنے بچے لے کر روانہ ہو گئیں۔ انہوں نے سوچا کہ اس کی کمزور سواری ہمارا ساتھ نہیں دیتی اس لئے اس کے ساتھ چلنا دُشوار ہو گا۔ چنانچہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس کا شوہر اپنے بچوں کے ساتھ سواری پر سوار منزل کی طرف چل پڑے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جونہی پیکر حسن و جمال محمد ﷺ کو اونٹنی پر بٹھایا اُس نے اُسی وقت کعبۃ اللہ کی جانب منہ کر کے شکرانے کے تین سجدے کئے پھر سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور چل پڑی۔ وہ یہ دیکھ کر

Marfat.com

حیران ہوئے کہ اُونٹنی بڑی تیزی کے ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔ اُسے ایک انجانی طاقت مل گئی تھی اور اس کی کمزوری دُور ہوگئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سواری باقی عورتوں کے قافلے کو پیچھے چھوڑنے لگی جو کہ پہلے روانہ ہو چکی تھیں۔ وہ کہنے لگیں اے ابی ذوہیب کی بیٹی خدا تیرا بھلا کرے سواری کو آہستہ چلا بھلا یہ تو بتا یہ وہی سواری ہے جو پہلے تھی یا بدل لی ہے؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا بخدا یہ وہی سواری ہے لیکن سوار بدلا ہے اور یہ سب اسی کی برکت ہے۔

﴿حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دیس میں برکتوں کی آمد﴾

جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا رحمت اللعالمین ﷺ کو گود لئے اپنے کاشانہ میں واپس پہنچیں تو وہاں بھی برکتوں کا نزول شروع ہوگیا اور بہاریں اُمنڈ آئیں۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگے تو برتن پہ برتن بھرتے گئے۔ پہلے یہ علاقہ قحط زدہ تھا اور یہاں کی گھاس خشک ہو چکی تھی لیکن جب حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چر کر آئیں تو اُن کے پیٹ بھرے ہوئے اور ان کے تھن دودھ سے لبریز تھے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے حسن و جمال نے ہر کسی کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ قدرتی طور پر سب کے دل میں محبت کے ساتھ عقیدت بھی پیدا ہوگئی۔ جو کسی بیماری یا تکلیف میں مبتلا ہوتا وہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ جاتا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا دستِ مبارک اپنے جسم پر پھیرتا قدرت اسے شفا عطا فرما دیتی۔

آپ ﷺ کے بڑھنے، پھولنے اور نشو ونما پانے کی رفتار بھی حیرت انگیز اور عام بچوں سے مختلف تھی۔ آٹھویں مہینے میں بولنا شروع کر دیا اور نویں مہینے صحیح گفتگو کرنے لگے۔ جو کلام سب سے پہلے زبان مبارک سے ادا فرمایا وہ یہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ جب بھی کسی چیز کو پکڑتے تو بسم اللہ پڑھتے۔ قدرت کاملہ خود اپنی نگرانی اور حفاظت میں ان کی تربیت فرما رہی تھی۔ انوار و برکات کے جلو میں پلک جھپکتے ہی دو سال گزر گئے۔ نعمتوں کی بارشیں ہوتی رہیں اور سعادتیں قدم چومتی رہیں۔ وفا شعار حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کے دو سال مکمل ہو گئے

Marfat.com

ہیں تو اُنہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی ضروری سمجھا کہ اس مقدس امانت کو ان کے گھر والوں تک پہنچا دینا چاہیے۔ چنانچہ ایک روز آپ حضورﷺ کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ عالیہ پر پہنچ گئیں۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نورِ نظر لختِ جگر کو سامنے دیکھا تو باغ باغ ہو گئیں۔ فرطِ محبت سے سینے سے چمٹایا اور خوب پیا کیا۔ جدائی کے یہ دو سال ان کے لئے دو صدیوں کے برابر تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کیلئے یہ لمحے بڑے صبر آزما تھے۔ وہ اس سرمدی دولت کو اپنی آغوشِ محبت سے دُور نہیں کرنا چاہتیں تھیں۔ لجاجت اور چاہت کے ساتھ گویا ہوئیں سیّدہ آپ کی امانت حاضر ہے میرا حق تو نہیں کہ عرض کروں لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت مکہ میں کچھ وبا پھیل رہی ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے نورِ نظر کو کچھ ہو۔ اگر مناسب سمجھیں تو مزید کچھ عرصہ کے لئے اپنے نورِ نظر کو میرے پاس رہنے کی اجازت دے دیں جب وبا ختم ہو گی اور فضا ساز گار ہو گی تو میں آپ کی امانت لوٹا جاؤں گی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ مشورہ بہتر لگا۔ انہوں نے رضا مندی ظاہر کر دی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی مراد بھر آئی اور وہ دولتِ کونین کو دوبارہ ساتھ لئے مسرت و شادمانی میں ڈوبی اپنے وطن کو لوٹ آئی۔ اس کے بچوں (شیما، انیسہ اور عبداللہ) نے جب قریشی بھائی (وہ حضورﷺ کو اسی لقب سے پکارتے تھے) کو دوبارہ اپنے پاس پایا تو وہ خوشی سے جھومنے لگے۔

شقِ صدر:۔ مکہ سے واپس آتے ہوئے ابھی دو تین ماہ ہوئے تھے کہ ایک روز آپﷺ اپنے رضائی بھائی عبداللہ کے ہمراہ بکریوں کے ساتھ گئے اچانک وہ دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا کہ میرے قریشی بھائی کے پاس دو آدمی جن کے کپڑے سفید تھے آئے اور انہیں پہلو کے بل لٹا کر ان کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کا شوہر دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے دیکھا کہ آپﷺ کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ پوچھا بیٹا تجھے کیا ہوا؟ کہا میرے پاس دو آدمی سفید لباس والے آئے انہوں نے مجھے لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ یہ واقعہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے شوہر گھبرا گئے۔ شوہر نے کہا مجھے ڈر ہے کہ شائد کچھ آسیب کا اثر ہے لہٰذا تم جلد ان کو ان

Marfat.com

کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آ ؤ۔ چنانچہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر مکہ واپس لے آئیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر کہا کہ تم بڑی خواہش اور چاؤ کے ساتھ میرے لخت جگر کو دوبارہ ساتھ لے کر گئی تھیں اور جلد ہی واپس لے آئی ہو اس کی وجہ کیا ہے؟۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے تمام ماجرا کہہ سنایا اور آسیب کا شک ظاہر کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم میرے نورِ نظر پر کبھی بھی شیطان کا عمل دخل نہیں ہوسکتا۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھ پیش آنے والے چند واقعات سنا کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو مطمئن کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک کیا گیا۔ اور اس میں نور و حکمت کا خزانہ بھرا گیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے جس کا ذکر ابھی ہوا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا تا کہ آپ ﷺ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں۔ تیسری مرتبہ غارِ حرا میں بعثت کے وقت ہوا تا کہ آپ ﷺ وحی الٰہی کے گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں ہوا تا کہ آپ ﷺ مناجات الٰہی کے لئے تیار ہو جائیں اور قلبِ انور میں اِتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدارِ الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی برکتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔

پیار بھری لوریاں:۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی شیما نے آپ ﷺ کی بڑی محبت اور عقیدت سے دیکھ بھال کی ہے۔ کبھی کھلاتی، کبھی پلاتی، کبھی گیت گا کر آپ کا دل بہلاتی اور کبھی محبت بھری لوریاں دیتی۔ وہ معصوم بچی جن پاکیزہ کلمات سے لوریاں دیتی مؤرخین نے اپنی کتب میں انہیں ثبت کر دیا ہے تا کہ آنے والی نسلیں بھی پیار و الفت کے لطیف جذبات سے لطف اندوز ہو سکیں۔ وہ کہتیں:۔

ترجمہ: اے میرے رب میرے بھائی محمد ﷺ کو ہمارے لئے سلامت رکھ یہاں تک کہ میں انہیں جوان اور توانا دیکھوں۔ یہاں تک کہ میں آپ کو اپنی قوم کا سردار دیکھوں جس کی اطاعت سب ہی کر رہے

Marfat.com

ہوں۔اے میرے رب ان کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل ورُسوا کر۔اور انہیں وہ عزت عطا فرما جو تا ابد باقی رہے۔

والدہ کے ساتھ قیام:۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً چار سال تھی۔آپ ﷺ کی صحت بہت اچھی تھی۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ورثے میں ملی تھیں۔اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتیں، کپڑے پہناتیں اور کپڑے دھویا کرتیں۔جب نبی کریم ﷺ چھٹے سال میں تھے تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے خیال کیا کہ بیٹے کو باپ کی قبر کی زیارت کروائی جائے۔سفر طویل اور دُشوار تھا۔چنانچہ امّ ایمن کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں اس وقت مدینہ کو یثرب کہتے تھے جس کا معنی ہے بیماریوں کا گھر (یاد رہے آپ ﷺ نے مدینہ کو یثرب کے نام سے یاد کرنے سے منع فرمایا ہے)۔

والدہ کی وفات:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ پہنچے اپنے والد کی قبر کی زیارت کی اور اپنے رشتہ دار جو یہاں آباد تھے سب کو دیکھا۔یہاں بنوعدی بن نجار کا ایک تالاب تھا۔آپ ﷺ نے اِس تالاب میں تیرنا سیکھ لیا۔یہاں تقریباً ایک ماہ قیام رہا۔یہاں قیام کے دوران ایک یہودی آپ ﷺ کو بغور دیکھتا رہا جب اسے پتا چلا کہ آپ ﷺ کا نام احمد ہے تو پکار اٹھا کہ یہ بچہ اس امت کا نبی ہے۔جب آپ ﷺ کے ماموں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے بات کی۔چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وہاں مزید قیام مناسب نہ سمجھا اور واپس مکہ جانے کا ارادہ کرلیا۔جب آپ واپس مکہ کو جارہی تھیں تو مقام ابوا کے قریب پہنچ کر بیمار ہوگئیں۔بیماری نے طول پکڑا۔امام ابونعیم کے مطابق ام سماعہ بنت ابی اھم اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں جو کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت ان کے پاس تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شانِ معصومیت کے ساتھ اپنی والدہ کی وفات کے وقت ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بڑی حسرت کے ساتھ اپنے لختِ جگر (حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام) کے معصوم چہرے پر الوداعی نگاہ ڈالی اور یہ شعر کہنے کے بعد اپنی جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

''اے بیٹا اللہ تجھے برکت دے، اے اس عظیم باپ کے فرزند جس نے بادشاہ حقیقی کی عنائت و مہربانی سے زبردست موت کے آہنی چنگل سے نجات حاصل کی تھی کہ جس روز قرعہ اندازی ہوئی تو ان کے بدلے 100 اونٹ قربان کئے گئے۔ اے میرے پیارے بیٹے محمد ﷺ جو خواب میں نے دیکھے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ تو رب کریم کی طرف سے نبی بن کر مخلوق کی طرف مبعوث ہونے والا ہے۔ تو حق وصداقت اور اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور اسلام کی روشنی کے ساتھ حرم اور غیر حرم کے تمام علاقوں کی طرف مبعوث ہوگا۔ پوری قوم بتوں کی پرستش اور انکی محبت میں گرفتار ہے لیکن اللہ پاک نے تجھے ان خرافات سے روک دیا کہ تو ان بت پرستوں سے دوستی نہ کرے''۔

زرقانی کے مطابق آپ کے آخری کلمات یہ تھے:

''ہر زندہ کو موت آئے گی ہر نیا پرانا ہوگا اور ہر بڑا فنا ہوگا اب تو میں مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر دُنیا میں باقی رہے گا کیوں کہ میں ایک ایسے بیٹے کو جنم دے چلی ہوں جو سراپا طہارت ہے''۔

آپ ﷺ نے تو اپنے والد ماجد کا چہرہ بھی نہ تکا تھا اور نہ ہی شفقت پدری میسر آئی تھی۔ اب والدہ ماجدہ کی آغوشِ محبت بھی نہ رہی۔ (ممتا سے محرومی کا دُکھ صرف وہ جانتا ہے جس پر بیتی ہو) ننھی سی جان، ماں سے ہمیشہ کی جُدائی کا تازہ صدمہ، بے آب وگیاہ طویل صحرا اور سفرِ تنہائی میں وہ باہمت حبشی خادمہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا اکیلی آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ وہ آپ ﷺ کی انگلی پکڑے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر آئی، وہ کبھی آپ ﷺ کے حسین رخساروں سے گرنے والے موتیوں کو اپنے دامن سے پونچھتی اور کبھی اس دُرِ یتیم کو شفقت ومحبت سے سینے سے چمٹاتی۔ وہ کیسا منظر ہوگا جب ننھے معصوم بچے کو اپنی ماں کی مرقد سے جدا کیا ہوگا؟۔ ان دونوں پر کیا بیتی ہوگی، شفیق ومہربان اور مونس وغم خوار مالکہ کو سپرد خاک کرنے کے بعد انتہائی دُکھی دل کے ساتھ اُمّ ایمن نے کس طرح طویل صحرائی سفر کا آغاز کیا ہوگا؟ یہ تو وہی جانتی ہیں۔ اور پھر جب یہ دو افراد پر مشتمل مختصر قافلہ مکہ پہنچا ہوگا تو حضرت عبدالمطلب پر غم واندوہ کا کیسا پہاڑ ٹوٹا

Marfat.com

ہوگا؟۔لاڈلے بیٹے عبداللہ تو پہلے ہی جدا ہو چکے تھے اب لاڈلی بہو بھی نہ رہی۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ کو وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کی والدہ مدفون ہوئیں اچھی طرح یاد تھی۔ جب حضور ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر مدینے سے مکے جاتے ہوئے ابواء کے مقام سے گزرے تو فرمایا اللہ نے محمد ﷺ کو اپنی ماں کی قبر پر جانے کی اجازت دے دی ہے۔ پھر آپ ﷺ قبر پر گئے اسے اپنے مبارک ہاتھوں سے ٹھیک کیا اور بے اختیار رو دیئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو روتا دیکھ کر صحابہ بھی آنسو ضبط نہ کر سکے اور رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو رونے سے منع کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اِن (حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) کی مامتا یاد آ گئی تو مجھے رونا آ گیا۔

﴿حضرت عبدالمُطلب کی کفالت﴾

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد دادا نے اپنے یتیم پوتے کی پرورش بڑی اُلفت اور محبت سے کی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کو اپنے سے جدا نہ کرتے۔ کبھی ان کی اُنگلی پکڑے حرم کی طرف جا رہے ہیں کبھی انہیں اپنے کندھوں پر بٹھا کر طواف کعبہ کر رہے ہیں۔ کبھی ان کی درازی عمر کی دُعائیں کر رہے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اور سلاتے ہیں۔ اور ان کی معصوم اداؤں سے دل لبھاتے ہیں۔ ایک پادری حضرت عبدالمطلب کا دوست تھا اور آپ کی ملاقات کو آتا رہتا ایک دفعہ وہ حطیم کے قریب آپ کی مخصوص مسند پر بیٹھا اپنی معلومات بیان کر رہا تھا کہ تورات میں ایک ایسے نبی کا ذکر ہے جس کی تمام صفات بڑی تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ آ گیا ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے اور مسند پر بیٹھ گئے۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا اور آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں تیرنے والے ڈورے دیکھنے لگا۔ جب اس نے پشت مبارک اور قدموں کا جائزہ لیا تو بے ساختہ پکار اُٹھا اے عبدالمطلب یہی وہ نبی ہے۔ بتاؤ تمہارا کیا لگتا ہے؟۔ انہوں نے جواب دیا میرا بیٹا ہے۔ پادری بولا یہ نہیں ہوسکتا اس کو یتیم ہونا چاہیے تھا۔ آپ نے کہا ایسا ہی ہے۔ اِس کی ماں اور باپ دونوں فوت ہو چکے ہیں اور یہ

Marfat.com

میرا پوتا ہے۔ پادری نے کہا اس کی حفاظت کرو۔ آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا بھتیجے کا خیال رکھا کرو۔ جب عظیم دادا کی محبتیں اور شفقتیں سمیٹتے دو سال گزر گئے اور عمر مبارک آٹھ سال کی ہوگئی تو دادا کا پیار اور شفقت بھی ساتھ چھوڑ گئی اور غم خوار دادا بھی تشریف لے گئے۔ وفات کے وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر 110 سال کے قریب تھی۔ وفات سے قبل آپ نے اپنے بیٹے حضرت ابوطالب کو بلا کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نگہداشت اور خدمت کی ذمہ داری ان کو سونپ دی تھی۔ حضرت ابوطالب حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔ دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمرو تھیں جبکہ حضرت عبدالمطلب کی باقی اولاد دوسری بیوی سے تھی۔

حضرت ابو طالب کی کفالت:۔ حضرت عبدالمطلب کی وصیت کے مطابق حضرت ابوطالب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نگہداشت کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال رکھتے اور کسی قسم کی کمی محسوس نہ ہونے دیتے حالانکہ آپ کی مالی حالت زیادہ اچھی نہ تھی۔ آپ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ وہ آپ ﷺ کے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ جب ان کے بچے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تو آپ کی برکت سے سب ہی سیر ہو کر کھاتے۔ جب وہ علیحدہ کھاتے تو سیر نہ ہوتے۔ یہ دیکھ کر ابوطالب کہتے **اِنَّكَ لَمُبَارِكٌ** (اے بیٹے تو بڑا بابرکت ہے)۔ حضرت ابوطالب کے بچے صبح کو بیدار ہوتے تو ان کی طبیعت عام بچوں کی طرح نیند کے اثر سے متاثر ہوتی مگر آپ ﷺ اٹھتے تو تر و تازہ ہوتے اور یوں محسوس ہوتا جیسے چشمانِ مبارک میں سرمہ لگا ہوا ہے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ کہتے اور فارغ ہو کر الحمدللہ کہتے۔ ابنِ عساکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریشِ مکہ شدید قحط کا شکار ہو گئے۔ کسی نے کہا ''لات و عزیٰ'' سے التماس کریں۔ کوئی کہتا ''منات'' سے مدد مانگی جائے۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ حضرت ابوطالب کے ہاں جانا چاہیے۔ چنانچہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب قحط سالی نے وادی مکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، بال بچے جان بلب ہیں، آپ تشریف لائیں اور بارش کے لئے دُعا فرمائیں۔ حضرت ابوطالب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ساتھ لے کر ان کے ساتھ چلے گئے۔ آپ ﷺ کو کعبہ کی دیوار

Marfat.com

کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ آسمان پر بادلوں کا نشان تک نہ تھا۔ معصوم اور مبارک ہاتھوں کے اٹھتے ہی بادل جھوم کر آئے اور ایسی موسلا دھار بارش برسی کہ جل تھل ہو گیا۔ حضرت ابو طالب نے بعد ازاں اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے چند اشعار کہے تھے جن میں دو شعر بہت مشہور ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے:

سفید رنگت والے (خوبصورت) جن کے چہرہ اقدس کا واسطہ دے کر بارانِ رحمت طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بے سہارا بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔ بنی ہاشم کے ناچار ہلاکت سے بچنے کیلئے ان کے دامنِ کرم میں پناہ لیتے ہیں انہیں اس بارگاہِ بے کس پناہ میں ہر قسم کی نعمت سے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔

شام کا تجارتی سفر:۔ جب رحمت اللعالمین ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 12 سال ہو گئی تو حضرت ابو طالب نے تجارتی مقاصد کے لئے شام کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ جب وہ سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شفیق چچا کے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی دل شکنی گوارہ نہ کی اسلئے انہوں نے ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی۔ جب یہ قافلہ قصبہ ''بصریٰ'' کے مقام پر پہنچا تو وہاں شب بسری کیلئے قیام کیا وہاں ایک صالح عیسائی راہب ''بحیریٰ'' کی خانقاہ تھی جو عرصہ دراز سے وہاں قیام پذیر تھا۔ اس کا اصل نام ''جرجسوس'' تھا۔ یہاں اکثر تجارتی قافلے قیام کیا کرتے تھے۔ لیکن کبھی اُس نے نہیں پوچھا تھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو؟ اِس دفعہ اس راہب نے دیکھا کہ ایک نوخیز بچے پر بادل کا ٹکڑا سایہ کر رہا ہے وہ بچہ جدھر جاتا ہے بادل کا ٹکڑا اس کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ جس نبی صادق و امین کے ہم منتظر ہیں اور جس کی علامات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں کہیں یہ وہی تو نہیں۔ اسے قریب سے دیکھنا چاہیے تا کہ اس کی نشانیوں کے بارے پورا یقین آ جائے۔ اس کے دل میں ایک ترکیب آئی کہ کیوں نہ سارے قافلے کی دعوت کی جائے اور جب وہ بچہ ساتھ آئے تو قریب سے دیکھ کر اپنے دل کو مطمئن کر لیا جائے۔ چنانچہ راھب نے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اہل قافلہ نے سوچا کہ محمد ﷺ نوعمر ہیں ان کو سامان وغیرہ کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ دینا

Marfat.com

چاہیے۔ وہ تمام قافلہ والے دعوت میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ راھب کی نگاہیں تو کسی اور ہی کی متلاشی تھیں جب وہ نظر نہ آئے جن کے لئے بزم سجائی گئی تھی تو پوچھا پیچھے کوئی رہ تو نہیں گیا؟ انہوں نے جواب دیا ایک نوعمر بچہ رہ گیا ہے باقی سب آ گئے ہیں۔ اس نے دل میں کہا نادانو! تم کیا جانو وہ بچہ کون ہے۔ وہی تو دولہا ہے جس کے تم باراتی ہو۔ اسی کی سبب ہی تو تمہاری عزت افزائی ہو رہی ہے۔ راھب بحیریٰ کے کہنے پر آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبدالمطلب گئے اور پیکرِ نور و سعادت کو ساتھ لے آئے۔ ایک شخص نے راہب سے پوچھا آپ کے طرزِ عمل نے ہمیں حیران کر دیا ہے ہم بارہا یہاں سے گزرے ہیں لیکن آپ نے کبھی ہماری طرف توجہ نہیں دی۔ اس دفعہ آپ اپنی خانقاہ سے چل کر ہمارے پاس آئے ہو اور ہمیں کھانے کی دعوت دی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟۔ بحیریٰ نے اصل بات ٹال دی۔ جب تمام کھانا کھا چکے اس نے سب کو رُخصت کر دیا۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور آزمانے کیلئے کہا میں تم کو لات و عزیٰ کے حق کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ سے پوچھوں آپ جواب دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان کے واسطے کچھ نہ پوچھو مجھے ان سے جتنی نفرت ہے کسی اور سے نہیں۔ پھر اس نے عرض کیا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو پوچھوں اس کا جواب ضرور دینا۔ آپ نے کہا جو تمہارا جی چاہے پوچھو۔ اس نے مختلف سوالات کئے اور آپ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور مہر نبوت دیکھ کر اسے چوما۔ پھر ابو طالب سے پوچھا اس بچہ کا آپ سے کیا رشتہ ہے؟۔ انہوں نے کہا میرا بیٹا ہے۔ بحیریٰ نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی اس کا باپ زندہ ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ پھر والد اور والدہ کے بارے پوچھا۔ ابو طالب نے کہا وہ دونوں وفات پا چکے ہیں۔ راھب بحیریٰ نے ابو طالب کو مشورہ دیا کہ اپنے بھتیجے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں سے ہر وقت ہوشیار رہنا اگر انہیں ان کے بارے پتہ چل گیا تو اسے نقصان پہنچائیں گے۔ آپ کے اس بھتیجے کی بڑی شان ہوگی۔ بعض روایات کے مطابق آپ وہیں سے حضور کو مکے واپس لے آئے جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ قافلہ کے ساتھ شام گئے اور جلدی جلدی خرید و فروخت سے فارغ ہو کر مکہ لوٹ گئے۔

Marfat.com

حلف الفضُول :۔ جزیرہ عرب میں کوئی منظّم حکومت نہ تھی اور نہ ہی باقاعدہ عدالتیں تھیں کہ کسی مظلوم کو انصاف مل سکے۔ اگر کسی بڑے قبیلہ کا کوئی فرد کسی کمزور قبیلے کے فرد کو قتل کرتا تو اس سے بدلہ لینا ممکن نہ تھا۔ بدامنی کا دور تھا۔ روز روز کی لڑائیوں سے عرب کے سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ اس صورت حال سے تنگ آ کر کچھ صلح پسند اور امن پسند لوگوں نے جنگ فجار کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سردار عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور حضور ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کی اصلاح کے لئے کوئی معاہدہ کیا جائے۔ چنانچہ قریش کے سرداروں نے بقائے باہمی کے اصول پر ''جیو اور جینے دو'' کی بنیاد پر ایک معاہدہ کیا اور حلف اٹھا کر عہد کیا کہ ہم ملک سے بدامنی دُور کریں گے ،مسافروں کی حفاظت کریں گے، غریبوں کی امداد، مظلوم کی حمائت کریں گے اور کسی ظالم اور غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔ اِس معاہدہ میں حضور اقدس ﷺ بھی شریک تھے اور آپ ﷺ کو یہ اِس قدر عزیز تھا کہ اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ اِس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اس کی مدد کیلئے تیار ہوں۔ اس تاریخی معاہدہ کو حلف الفضول اس لئے کہتے ہیں کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے اسی طرح کا ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں اس کے محرکوں کے نام فضل سے شروع ہوتے تھے۔ اس لئے اس کا نام حلف الفضول رکھ دیا گیا تھا۔ رسول خدا ﷺ کی عمر مبارک اِس معاہدہ کے وقت تقریباً بیس برس تھی۔ حلف الفضول معاہدہ کی بدولت کئی مظلوموں کی دادرسی کی گئی۔

شام کی طرف دُوسرا سفر:۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 25 سال کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ کی امانت اور صداقت کا چرچا دُور دُور تک پھیل چکا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کو ضرورت تھی کہ کوئی دیانتدار شخص مل جائے تو اُس کو اپنے تجارتی مال کے ساتھ ملک شام کو بھیجیں۔ چنانچہ ان کی نظر انتخاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی۔ انہوں نے کہلا

Marfat.com

بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں میں جو معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست قبول فرمائی اور تجارت کا مال لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ نامی ایک غلام کو آپ کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہے۔ جب آپ ﷺ شام کے مشہور شہر بصریٰ پہنچے تو وہاں نسطورا نامی راھب کے قریب ٹھہرے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب اپنے چچا کے ساتھ تجارتی قافلہ کے ساتھ آئے تھے تو اسی خانقاہ کے قریب قیام کیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ابھی 12 سال تھی۔ اس وقت راھب بحیریٰ سے ملاقات ہوئی تھی۔ تقریباً تیرہ سال کے طویل عرصہ کے بعد جب آپ اس جگہ ٹھہرے تو وہاں راھب بحیریٰ نہیں تھا بلکہ نسطورا تھا۔ نسطورا میسرہ کو پہلے سے جانتا تھا کیوں کہ وہ پہلے بھی تجارتی سفر میں آتے رہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صورت دیکھتے ہی نسطوراء راھب میسرہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہیں؟۔ میسرہ نے کہا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں اور خاندانِ بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں ان کا نام محمد ﷺ اور لقب امین ہے۔ نسطورا نے میسرہ سے کہا کہ میں نے آخری نبی کی جو نشانیاں تورات و انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب اِن میں موجود ہیں اور مجھے یقین ہے کہ نبی آخرالزمان یہی ہیں۔ عنقریب ان پر وحی نازل ہوگی۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جدا نہ ہونا اور ان کی خدمت کرتے رہنا۔

مکہ سے لایا ہوا مالِ تجارت سارا بک گیا۔ منافع توقع سے کہیں بڑھ کر تھا۔ پھر وہاں سے نیا مال خریدا گیا تا کہ مکہ لیجا کر بیچا جائے۔ نئے خرید کردہ مال کو اونٹوں پر لاد کر قافلہ مکہ کو واپس پلٹا۔ مکہ کے قریب جا کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے میسرہ کو حکم دیا کہ وہ آگے چلا جائے اور جا کر اپنی مالکہ کو کامیاب تجارتی سفر کی خوشخبری سنائے۔ جب قافلہ مکہ شہر میں داخل ہونے لگا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالا خانے پر بیٹھی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ چمکتے چہرے کے ساتھ ایک شہسوار نرالی شان کے ساتھ آ رہا تھا۔ دو بڑے بڑے پرندے اپنے پر پھیلائے اس کے ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ واضح طور پر انہوں نے شہسوار پر

Marfat.com

سایہ کیا ہوا تھا تا کہ دُھوپ کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل پر اس منظر کا بڑا اثر ہوا۔ وہ عقیدت و محبت کے ساتھ یہ حسین منظر دیکھ رہی تھیں۔ جب میسرہ نے آ کر اپنی مالکہ کو دورانِ سفر کے عجیب واقعات اور نسطورا سے ہونے والی گفتگو بیان کی تو ان کی آپ ﷺ سے عقیدت عروج پر پہنچ گئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد:۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا صورت اور سیرت میں یکتا تھیں۔ دولت مند ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں۔ اہل مکہ ان کی پارسائی اور پاک دامنی کی وجہ سے ان کی بڑی قدر کرتے اور انہیں طاہرہ (پاک باز) کے نام سے یاد کیا کرتے۔ ان کی عمر اس وقت چالیس برس ہو چکی تھی۔ ان کا پہلے بھی دو مرتبہ نکاح ہو چکا تھا۔ پہلا نکاح ابو ہالہ سے ہوا تھا جن سے دو بیٹے تھے اور دوسرا نکاح عتیق بن عائذ سے ہوا تھا جن سے ایک بیٹا عبداللہ بن عتیق اور ایک بیٹی ہند بنت عتیق پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے شوہر کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ بڑے بڑے سردارانِ قریش آپ سے نکاح کے خواہش مند تھے لیکن آپ نے سب کو ٹھکرا دیا تھا۔ جب آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات دیکھے اور آپ ﷺ کے دورانِ سفر تجارت حیرت انگیز حالات سنے تو مجسم عقیدت بن گئیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ کے ذریعے خود ہی رسولِ اکرم ﷺ کے خدمت میں نکاح کا پیغام بھجوایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رشتہ کو اپنے چچا ابو طالب اور خاندان کے دوسرے بزرگوں کے سامنے پیش کیا۔ سارے خاندان نے نہایت خوشی کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کر لیا۔ نکاح کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو طالب اور دیگر خاندان کے افراد اور سردارانِ بنو ہاشم کے ہمراہ بارات لے کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد چونکہ فوت ہو چکے تھے اس لئے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل اور چچا عمرو بن اسد نے ان کا استقبال کیا۔ خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا۔ ورقہ بن نوفل نے جوابی خطبہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ پہلی شادی تھی اور جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حیات رہیں آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک سراپا وفا اور

Marfat.com

غمگسار بیوی کی طرح آپ ﷺ کی 25 سال تک خدمت کرتی رہیں۔ اس دوران اپنی تمام دولت کو آنحضرت ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے آپ ﷺ کے صاحبزادے قاسم (جن کی وجہ سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی) اور دوسرے عبداللہ (جن کا لقب طیب اور طاہر تھا) پیدا ہوئے۔ دونوں صاحبزادے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ تیسرے صاحبزادے ابراہیم جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے شکم پاک سے پیدا ہوئے تھے وہ بھی عالم شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاروں صاحبزادیاں سیّدات رقیہ، ام کلثوم، زینب اور فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ولادت باسعادت بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہوئی تھی۔ ان سب نے عہد نبوت کا زمانہ پایا اور سب مشرف با اسلام ہوئیں۔

تعمیر کعبہ:۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 35 برس ہو گئی تو اس وقت کعبہ شریف کی دیواریں (جن کی اونچائی قدِ انسانی سے کچھ زائد تھی اور اوپر چھت بھی نہیں تھی) بارش اور سیلاب وغیرہ سے متاثر ہو کر خستہ ہو چکی تھیں۔ چونکہ کعبہ کی عمارت نشیب میں تھی اسلیے بارشوں سے پہاڑیوں کا برساتی پانی بھی ادھر داخل ہو جاتا تھا۔ قریش مکہ نے فیصلہ کیا کہ کعبہ کی پرانی عمارت کو گرا کر ایک نئی اور مضبوط عمارت بنائی جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل نے تعمیر کے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر کے ان کی تعمیر شروع کر دی۔ حسن اتفاق سے ایک رومی تاجر باقوبہ کا جہاز ساحل جدہ پر آ کر ٹوٹ گیا جس پر لکڑی لدی ہوئی تھی۔ قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے وہ لکڑی کے تختے کعبہ کی چھت کیلئے خرید لئے۔ ابو وہب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا۔ اُس نے اہل قریش پر زور دیا کہ تعمیر کعبہ میں کسب حلال کی کمائی کے علاوہ اور مال صرف نہ کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ بھی اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تعمیر کعبہ کے لئے اپنے کندھوں پر پتھر اُٹھا کر لاتے رہے۔ جب عمارت حجرِ اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کا شرف اسے حاصل ہو۔ اس کشمکش میں کئی دن گزر گئے۔ معاملہ حل نہ ہوا بلکہ مزید بگڑتا رہا۔ قریب تھا کہ تلواریں نکل آتیں اور خون ریزی شروع ہو جاتی کہ

Marfat.com

ایک بوڑھے شخص ابوامیّہ نے رائے دی کہ کل صبح جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ اور ثالث تسلیم کرلیا جائے اور وہ جو فیصلہ دے اس کو سب تسلیم کرلیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ خدا کی شان کہ جو شخصیت علی الصبح حرمِ کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہوئی وہ فخر دو عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی تھی۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے یہ ''امین'' ہیں ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک چادر کو بچھا کر حجر اسود کو اس کے اوپر رکھ دیا اور قریش کے ان سرداروں کو جو حجر اسود کو لگانے کے مدعی تھے سب کو اکٹھا کر کے انہیں حکم دیا کہ تمام سردار اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اُٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے مل کر چادر کو اٹھایا جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس کو اُٹھا کر اس کے مقام پر نصب کر دیا۔ آپ ﷺ کے اِس فیصلہ سے سب ہی خوش ہو گئے اور ایک خونریز لڑائی ٹل گئی۔ بعض روایتوں کے مطابق تعمیر کعبہ کے دس دور بیان کئے گئے ہیں یعنی سب سے پہلے فرشتوں کی تعمیر، پھر حضرت آدم علیہ السلام پھر ان کے فرزندوں ان کے بعد حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام (جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے)، پھر قوم عمالقہ کی تعمیر، پھر قبیلہ بنو جرہم، پھر قصی بن کلاّب اس کے بعد قریش کی تعمیر جس کا ذِکر ابھی ہوا، پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور آخری بار حجاج بن یوسف کی تعمیر۔ لیکن اہل تحقیق کے مطابق تعمیر جدید صرف تین مرتبہ ہوئی پہلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، دوسری زمانہ جاہلیت میں اہل قریش کی اور تیسری حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی۔ باقی جو تعمیرات روایتوں میں ہیں وہ معمولی ترامیم یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کے لئے تھیں۔

جوانی میں مُنفرد کردار:۔ رسول خدا ﷺ جب بچپن گزار کر جوانی کی حدود میں داخل ہوئے تو بچپن کی طرح آپ کی جوانی بھی نرالی اور منفرد تھی۔ آپ ﷺ کا شباب حیا، عفت و پاکبازی اور حلم و بُردباری کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام زندگی بہترین عادات و اخلاق حسنہ کا خزانہ تھی۔ وعدہ کی پابندی، دیانتداری، سچائی، بزرگوں کی عزت و احترام، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، خدمتِ خلق، غریبوں مفلسوں اور بے کسوں کی خبر گیری، دشمنوں سے نیک

Marfat.com

سلوک، مظلوموں سے ہمدردی، تواضع وانکساری، غرض تمام کی تمام نیک خصلتوں اور اچھی باتوں میں آپ اِتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ کائنات میں اس کی نظیر ممکن نہ تھی۔ آپ ﷺ کی امانت و دیانت اور سچائی کا پورے عرب میں شہرہ تھا۔ اور مکہ میں ہر چھوٹے بڑے کے دل میں آپ کے اخلاقِ کریمانہ کی بدولت ایک خاص وقار اور عزت واحترام موجود تھا۔ مکہ کا تمام ماحول شرک، بُت پرستی کی فضا میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کو اس سے سخت نفرت تھی خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا بلکہ ہمیشہ اُن سے دُور رہے۔

جب رسول اکرم ﷺ کی مقدس اور پاکیزہ زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ ایک دم خلوت پسند ہو گئے۔ اور تنہائی میں بیٹھ کر خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے کا ذوق شوق بہت بڑھ گیا۔ اکثر غور وفکر میں ڈوبے رہتے۔ زیادہ تر وقت مناظرِ قدرت کے مشاہدہ اور مطالعہ میں صرف ہونے لگا۔ ان دنوں ایک نئی بات یہ بھی ہوئی کہ آپ ﷺ کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ کا ہر خواب اتنا سچا ہوتا کہ جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہو کر سامنے آجاتی۔

غارِ حرا:۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ''جبلِ نور'' نامی پہاڑ کے اوپر ایک غار ہے جس کو غارِ حرا کہتے ہیں۔ جبل نور کے اردگرد کے پہاڑ خشک اور بے آب وگیاہ ہیں اور راستہ بھی کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ عام آدمی کو وہاں پہنچنے میں بڑی دِقت ہوتی ہے۔ رسول خدا ﷺ کبھی تین رات، کبھی پانچ رات اور کبھی اِس سے زیادہ عرصہ تک یہاں پر قیام فرماتے تھے۔ روایات کے مطابق رمضان کا پورا مہینہ بھی یہاں گزارا گیا ہے۔

پہلی وحی :۔ ایک روز آپ ﷺ غارِ حرا میں مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک ایک فرشتہ ظاہر ہوا (یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں)۔ فرشتہ نے ایک دم کہا کہ ''پڑھیے'' آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپ ﷺ کو پکڑا اور نہائت گرمجوشی

Marfat.com

سے آپ سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا ''پڑھیے'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ کو سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا پڑھیے آپ نے پھر وہی جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر فرشتے نے آپ ﷺ کو بہت زور سے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا۔ **اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَا وَرَبُّكَ الْاَكْرَامُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○** ترجمہ: آپ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق)۔ ان آیات مبارکہ کو سن کر اور دل میں محفوظ کر کے آپ ﷺ گھر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو۔ پس انہوں نے حضور ﷺ پر چادر ڈال دی۔ یہاں تک کہ وہ خوف دُور ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے سارا ماجرا سنایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے ڈر لگ رہا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں اور کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مفلس و نادار کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و انصاف کی خاطر کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو اس کی مدد و دستگیری فرماتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو توحید پرست تھے اور شرک و بت پرستی سے بیزار ہو کر ''نصرانی'' ہو گئے تھے۔ اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے تھے اور بینائی بھی ختم ہونے کو تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کہا بھائی جان اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ کو کیا نظر آیا ہے؟۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں سارا ماجرا بیان کر دیا۔ یہ سن کر ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس (جبرائیل علیہ السلام) ہے جس کو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا تھا۔ اے

Marfat.com

کاش میں اس وقت جوان ہوتا اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا جی ہاں جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لے کر آیا جو آپ ﷺ لائے ہیں۔ لوگوں نے اس سے دُشمنی کی۔ اگر مجھے وہ دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں تمہاری پُرزور مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور جلد ہی انتقال کر گئے۔

اس کے بعد چند یوم تک وحی الٰہی کا سلسلہ بند رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انتظار وحی میں بے قرار اور مضطرب رہے۔ ایک روز آپ ﷺ گھر سے باہر کہیں تشریف لے گئے تو راستہ میں کسی نے یا محمد ﷺ کہہ کر پکارا آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہی فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) جو غارِ حرا میں آیا تھا زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں ایک خوف کی کیفیت پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ اپنے مکان میں تشریف لے آئے اور کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اسی حالت میں آپ ﷺ پر سورہ مدثر کے ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ **يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○قُمْ فَاَنْذِرْ ○وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○**۔ یعنی اے چادر اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دُور رہو۔ ان آیات مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ کو دعوت اسلام پر مامور فرما دیا گیا۔ اور آپ بحکم الٰہی اسلام کی دعوت اور تبلیغ پر کمر بستہ ہو گئے۔

دعوتِ اسلام کا پہلا دور:۔ نبی کریم ﷺ نے خفیہ طور پر تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں، لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ، غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جلد ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ میں چند مزید صحابہ کرام بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے جن میں حضرت ابوذر غفاری، حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث، حضرت عمرو بن نفیل اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت الخطاب (حضرت عمر کی بہن)، حضرت ام فضل

Marfat.com

(حضور علیہ السلام کی چچی) اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔ یاد رہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرات اسلام میں 'سابقین و اولین'' کے لقب سے سرفراز ہیں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی دور میں مسلمان ہوئے۔ اِس دور میں اسلام کی تبلیغ مکہ مکرمہ کے ایک مکان دارِارقم میں ہوتی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قبل 39 عورتیں اور مرد اسلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر کے چالیس کا ہندسہ پورا کر دیا۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا قبُول اِسلام :۔ آپ کے مشرف با اسلام ہونے کی بہت سی روایات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک روز آپ غصہ میں بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر اس ارادہ سے چلے کہ آج میں اپنی تلوار سے پیغمبرِ اسلام کا خاتمہ کر دونگا۔ اتفاق سے راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی جو مسلمان ہو چکے تھے۔ پوچھا اے عمر اِس دوپہر کی گرمی میں ننگی تلوار لے کر کہاں چلے؟۔ کہنے لگے آج بانی اسلام کا فیصلہ کرنے گھر سے نکل پڑا ہوں۔ انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا اور تمہارے بہنوئی بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ سن کر آپ بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے قرآن کی آواز آ رہی تھی۔ بہن نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عمر چلا کر بولے اے اپنی جان کی دُشمن کیا تو بھی مسلمان ہوگئی ہے؟۔ پھر اپنے بہنوئی کی طرف لپکے اور انہیں نیچے پٹخ کر ان پر سوار ہو کر انہیں مارنے لگے۔ ان کی بہن فاطمہ اپنے شوہر کو بچانے آگے بڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی مارا جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔ بہن نے صاف صاف کہہ دیا عمر تم سے جو ہوسکتا ہے کر لو مگر اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہن کا خون آلودہ چہرہ دیکھا اور ساتھ ہی اس کا عزم دیکھا تو دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر کہا جو تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے کہا پہلے غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کر لو پھر تمہیں وہ صحیفہ دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے غسل کیا، بہن نے قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کے اوراق انہیں دیئے۔ ابھی انہوں نے چند آیاتِ مبارکہ ہی پڑھی تھیں کہ آنسو بہہ نکلے۔ بے چین ہو کر پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں؟ میں ان کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ یہ سارا انقلاب خود بخود ہی رونما نہ ہوا تھا بلکہ اس کے پسِ پردہ محبوب رب العالمین ﷺ کی دُعا کی تاثیر کارفرما تھی۔ آپ ﷺ نے بارگاہِ رب العزت میں دستِ مبارک اٹھا کر التجا کی تھی کہ اے اللہ ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تمہیں زیادہ پسند ہو اس سے دین کو عزت عطا فرما۔ رسولِ خدا ﷺ اس وقت دارِ ارقم میں اپنے جان نثاروں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ کسی نے دروازہ کے سوراخ میں دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار گلے میں لٹکائے کھڑے تھے۔ صحابہ جھجک گئے کہ دروازہ کھولیں یا نہ کھولیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے انہوں نے کہا مت ڈرو دروازہ کھول دو اگر عمر اندر داخل ہو کر بارگاہِ مصطفوی میں آداب کو ملحوظ رکھے گا تو ٹھیک ورنہ اسی کے تلوار سے ہی اس کا سر اڑا دیا جائیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اس کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اس کو ہدایت دے دے گا۔ دروازہ کھولا گیا تو دو آدمیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسے چھوڑ دو۔ حضور ﷺ خود اٹھے اور عمر کی چادر کو پکڑ کر اسے زور سے جھٹکا دیا اور فرمایا اے عمر اسلام قبول کر لے۔ اے اللہ اس کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا۔ حضور ﷺ نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تمام صحابہ نے بھی بڑے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ چھپ چھپ کے عبادت کرنے کے کیا معنی۔ ہم کعبہ میں چل کر علی الاعلان اللہ کی عبادت کریں گے۔ خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے تمام وہ مجلسیں جن میں میں کفر کی حالت میں بیٹھا کرتا تھا اب مسلمان ہونے کے بعد بھی میں ان سب میں بیٹھوں گا اور اپنے اسلام کا اعلان کروں گا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کی جماعت کو لے کر دو قطاروں میں روانہ ہوئے ایک قطار کے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس دن اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اسی روز سے نماز بیت اللہ شریف میں ادا کی جانے لگی۔

دعوتِ اسلام کا دُوسرا دَور:۔ جب تین برس کی خفیہ دعوتِ اسلام میں مسلمانوں کی ایک

Marfat.com

جماعت تیار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ شعرا کی آیت'' وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ '' نازل فرمائی اور حکم دیا کہ اے محبوب اپنے قریبی رشتہ داروں کو خدا سے ڈرایئے۔تو حضور ﷺ ایک روز کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ گئے اور یا معشر القریش کہہ کر قبیلہ قریش کو پکارا۔ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میری قوم اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کرلو گے؟ سب نے کہا ہاں۔ ہاں ہم یقین کرلیں گے کیوں کہ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا اور امین پایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو پھر میں تم کو عذابِ الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لائے تو تم پر عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔ یہ سن کر تمام قریش بشمول ابولہب کے سخت ناراض ہوکر چلے گئے اور آپ ﷺ کی شان میں اول فول بکنے لگے۔ دو مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے تمام عزیز و اقارب کو اپنے پاس بلا کر دعوت اسلام دی جس میں آپ کے چچا ابولہب وغیرہ نے آپ ﷺ کی سخت مخالفت کی۔

دعوتِ اسلام کا تیسرا دَور:۔ جب کفار مکہ نے یہ دیکھا کہ اب حضرت محمد ﷺ نے دعوتِ اسلامیہ کا دائرہ رشتہ داروں سے بڑھا کر سب انسانوں تک پھیلا دیا ہے اور مختلف قبائل کی اہم شخصیتیں بھی اس سے متاثر ہونے لگی ہیں تو اس تحریک کو روکنے کی انہوں نے تدبیریں سوچنا شروع کردیں۔ ایک مرتبہ اکابرین قریش کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے مذہب سے عیب نکالتا ہے۔ ہمیں اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے آپ اسے روک لیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم خود اسے روک لیں گے۔ حضرت ابوطالب نے انہیں نرمی سے جواب دیا اور بڑی خوبصورتی سے انہیں ٹال دیا۔ وہ لوگ مطمئن ہوکر چلے گئے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ حسبِ سابق تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ قریش کے سردار آپ ﷺ سے دُور ہوتے گئے اور آپ کے دشمن بن گئے۔

ایک دفعہ پھر مکہ کے معزز لوگوں کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس آیا اِس دفعہ ان کا لہجہ بہت درشت اور تیز تھا وہ آتے ہی کہنے لگے اے ابوطالب ساری قوم میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ ہم نے پہلے بھی حاضر ہوکر درخواست کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو روکو لیکن آپ نے انہیں نہیں روکا۔ اب ہمارے صبر کا

Marfat.com

پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ ہم اب مزید صبر نہیں کر سکتے۔ آپ انہیں روک سکتے ہیں تو روک لیں ورنہ ہم دونوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیں گے اور یہ جنگ جاری رہے گی جب تک کہ ہم میں سے کوئی ایک فریق فنا نہ ہو جائے۔ اس دفعہ وہ حضرت ابوطالب کا جواب سنے بغیر چلے گئے۔ حضرت ابوطالب کو اس دھمکی کا بڑا دُکھ ہوا اِس بڑھاپے میں وہ ساری قوم سے دُشمنی مول نہیں لینا چاہتے تھے۔ لیکن وہ نبی کریم ﷺ کو کفار کے رحم و کرم پر بھی نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کو بلوایا اور کفار مکہ کی تمام گفتگو سے آگاہ کیا اور کہا مجھ پر بھی رحم کرو اور اپنے آپ پر بھی مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کو اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ اپنے چچا کی باتیں سن کر نبی کریم ﷺ کو خیال گزرا کہ شائد ابوطالب آپ کی حمائت وتعاون سے دستبردار ہونے والے ہیں اور اب ان میں سکت نہیں رہی کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو سکیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے بڑے اطمینان وسکون سے جواب دیا کہ اے چچا اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں اور یہ توقع کریں کہ میں دعوت حق کو ترک کر دوں گا تو یہ ناممکن ہے۔ یا تو اللہ اس دین کو غلبہ دے گا یا میں اس کے لئے جان دے دوں گا۔ اس وقت تک میں اس کام کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حضور ﷺ نے جب یہ جملے کہے تو چشمانِ مبارک سے آنسو ٹپک پڑے اور آپ وہاں سے اٹھ کر واپس چل دیئے۔ چچا نے آواز دے کر بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے آپ کا جو جی چاہے کیجئے میں آپ کو کسی قیمت پر کفار کے حوالے نہیں کرونگا۔ کافروں کو جب معلوم ہوا کہ ابوطالب نے اپنے بھتیجے کی مدد سے ہاتھ نہیں اُٹھایا اور نہ ہی انہیں تبلیغ اسلام سے منع کیا تو انہوں نے ایک اور چال چلی اور تیسری مرتبہ وفد کی شکل میں ان کے پاس آئے اور ولید بن مغیرہ کے جوان سال خوبرو اور توانا بیٹے عمارہ کو بھی ساتھ لائے اور کہا اے ابوطالب مغیرہ کا یہ بیٹا جو تم دیکھ رہے ہو یہ ہم آپ کو دیتے ہیں اس کو اپنی فرزندی میں لے لیجئے آج کے بعد یہ تمہارا بیٹا اور تم اس کے باپ ہو اس کے بدلے اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو۔ حضرت ابوطالب نے یہ سودا کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

جب کفار مکہ کی یہ چال بھی کام نہ آئی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے براہِ راست گفتگو کا فیصلہ کیا۔

Marfat.com

کفار مکہ نے عتبہ کو اس کام کے لئے معمور کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ شریف کے پاس ایک گوشہ میں مصروف عبادت تھے۔ عتبہ نے آ کر کہا اے میرے بھتیجے حسب نسب کے لحاظ سے تیرے مقام کو سب جانتے ہیں لیکن تو نے ہمیں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے ہمارے عقائد پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس نے چند تجاویز آپ ﷺ کے آگے رکھیں۔ اور کہا اگر تمہارا مقصد مال جمع کرنا ہے تو ہم تیرے سامنے دولت کے انبار لگا دینے کیلئے تیار ہیں تا کہ تو سارے ملک عرب کا رئیس بن جائے۔ اور اگر تم سرداری حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم سب تمہیں اپنا سردار ماننے کو تیار ہیں۔ اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم سب تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اگر تم پر جنات کا اثر ہے تو ہم تمہارا علاج کروانے کو تیار ہیں، ہم تمام خرچہ خود برداشت کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموشی سے سنتے رہے جب وہ چپ ہو گیا تو آپ ﷺ نے جواب میں سورہ حم سجدہ کی چند آیات سنائیں۔ وہ بڑے غور سے سنتا رہا پھر واپس لوٹ گیا۔

جلد ہی تمام قبائل کے سردار حرم کعبہ میں اکھٹے ہوئے اِس طرح نبی کریم ﷺ کو بلوایا گیا اور مختلف ترغیبات سے آپ کو اپنے مشن سے باز رکھنا چاہا لیکن پیکرِ عزوم واستقلال نے تمام تجویزیں رد کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ کو مصائب و اذیتیں:۔ جب کفار مکہ نے دیکھا کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کو تبلیغ اسلام سے باز نہیں رکھ سکتے تو انہوں نے آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچانی شروع کر دیں۔ کبھی کاہن، جادوگر، مجنون اور دیوانہ ہونے کا پراپوگنڈا کرتے، کبھی شریر بچوں کو آپ ﷺ کو تنگ کرنے کیلئے پیچھے لگا دیتے۔ کبھی آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ کبھی جسم اطہر پر نجاست پھینک دیتے کبھی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کی تلاوت کرتے تو یہ کفار قرآن کو اور قرآن بھیجنے والے اور آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے۔ کبھی گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیتے کہ کسی کے کان میں قرآن کی آواز نہ پڑے۔ تالیاں بجا کر اور سیٹیاں بجا بجا کر شور وغل کرتے تا کہ کلام الٰہی کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑے۔ اگر کہیں چند لوگوں کی مجلس میں یا کسی میلے میں آپ ﷺ دعوت اسلام دیتے تو آپ ﷺ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے پہنچ جاتا اور کہتا اے لوگو میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے تم اس

Marfat.com

کی کوئی بات نہ ماننا (نعوذ باللہ)۔ایک روز آپ ﷺ حرم کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ عین حالت نماز میں ابوجہل کے کہنے پر ایک کافر نے اونٹ کی بھاری اوجھڑی آپ ﷺ کے اوپر ڈال دی اور باقی کفار ٹھٹھا مار کر ہنستے رہے۔ آخر ننھی سی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بڑی مشکل سے وہ اوجھڑی آپ ﷺ کے دوش سے علیحدہ کی۔ آپ ﷺ کا اس واقعہ سے بہت دل دُکھا۔

صحابہ پر مظالم:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کے ساتھ ساتھ کفار مکہ نے مسلمانوں کو بھی طرح طرح کی سزائیں اور اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ مگر اللہ کریم کو وحدہٗ لاشریک ماننے والوں نے صبر واستقامت کے وہ باب رقم کئے کہ وہ قیامت تک کے لئے مثال بن گئے۔ صحرائے عرب کی شدید دھوپ میں ریت کے ذرّات تنور کی طرح گرم ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو مار پیٹ کر تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا اور سینوں پر بھاری پتھر رکھے گئے۔ لوہے کو گرم کر کے جسموں کو داغا گیا۔ پانی میں ڈبکیاں دے کر اذیت دی گئیں۔ کسی کو چٹائی میں لپیٹ کر اس کی ناک میں دھونی دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو کوئلوں کے انگاروں پر چت لٹا کر ایک شخص اُن کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ اُن کی پیٹھ کی چربی پگھل گئی جس نے کوئلوں کو بجھایا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شدید مار پیٹ کے علاوہ ان کے گلے میں رسی باندھ کر گلی کوچوں میں گھسیٹا گیا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سخت گرم ریت پر ننگے پیٹ لٹا کر کفار اِس قدر مارتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ ان کی والدہ بی بی سمیعہ رضی اللہ عنہا کو اسلام لانے پر ابوجہل نے ان کی ناف کے نیچے ایسا نیزہ مارا کہ وہ شہید ہو گئیں۔ ان کے شوہر حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی ظالموں کی مار کھاتے کھاتے شہید ہو گئے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باندھی تھیں۔ ان کو اس قدر مارا گیا کہ ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ اِسی طرح کئی اور باندیاں اور کنیزیں بھی اسلام کے نام پر مار کھاتی رہیں اور کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنتی رہیں۔ کافروں کی تکلیفوں اور ایذا رسانیوں سے غریب وفادار مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مکہ کے معزز اور رئیس مسلمانوں کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ ان صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی اور حضرت زبیر بن العوام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

ہجرتِ حبشہ:۔ کفار مکہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم دے دیا۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی عیسائی تھا مگر انصاف پسند اور بڑا رحم دل تھا۔ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال کچھ مسلمان مرد وعورتیں حبشہ میں چلے گئے۔ کچھ دنوں بعد وہاں یہ خبر پھیلی کہ کفار مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر چند مسلمان مکہ واپس آئے تو پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی چنانچہ ان میں سے بعض تو وہیں مکہ میں روپوش ہو گئے اور بعض پھر حبشہ کو لوٹ گئے۔ کفار مکہ کو جب پتہ چلا کہ کچھ مسلمان حبشہ میں سکون سے رہنے لگے ہیں تو انہوں نے کچھ تحائف دے کر اپنے دو سفیروں کو نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں تحفے پیش کئے اور درخواست کی کہ ہمارے کچھ مجرم آپ کے علاقہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں وہ ہمارے حوالے کئے جائیں۔ کفار کے ان سفیروں کا جواب دربارِ شاہی میں حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے بڑے اچھے طریقے سے دیا اور سورہ مریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ نجاشی بادشاہ پر ان آیات مبارکہ سننے سے رقت طاری ہو گئی۔ اور وہ مسلمان ہو گیا اس نے مسلمان مہاجرین کو ہر سہولت بہم پہنچائی۔ کفار قریش کے نمائندے مایوس لوٹ آئے۔

شعب ابی طالب:۔ اعلان نبوت کے ساتویں سال جب کفار مکہ نے دیکھا کہ ظلم وستم کا ہر حربہ مسلمانوں پر آزمانے کے باوجود بھی روز بروز ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو ان سب نے اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور اُن کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور انہیں کسی تنگ وتاریک جگہ پر محصور کر کے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے تا کہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ وبرباد ہو جائیں۔ چنانچہ تمام قریش کے قبائل نے مل کر یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم کے خاندان والے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کریں۔

(1)..... کوئی شخص ان سے خرید وفروخت نہ کرے۔

(2)..... کوئی شخص ان سے شادی بیاہ نہ کرے۔

(3)..... کوئی شخص ان سے میل جول، سلام وکلام، ملاقات اور بات چیت نہ کرے۔

Marfat.com

(4)..... کوئی شخص ان کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ جانے دے۔

منصور بن عکرمہ نے یہ معاہدہ لکھا اور تمام سردارانِ قریش نے اس پر دستخط کر کے اس دستاویز کو کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا۔ حضرت ابو طالب مجبوراً حضورﷺ اور بنو ہاشم کے دیگر خاندان والوں کو لے کر پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام شعبِ ابی طالب تھا پناہ گزین ہو گئے۔ یہ گھاٹی حضرت ابو طالب کو ورثے میں ملی تھی اور ان ہی کی ملکیت تھی۔ ابولہب کے سوا خاندان کے دوسرے لوگوں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے نے بھی خاندانی حمیت و پاسداری کی بنا پر اس معاملہ میں حضورﷺ کا ساتھ دیا۔ خاندان بنو ہاشم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے حضرت ابو طالب سے سر دھڑ کی بازی لگا دینے کا پختہ وعدہ کیا۔ حضرت ابو طالب کفار مکہ کے ظلم و ستم کے خلاف اپنے بھتیجے کے لئے ایک ڈھال بنے ہوئے تھے۔ یہ طویل محاصرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خاندان کے لئے از حد تکلیف دہ تھا۔ بسا اوقات درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ بھرا کرتے۔ بھوک سے بلکتے ہوئے معصوم بچے اس قدر زور و شور سے روتے کہ ان کے رونے کی آواز دُور دُور تک سنائی دیتی۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے بھوک نے ستایا۔ مجھے اونٹ کے چمڑے کا ایک ٹکڑا ملا میں نے اسے دھویا پھر اسے راکھ کیا پھر کوٹ کر پانی میں ملا کر تین روز کھاتا رہا۔ اتنی مصیبتوں اور دُکھوں کے باوجود بھی آنحضرتﷺ کے عزم میں کوئی کمزوری نہ آئی۔ آپﷺ بدستور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ یہ محاصرہ دنوں یا مہینوں نہیں بلکہ مسلسل تین سال تک جاری رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے بائیکاٹ کے معاہدہ پر دیمک کو مسلط کر دیا جس نے معاہدہ میں ظلم و ستم کی تمام دفعات کو چاٹ لیا لیکن جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا نام پاک تھا وہ سلامت رہا۔ جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کو مطلع کیا وہ بہت حیران ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب، بنو ہاشم اور بنو مطلب کے چند افراد کو ساتھ لے کر سیدھے حرم شریف جا پہنچے۔ قریش انہیں اچانک دیکھ کر حیران رہ گئے اور خیال کیا کہ ہماری تدبیر کامیاب رہی ہے۔ کہ وہ طویل اور تکلیف دہ محاصرہ سے بے بس ہو کر ہمارے پاس درخواست لے کر آئے ہوں گے۔ انہوں نے اہل قریش سے کہا کہ وہ معاہدہ کعبہ سے باہر لایا جائے۔ اس پر اللہ نے دیمک

Marfat.com

مسلط کردی ہے جس نے تمام حروف کو کھالیا ہے سوائے اللہ کے نام کے۔ یہ بات مجھے میرے بھتیجے نے بتائی ہے۔ اگر اس کی بات سچ نکلی تو ہم کسی قیمت پر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ اور اس کی خون کے آخری قطرہ بہہ جانے تک حفاظت کریں گے۔ لیکن اگر اس کی بات جھوٹی نکلی تو اسے تمہارے حوالے کردیں گے۔ چنانچہ معاہدہ کو کھولا گیا تو حضور ﷺ کا فرمان حرف بحرف صحیح ثابت ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی کافروں کی سنگ دلی قائم رہی۔ آخر کار کچھ نرم دل کافروں جن میں زبیر بن امیہ، ہشام بن عمرو، مطعم بن عدی اور زمعہ بن اسود وغیرہ نے باہم مشورہ کر کے اس معاہدہ سے بغاوت کا فیصلہ کرلیا۔ ایک دن کعبہ کے طواف کے بعد زبیر بن امیہ نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکہ والو کتنی شرم کی بات ہے کہ ہم تو لذیز کھانے کھائیں، زرق برق لباس پہنیں دوسری طرف خاندان بنو ہاشم کے مرد اور عورتیں بھوکے مر رہے ہیں۔ نہ ان کے پاس پیٹ بھرنے کیلئے کھانا ہے اور نہ تن ڈھانپنے کو کپڑا۔ ہم انہیں کوئی چیز بیچنے پر بھی تیار نہیں ہیں۔ بخدا میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک قطع رحمی کرنے والی اس ظالمانہ دستاویز کو پرزے پرزے نہ کردیا جائے۔ ان کی تائید اوپر بیان کردہ افراد نے کی۔ ابوجہل وغیرہ نے یہاں بھی بہت مخالفت کی۔ آخر مطعم بن عدی نے اس معاہدہ کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کفار کے چند بہادر آدمی بنو ہاشم کو شعب ابی طالب سے نکال لائے۔ یاد رہے منصور بن عکرمہ جس نے اس دستاویز کو لکھا تھا اس کا ہاتھ شل ہوکر سوکھ گیا تھا۔

غم کا سال :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعب ابی طالب سے نکل کر اپنے گھر آئے ہوئے ابھی بہت قلیل عرصہ ہوا تھا کہ حضرت ابوطالب بیمار ہوکر دُنیا سے رخصت ہوگئے۔ وہ آپ کے مہربان و شفیق چچا تھے۔ انہوں نے بڑی ہی محبت سے آپکی پرورش کی اور زندگی کے ہر موڑ پر بڑی جانثاری کیساتھ آپ کی نصرت و دستگیری کی اور تادم آخر کافروں کے خلاف آنحضرت ﷺ کی ڈھال بنے رہے۔ وفات کے وقت حضرت ابوطالب کی عمر اسّی برس سے زائد تھی۔ نبی کریم ﷺ کا دل ان کی وفات سے بہت غمگین تھا۔ تقریباً 42 سال تک وہ آپ کے لئے شجر سایہ دار بنے رہے۔

Marfat.com

حضرت ابوطالب کی رحلت کو ابھی چند ہی دن ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی وفا شعار اور غمگسار رفیقہ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی آپکو الوداع کہہ گئیں۔ جس وقت آپ ﷺ کا دُنیا میں کوئی اور ساتھی اور غم خوار نہیں تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جو ہر پریشانی میں آپکی غم خواری اور دلداری کرتی تھیں۔ اُنہوں نے آپ کے قدموں میں دل و جان کا نذرانہ ہی پیش نہیں کیا تھا بلکہ اپنی دولت وثروت کے خزینے آپ پر نچھاور کر دیئے تھے۔ اور اپنی پچیس سالہ رفاقت کا ہر لمحہ آپ ﷺ کی راحت اور آرام کے لئے وقف کئے رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کفار کے طعنوں، گالیوں اور دلآزاریوں سے افسردہ خاطر گھر تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی یہ طیبہ طاہرہ رفیقہ حیات ایسے دلآویز انداز سے آپ کا استقبال کرتیں کہ رنج والم کے سارے بادل چھٹ جاتے۔ اللہ کریم نے بھی اپنے محبوب ﷺ کی اس باوفا بیوی کی حد درجہ خدمت گزاری کو شرف قبولیت بخشا اور اپنی نوید رحمت کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام کو اپنے پیارے رسول کے پاس بھیجا۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری کی روائت درج ذیل ہے:

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جو ایک برتن لے کر ابھی حاضر خدمت ہوا چاہتی ہے اس برتن میں سالن ہے جب وہ حاضر خدمت ہوں تو ان کو رب کریم کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچایئے اور انہیں یہ خوشخبری سنایئے کہ اللہ تعالیٰ نے موتیوں سے بنا ہوا ایک محل جنت میں ان کو عطا فرمایا ہے جس میں نہ کسی قسم کا شور ہوگا نہ پریشانی۔ (بخاری شریف)

نبی کریم ﷺ نے ان دو غم خوار ہستیوں کی یکے بعد دیگرے رحلت کے سال کو غم کا سال قرار دیا۔ نبوت کے دسویں سال رمضان کے مہینے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے 65 سال کی عمر میں وصال فرمایا اور حجون کے مقام پر قبرستان معلیٰ میں مدفون ہوئیں۔

طائف کا سفر :۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے آپ ﷺ کو زیادہ تکلیفیں اور اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ کفار مکہ اپنے کفر پر سختی سے جمے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ

Marfat.com

نے تبلیغی سرگرمیوں کے لئے ایک نئے میدان کی تلاش شروع کردی۔ مکہ سے 120 میل دُور ایک بڑی وادی جس کا نام طائف تھا وہاں کے لوگ زراعت پیشہ اور خوشحال تھے۔ یہ ایک پُرفضا پہاڑی سلسلہ کا علاقہ تھا جو سرسبز بھی تھا اور یہاں خوبصورت باغات بھی بکثرت تھے۔ یہاں پر قبیلہ بنوثقیف کے لوگ آباد تھے۔ نبوت کے دسویں سال آپ ﷺ نے طائف کا سفر اختیار کیا جس میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے گھر گھر جا کر اسلام کی دعوت دی۔ بعض روایتوں میں ایک ماہ کے عرصہ کا ذِکر آیا ہے جب کہ بعض علماء کے مطابق عرصہ تبلیغ 10 روز ہے۔ آخر کار آپ ﷺ طائف کے تین چوٹی کے سرداروں کے پاس پہنچے۔ یہ تینوں سردار سگے بھائی تھے۔ عبد یالیل، مسعود اور حبیب یہ سب عمرو کے بیٹے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک کی شادی قریش کے ایک قبیلہ میں ہوئی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو دعوت اسلام دی تو وہ بڑے سیخ پا ہوئے اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا اور دعوتِ اسلام کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ انہوں نے کہا ہمارے شہر سے نکل جاؤ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم اپنی باتوں سے ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دو گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شہر کے اوباش اور شریر لڑکوں کو نبی کریم ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپ ﷺ پر آوازے کستے، مذاق اُڑاتے اور ہنستے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ پتھر بھی مارتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے بابرکت قدموں کو نشانہ بناتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ ان کی سنگ باری جب زیادہ ہو جاتی تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے، وہ ظالم آگے بڑھتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بازوؤں سے پکڑتے اور کھڑا کر دیتے پھر پتھر برسانا شروع کر دیتے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ آڑ بن کر کھڑے ہوئے لیکن ان بدبختوں نے انہیں بھی زخمی کر دیا۔ جب طائف سے باہر نکلے تو سارا جسم مبارک زخموں سے چور چور اور دل از حد مغموم تھا۔ قریب ہی ایک باغ تھا جس میں انگور لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ انگور کی ایک بیل کے نیچے بیٹھ گئے۔ یہ باغ مکہ کے ایک سردار ربیعہ کی ملکیت تھا۔ یہ شخص بھی اسلام کا دشمن تھا اس وقت سردار کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ اپنے باغ میں موجود تھے۔ طائف کے لڑکوں کا آپ سے بے رحمانہ سلوک انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ خاندانی حمیت نے جوش مارا تو اُنہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام کے ہاتھ

Marfat.com

(جس کا نام عداس تھا) کچھ انگور طشتری میں رکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجے۔ جب آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر انگور اٹھائے تو عداس نے پوچھا کہ اللہ کا نام لے کر کھانے کا یہاں تو رواج نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عداس سے پوچھا تم کس ملک کے رہنے والے ہو؟۔ اس نے کہا نینوٰی کا۔ آپ ﷺ نے مذہب پوچھا تو بولا میں عیسائی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو یونس بن متی کا شہر ہے؟۔ عداس چونک کر بولا آپ یونس بن متی کو جانتے ہیں؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور اللہ کے نبی ہیں، میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ عداس یہ سن کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ اس نے آپ ﷺ کے سر اور پاؤں کا بوسہ لیا (ایک روائت کے مطابق وہ مسلمان بھی ہو گیا تھا)۔ عتبہ اور شیبہ نے عداس سے باز پرس کی تو وہ بے ساختہ پکار اُٹھا روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی اور نہیں ہے۔

جب آپ ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو راستے میں ایک مقام پر ایک بدلی نے آپ ﷺ پر سایہ کیا۔ اس بدلی میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے اور سلوک بھی دیکھ لیا ہے۔ آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے تا کہ وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے۔ پہاڑ کے فرشتے نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان کفار پر اُلٹ دوں؟ یہ سن کر رحمت اللعالمین ﷺ نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ جب آپ ﷺ نخلہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں رات بسر کی۔ دل عجز و انکسار میں ڈوبا ہوا تھا اور زبان پر تلاوت جاری تھی۔ اسی دوران جنّوں کی ایک جماعت کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے جب پُر تاثیر کلام کی تلاوت سنی تو اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور کہا ہم نے ایک ایسا کلام سنا ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ اے ہماری قوم اس کو موقع غنیمت سمجھو اور اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو۔ چنانچہ جنات کی کثیر تعداد مسلمان ہو گئی۔ اس کا ذکر سورہ جن میں بھی ہے۔ حضور ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو رات مطعم بن عدی کے پاس بسر کی۔ صبح ہوئی تو مطعم بن عدی اپنے چھ سات بیٹوں کے ہمراہ تلواریں گلے

Marfat.com

میں لٹکائے حرم پہنچے اور کہا کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان یا ابوجہل میں سے کوئی ایک مطعم بن عدی کے پاس گیا اور پوچھا تم نے ان کو صرف پناہ دی ہے یا مسلمان بھی ہو گئے ہو؟ اس نے کہا میں نے صرف پناہ دی ہے۔ مطعم بن عدی اگرچہ مسلمان نہ ہو سکا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مروّت کو ہمیشہ یاد رکھا۔

قبائل میں تبلیغ اسلام:۔ حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا کہ حج کے زمانہ میں جبکہ دُور دُور سے عربی قبائل مکہ میں جمع ہوتے تو آپ ﷺ اُن کے پاس جا جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اِس طرح بڑے بڑے میلوں جیسے عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز وغیرہ میں بھی آپ ﷺ نے دعوت اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ ابولہب کو بھی جب موقع ملتا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے جا کر لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے منع کرتا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا۔ آپ ﷺ نے دُور و دراز کے قبائل عرب کے حج پر اجتماع، میلوں اور تجارتی منڈیوں میں بڑی پامردی کے ساتھ دعوت اسلام دی لیکن دولت ایمان بہت ہی کم لوگوں کے نصیب میں آئی۔

بیعت عُقبٰی اُولٰی:۔ نبوت کے بارھویں سال حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ آدمی منیٰ کی گھاٹی میں چھپ کر مسلمان ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ ساتھ ہی ان لوگوں نے درخواست کی کہ احکام اسلام کی تبلیغ کے لئے کوئی معلم بھی ہمارے ساتھ بھیجا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ وہاں انصار کے گھروں میں جا کر تبلیغ اسلام کرنے لگے۔ ان کے دلنشین اندازِ تبلیغ سے مدینہ میں تیزی سے اسلام پھیلنے لگا۔

معراج النبی ﷺ:۔ واقعہ معراج کے بارے میں تاریخ اور سن میں علماء کرام میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے ہجرت سے دو سال پہلے، بعض کے نزدیک تین سال قبل اور بعض کے نزدیک ایک سال قبل یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کو اسراء کا نام دیا گیا ہے جو پندرھویں پارہ کے شروع میں مذکور ہے۔ اس رات نبی کریم ﷺ حرم کعبہ کے پاس آرام فرما تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر

Marfat.com

ہوئے۔ جواب سے بیدار کیا اور پیغام خداوندی سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ پھر آپ کو چاہ زمزم کے قریب لاکر آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور ایمان وحکمت کے بھرے ہوئے طشت کو اُس پر انڈھیل کر سینہ مبارک درست کر دیا گیا۔ آپ ﷺ حرم پاک سے باہر آئے تو سواری کے لئے ایک جانور پیش کیا گیا جو براق کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو وہاں باندھا گیا جہاں انبیاء کرام علیہ السلام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہاں پر موجود تمام انبیاء کرام کو دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، چوتھے پر حضرت یوسف علیہ السلام، پانچویں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر اپنے جدّ امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے اے نبی صالح کہہ کر آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا جبکہ آپ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ پھر آپ ﷺ کو جنت کی سیر کروائی گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ سدرۃُ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اس درخت پر انوارِ الٰہی کی تجلی پڑی۔ یہاں پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ میں اِس مقام سے آگے نہیں جاسکتا۔ پھر حق تعالیٰ نے آپ کو عرش بلکہ عرش سے اُوپر جہاں تک چاہا بلایا۔

قرآن کریم میں سورہ نجم میں آتا ہے ''پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے محبوب بندے کی طرف جو وحی کی''۔ یہاں جو راز و نیاز کی باتیں ہوئی اس کا علم صرف اللہ اور اس کے محبوب کو ہی ہے۔ یہاں آپ ﷺ کو پچاس نمازوں کا انعام عطا ہوا۔ جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کی آپ کی اُمت ان پچاس نمازوں کا بوجھ نہ اٹھا سکے گی واپس جایئے اور اللہ کریم سے ان میں کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بار بار ربّ العالمین کے حضور نمازوں میں کمی کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں کم ہوتے ہوتے صرف پانچ رہ گئیں۔ فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کی اُمت کو

Marfat.com

پانچ نمازوں کا ثواب بھی پچاس کے برابر ملے گا۔ پھر آپ ﷺ عالمِ ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہوکر مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آپ ﷺ نے مکہ کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ حرم شریف واپس پہنچ کر آپ ﷺ سو گئے۔ صبح جب آپ ﷺ نے اہلِ قریش کو رات والا واقعہ سنایا تو اُنہیں بہت تعجب ہوا۔ یہاں تک کہ کچھ عقل کے اندھوں نے آپ کو جھوٹا کہا۔ اکثر اہل قریش نے چونکہ بیت المقدس کو دیکھا ہوا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کبھی وہاں نہیں گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ پر بیت المقدس کے در و دیوار اور محرابوں بارے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً آپ کی نگاہِ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ کر دیا چنانچہ آپ ﷺ نے کفار کے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے۔

بیعت عُقبٰی ثانیہ:۔ نبوت کے تیرھویں سال حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً بہتر افراد نے منیٰ کی اس گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ حق پر بیعت کی اور عہد کیا ہم لوگ آپ کی اور اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ ہم نے محمد ﷺ کی ہمیشہ حفاظت کی ہے۔ اب تم لوگ ان کو اپنے وطن لے جانے کے خواہشمند ہو تو سن لو اگر مرتے دم تک تم ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہے ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہ سن کر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر کہا ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں، ڈرپوک نہیں ہیں۔ ایک اور انصاری نے اٹھ کر کہا ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرما دے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن مکہ چلے آئیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا تم لوگ اطمینان رکھو کہ تمہارا خون میرا خون ہے اور یقین کرو میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں تم میرے ہو۔ تمہارا دُشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ اس کے بعد یہ تمام لوگ اپنے اپنے ڈیروں میں چلے گئے۔ اگرچہ یہ بیعت خفیہ تھی لیکن کفار کو کسی طرح پتہ چل گیا جس پر وہ بڑے سیخ پا ہوئے اور مدینہ والوں کو ڈانٹ کر اس بیعت کے

Marfat.com

بارے پوچھا تو ان میں سے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ مگر جب انہوں نے تحقیق کی تو کچھ انصار مدینہ کی بیعت کا پتہ چل گیا۔ مگر وہ ایک انصاری سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو نہ پکڑ سکے۔ ان کو بھی بعد میں جبیر بن معطم اور حارث بن حرب کی مداخلت پر رہا کرنا پڑا۔

ھجرتِ مدینہ:۔ انصارِ مدینہ کی قابل ذکر تعداد کے قبول اسلام کے بعد مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تھی جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا سکتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ جب کفار کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو انہوں نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد ﷺ بھی مدینہ ہجرت کر جائیں اور وہاں رہ کر اپنے حامیوں کی فوج جمع کر کے مکہ پر چڑھائی کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کو روکنے کے لئے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اس اجتماع میں مکہ کے سردار اور مختلف قبائل کے تمام بااثر لوگ شامل تھے۔ شیطان مردود بھی کمبل اوڑھے شیخ نجدی کے روپ میں وہاں شریک تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ پیش ہوا تو مختلف تجویزوں پر غور ہوا کسی نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے ان کو کھانا، پانی دے دیا کرو۔ کسی نے کہا کہ ان کو مکہ سے نکال باہر کرو۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ ابوجہل بولا میرے ذہن میں بہت اچھی تجویز آ گئی ہے سب لوگ متوجہ ہو کر سننے لگے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر آ جائے اور سب یک بارگی حملہ کر کے محمد ﷺ کو قتل کر ڈالیں۔ اس طرح قتل کا جرم کسی واحد قبیلے پر نہ ہوگا بلکہ تمام قبیلوں پر برابر ہوگا۔ خاندان بنو ہاشم والے خون کا بدلہ لینے کیلئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے لہٰذا وہ یقیناً خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ یہ سن کر شیخ نجدی (شیطان) خوشی کے مارے اُچھل پڑا اور کہا یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ چنانچہ تمام شرکا نے اس تجویز کو پاس کر دیا۔ تمام لوگ یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

جب کفار آپ ﷺ کے قتل کا پکا ارادہ کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نبی اکرم ﷺ

Marfat.com

کے پاس بھیجا اور مدینہ کو ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ عین دوپہر کو حضورﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور کہا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بھی اپنی ہمراہی کا شرف عطا فرمایئے۔ آپﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ اس مقصد کے لئے دو اونٹنیوں کو تیار کرلیا گیا۔ رسول خداﷺ نے ایک اونٹنی کی قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر اونٹنی کی سواری قبول کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کم سن تھیں ان کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سامان سفر باندھ دیا۔ اس کے بعد حضورﷺ نے ایک کافر جس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا جو راستوں کا بڑا ماہر تھا کو راہنمائی کے لئے اُجرت پر ملازم رکھا اور دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا تین راتوں کے بعد (رازداری کیساتھ) ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر ''غار ثور'' کے پاس آ جانا۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد آپﷺ اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ:۔ کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق رات کے وقت کو نبی کریمﷺ کے مکان کے محاصرہ کے لئے منتخب کیا تا کہ جب آپﷺ سو جائیں تو قاتلانہ حملہ کر دیا جائے۔ گھر میں اس وقت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اہل قریش باوجود آنحضرتﷺ کے دشمن ہونے کے آپﷺ کی دیانت اور صداقت کے سبب اپنی امانتوں اور قیمتی اشیاء کو بطور امانت آپﷺ کے پاس رکھتے تھے۔ اس روز بھی کچھ لوگوں کی امانتیں آپﷺ کے پاس پڑی ہوئی تھیں۔ آپﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری سبز چادر کو اوڑھ کر میرے بستر پر سو جانا اور میرے چلے جانے کے بعد تمام امانتوں کو ان کے مالکوں کے سپرد کر کے مدینہ چلے آنا۔ یہ بڑا خوفناک اور پرخطر موقع تھا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شائد ڈگمگا جاتا لیکن حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ کفار حضورﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اس کامل یقین کے ساتھ سوئے کہ فرمانِ رسولﷺ کے مطابق میں مدینہ ضرور پہنچوں گا۔ آپ صبح تک بستر رسولﷺ پر میٹھی نیند سوتے رہے۔

سفر ھجرت:۔ جب رسول اللہﷺ نے تیاری مکمل کر لی تو آپﷺ نے ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی

Marfat.com

اور سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو خبر ہوئی۔ محاصرہ کرنے والے سات افراد تھے۔ رسول خداﷺ کے چلے جانے کے بعد کسی آدمی نے انہیں آ کر بتایا کہ جن کیلئے تم لوگوں نے محاصرہ کیا ہے وہ تو تمہارے سروں پر خاک ڈال کر جا چکے ہیں۔ انہوں نے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی خاک موجود تھی لیکن انہوں نے سبز چادر کو اوڑھ کر لیٹنے والے کو دیکھا تو خیال کیا کہ حضورﷺ ہی لیٹے ہوئے ہیں۔

رسول اللہﷺ جب اپنے مکان سے نکلے تو کعبہ کے قریب گئے، بڑی حسرت کیساتھ اس کو دیکھا اور فرمایا اے شہر مکہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپﷺ نے پہلے ہی وہ جگہ بتا دی تھی جہاں سے دونوں نے اکٹھے روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ وہ بھی آ گئے تو غارِ ثور کی جانب چل پڑے۔ اندھیری رات اور ہو کا عالم تھا، اللہ کا حبیب اور عاشق نامدار دشوار گزار پہاڑیوں سے گزر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلتے چلتے کبھی حضورﷺ سے آگے نکل جاتے کبھی پیچھے چلے جاتے، کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا اے ابوبکر کیا ماجرا ہے؟ عرض کی کبھی خیال آتا ہے کہ دُشمن پیچھے سے نہ آ جائیں تو پیچھے چلا جاتا ہوں۔ کبھی خیال آتا ہے کہ وہ آگے کسی کمین گاہ میں نہ بیٹھے ہوں تو بھاگ کر آگے آ جاتا ہوں۔ دائیں بائیں بھی اسی لئے ہوتا ہوں کہ دشمن حملہ آور ہو تو آپکا غلام سامنے ہو۔ جب راستہ زیادہ دُشوار گزار ہو جاتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرتﷺ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیتے، اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوکدار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے غارِ ثور پہنچ گئے۔ یہ غار مکہ شہر سے جنوب کی طرف تین میل کے فاصلے پر ہے۔ روانگی سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا تھا کہ وہ دن بھر کفار کی دوڑ دُھوپ اور نئے منصوبوں کے بارے معلومات حاصل کر کے شام کو غار میں آ کر ہمیں آگاہ کرتا رہے اور اپنے چرواہے عامر بن فہیرہ کو ہدایت کی کہ دن بھر غار کے گرد و نواح میں بکریاں چرائے اور شام کو انہیں غار

Marfat.com

کے دھانے پر لے آئے تا کہ وہ تازہ دودھ دوھ کر اور اسے گرم کر کے بارگاہِ رسالت میں پیش کریں جبکہ اپنی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ ہر روز کھانا پکا کر شام کے وقت غار میں پہنچا آیا کرے۔

غار کے دھانے پر پہنچ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو باہر کھڑا کیا اور خود تاریک غار کے اندر چلے گئے۔ رات کا وقت تھا اور کچھ دِکھائی نہ دے رہا تھا۔ اُنہوں نے پہلے جھاڑو دیا پھر غار کے چپہ چپہ کو ہاتھ سے ٹٹولا جہاں کوئی سوراخ معلوم ہوتا اپنی چادر کو پھاڑ کر اس کو بند کرتے جاتے۔ یہاں تک کہ چادر ختم ہوگئی لیکن ایک سوراخ پھر بھی باقی تھا۔ دل میں سوچا کہ اس پر اپنی ایڑھی رکھ کر بند کرلوں گا۔ ہر طرح سے مطمئن ہونے کے بعد عرض کی آقا اندر تشریف لے آیئے۔ خود کھلے ہوئے سوراخ پر اپنے پاؤں کی ایڑھی رکھ دی۔ محبوب خدا ﷺ نے اپنا سر مبارک آپ کی گود میں رکھا اور آرام فرمانے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عقیدت اور محبت سے اپنے محبوب کے چہرے کو تک رہے تھے کہ سوراخ میں سے ایک سانپ نے آپ کی ایڑھی پر ڈس لیا۔ زہر سارے جسم میں سرائت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش بھی ہوئی ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بیدار ہوئے اور اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی۔ پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا مبارک لعابِ دہن لگا دیا جس سے درد اور تکلیف دُور ہوگئی۔

اُدھر اہل مکہ آپ ﷺ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دھانے تک پہنچ گئے۔ جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کافروں کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے۔ آپ اپنے آقا کو یوں خطرہ میں دیکھ کر بے چین ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو ہمیں پالیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ روائت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے غار کے دھانے کے باہر ایک خاردار درخت اُگا دیا تھا۔ ایک جنگلی کبوتروں کے جوڑے نے وہاں گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے اور اُن انڈوں پر ایک کبوتری بیٹھی ہوئی تھی۔ غار کے منہ کے ساتھ عنکبوت (مکڑی) نے گھنا جالا تن دیا تھا۔ کفار مکہ نے جب ان چیزوں کو دیکھا

Marfat.com

تو اُنہوں نے خیال کیا کہ حضرت محمد ﷺ غار کے اندر نہیں آئے ہوں گے اسلئے وہ واپس لوٹ گئے۔

جب غار میں قیام کو تین روز گزر گئے تو پروگرام کے مطابق عبداللہ بن اریقط (جس کو راہنمائی کیلئے نوکر رکھا گیا تھا) دو اونٹنیوں کو لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ ایک اونٹنی پر حضور ﷺ سوار ہوئے اور دوسری پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (جوان کی بکریاں چروایا کرتے تھے) بیٹھے۔ عبداللہ بن اریقط آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحل سمندر کے غیر معروف راستے سے سفرِ ہجرت شروع کر دیا۔

ادھر کفار مکہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام ملے گا۔ اس گراں قدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگ حضور ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے۔ کچھ لوگ تو کافی دُور تک آپ ﷺ کے تعاقب میں جانے لگے۔

اُم مُعبد کی بکری:۔ سفر کے دوسرے روز آپ ﷺ قدید کے مقام پر ام معبد بنت خالد خزاعیہ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ وہ عورت ایک ضعیفہ تھی جو مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے اس سے کچھ کھانا وغیرہ خریدنے کا ارادہ کیا مگر اس کے پاس اس وقت کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ حضور ﷺ نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری موجود ہے۔ دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوھ لوں؟ اس نے اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھر گئے اور ان سے اتنا دُودھ نکلا کہ تمام برتن بھر گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روانہ ہونے کے بعد ام معبد کا خاوند بھی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ آ گیا۔ دودھ کے بھرے برتن دیکھ کر حیرانی سے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ ام معبد نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ جب اس نے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بتایا تو اس عورت کے خاوند نے کہا محسوس ہوتا ہے یہ وہی شخصیت ہے جس کی تلاش میں قریش مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اگر مجھے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تو میں یقیناً آپ کا ہمراہی بننے کا شرف حاصل کرتا (کچھ عرصہ بعد دونوں میاں بیوی مدینہ پہنچ

Marfat.com

گئے اور اسلام قبول کر کے وہیں رہائش پذیر ہو گئے)۔ایک روائت کے مطابق وہ بکری جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے دودھ دوھا تھا وہ 18 برس تک صبح وشام تک دودھ دیتی رہی۔

سراقہ بن مالک تلاش رسول ﷺ میں:۔ قریش کے کافر سردار حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زندہ یا (معاذ اللہ) مردہ لانے والے کو ایک سو اونٹنیوں کا انعام دینے کا اعلان کر چکے تھے۔سراقہ بن مالک نے بھی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا وہ بھی رسولِ خدا ﷺ کی تلاش میں گھوڑے پر سوار ہو کر نکل کھڑا ہوا۔اس کو کسی طرح قافلے کے راستے کا پتہ چل گیا۔جب وہ تعاقب کرتے کرتے قریب آیا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر گر گیا۔انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُکسایا وہ آگے بڑھا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی تلاوتِ قرآن کی آواز اس کے کانوں میں پڑنے لگی۔حضرت ابوبکر رضی ... بار بار نظر پیچھے کر کے سراقہ کو دیکھتے رہے اچانک اسکے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں اور وہ زمین پر جا گرا۔وہ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور امان طلب کی۔سراپا رحمت حضور ﷺ کو اس پر ترس آ گیا آپ نے دُعا فرما دی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔سراقہ نے حضور ﷺ کو درخواست کی کہ مجھے امن کا پروانہ لکھ دیجئے۔آپ ﷺ کے حکم پر اسے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امن کی تحریر لکھ دی گئی۔جو اس نے حفاظت سے رکھ لی اور واپس چلا آیا۔راستے میں جو شخص بھی اس سے رسول خدا ﷺ کے بارے پوچھتا وہ کہتا میں نے انہیں بڑی دُور تک تلاش کیا ہے لیکن وہ نہیں ملے۔واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامانِ سفر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا۔سراقہ اس وقت تو مسلمان نہ ہوا لیکن اسلام کی صداقت کا سکہ اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔کافی عرصہ بعد حضور ﷺ فتح مکہ اور طائف وحنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو سراقہ اس پروانہ امن کو لے کر جعرانہ کے مقام پر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے جس کو رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ تیرا کیا حال ہو گا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے۔اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں

Marfat.com

ایران فتح ہوااور کسریٰ کے کنگن دربارِفاروقی میں لائے گئے۔تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاجدارِعرب وعجم ﷺ کے فرمان کی تصدیق کیلئے وہ کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا اے سراقہ کہو کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ان کنگنوں کو بادشاہِ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے 24 ہجری کو دورِ خلافت عثمانیہ میں وفات پائی۔

چرواھا مُسلمان ھوگیا:۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونگہبانی میں اپنے وفادار ساتھی کے ہمراہ رواں دواں تھے کہ راستے میں ایک چرواہے کو دیکھا جو اپنے ریوڑ چرا رہا تھا۔دونوں حضرات نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے پاس اگر دودھ ہے تو دے دو۔اس نے کہا میرے پاس کوئی شیر دار بکری نہیں ہے البتہ ایک پٹھی ہے جو باردار ہو چکی ہے اور دودھ نہیں دیتی۔نبی کریم ﷺ نے کہا اسے لے آؤ۔آپ ﷺ نے اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک برتن لے آئے تو آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر چرواہے کو پلایا تیسری مرتبہ دوہا تو خود پیا۔چرواہا یہ معجزہ دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے راز کو فاش نہ کرنا، میں محمد ﷺ ہوں اور اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔چرواہے نے فوراً ہی کلمہ پڑھ لیا۔

راستے میں آپ ﷺ کو مسلمانوں کا ایک تجارتی قافلہ ملا جو شام سے واپس مکہ جا رہا تھا۔جس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔انہوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور سفید رنگ کا ایک جوڑا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور زیب تن کرلیا۔اس سفر کے دوران آگے چل کر ایک اور تجارتی قافلہ سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی واپس مکہ جا رہے تھے۔اس کی سربراہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔انہوں نے بھی آپ ﷺ کی خدمت میں دو جوڑے کپڑوں کے پیش کئے۔جب نبی اکرم ﷺ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو بریدہ اسلمی جو اپنے ستر سواروں کے ہمراہ آپ ﷺ کی تلاش میں آ رہا تھا سے ملاقات ہوگئی۔اس نے بھی سو اونٹنیوں کا انعام سن رکھا تھا۔اس لالچ میں کہ میں حضرت محمد ﷺ کو گرفتار کر کے انعام حاصل کرلوں گا۔اس نے اپنا تعارف کروانے کے بعد پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ جب آپ ﷺ

Marfat.com

نے اپنا تعارف کروایا تو جمال اور جلالِ نبوت کا اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اس کے تمام ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔ قدرت کاملہ کو شاید یہی منظور تھا کہ اس کا محبوب شان کے ساتھ مدینہ میں داخل ہو۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے درخواست کہ میری ایک تمنا ہے کہ مدینہ میں داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے یہ کہہ کر اس نے اپنا عمامہ اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ لیا اور رسول خدا ﷺ کا علمبردار بن کر مدینہ تک آگے آگے چلتا رہا۔

تاجدارِ عرب و عجم کی قبا میں آمد:۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جسے قبا کہتے ہیں۔ اہلِ مدینہ کو جب رسولِ اکرم ﷺ کی مکہ سے روانگی کی اطلاع ملی تو وہ سراپا انتظار بن گئے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ عام طور پر 12 روز میں طے ہوتا تھا۔ یہ بارہ روز تو انہوں نے بے قرار دِلوں کو تسلی دیتے ہوئے گزار لئے لیکن اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ وہ روزانہ مدینہ طیبہ سے باہر ایک پتھریلے میدان میں جمع ہو جاتے جس کا نام ''حرہ'' ہے۔ صبح سے سورج ڈھلنے تک انتظار کرتے پھر مایوس لوٹ جاتے۔ گرمی کا موسم تھا۔ دھوپ چڑھ آنے پر بجھے دل کیساتھ تیسرے روز بھی ''حرہ'' کا میدان خالی ہوگیا۔ اسی دوران ایک یہودی اس میدان سے گزرا اس نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دائیں بائیں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک نورانی قافلہ یثرب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے جوش سے پکار کر کہا اے انصار والو تمہارے بزرگوار آ گئے ہیں۔ یہ آواز خوشبودار جھونکے کی مانند مشتاقانِ دید کے دلوں میں اُتر گئی وہ دیوانہ وار میدان کی طرف آنے لگے اور ایک دوسرے کو مبارک بادیں دینے لگے۔ اور کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ کے نبی تشریف لے آئے۔ (روایات کے مطابق یہ 12 ربیع الاوّل پیر کا دن تھا۔ ایک حدیث پاک کے مطابق نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت سوموار کو ہوئی، تاج نبوت بھی سوموار کے روز پہنایا گیا، خانہ کعبہ کے کونہ میں حجرِ اسود کو حضور ﷺ نے سوموار کو لگایا، ہجرت بھی سوموار کے روز ہوئی اور اِسی روز آپ ﷺ نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اس لئے آپ ﷺ پیر کے روز روزہ رکھا کرتے تھے)۔ اہلِ یثرب کے مقدر جاگ اٹھے، فضائیں معطر ہوگئیں، دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا جمِ غفیر آقائے دو

Marfat.com

عالم کی زیارت کے لئے جمع ہوگیا۔ جن کی راہوں میں پلکیں بچھائی جارہی تھیں وہ آ گئے تھے۔ بے قرار دلوں کو چین آ گیا۔ مشتاقانِ دید کی آنکھیں ٹھنڈی ہونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے تقریباً ہم عمر ہی تھے۔ آپ کو سفرِ ہجرت میں خصوصی توجہات کا شرف حاصل ہوا اور خدمت کا بہت موقع ملا۔ قربت رسول ﷺ کے وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا چہرہ بھی رسول خدا ﷺ کے چہرہ انور کے مشابہ لگ رہا تھا۔ صحابہ کو پہچان میں دُشواری پیش آ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس اُلجھن کو محسوس کیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور اپنی چادر حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر تان دی۔ اس طرح لوگوں نے پہچان لیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔

قبا میں آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف قبیلہ عمرو بن عوف کو ملا۔ آپ ﷺ کا قیام تو سردارِ قبیلہ کلثوم بن الھدم رضی اللہ عنہ کے گھر رہا لیکن دورانِ قیام آپ ﷺ سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کے گھر (جسکا احاطہ کافی کھلا تھا) بھی تشریف لے جاتے جہاں صحابہ آپ ﷺ کی زیارت سے مستفید ہوتے رہے۔ یہاں قیام کے دوران ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی پیدل سفر کرتے ہوئے اور دُشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ کے پاؤں سوجھے ہوئے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اِس حال میں دیکھ کر چشمانِ مصطفیٰ ﷺ آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔ بڑھ کر اپنے جان نثار سپاہی کو گلے لگالیا اور اپنا لعاب دہن ان کے پاؤں کے زخموں پر لگایا تو ساری تکلیف دُور ہوگئی۔

قبا میں قیام کے دوران ہی آپ ﷺ کے میزبان نے ایک زمین کا قطعہ مسجد کے قیام کے لئے پیش کیا۔ جب مسجد قبا تعمیر ہونے لگی جو کہ اسلام کی پہلی مسجد تھی تو اس میں آپ ﷺ خود بھی پتھر لاتے رہے۔ صحابہ کے بار بار اصرار کے باوجود بھی آپ ﷺ نے تعمیر میں حصہ لیا۔ قبا میں قیام کے بارے بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے قبا میں دس راتوں سے زائد قیام فرمایا جبکہ مسلم شریف کی روایت کے مطابق آپ کا وہاں قیام چودہ روز رہا۔

مدینہ میں تشریف آوری:۔ مسجد قبا کی تعمیر ہوچکی تھی اور اِس بستی والے سرور

Marfat.com

دو جہاںﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل کر چکے، مشتاقانِ دید اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر چکے تو سفر ہجرت کا آخری مرحلہ اپنے انجام کو پہنچنے کا وقت آ گیا۔ نبی کریمﷺ جتنے دن قبا میں قیام پذیر رہے شمع رسالت کے پروانے دیوانہ وار نثار ہوتے رہے۔ لوگ دُور دُور سے تاجدارِ عرب وعجمﷺ کی زیارت کو آنے لگے۔ اہل قبا اپنے بختوں پر مسرور اور نازاں تھے۔ لیکن انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ لمحے اور گھڑیاں زیادہ لمبی نہیں ہیں کیونکہ قبا میں آپﷺ کا قیام مستقل نہیں ہے۔ جدائی کے تصوّر سے ان کے دل اُداس ہو جاتے تھے۔ اب یثرب کے مقدر کا ستارہ چمکنے والا تھا وہاں کے لوگ آپﷺ کی راہوں میں آنکھیں بچھائے ہوئے تھے اور ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار رہے تھے کہ کب آپﷺ تشریف لائیں اور انہیں اپنی میزبانی کا شرف عطا فرمائیں۔ یثرب (جس کا معنی بیماریوں کا گھر ہے) کو اب مدینۃ الرسولﷺ کی خلعتِ فاخرہ سے نوازا جانے والا تھا۔ وہ ساعتیں اب طلوع ہوا چاہتی تھیں جن کا ذکر صدیوں پہلے آسمانی کتابوں میں کر دیا گیا تھا کہ نبی آخر الزمانﷺ پر ان کے اپنے شہر والے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیں گے تو وہ ہجرت کر کے کھجوروں کے جھرمٹ میں آباد اس شہر میں تشریف لائیں گے۔ قبیلہ بنو نجار والے اپنے جسموں پر ہتھیار سجائے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ہم آپ کو اپنے ساتھ لے جانے کیلئے آئے ہیں۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے ایسی بستی کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے جو بستیوں کی سردار ہے پس میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ مامور من اللہ ہے۔ سرکارِ دو عالمﷺ جس اُونٹنی پر سوار تھے اس کا نام قصوٰی تھا۔

شمع رسالت کے پروانے دائیں بائیں اور پیچھے چل رہے تھے جن میں کچھ پیدل تھے کچھ سوار۔ یہ مبارک جلوس مدینہ منورہ کی طرف رواں دواں تھا۔ ہر شخص کی کوشش تھی کہ اونٹنی کی مہار تھامنے کی سعادت حاصل کرے۔ جب یہ نورانی اور وجدانی جلوس قبیلہ بنو سالم بن عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچا تو سورج ڈھل چکا تھا اور نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تھا۔ فخر المرسلینﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد غلامانِ رسول اکرمﷺ نے صفیں درست کر لیں تو آپﷺ نے اپنا تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو یثرب کے آزاد ماحول میں دیا جا رہا تھا۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد بنی سالم کے

Marfat.com

لوگ اپنے سرداروں کے ہمراہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ٹھہریے ہمارے قبیلے کی تعداد کافی ہے اور ہمارے پاس اسلحہ اور دیگر سامان بھی بکثرت ہے، ہم آپ کے دفاع کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مقام پر ٹھہرنے کا حکم مل چکا ہے۔ اسی طرح راستے میں چند اور مقامات پر بھی مختلف قبائل نے ایسی ہی درخواست پیش کی لیکن نبی کریم ﷺ نے سب کو یہی جواب دیا کہ میری اُونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔ سب لوگوں نے فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیئے۔

مبارک جلوس آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی اصل آبادی شروع ہوگئی۔ وہ خوش نصیب گھڑیاں آ گئیں جن کے انتظار میں کئی نسلیں زیرِ زمین چلی گئیں کہ کب نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہو اور کب وہ اپنے آبائی وطن سے ہجرت کر کے کھجوروں کے باغات والے شہر یثرب میں داخل ہوں۔ اب والی کون و مکاں ﷺ اپنے جانثاروں کے جھرمٹ میں شہر میں داخل ہو چکے تھے۔ اے سرزمین مدینہ اپنے بختوں پر ناز کر، اے مدینے کی فضاؤ تم بھی خوشیاں مناؤ، اے طیبہ کی معطر ہواؤ تم بھی وجد میں آ جاؤ کہ رحمت اللعالمین ﷺ آج مستقل قیام کے لئے تمہارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔ جانثارانِ رسول ﷺ نے انتظار کا ایک ایک لمحہ گن گن کر گزارہ تھا۔ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خبر سن کر عورتیں اور بچے بھی ہادی برحق کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آفتابِ رسالت کے طلوع ہوتے ہی دیوانہ وار حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جلوس کے استقبال کے لئے گلیوں اور بازاروں میں نکل آئے ان کے چہروں پر مسرت و شادمانی کی تازگی تھی۔ مشتاقانِ دید چشم براہ راستے کے دونوں طرف عقیدت و محبت کے ہار لئے کھڑے تھے۔ عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑی اظہار تشکر کے پھول برسا رہی تھیں۔ آپ ﷺ کے یارِ غار اور رفیقِ سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو لوگ راستوں پر اور چھتوں پر جمع ہو گئے۔ بچے اور خدام نعرے لگا رہے تھے۔ اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ اکبر

Marfat.com

محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔

آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا سے پوری وادی گونج اٹھی۔ بنونجار کی عورتوں اور بچیوں نے فرطِ عقیدت سے یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع

آج بھی شہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معطر، معنبر اور مقدس فضاؤں میں انصار کی بچیوں کی وہی گونج سنائی دیتی ہے۔ عشاقِ مصطفیٰ ﷺ آج بھی اس سہانے منظر کو اگر دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ان کی پلکوں پر ستارے جھلملانے لگتے ہیں۔

مدینہ میں کاروانِ رسول ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے لئے مختلف قبائل نے درخواستیں پیش کیں لیکن سب کو آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو اسے حکم مل چکا ہے یہ حکم خداوندی کے مطابق ہی ٹھہرے گی۔ رسول خدا ﷺ کے ننھالی قبیلہ عدی بن بخار کے لوگوں نے بھی آپ ﷺ کو میزبانی کی درخواست پیش کی لیکن انہیں بھی وہی جواب دیا گیا۔

کاشانۂ ابو ایوب رضی اللہ عنہ پر آمد:۔ دل دھڑک رہے تھے اور نگاہیں بے قرار تھیں یہ جاننے کے لئے کہ قصوٰی (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی) کہاں ٹھہرتی ہے۔ لوگ حسرت اور اشتیاق سے دل تھامے کھڑے تھے کہ دیکھیں کس کے مقدر جاگتے ہیں۔ ناقہ رسول ﷺ جب ایک کھلے میدان میں پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی۔ ابھی آپ ﷺ اُترے بھی نہیں تھے کہ اُونٹنی دوبارہ اٹھی اور سیدھا چلنے لگی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی مہار چھوڑ رکھی تھی۔ چند قدم آگے چلنے کے بعد پھر اسی مقام پر لوٹ آئی اور بیٹھ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُونٹنی سے نیچے تشریف لے آئے۔ اس میدان کے پاس ہی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا ہے اور محبوب رب العالمین ﷺ ان کے گھر کے سامنے جلوہ افروز ہیں تو وہ فرطِ عقیدت و محبت سے کھل اٹھے، آگے بڑھے اور والی کون و مکاں کا رختِ سفر

Marfat.com

اُٹھایا اور تاجدارِ عرب وعجم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے نصیبوں پر ناز کرتے ہوئے گھر آ گئے۔ کشکولِ آرزو دولتِ کرم سے لبریز ہوگیا۔ جبینِ نیاز تشکر سے بارگاہِ خداوندی میں جھک گئی کہ آج تو نے ایک ذرّے کو رشکِ صد آفتاب بنا دیا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے میرے گھر کے نچلے حصہ میں رہائش کو پسند فرمایا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے یہ بات بہت ناگوار ہے کہ میں آپ ﷺ کے اوپر والے مکان میں رہوں اور حضور ﷺ نیچے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور اوپر والے حصے میں تشریف لے جائیں ہم نیچے والے حصہ میں آ جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اور ملاقاتیوں کے لئے یہ امر آرام دہ ہے کہ ہم نیچے والے حصہ میں رہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم اُوپر رہ رہے تھے کہ ایک روز پانی والا گھڑا ٹوٹ گیا۔ ہم نے فوراً لحاف پکڑا اور پانی کے اوپر ڈال دیا تاکہ پانی اس میں جذب ہو جائے اور نیچے نہ ٹپکے۔ مبادا اس سے آپ ﷺ کو تکلیف یا دقت پیش آئے۔ ہم نے پھر درخواست کی کہ آپ ﷺ اوپر تشریف لے جائیں۔ چنانچہ ہمارے اصرار پر آپ ﷺ اوپر منتقل ہوگئے۔ تقریباً سات ماہ تک آپ ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام پذیر رہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رات کا کھانا تیار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ پیاز اور لہسن کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے نہ کبھی خاص کھانا پکوانے کی فرمائش کی اور نہ ہی پکے ہوئے کھانے میں کوئی عیب نکالا۔ شوربے والا سالن آپ ﷺ زیادہ پسند فرماتے تھے۔

حضور ﷺ کے اھل و عیال کی مدینہ آمد:۔ رسول اکرم ﷺ ابھی ابوایوب کے مکان میں ہی رہائش پذیر تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے غلام زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع رضوان اللہ علیہم کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ بھیجا تاکہ وہ آپ ﷺ کے اہل وعیال جن میں دو صاحبزادیاں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا)، آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ (حضرت بی بی سودہ رضی اللہ عنہا)، حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا شامل ہیں کو مدینہ لے آئیں۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر نے مدینہ نہ آنے دیا۔ چوتھی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔ انہی لوگوں کے ساتھ حضرت عبداللہ فرزند ارجمند حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اپنے سب گھر والوں کو لے کر مکہ سے مدینہ آ گئے جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

﴿ہجرت کے پہلے سال کے اہم واقعات﴾

مسجد نبوی کی تعمیر:۔ جس میدان میں رسول اکرم ﷺ کی اُونٹنی قصوٰی جا کر ٹھہر گئی تھی وہ جگہ دو یتیم بھائیوں کی ملکیت تھی اور ان کا تعلق بنو نجار قبیلہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے ان دو بچوں کو بلا بھیجا اور زمین کے اس قطعہ کو خریدنے کی بات کی۔ ان دونوں نے کہا اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ ہم اس زمین کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا قیمت اس جگہ کو قبول نہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس زمین کی قیمت ان بچوں کو ادا فرما دی۔ یہ میدان لوگ کھجوریں خشک کرنے کیلئے استعمال کرتے تھے۔ اس میدان میں کہیں کہیں گڑھے اور پرانے مکانات کے کھنڈرات تھے۔ ایک طرف مشرکین کی قبریں تھیں اور دُوسری طرف کھجور کے کچھ سبز اور کچھ سوکھے درخت تھے۔ یہاں مسجد نبوی کی تعمیر کا فیصلہ ہوا تو گڑھوں کو بھر دیا گیا، کھنڈرات ہموار کر دیئے گئے، کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے، مشرکین کی قبروں سے ہڈیوں کو نکال کر ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا اور اُوپر مٹی ڈال دی گئی۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصار نے مال جمع کیا اور لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مسجد کی آرائش کرنے کیلئے پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرزِ عمل سے رُوگردانی نہیں چاہتا لہٰذا ایسا چھپر ہی کافی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے چھپر کی مانند ہو۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پتھر

Marfat.com

اور اینٹیں اُٹھا کر لاتے رہے جس کے سبب شکم مبارک پر مٹی کی تہہ جم گئی تھی۔ دورانِ تعمیر ایک شخص حضر موت کے مقام سے وہاں آیا وہ مٹی گوندھنے اور گارا بنانے کے فن کا بڑا ماہر تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا کام بہت پسند آیا۔ مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھیں۔ اس کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے اور کھجور کی شاخوں سے چھت بنائی گئی تھی۔ مسجد کا فرش کچا تھا۔ زیادہ بارش ہوتی تو مسجد ٹپکنے لگ جاتی جس سے کیچڑ بن جاتا۔ کچھ صحابہ نے باریک کنکریاں لاکر بچھا دیں تا کہ کیچڑ سے بچا جائے۔ ابتداء میں قبلہ کی سمت بیت المقدس کی طرف تھی۔ مسجد کی چھت اتنی اُونچی تھی کہ کھڑے کھڑے ہاتھ چھت سے لگ جاتا تھا۔ جب بعد میں یہ عمارت بوسیدہ ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسی طرح کی نئی عمارت بنادی جو پہلے جیسی ہی سادہ تھی اور رقبہ بھی اتنا ہی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کے رقبہ میں اضافہ کیا لیکن مسجد پہلے جیسی ہی سادہ بنائی گئی۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسجد نبوی میں مزید توسیع کی گئی اور رقبہ بھی کافی بڑھا دیا گیا لیکن اس مرتبہ کچی اینٹوں کی بجائے پتھر اور چونا استعمال کیا گیا اور اس میں نقش ونگار بھی بنائے گئے۔

اصحابِ صُفّہ کا چبُوترہ:۔ مسجد کے ایک طرف صفہ کے نام سے ایک چبوترہ بنایا گیا جس پر مسکین اور غریب صحابہ کرام کا قیام ہوتا تھا۔ ان کی تعداد ستر یا اس سے زیادہ تھی۔ ان کے کھانے پینے کا بندوبست نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کیوں کہ ان صحابہ کے پاس مال اور اہل وعیال نہ تھے۔ یہ صحابہ زیادہ وقت ذِکر وعبادت میں گزارا کرتے تھے۔

ازواجِ مُطہرات کے حُجرات:۔ اس وقت تک صرف دو ہی ازواجِ مطہرات تھیں۔ ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ بعد میں جب دوسری ازواج مطہرات آتی گئیں تو مزید حجرے بھی بنتے گئے۔ تمام حجرے مسجد کے ساتھ ساتھ تھے اور بہت ہی سادگی سے بنائے گئے تھے۔ دس دس ہاتھ لمبے چھ چھ سات سات ہاتھ چوڑے، کچی اینٹوں کی دیواریں اور کھجور کے پتوں کی چھتیں، اُونچائی اِتنی کہ آدمی کھڑے کھڑے ہی چھت کو چھو لے۔ کھجور کے تنے بطور شہتیر استعمال ہوئے۔ حجروں

Marfat.com

کے دروازے بھی نہ تھے صرف کمبل یا ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے۔ رات کو چراغ بھی نہ جلتا تھا۔ اللہ اکبر یہ ہے شہنشاہِ دو عالم کا وہ کاشانۂ نبوت جس کی دربانی جبرائیل علیہ السلام کے لئے بھی باعث افتخار تھی۔

اکثر اُمہاتُ المؤمنین اپنے اپنے خاندان کے سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔ جن کا بچپن شاندار مکانوں اور کشادہ حویلیوں میں گزرا تھا۔ جہاں راحت و آرام کا ہر سامان موجود تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زوجیت میں آ کر وہ سراپا تسلیم و رضا بن گئیں اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔ زیب و زینت کا کوئی تصوّر نہ رہا، نہ مزے دار کھانے نہ ہی مال و دولت نہ ہی باندیاں اور لونڈیاں، صرف مٹی کے چند برتن، فرشی نشستیں، معمولی لباس، نہ چار پائیاں اور نہ فرنیچر۔ کئی کئی روز تک چولہا نہ جلتا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ اگر اشارہ کرتے تو انصار ہر چیز کے ریل پیل کر دیتے، دولت کے ڈھیر لگا دیتے لیکن آپ ﷺ نے سادگی اور فقر و درویشی کو پسند فرمایا۔ کبھی کھجور اور ستو پر گزارہ ہوتا اور کبھی فاقے بھی آتے۔ جب اُمہاتُ المؤمنین دُنیا سے رخصت ہو گئیں تو ان حجروں کو گرا کر مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔ جب ولید کی طرف سے حجروں کو گرانے کا حکم آیا تو اس وقت وہاں موجود لوگ ان متبرک یادگاروں کے مٹائے جانے کے غم میں اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ اگر آج وہ متبرک یادگاریں ہوتیں تو مال و دولت اور عیش پرستی کے دلدادہ مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ ہوتیں اور پکار پکار کر کہتیں شاہی محل تعمیر کرنیوالو ذرا والی کون و مکان ﷺ کی رہائش گاہ کو بھی ایک نظر دیکھ لو۔ اے جاہ جلال کے متوالو ذرا شاہِ عرب و عجم ﷺ کی سادگی اور عاجزی بھی دیکھتے جاؤ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی:۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے عقد میں آ گئی تھیں لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ہجرت مدینہ کے چھ سات ماہ بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات ﷺ کے حرم میں آئیں، ان کی عمر اس وقت 9 سال تھی۔ آنحضرت ﷺ کی زوجیت میں آنے والی یہ تیسری خاتون تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک سخی اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ آپ اکثر روزے رکھا کرتیں اور رات کو

Marfat.com

نوافل پڑھتیں اور ذِکرواذکار کرتی تھیں۔

اذان کی اِبتداء:۔ جب مسجد نبوی شریف کی تعمیر مکمل ہوگئی تو لوگوں کو باجماعت نماز کیلئے اکٹھا کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بارے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ کسی نے تجویز دی آگ روشن کرکے اونچی کی جائے تو مسلمان اس کو دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے بوجہ مشابہت قوم مجوس اسے پسند نہ فرمایا۔ کسی نے کہا کہ ناقوس بجایا جائے لیکن یہ تجویز بھی رد کردی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ کسی آدمی کو آبادی میں نماز کے اعلان کیلئے بھیجا جائے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس رائے کو پسند فرما کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نماز کے لئے لوگوں کو پکارا کریں۔ چنانچہ وہ ''الصلوٰۃ جامعۃ'' کہہ کر پانچ وقت مسلمانوں کو نماز کیلئے بلانے لگے۔ اسی دوران ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذانِ شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے۔ یہی خواب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نظر آیا۔ آپ ﷺ نے منجانب اللہ سمجھ کر اِس کو قبول فرمالیا۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات سکھادو کیوں کہ ان کی آواز زیادہ بلند ہے۔ چنانچہ اس دن سے اذان کا وہی طریقہ آج تک جاری ہے۔

انصار و مھاجرین کا بھائی چارہ:۔ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آنے والے صحابہ کرام چونکہ بے سروسامانی کے حالت میں آئے تھے۔ کئی ایک کے اہل وعیال بھی ابھی مکہ میں ہی تھے۔ اگرچہ انصار مدینہ نے ان کی مہمان نوازی اور دلجوئی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی لیکن پھر بھی پردیس، بے روزگاری، مفلسی اور اہل وعیال ورشتہ داروں اور عزیزوں سے جدائی کا صدمہ کوئی معمولی نہ تھا۔ کئی ایک مہاجر انصار پر بوجھ بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے غم کو کم کرنے اور مستقل ذریعہ معاش کے حصول کیلئے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کردیا تاکہ اس سے ان کا احساس تنہائی اور بے کسی کم ہو اور وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ چنانچہ ایک روز تاجدارِ مدینہ ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان پر انصار اور مہاجرین کو اکٹھا کیا اور انصار کو مخاطب کرکے فرمایا یہ مہاجرین تمہارے

Marfat.com

بھائی ہیں ان کی ہر طرح مدد کرو۔ پھر حاضرین میں نام لے لے کر انصار اور مہاجرین مکہ کو بھائی بھائی بنا دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک سنتے ہی انصار نے اخوت اور محبت کی یادگار مثالیں قائم کیں۔ وہ اپنے اپنے بھائی کو گھر لے گئے۔ اور انہوں اپنی گھریلو اشیا اور مالوں میں سے آدھا آدھا حصہ انہیں دے دیا۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ اپنے مواخاتی بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو گھر لے گئے۔ اپنے گھر کی ہر چیز ان کے سامنے رکھی اور ان کو کہا ان میں آدھا حصہ تمہارا ہے۔ یہاں تک ان سے کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جسے چاہو میں اسے طلاق دے دوں گا اور تم اس سے شادی کر لینا۔ سبحان اللہ ایثار کا ایسا مظاہرہ اقوام عالم کے تاریخ میں کہیں نہیں ملے گا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نہائت شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ تمہارا مال و اسباب اور اہل و عیال اللہ تمہیں مبارک کرے مجھے تو آپ بازار کا راستہ بتا دیں۔ انہوں نے مدینہ الرسول ﷺ کے مشہور بازار کا راستہ بتا دیا۔ چنانچہ وہاں جا کر انہوں نے کچھ گھی اور پنیر وغیرہ خریدا اور شام تک بیچتے رہے۔ اس طرح وہ روزانہ بازار جاتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مالدار ہو گئے، ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ انہوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسا لیا۔ جب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پہنچ کر اپنی شادی بارے بتایا تو آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے عرض کی پانچ درہم برابر سونا ارشاد فرمایا اللہ تمہیں برکتیں عطا فرمائے تم دعوت ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

یہودیوں سے معاہدہ:۔ مدینہ میں انصار کے علاوہ یہودیوں کے تین قبیلے بنونصیر، بنوقریظہ، اور بنوقیقاع شہر کے اطراف میں آباد تھے۔ ان کی معیشت بہتر تھی۔ انہوں نے محلات اور قلعے وغیرہ بھی بنا رکھے تھے۔ ہجرت سے قبل یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا اور اب بھی موجود تھا۔ انصار کے دونوں قبیلے بنواوس اور بنوخزرج آپس میں لڑائی کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور بہادر جوان آپس میں لڑلڑ کر قتل ہو چکے تھے۔ یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے کہ انصار کے دونوں قبائل متحد نہ ہوں اور آپس میں جھگڑتے رہیں۔ ان حالات میں رسول اکرم ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے اختلاف کم کر کے امن و سکون کیساتھ رہنے کی ضرورت محسوس کی

Marfat.com

کیوں کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے باز نہ آتے تھے۔ دوسرے مسلمانوں کو اشاعت اسلام کے لیے مدینہ میں معاشی ترقی اور سیاسی امن بھی درکار تھا۔ ان باتوں کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ نے یہود اور انصار کو بلا کر ایک معاہدہ پر رضامند کیا جس کی نمایاں شقیں درج ذیل ہیں:

(1)..... خون بہا (جان کے بدلے جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے لئے جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے رائج تھا وہی آئندہ بھی رہے گا۔

(2)..... یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی، ان کی مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

(3)..... یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(4)..... یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(5)..... اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

(6)..... کوئی فریق قریش مکہ اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا۔

(7)..... کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شریک ہوگا۔

ہجرت کے بعد پہلے بچے کی پیدائش:۔ ہجرت کے پہلے سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا پیدا ہوتے ہی اسے لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ سرورِ دو جہاں ﷺ نے ان کو اپنی گود میں لے کر تھوڑی سی کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی۔ اس طرح جو سب سے پہلے غذا بچے کو ملی وہ سیّد المرسلین ﷺ کا مبارک لعابِ دہن تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی کیونکہ مدینے کے یہودیوں نے یہ پراپوگنڈہ کیا تھا کہ ہم نے مہاجرین پر ایسا جادو چلایا ہے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔

نماز کی رکعتوں میں اضافہ:۔ اب تک فرض نمازوں میں صرف دو ہی رکعتیں تھیں مگر

Marfat.com

ہجرت کے پہلے سال ظہر وعصر وعشاء میں یہ بڑھا کر چار چار کر دی گئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں دو رکعتیں ہی قائم رہیں جسے ''کسر'' کہتے ہیں۔ یہ تبدیلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ میں تشریف آوری کے ایک ماہ بعد 12 ربیع الثانی کو عمل میں آئی۔

﴿ہجرت کا دُوسرا سال﴾

قبلہ کی تبدیلی :۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے مگر مدینہ میں تشریف لانے کے بعد اللہ کے حکم کے مطابق بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے۔ تقریباً سولہ یا سترہ ماہ اسی طرح گزر گئے۔ آپ ﷺ کی آرزو تھی کہ کعبہ شریف کو قبلہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ آسمان کی طرف اپنا چہرہ انور اُٹھا کر وحی الٰہی کا انتظار کرتے یہاں تک کہ ایک روز اللہ کریم نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو پوری فرما دی اور یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ ﷺ کا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ ﷺ کی خوشی ہے۔ تو ابھی آپ اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کر لو۔ (پ۲۔ البقرہ)

اس وقت نبی کریم ﷺ قبیلہ بنی سلمہ کی ایک مسجد میں نماز ظہر کی امامت کروا رہے تھے کہ عین حالت نماز ہی میں (جبکہ دو رکعتیں پڑھائی جا چکی تھی) آپ ﷺ نے اپنا چہرہ اقدس خانہ کعبہ (مسجد الحرام) کی طرف کر لیا۔ تمام مقتدیوں نے بھی فوراً آپ ﷺ کی پیروی میں اپنے رخ تبدیل کر لئے۔ جس مسجد میں قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا اس کو آج کل مسجد قبلتین (یعنی دو قبلوں والی) کہتے ہیں۔ یہ جگہ شہر مدینہ سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ یاد رہے کہ بیت المقدس اور مسجد الحرام بالکل مخالف سمت میں تھے۔ اس طرح وہاں موجود تمام نمازیوں کو مخالف سمت میں دوران نماز اپنا رخ پھیر کر نماز

Marfat.com

مکمل کرنا پڑی۔قبلہ کے اِس تبدیلی کے واقعہ کو''تحویل کعبہ'' کہتے ہیں۔ اِس واقعہ سے مدینہ کے یہودیوں کو بڑی سخت ناگواری ہوئی کیوں کہ وہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھتے تھے تو فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ محمد ﷺ بھی تو ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔اب انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ نے محض ہماری مخالفت میں قبلہ تبدیل کرلیا ہے۔اسی طرح کچھ منافقین بھی نکتہ چینی کرنے لگے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بندی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ:اب کہیں گے بیوقوف لوگوں میں سے کہ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے۔آپ کہہ دیجئے کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

(پ۲۔البقرۃ ۱۴۲)

اسی طرح دوسری آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ:اور(اے محبوب) آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بلاشبہ یہ بڑی بھاری بات تھی مگر جن کو اللہ نے ہدایت دے دی (ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں)۔(پ۲۔البقرہ)

کفّارِ مکہ کی سازشیں:۔ اگرچہ رسولِ خدا ﷺ اور ان کے جان نثار صحابہ کرام اپنا مال، اسباب اور جائیدادیں چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ آ چکے تھے لیکن مشرکینِ مکہ کو پھر بھی سکون حاصل نہ ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف پھر بھی سازشیں جاری رکھیں۔ چنانچہ ہجرت کے فوراً بعد کفار مکہ نے رئیس الانصار''عبداللہ بن ابی'' کے پاس دھمکیوں سے بھرا ہوا ایک خط بھیجا۔یاد رہے کہ ''عبداللہ بن ابی'' کو واقعہ ہجرت سے پہلے تمام مدینہ والے اپنا بادشاہ مان چکے تھے اور اس کی تاجپوشی کرنے والے تھے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ تشریف لے آنے کے بعد یہ منصوبہ ناکام ہوگیا۔ چنانچہ وہ منافق اسی غم میں مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں شریک رہا۔مکہ والوں نے جو خط عبداللہ بن ابی کو تحریر کیا اُس میں لکھا کہ تم نے ہمارے آدمی محمد ﷺ کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں یا تو تم محمد ﷺ کو مدینہ سے

Marfat.com

نکال دو ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کر دیں گے۔ اور تمہارے لڑنے والے نوجوانوں کو قتل کر دیں گے۔ اور تمہاری عورتوں کو قبضے میں کر لیں گے۔

جب نبی کریم ﷺ کو اس خط کے بارے اطلاع موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو جا کر سمجھایا کفار مکہ سے جنگ کرنے میں اور انصار مدینہ سے جنگ کرنے میں کیا فرق ہے۔ اس کو بتایا کہ اگر انصار مدینہ (مسلمانوں) سے تم جنگ کرو گے تو اپنے ہی بھائیوں اور بیٹوں کو قتل کرو گے کیونکہ اہل مدینہ کی ایک دوسرے سے رشتہ داریاں ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے اس نکتہ کو سمجھ لیا اس طرح اس نے کفار مکہ کی دھمکی کو نظر انداز کر دیا۔

اس کے علاوہ بھی کفار مکہ مدینہ پر حملہ کے منصوبے بنانے کے ساتھ ساتھ حضرت محمد ﷺ اور مسلمانوں کے قتل عام کے بارے بھی سوچتے رہتے۔ چنانچہ کفار مکہ کے خطرناک ارادوں کا علم ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی اور اپنے صحابہ کی حفاظت کے لئے دو تدبیروں پر عملدرآمد کا فیصلہ کیا۔ ایک یہ کہ کفار مکہ کی شامی تجارت جس پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے اس میں رکاوٹ ڈال دی جائے تا کہ وہ مدینہ پر حملہ کا خیال چھوڑ دیں اور صلح پر مجبور ہو جائیں۔ دوسرا یہ کہ مدینہ کے اطراف میں جو قبائل آباد ہیں ان سے امن و امان کا معاہدہ ہو تا کہ کفار مکہ مدینہ پر حملہ کا ارادہ چھوڑ دیں۔ انہیں تدبیروں کے پیش نظر صحابہ کرام کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو مدینہ کے اطراف میں بھیجنا شروع کر دیا اور بعض لشکروں کے ساتھ خود بھی تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام کے یہ چھوٹے چھوٹے لشکر جنہیں ''سرایہ'' کہا جاتا ہے کبھی قبائل کے امن و امان کے معاہدہ کی غرض سے اور کبھی کفار مکہ کی شامی تجارت کے خبر لینے جاتے تھے۔ اسی سلسلہ میں کفار مکہ اور ان کے حلیفوں کا مسلمانوں سے ٹکراؤ ہوا اور چھوٹی بڑی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان لڑائیوں کو اسلام کی تاریخ میں ''غزوات'' اور ''سرایا'' کا نام دیا گیا ہے۔ سرایا سریہ کی جمع ہے۔

غزوہ و سریہ کا فرق:۔ جن جنگی لشکروں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود شرکت کی ان کو غزوہ کہتے ہیں اور جن لشکروں یا ٹولیوں میں آپ ﷺ تشریف لے کر نہیں گئے ان کو ''سریہ'' کہتے ہیں۔

Marfat.com

غزوات وسرایا کی تعداد کے بارے میں مؤرخین میں تھوڑا بہت اختلاف ہے۔غزوات کی تعداد اکیس سے لے کر ستائیس تک بیان کی جاتی ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غزوات کی تعداد انیس بیان کی ہے ان میں کچھ میں جنگ ہوئی اور کچھ میں نہیں۔جن غزوات میں جنگ ہوئی ان میں جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب، جنگ بنوقریظہ، جنگ بنوالمُصطلق، جنگ خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ طائف شامل ہیں۔

''سرایا''یعنی جن لشکروں کے ساتھ آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لے گئے ان کی تعداد بعض مؤرخین کے نزدیک سینتالیس اور بعض کے نزدیک پچپن ہے۔

غزوہ بدر:۔ بدر مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام ہے۔اسی مقام پر جنگ بدر کا عظیم معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔اس واقعہ کا ذکر اللہ کریم نے قرآن میں کیا ہے اور اِس دن کو یوم الفرقان سے یاد کیا ہے۔قرآن میں آتا ہے:

ترجمہ:اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد فرمائی جب کہ تم لوگ کمزور اور بے سروسامان تھے تو تم لوگ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکرگزار بن جاؤ۔

اس جنگ کے اسباب میں ایک تو مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ کے ایک اہم شخص عمرو بن الحضرمی کا ایک سریہ میں مارا جانا تھا۔دوسرا سبب کفار کا ایک تجارتی قافلہ تھا جو کہ ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں 30 یا چالیس آدمیوں پر مشتمل تھا، اِس قافلہ کے پاس بہت زیادہ مال تجارت تھا۔کفار مکہ کی شام سے تجارت کو بند کرنے کے لئے، جس سے مجبور ہو کر وہ مسلمانوں سے صلح کر لیں اور ان کے خلاف دشمنی سے باز آجائیں، کفار کے اس بڑے قافلے کو راستہ میں روکنے کا پروگرام بنایا گیا۔چنانچہ 12 رمضان 2ھ کو بغیر تیاری کیئے جلدی جلدی لشکر روانہ ہو گیا۔اِس لشکر میں 313 مہاجر اور انصار شامل تھے۔ان کے پاس ستر اُونٹ اور دو گھوڑے تھے۔نہ تو پورے ہتھیار تھے اور نہ ہی راشن کی مقدار وافر تھی۔

جب مکہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ مسلمان مسلح ہو کر کفار مکہ کے قافلہ کو لوٹنے کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو مسلمانوں کے خلاف بڑا جوش اور جذبہ پیدا ہو گیا۔انہوں نے ایک بڑی فوج اور وافر مقدار

Marfat.com

میں راشن اور مال وزرا کٹھا کرلیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھیوں کو صاف صاف بتادیا کہ ممکن ہے اس سفر میں قریش کے قافلہ سے ملاقات ہوجائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لڑائی کی نوبت ہی نہ آئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بڑی پُر جوش تقریریں کیں جن کو سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھا۔ تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ بدر کے مقام کی جانب چل پڑے جہاں سے کفار مکہ کے قافلے نے گزرنا تھا۔ ادھر ابوسفیان امیر قافلہ کو بھی خبر ہوگئی کہ میرے قافلہ کو راستے میں روکا جائیگا اس لیے اُس نے ایک آدمی کو مکہ بھیجا کہ وہ قریش کو خبر دے کہ اپنے قافلے کی حفاظت کریں۔ ابوسفیان نے راستہ بدل کر سمندر کے ساتھ ساتھ سفر کرنے کا پروگرام بنالیا۔ جب اس کا بھیجا ہوا قاصد مکہ پہنچا تو اس نے اپنا کرتہ پھاڑ لیا اور اونٹ کے اوپر کھڑا ہوکر زور زور سے چلانے لگا اے اہل مکہ تمہارا سارا مال ابوسفیان کے قافلہ میں ہے اور مسلمانوں نے اس قافلہ کو روک کر لوٹنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ لہٰذا جلدی کرو اور قافلہ کو بچانے کے لئے ہتھیار لے کر دوڑ پڑو۔

جب مکہ میں یہ خوفناک خبر پہنچی تو تمام قبائل اپنے گھروں سے نکل پڑے سوائے ابولہب کے جو بیمار ہوجانے کی وجہ سے اُن کے ساتھ نہ نکلا۔ ایک ہزار کا لشکر جرار اپنے اسلحے سے لیس اور پوری رسد و خوراک کے وافر ذخیرہ کے ساتھ وہ مدینے کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوسفیان جب عام راستہ سے ہٹ کر سمندر کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا محفوظ مقام تک پہنچ گیا۔ تو اس نے ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے کفار مکہ کو خط بھیجا کہ واپس چلے جاؤ کیونکہ قافلہ بحفاظت مکہ پہنچنے والا ہے۔ جب یہ کفار مکہ کو ملا تو وہ مقام جحفہ میں پہنچ چکے تھے۔ خط پڑھ کر قبیلہ بنوزہرہ اور قبیلہ بنی عدی کے سرداروں نے کہا اب مسلمانوں سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں لہٰذا ہم سب لوگوں کو واپس لوٹ جانا چاہیے۔ یہ سن کر ابوجہل بگڑ گیا اور کہا کہ ہم اللہ کی قسم اِسی شان کے ساتھ بدر تک جائیں گے، وہاں اونٹ ذبح کریں گے، خوب کھائیں گے اور کھلائیں گے، شراب پئیں گے اور ناچ رنگ کی محفلیں جمائیں گے تاکہ تمام قبائل عرب پر ہماری عظمت اور رعب چھا جائے اور وہ ہم سے ڈرنے لگیں۔ کفار قریش مسلمانوں سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ انہوں نے موزوں جگہوں پر

Marfat.com

قبضہ کرلیا۔ ادھر جب آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بدر کے قریب پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا جہاں نہ کوئی کنواں تھا نہ کوئی چشمہ اور زمین بھی ریتلی تھی۔ جہاں گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنستے تھے۔ چنانچہ حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آپ ﷺ نے تھوڑا اور آگے جا کر پڑاؤ کیا جہاں چشمے تھے۔ ادھر اللہ کریم نے بارش بھی برسا دی۔ جس سے میدان کی مٹی اور ریت دب گئی۔ اور مسلمانوں کیلئے چلنا پھرنا آسان ہوگیا جبکہ کفار مکہ کے قافلے کی جگہ پر کیچڑ ہوگیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں نے بارش کا پانی روک کر وہاں حوض وغیرہ بنا لیے تا کہ پانی غسل اور وضو کے لئے کام آئے۔

17 رمضان 2ھ کو جمعہ کی شب جب کہ سب لوگ آرام کر رہے تھے لیکن سرکار دو جہاں ﷺ ساری رات عبادت اور دُعا میں مصروف رہے۔ صبح کو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے لئے بیدار فرمایا۔ نماز ہوئی تو قرآن کی جہاد کے بارے آیات مبارکہ تلاوت کر کے صحابہ میں جوش اور جذبہ بھر دیا۔ رات کو بھی آپ ﷺ نے چند صحابہ کرام کے ساتھ میدان جنگ کا معائنہ کیا تھا اور ایک چھڑی کے ساتھ زمین پر نشان لگاتے جاتے اور فرماتے جاتے یہ فلاں قاتل کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور فلاں آدمی یہاں گرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو جگہ سرکار دو عالم ﷺ نے جس کے بارے جو جگہ بتائی تھی وہ کافر وہیں پہ ڈھیر ہوا تھا۔ صبح کو جب رسول خدا ﷺ اپنی چھڑی کے اشارے سے مجاہدین کی صفیں درست فرما رہے تھے۔ تو ایک صحابی حضرت سودا رضی اللہ عنہ جن کا پیٹ صف سے کچھ آگے تھا۔ اس کو چھڑی سے کونچا دے کر فرمایا اے سودا رضی اللہ عنہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سودا رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے میرے پیٹ پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے قصاص (بدلہ) لینا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا کرتا مبارک اٹھا کر فرمایا سودا میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سودا رضی اللہ عنہ نے جلدی سے آپ ﷺ کے شکم اطہر کا بوسہ لے لیا پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں جسم مبارک سے لپٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا سودا تم نے ایسا کیوں کیا؟۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ موت حاضر ہے میں نے سوچا کہ آخری وقت میرا جسم آپ کے جسم اطہر سے مس ہو جائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کیلئے دُعا فرمائی اور اس نے اپنا قصاص معاف کر دیا۔

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ صف بندی سے فارغ ہوکر اپنے چھپر میں تشریف لے گئے جو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کیلئے بنا رکھا تھا۔ اس چھپر کے باہر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چند دیگر انصاریوں کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے۔ رسول خدا ﷺ اِس نازک گھڑی میں بارگاہِ رب العزت کے حضور اپنا دامن پھیلائے ہوئے نہایت گریہ زاری سے دُعا مانگ رہے تھے کہ الٰہی تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے آج اُسے پورا کردے۔ دُعا میں اس قدر رقت اور تضرّع تھا کہ چادر مبارک دوشِ انور سے گر گر پڑتی تھی مگر آپ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ کبھی سجدہ میں سر رکھ کر عرض کرتے ہیں الٰہی اگر یہ مٹھی بھر آدمی بھی ہلاک ہوگئے تو قیامت تک تیری زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے طویل دُعا اور گریہ زاری دیکھی تو چادر مبارک اٹھا کر کندھے پر ڈال دی اور نہائت ادب سے دست مبارک تھام کر عرض کی آقا اب بس کیجئے اللہ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے عامر بن الحضرمی جو اپنے بھائی عمرو بن الحضرمی کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا جنگ کیلئے آگے بڑھا اس کے مقابلے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام میدان میں نکلے اور لڑتے ہوئے شہید ہوگئے پھر حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جو حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ان کو کفار کا تیر لگا اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ عتبہ بن ربیعہ جو کفار کا سپہ سالار تھا اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو ساتھ لیے آگے بڑھا اور مقابلہ کی دعوت دی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی، حمزہ اور حضرت عبیدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مقابلے کیلئے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے ولید بن عتبہ کو جہنم رسید کیا جبکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو زمین پر ڈھیر کردیا۔ جبکہ شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کردیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کا بھی کام تمام کردیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں صف میں کھڑا تھا میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر لڑکے کھڑے تھے۔ ایک نے چپکے سے پوچھا چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہنچانتے ہیں؟ میں نے پوچھا تم نے اُسے کیا کہنا ہے؟۔ اس نے کہا چچا جان میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو جہاں دیکھوں گا

Marfat.com

اس کو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا کیوں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا بڑا دشمن ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی میں اس کا منہ حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے بھائی نے بھی مجھے یہی کہا اتنے میں ابوجہل تلوار گماتا ہوا سامنے آ گیا۔ میں نے اشارہ سے بتا دیا کہ یہی ابوجہل ہے۔ پھر کیا تھا دونوں نوعمر لڑکے ابوجہل پر ٹوٹ پڑے اور اسے نیچے گرا دیا۔ یہ دونوں لڑکے حضرت معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہم تھے۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کے قاتل حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا جس سے اس کا بازو کٹ گیا۔ انہوں نے لٹکتے ہوئے بازو کو پاؤں کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا کہ وہ الگ ہو گیا پھر وہ ایک ہاتھ سے لڑتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پاس سے گزرے تو اس وقت ابوجہل آخری سانسیں لے رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کو ٹھوکر ماری اور کہا تو ہی ابوجہل ہے آج تجھے اللہ نے رُسوا کیا؟ اُس نے کہا مجھے قتل ہونے پر افسوس نہیں ہے افسوس یہ ہے کہ مجھے کسانوں کے سوا کوئی دوسرا قتل کرتا (دونوں نوعمر لڑکے انصاری تھے جو کھیتی باڑی کرتے تھے)۔ جنگ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ ابوجہل کی لاش کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ اس زمانے کا ''فرعون'' ہے۔

اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اُتار کر مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ پہلے ایک ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ فرشتے لڑتے ہوئے کسی کو نظر نہیں آتے تھے لیکن ان کے حرب وضرب کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ بعض کافروں کی ناک اور منہ پر کوڑوں کی مار کا نشان پایا جاتا تھا۔ کہیں بغیر تلوار مارے سر کٹ کر گرتا نظر آتا تھا۔

آخر کفار مکہ کے سرداروں کے ہلاک ہوتے ہی ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور پاؤں اُکھڑ گئے۔ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کی ذلت آمیز شکست کے بعد کافی لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اِس جنگ میں کفار قریش کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر آدمی قیدی بن گئے۔ باقی اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کے لشکر میں سے تقریباً چودہ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا جن کو میدان بدر ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

Marfat.com

رسول خداﷺ نے کفار مکہ کی لاشوں کو ایک گڑھے میں ڈال دینے کا حکم دیا چنانچہ تمام صحابہ کرام لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گڑھے میں ڈالتے رہے۔ امیہ بن خلف جو زرّہ میں پھول گیا تھا اس پر وہیں مٹی ڈال دی گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت شریفہ تھی کہ دشمن پر فتح حاصل کرنے کے بعد تین دن تک میدان میں ہی قیام فرماتے تھے۔ تیسرے روز جب آپﷺ کفار مکہ کی لاشوں کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور اُن سے یوں خطاب فرمایا اے بیٹے فلاں کے! اے فلاں کے بیٹے!، اب تمہیں تمنّا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولﷺ کی اطاعت کرتے۔ جو کچھ ہمارے خدا نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اسے سچ پایا، کیا تم نے بھی اسے جو تمہارے خدا نے تم سے وعدہ کیا سچا پایا؟۔ یہ دیکھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہﷺ آپ ان بے روح جسموں کو کیا خطاب فرما رہے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا قسم ہے خدا کی جس کے قبضے میں محمدﷺ کی جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو؟۔ جب نبی اکرمﷺ بدر سے ایک منزل دُور مقام صفراء پہنچے تو آپﷺ نے مال غنیمت کو مجاہدین میں برابر تقسیم فرما دیا۔ اس مقام پر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ جن کا جنگ میں پاؤں کٹ گیا تھا شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ میں جب فتح کی خبر پہنچی تو لوگ بہت خوش ہوئے انہوں نے مقام ''روحا'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا۔ اسیرانِ جنگ جن کو آپﷺ نے صحابہ میں تقسیم فرما دیا تھا وہ ایک روز بعد مدینہ پہنچے۔ نبی کریمﷺ نے قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ صحابہ کرام نے اپنے سے زیادہ ان کا خیال رکھا۔

مدینہ پہنچ کر نبی کریمﷺ نے قیدیوں بارے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہﷺ یہ آپ کی قوم اور آپ ہی کا قبیلہ ہیں، میری رائے ہے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے بلکہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ شائد اللہ ان کو اسلام کی توفیق دے دے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہﷺ میری رائے یہ ہے کہ ان کو ہمارے حوالے کر دیا جائے تا کہ ہم ان کو قتل کر ڈالیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا۔ اسیران بدر میں سے ہر ایک کا فدیہ ایک ہزار سے لے کر چار ہزار درہم تک تھا۔ جن کے پاس فدیہ نہیں تھا اور وہ پڑھنا لکھنا جانتے تھے ان

Marfat.com

کوحکم دیا گیا کہ جوکوئی انصار کے دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے یہی اس کا فدیہ ہوگا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے چچا تھے اور جنگ بدر سے بطور قیدی لائے گئے تھے۔ ان کے پاس 20 اوقیہ سونا تھا جو وہ کفار مکہ کے لشکر کو کھانا کھلانے کے لئے ساتھ لائے تھے چونکہ ان کی ابھی باری نہ آئی تھی اسلئے وہ سونا خرچ ہونے سے بچ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے وہ سونا مال غنیمت میں لے لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے کہا میرے پاس مال نہیں ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تو نے اپنی بیوی اُم الفضل کے پاس رکھا ہوا ہے۔ اور کہا تھا کہ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو اسے اتنا اتنا تقسیم کر دینا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اِس مال کا علم میرے اور میری بیوی کے سوا کسی کو نہیں تھا۔ آپ یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ چنانچہ وہ اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عباس، حضرت عقیل اور حضرت نوفل رضی اللہ عنہم تینوں مسلمان ہو گئے تھے۔

جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے داماد ابوالعاص بن ربیعہ بھی تھے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد کے صاحبزادے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ انہوں نے ابھی تک اِسلام قبول نہیں کیا تھا اور نہ ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو انکے مسلمان ہونے کے باوجود اپنے سے جدا کیا تھا۔ ابوالعاص نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں ایک قیمتی ہار بھی دیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فدیہ کی رقم کے ساتھ وہ ہار بھی اپنے گلے سے اتار کر مدینہ بھیج دیا۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر اس ہار پر پڑی تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد نے ایسا رقت آمیز اثر ڈالا کہ آپ ﷺ رو پڑے اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دو۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ ہار حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دیا گیا۔ ابوالعاص رہا ہو کر مدینہ سے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیا۔

Marfat.com

ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہوسکا تھا۔ جب کفار قریش کو عبرتناک شکست ہوئی تو اُس کو بہت رنج ہوا بعد میں وہ چیچک کی بیماری میں مبتلا ہوکر مرگیا۔ عرب کے لوگ چیچک سے بہت ڈرتے تھے اور اس بیماری میں مرنے والے کو بڑا منحوس سمجھتے تھے۔ اس کے اپنے بیٹوں نے بھی تین دن تک لاش کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بعد میں لوگوں کے طعنوں کے ڈر سے ایک گڑھا کھود کر اور لاش کو لکڑیوں سے دھکیل کر گڑھے میں گرا کر اُوپر سے مٹی ڈال دی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی:۔ ہجرت کے دوسرے سال نبی کریم ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ الزھرا رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کی۔ یہ شادی بہت وقار اور سادگی سے ہوئی تھی۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ حضرات ابوبکر صدیق وعمر وعثمان وعبدالرحمن بن عوف اور چند دوسرے اکابر صحابہ کو بلا لائیں۔ جب صحابہ کرام جمع ہو گئے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھا دیا۔ تاجدار عرب وعجم ﷺ نے اپنی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک بان کی چارپائی، ایک چادر، چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے دیئے تھے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ایک مکان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نذر کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رہائش کے لئے دے دیں۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہوکر نئے گھر میں تشریف لے گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا، اس میں کلی فرمائی، پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اُوپر چھڑکا اور یوں دُعا فرمائی کہ اے اللہ میں علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

۲ ھجری کے دیگر واقعات:۔

﴿1﴾ ..... اسی سال روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے جس سے نماز کی طرح روزہ اور زکوٰۃ بھی مسلمانوں پر فرض ہو گئے۔

﴿2﴾ ..... اسی سال رسول اکرم ﷺ نے عیدالفطر کی نماز جماعت کے ساتھ پہلی مرتبہ ادا فرمائی اور صدقہ فطر

Marfat.com

ادا کرنے کا حکم بھی اسی سال جاری ہوا۔

﴿3﴾.....اسی سال 10 ذوالحجہ کو رسول خدا ﷺ نے عیدالاضحیٰ کی نماز بھی ادا فرمائی اور بعد میں دو مینڈھوں کی قربانی کی۔

﴿ہجرت کے تیسرے سال کے اہم واقعات﴾

جنگِ اُحد:۔ اس سال کا سب سے اہم واقعہ جنگ اُحد ہے۔ ''اُحد'' ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً 3 میل دُور ہے۔ چونکہ حق و باطل کا ایک معرکہ اسی پہاڑ کے نزدیک واقع ہوا تھا اس لیے اس کا نام غزوۂ اُحد یا جنگ اُحد مشہور ہو گیا۔ جنگ بدر میں کفار مکہ کو بڑی ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان کے ستر سرکردہ افراد جن میں کچھ سردار قریش بھی تھے ہلاک ہو گئے تھے اور تقریباً ستر ہی کے قریب افراد کو قیدی بنا لیا گیا تھا۔ اس وجہ سے مکہ کے گھر گھر میں ماتم ہوتا رہا اور مسلمانوں سے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، امیہ کا لڑکا صفوان اور دوسرے کفار قریش جن کے عزیز و اقارب جنگ بدر میں قتل ہو گئے تھے سب اکٹھے ہو کر ابوسفیان کے گھر پہنچے۔ ان سب نے آپس کے مشورہ سے یہ طے کیا کہ قریش کی مشترکہ تجارت میں اس سال جتنا نفع ہوا ہے وہ سب کا سب جنگ کی تیاری میں صرف کر دینا چاہیے۔ اِس رقم سے بہترین ہتھیار خرید کر اپنی لشکری طاقت میں اضافہ کیا جائے اور ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کر کے مدینہ پر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ بڑے جوش اور جذبے سے فوج کی تیاری شروع کر دی گئی۔ مردوں کے ساتھ ساتھ معزز اور مالدار گھرانوں کی عورتیں بھی جوش انتقام میں پیش پیش تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہند کے باپ عتبہ بن مطعم کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا اس بنا پر ہند نے ایک شخص وحشی جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر اس شرط پر آمادہ کیا کہ اس کے بدلے میں اُس کو آزاد کر دیا جائیگا۔

Marfat.com

چنانچہ ابوسفیان کی قیادت میں تین ہزار کا ایک بہت بڑا لشکر مدینہ پر حملہ کے لئے نکل پڑا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے چچا تھے اور مکہ میں خفیہ طور پر مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے ایک خط کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو کفار کی لشکر کشی سے آگاہ کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خوفناک خبر ملی تو آپ ﷺ نے 5 شوال سنہ 3ھ کو حضرت عدی بن فضالہ کے دو صاحبزادوں کو کفار قریش کے لشکر کی خبر لانے کو بھیجا۔ ان دونوں نے آ کر یہ پریشان کن خبر سنائی کہ ابوسفیان کا لشکر مدینے کے بالکل قریب آ گیا ہے اور اُن کے گھوڑے مدینہ کی چراہ گاہ (عریف) کی تمام گھاس چر گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے صبح کو انصار اور مہاجرین کو جمع فرمایا اور مشورہ طلب کیا کہ شہر کے اندر رہ کر کفار مکہ کی فوج کا مقابلہ کیا جائے یا باہر نکل کر کھلے میدان میں جنگ لڑی جائے۔ مہاجرین نے اور عمر رسیدہ انصار مدینہ نے اپنی رائے دی کہ عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں محفوظ کر دیا جائے اور شہر کے اندر دُشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سرغنہ تھا اُس نے بھی یہی رائے دی کہ شہر میں ہی رہ کر کفار قریش کے حملوں کا جواب دیا جائے۔ مگر کچھ نوجوانوں نے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اس بات پر زور دیا کہ میدان میں نکل کر دشمنان اسلام سے فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سب کی رائے سنی اور پھر اپنے گھر تشریف لے جا کر ہتھیار زیب تن فرمائے اور باہر تشریف لے آئے۔ اتنی دیر میں تمام لوگ ہی اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ شہر کے اندر رہ کر کفار مکہ کا مقابلہ کیا جانا چاہیے۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ ہتھیار پہن کر اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دُشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ اب تم اللہ کا نام لے کر میدان میں نکل پڑو اگر تم لوگ صبر کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹے رہو گے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔ پھر آپ ﷺ نے انصار مدینہ کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے باہر احد کی طرف روانہ ہو گئے۔

شہر سے باہر نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک فوج چلی آ رہی ہے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ صحابہ

Marfat.com

نے عرض کی یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے حلیف یہودیوں کا لشکر ہے جو آپ ﷺ کی امداد کیلئے آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں سے کہہ دو کہ واپس لوٹ جائیں ہم مشرکوں کے مقابلہ میں یہودیوں کی مدد نہیں لیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کا یہ لشکر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی جو کہ منافقوں کا سردار تھا اور تین سو ساتھیوں کو لے کر آپ ﷺ کے ساتھ کفار مکہ کے مقابلے میں نکلا تھا یہ کہہ کر آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ گیا کہ محمد ﷺ نے میرا مشورہ قبول نہیں کیا اور مدینہ شہر میں کفار قریش کا مقابلہ کرنے کی بجائے میدان میں نکل کر میری رائے کو رد کیا گیا ہے۔

اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر میں صرف سات سو صحابہ کرام رہ گئے جن میں صرف ایک سو زرّہ پوش تھے۔ جبکہ کفار مکہ کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی جس میں سات سو زرہ پوش جوان، دو سو گھوڑے، تین ہزار اُونٹ اور پندرہ عورتیں شامل تھیں۔ شہر سے باہر نکل کر آپ ﷺ نے اپنے لشکر کا معائنہ کیا اور کم عمر نوجوانوں کو واپس کر دیا مگر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تا کہ قد اونچا نظر آئے چنانچہ ان کی ترکیب چل گئی اسلئے وہ فوج اسلام میں شامل کر لئے گئے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو جب کم عمری کے سبب واپس کیا جانے لگا تو انہوں نے عرض کی میں رافع کو پچھاڑ لیتا ہوں۔ اگر وہ شامل کئے گئے ہیں تو مجھے بھی موقع دیا جانا چاہیے۔ چنانچہ دونوں کا مقابلہ کروا دیا گیا تو سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا اسطرح ان دو پرجوش نوجوانوں کو لشکر اسلام میں شامل ہونے کی اجازت مل گئی۔

مشرکینِ مکہ 12 شوال 3ھ ہجری کو بدھ کے دن ہی مدینہ کے قریب کوہِ اُحد پر اپنا پڑاؤ ڈال چکے تھے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو دن بعد یعنی 14 شوال بعد از نمازِ جمعہ مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور 15 شوال کو بوقتِ فجر اُحد کے قریب پہنچے۔ نماز فجر پڑھ کر آپ ﷺ نے میدان جنگ میں لشکر کی صف بندی فرمائی۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو پشت پر رکھا اور کوہِ عینین کو اپنے بائیں طرف رکھا۔ لشکر کے پیچھے پہاڑ میں ایک درّہ (تنگ راستہ) تھا جس میں سے گزر کر کفار مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ آور ہو سکتے تھے۔ اس درّہ کی حفاظت کیلئے آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اس

Marfat.com

دستہ کا سربراہ مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اُچک لے گئے ہیں تو بھی اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کوئی آدمی بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے اور مار کر پائمال کر دیا ہے تو بھی ایسا ہی کرنا۔

ادھر مشرکینِ مکہ نے بھی اپنی صفیں آراستہ کیں۔ انہوں نے سواروں کی کمان خالد بن ولید کو، تیر اندازوں پر عبداللہ ابن ربیعہ کو، پیادوں پر صفوان بن اُمیہ اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو کمانڈر مقرر کیا۔ اور جھنڈا طلحہ بن طلحہ کو دے دیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھا کہ مشرکین کا جھنڈا بنوعبدالدار کے پاس ہے تو آپ ﷺ نے بھی لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بن ہاشم کو دے دیا۔ میمنہ پر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت منذر بن عام رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

جنگ کی ابتدا:۔ مشرکین میں سب سے پہلے جو میدان میں آیا وہ ابوعامر انصاری تھا۔ مدینہ میں رہتا تھا اور قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو وہ آپ ﷺ کی مخالفت پر اُتر آیا۔ بعد میں وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ میں جب میدان میں آؤں گا تو میرے قبیلہ اوس والے مجھے دیکھ کر نبی کریم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ میدان میں آ کر اس نے کہا اے اوس والو میں ابوعامر ہوں۔ قبیلہ اوس والوں نے کہا اے فاسق تیری مراد پوری نہ ہو۔ ابوعامر اور اسکے ساتھی کفار قریش نے تیر اندازی کی لیکن مسلمانوں کی زبردست سنگ باری سے وہ اور اس کے ساتھی میدان چھوڑ گئے۔ بعد میں لشکر کفار کا علمبردار طلحہ بن طلحہ میدان میں آیا اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نکلے اور اپنی تلوار ذوالفقار سے اس کا سر پھاڑ دیا۔ پھر اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور آگے آیا۔ جانثارانِ مصطفیٰ میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلے میں آئے اور اپنی تلوار سے اس کو چیر کر رکھ دیا۔ اب میدانِ جنگ گرم ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک تلوار تھی جو آپ ﷺ نے ابھی تک کسی کو نہ دی تھی۔ یہ شرف حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ تو اس سے دشمن کو مارے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو

Marfat.com

جائے۔ ابودجانہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں (یاد رہے ابودجانہ اپنے دور کے مشہور پہلوان تھے)۔ چنانچہ وہ اسے لے کر کفار مکہ کے لشکر میں جا گھسے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی دشمنوں کی صفوں میں جا گھسے۔ کافروں کے لشکر میں ایک شخص وحشی نامی تھا جو صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ وہ اس مقصد کے حصول کیلئے ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے تو اُس نے جلدی سے اپنا نیزہ آپ کے پیٹ میں مار دیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

لشکرِ کفار کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر جوانوں کو جوش دلا رہی تھیں۔

اس جنگ میں ابو عامر فاسق جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کے ایک بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کے مجاہد بن کر آئے تھے۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ جذبہ جہاد سے سرشار اس مجاہد کو ابھی غسل کی حاجت تھی کہ دعوت جنگ کا سن کر فوراً حاضر ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے جنگ کے دوران عرض کی یارسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اپنے باپ ابو عامر فاسق کا سر کاٹ کر لاؤں جو کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے تھے۔ لیکن رحمت اللعالمین ﷺ نے یہ گوارا نہ کیا کہ بیٹا باپ کا سر کاٹ لائے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ان کی تلوار ابوسفیان کا کام تمام کر دیتی کہ اچانک ایک کافر نے جھپٹ کر ان کو شہید کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر جوش نوجوان کو دیکھا کہ فرشتے اُن کو غسل دے رہے تھے۔ اس لئے ان کو غسیل الملائکہ کا خطاب دیا گیا۔ شمع رسالت کے پروانوں کے زوردار حملہ سے مشرکین کے چند اہم افراد قتل ہو گئے تو اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگنے لگے۔ دف بجا کر شعر پڑھنے والی عورتیں بھی بھاگنے لگیں۔

کفار مکہ کے لشکر کو پسپا ہوتے دیکھ کر پچاس تیر اندازوں کے دستہ کے لوگوں نے جو کہ عقب میں ایک درّہ پر تعینات تھے ایک دوسرے سے ''غنیمت لوٹو، غنیمت لوٹو، اصحاب غالب آ گئے ہیں'' کہنے لگے۔ اس دستہ کے سربراہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد دلایا مگر وہ اِس خیال

Marfat.com

سے کہ مشرکین اب میدان میں واپس نہیں آئیں گے اپنی جگہ چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔صرف چند آدمی امیرِ دستہ کے ساتھ رہ گئے۔خالد بن ولید جو اس وقت کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے نے پہاڑ کی بلندی سے دیکھا درّہ پہرے داروں سے خالی ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنی فوج کیساتھ درّہ پر حملہ کر دیا۔ جو چند مسلمان درّہ پر رہ گئے انہوں نے دلیرانہ مقابلہ کیا لیکن تمام کے تمام شہید ہو گئے۔اب کافروں کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔خالد بن ولید نے مسلمانوں کی فوج کے پیچھے سے زبردست حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر بھاگتی ہوئی کافروں کی فوج بھی پلٹ آئی۔اب کفار مکہ مسلمانوں پر آگے اور پیچھے دونوں طرف سے حملے کر رہے تھے۔مسلمانوں کا لشکر چکی کے دو پاٹوں کے درمیان گندم کے دانوں کی طرح پسنے لگا۔مسلمانوں کی فوج میں بدحواسی پھیل گئی۔اپنے اور بیگانے کی تمیز بھی نہ رہی۔خود مسلمان بھی مسلمانوں کی تلواروں کا نشانہ بنے۔

اچانک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کے علمبردار تھے اور اُن کی شکل بھی نبی کریم ﷺ سے کسی حد تک ملتی جلتی تھی زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر گئے۔چنانچہ کفار نے یہ شور مچا دیا کہ (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔اِس آواز نے غضب ڈھا دیا۔مسلمانوں میں اکثر نے حوصلہ چھوڑ دیا۔کچھ لوگ جن کی تعداد بارہ تھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے۔کافروں کے دونوں اطراف سے حملوں اور رسولِ خدا ﷺ کے نظر نہ آنے سے کچھ لوگ میدان جنگ سے ادھر ادھر ہو گئے۔حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ سے ایک طرف چند مسلمانوں کو مایوسی کے حالت میں بیٹھے دیکھا تو کہا تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟۔لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لڑ کر کیا کریں گے ہمارے آقا تو شہید ہو چکے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر واقعی رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے تو پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔چلو ہم بھی میدان میں جا کر شہید ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچ جائیں۔یہ کہہ کر آپ دُشمنوں کی صفوں میں جا گھسے اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

جنگ جاری تھی لیکن کچھ بے قرار نگاہیں اب بھی تاجدارِ دو عالم ﷺ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔سب سے

Marfat.com

پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی نگاہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پہچان کر مسلمانوں کو پکارا اے مسلمانوں ادھر آؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔ یہ آواز کانوں میں پڑتے ہی جانثاروں میں جان پڑ گئی۔ اور وہ دوڑ کر آپ ﷺ کی طرف آنے لگے۔ کفار مکہ نے بھی ہر طرف سے حملہ روک کر نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ کفار مکہ آپ ﷺ پر بار بار حملہ آور ہوتے رہے لیکن شمع رسالت کے پروانے آپ ﷺ پر نثار ہو رہے تھے۔ اسی دوران عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مار کر آنحضرت ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کر دیئے۔ ایک کافر ابن قمیہ ملعون نے رسول خدا ﷺ کے چہرہ انور پر تلوار سے حملہ کیا۔ آپ ﷺ خود پہنے ہوئے تھے اس خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں دھنس گئے۔ میدان جنگ میں ابو عامر فاسق نے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود رکھے تھے تاکہ مسلمان لاعلمی میں ان گڑھوں کی وجہ سے گر پڑیں۔ نبی کریم ﷺ کا پاؤں بھی ایک گھڑے میں پھسلا تو آپ ﷺ زمین پر گر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے سہارا دے کر آپ ﷺ کو اٹھایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک میں دھنسے ہوئے خود کے دو حلقوں کو اپنے دانتوں میں لے کر اتنے زور سے کھینچا کہ اُن کے دو دانت اُکھڑ کر گر گئے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خونِ مبارک چوس کر پی لیا اور ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرنے دیا۔ حضور ﷺ نے اُن سے پوچھا کیا تو نے میرا خون چوسا ہے؟۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا جس نے میرا خون چوسا جہنم کی کیا مجال کہ اس کو چھو سکے۔

اس موقع پر صحابہ کی جانبازی بھی قابلِ دید تھی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر چھائے ہوئے تھے۔ ان کا ہاتھ تیروں کی بوچھاڑ سے بیکار ہو گیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے ڈھال بنے ہوئے تھے اور کفار کے تیر اپنی پشت پہ سہہ رہے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دفاع میں بڑی تیزی سے تیر اندازی کر رہے تھے۔ حضرت شماس رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے ساتھ رسول خدا ﷺ کا دفاع کر رہے تھے اور دائیں بائیں جس طرف سے بھی وار ہوتا اپنی ڈھال پر لیتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ سامنے کئے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ آخر ایک تیر ان کی آنکھ میں لگا کہ ڈھیلا باہر نکل آیا۔ آپ ﷺ نے اُن کا ڈھیلا پھر اُن کی آنکھ میں لگا دیا اور یوں دُعا فرمائی الٰہی قتادہ رضی اللہ عنہ کو بچا جیسے کہ اس نے تیرے نبی ﷺ کے چہرے کو بچایا۔ پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ تیز اور خوبصورت ہوگئی۔

اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے جہاں کفار کیلئے پہنچنا دُشوار تھا۔ چونکہ ابوسفیان نے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی فوج لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے جانثاروں نے اس زور سے سنگ باری کی کہ اسے نیچے اترنا پڑا۔ جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی میں تشریف فرما تھے تو رخسار مبارک سے خون بہہ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے۔ جبکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے زخم کو دھو رہی تھیں لیکن خون بند نہ ہو رہا تھا۔ بالآخر کھجور کی چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ زخم پر رکھی گئی تو خون بند ہوگیا۔ ادھر کفار کے ساتھ آنیوالی کفار قریش کی عورتیں جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کیلئے شہدا کرام کی لاشوں کے کان اور ناک وغیرہ کاٹ کر ان کی صورتیں بگاڑنے لگیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہند نے اس بے دردی کا مظاہرہ کیا کہ ان کٹے ہوئے اعضا کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو ڈھونڈ کر خنجر سے ان کا پیٹ پھاڑا اور کلیجہ کو نکال کر چبایا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ چند خواتین بھی شامل تھیں جو بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ پانی بھر بھر کر لاتیں اور مجاہدین خصوصاً زخمیوں کو پلاتیں تھیں۔ ان میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا، بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا اور بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ ایک خاتون ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ کفار مکہ نے رسولِ خدا ﷺ پر حملہ کر دیا ہے تو وہ بھی خنجر لے کر مقابلہ میں سینہ سپر ہوگئیں۔ اور کفار کے تیر و تلوار کے وار روکتی رہیں۔ چنانچہ ان کے سر اور گردن پر تیرہ زخم آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھنے والے ایک کافر کا وار اُنہوں نے روکا۔ انہوں نے ایک کافر کی ٹانگ پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ دیا۔ وہ گھسیٹتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک انصاری عورت جس کے خاوند، بھائی اور باپ جنگ میں شہید ہوگئے تھے وہ بار بار رسولِ

Marfat.com

خداﷺ کی خیریت دریافت کرتی رہی۔ وہ اپنے خاندان کی لاشوں کا سن کر اتنی غمگین نہ ہوئی جتنی فکرمند وہ رسول اللہﷺ کی خیریت کے بارے تھی۔ جب اسے پتہ چلا کہ آپﷺ خیریت سے ہیں تو اسے چین آ گیا۔ اِس جنگ میں ستّر صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا جن میں چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصاری تھے۔ جبکہ تیس کی تعداد میں کفار قریش جہنم میں واصل ہوئے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح:۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے خاوند غزوہ بدر میں زخمی ہو گئے تھے، وہ جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ اس وقت بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر 18 برس تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹی کے جوان سالی میں بیوہ ہونے پر بہت ملول اور فکرمند تھے۔ پہلے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رشتہ کی بات کی لیکن ان کی خاموشی دیکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رشتہ کی بات کی (جن کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا صاحبزادی رسول خداﷺ جنگ بدر کے ایّام میں بوجہ علالت وفات پا گئی تھیں) لیکن انہوں نے بھی معذوری ظاہر کر دی۔ آخر رنجیدہ دل کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآبﷺ میں سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ آپﷺ نے تسلی دی اور کہا فکر نہ کرو حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ شادی کرے گا جو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ اُس سے شادی کرے گا جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور تیزی سے گئے تا کہ اپنی بیٹی کو خوشی کی خبر سنا دیں۔

حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اکرمﷺ جنگ بدر سے چند روز قبل بیمار ہو گئیں تھیں جس کی وجہ سے نبی کریمﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا تھا تا کہ وہ اپنی اہلیہ کی تیمارداری کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا سے وہ فوت ہو گئیں۔ چونکہ نبی کریمﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسن سلوک سے خوش تھے لہٰذا نبی کریمﷺ نے 3ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے نکاح:۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا لیکن بعد میں انہوں نے طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ہوا لیکن وہ بھی جنگ بدر میں شہید ہو گئے۔ یہ بیوگی اور بے چارگی کے حالت میں تھیں کہ رحمت اللعالمین ﷺ نے نظر کرم فرمائی اور ان کی دِلجوئی کیلئے انہیں اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا۔ نکاح کے بعد وہ صرف آٹھ ماہ زندہ رہیں ان کی نماز جنازہ بھی آنحضرت ﷺ نے خود پڑھائی تھی۔ آپ غریبوں اور مسکینوں سے بہت ہمدردی رکھتی تھیں اور ان کی ہر ممکن طریقے سے مدد کرتی رہیں۔

نواسۂ رسول ﷺ کی ولادت:۔ اسی سال یعنی 3ھ میں رمضانُ المبارک کی پندرہ تاریخ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ آپ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ الزھرا رضی اللہ عنہا کی پہلی اولاد ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ساتویں روز خود ان کا عقیقہ کیا اور نام رکھا۔ آپ کی صورت اپنے نانا جان سے مشابہ تھی۔ نبی کریم ﷺ ان سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔

مُتفرق واقعات 3 ھجری:۔ اب تک مشرک عورتوں کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا مگر 3 ہجری میں اس کو ہمیشہ کیلئے حرام قرار دے دیا گیا۔ علاوہ ازیں میراث کے احکام وقوانین بھی اسی سال نازل ہوئے۔

﴿4 ھجری کے اہم واقعات﴾

ہجرت کا چوتھا سال بھی چھوٹی بڑی لڑائیوں میں ہی گزرا۔ جنگ بدر میں کفار کی ذلت آمیز شکست اور مسلمانوں کا رعب قبائل عرب پر پڑ گیا تھا۔ لیکن جنگ اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان سے اسلام سے عداوت رکھنے والے قبائل پھر مسلمانوں کو مٹا دینے کے منصوبے بنانے میں مصروف ہو گئے۔

سریہ ابوسلمہ:۔ یکم محرم 4ھ کو ایک شخص نے مدینہ میں یہ خبر پھیلائی کہ طلحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد دونوں بھائی کفار کا لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے نکل پڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ

Marfat.com

نے اِس لشکر کے مقابلہ کیلئے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں 150 صحابہ کرام کو روانہ فرمایا لیکن جب کفار کو معلوم ہوا تو وہ بہت سے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حادثہ رجیع:۔ قبیلہ عضل وقارہ کے چند آدمی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارے قبیلہ والوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب آپ ہمارے ساتھ چند صحابہ کرام کو بھیج دیں تا کہ وہ ہماری قوم کو اسلام کی تعلیم دے سکیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے دس منتخب صحابہ کرام حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ کر دیا۔ جب یہ قافلہ مقام رجیع پر پہنچا تو غدّار کفار نے بدعہدی کی اور قبیلہ بن لحیان کے کافروں نے بڑی تعداد میں جمع ہو کر ان دس مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ اپنے بچاؤ میں ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور کافروں پر پتھراؤ کیا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ ہم جلد ان پر قابو نہیں پا سکتے تو کہا ہم تمہیں امان دیتے ہیں لیکن حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے چھ ساتھی اُن کی باتوں میں نہ آئے اور کفار کے ساتھ دست بدست لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ باقی تین صحابہ حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم کفار پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ یہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بدعہدی کی ہے میرے لئے اپنے ساتھیوں کی طرح شہید ہو جانا بہتر ہے۔ لیکن باقی دو صحابہ کو کفار باندھ کر ساتھ لے گئے اور انہیں کفار مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا جنہوں نے بعد میں انہیں نہائت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہم کو کفار مکہ نے پھانسی دے کر شہید کیا۔ ابوسفیان نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو پھانسی پر لٹکانے سے پہلے کہا کہ اے زید رضی اللہ عنہ سچ کہنا اگر اس وقت تمہاری جگہ محمد ﷺ اسی طرح قتل کیے جاتے تو کیا تم اس کو پسند کرتے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب یہ طعنہ سنا تو تڑپ اُٹھے اور شمع رسالت کے اس پروانے نے جواب دیا کہ اے ابوسفیان خدا کی قسم مجھے جان قربان کر دینا زیادہ عزیز ہے اس بات سے کہ میرے آقا ﷺ کے مقدس پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔

واقعہ بیر معونہ:۔ ایک شخص ابو براء عامر بن مالک آنحضرت ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا

Marfat.com

اس نے خود تو اسلام قبول نہ کیا لیکن درخواست کی کہ چند صحابہ کو ہمارے دیار بھیج دیں تا کہ وہ وہاں تبلیغ اسلام کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بخدا کفار کی طرف سے خطرہ ہے۔ تو اس نے کہا میں آپ کے اصحاب کی جان و مال کا ضامن ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ستر منتخب صحابہ کو بھیج دیا جب وہ مقام ''بیر معونہ'' پر پہنچے تو ٹھہر گئے۔ قافلہ کے سالار حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا خط لیکر اکیلے ہی قبیلہ کے سربراہ عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ اس نے خط پڑھا بھی نہیں اور حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں دیگر قبائل سے ایک لشکر اکٹھا کروا کر تمام کے تمام صحابہ کرام کو شہید کروا دیا۔ صرف ایک صحابی عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اسلئے تم کو آزاد کرتا ہوں۔ یہ صحابی جب راستہ میں ایک درخت کے سائے میں آرام کرنے کی غرض سے پہنچے تو وہاں دو افراد کو جن کا تعلق صحابہ کرام کو شہید کرنیوالے قبیلے سے تھا وہاں سوتے ہوئے پایا تو دونوں کو قتل کر ڈالا۔ اس صحابی کو یہ علم نہ تھا کہ ان کو آنحضرت ﷺ پناہ دے چکے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ یہ خبر سن کر بہت مغموم ہوئے۔

غزوۂ بنو نضیر:۔ حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے جن دو افراد کو درخت کے سائے میں سوتے ہوئے ہلاک کیا تھا وہ حضور علیہ الصوۃ والسلام کے پناہ یافتہ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی دیت دینے کا اعلان کر دیا اور اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کرام کے ہمراہ یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے کیوں کہ ان یہودیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاہدہ تھا۔ انہوں نے بظاہر تو بڑے اخلاق کا مظاہرہ کیا لیکن اندر ہی اندر انہوں نے ایک خطرناک سازش کے ذریعے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا۔ حضور علیہ الصوۃ والسلام اپنے چند صحابہ کے ہمراہ ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہودیوں نے مشورہ کیا کہ چھت پر سے ایک بہت بڑا اور وزنی پتھر ان حضرات پر گرا دیں تا کہ یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں۔ ادھر محافظ حقیقی پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بذریعہ وحی ان کی اِس ناپاک سازش کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ آپ ﷺ فوراً ہی وہاں سے اُٹھ گئے اور مدینہ چلے آئے اور صحابہ کرام کو یہودیوں کی اس سازش سے مطلع کیا۔ چنانچہ انصار و مہاجرین سے مشورہ کے بعد ان یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ تم نے ہمیں

Marfat.com

ہلاک کرنے کی سازش کی جو اللہ تعالیٰ نے کامیاب نہیں ہونے دی۔ اس لئے اب تم کو دس روز کی مہلت دی جاتی ہے اس کے اندر اندر مدینہ سے نکل جاؤ۔ اس کے بعد جو شخص بھی یہاں پایا گیا قتل کر دیا جائیگا۔ بنو نضیر کے یہودی شہر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے لیکن اوس و خزرج منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے ان یہودیوں کو کہلا بھیجا کہ مدینہ سے ہرگز نہ نکلنا ہم دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کریں گے۔ بنو نضیر کے یہودی یہ پیغام سن کر شہ دل ہو گئے اور انہوں نے اخراج سے انکار کر دیا۔ یہودیوں کے اس جواب پر نبی کریم ﷺ نے اپنے انصار و مہاجرین کے ساتھ ان کا محاصرہ کر لیا جو تقریباً پندرہ روزہ سے زائد تک جاری رہا لیکن عبداللہ بن ابی وغیرہ ان کی مدد کو نہ آئے۔ آخر کار طویل محاصرہ سے تنگ آ کر بنو نضیر کے یہودی اس شرط پر جلاوطن ہونے پر رضامند ہو گئے کہ ہم اپنا جس قدر مال اسباب ساتھ لے جانا چاہیں اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جائیں گے لیکن انہیں ہتھیار ساتھ لے جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ ان کے چلے جانے کے بعد اُن کے اسلحہ پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ ان کی اس جلاوطنی کا ذکر قرآن کریم میں سورہ حشر میں مذکور ہے۔

4 ھجری کے مُتفرق واقعات

حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال :۔ اس سال ماہ ربیع الثانی میں اُم المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ یہ اپنی غریب پروری کے وجہ سے اُم المساکین کے لقب سے معروف تھیں۔ آپ ﷺ سے ان کا نکاح 3ھ میں ہوا تھا۔ آپ صرف آٹھ ماہ کاشانہ نبوت میں گزارنے کے بعد فوت ہو گئیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت :۔ اسی سال نواسہ رسول ﷺ جگر گوشۂ بتول، شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نہایت خوش ہوئے، فوراً تشریف لائے، اپنی گود میں اُٹھایا، ایک کھجور کا ٹکڑا منہ میں ڈال کر چبایا اور اپنے نواسے کو گھٹی دی۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ساتویں دن عقیقہ کر کے سر کے بالوں کے برابر چاندی

Marfat.com

تول کر صدقہ کی ، نام رکھا اور ختنہ بھی کیا۔ آپ کے فضائل اور کمالات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کی خاطر میدان کربلا میں جس طرح اپنی اور اپنے ساتھیوں کی قربانی دے کر اسلام کے پودے کو اپنے خون سے سینچا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب ہے۔ خانوادہ رسول ﷺ نے تپتی ہوئی ریت پر اپنے لہو سے ایسی داستان حریت تحریر کی ہے جس سے محکوم اور مظلوم قوموں کو نیا درس ملا۔ معرکہ کربلا ظلم و بربریت اور استحصال کے خلاف صدائے حق ہے۔

حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے عقد میں :۔ اسی سال آپ ﷺ نے حضرت امّ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کا اصل نام ہند تھا مگر اپنی کنیت اُم سلمہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ پہلا نکاح اپنے چچازاد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو جنگ احد میں زخمی ہو گئے۔ زخم ٹھیک ہو کر دوبارہ ہرے ہو گئے تھے جن کے باعث ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بطور ولی رسم نکاح میں شرکت کی۔ آپ کو سات سال تک سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت کا موقع ملا۔

حرمت شراب کا حُکم :۔ عرب کے معاشرہ میں شراب پانی کی طرح پی جاتی تھی۔ غزوہ بنو نضیر کے بعد 4ھ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حکم کے ذریعے شراب کو حرام قرار دے دیا۔ جونہی یہ حکم نازل ہوا تو جن لوگوں کے پاس شراب تھی انہوں نے نالیوں میں بہادی۔ شہرِ مدینہ میں شراب کے برتن خالی ہو گئے اور گلیوں میں شراب بہتی دیکھی گئی۔

نمازِ خوف :۔ اس سال کی ایک اہم بات نماز خوف کی ادائیگی ہے۔ باجماعت نماز کی اہمیت کا اندازہ کریں کہ عین حالت جنگ میں بھی نماز فرداً فرداً پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنے کا حکم آیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ محاذ جنگ زوروں پر ہو، ہر طرف چیخ و پکار ہو لیکن مسلمانوں کو حکم ہے کہ کچھ سپاہی لڑتے رہیں اور کچھ امام کے ساتھ نماز باجماعت پڑھیں اور ایک رکعت پڑھ کر آگے چلے جائیں پھر دوسرے آ کر ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھیں۔ یہ نظارہ چشمِ فلک نے اس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا کہ تلواروں کے سائے میں نمازِ عشق کیسے ادا کی جاتی ہے۔

Marfat.com

﴿5 ہجری کے اہم واقعات﴾

جنگ اُحد میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا جس کے نتیجہ میں کفار قریش اور یہودیوں کا حوصلہ کافی بلند ہو گیا اور وہ پھر مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔

غزوہ ذات الرقاع:۔ سب سے پہلے ''انمار و ثعلبہ'' نے قبائلِ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اِس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ اپنے چار سو جانثاروں کے ساتھ ذات الرقاع کے مقام پر پہنچ گئے لیکن آپ ﷺ کی آمد کی خبر سنتے ہی کفار پہاڑیوں میں چھپ گئے لہٰذا بغیر جنگ کیے ہی واپس آ گئے۔

غزوہ دومۃ الجندل:۔ دومۃ الجندل مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک قلعہ کا نام ہے۔ یہ مقام مدینہ سے تقریباً 500 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار مجاہدین شریک تھے۔ جب مشرکین کو لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ مال مویشی چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ صحابہ کرام نے تمام ریوڑوں کو مال غنیمت بنالیا۔ آپ ﷺ نے تین روز وہاں قیام فرمایا اور بغیر جنگ کیے واپس آ گئے۔ اِس سفر میں تقریباً ایک ماہ آپ ﷺ مدینہ سے باہر رہے۔

غزوہ مریسیع (**غزوہ مُصطلق**) :۔ یہ مقام مدینے سے جنوب مغرب کی جانب آٹھ منزل کے فاصلے پر ہے۔ قبیلہ بنوخزاعہ کی ایک شاخ یہاں آباد تھی۔ قبیلہ مصطلق کے سردار حارث بن ضرار نے مدینہ پر حملہ کیلئے ایک لشکر جمع کیا تھا۔ جب سرکار مدینہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ اس مقام پر پہنچے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں۔ یہاں بھی معمولی جنگ ہوئی، 10 کفار گرفتار ہوئے اور دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ اسی غزوہ سے واپسی پر اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تھا جس سے برأت کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا تھا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کا عقد:۔ غزوہ مریسیع کی جنگ

Marfat.com

میں جو کفار قیدی بنائے گئے ان میں اس قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی۔ تمام قیدیوں کو صحابہ میں غلام بنا کر تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ایک صحابی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں اُنہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تم مجھے اتنی رقم دے دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی رقم نہ تھی۔ چنانچہ وہ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے مجھے اتنی رقم کے عوض آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ ﷺ میری امداد فرمائیں تا کہ میں آزادی حاصل کر لوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں اس سے بہتر سلوک تم سے کروں اور تمہاری طرف سے ساری رقم خود ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں تا کہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے خوشی خوشی اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تمام رقم ادا فرما دی اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا۔ یہ خبر صحابہ تک پہنچی تو انہوں نے خوشی میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے کے ایک سو قیدیوں کو فدیہ لئے بغیر رہا کر دیا۔

واقعہ افک:۔ اسی غزوہ سے جب رسول اکرم ﷺ مدینہ واپس آ رہے تھے تو ایک جگہ راستے میں رات کو پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بند ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں۔ چند مخصوص صحابہ اس ہودج کو اُونٹ پر لادنے اور اتارنے کے لئے مقرر تھے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر کی روانگی سے کچھ دیر پہلے لشکر سے باہر رفع حاجت کے تشریف لے گئیں۔ جب واپس ہوئیں تو دیکھا کہ ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ وہ دوبارہ اس ہار کی تلاش میں لشکر سے باہر چلی گئیں۔ واپسی پر کچھ دیر لگ گئی اور لشکر روانہ ہو گیا۔ آپ کا ہودج اونٹ پر لادنے والوں نے یہ خیال کر کے کہ ام المؤمنین ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں ہودج اُونٹ پر لاد دِیا اور پورا قافلہ روانہ ہو گیا۔ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا واپس تشریف لائیں تو وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ وہ یہ سوچ کر وہیں ٹھہر گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے تو وہ ضرور میری تلاش میں یہاں آئیں گے۔ ایک صحابی جن کا نام صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھا وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے

Marfat.com

رہتے تھے کہ اگر کوئی سامان گرا پڑا رہ جائے تو اس کو اُٹھا کر لے چلیں۔ جب وہ وہاں پہنچے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہاں دیکھا تو اچانک منہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰاجِعُوْن نکلا۔ ام المؤمنین یہ سن کر جاگ گئیں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ بٹھا کر انہیں سوار کیا اور خود اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر قافلے سے جا ملے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے اس واقعہ کو غلط رنگ دیا اور اپنے خبثِ باطن کے سبب اِس واقعہ سے دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے لگا۔ اس منافق نے اس واقعہ کو بہت اُچھالا اور تہمت کا خوب چرچا کیا جس سے کئی ایک مسلمان بھی جن میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِس شرانگیز تہمت سے بہت رنج ہوا۔ بہت سے اور مسلمان بھی اس صورت حال سے بہت دُکھی ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ پہنچ کر بیمار ہوگئیں۔ پردہ نشین تو تھیں ہی اب صاحبِ فراش بھی ہوگئیں لیکن اس تہمت کی انہیں ابھی تک خبر نہ ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا پورا علم تھا۔ چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لئے اپنی طرف سے ان کی برأت کا اعلان مناسب نہ سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ اس معاملے پر وحی الٰہی کے انتظار میں تھے۔ اسی دوران آپ ﷺ اپنے مخلص صحابہ سے اس معاملہ میں مشورہ بھی فرماتے رہے تاکہ ان کے خیالات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے اس تہمت بارے گفتگو کی تو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اسلئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے (کیوں کہ مکھیاں نجاستوں پر بھی بیٹھ جاتی ہیں) تو بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو اللہ کریم کیسے یہ چاہے گا کہ وہ آپ کی زوجیت میں رہ سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ آئے یا وہ ناپاک زمین پر پڑے تو وہ کب یہ برداشت کرے گا کہ کوئی آپ ﷺ کی ردائے عصمت کو آلودہ کرے۔

Marfat.com

یہی سوال ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک روز ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے نعلین مبارک اُتار دی تو ہم نے بھی آپ ﷺ کی تقلید کی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے پوچھا تھا کہ تم نے اپنے جوتے کیوں اُتارے؟ تو ہم نے کہا تھا کہ آپ ﷺ کی اتباع میں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے تو جبرائیل علیہ السلام نے جوتے اُتارنے کا کہا تھا کیوں کہ وہ جوتے پاک نہیں تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی نعلین پر لگی نجاست سے مطلع کر کے اُسے اُتارنے کا حکم دیا تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ایسی بیوی سے قطع تعلق کا آپ ﷺ کو حکم نہ دے۔ اسی طرح جس سے بھی آپ ﷺ نے اس مسئلے میں استفسار کیا اُس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا ہی ذکر کیا۔

اہل تحقیق کے مطابق جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے کے ذریعے آپ کی برأت ظاہر کی لیکن جب محبوب رب العالمین ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بد باطن منافقین نے یہ جسارت کی تو رب العرش العظیم نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور طہارت کی شہادت دی اور قرآن کریم کی سورہ نور میں سولہ آیات نازل فرمائیں جو قیامت تک آپ کی پاکدامنی کی شہادت دیتی رہیں گی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد:۔ اسی سال یعنی 5ھ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ وہ اِس سے پہلے آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں لیکن ان دونوں میں ناچاقی رہتی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی خود پڑھایا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے باوجود سرکار ﷺ کی اجازت نہ دینے کے طلاق دے دی تو آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لئے اُن سے شادی کر لی۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے عقد:۔ ام حبیبہ جو ابوسفیان کی صاحبزادی تھیں

Marfat.com

اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ہمراہ اسلام کے ابتدائی سالوں میں مسلمان ہوکر حبشہ کو ہجرت کرگئی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کا خاوند مرتد ہوکر عیسائی بن گیا لیکن آپ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ 5ھ میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے ان کی بیوگی اور غریب الوطنی پر ترس کھایا اور نجاشی بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح محمد ﷺ سے کردیا جائے۔ چنانچہ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کو اپنے پاس بلایا اور چار سو دینار حق مہر کیساتھ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کردیا۔ اس طرح اس خوش نصیب بی بی کو بھی اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہوگیا۔

5ھ ہجری کے دِیگر واقعات

اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض قرار دیا گیا اور بے حجاب گھر سے باہر نکلنا ممنوع قرار دے دیا گیا سورہ احزاب میں اس کا ذِکر آتا ہے۔ غیر محرموں کے سامنے بے پردہ آنے سے، بناؤ سنگار، زیورات کی نمائش، چال ڈھال، گفتار اور رفتار جو مردوں کی کشش کا باعث ہو سے روک دیا گیا۔ اس سے پہلے پانی نہ ملنے کی وجہ سے غسل اور وضو میں جو دشواری ہوتی تھی وہ دور ہوگئی۔ اسی سال تیمّم کرنے کے احکامات جاری ہوئے۔ اس سے پہلے کسی امت کو تیمّم کی اجازت نہ تھی۔

جنگِ خندق:۔ جنگ خندق 5ھ کا سب سے اہم واقعہ ہے۔ اس کو جنگ خندق اس لئے کہتے ہیں کہ کفار سے حملہ کے دفاع میں مدینہ کے گرد ایک خندق کھودی گئی تھی جس کی گہرائی 5 گز اور چوڑائی بھی تقریباً 5 گز تھی۔ اس جنگ یا غزوہ کو قرآن کریم میں احزاب کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جو کہ حزب کی جمع ہے جس کے معانی جماعت یا گروہ کے ہوتے ہیں۔ اس جنگ میں قریش کے ساتھ دوسرے مشرک قبائل اور بنونضیر کے یہودی بھی کفار مکہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ قبیلہ بنونضیر جن کو مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے کے سبب مدینہ سے نکال دیا گیا تھا وہ خیبر کے علاقے میں جا کر آباد ہوگئے تھے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب سے بھرے ہوئے تھے اور انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔ انہوں نے قریش کو ساتھ

Marfat.com

لے کر مدینہ پر حملہ کا پروگرام بنایا۔ کفار مکہ جو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھے فوراً مشترکہ حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے چند اور قبائل جن میں بنو غطفان، بنو اسد، بنو سلیم وغیرہ بھی شامل تھے ساتھ ملا لیا اور ایک بہت بڑا لشکر جس کی تعداد دس سے بارہ ہزار تھی تیار کر لیا۔

جب رسول خدا ﷺ کو مسلمانوں کے خلاف کفار و یہود کے اِس عظیم گٹھ جوڑ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ احد کی طرح اتنی بڑی فوج کیساتھ کھلے میدان میں لڑائی سے بہتر یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اِس حملہ کا دفاع کیا جائے۔ اور شہر کے گرد جس طرف سے دشمن کے حملہ کا زیادہ خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے تا کہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ نہ کر سکے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے تین ہزار صحابہ کا لشکر تیار کیا۔ ان تمام کو خندق کھودنے پر لگا دیا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بہ نفس نفیس خندق کھودنے میں شریک ہوئے۔ دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمائی گئی۔ تقریباً 20 روز کے بعد یہ خندق تیار ہو گئی۔ سخت سردی اور خوراک میں کمی بلکہ فاقوں کے باوجود اسلام کے مجاہدوں نے نہائت جوش و خروش سے اس میں حصہ لیا۔ خود سرور دو عالم ﷺ نے اِس خندق کی کھودائی کے دوران اپنے شکم انور پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایک چٹان صحابہ کرام سے نہ توڑی گئی تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا۔ آپ ﷺ نے کدال ہاتھ میں لے کر اللہ کا نام لے کر تین مرتبہ اس چٹان پر کدال چلائی ہر دفعہ اس میں سے روشنی نکلتی رہی۔ آپ ﷺ نے شام، ایران اور یمن کے ملکوں کو فتح کر لیے جانے کی خوشخبری صحابہ کو سنائی۔

اسی کھدائی کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ (جن کا گھر قریب ہی تھا) نے جب آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے پیٹوں پر (بوجہ بھوک) پتھر بندھے دیکھے تھے تو ان سے رہا نہ گیا، گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا گھر میں کتنا کھانا ہے؟ اس نے کہا ایک صاع جو کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو جلدی سے پیس کر روٹیاں پکا لو۔ میں بکری کے بچے کو ذبح کر کے گوشت بنا دیتا ہوں۔ چنانچہ اُنہوں نے جلدی سے گوشت بنا کر بیوی کو دیا اور رسول اللہ ﷺ سے چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک صاع جو

Marfat.com

اور بکری کے بچے سے میں نے کھانا تیار کیا ہے۔لہٰذا آپ ﷺ چند صحابہ کو ساتھ لے آئیں اور کھانا تناول فرمالیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے خندق والو جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت طعام دی ہے لہٰذا سب لوگ چل کر ان کے گھر کھانا کھائیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تک میں نہ آ جاؤں روٹی مت پکوانا۔ چنانچہ جب سرور دو عالم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈال دیا اور برکت کی دُعا فرمائی۔ گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈالا، پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولہے سے نہ اتاری جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا۔ حدیث پاک کے مطابق ایک ہزار آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا مگر گوندھا ہوا آٹا اور ہانڈی میں سالن بدستور پورا موجود تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خندق تیار ہو جانے کے بعد عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے محفوظ قلعوں میں جمع فرما دیا۔ مدینہ میں حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور تین ہزار انصار و مہاجرین کے ساتھ سلع پہاڑ کے دامن میں اس طرح ٹھہرے کہ سامنے خندق تھی۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور نصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عنائت فرمایا گیا۔

کفار قریش جن کے سالار ابوسفیان تھے نے دس ہزار لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ منافقین جو مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے تھے وہ کفار کے اتنے بڑے لشکر کو دیکھتے ہی بزدل ہو گئے اور گھر واپس جانے اجازت مانگنے لگے۔ لیکن اسلام کے جانثار لشکر کفار کی یلغار کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور مقابلہ پر ڈٹ گئے۔ خندق کی وجہ سے دست بدست لڑائی نہیں ہو سکتی تھی۔ کفار حیران تھے کہ اتنی بڑی خندق کو کیسے پار کریں۔ مگر دونوں طرف سے روزانہ برابر تیر اور پتھر چلا کرتے تھے۔ ایک روز عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ کے ساتھ خندق کے کنارے آیا۔ ایک جگہ دیکھی جہاں خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور خندق پار کر گیا۔ بڑے تکبر سے پکارا ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا۔ یہ سنتے ہی شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مقابلے کے لئے تیار ہوئے۔ تاجدارِ دو عالم ﷺ نے اپنی خاص تلوار ذوالفقار اپنے دست

Marfat.com

مبارک سے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ باندھا اور دُعا فرمائی اے اللہ تو علی کی مدد فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو سے کہا تو مسلمان ہو جا اس نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے کہا تو لڑائی سے واپس چلا جا اس نے کہا یہ مجھے منظور نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جا۔ اس نے کہا میرے والد کے تیرے والد ابو طالب کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے اس لئے میں تیرا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا لیکن میں تیرا خون بہانا پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو بن عبدود کا خون کھولنے لگا۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور اپنی تلوار سے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ پھر اپنی تلوار سے شیرِ خدا پر وار کیا۔ انہوں نے وار کو اپنی ڈھال پر روکا، وار اتنا زبردست تھا کہ تلوار ڈھال اور عمامہ کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر لگی لیکن زخم زیادہ گہرا نہ تھا۔ پھر حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا وار کیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اس کے سینے پر چڑھ کر اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔ اس کے بعد نوفل غصہ میں بھرا ہوا آگے آیا اور مقابلہ کے لئے للکارنے لگا۔ حضرت زبیر العوام رضی اللہ عنہ نے بجلی کی طرح جھپٹ کر تلوار کے ساتھ اس کو چیر دیا۔ ان کے باقی چند ساتھی یہ دیکھ کر بھاگ گئے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ نوفل کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ نوفل خندق پار کرتے ہوئے اس میں گر پڑا تھا، اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ اس دن کا حملہ بڑا سخت تھا۔ خالد بن ولید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ پر بڑا زوردار حملہ کیا مگر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دستہ کے ساتھ بھرپور مزاحمت کی۔ سارا دن دونوں طرف سے بڑی شدید سنگ باری اور تیر اندازی ہوتی رہی۔ اس گھمسان کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اور اکثر صحابہ کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے دیگر صحابہ کے ساتھ نماز عصر کی قضا پڑھنے کے بعد نماز مغرب پڑھی اور دُعا فرمائی اے اللہ ان مشرکوں کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطی سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

قبیلہ بنو قریظہ کے یہودی اب تک غیر جانبدار تھے۔ بنو نضیر کے یہودی جو کفار کے لشکر میں ان کے ساتھ تھے انہوں نے بنو قریظہ کے یہودیوں کو ساتھ ملانے کی سر توڑ کوشش شروع کر دی تا کہ مسلمانوں پر

Marfat.com

مدینہ شہر کی جانب سے حملہ کروادیں۔ پہلے تو بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد نہ مانا لیکن حی بن اخطب نے بالآخران کوساتھ دینے اور مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دینے پر راضی کرلیا۔ یہ سن کر کفار مکہ بہت خوش ہوئے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے بہت فکر اور تشویش کا باعث تھا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ افسوسناک خبر سنی تو اپنے دو جانثاروں حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضوان اللہ علیہم کو صورت حال کا جائزہ لینے اور بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلانے کے لئے بنوقریظہ کے پاس بھیجا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ واقعی بنوقریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے اور وہ کفار کے ساتھ مل گئے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑی بے شرمی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ ہم کچھ نہیں جانتے کہ حضرت محمد ﷺ کون ہیں نہ ہی ہمارا ان سے کوئی معاہدہ تھا۔ چنانچہ یہ دونوں اصحاب واپس تشریف لے آئے اور صورت حال سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو آگاہ کردیا۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا اور اپنے جانثار ساتھیوں کو حوصلہ دیا اور کہا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔ بنوقریظہ کے یہودیوں نے حملہ کرنے کی تیاری مکمل کرلی تھی اور اپنے ہتھیاروں کو درست کررہے تھے۔ اس فتنہ سے بچاؤ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دوسو مجاہدین اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین سو مجاہدین کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لئے روانہ فرمادیا۔ یہ سارے شہر میں چکر لگاتے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے۔ اس بروقت اقدام سے مدینہ کے یہودی بنوقریظہ کو مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم ہوا تھا۔ کل چھ مسلمان شہید ہوئے ان میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعید بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کو ایک کافر کا تیر لگا تھا جس سے وہ زخمی ہوگئے تھے۔ اسی دوران ایک شخص جسکا نام نعیم بن مسعود تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو نور ایمان سے منور کردیا ہے لیکن اس کی کسی کو خبر نہیں اگر میں آپ ﷺ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں تو حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس آڑے وقت میں کوئی مدد تو نہیں کرسکتے لیکن اگر کسی طرح دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا کرسکتے ہو تو کرلو۔ یہ جنگ ہے اور جنگ میں ایسی تدبیر جائز ہے۔ وہ

Marfat.com

پہلے بنوقریظہ کے سرداروں کے پاس گئے پھر ابوسفیان اور ساتھیوں کے ہمدرد بن کران کوایک دوسرے کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ آخر کار وہ کامیاب ہوئے اور بنوقریظہ اور کفار مکہ کے درمیان بد اعتمادی پیدا کردی۔

دُوسری طرف شدید سردی اور سامان رسد میں کمی اور تیس روز کے ناکام محاصرے کی وجہ سے کفار کے حوصلے پست ہوگئے تھے۔ ایک رات ایسی آندھی آئی کہ خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں، ہانڈیاں اُلٹ گئیں، گھوڑے رسے تڑوا کر بھاگنے لگے غرضیکہ سارا لشکر کفار خوف زدہ ہوگیا۔ ابوسفیان پر بھی ایسی بدحواسی چھا گئی کہ وہ فرار ہوگیا۔ جب دوسرے سرداروں نے دیکھا کہ ہمارا کمانڈر انچیف ہی دوڑ گیا ہے تو انہوں نے بھی راہِ فرار میں اپنی عافیت جانی۔ جب مسلمانوں نے صبح کو کفار کے پڑاؤ کی جگہ پر نظر دوڑائی تو وہاں ٹوٹی ہوئی طنابیں، الٹی ہوئی ہانڈیاں، بجھی ہوئی آگ اور بکھرے ہوئے سامان کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی۔ کفر کی کالی گھٹا چھٹ چکی تھی۔ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث نہ کیا گیا ہوتا تو شائد یہ آندھی لشکر کفار کا صفایا کردیتی۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی دُعاؤں کو قبول فرمایا اور کفار سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد کفار مکہ کو کبھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں پر لشکر کشی کرسکیں۔

غزوہ بنو قریظہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگِ خندق سے فارغ ہوکر اپنے گھر تشریف لے آئے اور ہتھیار اُتار کر غسل فرمایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے ہتھیار اُتار دیئے جبکہ ہم فرشتوں کی جماعت نے ابھی تک نہیں اُتارے ہیں۔ اللہ کریم کا یہ حکم ہے کہ آپ ﷺ بنوقریظہ کی طرف چلیں کیونکہ ان لوگوں نے معاہدہ توڑ کر جنگ خندق میں کفار کا اعلانیہ ساتھ دیا ہے اور مدینہ پر حملہ کیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اعلان کردیا کہ لوگ ابھی ہتھیار نہ اتاریں اور بنوقریظہ روانہ ہوجائیں۔ آپ ﷺ نے خود بھی ہتھیار زیب تن کیے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر لشکر کے ساتھ بنوقریظہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

بنوقریظہ بھی جنگ کیلئے بالکل تیار تھے چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو ان ظالم اور عہد شکن یہودیوں نے حضور انور ﷺ کو (معاذ اللہ) گالیاں دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ فرمالیا اور تقریباً ایک ماہ تک یہ محاصرہ جاری رکھا چنانچہ یہودیوں نے تنگ آ کر گفتگو کی اِجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔ ان کے نمائندے نے آ کر بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ جس طرح آپ نے بنونضیر کو یہاں سے نکلنے کی اجازت دی تھی انہی شرائط پر ہمیں بھی اجازت دے دی جائے (یعنی عورتوں بچوں اور ایک اونٹ سامان کے ساتھ) لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انکار کر دیا۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ ہم سارا مال ومتاع یہاں چھوڑ جاتے ہیں صرف ہماری جان بخشی کر دی جائے۔ یہ تجویز بھی مسترد کر دی گئی۔ آخر کار یہودیوں کی تجویز پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (یہ ابھی تک زخمی تھے اور زیرِ علاج تھے) کو حکم مقرر کر دیا گیا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر بنوقریظہ گئے انہوں نے مندرجہ ذیل فیصلہ سنایا۔

''لڑنے والی فوجوں کو قتل کر دیا جائے، عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں اور ان کا مال واسباب مالِ غنیمت بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے''

چنانچہ اسی فیصلہ پر عمل کیا گیا۔ اس طرح مسلمان اس شریر اور بدعہد قبیلہ کے شر اور فساد سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو گئے۔

﴿ہجرت کا چھٹا سال﴾

اس سال کے واقعات میں سب سے اہم واقعہ بیت الرضوان اور صلح حدیبیہ ہے۔ بظاہر تو کفار مکہ سے یہ صلح ان کی شرائط پر کی گئی تھی لیکن قرآن کریم نے اس کو فتح مبین کا نام دیا ہے۔

ذیقعد 6ھ میں نبی کریم ﷺ اپنے چودہ سو جانثاروں کے ہمراہ احرام باندھ کر عمرہ کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خطرہ کے پیشِ نظر ایک آدمی کو بھیجا کہ کفار مکہ کے ارادوں

Marfat.com

کی خبر لائے۔ جب آپ ﷺ کا قافلہ ''عرفان'' کے مقام پر پہنچا تو وہ آدمی یہ خبر لایا کہ کفار مکہ نے تمام قبائل عرب سے مشورہ کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا جائیگا۔ چنانچہ کفار مکہ نے دیگر قبائل کیساتھ مل کر ایک فوج تیار کر لی اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے مکہ سے باہر نکل کر مقام ''بلدح'' پر پڑاؤ ڈال دیا۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل دوسو سواروں کا دستہ لے کر مقام ''عمیم'' تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سواروں کے دستہ کی گرد دیکھی تو آپ ﷺ نے اپنا قافلہ عام راستہ سے ہٹا کر غیر معروف راستہ پر ڈال دیا۔ آخر حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کی اونٹنی ''قصوٰی'' رُک گئی۔ وہاں حدیبیہ نامی کنواں تھا۔ اتنے بڑے قافلہ کی وجہ سے وہ چند گھنٹوں میں خشک ہوگیا۔ پانی کی شدید کمی ہوگئی تو سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ایک بڑے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈالا تو آپ ﷺ کی مقدس اُنگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے خشک کنویں میں اپنے وضو کا غسالہ اور اپنا ایک تیر ڈال دیا تو کنویں میں اس قدر پانی اُبل پڑا کہ پورا لشکر اور تمام جانور کئی دنوں تک اس کنویں سے سیراب ہوتے رہے۔

بیعت الرضوان:۔ مقام حدیبیہ میں دورانِ پڑاؤ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ محسوس کیا کہ کفار مکہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جبکہ مسلمان تو احرام کی حالت میں تھے جس میں جوئیں مارنا بھی منع ہے تو آپ ﷺ نے مناسب سمجھا کہ کفار مکہ سے مصالحت کی گفتگو کرنے کیلئے کسی کو مکہ بھیجا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مالداری اور اپنے قبیلہ کی حمائت و پاسداری کے سبب کفار مکہ کی نظروں میں قابل احترام تھے۔ اس لئے کسی نے بھی ان سے اُلجھنے کی جرأت نہیں کی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم آپ کو طواف کعبہ اور صفا مروہ کی سعی کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ اپنا عمرہ ادا کر لیں لیکن ہم محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو کسی طرح بھی کعبہ کے نزدیک نہیں آنے دیں گے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے بغیر عمرہ ادا نہیں کروں گا۔ اس پر بات بڑھ گئی۔ کفار نے ان کو مکہ میں روک لیا مگر حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ یہ خبر رسول خدا ﷺ تک پہنچی

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ یہ فرما کر آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ تم سب لوگ میرے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرو کہ آخری دم تک تم لوگ میرے وفادار اور جانثار رہو گے۔ تمام صحابہ کرام نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ آپ ﷺ کی بیعت کی۔ یہی وہ بیعت ہے جسے تاریخ اسلام میں بیعت الرضوان کا نام دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اِس بیعت کا ذکر یوں آتا ہے۔

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ (اے رسول) تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

جب تمام صحابہ بیعت کر چکے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور بارگاہِ اِلٰہی میں عرض کی اے اللہ یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے کیوں کہ وہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں گیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ بیعت آپ ﷺ نے اس لئے کی تھی کہ آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ قتل کی خبر صحیح نہیں ہے۔ اس بیعت کی جب اہل مکہ کو خبر ہوئی تو ان میں کچھ نرمی کے آثار پیدا ہوئے اور انہوں نے صلح کے بارے سوچنا شروع کر دیا۔ اسی دوران بدیل بن ورقاء قبیلہ بنی خزاعہ کا سردار نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے تسلی دی کہ ہم لوگوں کا سوائے عمرہ ادا کرنے کے کوئی اور ارادہ نہیں ہے۔ پھر وہ کافروں کے پاس گیا اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن کفار مکہ نہ مانے۔ اہل مکہ نے سردار جلیس بن علقمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ ان کو واپس چلے جانے پر مجبور کرے۔ جب رسولِ خدا ﷺ نے اس کو اپنے لشکر کی طرف آتے دیکھا تو صحابہ کو ارشاد فرمایا اپنے قربانی کے جانوروں کی قطاریں اس کے سامنے سے گزارو۔ جب اس نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا تو بغیر گفتگو کئے ہی قریش کے پاس چلا گیا۔ اور انہیں بتایا کہ مسلمان مکہ پر قبضہ کرنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کے لئے آئے ہیں لیکن وہ پھر بھی نہ مانے۔ اس کے بعد اہل مکہ نے عروہ بن مسعود کو مذاکرات کے لئے بھیجا۔ عروہ نے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے گفتگو کی تو اسے بھی یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کی نیت صرف عمرہ ادا کرنے کی ہے چنانچہ وہ اہل قریش

Marfat.com

کو جا کر قائل کرنے لگا۔ اس نے جا کر یہ بھی کہا کہ میں قیصر و کسریٰ اور کئی بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں لیکن جاں نثاری، عقیدت اور ادب و احترام کے جو جذبات غلامانِ محمد ﷺ میں دیکھے ہیں اُس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آتی۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو لعاب دہن کو اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ آگے بڑھ کر اسے اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیتے ہیں۔ اس لئے اگر تم خیال کرتے ہو کہ وہ مشکل وقت میں اپنے نبی ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ آخر کار سہیل بن عمرو کو صلح کی بات چیت کی غرض سے بھیجا گیا۔ سہیل کیساتھ بھی کافی دیر گفتگو ہوتی رہی جسکے نتیجہ میں یہ طے پایا کہ اِس سال مسلمان عمرہ ادا کیے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے لیکن آئندہ سال اپنے صحابہ سمیت عمرہ ادا کرنے آئیں گے اور تین روز مکہ میں قیام کریں گے اور ہتھیار بھی ساتھ نہ لاسکیں گے۔ اس معاہدہ میں اور بھی شرطیں تھیں جن پر صحابہ کرام کے دلوں میں اضطراب تھا اور وہ اس پر دل سے راضی نہ تھے۔ جب صلح نامہ کو ضبط تحریر میں لایا جانے لگا اور قلم اور دوات منگوایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم** لکھو۔ سہیل نے کہا ہم رحمٰن کو نہیں جانتے آپ **بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ** لکھوایئے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور ہے۔ مسلمانوں نے کہا ہم **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم** ہی لکھیں گے۔ مگر حضور ﷺ نے سہیل کی بات مان لی اور فرمایا اچھا اے علی رضی اللہ عنہ **بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ** ہی لکھ دو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ عبارت لکھوائی۔ **هٰذَا مَاقَضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** ﷺ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کا فیصلہ کیا۔ سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے۔ لیکن آپ محمد ﷺ بن عبداللہ لکھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں یہ اور بات ہے کہ تم میری رسالت کو نہیں جانتے اور جھٹلاتے ہو۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا دو اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو آپ ﷺ کے نام پاک کو

Marfat.com

نہیں مٹا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشارہ کرنے پر آپ ﷺ نے خود رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا لفظ مٹا دیا۔ بہر حال صلح کی تحریر مکمل ہوگئی اس کی رو سے طے پایا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی نہیں ہوگی۔ صلح نامہ کی مندرجہ ذیل شرائط تھیں:

(1) مسلمان اس سال بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں گے۔

(2) آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں گے اور صرف تین روز مکہ میں ٹھہر کر واپس ہو جائیں گے۔

(3) تلوار کے سوا کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں گے اور تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہوگی۔

(4) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

(5) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائیگا۔

(6) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام کو اس پر بڑی ناگواری ہو رہی تھی لیکن وہ فرمان رسالت کے خلاف لب کشائی نہ کر سکتے تھے۔

ابُوجندل کا معاملہ:۔ ابھی صلح نامہ تیار ہی ہوا تھا لیکن فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ سہیل جو مذاکرات صلح کرنے میں شریک تھے کا بیٹا ابو جندل جو مسلمان ہو چکا تھا بیڑیوں میں جکڑا، زخموں سے چور گرتا پڑتا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ بیٹے کو دیکھ کر سہیل کہنے لگا اے محمد ﷺ اِس معاہدہ پر دستخط کرنے کیلئے میری پہلی شرط یہ ہے کہ آپ ابو جندل کو میری طرف واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی تو معاہدہ پر دستخط ہی نہیں ہوئے اس لئے یہ نافذ نہیں ہوا ہے۔ لیکن سہیل بن عمرو کہنے لگا میں صلح ہی نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے کہا اچھا تم اپنی طرف سے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے دو

Marfat.com

لیکن اس نے اجازت نہ دی۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ میں مزید ستم کیلئے پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو اس نے مسلمانوں سے فریاد کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی سفارش رسول خدا ﷺ سے کی لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور معاہدہ کی پاسداری پر قائم رہے اور ابوجندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا صبر کرو۔ عنقریب اللہ تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے ضرور کوئی راستہ نکال دے گا۔ چنانچہ ابوجندل رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں واپس جانا پڑا۔

جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو رسول خدا ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا اُٹھو اور قربانی کر کے سر منڈا دو اور احرام کھول دو۔ مسلمان جو دل سے اس سخت شرائط والے معاہدے پر خوش نہیں تھے نہ اٹھے۔ آخر ام المؤمنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ کہیں اور خود آپ ﷺ اپنی قربانی کر کے بال ترشوالیں چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو قربانی کر کے احرام اُتارتے دیکھا تو انہوں نے بھی تقلید کی۔ اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

اگرچہ اِس صلح پر اصحاب رسول ﷺ رنجیدہ تھے اور اسے مغلوبانہ معاہدہ سمجھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے فتح مبین قرار دے دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ''فتح'' ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں یہ فتح ہے''۔ اس صلح نامہ کے بارے میں اصحاب بہتر رائے نہ رکھتے تھے لیکن بعد میں ثابت ہو گیا یہ واقعی ہی فتح ہے۔ اس معاہدہ کی بدولت مکہ اور مدینہ میں لوگوں کی آمد و رفت اور میل جول بڑھا، تبلیغ اسلام کے لیے سازگار ماحول میسّر آیا اور ایسی کامیابیاں حاصل ہوئیں جو گزشتہ 19 سال میں حاصل نہ ہوئی تھیں۔ اس سفر میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو کے لگ بھگ تھی لیکن دو سال بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکرِ جرار ہمراہ تھا۔ اس صلح سے مزید فائدہ یہ ہوا کہ قریش کی سازشیں دم توڑ گئیں اور اُنکی جانب سے اطمینان ہو گیا اس طرح حضور ﷺ نے دوسرے علاقوں کی طرف توجہ فرمائی۔

صلح حدیبیہ کے تین ماہ بعد یہودیوں کے اہم مراکز خیبر، فدک، اور تبوک وغیرہ پر اسلامی پرچم

Marfat.com

لہرانے لگا۔ مکہ کے سرکردہ افراد بھی حالات کے رُخ کا صحیح تجزیہ کرنے لگے اور اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خود مدینہ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک جتنے لوگ مسلمان ہوئے اتنے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح فتحِ حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان تھا۔ بندے جلد بازی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کی طرح جلد بازی نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا میں نے حجتہ الوداع کے موقع پر سہیل بن عمرو کو دیکھا کہ جب حضور ﷺ قربانی کے جانور ذبح فرما رہے تھے وہ ان جانوروں کو پکڑ کر حضور ﷺ کے قریب لے آتا تھا اور جب حجام نے سرورِ دو عالم ﷺ کے بال تراشے تو وہی سہیل موئے مبارک چن رہا تھا اور اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا اس وقت مجھے اس کا بسم اللہ اور محمد رسول ﷺ لکھنے سے انکار یاد آیا میں نے اس بات پر اللہ کی حمد و ثنا کی۔

حضرت ابُو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی:۔ صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ مدینہ آ گئے تو سب سے پہلے جو بزرگ ہجرت کر کے مدینہ آئے وہ ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفارِ مکہ نے فوراً دو آدمی اُنہیں واپس لانے کے لیے بھیجے۔ اُنہوں نے رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ صلح حدیبیہ کی رُو سے آپ انہیں واپس کرنے کے پابند ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مکّے چلے جاؤ ہمارے دین میں عہد شکنی جائز نہیں۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ مجھے کافروں کے حوالے کر دیں گے تا کہ وہ مجھے کفر پر مجبور کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری رہائی کا کوئی سبب پیدا کر دے گا۔ آخر مجبور ہو کر حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافروں کی حفاظت میں مکہ روانہ ہو گئے۔ جب یہ ذوالحلیفہ پہنچے تو سب کھانا کھانے بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر کی تلوار کی بہت تعریف کی تو اس نے نیام سے باہر نکال کر اُنہیں دکھائی اور کہا بہت ہی عمدہ تلوار ہے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار اُس سے لے کر اُس کی گردن اڑا دی۔ دوسرا کافر خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور مسجد نبوی میں جا کر رسول ﷺ سے شکایت کی ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔

Marfat.com

اِتنے میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے اور عرض کی یارسول ﷺ آپ نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی تھی اور مجھے ان کے ساتھ واپس بھیج دیا تھا۔لیکن رسول خدا ﷺ راضی نہ ہوئے تو وہ وہاں سے کھسک گئے اور ساحل سمندر کے قریب مقام عصیص میں جا ٹھہرے۔ادھر ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی اپنی زنجیر کاٹ کر عصیص پہنچ گئے۔اسی طرح مکہ کے کئی مظلوم مسلمان بھاگ بھاگ کر وہاں جمع ہوتے گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد ستر (۷۰) کے قریب پہنچ گئی۔ان لوگوں نے قریش کے تجارتی قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔کفار کا ناک میں دم ہوا تو انہوں نے ایک خط لکھ کر رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ صلح نامہ کی اس شرط کو ختم کر دیا جائے اور لوگوں کو ساحل سمندر سے مدینہ بلا لیں۔اب ہماری طرف سے اجازت ہے کہ جو مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلا جائے اسے واپس نہ کریں۔چنانچہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق یہ لوگ سمندر کا ساحل چھوڑ کر مدینہ آ کر رہنے لگے۔

﴿نبی کریم ﷺ کے سربراہانِ مُملکت کو خطوط﴾

۶ھ میں جب جنگ وجدال کے خطرات ٹل گئے اور ہر طرف امن وامان کی فضا پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے مختلف سربراہانِ مملکت کو خط لکھے اور اُنہیں اسلام کی دعوت دی۔ان میں سے چند خطوط مندرجہ ذیل ہیں:

قیصر رُوم کو خط:۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کا مقدس خط لے کر قیصر روم (ہرقل) کی طرف گئے جو اِن دنوں بیت المقدس کے دورہ پر تھا۔یہ خط اسے ملا تو اس نے حکم دیا کہ اگر کوئی قریش کا آدمی ادھر آیا ہے تو اسے دربار میں پیش کیا جائے۔اتفاق سے اس وقت ابوسفیان دوسرے تاجروں کے ساتھ ادھر آیا ہوا تھا۔ان سب کو قیصرِ روم کے دربار میں پیش کیا گیا۔قیصر نے پوچھا جس شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے اس کا قریبی رشتہ دار تم میں سے کون ہے؟ ابوسفیان بولا میں ہوں۔اس کے بعد قیصرِ روم نے اس سے کافی سوالات کئے جن کے جوابات سے اُس پر نبوّتِ محمدیہ کی صداقت عیاں ہوتی گئی۔پھر

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کا خط مبارک دربار میں پڑھا گیا تو قیصر پر دینِ حق مزید روشن ہو گیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے اپنے درباریوں کو اعتماد میں لینا چاہا لیکن وہ سخت ناراض ہوئے اور دربار سے راہِ فرار اِختیار کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ خود بھی اور اس کے درباری بھی اسلام کی دولت سے محروم رہے۔ ہرقل بذاتِ خود تورات وانجیل کا عالم تھا لیکن سلطنت کی حرص وہوس نے اسے اسلام کی نعمتِ عظمیٰ سے محروم رکھا حالانکہ اس نے نامہ مبارک اور اس کے لانے والے کی عزت افزائی بھی کی تھی۔

خُسرو پرویز کو خط:۔ تقریباً اسی طرز کا ایک خط بادشاہ ایران خسرو پرویز کے دربار میں بھی بھیجا گیا۔ جب قاصد آپ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر پہنچا تو اس کے غرور اور گھمنڈ کا پارہ مزید چڑھا جب دیکھا کہ خط میں محمد ﷺ نے اپنا نام پہلے کیوں لکھا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے فرمانِ رسالت پھاڑ ڈالا اور پرزے پرزے کر کے زمین پر پھینک دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس کے تکبّر کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے میرے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے خدا تعالیٰ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے مار ڈالا اور اس کا شکم پھاڑ دیا اور اس کی بادشاہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

شاہِ مصر کو خط:۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی دعوت اسلام کا خط مصر وسکندریہ کے بادشاہ کے پاس لے کر گئے۔ وہ بہت اخلاق کے ساتھ خط لانے والے قاصد سے ملا اور فرمان رسول ﷺ کو بہت ہی تعظیم وتکریم کے ساتھ پڑھا مگر دولت ایمان مقدر میں نہ تھی چنانچہ وہ مسلمان نہ ہو سکا لیکن اس نے چند چیزوں کا تحفہ بھی پیش کیا۔ ان میں دو لونڈیاں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جنہیں اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا اور دوسری ''سیرین'' تھیں جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنی۔ اسکے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا، ایک غلام، کچھ شہد اور کچھ کپڑے بھی نذر کیے۔

بادشاہِ یمامہ کو خط:۔ حضرت سلیط رضی اللہ عنہ بادشاہ یمامہ ہوزہ کے پاس نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک لے کر گئے۔ اس نے قاصد کا احترام کیا لیکن اسلام قبول نہ کیا اور جواب میں لکھا کہ جو باتیں آپ

Marfat.com

کہتے ہیں وہ نہائت اچھی ہیں مگر مجھے اپنی حکومت میں سے کچھ حصے دیں تو میں آپ کی پیروی کرنے لگوں گا۔ حضور ﷺ نے اس کا جوابی خط پڑھا تو فرمایا اسلام ملک گیری کی ہوس کے لیے نہیں آیا ہے۔ اگر زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں نہ دوں گا۔

نجاشی کو خط:۔ حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے حضور ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف بھیجا۔ اس نے بڑے ادب سے گرامی نامہ قبول کیا، اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور ادب اور تواضع کے سبب اپنے تخت سے اُتر آیا اور زمین پر بیٹھ کر خط کو پڑھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی وہ نبی اُمی ہیں جن کا اہلِ کتاب انتظار کر رہے تھے۔ آپ ہی کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ آپ شتر سوار ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو خود حاضر خدمت ہوتا۔ اس نے جواب میں ایک خط لکھا جس میں اس نے آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایمان لانے کی شہادت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بعد میں اُسے ایک اور گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے نکاح کا ذکر تھا۔

6 ھجری کے شرعی احکامات:۔

(۱)..... اس سال مشرک عورت سے مومن مرد کا نکاح اور مومن مرد سے مشرک عورت کا نکاح حرام کر دیا گیا۔

(۲)..... اسی سال حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا، حالت احرام میں شکار پر پابندی اور نمازِ استسقاء کی ابتدا بھی اسی سال ہوئی۔ (بارش کے لیے نماز پڑھنے کو استسقاء کہتے ہیں)

Marfat.com

﴿7 ہجری کے واقعات﴾

اس سال کا اہم واقع جنگ خیبر ہے۔ یہ ایک مقام ہے جو مدینہ سے 320 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ ہے۔ عرب میں یہودیوں کا بڑا مرکز یہی تھا۔ ان میں آٹھ قلعے زیادہ مشہور تھے۔

جنگِ خیبر کا سبب:۔ جنگ خندق میں خیبر کے یہودیوں نے بھی قریش مکہ کا ساتھ دیا تھا۔ قبیلہ بنونضیر کو جب مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تھا تو بیشتر یہودی یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے ان کے دو بڑے لیڈروں حیی بن اخطب اور ابورافع نے مکہ جا کر کفار قریش کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ پر تیار کیا تھا اور جنگِ خندق میں یہ دونوں سردار کفار کے ساتھ تھے۔ قبیلہ غطفان عرب کا بڑا طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا اور خیبر کے بالکل پاس ہی تھا۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کا پروگرام بنایا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو ان کی تیاری کا علم ہوا تو آپ ﷺ سولہ سو جانثار صحابہ کرام کو لے کر خیبر روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ تین جھنڈے تیار کروائے ایک حضرت خباب بن منذر، دوسرا حضرت سعد بن عبادہ اور تیسرا حضرت علی رضی اللہ عنہم کو دیا۔ اس سفر میں بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

رسول خدا ﷺ رات کے وقت خیبر کی حدود میں پہنچ گئے اور نماز فجر ادا فرما کر خیبر کے شہر میں داخل ہوئے۔ یہودیوں نے راشن کا ذخیرہ کر کے قلعہ ناعم میں رکھ لیا۔ خیبر کے آٹھ قلعوں میں سب سے مضبوط قلعہ ''قموص'' تھا اور عرب کا مشہور یہودی پہلوان ''مرحب'' اس قطعہ کا سردار تھا۔ یہودیوں کا دوسرا سردار سلام بن مشکم قلعہ ''نطاۃ'' میں اپنے فوجیں لیے ڈٹا ہوا تھا۔ یہودیوں کے پاس بہت بڑی فوج تھی جس کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

سب سے پہلے قلعہ ''ناعم'' پر حملہ کیا گیا۔ اس قلعہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ایک مجاھد پر بڑا بھاری پتھر پھینکا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے جس پر جنگ شروع ہو گئی چنانچہ یہ قلعہ فتح ہو گیا۔ اس میں

Marfat.com

مسلمانوں کے تقریباً 50 آدمی زخمی ہو گئے تھے۔ قلعہ ''ناعم'' کے بعد دوسرے قلعے بھی یکے بعد دیگرے فتح ہوتے گئے لیکن قلعہ ''قموص'' چونکہ بہت مضبوط اور محفوظ تھا اور یہاں یہودیوں کی فوج بھی زیادہ تھی جبکہ یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر ''مرحب'' خود اس قلعہ کی حفاظت کر رہا تھا۔ اس لیے اس قلعے کو فتح کرنے میں بڑی دُشواری پیش آئی۔ کئی روز تک محاصرہ جاری رہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ قلعہ پر پہلے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمان میں فوجِ اسلام حملہ آور ہوئی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حملہ کیا گیا مگر قلعہ پھر بھی فتح نہ ہو سکا۔ چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا محبّ بھی ہے اور محبوب بھی۔ لوگوں نے رات بے چینی میں گزاری کہ دیکھیں کس خوش نصیب کو جھنڈا عنائت ہوتا ہے۔ اگلے روز تاجدار عرب و عجم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا تو فوراً تکلیف جاتی رہی۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا جو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کالی چادر سے بنایا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ ''قموس'' کے پاس پہنچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت کے جواب میں پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ قلعہ کا سردار ''مرحب'' بڑے غرور اور تکبّر سے لوہے میں ڈوبا ہوا آگے بڑھا اور رجز پڑھنے لگا کہ خیبر خوب جانتا ہے میں ''مرحب'' ہوں، اسلحہ پوش ہوں اور بڑا بہادر اور تجربہ کار ہوں۔ ''مرحب'' نے آگے بڑھ کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ پر بہت زوردار وار کیا مگر آپ بڑی تیزی اور پھرتی سے ایک طرف ہو گئے، اس کا وار خالی گیا۔ اب شیرِ خدا نے اس کے سر پر ایسا وار کیا کہ تلوار ''ذوالفقار'' اُسکے خود کو کاٹ کر سر کو چیرتی ہوئی دانتوں تک پہنچ گئی اور مرحب وہی ڈھیر ہو گیا۔ ''مرحب'' کی لاش کو زمین پر تڑپتے دیکھ کر اس کی فوج اللہ کے شیر پر ٹوٹ پڑی جس کا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔

ان کے نامور بہادر مرحب، حارث، امیر اور عامر وغیرہ واصلِ جہنم ہو گئے۔ اسی گھمسان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال ٹوٹ گئی۔ آپ نے آگے بڑھ کر اپنی فوج کیساتھ دشمن کے چھکے چھڑا دیئے

Marfat.com

اور رسول خداﷺ کا فرمان پورا ہوگیا کہ کل میں اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محب بھی ہے اور اللہ و رسولﷺ کا محبوب بھی۔ خیبر کے اس مضبوط قلعے کا محاصرہ بیس روز جاری رہا تھا اور زبردست معرکہ آرائی کے بعد یہ فتح ہوا تھا۔ خیبر کے معرکوں میں 93 یہودی مارے گئے تھے جبکہ 15 مسلمان شہید ہوئے تھے۔ فتح کے بعد خیبر کی زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا لیکن یہاں کے یہودیوں نے جلاوطن ہونے کی بجائے آپﷺ سے درخواست کی کہ اگر زمین ہمارے قبضے میں رہنے دی جائے تو ہم اس کی پیداوار کا نصف حصہ خراج میں دے دیا کریں گے۔ ان کی اس درخواست کو نبی کریمﷺ نے شرفِ قبولیت بخشا اور زمین اُن ہی کے پاس رہنے دی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عقد :۔ خیبر کی فتح میں دو عورتیں بھی قیدی بنی تھیں جن میں ایک کا نام صفیہ تھا جو یہودیوں کے رئیس حیی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی شادی بنونضیر کے سردار کنانہ سے ہوئی تھی۔ اس جنگ میں ان کا باپ اور شوہر دونوں قتل ہو گئے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی تھی کہ یا رسولﷺ مجھے بھی ایک لونڈی عطا فرمائی جائے۔ آپﷺ نے اُن کو اختیار دیا کہ جا کر ایک لونڈی لے لو، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے لیا۔ بعض صحابہ نے گزارش کی یا رسولﷺ آپ نے صفیہ کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا حالانکہ وہ بنوقریظہ اور بنونضیر کی رئیسہ ہے جبکہ آپﷺ کے سوا کوئی اُس کے لائق نہیں۔ چنانچہ آپﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم کوئی اور لونڈی لے لو۔ اس کے بعد آپﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما کر اُن سے نکاح کر لیا۔

وادیُ القریٰ کی جنگ :۔ خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر حضورﷺ وادی القریٰ تشریف لے گئے۔ یہاں یہودیوں کی چند بستیاں آباد تھیں۔ آپﷺ یہاں جنگ کرنے نہیں آئے تھے مگر یہاں کے یہودی جنگ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیئے جن سے آپ کے غلام جن کا نام حضرت مدعم رضی اللہ عنہ تھا شہید ہو گئے۔ یہاں رسولﷺ نے پہلے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے

Marfat.com

جواب میں تیر برسانے شروع کر دیئے، مجبوراً مسلمانوں کو بھی جنگ کرنا پڑی۔ چار روز تک ان یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا۔ دورانِ جنگ دس یہودی مارے گئے۔ آخر کار ان لوگوں نے بھی اہلِ خیبر کی طے شدہ شرطوں پر صلح کر لی اور اپنی پیداوار کا نصف حصہ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔

اھلِ فدک کی صلح:۔ جب فدک کے یہودیوں کو خیبر اور وادی القریٰ کے معاملے کی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے کوئی جنگ نہ کی بلکہ نبی کریم ﷺ کو یہ درخواست بھیجی کہ ہم بھی انہیں شرطوں پر آپ سے صلح کرتے ہیں جن پر اھل خیبر اور وادی القریٰ کے لوگوں نے کی ہے۔ ان کی درخواست بھی قبول فرمائی گئی چونکہ یہاں کوئی جنگ نہ ہوئی تھی اس لیے یہاں کی زمین خاص حضور ﷺ کی ملکیت ٹھہری جبکہ خیبر اور وادی القریٰ کی زمین مجاہدین کی ملکیت بنی۔

عمرۃ القضاء:۔ صلح حدیبہ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مسلمان آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے اور تین روز مکہ میں قیام کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عمرہ کے لیے مکہ روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور اعلان کر دیا جو لوگ گزشتہ سال حدیبیہ میں گئے تھے وہ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ سوائے ان لوگوں کے جو فوت ہو گئے تھے یا جنگ خیبر میں شہید ہو گئے تھے، تمام لوگ عمرہ کے لیے تیار ہو گئے۔ رسول خدا ﷺ دو ہزار صحابہ کرام کے ساتھ (جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے) مکہ روانہ ہوئے۔ اس سفر میں نبی کریم ﷺ نے احتیاطاً ہتھیار ساتھ لے لیے تھے کہ کفار مکہ کا کوئی بھروسا نہیں ہے۔ جب کفار مکہ کو خبر ملی کہ مسلمان ہتھیار بھی ساتھ لا رہے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور انہوں نے چند لوگوں کو صورت حال جاننے کیلئے مسلمانوں کے پاس بھیجا۔ جواب میں انہوں نے یقین دلایا کہ ہم صلح نامہ کی شرط کے مطابق بغیر ہتھیار ہی مکہ میں داخل ہوں گے۔ یہ سن کر کفار مکہ مطمئن ہو گئے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سے آٹھ میل دُور ہی ایک مقام پر تمام ہتھیاروں کو جمع کر کے رکھ دیا گیا اور چند صحابہ کرام کو ان کی حفاظت کی ذمہ داری دے کر تلبیہ پڑھتے ہوئے حرم پاک میں داخل ہو گئے۔ تین روز مکہ میں قیام کے بعد کفار نے ایک وفد کے ذریعے آپ ﷺ کو حسبِ معاہدہ مکہ چھوڑنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو لے کر مکہ سے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نکاح:۔ جب مسلمان عمرہ ادا کر کے اور تین روزہ قیام پورا کر چکے تو کفارِ مکہ سے معاہدہ کے مطابق آپ ﷺ نے واپس ہونے کا ارادہ فرما لیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اس وقت بیوہ ہو چکی تھیں اور اپنے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا کہ اگر تم مدینہ جانا چاہتی ہو تو بغیر کسی تاخیر کے آ جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر مدینہ جانے کے لیے تیار ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کے سامان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کو لے کر روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر ''سرف'' کے مقام پر پیغمبر اسلام ﷺ کے قافلے سے آ ملے۔ یہیں پر اس پاک بی بی کو رسول خدا ﷺ کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔

﴿ہجرت کا آٹھواں سال﴾

ہجرت کے آٹھویں سال کے اہم ترین واقعات درج ذیل ہیں:

جنگِ موتہ:۔ موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ حضور ﷺ نے قیصر روم کے نام ایک خط لکھ کر حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ راستہ میں قیصر روم کے باج گزار شرجیل بن عمرو نے ان کو بے دردی سے قتل کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار کا لشکر حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید بن حارث رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہونگے اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ علمبردار بنیں گے۔ رسول خدا ﷺ نے مدینہ سے باہر آ کر لشکر کو الوداع کیا اور حکم فرمایا کہ قاصد حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے کفار کو دعوتِ اِسلام دینا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے جہاد کرنا۔ جب یہ

Marfat.com

مجاہدین اسلام موتہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تو ایک لاکھ کی فوج ان سے مقابلے کے لیے تیار تھی۔

امیر لشکر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کفار کو دعوت اسلام دی انہوں نے جواب میں تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر کر جنگ میں کود پڑے۔ انہیں دیکھ کر مجاہدوں نے بھی لڑائی شروع کر دی۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پرچم اسلام کو اُٹھالیا۔ جب وہ بھی شہید ہو گئے تھے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ علم بردار بنے۔ آپ بھی بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اب لوگوں کے مشورہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار بنے اور اتنی شجاعت اور ہنرمندی سے لڑے کہ نو تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں۔ انہوں نے بڑی مہارت سے اسلامی فوج کی قیادت کی اور اتنی بڑی فوج کے نرغہ سے نکال لیا۔ آخر کار لشکر کفار پسپا ہو گیا۔ اس جنگ میں بارہ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بخاری شریف کی روائت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تینوں سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر میدان جنگ سے اطلاع آنے سے قبل ہی اپنے صحابہ کو سنا دی تھی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی لشکر اسلام کی قیادت کی اطلاع بھی دے دی تھی۔ اس دوران چشمانِ مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فتحِ مکہ:۔ صلح نامہ حدیبیہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو قبیلہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ کر لے اور جو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ بنی بکر نے قریش سے اور قبیلہ بنو خزاعہ نے رسول ﷺ سے باہمی امداد کا معاہدہ کر لیا۔ یہ دونوں قبیلے مکہ کے قریب ہی تھے اور ایک دوسرے کے دُشمن تھے۔ صلح حدیبیہ سے کچھ عرصہ بعد قبیلہ بنو بکر نے بنو خزاعہ سے پرانی عداوت کا انتقام لینا چاہا اور کفار مکہ کو ساتھ ملا کر بنو خزاعہ پر چڑھائی کر دی۔ وہ اس خوفناک حملہ کی تاب نہ لا سکے اور حرم الٰہی میں پناہ لی۔ بنو بکر قبیلہ والے تو احترام کعبہ کے سبب جنگ سے رک گئے لیکن ان کے سردار ''نوفل'' نے یہاں بھی اپنی تلوار نہ روکی اور نہایت بے دردی سے بنو خزاعہ کا خون بہایا۔ چونکہ قریش نے بنو بکر کے حلیف بن کر بنو خزاعہ پر حملہ کیا تھا اس طرح وہ حدیبیہ کے معاہدے کو عملی طور پر توڑنے کے مجرم ٹھہرے تھے۔

Marfat.com

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسولِ خدا ﷺ نے دوران وضو تین مرتبہ بلند آواز سے لبیک (میں حاضر ہوں) کہا اور پھر تین مرتبہ بلند آواز سے نصرت، نصرت، نصرت (مدد ملی) باوازِ بلند کہا۔ جب آپ ﷺ وضو سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تنہائی میں کس سے گفتگو فرما رہے تھے؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر بنو بکر اور کفار قریش نے مل کر حملہ کر دیا ہے اور اس مصیبت اور بے کسی میں انہوں نے مجھے پکارا ہے۔ میں نے ان کو حوصلہ دینے کے لیے اُن کو جواب دیا ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن آپ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو بنوخزاعہ کا وفد فریاد لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گیا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے قریش کے پاس اپنا قاصد تین شرطوں کے ساتھ بھیجا (۱) قریش بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں (۲) بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے (۳) یہ اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا قاصد ان شرطوں کے ساتھ قریش کے پاس پہنچا تو انہیں کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان تین شرطوں میں سے جسے چاہو قبول کر لو۔ ان کے نمائندہ نے پہلی دو شرطوں کو نامنظور اور تیسری کو منظور کر لیا۔ جب قاصدِ رسول واپس چلے گئے تو قریش کو اس جواب پر ندامت ہوئی اور وہ ڈر گئے کہ اب یقیناً محمد ﷺ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کو اپنا نمائندہ بنا کر مدینہ بھیجا۔ وہ پہلے اپنی بیٹی اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور بسترِ رسول ﷺ پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر اُٹھا لیا۔ اس نے پوچھا بیٹی کیا تم نے مجھ کو بستر کے قابل نہیں سمجھا یا بستر میرے قابل نہیں ہے؟۔ بی بی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک ہے اور تم مشرک اور نجس ہو لہٰذا مجھے تمہارا اس پر بیٹھا گوارا نہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان کے دل پر چوٹ لگی اور رنجیدہ ہو کر وہاں سے چلا آیا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنا مقصد بیان کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ اکابر صحابہ کے پاس گیا لیکن کسی نے بھی اس کی سفارش کی حامی نہ بھری۔ چنانچہ اس نے خود ہی معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کر دیا اور مکہ واپس چلا آیا۔ کفار نے پوچھا تو اس نے سارا ماجرہ سنا دیا۔ کفار نے کہا یہ تو کچھ نہ ہوا کہ یہ نہ تو صلح ہے کہ ہم اطمینان

Marfat.com

سے بیٹھیں اور نہ جنگ کہ لڑائی کی تیاری کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے نہایت راز داری سے جنگ کی تیاری فرمائی تا کہ کفار مکہ کو خبر نہ ہو اور دس رمضان المبارک 8ھ کو آپ ﷺ دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے نکلے (بعض روایات میں بارہ ہزار کا بھی ذِکر ہے)۔ راستہ میں رسول خدا ﷺ نے بوجہ سفر اور جہاد روزہ چھوڑ دیا۔ تمام صحابہ نے بھی تقلید کی۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ مقام ''جحفہ'' میں پہنچے تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی اعلان نہ کیا تھا) اپنے اھل وعیال کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ ان کے ساتھ ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن امیہ (بی بی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بھائی) تھے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے ملاقات سے اِنکار فرما دیا کیوں کہ ان دونوں نے آپ ﷺ کی بڑی دلآزاریاں کی تھیں۔ اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں نے اُن دونوں کے لیے آبدیدہ ہو کر آپ ﷺ کے سامنے بڑے ہی رقت آمیز کلمات کیساتھ سفارش کی۔ چنانچہ دریائے عفو و درگزر میں طغیانی آگئی اور ان کا قصور معاف فرما دیا گیا۔ جب یہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو اسلام قبول کر لیا۔

بخاری شریف کے روائت کے مطابق قریش کو یہ خبر ہو گئی تھی کہ مدینہ سے فوجیں آ رہی ہیں مگر انہیں پتہ نہ چلا تھا کہ آپ ﷺ کا لشکر ''مراظہران'' تک آ گیا ہے۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حرام اور بدیل بن ورقاء اس تلاش میں نکلے کہ وہ لشکر کی خبر لائیں۔ جب یہ تینوں مراظہران کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ میلوں تک آگ جلتی نظر آ رہی ہے (یہ اسلامی لشکر کے چولہوں کی آگ تھی کہ رسول خدا ﷺ نے ہر صحابی کو اپنا اپنا چولہا جلانے کا حکم دیا تھا)۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ان تینوں سے ملاقات ہو گئی۔ اس طرح یہ تینوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی امان میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش ہوئے۔

لشکرِ اسلام کا جاہ وجلال:۔ جب جانثارانِ رسول ﷺ کا یہ لشکر وادی مکہ کی طرف بڑھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ابوسفیان کو اونچے مقام پر کھڑا کیا گیا تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے مجاہدین اِسلام کا جاہ وجلال دیکھ لے۔ جب انصار کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے قریب سے

Marfat.com

گزرے تو بلند آواز سے کہا کہ آج گھمسان کی جنگ کا دن ہے، آج کعبہ میں خونریزی حلال کر دی جائے گی۔ یہ سن کر ابوسفیان گھبرا گیا اور جب رسول خدا ﷺ اپنی شانِ نبوت کے ساتھ ابوسفیان کے قریب آئے تو جلدی سے کہا کہ حضور ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے کہا ہے۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ غلط کہتا ہے آج تو رحمت کا دن ہے اور آج کعبہ کی عزت کی جائیگی۔ پھر آپ ﷺ نے جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے لے کر ان کے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ پھر فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے جانشین حضور خاتم النبین و رحمۃ اللعالمین ﷺ سرزمین حرم پاک میں داخل ہوئے اور اپنا جھنڈا ''حجون'' کے پاس گاڑا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمان جاری فرمایا کہ وہ فوج کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ کی طرف سے شہر میں داخل ہوں۔

فاتح مکہ ﷺ کا پہلا فرمان:۔ فاتح مکہ نے سرزمین حرم میں قدم رکھتے ہی جو پہلا فرمان جاری فرمایا اس کے ایک ایک لفظ سے رحمت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

(۱) جو شخص ہتھیار ڈال دے اس کے لیے امان ہے۔

(۲) جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اس کے لیے امان ہے۔

(۳) جو کعبہ میں داخل ہو جائے اس کے لیے امان ہے۔

اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ایک فخر پسند آدمی ہے اس کیلئے کوئی ایسی امتیازی بات فرما دیجیے کہ اس کا سر فخر سے اُونچا ہو جائے۔ آپ نے فوراً فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے بھی امان ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ مکہ میں پکار پکار کر کہنے لگے اے قریش محمد ﷺ اتنا بڑا لشکر لے کر آ گئے ہیں کہ اس کا مقابلہ کرنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اُس کے لیے امان ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زبانی کم ہمتی کے الفاظ سن کر اس کی بیوی بڑی سیخ پا ہوئی اور چیخنے چلاّنے لگی۔

کافی لوگ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر جمع ہو گئے۔ اس نے کہا میں اپنی آنکھوں سے لشکر اسلام کو دیکھ

Marfat.com

کر آیا ہوں ان سے مقابلہ کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ رحمت اللعالمین ﷺ کے مذکورہ بالا اعلان جاری کر دینے سے ایک قطرہ خون بہنے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیّہ و سہیل بن عمرو وغیرہ نے مختلف قبائل سے اوباش جوانوں کو اکٹھا کر کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے پر حملہ کر دیا جس سے دو یا تین صحابہ کرام شہید ہو گئے۔ ان کے جوابی حملہ سے بارہ، تیرہ کفار بھی مارے گئے باقی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے جب تلواریں چمکتی دیکھیں تو فرمایا میں نے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جنگ سے منع کیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا پہل تو کفار کی طرف سے ہوئی تھی اس لیے لڑنے کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قضائے الٰہی یہی تھی اللہ نے جو چاہا وہی بہتر ہے۔

رسولِ اکرم، فخر بنی آدم ﷺ اپنی اونٹنی ''قصوٰی'' پر سوار ہیں اور سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھا ہوا ہے۔ چاروں طرف جانثاروں کا ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ اُونٹنی پر سوار تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور کعبۃُ اللہ کے کنجی بردار عثمان بن طلحہ ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا بھتیجا تو بادشاہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا ابوسفیان یہ بادشاہت نہیں یہ ''نبوت'' کا جاہ وجلال ہے۔ لیکن اس کے باوجود شہنشاہِ رسالت ﷺ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ سورہ فتح کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت زبان پر جاری ہے اور سر اقدس بارگاہ رب العزت کے حضور اتنا جھکا ہوا ہے کہ بار بار اونٹنی کی کوہان سے لگ رہا ہے۔ یہ عجز و نیاز اوراقِ کتبِ تاریخ میں کہیں نہیں ملتا۔ آٹھ سال پہلے بوقتِ ہجرت یہی اونٹنی آپ ﷺ کو مکہ سے لے کر گئی تھی اور آج وہی اونٹنی نرالی شان کے ساتھ سوئے حرم چل رہی ہے۔ حرم پاک پہنچ کر اونٹنی کو بٹھایا اور طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن اُمِ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، غسل فرمایا، پھر نماز چاشت ادا فرمائی اور خشک روٹی پانی سے تر کر کے سرکہ کے ساتھ تناول فرمائی۔

بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جن کا لقب ''بت شکن'' تھا کے بنائے ہوئے حرم میں آج بھی 360 بت سجائے ہوئے تھے۔ آج ''دُعائے خلیل'' خاتم النبین ﷺ اپنے دست مبارک میں ایک

Marfat.com

چھڑی لئے ان بتوں کو نیچے گرا رہے ہیں اور جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور بیشک باطل مٹنے ہی کی چیز ہے) کی آیۃ مبارکہ کی تلاوت فرماتے جا رہے ہیں۔ کعبے کو تمام بتوں اور تصویروں سے پاک کرنے کے بعد آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

تاجدارِ عرب و عجم ﷺ کا پہلا خطاب:۔ جب فتح مکہ کے بعد حرم پاک میں تاجدار عرب و عجم ﷺ نے پہلا خطاب فرمایا تو اس میں تمام جانثاران مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین جمع تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے رب کائنات کا شکر ادا کیا، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔

''ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور کفار کے تمام لشکروں کو شکست دے دی۔ تمام فخر کی باتیں، تمام پرانے خونوں کا بدلہ، تمام پرانے خون بہا اور جاہلیت کی رسمیں میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ صرف تولیت اور حجاج کو پانی پلانا یہ دو اعزاز اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اے قوم قریش اب جاہلیت کا غرور اور خاندان کا افتخار اللہ نے مٹا دیا ہے۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں''۔

اس کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے لئے قبیلے اور خاندان بنا دیے تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو لیکن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد کفارِ مکہ کی طرف گہری نظر ڈالی تو دیکھا کہ سردارانِ قریش سر جھکائے کھڑے ہیں۔ ساڑھے تیرہ سال کا ظلم و ستم ایک فلم کی طرح ان کے ذہنوں میں چل رہا ہے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے۔ وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے دندان مبارک شہید کئے اور چہرہ انور کو لہولہان کیا تھا۔ شرمناک گالیاں، بہتان تراشیاں اور طعنہ زنی کرنے والے بھی ان میں موجود

Marfat.com

ہیں۔ چادر سے پھندہ ڈالنے والا بھی پاس ہی کھڑا ہے۔ بیٹی کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرانے والا بھی شامل ہے۔ اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بننے والے بھی انہی لوگوں میں کھڑے ہیں۔ لاڈلے اور جان چھڑکنے والے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے، ان کے اعضا کو کاٹ کر ہار بنا کر پہننے والے اور جگر کو باہر نکال کر چبانے والے بھی مکہ میں موجود ہیں۔ انہی کفار مکہ میں جانثاران مصطفیٰ ﷺ کو اذیتیں دے دے کر شہید کرنے والے بھی موجود ہیں۔ انہیں لوگوں میں صحابہ کو رسیوں سے جکڑ کر تپتی ہوئی ریت اور دھکتے کوئلوں پر لٹانے والے بھی شامل ہیں۔ خاندان یاسر، حضرت خباب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ پر بربریت کے پہاڑ توڑنے والے بھی پاس ہی کھڑے ہیں، جن پر ظلم وستم کا ہر حربہ استعمال کیا گیا ان کا قصور صرف یہی تھا کہ وہ اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانتے تھے اور بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے۔

خوف اور دہشت سے ان کفار ومشرکین کے گلے سوکھ رہے تھے۔ اس دوران آپ ﷺ نے اُن مجرموں کے گروہ سے پوچھا تمہیں پتہ ہے کہ میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ اِس خوفناک سوال سے سب ہی فکر مند ہو گئے مگر رحمت اللعالمین ﷺ کے چہرہ انور پر آثارِ رحمت دیکھ کر سب پکار اُٹھے آپ کرم والے ہیں اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔ یہ سنتے ہی عفو وکرم کے دریا میں طغیانی آئی ارشاد فرمایا آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ غیر متوقع ارشاد سے مجرموں کی آنکھیں اشکِ ندامت سے بھیگ گئیں۔ کئی ایک کی زبانوں پر **لا اله الا الله محمد رسول الله** جاری ہو گیا۔

کفار مکہ نے مسلمانوں کی مکہ سے ہجرت کے بعد ان کی جائیدادوں اور مکانوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ آج اُنہیں واگزار کروانے کا دن تھا۔ دریائے عفو وکرم میں ایک اور موج اُٹھی اور شہنشاہ رسالت ﷺ نے مہاجرین کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی مقبوضہ جائیدادیں خوشی خوشی مکہ والوں کو ہبہ کر دیں۔ اللہ اکبر۔ چشم فلک نے آج تک ایسا نظارہ کبھی نہ کیا تھا کہ جن کو ظلم وستم سے دیس سے نکال دیا گیا ہو وہ جب فاتح بن کر آئیں تو انتقام لینے کی بجائے انہیں اپنی جائیدادیں ہبہ کر دیں۔ اقوام عالم کی تمام تاریخی داستانوں میں کسی فاتح کا ایسا باب رقم نہیں کہ دُشمنوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا ہو۔ نہ ہی شمس وقمر کی آنکھوں نے لاکھوں برس کی

Marfat.com

گردشِ لیل ونہار میں کوئی ایسا شفیق اور کریم تاجدار کبھی دیکھا ہے۔

بیعتِ اِسلام:۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی پہاڑی کے نیچے ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے تو لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کے دست حق پر اسلام کی بیعت کرنے لگے۔ مردوں کی بیعت ہو چکی تو عورتوں کی باری آئی۔ انہیں عورتوں میں نقاب اوڑھے ہند بنت عتبہ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) بیعت کیلئے آئی جس نے جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شکم چاک کر کے کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ اور ان کے ناک کان اور آنکھوں کا ہار پرو کر گلے میں لٹکایا تھا۔ سراپا عفو وکرم ﷺ نے اسے بھی معاف کر دیا اور اس سے بھی بیعت لی تو وہ پکار اٹھی کہ روئے زمین پر آپ ﷺ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا ذلیل ہونا مجھے محبوب نہ تھا (معاذ اللہ) مگر اب میرا حال یہ ہے کہ روئے زمین پر آپ ﷺ کے گھرانہ سے زیادہ کسی دوسرے گھرانہ کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔

کفار مکہ سے چار مشہور ومعروف آدمی فتح مکہ کے وقت فرار ہو گئے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دینے میں پیش پیش ہوا کرتے تھے۔ ان کے نام عتبہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، کعب بن زبیر، اور وحشی ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے انہیں بھی امان دے دی اور ان کے تمام جرائم کو معاف کر دیا۔ آخر کار انہوں نے بھی جانثارانِ مصطفیٰ ﷺ میں شامل ہو کر اپنی دُنیا وآخرت سنوار لی (رضی اللہ عنہم)۔

جنگِ حُنین:۔ حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جہاں بنی ہوازن قبیلہ سے لشکر اِسلام کا مقابلہ ہوا تھا۔ فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ عربوں کی اکثریت مسلمان ہو چکی تھی۔ جو چند ایک قبائل باقی تھے ان کو بھی مسلمانوں سے ٹکر لینے کی ہمت نہ رہی لیکن حنین کے قریب دو قبائل بنو ہوازن اور بنی ثقیف جنگوں کے بڑے ماہر تھے۔ ان قبیلوں کے باشندوں نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا تھا کہ فتح مکہ کے بعد ہماری باری ہے۔ اسلئے انہوں نے طے کر لیا کہ خود ہی مکہ میں مقیم مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے ان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ ان دونوں قبائل نے اپنے دیگر حلیف قبیلوں سے مل

Marfat.com

کر میدان جنگ جانے کا ارادہ کرلیا۔ رسول خداﷺ بھی اپنے 12 ہزار جانثاروں کو لے کر حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ اس لشکر کی شان وشوکت دیکھ کر کچھ مسلمانوں کی زبان سے یہ بے اختیار نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آ سکتا ہے؟۔ مسلمانوں کا اپنی کثرت پر ناز اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ جب لشکر اسلام کا بنو ہوازن اور بنو ثقیف سے سامنا ہوا تو انہوں نے تیروں کی بارش کردی۔ جو نو مسلم مسلمانوں کے ساتھ آئے تھے ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کی نتیجے میں باقی مسلمانوں کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے۔ نبی کریمﷺ نے جب نظر اٹھا کر میدانِ جنگ کا جائزہ لیا تو گنتی کے چند جانثاروں کے علاوہ سب میدان سے غائب تھے۔ تیروں کی بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ باوجود مجاہدین کے میدان چھوڑ دینے کے رسول اللہﷺ کے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی۔ آپﷺ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ پھر آپﷺ نے دائیں طرف بلند آواز سے پکارا یا محشر الانصار۔ فوراً آواز آئی ہم حاضر ہیں یارسول اللہﷺ۔ پھر بائیں طرف سے مہاجرین کو پکارا انہوں نے بھی لبیک کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بلند آواز سے انصار و مہاجرین کو پکارا۔ جس کے نتیجے میں تمام فوجیں پلٹ آئیں اور اتنی بہادری سے لڑیں کہ فوراً ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور کفار دم دبا کر بھاگنے لگے۔ فتح مبین نے رسول اللہﷺ کے قدم چومے۔ اس سے بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ قرآن کریم میں سورہ توبہ میں جنگ حنین کا ذکر یوں آتا ہے:

''اور حنین کے دن کو یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اور رسول اور مسلمانوں پر ایسے لشکروں کو اتار دیا جو تمہیں نظر نہ آئے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے''۔ (سورہ توبہ)

جنگ حنین میں شکست کے بعد کافروں کی فوجیں کچھ تو ''اوطاس'' کی طرف چلی گئیں اور کچھ طائف کے قلعے میں پناہ گزیں ہوگئیں۔ رسول خداﷺ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کچھ مجاہدین کو اوطاس کی طرف روانہ فرمایا۔ وہاں درید بن الصمہ کئی ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ اس کے بیٹے نے ابو

Marfat.com

عامر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ اپنے چچا کو زخمی دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو زخمی کرنیوالے کا تعاقب کیا اور اسے مار ڈالا۔ یہاں بھی گھمسان کی جنگ ہوئی لیکن لشکر اسلام نے کافروں کو شکست دے دی۔ ہزاروں کی تعداد میں کافروں نے ہتھیار ڈال دیئے جو قیدی بنا لئے گئے۔ ان قیدیوں میں نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن ''شیما'' بھی تھیں جو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کی رضاعت کے زمانے میں آپ ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں۔ اور انہیں لوریاں دیا کرتی تھیں۔ جب حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے صحابہ کرام سے کہا میں تمہارے نبی ﷺ کی رضاعی بہن ہوں تو وہ انہیں لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ تاجدارِ دو عالم ﷺ نے انہیں پہچان لیا اور فرطِ محبت سے آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ آپ ﷺ کے سامنے بچپن کا نقشہ آ گیا۔ اپنی مبارک چادر کو زمین پر بچھا کر انہیں بٹھایا کچھ اُونٹ وغیرہ دے کر انہیں آزاد کر دیا اور فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو اور اگر اپنے گھر جانا چاہو تو میں تمہیں پہنچا دوں۔ انہوں نے اپنے گھر جانے کی خواہش کی چنانچہ انہیں نہائت عزت و احترام کیساتھ ان کے قبیلے میں پہنچا دیا گیا۔

طائف کا مُحاصرہ:۔ حنین کے میدان سے بھاگنے والا لشکر کفار دو حصوں میں بٹ کر اوطاس اور طائف چلا گیا۔ اوطاس کی جنگ میں کفار کو شکست ہوگئی لیکن طائف پہنچنے والے کفار کی فوجیں ایک سال کا راشن جمع کر کے طائف شہر کے مضبوط قلعے میں پناہ گزین ہوگئیں تھیں۔ رسول خدا ﷺ نے طائف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ کے اندر سے کفار نے بڑی شدید تیراندازی کی۔ اٹھارہ روز تک شہر کا محاصرہ جاری رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماہرِ جنگ صحابہ سے مشورہ فرمایا جس پر حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ''لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے اگر کوشش جاری رہی تو وہ پکڑ لی جائے گی لیکن چھوڑ دی جائے تو بھی اس سے کچھ اندیشہ نہیں ہے''۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے محاصرہ اُٹھا لینے کا حکم دے دِیا۔ دورانِ محاصرہ طائف تقریباً بارہ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ طائف کے چاروں طرف بنوثقیف کے بت خانے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کے بتوں اور بت خانوں کو مسمار کر دو۔ انہوں نے تعمیلِ

Marfat.com

اِرشاد کی۔ طائف سے روانگی کے وقت صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ قبیلہ ثقیف کی ہلاکت کی دُعا فرمائیں (یاد رہے یہ وہی علاقہ تھا جہاں سے رسول خدا ﷺ کو پتھروں سے زخمی کر کے شہر سے نکالا گیا تھا) تو آپ ﷺ نے دُعا مانگی کہ یا اللہ بنوثقیف کو ہدائت دے اوران کو میرے پاس پہنچا دے۔ چنانچہ رسول خدا ﷺ کی دُعا مقبول ہوئی اور جلد ہی قبیلہ بنوثقیف کا وفد مدینہ پہنچا اور پورا قبیلہ دائرہ اِسلام میں داخل ہو گیا۔

طائف سے محاصرہ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ ایک مقام ''جعرانہ'' پر تشریف لائے۔ یہاں مال غنیمت کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا جن میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، کئی من چاندی اور چھ ہزار کے قریب لوگ قیدی بنائے گئے۔

دس روز تک ان قیدیوں کے عزیزوں کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی نہ آیا تو آپ ﷺ نے تمام مالِ غنیمت اور قیدی بھی مجاہدین میں تقسیم فرما دیئے۔ آپ ﷺ نے مکہ اور اس کے اردگرد کے نومسلم مجاہدوں کو زیادہ مال غنیمت سے نوازا۔ اِس پر کچھ نوجوان انصاری مجاہد دل سے خوش نہ ہوئے اور اپنی دل شکنی کا آپس میں اظہار کرنے لگے۔ جس پر آپ ﷺ نے تمام انصار کو اکٹھا کیا اور انہیں مختصر خطاب فرمایا۔ آخر میں ان سے سوال کیا کہ ''کیا تم لوگوں کو یہ پسند نہیں کہ سب لوگ یہاں سے مال و دولت لے کر گھر جائیں اور تم لوگ اللہ کے نبی ﷺ کو لے کر اپنے گھر جاؤ؟ اللہ کی قسم تم لوگ جس چیز کو اپنے گھر لے جاؤ گے وہ اس مال اور دولت سے بہت بڑھ کر ہے جس کو وہ لوگ لے کر اپنے گھر جائیں گے۔''

یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ پڑے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اس پر راضی ہیں ہم کو صرف اللہ کا رسول ﷺ چاہیے۔ اور اکثر انصار کا تو یہ حال ہو گیا کہ وہ روتے روتے بے قرار ہو گئے اور آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ بالکل ہی نومسلم ہیں۔ میں نے ان کے دِلوں میں اُلفتِ اِسلام پیدا کرنے کی غرض سے انہیں زیادہ مال دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ہوتا اور اگر تمام لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلوں گا۔

Marfat.com

قیدیوں کی رہائی:۔ جب تمام مال غنیمت تقسیم ہوگیا تو قبیلہ بنی سعد کے رئیس اپنے چند دیگر معززین کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض گزار ہوئے۔

اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے ہمارے خاندان کی ایک عورت حلیمہ کا دودھ پیا ہے۔ آپ نے جن عورتوں کو قید کیا ہے ان میں آپ ﷺ کی رضائی پھوپھیاں اور خالائیں بھی شامل ہیں۔ اللہ کی قسم اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ہمارے خاندان کی عورت کا دودھ پیا ہوتا تو ہم اس سے بہت اُمید رکھتے مگر آپ ﷺ سے تو ہم اور بھی زیادہ توقعات رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمارے سب قیدیوں کو رہا کر دیں۔

ان کی درخواست سن کر نبی کریم ﷺ بہت متاثر ہوئے اور اپنے حصہ کے قیدی رہا کر دیئے اور باقی صحابہ سے بھی رہائی کی سفارش کر دی۔ تمام صحابہ کرام نے بھی رسول خدا ﷺ کی تقلید میں اپنے اپنے حصہ کے قیدی رہا کر دیئے۔ اس طرح چھ ہزار اسیرانِ جنگ کی رہائی ہوگئی۔ صرف دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کے سبب اتنے زیادہ قیدیوں کو رہائی ملی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جعرانہ ہی سے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور احرام باندھ کر مکہ تشریف لے گئے۔ عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر مدینہ واپس تشریف لے گئے اور ذیقعدہ 8ھ کو مدینہ شہر میں داخل ہوئے۔

﴿ہجرت کا نواں (9) سال﴾

ہجرت کے نویں سال کے اہم واقعات درج ذیل ہیں:

غزوہ تبوک:۔ تبوک مدینہ منورہ اور ملک شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے چودہ منزل دُور ہے۔ بعض مؤرخین کے مطابق تبوک ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تبوک ایک چشمہ کا نام تھا۔ جب یہ جنگ ہوئی تو قحط سالی کا دور تھا، سفر بھی طویل تھا اور موسم بھی بہت گرم، خوراک کی قِلّت تھی، لشکر میں مجاہدین کی کثرت اور سواریاں بھی بہت کم تھیں۔ انہی اسباب کی وجہ سے اس غزوہ کو ''جیش

Marfat.com

العسرت'' (تنگدستی کا لشکر) کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ لشکر مدینہ سے ماہ رجب 9ھ کو روانہ ہوا۔

قیصرِ روم کے عیسائی بادشاہ کے زیرِ اثر عرب کا غسانی خاندان ملک شام پر حاکم تھا۔ قیصرِ روم نے ان کے ساتھ مل کر مدینہ پر چڑھائی کا پروگرام بنایا۔ اس کی خبر مدینہ پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے مقابلہ کیلئے لشکر کی تیاری شروع کر دی۔ قحط سالی اور شدید گرمی کے سبب جنگی اخراجات کا بندوبست نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو چندہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا تمام مال بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ڈھیر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا صدیق گھر میں کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ، ایک ہزار اشرفیاں اور ستّر گھوڑے پیش کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چالیس ہزار درہم لائے۔ اس کے علاوہ تمام صحابہ کرام نے حسب توفیق حصہ دیا۔ ایک صحابی ایک صاع کھجوریں لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے مزدوری میں دو صاع کھجوریں ملی تھیں ایک صاع گھر کے لئے رکھ کر ایک صاع لے آیا ہوں۔ سرکارِ مدینہ ﷺ اس کے جذبے سے بہت متاثر ہوئے اور اس کی کھجوروں کو تمام مالوں کے اوپر رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ عام طور پر غزوہ کی منزل نہیں بتایا نہیں کرتے تھے۔ لیکن اِس دفعہ آپ ﷺ نے بتا دیا کہ تبوک چلنا ہے۔ تیس ہزار سے زائد لشکر جمع ہو گیا تھا۔ ان کے لئے سواریاں بہت کم تھیں اور منزل بھی دُور اور بلا کی گرمی تھی۔ بعض صحابہ سواری نہ ہونے کے سبب جہاد پر نہ جا سکے تو بلبلا کر رو دیئے جس کا ذکر سورہ توبہ میں آتا ہے۔ تین تین صحابہ کو ایک سواری دی گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور تیس ہزار کے بہت بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کئی صحابی بہانہ بنا کر ساتھ جانے سے رہ گئے۔ ان میں تین مخلص صحابہ کرام حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضوان اللہ علیہم بھی شامل تھے۔ اِس غزوہ میں بھی عبداللہ بن ابی شامل ہوا لیکن راستے میں کھسک گیا۔ لشکر اسلام کا گزر راستے میں حجر نامی ایک گاؤں کے پاس سے ہوا۔ یہاں پر قوم ثمود کے مکانات تھے جس پر عذاب الٰہی نازل

Marfat.com

ہوا تھا۔لوگوں نے وہاں سے پانی استعمال کے لئے بھر لیا لیکن سرکار مدینہ ﷺ نے وہ پانی استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس مقام سے گزرتے ہوئے اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال لیا اور سواری کو تیز کر دیا تھا تا کہ جلدی یہاں سے گزرا جائے۔ راستے میں پانی کی شدید قلت ہوگئی اور مسلمان پانی کی بوند بوند کو ترسنے لگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بارش کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بارگاہِ رب العزت کے حضور دُعا کے لئے اٹھا دیئے۔ رازق کائنات نے فوراً بادل بھیج دیئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ مسلمانوں نے اپنے مشکیزے و برتن بھر لئے، خود بھی پانی پیا اور مویشیوں کو بھی پلایا۔ اِس سفر میں دوران پڑاؤ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصوٰی گم ہوگئی اور تلاش کے باوجود نہ ملی تو لشکر میں شامل ایک منافق زید کسی سے کہنے لگا دیکھو رات سے گم اونٹنی کا تلاش کے باوجود پتہ نہیں چل سکا ہے۔ محمد ﷺ نبوت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ابھی تک انہیں اونٹنی کا پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ گمشدہ اُونٹنی فلاں وادی کے فلاں گوشے میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ اُلجھی ہوئی ہے۔ جاؤ تم وہاں سے اُونٹنی کو لے آؤ۔ صحابہ کرام گئے اور اُونٹنی کو وہاں سے لے آئے۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے اجازت لے کر اپنے خیمے میں آئے اور کہنے لگے حضور ﷺ نے ابھی ابھی مجھے آگاہ کیا ہے کہ فلاں شخص نے ایسی بات کہی ہے۔ عمارہ رضی اللہ عنہ کا بھائی جو خیمہ میں موجود تھا جھٹ بولا کہ یہ بات تو زید نے کہی ہے۔ چنانچہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے زید کو گردن سے دبوچ لیا اور غصہ سے کہا میرے خیمے سے فوراً نکل جاؤ۔

لشکر کا سفر جاری رہا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور اِرشاد فرمایا مجھ سے پہلے کوئی شخص چشمہ پر مت جائے۔ چنانچہ اعلان کے ذریعے سب لشکر کو اطلاع دی گئی لیکن دو آدمیوں نے حکم عدولی کی اور چشمہ پر چلے گئے۔ چشمہ سے پانی بہت ہی کم مقدار میں رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو جھڑکا بلکہ ایک مشکیزہ پانی کا بھرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اور منہ دھویا اور کلی فرمائی پھر یہ پانی چشمہ میں ڈالا گیا۔ فوراً چشمہ سے کثیر مقدار میں پانی نکلنے لگا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ تہجد کے لئے وضو فرماتے تو ساتھ مسواک بھی ضرور کرتے تبوک میں بھی یہی معمول تھا۔ایک رات آپ ﷺ نے تہجد ادا فرمائی پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا آج رات مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو آج تک کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔

وہ یہ ہیں:

(1) مجھ سے پہلے تمام نبی ایک مخصوص قوم کی راہنمائی کے لئے آتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔

(2) میرے لئے ساری زمین سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔نماز کے وقت جہاں بھی ہوں قبلہ رو ہو کر سجدہ کر لیتا ہوں۔

(3) پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتا ہوں۔

(4) مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو پہلے ممنوع تھا۔

(5) مجھے کہا گیا ہے کہ میں سوال کروں کیونکہ ہر نبی نے اپنے رب سے سوال کیا ہے۔ یہ سوال میں نے تمہارے لئے کیا ہے اور ان کیلئے جو **لا الہ الا اللہ** پر یقین رکھتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبوک میں پڑاؤ کا حکم دیا۔ یہاں سے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنا گرامی نامہ دے کر ہرقل کے پاس بھیجا۔اس نے جواب میں کہا کہ میں تو آپ ﷺ کا پیروکار ہوں لیکن اپنا تخت و تاج بھی چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اس نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے کئی دِینار بارگاہِ رسالت میں بھیجے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ واپس آئے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ حضور ﷺ نے سن کر فرمایا ''بد بخت نے جھوٹ بولا ہے'' جو دینار اس نے بھیجے تھے ان کو آپ ﷺ نے مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔

اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کا لشکر بغیر جنگ لڑے ہی واپس آ گیا تھا کیوں کہ رومی لشکر اسلام کی ہیبت دیکھ کر ہمت ہار گئے تھے اور باہر نہ نکل سکے۔ یہاں بیس روز تک قیام کیا گیا۔علاقے کے آس پاس

Marfat.com

کے چندعیسائی قبیلوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا تھا۔

غزوہ تبوک سے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو ساتھ نہ جانے والے منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کوئی مؤاخذہ نہ فرمایا اور ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ لیکن تین مخلص صحابیوں سے آپ ﷺ ناراض رہے اور ان کا پچاس روز تک مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی تو ان کو معاف کر دیا گیا۔ جبکہ باقی منافقین جھوٹی قسمیں کھانے والوں کے بارے سورہ توبہ میں بڑی سخت آیات نازل ہوئی ہیں۔

مسجد ضرار:۔ انصار مدینہ کا ایک شخص ابو عامر فاسق جو عیسائی ہو گیا تھا اور جنگ خندق تک مسلمانوں کے خلاف لڑتا رہا قبیلہ ہوازن کے خلاف جنگ کے دوران بھاگ کر شام چلا گیا تھا۔ اس نے وہاں سے منافقین مدینہ کو کہلا بھیجا کہ تم مسجد قبا کے بالکل پاس، میں ایک الگ مسجد بنا لو میں قیصر روم کے پاس جاتا ہوں تا کہ رومیوں کی فوجیں ساتھ لا کر حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو مدینہ سے نکال دیں۔ چنانچہ منافقین نے مسجد قبا کے ساتھ ہی ایک مسجد بنالی وہ اس میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف میٹنگیں کیا کرتے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام جنگ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگے۔ تو منافقوں کا ایک گروہ آیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک درخواست آپ ﷺ کو پیش کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کیلئے ایک مسجد بنوائی ہے۔ آپ ﷺ چل کر اس میں ایک نماز پڑھا دیں تا کہ وہ مسجد بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا اس وقت تو میں جہاد کے لئے نکل چکا ہوں لہٰذا واپسی پر دیکھیں گے۔ جب آپ ﷺ جنگ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ توبہ کی یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے اور کمین گاہ بنانے کے لئے اس شخص کے واسطے جو پہلے سے خدا اور رسول ﷺ سے لڑ رہا ہے البتہ وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی ہی چاہی تھی۔ اللہ گواہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ اُس

Marfat.com

مسجد میں ہرگز کھڑے نہ ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقوٰی پر رکھی گئی ہے وہ اِس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

اِس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اِس مسجد کو گرا کر جلانے کا حکم دے دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنانا:۔ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حج کے لئے مدینہ سے مکہ آیا۔ اس قافلہ حج میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی ساتھ تھے۔ جب سورہ براۃ نازل ہوئی تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قافلہ کے پیچھے بھیجا اور حکم دیا کہ وہ حج کے موقع پر یہ سورۃ سب کو پڑھ کر سنا دیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی قصوٰی دے کر بھیجا تھا۔ وہ جلد ہی قافلہ سے مل گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حرم کعبہ، میدانِ عرفات اور منیٰ میں خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سورہ براۃ کی چالیس آیات پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور نہ کوئی برہنہ بدن ہو کر طواف کعبہ کر سکے گا۔ چار ماہ کے بعد کفار و مشرکین کیلئے امان ختم کر دی جائے گی۔ کئی دیگر احکام بھی اس سورۃ میں نازل کئے گئے تھے۔ اس سال کے بعد مشرکین کو حج کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اس اعلان کے بعد کفار و مشرکین فوج در فوج آ کر مسلمان ہونے لگے۔

﴿9 ہجری کے دِیگر واقعات﴾

☆ اس سال پورے ملک میں امن و امان کی فضا پیدا ہو گئی۔ زکوٰۃ کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا زکوٰۃ کی وصولی کیلئے عاملین کا تقرر کیا گیا۔

☆ غیر مسلم قومیں جو اسلامی سلطنت کے زیرِ سایہ رہیں ان کے لئے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔

Marfat.com

☆ سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

☆ حبشہ کا بادشاہ جس کا نام اصمہ رضی اللہ عنہ تھا جن کے زیرِ سایہ مسلمان مہاجرین نے چند سال حبشہ میں پناہ لئے رکھی ان کی وفات ہوگئی تو آپ ﷺ نے مدینہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے مغفرت کی دُعا کی۔

☆ اسی سال منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی مرگیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی التجا پر ان کی دِلجوئی کی خاطر آپ ﷺ نے اس منافق کے لئے اپنا پیراہن عطا فرمایا۔ اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی باوجودیکہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو روکتے رہے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''(اے رسول) اِن منافقوں میں سے جو مریں کبھی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ہی ان کی قبر کے پاس کھڑے ہونا۔ یقیناً ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور کفر کی حالت میں ہی مرے ہیں''۔ (پ۱۰۔ توبہ)

اس سال بہت سے وفد بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے جن کا ذکر کتاب کی طوالت کے سبب نہیں کیا جارہا۔

﴿ہجرت کا دسواں (10) سال﴾

اس سال کے اہم واقعات میں سب سے اہم واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ روائت کے مطابق حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی حیات مبارکہ میں چار عمرے اور تین حج کیے ہیں۔ دو حج ہجرت سے پہلے کئے تھے جبکہ ایک ہجرت کے بعد۔ چونکہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مختلف خطبوں میں صریحاً بتا دیا تھا کہ اس مقام پر میری تم سے آخری ملاقات ہے اس کے بعد یہ موقع تمہیں شائد نصیب نہ ہو اسلئے اِسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ یہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ ذیقعد میں آپ ﷺ نے حج کرنے کا اعلان فرمادیا

Marfat.com

تھا جس کے سبب مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آپ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے تیار ہوگئی۔ آپ ﷺ ذیقعد کے آخر میں نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں ادا فرمانے کے بعد روانہ ہوئے۔ مقام ذوالحلیفہ (جہاں سے حجاج کرام وعمرہ ادا کرنے والے معتمرین احرام باندھتے ہیں) میں آپ ﷺ نے رات بھر قیام فرمایا پھر احرام کیلئے غسل فرمایا اور احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔ اس سفر میں تمام ازواج مطہرات آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے روانہ ہوئے۔ چار ذوالحجہ کو آپ ﷺ حدودِ حرم میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے خاندان بنو ہاشم کے لڑکوں نے جب تشریف آوری کی خبر سنی تو خوشی سے دوڑتے ہوئے استقبال کو آئے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ان سے نہایت شفقت فرمائی۔ جب آپ ﷺ مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو آفتاب بلند ہو چکا تھا۔ کعبۃ اللہ پر نظر پڑھتے ہی آپ ﷺ نے یہ دُعا پڑھی۔

''اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ اس گھر کی عظمت وشرف کو زیادہ کر اور عزت وہیبت کو زیادہ کر جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف عظمت کو زیادہ کر''۔

پھر حجرِ اسود پر تشریف لے گئے اور اس پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا پھر طواف کعبہ شروع کیا۔ شروع کے تین چکروں میں ''رمل'' کیا اور باقی چار چکر معمولی چال سے چلے۔ ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو اپنی چھڑی کو حجر اسود کی طرف کر کے اس کو چومتے (استلام کرتے) کبھی ہاتھ سے اسے چھو کر چوم لیتے کبھی لب مبارک اس پر رکھ کر بوسہ لیتے۔ طواف مکمل کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی پھر حجر اسود کو استلام کیا اور صفا اور مروہ کی سعی ادا کی۔ عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام نہیں اتارا کیوں کہ قربانی کے جانور ساتھ تھے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو جمعرات کے دن آپ ﷺ منیٰ میں تشریف لے گئے۔ پھر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں تشریف لے گئے۔ جب سورج ڈھل گیا تو اپنی اونٹنی ''قصوٰی'' پر سوار ہو کر تاریخی خطبہ پڑھا۔ اس میں بہت سے احکامِ اسلام کا اعلان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کی رسموں اور برائیوں کو مٹاتے ہوئے فرمایا:

''سن لو زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں''۔

Marfat.com

مساواتِ اِسلام کا علم بلند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو بے شک تمہارا رب ایک اور بے شک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ سن لو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب''۔

خطبہ مبارک میں اور بھی بہت سی چیزیں بیان فرمائیں۔ آخر میں سامعین سے فرمایا۔ تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائیگا تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟ تمام سامعین نے کہا ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ آسمان کی طرف انگلی اُٹھا کر اور تین بار فرمایا ''اے اللہ تو گواہ رہنا''۔

اِسی دوران یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کر لیا''۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ظہر اور عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی پھر ''موقف'' میں تشریف لے گئے اور جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ تشریف لے گئے۔ اور پہلے مغرب اور پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائیں۔ مشعرِ حرام کے پاس رات بھر امت کے لئے دُعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہو گئے۔ پھر منیٰ میں ''جمرہ'' کے پاس آ کر کنکریاں ماریں۔ پھر با آواز بلند اِرشاد فرمایا لوگو حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شائد اس کے بعد میں دوسرا حج کروں گا۔

منیٰ میں بھی ایک طویل خطبہ دیا اور عرفات کی طرح بہت سے مسائل کا اعلان فرمایا۔ پھر قربان گاہ پہنچ کر اپنے قربانی کے اونٹ ذبح کئے۔ قربانی کے بعد سر کے بال اُتروائے اور مسلمانوں میں بطور تبرک تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ مسجد الحرام میں تشریف لائے اور طواف زیارت ادا فرمایا۔ پھر چاہ زم زم پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے زم زم قبلہ رُو کھڑے ہو کر نوش کیا۔ پھر منیٰ میں واپس

Marfat.com

تشریف لے گئے۔

بارہ اور تیرہ ذوالحج کو ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد ''جمروں'' کو کنکریاں ماریں۔ تیرہ ذوالحج کو منیٰ سے نکلے اور مقام ''محصب'' میں رات بھر قیام فرمایا اور صبح کو نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی۔ پھر طوافِ وِداع کر کے مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

غدیر خم کا خطبہ:۔ راستے میں نبی کریم ﷺ نے ایک مقام ''غدیر خم'' پر تمام صحابہ کرام کو جمع فرما کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

''اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اے لوگو میں بھی ایک آدمی ہوں ممکن ہے خدا کا فرشتہ (ملک الموت) جلد آ جائے اور مجھے اس کا پیغام قبول کرنا پڑے۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہلِ بیت کے بارے تمہیں خدا کی یاد دِلاتا ہوں''۔

اسی خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جسکا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ خداوندا جو علی سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ''۔

مدینہ کے قریب پہنچ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام ذوالحلیفہ پر رات بسر فرمائی اور صبح کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

Marfat.com

﴿ہجرت کا گیارھواں(11) سال﴾

جیشِ اسامہ:۔ یہ سب سے آخری لشکر ہے جسے آپ ﷺ نے روانہ کرنے کا حکم فرمایا۔ رسول خدا ﷺ نے وصال مبارک سے چند روز پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو (جن کی عمر ابھی بیس برس تھی) بیماری کے دوران اپنے دست مبارک سے جھنڈا عطا فرمایا اور لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا تمام اکابر صحابہ کو بھی اِس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ تعمیل حکم کرتے ہوئے اپنے لشکر کو لے کر مقام جرف میں پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی شدید علالت کا سنا تو حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی مزاج پرسی کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نقاہت کے سبب بول نہ سکے۔ لیکن بار بار دست مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور ان کے جسم پر نورانی ہاتھ پھیرتے جاتے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ ﷺ میرے لئے دُعا فرما رہے ہیں۔ جب حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر میں پہنچ گئے اور فوج لے کر روانہ ہونے ہی والے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی بھیجا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو بتا دو کہ رسول اللہ ﷺ نزع کی حالت میں ہیں۔ یہ سن کر وہ فوراً مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عالم سکرات میں تھے۔ اسی دن دوپہر کو آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ یہ خبر سن کر ان کا لشکر بھی واپس مدینہ آ گیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو آپ نے لوگوں کی مخالفت کے باوجود لشکر کو روانہ فرمایا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ میں جا کر اس جگہ جہاں ان کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دیگر دو جیّد صحابہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے رومیوں سے جنگ کی اور ان کے غرور کو خاک میں ملا کر انہیں شکست دے کر چالیس روز کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ اور بہت سارا مالِ غنیمت بھی ساتھ لائے۔

Marfat.com

﴿وفاتِ اقدس﴾

رسول خداﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اشارۃً اپنے دُنیا سے رخصت ہو جانے کا بتا دیا تھا۔اسی طرح اپنی لخت جگر سیّدہ فاطمہ الزھرا رضی اللہ عنہا کو بھی مطلع فرمایا تھا جس سے وہ رو پڑی تھیں۔ایک روایت کے مطابق صفر کے مہینہ 11ھ کو ایک روز آپﷺ جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔واپسی پر شدید سر درد کی شکائت ہوگئی۔باقی ازواجِ مطہرات سے اجازت لے لی کہ بیماری کے ایام میں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی قیام کروں گا۔جب تک جسم میں طاقت رہی آپﷺ خود نمازیں پڑھاتے رہے اور جب کمزوری بہت بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جماعت کیلئے صحابہ کا امام بنایا اور نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب رسول اکرمﷺ کی طبیعت زیادہ خراب دیکھی تو ان کا دل ٹوٹ گیا۔ غم سے چور چور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں پیغام دیا کہ اے ابوبکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آگے کھڑے ہو کر جماعت کرائیں۔جب یار غار رضی اللہ عنہ نے پیغام سنا تو غش کھا کر گر پڑے۔فرطِ غم سے دوسرے مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں۔رحمت اللعالمینﷺ نے جب شور سنا تو خاتون جنت سے پوچھا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ شور کیسا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہﷺ مسلمانوں نے حضور کو نہ پایا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔سرور دو عالمﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، ان کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی پھر ارشاد فرمایا اے گروہِ مسلمانان میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔اس کی اطاعت کرنا میں تو اب اس دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے 17 نمازیں آنحضرتﷺ کی شدید علالت کے دوران پڑھائیں۔ایک روز سرور دو جہاںﷺ کی مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو آپﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کرا رہے تھے۔انہوں نے جب

Marfat.com

آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے حضور ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے۔ جبکہ دوسرے لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دے دیا ہے چاہے تو وہ دنیا کی زیب و زینت پسند کرلے اور چاہے تو جو انعام و کرام اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کرے۔ چنانچہ بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کرلیا ہے''۔

وفات سے ایک روز قبل نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا وہ دینار کہاں ہیں؟ وہ فوراً اٹھیں اور آٹھ دینار لے آئیں۔ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو فوراً مساکین میں تقسیم کردو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ پونجی بھی راہ خدا میں لٹا دی۔ وہ ذات کریم جس کو خدا تعالیٰ نے سارے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی تھیں ان کے گھر کی یہ کیفیت تھی کہ زندگی کی آخری رات چراغ میں تیل بھی نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا چراغ پڑوسن کی طرف بھیجا اور کہا اس میں چند قطرے تیل ڈال دیں تاکہ آج کی رات گزر جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے مرض کے شدید ہونے پر ہم سب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جمع فرمایا اور ہمارے طرف الوداعی نظروں سے دیکھا۔ یہاں تک کہ چشمانِ مبارک بھی اشک بار ہوگئیں پھر ہمیں فرمایا کہ فراق کی گھڑی نزدیک آ گئی ہے میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے، تمہیں ہدائت عطا فرمائے، ہر قدم پر تمہاری مدد فرمائے، تمہیں نفع دے، تمہیں ہر شر اور تکلیف سے بچائے اور تمہارے نیک اعمال کو قبول فرمائے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ میں اللہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تمہارا نگہبان ہو میں تم پر اسے خلیفہ بناتا ہوں میں تمہیں اللہ سے ڈرانے والا ہوں۔ خبردار اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں میں غرور و تکبر نہ کرنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی، تجھے بھی فرمایا ہے کہ آخرت

Marfat.com

ہم ان لوگوں کو عطا کریں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور فساد نہیں پھیلاتے اور نیک انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وصال کب ہوگا؟ فرمایا مقررہ گھڑی قریب آ رہی ہے۔ میں اللہ کی طرف لوٹ جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ میری منزل ہوگئی۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ غسل کون دے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت میں سے جو مرد اور میرے قریبی رشتہ دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی جو تمہیں دیکھیں گے مگر تم انہیں نہیں دیکھو گے۔ پھر عرض کیا ہم کفن کن کپڑوں میں دیں گے؟ فرمایا اگر تم چاہو جو لباس میں نے پہنا ہوا ہے اس میں کفن دے دینا یا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں۔ پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ حضور کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ حضور ﷺ کی چشمانِ مبارک میں آنسو آ گئے اور ہم پر بھی گریا طاری ہوگیا۔ فرمایا اللہ تمہیں بخشے اور اپنے نبی ﷺ کے ساتھ جو جانثارانہ سلوک تم نے کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چارپائی رکھ دینا پھر ایک ساعت کیلئے میرے پاس سے باہر چلے آنا۔ سب سے پہلے میرے دو دوست جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ ان کے بعد اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت علیہ السلام یہ سعادت حاصل کریں گے۔ ان کے بعد میرے اھل بیعت کے مرد میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر یکے بعد دیگر فوج در فوج مجھ پر داخل ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا۔ کوئی رونے والا کوئی چلانے والی اور فغاں کرنیوالی مجھے اذیت نہ پہنچائے۔ میرے صحابہ جو آج موجود نہیں انہیں میرا اسلام پہنچانا۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کو سلام دے رہا ہوں جو اِسلام میں داخل ہوا جس نے میرے دین میں میری پیروی کی آج سے قیامت تک۔ پھر عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ مرقدِ انور میں حضور ﷺ کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت کے مرد جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ ان گنت فرشتے ہوں گے جو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

آخری لمحات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑا ہوا تھا اور حضور ﷺ کے

Marfat.com

جسم پر پھیر رہی تھیں۔ اور وہ جملے دہرا رہی تھی جو آپ ﷺ بیماری کے اوقات میں اکثر دہرایا کرتے تھے۔
آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اچانک اپنا دست انور میرے ہاتھ سے کھینچ لیا پھر زبان مبارک سے کہا۔

رَبِّ الْغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّ فِیْقِ الْاَعْلٰی (اے میرے رب مجھے بخش دے اور رفیق اعلیٰ سے ملا دے)۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر سوئے رفیق اعلیٰ روانہ ہوئی تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے آج تک کبھی نہیں سونگھی تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰاجِعُوْنَ

﴿نبی کریم ﷺ کا ترکہ﴾

رسول خدا ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں فقر اور زہد کو اپنایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم و دینار چھوڑے اور نہ لونڈی و غلام۔ نہ اور کچھ۔ صرف سفید خچر، ہتھیار اور کچھ زمین جو عام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے۔

زمین:۔ بنونضیر، فدک اور خیبر کی زمین کے باغات وغیرہ کی آمدنی سے آپ ﷺ اپنے اور اپنی ازواج مطہرات کے سال بھر کے اخراجات پورے فرماتے اور فقرا و مساکین اور عام حاجت مند مسلمانوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کچھ ازواجِ مطہرات چاہتی تھیں کہ ان جائیدادوں کو میراث کے طور پر وارثوں میں تقسیم فرما دیا جائے اور انہوں نے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے درخواست بھی کی مگر انہوں نے اور دیگر صحابہ کرام نے ان کو نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث پاک سنا دی۔

ہمارا (انبیاء کا) کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ مسلمانوں پر صدقہ ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

اس حدیث کی روشنی میں ان کو بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق یہ جائیدادیں وقف ہو چکی ہیں۔ ان کی آمدنیوں میں سے آپ ﷺ جس طرح خرچ فرمایا کرتے تھے ویسے ہی اب ہوگا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی چنانچہ ویسے ہی ہوا۔

سواری کے جانور:۔ زرقانی علی المواھب کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں سات گھوڑے، پانچ خچر اور دو اونٹنیاں تھیں۔ (زرقانی جلد 3)

لیکن یہ تفصیل نہیں ہے کہ بوقت وفات کتنے جانور آپ ﷺ کی ملکیت میں تھے۔ بہر حال روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام ''لحیف'' تھا، ایک سفید خچر تھا جس کا نام ''دلدل'' تھا (یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہا۔ بہت زیادہ بوڑھا ہونے کے باعث اسکے دانت گر گئے تھے اور اندھا بھی ہو گیا تھا)۔ ایک عربی گدھا جس کا نام ''عفیر'' تھا اور ایک اونٹنی جس کا نام ''عضباو قصوٰی'' تھا (یہ وہی اونٹنی تھی جس پر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور اس کی پشت پر حجۃ الوداع کا تاریخی خطبہ عرفات و منیٰ میں پڑھا تھا)۔

ہتھیار:۔ چونکہ جہاد کی ہر وقت ضرورت درپیش رہتی تھی۔ اِس لئے آپ ﷺ کے اسلحہ خانہ میں نو یا دس تلواریں، سات لوہے کی زرہیں، چھ کمانیں، ایک تیردان، ایک ڈھال، پانچ برچھیاں، دو مغز، تین چُغے، ایک سیاہ رنگ کا بڑا جھنڈا، کچھ چھوٹے جھنڈے جن کے رنگ سفید اور زرد تھے اور ایک خیمہ بھی تھا۔ ایک تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی۔ پھر ان سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جو کربلا میں بھی آپ کے پاس تھی۔ پھر اُن سے یہ تلوار حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ علم نہیں کہ یہ سب تلواریں بیک وقت جمع تھیں یا مختلف اوقات میں آپ ﷺ کے پاس رہیں۔

Marfat.com

گھریلو زیرِ استعمال سامان:۔

(1).....ایک چارپائی جس کو کھردرے بان سے بُنا گیا تھا۔

(2).....ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

(3).....ایک چٹائی جس کو سونے کے لئے بچھایا جاتا تھا۔

(4).....ایک چمڑے کا گدّا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

(5).....بالوں سے بنی ایک چادر جسے دوہرا کر کے بچھونا بچھایا جاتا۔

(6).....ایک موٹا کمبل جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

زیرِ استعمال برتن:۔

(1).....ایک پیالہ جس کا نام ریان تھا۔

(2).....ایک پیالہ جس کا نام مغیث تھا۔

(3).....لکڑی کا ایک پیالہ جس پر چاندی کی زنجیر چڑھائی گئی تھی۔

(4).....چار کنڈوں والا ایک بہت بڑا پیالہ جس کا نام غراء تھا۔

(5).....ایک پتھر کا ڈول جسے مخضب کہا جاتا تھا۔

(6).....ایک چمڑے کی چھاگل جسے سادرہ کہا جاتا۔

(7).....ایک شیشے کا پیالہ جو مصر کے بادشاہ مقوقس نے بھیجا تھا۔

(8).....ایک مٹی کا پیالہ۔

(9).....ایک چوکور برتن جس میں کنگھی اور شیشہ پڑا رہتا۔

(10).....ایک قینچی، ایک سرمہ دانی، تولنے کیلئے ایک صاع اور مد کا پیمانہ۔

Marfat.com

﴿حُلیہ مُبارک﴾

جمال وجلالِ مصطفیٰ ﷺ، شمائل وخصائلِ مرتضیٰ ﷺ اور فضائل وکمالاتِ محبوب خدا ﷺ کا احاطہ بنی نوعِ انس وملک کے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ تو ایسا بحرِ بے کراں ہے جس کی گہرائی میں لاتعداد انمول ہیرے، جواہرات اور لعل پنہاں ہیں۔ ان میں کسی ایک کو اٹھا کر اس کی صفات اور اوصاف کو بیان کرنا بھی محال ہے۔ بہرحال اس کتاب میں ان کی ہلکی سی جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔ سراپا حسن وجمال کی رعنائیوں اور انوارِ دلرُبا کا تذکرہ کتبِ احادیث اور کتبِ سیرتِ مطہرہ میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

جسمِ اطہر کا حسن و جمال:۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ مبارک سرخ وسفید تھا۔ چشمانِ مبارک بڑی بڑی تھیں۔ آنکھوں کے سفید حصہ میں سرخ ڈورے تھے۔ مژگان مبارک لمبی تھیں۔ ابرو مبارک کمان کی طرح خمدار اور لمبے تھے۔ ناک مبارک اونچی اور پتلی تھی۔ دندان مبارک ملے ہوئے نہ تھے بلکہ درمیان میں کچھ فاصلہ تھا۔ رخ انور گول تھا۔ پیشانی مبارک فراخ تھی۔ رِیش مبارک گھنی تھی جو سینہ پُرنور پر پھیلی ہوئی تھی۔

شکم مبارک اور سینہ مبارک ہموار اور کشادہ تھے۔ کندھے بڑے بڑے تھے۔ جسم کی ہڈیاں بھاری بھرکم تھیں۔ بازو مبارک مضبوط اور طاقتور تھے۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک کشادہ تھے۔ انگلیاں مبارک ہموار تھیں۔ قد مبارک درمیانہ تھا۔ گیسو مبارک زیادہ گھنگھریالے نہ تھے۔ جب آپ ﷺ تبسّم فرماتے تو دندان مبارک چمکتے۔ گردن مبارک خوبصورت تھی۔ جسم مبارک مضبوط وتوانا تھا۔ نہ زیادہ فربہ تھے اور نہ پتلے۔

صحابہ کرام کی زبانی آپ ﷺ کا حلیہ پُرانواریوں بیان کیا گیا ہے:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی:۔ بعدازولادت جب حضرت

Marfat.com

حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لینے گئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ سو رہے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں پیکر حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئی ۔ میں قریب آئی اور سینہ انور پر ہاتھ رکھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور آنکھیں کھولیں۔ میں نے دیکھا کہ مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جن کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی رنگت میں ایسی چمک اور آب و تاب تھی کہ اس میں چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک تھی۔ گویا رنگ نہ تو بالکل سفید تھا نہ بالکل گندمی۔ سینہ مبارک چمکدار موتیوں کی طرح شفاف تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک سے زیادہ ملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو سونگھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا نہ پست بلکہ درمیانہ تھا۔ گیسو مبارک نہ زیادہ پیچ دار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے گھنگریالے تھے۔ جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ قدرے گولائی لیے ہوئے تھا۔ رنگ مبارک چمکدار سفید اور سرخی مائل تھا۔ چشمانِ مبارک نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔ دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پُر گوشت تھی۔ جسم انور پر زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی سی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں پُر گوشت (بھرے بھرے) تھے۔ جب چلتے تو قدموں کو قوت کیساتھ اٹھاتے ایسے لگتا بلندی سے نیچے اُتر رہے ہوں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورا بدن ادھر پھیر لیتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔ قلب اطہر سب سے سخی تھا۔ کلام مبارک سب سے سچا تھا۔ طبعیت مقدسہ سب سے نرم تھی اور نسب شریف سب سے اعلیٰ تھا۔ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا غیر معمولی حسن اور وجاہت سے مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھتا وہ آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے لگتا۔

Marfat.com

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ **کی زبانی**:۔ آپ حلیہ انور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مرتبہ اور بارعب تھے۔ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک درمیانہ سے قدرے طویل تھا لیکن زیادہ لمبا نہ تھا۔ سر اقدس اعتدال سے قدرے بڑا تھا۔ بال قدرے خم دار۔ سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ فرماتے۔ رنگ چمک دار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ دونوں کے درمیان ایک باریک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں اُبھر آتی۔ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور بغور دیکھنے سے بلند معلوم ہوتی ورنہ زیادہ بلند نہ تھی۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آنکھوں کی پتلیاں خوب سیاہ۔ رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ سینہ انور سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر سی تھی۔ گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے تصویر میں موتی کو تراشا گیا ہو جو رنگ اور صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ اعضاء پُر گوشت اور معتدل تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے لیکن سینہ اقدس فراخ اور قدرے اُبھرا ہوا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں۔ کپڑوں سے باہر کا حصہ روشن تھا۔ ہتھیلیاں اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں متناسب تھیں۔ تلوے مبارک گہرے اور قدم ہموار اور صاف تھے کہ پانی فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے مگر تواضع کیساتھ۔ قدم آہستہ اور کشادگی سے اُٹھاتے، چھوٹے قدموں سے نہ چلتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو محسوس ہوتا جیسے بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو بھرپور متوجہ ہوتے۔ نظریں نیچی اور جھکی رہتیں۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عادت شریف تھی یعنی غائت حیا کے سبب آنکھ بھر کر نہ دیکھتے۔ چلتے وقت صحابہ کو آگے کر دیتے۔ سلام کرنے میں پہل کرتے۔ ہنسنا صرف تبسم ہوتا۔ دندان مبارک ایسے ظاہر ہوتے جیسے بارش کے سفید چمکدار اولے ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا **کی زبانی**:۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک، چہرہ انور پر یوں معلوم ہوتا جیسے آب دار موتی ہوں اور خوشبو کے لحاظ سے خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مہکدار ہوتا۔

حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبانی:۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کے حلقہ اور دائرہ کی مانند نظر آتا تھا۔

اب ذرہ تفصیل کے ساتھ تمنائے کون ومکان سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کے مبارک اعضائے بدن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ علامہ قرطبی نے ایک قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا آفتاب پوری طرح ہمارے سامنے نمایاں نہیں ہوا۔ اگر وہ پوری طرح نمایاں ہوتا تو کوئی بھی اسکو دیکھنے کی تاب نہ لاسکتا۔ آنکھیں چندھیا جاتیں، دل ہیبت زدہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا نہ ہوتا۔

محبُوب خُدا ﷺ کا چھرہ انور:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوار و تجلیات کا مظہر تھا۔ نہائت وجیہہ، پُر گوشت اور کسی قدر گولائی لیے ہوئے تھا۔ چہرے کی رنگت سرخی مائل سفید تھی۔

قرآن میں آتا ہے: **وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَاسَجٰی** (قسم ہے چاشت کی اور رات کی جب چھا جائے)۔ یہاں اکثر مفسرین نے والضحیٰ سے مراد چہرہ انور اور واللیل سے مراد زلفِ عنبرین کو لیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آج تک کہیں بھی کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اللہ کے حبیب ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج چہرہ اقدس میں طلوع ہو رہا ہے۔ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپکا چہرہ اقدس آئینے کی طرح شفاف اور چمک دار ہو جاتا اور اشیاء کا عکس اس میں پڑتا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خلق بھی تمام لوگوں سے زیادہ دلکش تھا۔ چہرہ اقدس پر اکثر تبسم کے آثار رہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ

Marfat.com

میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وہ چاندنی رات تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرخ پوشاک زیب تن فرمارکھی تھی۔میں کبھی چودھویں کے چاند کی طرف دیکھتا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کی طرف۔کافی دیر تک موازنہ کرتا رہا لیکن میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں کے چاند سے زیادہ دلرُبا اور خوبصورت ہیں۔چہرہ انور کسی قدر گول اور بھرا بھرا تھا جس کے جمال کو دیکھتے ہی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پکار اٹھے کہ ان کا چہرہ کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہے اور فوراً کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں کوئی کپڑا سی رہی تھی۔رات کا وقت تھا۔چراغ روشن نہ تھا۔اچانک سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔میں نے بہت ٹٹولا لیکن سوئی نہ ملی اچانک رحمت للعالمین ﷺ حجرہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر انوار سے حجرہ روشن ہو گیا۔اس روشنی میں مجھے اپنی سوئی مل گئی۔ایک اور جگہ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رات کی تاریکی میں چہرہ انور کی روشنی سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

چشمِ مازاغ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرگیں تھیں۔پلکیں گھنی اور زُلفیں دراز، پُتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھوں کی سفیدی خوب سفید تھی جس میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ ﷺ بیک وقت آگے پیچھے، دائیں بائیں، اُوپر نیچے، دن رات اور اندھیرے اُجالے میں یکساں طور پر دیکھا کرتے تھے۔بخاری شریف کی روائت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم رکوع وسجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیونکہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

ان مبارک آنکھوں کی کون شان بیان کرسکتا ہے جنہوں نے معراج کی رات اپنے رب کا دیدار کیا۔جب کفار مکہ نے بیت المقدس کے بارے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے در و دیوار بلکہ ہر چیز کے بارے بتا دیا۔غزوہ احزاب میں ایک بڑے پتھر پر پہلی ضرب لگائی تو فرمایا میں یہاں سے شام کے محلات دیکھ رہا ہوں، دوسری ضرب پر فرمایا میں یہاں سے کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں، تیسری ضرب پر

Marfat.com

فرمایا میں یہاں سے صنعا (یمن کے دارالحکومت) کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران کعبۃ اللہ کو دیکھا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شھادت کے بعد بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے دیکھا۔ پھر اپنی چشمانِ مبارک سے جنگ موتہ کی لڑائی کا منظر مدینہ میں بیٹھ کر ملاحظہ کیا اور تین اکابر صحابہ کی شہادت کی اطلاع دی۔

ابرُو مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو باریک اور دراز تھے اور درمیان میں اس قدر قریب تھے کہ دُور سے ملے ہوئے نظر آتے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو جلال کے وقت اُبھر آتی تھی۔

ناک مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ناک خوبصورت، دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا۔ جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ سمجھتا تھا کہ آپ ﷺ کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ وہ زیادہ اونچی نہیں تھی بلکہ اس نور کی بدولت بلند محسوس ہوتی تھی جو اُسے گھیرے ہوئے تھا۔

پیشانی مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی چوڑی اور کشادہ تھی اور قدرتی طور پر چراغ کی مانند چمکتی تھی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اندھیری رات میں آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو روشن چراغ کی طرح چمکتی تھی۔

کان مُبارک اور سماعت :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک اور سماعت کی شان بھی نرالی تھی۔ فرمایا میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز بھی سن لیتے تھے۔ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی طرف ایک آواز سنی تو سر مبارک اُٹھایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے، پہلے کبھی نہیں کھلا۔

دھن مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک خوشبو سے مہکا رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پانی کے بھرے ہوئے ڈول میں کلی فرمائی جسے ایک کنویں میں ڈال دیا گیا تو کنویں سے ہمیشہ کے لئے

Marfat.com

کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن اطہر وسیع تھا۔ دانت موتیوں کی طرح چمکتے تھے اور آپس میں ملے ہوئے نہ تھے بلکہ درمیان میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمایا کرتے تو دندانِ مبارک سے نور کی لپٹیں نکل رہی ہوتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا روائت کرتی ہیں کہ میں اپنی بہنوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدید (خشک کیا ہوا گوشت) تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چبا کر ایک ٹکڑا اُنہیں دیا۔ انہوں نے بانٹ کر کھالیا۔ مرتے دم تک ان کے منہ سے کبھی بوئے ناخوشگوار پیدا نہ ہوئی اور نہ ہی کبھی منہ کی کوئی بیماری لگی۔

حدیبیہ کے مقام پر لشکر اسلام نے پڑاؤ ڈالا تو کنواں خشک ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور وضو کر کے پانی کی ایک کلی اس میں ڈال دی اور فرمایا ذرا ٹھہرو۔ پھر اس کنویں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ تقریباً 20 روز تک دوران قیام تمام جانور اور لشکر خوب سیر ہو کر پیتے رہے۔

لعابِ دہن :۔ لعابِ دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں بھی ان گنت ہیں۔ یہ بیماروں اور زخمیوں کیلئے شفاء اور زہروں کا تریاق تھا۔ یہ لعاب مبارک جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں پڑا تو فوراً شفا مل گئی۔ جنگ بدر کے دوران ابوجہل کے قاتل کا ایک بازو کٹ کر لٹک گیا تو حاضر بارگاہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا تو بازو جڑ گیا اور درد ختم ہو گیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ تیر لگنے سے باہر نکل آئی تو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض گزار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھیلا پکڑا۔ اسکے مقام پر رکھ کر لعاب دھن لگا دیا۔ درد ختم ہوا اور بینائی آ گئی بلکہ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ تیز ہو گئی۔

غارِ ثور میں یہی لعاب دھن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑھی پر لگا تو تریاق بن گیا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کھارے کنویں میں ڈالا گیا تو اس سے بڑھ کر کسی اور کنویں کا پانی شیریں نہ ہوا۔ ایک صحابی خبیب رضی اللہ عنہ کو کسی لڑائی میں تلوار لگی اور بازو چِر کر نیچے لٹک گیا۔ وہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ماجرا عرض کیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک سے دونوں حصوں کو جوڑ دیا۔ وہ ایسا ہو گیا

Marfat.com

کہ کبھی چِرا ہی نہ تھا۔

ایک صحابی روائت کرتے ہیں کہ ان کا باپ جنگ اُحد میں شہید ہوا۔ میں روتا ہوا رحمت اللعالمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تُو راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں ہو۔ پھر دستِ مبارک میرے سر پر پھیرا تو جہاں پر آپ ﷺ کا ہاتھ مَس ہوا وہاں پر بڑھاپے میں بھی بال سیاہ رہے جبکہ باقی سفید ہو گئے تھے۔ میری زبان میں بھی لکنت تھی آپ ﷺ نے لعاب مبارک ڈالا تو لکنت جاتی رہی۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا تو ایک روز اُبلتی ہنڈیا مجھ پر گر پڑی جس سے میرا سارا جسم جل گیا۔ میرا باپ فوراً مجھے بارگاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بدن پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنے دست مبارک سے سارے جسم پر مل دیا اور فرمایا اے مخلوق کے پروردگار اس کی تکلیف دُور فرما۔ میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔

زبان مُبارک :۔ وہ زبان مبارک جو وحی الٰہی کی ترجمان تھی اس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے بڑے بڑے فصیح و بلیغ کلام والے بھی ٹھہر نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شیریں کلامی اور مسحور کن گفتگو سے دشمن بھی دوست بنتے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے دل دکھانے والی بات نہ کی تھی۔ ہمیشہ خوش کلامی سے کام لیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بڑا واضح اور مبین ہوتا کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا۔

آواز مُبارک :۔ تمام انبیائے کرام خوبرو اور خوش آواز تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں ذرا گرانی پائی جاتی تھی۔ خوش آواز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز بھی تھے۔ بالخصوص خطبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی۔ حضرت ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم آدھی رات کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرأت کو سنا کرتے حالانکہ میں مکان کے اندر چارپائی پر ہوا کرتی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے

Marfat.com

ہیں جب حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ پڑھا جس سے ہمارے کان کھل گئے یہاں تک کہ ہم اپنی اپنی جگہ پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک سنتے تھے (جو شاندار اور وجیہہ ہونے کا نشان ہے)۔

سرِ انور :۔ آپ ﷺ کا سر اقدس قدرے بڑا تھا۔ یہ وہی مبارک سر ہے جس پر اعلان نبوت سے پہلے بادل کا ٹکڑا سایہ کرتا تھا۔ ایک روز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے زیرِ پرورش تھے اپنی رضائی بہن شیما رضی اللہ عنہا کے ساتھ بکریاں لے کر گئے۔ بڑی تیز دھوپ تھی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا تلاش میں گئیں اور گرمی اور تپش کا ذکر کیا۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا بولی اماں جان قریشی بھائی پر میں نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب آپ ٹھہرتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا یہاں تک کہ ہم یہاں اس جگہ پہنچ گئے۔ اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم 12 برس کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر شام پر گئے تو بحیریٰ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کے ٹکڑا کو سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

مُقدس بال :۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے موئے مبارک نہ زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔ بال مقدس پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اُتروا دیا تھا۔ آپ ﷺ اکثر بالوں میں تیل ڈالتے تھے اور کنگھی بھی کرتے اسکے علاوہ درمیان میں مانگ نکالتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال آخر تک سیاہ رہے، سر اور داڑھی مبارک میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہ ہوئے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بال مبارک اُتروائے تو صحابہ کرام نے بطور تبرک بانٹ لئے وہ ان موئے مبارک کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے (شمائل ترمذی)۔ حضرت بی بی ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے ان مقدس بالوں کو شیشی میں محفوظ کر لیا تھا۔ مریضوں کو وہ یہ شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں تو انہیں شفاء مل جاتی تھی۔

گردن مُبارک :۔ حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ کی مبارک گردن صفائی کے لحاظ سے چاندی کی صراحی کی طرح نفیس اور حسین تھی۔

حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی

Marfat.com

معتدل، صراحی دار اور نہایت ہی سڈول تھی۔ خوبصورتی اور صفائی میں نہایت ہی بے مثل، خوبصورت اور چاندی کی طرح صاف وشفاف تھی۔

دستِ رحمت :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں اور انگلیاں جوان مردوں کی طرح موٹی اور کشادہ تھیں۔ کلائیاں بھی بڑی فربہ اور طاقتور تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ونازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا۔

جس شخص سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کرتے وہ دن بھر اپنے ہاتھ میں خوشبو پایا کرتا اور جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہوتا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا کہ راستے میں چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے رُخساروں پر اپنا دستِ رحمت پھیرا۔ پھر میں سامنے ہوا تو میرے چہرے پر بھی دست انور پھیر دیا جس سے میں نے اپنے گالوں پر بڑی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آنے لگی کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست رحمت مجھے پکڑایا تو وہ مجھے برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار لگا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا۔ اب تک مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خنکی میرے کلیجہ کو ٹھنڈا کر رہی ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ السلام کا ہاتھ مبارک وہ ہاتھ تھا جس سے ایک مشتِ خاک کفار کے لشکر پر پھینکی تو انہیں

Marfat.com

شکست ہوئی۔ یہ وہی دستِ مسیحا تھا کہ جس کے صرف چھو لینے سے لاعلاج بیماریاں دُور ہو جاتی تھیں۔اسی دست جُود وسخانے کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا۔اسی مبارک ہاتھ کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوا تھا۔اسی دست مبارک کی برکت سے سنگ ریزوں نے کلمہ پڑھا۔اسی مقدس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹے۔اس دست عنبریں کے اشارے سے فتح مکہ کے روز تین سو ساٹھ بُت یکے بعد دیگرے منہ کے بل گرے۔اسی دست رحمت کی بے شمار برکتوں سے چند ایک کا مزید ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت شرجیل جہنی رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر ایک گلٹی سی بنی ہوئی تھی جس کے سبب ان کے لئے تلوار اور گھوڑے کی باگ پکڑنا مشکل تھا۔انہوں نے بارگاہ رحمت اللعالمین ﷺ میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی سے اس گلٹی کو رگڑ دیا پس اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ایک عورت اپنے لڑکے کو لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کو جنون ہو گیا ہے بارگاہ بے کس پناہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو اس نے قے کر دی اس میں سے ایک کالا پلا نکلا اور فوراً آرام آ گیا۔

حضرت عائذ بن سعید رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض گزاری کہ میرے چہرے پر دست رحمت پھیر دیجئے اور دُعائے برکت فرما دیجئے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔اس وقت سے حضرت عائذ رضی اللہ عنہ کا چہرہ تر و تازہ اور نورانی رہنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حضرت قتادہ بن ملحان قیسی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست رحمت پھیرا تھا۔جب وہ عمر رسیدہ ہو گئے تو تمام اعضاء پر بڑھاپا طاری تھا لیکن چہرہ بدستور تر و تازہ تھا۔ دورانِ ہجرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں ایک چرواہے سے دودھ طلب کیا اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت سے ایک بکری کو پکڑا اور اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو دودھ اُتر آیا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دودھ دوہا تو دونوں حضرات نے سیر ہو کر پیا۔اسی طرح دوران ہجرت ام معبد کی بکری سے بھی دودھ حاصل کیا گیا تھا۔

حضرت ابوزید اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ

Marfat.com

مبارک پھیرا تھا۔سوسال کے بعد بھی ان کے سراور داڑھی کا کوئی بال سفید نہ ہوا تھا۔ جنگ اُحد میں جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حاضر خدمت ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست انور سے ایک کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی تو وہ بہترین تلوار کی طرح دشمن کے ٹکڑے کرتی رہی۔

شِکم و سینہ پُرانوار :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک بھی کشادہ تھا۔سینہ مبارک اور شکم پاک دونوں ہموار تھے یعنی نہ سینہ شکم سے اُونچا تھا اور نہ شکم سینہ سے اُونچا تھا۔سینہ کے اوپر کے حصے سے ناف مبارک تک ایک مقدس بالوں کی ایک ہلکی سی لکیر چلی گئی تھی۔مقدس چھاتی اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا۔ البتہ شانوں اور کلائیوں پر بال تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم صبر وقناعت کا نگینہ تھا۔فاقہ کی حالت میں پتھر پیٹ پر باندھنے کی روایات بھی آئی ہیں۔سینہ مبارک انوار الٰہی کا سفینہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے متعلق ارشاد الٰہی ہے **اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ** (کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا)۔

قلب مُبارک :۔ محبوب رب العالمین ﷺ کے قلب انور کی وسعتوں اور گہرائیوں کا احاطہ کرنا انسانی عقل وسوچ سے بہت بڑھ کر ہے۔اسکی حقیقت خالق کائنات ہی بہتر جانتا ہے البتہ بمطابق متعدد روایات کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا ہے۔پہلی مرتبہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کے دوران، دوسری مرتبہ اعلان نبوت سے پہلے، تیسری مرتبہ واقعہ معراج سے پہلے۔ابونعیم کی ایک حدیث کے مطابق یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک روز میرے پاس فرشتہ آیا جس کے پاس سونے کا ایک طشت تھا۔اس نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور میرے پیٹ میں جو چیزیں زائد تھیں ان کو نکالا، پھر اسکو دھویا، پھر اس پر کوئی چیز چھڑکی اور پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ایسا ہے کہ جو بات اس میں ڈال دی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سمجھتے ہیں اور یاد بھی رکھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کان ہیں جو خوب سنتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ساری دُنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گی اور

Marfat.com

میدان حشر میں سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل قلب سلیم ہے ،آپ کی زبان سچی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئن ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق مضبوط ہے اور آپ ﷺ قشم یعنی اخلاق حمیدہ کے جامع ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جب اپنے گھر میں تھا میرے پاس ایک فرشتہ آیا مجھے لے کر وہ چاہِ زم زم تک گیا پھر اس نے میرا سینہ شق کیا پھر اسے زم زم سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پس وہ طشت میرے سینے میں انڈھیل دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شقِ صدر کے نشان دکھاتے تھے جو سینہ شق کرنے اور پھر اسکو سینے سے باقی رہ گئے تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں اس کے بعد فرشتہ مجھے آسمان کی طرف لے چلا۔

بخاری و مسلم کی ایک روائت کے مطابق حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اے عائشہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

جو اسرارِ الٰہیہ اور معارفِ ربّانیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر کو عطا فرمائے گئے ہیں اُن کا بیان طاقتِ بشری سے باہر ہے۔ اسی طرح معراج کی شب **وَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَااَوْحٰى۔** کی حقیقت سے بھی محبوب اور محبّ کے سوا کون واقف ہوسکتا ہے۔

پُشت مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک ایسی صاف اور سفید تھی جیسے چاندی پگھلائی ہوئی ہو۔ اس پشت مبارک میں دونوں شانوں کے درمیان سرخی مائل گوشت کا ایک ٹکڑا اُبھرا ہوا تھا جسے مہرِ نبوت کہتے ہیں جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک یہ نشانی بھی بیان کی گئی تھی ۔ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنے چچا کے زیر پرورش تھے کہ مکہ میں قحط پڑ گیا۔ اہل قریش جمع ہو کر حضرت ابو طالب کے پاس آئے۔ آپ نے اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا حرم کعبہ گئے اور ان کی پشت مبارک کو کعبہ سے لگا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اُنگلی اٹھائی ،اسی وقت بادل

Marfat.com

آنے شروع ہو گئے اور جھل تھل ہو گیا۔ وہاں حضرت ابو طالب نے کچھ شعر کہے جن میں سے ایک کا ترجمہ ہے ''یہ سفید رنگ والا ہے۔ اس کے من موہنے چہرے کے طفیل بادلوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ یتیموں کا نگہبان اور بیواؤں کی عصمت کا محافظ ہے''۔ ولادت کی رات گزرنے کے بعد ایک یہودی اہل قریش سے مخاطب ہوا اور پوچھا رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس نے کہا پتہ کرو اور میری بات یاد رکھو آج کی رات ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ اس کے کندھوں کے درمیان بالوں کا گچھا سا ہے۔ انہوں نے پتہ چلایا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا مجھے ساتھ لے چلو۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب اس نے نومولود سے کپڑا اُٹھایا اور پشت پر مہر نبوت کا نشان دیکھا تو غش کھا کر گرا۔ ہوش آنے پر اس سے ماجرا پوچھا گیا۔ تو کہا صد حیف آج بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت رخصت ہو گئی ہے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ کی والدہ آپ کو بچپن میں مدینہ لائی تھیں تو ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے غور سے دیکھا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے نام پوچھا تو آپ نے احمد بتایا اس نے فوراً پشت مبارک دیکھی تو کہا یہ اس وقت کا نبی ہے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تک پہنچی تو انہوں نے وہاں مزید ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور مکہ واپس روانہ ہو گئیں اور اسی سفر کے دوران راستے میں انتقال فرما گئیں۔

قدم مُبارک :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کہیں قدم رکھتے تو پورا قدم رکھتے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی تیز رفتار نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین سامنے سے لپیٹی جا رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی بے پرواہی سے چلتے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے لئے اِتنے تیز چلتے کہ سانس پھولنے لگتا۔ ابن سعد اور ابن عساکر نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روائت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ ذوالمجاز گئے (یہاں زمانہ جاہلیت میں ایک میلہ لگا کرتا تھا)۔ آپ ﷺ کے چچا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے شدید پیاس لگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری (بعض نے کہا ہے کہ ایک چٹان پر ماری) اور کچھ پڑھا اچانک پانی کا فوارہ

Marfat.com

اُبل پڑا۔ حضرت ابو طالب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایڑھی ماری تو وہ پانی غائب ہو گیا۔

ایک روز ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنی اونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ ایسی برق رفتار ہو گئی کہ کسی اور اونٹنی کو آگے نہ بڑھنے دیتی۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بڑے (بھرے بھرے) چوڑے اور خوبصورت تھے۔ ایڑیاں مبارک کچھ پتلی سفید اور لطیف تھیں۔ تلوا اونچا تھا۔ چال مبارک پُر وقار اور متواضع تھی۔ پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی نہ ٹھہرتا تھا۔

قد مبارک :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ پستہ قد بلکہ درمیانے قد والے تھے۔ بدن مبارک بہت خوبصورت تھا۔ جب چلتے تھے تو کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ میانہ قد رکھتے تھے۔ بوقت رفتار ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

یہ آپ ﷺ کی معجزانہ شان تھی کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک سب سے زیادہ اُونچا نظر آتا تھا۔ امام ابن سبع کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور روایات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ حکمت شاید اس بات میں یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ پر کسی کا پاؤں نہ آئے اور نہ ہی ناپاک جگہ پر سایہ پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی نہ ہی کبھی مچھر یا کھٹمل نے کاٹا۔

خون مبارک :۔ جنگ اُحد کے دوران آپ ﷺ دندان مبارک ٹوٹ گئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے بہنے والے خون مبارک کو چوسنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے باہر تھوک دے۔

Marfat.com

انہوں نے عرض کی بخدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پاک کو زمین پر نہیں پھینکوں گا۔ وہ نگلتے رہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھے۔ ایک دوسری روائت کے مطابق آپ نے فرمایا جس کے خون میں میرا خون مل جائیگا اسے نارِ جہنم نہ چھوئے گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور ان سے نکلا ہوا خون مجھے دے کر فرمایا اسے لے جاؤ اور چھپا دو۔ میں لے گیا اور جا کر پی لیا۔ جب واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس خون کا تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی اسے پوشیدہ کر دیا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ میں نے ایسے پوشیدہ مکان میں اسے رکھ دیا ہے جو لوگوں سے مخفی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تو نے پی لیا ہے؟ میں نے عرض کی 'ہاں' تو رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کی میں جانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی، اس لئے اسے پی لیا کہ اللہ اس کی برکت سے مجھے نارِ جہنم سے بچائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی اور سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ جس روز سے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون نوش فرمایا اس دن سے یوم شہادت تک ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

پسینہ مُبارک :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کی خوشبو ہر عطر اور کستوری سے بڑھ کر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پسینہ کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دِکھائی دیتے جن کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے بیٹی کا نکاح کر دیا ہے اور اسے خاوند کے گھر بھیجنا ہے مجھے کچھ خوشبو عنائت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح ایک شیشی اور لکڑی کا ٹکڑا لیتے آنا۔ چنانچہ جب وہ شیشی اور لکڑی لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کو اپنے بازوؤں سے پسینہ مبارک اُتار کر شیشی میں ڈال دیا اور فرمایا لے جاؤ۔ بیٹی کو دے دینا۔ وہ لڑکی جب اس کو جسم پر لگاتی تو اہلِ مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا جب مدینہ کے گلی کوچوں سے گزر ہوتا تو آپ ﷺ کے جانے کے بعد بھی وہ خوشبو سے مہکتی رہتیں۔ صحابہ سمجھ جاتے کہ ادھر سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ کو حالت خواب میں پسینہ آ گیا۔ میری ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک شیشی لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے اور فرمایا اُم سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں تو سب خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار ہو جاتی ہے۔ ایک دوسری روائت میں یوں ہے کہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کا پسینہ مبارک اس میں ضرور شامل کرنا۔

لباسِ نبوی ﷺ

محبوبِ ربُ اللعالمین ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جو سادا سا کپڑا میسر آتا پہن لیتے اور کسی خاص قسم کے کپڑے کی جستجو نہ کرتے۔ عمدہ اور نفیس کپڑوں کی کبھی خواہش نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً چادر، قمیض اور تہبند پہنتے جو سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے۔ اپنے لباس پر پیوند بھی لگا لیا کرتے تھے۔ سوتی اور اُونی دونوں طرح کے کپڑے آپ ﷺ نے استعمال فرمائے ہیں۔ کپڑے پہنتے ہوئے دُعا پڑھا کرتے۔ کپڑے اُتارتے ہوئے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے اور اُلٹی طرف سے اُتارتے۔ نیا کپڑا عموماً جمعہ کے روز پہنتے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے روز نئے کپڑے پہننا سنت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے اُتارتے تو انہیں تہہ کر کے رکھ دیتے۔ جو لباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں استعمال فرمائے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Marfat.com

کُرتہ (قمیض):۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتہ کو زیادہ پسند فرمایا ہے اور زندگی بھر کرتہ ہی استعمال فرمایا ہے۔ کرتے میں بدن کو آسانی ملتی ہے اور جسم بھی اچھی طرح چھپ جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ اکثر سوتی ہوتا جس کی لمبائی درمیانی ہوتی اور آستین بھی زیادہ لمبی نہ ہوتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قمیض یا کرتہ پہنتے تو پہلے دائیں آستین میں بازو ڈالتے پھر بائیں آستین میں اور پھر قمیض کو اپنے مبارک گلے میں ڈالتے (اسی طرح پائجامہ یا شلوار ڈالتے ہوئے بھی دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین کی لمبائی کبھی انگلیوں تک ہوتی کبھی گٹوں تک۔ قمیض کی لمبائی گھٹنوں سے اُوپر اور کبھی نیچے ہوتی تھی۔ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہی قمیض ہوتی تھی۔

تہبند:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکثر سفید چادر کو بطور لنگی پہنا ہے اس کو باندھتے ہوئے ٹخنوں کے اوپر رکھتے تھے۔ ایک روائت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تہہ بند کی چادر چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سرخ دھاری دار اور کبھی سبز دھاری دار چادر بطور تہہ بند بھی استعمال فرمائی ہے۔ تہہ بند کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ ایک روائت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہہ بند کو زیر ناف باندھتے تھے۔ اس کے اگلے حصے کا کنارہ قدموں کی پشت پر جبکہ پچھلے حصے کا اُونچا رکھتے تھے۔

کمبل:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم سرما میں اُونی کمبل بھی اوڑھا ہے۔ ایک روائت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقش ونگار والے کمبل میں نماز پڑھائی لیکن نماز کے بعد وہ کمبل تہہ کر کے کسی صحابی کو دے دیا کہ یہ کمبل نماز میں اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے جو خشوع وخضوع میں رکاوٹ ہے۔ پھر ایک سادہ کمبل اوڑھ لیا۔

جُبّہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبّہ بھی زیب تن فرمایا ہے۔ یہ کوٹ کی طرح کا ہوتا ہے جو قمیض کے اُوپر پہنا جاتا ہے مگر بعض کا قول ہے کہ یہ کرتہ کی جگہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف کا شامی جبّہ بھی استعمال فرمایا ہے جس کی آستینیں بھی تنگ تھیں۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سندس کے

Marfat.com

بُنے ہوئے جبے بھی بطور تحفہ آئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدھ مرتبہ پہن کر ناپسند فرمائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ریشمی لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

چادر :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھنے کے لیے چادر کا استعمال بھی فرماتے تھے۔ دھاری دار یمنی چادر جس کی بُنائی سادہ ہوتی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید، سبز اور سیاہ چادروں کا استعمال فرمایا ہے لیکن سرخ رنگ کی چادر کی روایات بھی ملتی ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک سرخ چادر سے مراد سرخ دھاریوں والی چادر تھی کیوں کہ مردوں کو سرخ کپڑا پہننے کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے۔ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لائی اور پہننے کی التجاء کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے پہن لیا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کتنی خوبصورت چادر ہے اِسے مجھے دے دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے تو اس چادر کو تہہ کر کے اس شخص کے پاس بھیج دیا۔ لوگوں نے یہ دیکھا اور اِس شخص کو کہا تو نے اچھا نہیں کیا کہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس نے جواب میں کہا خدا کی قسم میں نے یہ پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے تو اسے اپنا کفن بنانا ہے۔ چنانچہ جس روز اس شخص کا انتقال ہوا تو اسے اسی چادر میں دفنا دیا گیا۔

عمامہ:۔ عمامہ باندھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت پیاری سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عمامہ زیب تن کیے رکھتے تھے۔ ٹوپی کے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھا کرتے۔ عمامہ مبارک کی لمبائی کبھی چھ سات ہاتھ ہوتی کبھی بارہ ہاتھ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید، سیاہ اور سبز رنگ کے عمامے استعمال فرمائے ہیں مگر اکثر سفید رنگ کا عمامہ پہنا ہے۔ فتح مکہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ مبارک پہن رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر انور پر گول پیچ دار عمامہ باندھتے اور شملہ پیچھے کی جانب کندھوں کے درمیان ہوتا تھا لیکن شملہ کو کبھی دائیں کندھے پر رکھنے کی روائت بھی ہے۔ طبرانی میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر فرماتے تو اس کی دستار بندی کرتے اور ایک

Marfat.com

شملہ دائیں طرف کے کان سے نیچے لٹک رہا ہوتا تھا۔

نعلین مُبارک:۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چپل کی طرز کی نعلین استعمال فرماتے جن کے اوپر عام طور پر دو تسمے لگے ہوتے تھے جو چمڑے کے ہوا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے بھی استعمال فرمائے ہیں۔ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاہ رنگ کے چمڑے کے دو موزے تحفہ میں بھیجے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار استعمال فرماتے رہے۔ ان پر مسح بھی کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دایاں جوتا پہنتے پھر بایاں۔ اُتارتے ہوئے پہلے بایاں اُتارتے پھر دایاں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کسی محفل میں رونق افروز ہوتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں سے جوتے اُتار لیتے اور اپنی آستینوں میں رکھ لیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھتے تو جوتے پہناتے اور عصاء پکڑا کر آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھی پاپوش برداری کا شرف حاصل رہا ہے۔

اُنگوٹھی مُبارک :۔ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا اِرادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ سلاطین بغیر مہر والے خط قبول نہیں کرتے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کے نگینے پر یہ نقش تھا:

اللّٰہ

رسول

محمد

ایک روائت میں ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی تھی جسے تین روز تک پہنا لیکن ایک روز ممبر پر تشریف فرما تھے کہ وہ انگوٹھی نکال کر پھینک دی۔ کچھ صحابہ کرام جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سونے کی انگوٹھیاں بنوائی تھیں انہوں نے بھی فوراً اُتار دیں۔ پھر چاندی والی انگوٹھی بنوائی اور اُسے تادمِ آخر پہنتے رہے اور خطوط پر مہر بھی اسی سے لگاتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی کو

Marfat.com

بائیں ہاتھ میں پہنتے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے (دائیں ہاتھ کی روایات بھی ہیں)۔ بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی کو اُتار کر رکھ دیتے۔ یہ انگوٹھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے پاس رہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کے چھ سال گزرنے کے بعد وہ انگوٹھی ایک انصاری سے بیر اریس میں گر کر گم ہوگئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اسی دور کے بعد پھر فتنہ وفساد شروع ہو گیا اور اب تک امت مسلمہ اکٹھی نہیں ہوسکی ہے۔

خُوشبُو کا اِستعمال :۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ آپ ہمیشہ عطر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری کے وقت خوشبو کا استعمال فرمایا کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشبو کا ہدیہ ہمیشہ قبول فرمایا کرتے اور ردّ نہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کستوری اور عنبر کی خوشبو کو بہت پسند کرتے۔ حنا کی کلیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھیں اور گلاب کے پھول بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ (گلاب) جنت کے پھولوں کا سردار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ مجھے تمہاری دُنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

کنگھی ، آئینہ اور سُرمہ کا استعمال :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر میں پانچ اشیاء کو نظر انداز نہ فرماتے تھے آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بستر پر جانے سے پہلے مسواک اور وضو فرماتے اور بالوں میں کنگھی کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔ آپ ﷺ آئینہ دیکھتے تو دُعا کرتے اے اللہ تو نے میری ظاہری صورت کو حسین بنایا الٰہی تو میرے اخلاق کو بھی حسین کر دے اور میرا رزق میرے لئے وسیع فرمادے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر آرام فرمانے سے پہلے دونوں آنکھوں میں سرمہ کی تین تین سلائیاں ڈالتے۔

Marfat.com

﴿خوراک نبوی ﷺ﴾

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے کوئی خاص قسم کے کھانے کا اہتمام نہ کرتے تھے بلکہ جس قسم کا کھانا بھی پک جاتا کھالیتے تھے۔کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے اور سادہ قسم کے کھانے کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔اگر گھر میں کوئی مہمان ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔جب صحابہ ساتھ ہوتے تو تمام کھانا دسترخوان پر لگ جانے کے بعد شروع کرواتے۔گرم گرم کھانا نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاتے۔کھانے سے پہلے اور بعد میں دُعا پڑھتے تھے۔بھوک رکھ کر کھانا کھاتے تھے۔اپنی مبارک زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل خوراک استعمال فرمائی ہے۔

گندم اور جَو کی روٹی :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فقر کو اختیار فرمایا تھا اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ صبر وقناعت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔کھانے میں کئی دفعہ سوکھی روٹی بھی اِستعمال فرمائی ہے۔جَو کی روٹی زیادہ استعمال کی ہے۔اس دور میں آٹا ہاتھ کی چکی سے پیسا جاتا تھا جو زیادہ باریک نہیں ہوتا تھا۔میدے کی روٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں کی۔روٹی پانی کے ساتھ بھی تناول فرمائی ہے اور کئی دفعہ کھجوروں کو بطور سالن بھی روٹی کیساتھ استعمال فرمایا ہے۔

چاول:۔ روٹی کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاول کو بھی بطور غذا استعمال فرمایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترتہ دیگی (جس کو پنجابی میں عموماً ''کروڑی'' کہتے ہیں) زیادہ پسند تھی جو کہ چاولوں کی ہوتی۔

گوشت:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو پسند فرمایا ہے اور اکثر اوقات اسے استعمال بھی کیا ہے۔ شوربے والا اور بھونا ہوا دونوں اقسام کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان کی زینت بنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اقسام کے گوشت اپنی مبارک زندگی میں تناول فرمائے ہیں جن میں بکری کا گوشت، اونٹ کا گوشت، مرغ کا گوشت، حبارہ (ایک پرندہ) کا گوشت، چکور کا گوشت، خرگوش کا گوشت اور ٹڈی کا گوشت شامل ہیں۔بکری کی دستی اور پشت کے گوشت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پسند فرمایا ہے۔مچھلی کا گوشت بھی

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خوراک کھایا ہے۔قدید (خشک کیا ہوا گوشت جیسے ہمارے ہاں وڑیاں بنائی جاتی ہیں) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے بطورِ غذا استعمال کیا ہے۔

روغن :۔ ایک بابرکت درخت زیتون جس کا ذکر قرآن میں بھی آتا ہے کا روغن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِستعمال کیا ہے اور اسے کھانے کی ترغیب بھی دی ہے۔اسی طرح دیسی گھی، مکھن اور پنیر (جو دودھ کو پھٹا کر بنایا جاتا ہے) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے کھائے ہیں۔ چربی بھی بطور روغن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِستعمال فرمائی ہے۔

سبزیات:۔ سبزیات میں کدّو کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند کیا ہے اور بڑے ہی شوق سے تناول فرمایا ہے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چقندر اور ککڑی کے استعمال کرنے کی روایات بھی آتی ہیں۔ کھمبی اور میتھی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ کچے پیاز اور لہسن وغیرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرہیز فرماتے تھے کیوں کے ان کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے۔

پھل:۔ پھلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو بہت پسند فرمایا ہے۔اس کے علاوہ انجیر، انگور، کشمش، شہتوت، خربوزہ اور تربوز اور پیلو (ایک جنگلی پھل) کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارک میں اِستعمال فرمایا ہے۔

مُتفرق غذائیں:۔ مذکورہ غذاؤں کے علاوہ جو غذائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی رغبت سے اِستعمال فرمائی ہیں ان میں حریرہ (گھی، آٹا، دودھ اور چینی کو ملا کر بنایا جاتا ہے)، ثرید (روٹی کو شوربے میں توڑ کر بھگو کر بنایا جاتا ہے)، سرکہ اور شہد ہیں۔شہد غذا بھی اور دوا بھی ہے۔قرآن کریم میں خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بکثرت استعمال فرمایا ہے۔اس کے علاوہ ہریسہ (یہ ایک قسم کا حلوہ ہے جو دانوں کو کوٹ کر ان کے ساتھ گوشت ملا کر تیار کیا جاتا ہے) اور حیس (کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا گیا حلوہ) کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسندیدگی سے تناول فرمایا ہے۔میٹھی چیزوں کو ویسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شوق سے کھاتے تھے۔

Marfat.com

مشروبات :۔ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی چیز پیتے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے پھر برتن دائیں ہاتھ سے پکڑ کر تین سانسوں میں نوش فرماتے اور پھر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہتے۔ کھڑے ہو کر کھانے پینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے البتہ آب زمزم اور وضو کا بچا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سونے چاندی کے برتن میں پینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر برتن کو ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے پسندیدہ مشروبات درج ذیل ہیں:

پانی :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر سادہ پانی پسند فرماتے لیکن اگر کبھی ٹھنڈا پانی میسر آجاتا تو اسے بڑے شوق سے نوش فرماتے۔ مدینہ شریف میں ایک سقیا نامی کنواں تھا جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا تھا۔ وہاں سے پانی منگوا کر شوق سے پیتے تھے۔

دُودھ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو بہت پسند فرمایا ہے جب بھی میسر آیا نوش فرمالیا۔ دودھ ایک مکمل غذا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ آہستہ آہستہ اور تین سانسوں میں پیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو چیز کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفائت کرے وہ دودھ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ستّو:۔ خام جَو کو بھون کر جو آٹا بنالیا جاتا ہے اُسے ستو کہتے ہیں۔ اس میں چینی اور پانی ملایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو کا بکثرت استعمال فرمایا ہے۔ گرمیوں میں اسے پینے سے پیاس سے تسکین ملتی ہے۔ بعثت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں بھی اسے بطور خوراک ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

لسّی:۔ لسّی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب غذاؤں میں شامل ہے۔ یہ دودھ اور دہی میں پانی ڈال کر بنائی جاتی ہے جو موسم گرما میں خاص طور پر مفید ہوتی ہے۔

نبیذ:۔ یہ ایک قسم کا شربت ہے جو انگوروں اور کھجوروں کو پانی میں بھگو کر بنایا جاتا ہے۔ اگر اسکو زیادہ دِنوں تک بھگو کر رکھا جائے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے جو حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دنوں تک رکھے گئے نبیذ کو اِستعمال نہ فرماتے تھے۔ مسلم شریف میں ہے کہ صبح کو بھگوئے نبیذ کو آپ ﷺ شام کو نوش فرمالیتے۔

Marfat.com

اسی طرح شام کو بھگوئے ہوئے کو صبح کو نوش فرما لیتے۔ عموماً چمڑے کے مشکیزوں میں یہ بنایا جاتا تھا۔

﴿رسولِ خدا ﷺ کے شب و روز کے معمولات﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر مصروف عبادت رہتے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جاتا۔ عام لوگوں سے ملاقات کا یہی وقت تھا جب عوام الناس اپنی حاجات وضروریات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے۔

تاجدار عرب وعجم ﷺ کا دربار دُنیا کے بادشاہوں جیسا نہ تھا بلکہ یہ ہر طرح کے تکلّفات سے ہٹ کر تھا۔ فقیر ورئیس، شہری و بدوی، امیر و مسکین سب بلا روک ٹوک حاضر خدمت ہوتے تھے اور اپنی حاجات اور ضروریات سے آگاہ فرماتے۔ سرورِ دو جہاں، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت شاہی مسجد نبوی کے صحن میں مٹی سے بنا ہوا ایک چبوترہ تھا جس پر چٹائی بچھی ہوتی تھی۔ اُسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رونق افروز ہوتے تھے۔ اس سادگی کے باوجود صحابہ کرام کے ادب کا یہ عالم تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایسے بیٹھے ہوتے جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہوں یعنی کوئی ذرا بھی جنبش نہ کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اِرشاد فرماتے تو تمام اہلِ مجلس ہمہ تن گوش ہو کر شہنشاہِ کونین ﷺ کے فرمان کو سنتے۔ اسلام کے احکام و مسائل کی تعلیم اور صلح و جنگ اور امت کے دیگر معاملات پر صحابہ کرام سے مشاورت بھی کی جاتی اور مقدمات کا فیصلہ بھی یہیں کیا جاتا۔ صدقات، مالِ غنیمت اور وظائف کی تقسیم بھی اسی وقت ہی ہوتی تھی۔ سورج کے خوب بلند ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چار رکعت اور کبھی آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرماتے، پھر ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور اُمورِ خانہ اور کام کاج میں ازواج مطہرات کی مدد فرماتے تھے۔

گرمیوں کے موسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے کھانے کے بعد مسواک بھی فرماتے۔ اسی طرح نمازِ جمعہ کے بعد کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے (تھوڑی دیر کے لئے سونے کو قیلولہ کہتے ہیں)۔ نماز عصر کی ادائیگی

Marfat.com

کے بعد تمام ازواج مطہرات کو شرف ملاقات سے سرفراز فرماتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی دیر ٹھہر کر کچھ گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی ادھر رات کو آرام فرماتے ۔تمام ازواج مطہرات ادھر ہی جمع ہو جاتیں،عشاء کے وقت تک ان سے بات چیت کرتے رہتے پھر عشاء کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لے آتے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے اور جلد سو جاتے ۔سونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر وضو فرمالیا کرتے تھے ۔سونے سے پہلے سرمہ استعمال فرماتے اور سرمہ دانی سے آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالتے ۔سونے سے پہلے قرآن پاک کی کچھ سورتیں اور کچھ دُعائیں پڑھا کرتے تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لیتے تھے اور سوتے وقت نہ تو پیٹ کے بل لیٹتے اور نہ ہی چت لیٹتے بلکہ دائیں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر چہرہ مبارک دائیں طرف کر کے پہلو کی جانب آرام فرماتے تھے ۔احادیث مبارکہ میں سوتے وقت کے جو وظائف و دُعائیں مذکور ہیں ۔ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے سورہ سجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت فرماتے تھے ۔اس کے علاوہ سورہ اِخلاص ،سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں پر پھونکتے پھر دونوں ہاتھ سر، چہرہ ،سینہ اور کندھوں پر پھیرتے اس طرح تین مرتبہ کرتے ۔سوتے ہوئے یہ دُعا پڑھتے **اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا** (اے اللہ میں تیرے نام پر جیتا اور مرتا ہوں)۔رات کو بیدار ہو جاتے تو یہ دُعا پڑھتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرِ** (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا۔اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے)۔

صبح کو بیداری کے بعد یہ پڑھتے **اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْر** (یا اللہ تیرا نام لے کر ہم نے صبح کی اور تیرا نام لے کر ہم نے شام کی تیرے نام سے ہی ہم زندہ ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے)۔

رات کو پچھلے پہر جاگتے تو اٹھ کر مسواک کرتے وضو فرماتے اور نماز تہجد ادا فرماتے ۔نماز وتر اکثر

Marfat.com

تہجد کے ساتھ ادا فرماتے اس کے بعد اگر نیند کا غلبہ ہوتا تو سو جاتے ورنہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ تمام رات ہی عبادت میں مصروف رہتے۔ صبح کی اذان ہوتی تو فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرماتے اور پھر نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔

عبادات :۔ بعثت سے پہلے غار حرا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام و مراقبہ اور ذکر و فکر میں مصروف رہتے تھے۔ پھر جب نماز فرض ہوئی تو فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازیں اشراق ، چاشت ،اوابین، تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد بھی ادا فرماتے۔ نماز کے بھی تمام عمر پابند رہے۔ کئی دفعہ ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے کبھی دو تہائی رات گزرنے کے بعد اٹھ کر نماز نوافل پڑھتے اور صبح تک مصروف رہتے کبھی عشاء کے بعد کچھ دیر سو کر اٹھ بیٹھتے اور مصروف عبادت ہو جاتے ، پھر سو جاتے اور پھر اُٹھ کر نماز فجر ادا فرماتے۔ کبھی طویل قیام ،رکوع اور سجود کے ساتھ رات کو نماز پڑھا کرتے ۔ رمضان المبارک میں اکثر اعتکاف فرماتے اور آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہتے۔

روزے :۔ رمضان المبارک کے علاوہ شعبان المعظم کے بکثرت روزے رکھتے ۔ سال کے دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھتے خاص طور پر ہر مہینے میں تین دن ایام ابیض کے روز رکھتے ۔ شوال کے چھ روزے، عاشورہ کے روزے ،عشرہ ذوالحج کے روزے ، سوموار اور جمعرات کے دنوں کا روزہ بھی رکھتے تھے۔ کبھی کبھی آپ صومِ وصال بھی رکھتے ۔ یعنی کئی کئی دن رات افطار ہی نہ کرتے لیکن صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حج و عُمرہ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد اور ہجرت سے پہلے تک دو یا تین حج کرنے کی روایات ملتی ہیں ۔ لیکن بعد از ہجرتِ مدینہ آپ ﷺ نے صرف ایک ہی حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں ۔ ہجرت کے بعد تقریباً چار عمرے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائے ہیں۔

زکوٰۃ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر اور زُہد کو پسند فرمایا اور اپنے پاس مال ،سونا اور چاندی وغیرہ کو جمع ہی نہیں ہونے دیا۔ اِس لئے آپ ﷺ پر زکوٰۃ فرض ہی نہ تھی جو کچھ بھی آتا راہِ خدا میں لٹاتے جاتے تھے یہاں تک کہ

Marfat.com

بعض اوقات قرض لے کر سائل کی حاجت روائی بھی فرمائی۔

ذکرِ الٰہی :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روائت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گھڑی، ہر لحظہ اللہ کے ذِکر میں مصروف رہتے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، کپڑے پہنتے، سفر و حضر میں سواری پر سوار ہوتے یا اترتے ہوئے، بیت الخلاء میں آتے جاتے، مسجد میں آتے جاتے غرضیکہ ہر حالت میں دُعائیں ہی وردِ زبان رکھتے۔ ہر وقت اللہ کی تعریف و توصیف، حمد و ثناء اور شکر ادا کرتے رہتے۔ کسی بھی وقت اپنے خالق و مالک کے ذکر سے خالی نہ رہتے۔

اِخلاق رسُول ﷺ:۔ معلمِ اخلاق و صاحبِ خلقِ عظیم ﷺ کے اخلاق کریمہ کے نمونے اس کتاب کے اِخلاق حسنہ کے باب میں درج کیے گئے ہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿مُعجزاتِ رسول ﷺ﴾

عادت سے ہٹ کر اور خلافِ معمول کسی واقعہ کا رونما ہونا معجزہ کہلاتا ہے۔ یہ انبیاء کرام کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے انبیاء اور پیغمبروں کو مختلف قسم کے معجزات سے نوازا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور اندھوں کو آنکھیں دے دینا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عظیم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے ہیں ان میں سے کچھ یہاں مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔

چاند ھوا دو ٹکڑے :۔ ایک دفعہ رات کے وقت کفار قریش نے نبی کریم ﷺ سے کوئی نشانی نبوت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک پہاڑ کے اوپر اور

Marfat.com

ایک پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو یہ منظر دِکھا کر ان سے ارشاد فرمایا ہے۔ گواہ ہو جاؤ۔ گواہ ہو جاؤ۔

سُورج چلا اُلٹے قدم :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خیبر کے قریب ''منزل صہبا'' میں نماز عصر ادا فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سرِ انور رکھ کر سو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بدستور سر اقدس کو آغوش میں لئے بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب بیدار ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو چکی ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی۔ اے اللہ یقیناً علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھے لہٰذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تا کہ علی رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کر لے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔

ھاتھ اُٹھتے ھی بادل آگئے :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ ایک روز نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور فریاد کی کہ خشک سالی اور قحط سے ہمارے مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ بال بچے بھوک سے تباہ حال ہیں لہٰذا دُعا فرمایئے۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے دُعا کے لئے اپنے ہاتھ بارگاہ رب العزت کے حضور اٹھا دیئے اور عرض کی اے اللہ ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما۔ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ اچانک بادل چھا گئے اور ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوارنی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان گرنے لگے اور مال مویشی غرق ہونے لگے دُعا فرمائیں کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنے دستِ مبارک بارگاہ رب العالمین میں بلند فرما دیئے اور عرض کی اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر بارش نہ ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلی کی طرف اپنے ہاتھ سے اِشارہ کیا تو مدینہ کے اردگرد سے بادل ہٹ گئے اور بارش رک گئی۔ ایک دوسرے واقعہ میں

Marfat.com

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ ہمیں غزوہ تبوک کے بارے کچھ بتائیں۔آپ نے ارشاد فرمایا ہم شدید گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے تھے۔راستہ میں ستانے کے لئے ایک جگہ ٹھہرے۔ پیاس کی شدت نے سب کو نڈھال کر دیا تھا۔نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے تا کہ ان سے کچھ پانی حاصل ہو جائے جس سے وہ اپنے خشک ہونٹوں اور سوکھے گلوں کو تر کر لیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارش کیلئے دُعا فرمایئے۔رحمت اللعالمین ﷺ نے یہ سن کر اپنے مبارک ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں دُعا کے لئے اٹھا دیئے۔اس سے پہلے کہ اٹھے ہوئے ہاتھ واپس آتے آسمان ابر آلود ہونے لگا اور بارش شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ جتنے برتن کسی کے پاس تھے اس نے سب بھر لئے۔ یہ بارش جہاں تک لشکر اسلام پھیلا ہوا تھا۔وہاں تک ہی محدود تھی۔یاد رہے کہ اس لشکر میں تیس ہزار مجاہدین، بارہ ہزار اُونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے شامل تھے۔اس طرح کے کئی ایک واقعات اور بھی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے فوراً بارش برسنے لگی۔

اُنگلیاں بن گئیں چشمے:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حدیبیہ میں پہنچے تو مشرکین نے ہمیں مکہ مکرمہ داخل ہونے سے روک دیا اور وہاں پانی کی شدید قلت ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چمڑے کا ڈول رکھا ہوا تھا جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے لوگ تیزی سے وہاں پہنچے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے یہ بھگدڑ کیوں مچا رکھی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں جس کو ہم پی لیں یا وضو کر سکیں۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست انور اس ڈول میں ڈال دیا۔فوراً ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ہم سب نے اس سے خوب سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔سالم کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری تعداد کتنی تھی تو اُنہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ زورائے کے مقام پر تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو

Marfat.com

گیا۔لوگ وضو کرنے کے لئے پانی کی تلاش کرنے لگے لیکن پانی نہ ملا چنانچہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں تھوڑا سا پانی پیش کر دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وضو کر لیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبلنے لگے۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے بڑی تسلی سے وضو کیا جبکہ ان کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ایک اور روائت میں ہے کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہاری تعداد کتنی تھی تو انہوں نے بتایا کہ تین سو کے قریب۔ایک اور روائت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں مجھے اپنے آقا کی ہمراہی کا شرف حاصل تھا۔ ایک منزل پر پہنچے تو مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے چوپائے اور اونٹ پیاس سے نڈھال ہو چکے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچا کھچا پانی ہے؟ تو ایک شخص ایک پرانا مشکیزہ لے کر آیا جس کی تہہ میں دو تین گھونٹ پانی کے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا ٹب پانی کا منگوایا اور پانی اس میں انڈھیل دیا۔ پھر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک ہتھیلی اس ٹب میں رکھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے اُبلنے لگے۔ہم نے اپنے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا اور اپنے مشکیزے پانی سے بھر لیے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تمہاری ضرورت پوری ہوگئی ہے؟ عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹب میں سے اپنا دست مبارک نکال لیا۔

خُشک چشمے سے پانی اُبلنے لگا:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدین کے ہمراہ تبوک پر پہنچے۔ وہاں خشک چشمے میں قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس پانی کو ایک برتن میں جمع کیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے اپنے رخ اقدس اور ہاتھ مبارک دھوئے پھر اس دھوون کو اس چشمے میں ڈال دیا گیا تو وہ چشمہ جو قطرہ قطرہ ٹپک رہا تھا اس کی برکت سے بڑے چشمے کی طرح بہنے لگا۔

خُشک کنواں پانی سے بھر گیا:۔ حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ پندرہ سو صحابہ کی معیّت میں حدیبیہ پہنچے۔ وہاں ایک کنواں تھا جس میں

Marfat.com

تھوڑا سا پانی تھا۔ یہ پانی چند لمحوں میں ختم ہو گیا۔ جب پانی نہ ملا تو لوگ شدت پیاس سے دوڑتے ہوئے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پیاس کی شکائت کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکالا پھر حکم دیا یہ تیر لے جاؤ اور اس کنویں میں اُتر کو وہاں گاڑ دو جہاں پانی ہے۔ تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی کے فوارے اُبل پڑے اور قلیل وقت میں وہ کنواں پانی سے لبالب بھر گیا۔ جتنے روز بھی آنحضرت ﷺ بمعہ صحابہ کرام وہاں رہے کنواں لبالب بھرا رہا۔ حالانکہ سب لوگ وہاں سے پانی پیتے رہے اور وضو بھی کرتے رہے اور دیگر ضرورت کے لئے مشکیں بھر بھر کر لے جاتے بھی رہے۔

دُودھ کا پیالہ:۔ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے قرآن کی ایک آیت بارے پوچھا (مقصد یہ تھا کہ شائد وہ میرے چہرے کو دیکھ کر اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلائیں گے) انہوں نے راستے میں چلتے ہوئے آیت بتادی اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس راستہ سے گزرے ان سے بھی میں نے ایک آیت کا مطلب پوچھا (غرض وہی تھی کہ وہ کچھ کھلا دیں گے) مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چلے گئے۔ اس کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے چہرے کو دیکھ کر جان لیا کہ وہ بھی بھوکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا۔ انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہو لئے ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ اقدس پہنچے تو گھر میں ایک دودھ کا پیالہ دیکھا۔ گھر والوں نے بتایا کہ یہ فلاں نے بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ تمام اصحابِ صُفہ کو بُلا لاؤ (اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کے پاس کوئی مال واسباب تھا اور نہ کوئی سر چھپانے کی جگہ۔ ان کا کھانا پینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے ایک چبوترے پر بیٹھ کر عبادت میں مصروف رہا کرتے ۔ ان کی تعداد ستر سے لے کر سو سے زائد تک بیان کی جاتی ہے)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ ایک ہی پیالہ تو دودھ ہے اس دودھ کا میں زیادہ حقدار تھا اگر مجھے مل جاتا تو مجھے بھوک کی تکلیف سے نجات مل جاتی۔ اب دیکھئے اصحابِ صفہ کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے مجھے بھی کچھ ملتا ہے یا نہیں۔ ان کے ذہن میں یہی خیالات تھے مگر اللہ

Marfat.com

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر ساتھ لے گئے ۔ یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم خود ہی ان سب کو یہ دودھ پلاؤ چنانچہ میں نے سب کو پلانا شروع کر دیا۔ جب تمام نے خوب سیر ہو کر پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اب صرف ہم دونوں باقی رہ گئے ہیں آؤ بیٹھو پہلے تم پینا شروع کرو۔ انہوں نے پیٹ بھر کر پیالہ رکھ دینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور پیو۔ چنانچہ اُنہوں نے اور پیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے اور پیو اور پیو۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں ایک قطرہ کی گنجائش نہیں رہی ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرما لیا۔

روٹیوں میں برکت :۔ ایک روز حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمزور آواز سے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک سے ہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جَو کی چند روٹیوں کو دوپٹے میں لپیٹا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ ابو طلحہ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کیساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف چل پڑے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر بی بی اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان سے باہر نکل کر نہایت گرم جوشی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو حضرت بی بی اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں ان کا

Marfat.com

چورہ بنایا گیا۔ بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس چورہ پر کچھ گھی بطور سالن ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دس آدمیوں کو اندر بھیجو جب وہ دس کھانا کھا چکے تو دس اور صحابہ کو بلایا گیا۔ انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر وہ روٹیاں کھائیں۔ اسی طرح تقریباً ستر یا اسّی آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کجھوروں میں برکت :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد جنگ اُحد میں شہید ہو گئے، وہ یہودیوں کے قرض دار تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر وفات پائی ہے اور کجھوروں کے سوا میرے پاس ادا کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ صرف کجھوروں کی پیداوار سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باغ میں تشریف لے چلیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہودی اپنا قرض وصول کرنے میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کجھوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیر کے اردگرد چکر لگایا، دُعا فرمائی اور خود اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور دُعا سے ان کجھوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ ان کا تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کجھوریں قرضہ دینے والوں کیلئے رکھی گئیں تھیں اتنی ہی اور بچ رہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت :۔ غزوہ خندق کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت فاقہ کی حالت میں دیکھا تو گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہا تیرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس نے کہا کچھ جَو اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس کو ذبح کیا، میری بیوی نے جَو پیسے، میں نے گوشت ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھا اور خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو سرگوشی کرتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تھوڑا سا کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کو ہمراہ

Marfat.com

لے کر تشریف لے چلیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی سے کہو جب تک میں نہ پہنچوں ہانڈی کو چولہے سے نہ اُتارے اور تندور سے روٹی نہ نکالے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لشکر میں منادی کرادی کہ اے اہل خندق جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ چنانچہ تمام انصار و مہاجرین آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تمام اہلِ خندق کھانا کھانے آرہے ہیں تو اس نے پوچھا کیا تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تھا کہ کتنا کھانا پکایا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں ۔پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوندھا ہوا آٹا خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دُعا کی، پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی مبارک لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دُعا کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہانڈی کو چولہے سے نہ اُتارنا اور وہیں سے چمچے سے سالن ڈالتے جانا۔سب لوگوں نے باری باری سیر ہو کر کھایا لیکن جتنا آٹا پہلے تھا اتنا ہی رہا اور ہانڈی بھی بدستور بھری رہی ۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا خود بھی کھاؤ اور پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بطور ہدیہ بھیجو۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سارا دن کھاتے رہے اور بانٹتے رہے۔

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا حلوہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ جس زمانہ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو میری والدہ نے کھجوروں، گھی اور پنیر سے حلوا تیار کیا۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔جب میں نے وہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طشت کو رکھ دو اور فلاں فلاں آدمی کو بلا لاؤ اور جو آدمی تمہیں راستہ میں ملے اس کو بھی دعوت دے دو ۔میں نے حسب ارشاد دعوت دی ۔جب واپس آیا تو دیکھا کہ کاشانہ اقدس مہمانوں سے بھرا ہوا ہے اور تقریباً تین سو کی تعداد ہے۔رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور کچھ پڑھا پھر دس دس آدمیوں کو بلا کر بیٹھایا جاتا اور ان کے سامنے دسترخوان بچھایا جاتا۔وہ سیر ہو کر چلے جاتے تو دوسری ٹولی آجاتی۔ جب لوگ کھانا کھانے بیٹھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اِرشادفرماتے اللہ کا نام لے کر شروع کرو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس تھوڑے سے کھانے کو سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن پھر بھی بچ گیا تھا۔

حضرت ابُوھریرہ رضی اللہ عنہ کی تھیلی :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں برکت کی دُعا فرما دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو کھا کر کے برکت کی دُعا فرمائی اور ارشاد فرمایا ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور تم جب چاہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکالتے رہو لیکن کبھی توشہ دان کو جھاڑ کر بالکل خالی نہ کر دینا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیس برس تک ان کھجوروں کو کھاتے اور کھلاتے رہے بلکہ ان میں سے خیرات بھی کرتے رہے۔ آپ اس تھیلی کو اپنی کمر سے باندھے رکھتے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی ان کی کمر سے کٹ کر کہیں گر گئی۔

حضرت اُمّ مالک رضی اللہ عنہا کا کُپّہ :۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کُپّہ تھا جس میں وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ اس کُپّے میں بڑی برکتوں کا ظہور ہوا۔ جب بھی ان کے بیٹے سالن مانگتے اور گھر میں کوئی سالن نہ ہوتا تو وہ اس کُپے میں سے نکال کر اپنے بیٹوں کو دے دیتیں۔ ایک لمبے عرصہ تک وہ ہمیشہ اس کُپے میں سے گھی نکال نکال کر اپنے گھر کا سالن بنالیا کرتیں۔ ایک دن انہوں نے اس کُپے کو نچوڑ کر بالکل خالی کر دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو نے اس کُپے کو نچوڑ ڈالا؟ انہوں نے کہا ''جی ہاں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے نہ نچوڑتیں اور یونہی رہنے دیتیں تو ہمیشہ اس میں سے گھی نکلتا رہتا۔

Marfat.com

﴿رسول اللہ ﷺ کی مسیحائی﴾

اندھے کو آنکھیں مل گئیں:۔ ایک دفعہ دربارِ رسالت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اپنی مشکل بیان کی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بینائی کے لئے دُعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اچھی طرح وضو کرو اور یہ دُعا مانگو کہ اے اللہ اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو اللہ کریم نے اس کی آنکھوں کو روشن فرما دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ:۔ جنگ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ میں تیر لگا اور ان کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا۔ یہ فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور ماجرا عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کی آنکھ کو اس کے مقام پر رکھ دیا اور اپنا مقدس ہاتھ اُوپر پھیرا۔ اسی وقت آنکھ ٹھیک ہوگئی۔ یہ آنکھ ان کی دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

جنون جاتا رہا:۔ حضرت یعلی بن مرّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوران سفر ایک مرتبہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور جنون کی شکائت کی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا نکل جا کیوں کہ میں محمد رسول اللہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس پر اسی جگہ پہنچے تو اس عورت سے بچے کے بارے پوچھا۔ اس نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس بچے کو بعد میں کوئی تکلیف نہیں آئی۔

قے آئی اور جنون ختم:۔ ایک دفعہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض گزاری کہ یارسول اللہ ﷺ میرے اس بیٹے کو صبح وشام جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی تو اس بچے کو ایک زوردار قے ہوئی اور ایک کالا پلا نکلا اور بچہ

Marfat.com

تندرست ہوگیا۔

ٹوٹی ٹانگ صحیح ہو گئی:۔ حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ جب گستاخ رسول ابورافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر گئے۔ جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی زبانی ابورافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ فوراً ہی اچھی ہوگئی اور یہ معلوم ہونے لگا جیسے اس پر کبھی چوٹ نہیں لگی۔

تلوار کا زخم ٹھیک ہو گیا:۔ غزوہ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر تلوار کا زخم لگا۔ وہ فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر تین بار دم کیا۔ فوراً ہی درد ختم ہوگیا اور زخم بھی ٹھیک ہوگیا۔ صرف اسکا نشان ہی باقی رہا۔

برص کی بیماری ختم :۔ حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص (پھلبہری) کی بیماری تھی۔ وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے عصاء (لاٹھی) مبارک کو اسکے جسم پر پھیر دیا وہ فوراً تندرست ہوگئی۔

گونگے کو زبان مل گئی:۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں قبیلہ بنو خثعم کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے لیکن بولتا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس میں ہاتھ دھوئے اور کلی فرمائی اور حکم فرمایا اسے بچے کو پلاؤ اور کچھ پانی اس کے اوپر بھی چھڑکو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں کو بتایا کہ میرا بیٹا بولنے لگا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا نسیان جاتا رھا:۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں اپنی یادداشت کی کمزوری (نسیان) کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنی چادر کو پھیلاؤ۔ انہوں نے تعمیل حکم میں چادر پھیلا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس چادر پر

Marfat.com

ڈالا اور فرمایا اسکو سمیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا پھر اس کے بعد سے میں کوئی بات نہیں بھولا۔ یاد رہے کہ آپ ہزاروں حدیثوں کے راوی ہیں۔

چھرے سے چیچک کے نشان غائب :۔ حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کا چہرہ چیچک زدہ تھا۔ ایک روز اُنہیں رحمت دو عالم ﷺ نے پاس بلایا اور اُن کے چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ہاتھ مبارک چہرے سے مس ہوتے ہی چہرہ صاف ہو گیا اور نشانات چیچک غائب ہو گئے۔

تکلیف بھی گئی اور دائمی خوشبو بھی مل گئی:۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔ وہ چاروں اچھی سے اچھی خوشبو منگوایا کر لگاتیں لیکن جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ گھر آتے تو ان سب کی خوشبوئیں مانند پڑ جاتیں اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو ہی غالب رہتی حالانکہ آپ خوشبو بھی نہیں لگاتے تھے۔ ایک روز وہ چاروں اکٹھی ہو کر پوچھنے لگیں کہ آپ سے ایسی خوشبو کہاں سے آتی ہے جس سے ہم سب کی خوشبوئیں مات ہو جاتی ہیں حالانکہ آپ خوشبو استعمال ہی نہیں کرتے؟ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے شرا یعنی پت نکل آتی تھی جو بہت تکلیف دیتی تھی۔ میں دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا اور شکایت کی۔ میری عرض سن کر رحمت اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنا کرتا اُتار کر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر میرے جسم پر پھیرا۔ اس وقت سے میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی ہے (مجھے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے؟)۔

بینائی لوٹ آئی:۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جن کی دونوں آنکھیں موتیے کی وجہ سے سفید ہو چکی تھیں اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میں اپنے اونٹ کی نکیل کو پکڑے چل رہا تھا کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر جا پڑا اور اُسی وقت میری بینائی ختم ہو گئی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی آنکھوں پر پھونک ماری تو وہ فوراً بینا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اسے ایسی بینائی عطا ہوئی کہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں بھی وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتا تھا۔

Marfat.com

جَلا ھُوا بازو دُرست ھوگیا:۔ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے بازو پر اُبلتی ہوئی ہانڈی اُلٹ گئی جس سے بازو جل گیا۔ان کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس بازو پر پھیرا،لعابِ دہن لگایا اور دُعا دی جس سے وہ بالکل درست ہوگیا۔

اِخلاق اچھا ھو گیا:۔ مدینہ طیبہ میں ایک خاتون رہا کرتی تھی جو بڑی زبان دراز تھی۔ایک روز وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔اس نے عرض کیا مجھے بھی کچھ دیجئے۔حضور ﷺ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اٹھا کر اسے دیا تو اس سے کہا میں نے وہ لقمہ مانگا ہے جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ہے۔رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک سے وہ لقمہ نکال کر اس کو دے دیا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال ردّ نہ فرماتے تھے۔جب وہ لقمہ اس نے کھایا تو اللہ کریم نے اسکو شرم وحیا کی نعمت سے یوں مالا مال کر دیا کہ مدینہ طیبہ میں کوئی عورت اس سے زیادہ شرمیلی اور باحیا نہ تھی۔ایک لقمے نے اس کی کایا ہی پلٹ دی تھی۔

رسُولِ خُدا ﷺ کا جُبّہ مُبارک باعثِ شفاء:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک جبّہ نکالا جس کی جیب کے سوراخوں کے اوپر ایرانی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے لگے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے جس کو حضور ﷺ پہنا کرتے تھے۔جب رحمتِ عالم ﷺ نے اس عالمِ فانی سے رحلت فرمائی تو یہ جبہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔جب انہوں نے وفات پائی تو میں نے اسے لے لیا۔جب کوئی ہم میں سے بیمار ہوتا ہے تو ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی پلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا بخشتا ہے۔

لڑکی زندہ ھو گئی:۔ ایک روائت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اِسلام دی تو اس نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاسکتا جب تک میری مردہ بچی زندہ نہ ہو جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔اس نے لڑکی کی قبر دکھا دی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

Marfat.com

لڑکی کا نام لے کر پکارا تو اس لڑکی نے قبر سے نکل کر جواب دیا کہ حاضر ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے فرمایا کیا تم پھر دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہو لڑکی نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے ماں باپ سے زیادہ اپنے اللہ کو مہربان پایا ہے اور آخرت کو دُنیا سے بہتر پایا ہے۔ (زرقانی۔شفا شریف)

پکی ہوئی بکری زندہ ہونا:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کی، اس کو پکایا اور روٹیوں کا ثرید بنا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس کو تناول فرمایا۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر کچھ کلمات پڑھے۔ وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دُم ہلانے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر تم اپنی بکری کو اپنے گھر لے جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب اس بکری کو لے کر اپنے مکان پر پہنچے تو ان کی بیوی نے حیران ہو کر پوچھا یہ بکری کہاں سے آ گئی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اپنی بکری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ذبح کیا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو زندہ فرما دیا۔ یہ سن کر ان کی بیوی نے بلند آواز میں کلمہ شہادت پڑھا۔

﴿عالمِ نباتات کے مُعجزات﴾

درخت خُود چل کر آیا:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس رات جنات کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی دِکھلائی جائے جس سے ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت میرا گواہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو حکم دیا کہ وہ آئے اور میری رسالت کی گواہی دے۔ وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا حاضر خدمت ہو گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دی۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

دو درخت قریب آگئے :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک وادی میں اُترے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ۔میں لوٹا پانی سے بھر کر ساتھ لے گیا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُور جا کر دیکھا لیکن کوئی درخت نہ ملا جسکی اوٹ میں رفع حاجت کی جا سکے۔اچانک وادی کے کنارے پر درخت دیکھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی طرف تشریف لے گئے اور اُسکی ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا میرے سامنے سر جھکا دو۔ چنانچہ اس نے سر جھکا دیا ایک ایسے اونٹ کی طرح جس کی ناک میں نکیل ہو۔ پھر دوسرے درخت کو حکم دیا تو وہ ساتھ ہولیا۔ جب نصف راستے پر پہنچے تو دونوں درخت آپس میں مل گئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع حاجت فرمائی اس کے بعد دونوں درخت جدا جدا ہو کر اپنے مقام پر پہنچ گئے ۔

درختوں اور پتھروں پر حکومت :۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ قضائے حاجت کے لئے جگہ تلاش کرو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وادی میں ہر طرف لوگ بکھرے ہوئے ہیں کوئی خالی جگہ نہیں نظر آتی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کجھور کا درخت یا کوئی پتھر وغیرہ دیکھو۔ میں نے دیکھا تو کجھور کے درخت نظر آئے ۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان کجھور کے درختوں کو کہو کہ اللہ کا رسول ﷺ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم نزدیک ہو جاؤ اور پتھروں کو کہو کہ وہ بھی نزدیک ہو جائیں ۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ پیغام پہنچایا تو دیکھا کہ کجھوریں قریب ہو کر ایک دوسرے سے مل گئیں اور پتھر ایک ڈھیر کی صورت میں جمع ہو گئے ۔آپ ﷺ نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے میں نے کجھور کے درختوں کو وہاں سے اپنی اپنی جگہ جاتے دیکھا۔ (بیہقی)

درخت گواھی دیتا ھے :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ہم ایک سفر میں اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا۔حضور ﷺ نے اس پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ اس نے کہا اپنے اھل وعیال کے پاس ۔پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے دل میں بھلائی حاصل کرنے

Marfat.com

کا شوق ہے؟ اس نے کہا کونسی بھلائی ؟۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تو یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔اعرابی نے کہا کوئی گواہ ہے جو آپ ﷺ کی صداقت کی تصدیق کرے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وادی کے کنارے پر درخت نظر آرہا ہے یہ گواہ ہے۔جب آپ ﷺ نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا تو وہ اپنی جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔حضور ﷺ نے اس درخت سے تین مرتبہ پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس سوال کے جواب میں اس درخت نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور پھر وہ درخت اجازت لے کر اپنے مقام پر چلا گیا۔(بیہقی۔بزاز)

درخت نے حُکم مانا:۔ بزاز نے حضرت بریدہ بن مصیب رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسی علامت دکھائیں جو گواہی دے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ سامنے درخت دیکھتے ہو اس کو جا کر کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں یاد کر رہے ہیں۔وہ سنتے ہی ایک مرتبہ دائیں جھکا پھر بائیں، پھر سامنے اور پیچھے کی جانب جھکا اس طرح اسکی جڑیں ٹوٹ گئیں۔وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مؤدب ہو کر کھڑا ہو گیا۔اور عرض کی اسلام علیک یارسول اللہ ﷺ۔اس اعرابی کو یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ کی رسالت کا یقین ہو گیا۔اس نے عرض کی اب اس درخت کو حکم دیں کہ واپس چلا جائے چنانچہ وہ لوٹ گیا اور اس کے جڑیں زمین میں گڑ گئیں۔یہ دیکھتے ہی اعرابی نے سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی۔حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو اپنے خاوند کو سجدہ کرنے کا کہتا۔پھر اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اگر سجدہ کی اجازت نہیں دیتے تو اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دوں چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

حنانہ ستون کا رونا:۔ نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جس کا نام حنانہ تھا۔جب نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے

Marfat.com

خطبہ کیلئے ایک منبر تیار کروالیا۔ جب آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو وہ تنا (ستون حنانہ) چیخیں مار کر رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ منبر سے نیچے اُتر کر اس کے پاس گئے اور سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح میرے فراق میں روتا رہتا۔ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس ستون کی آہ وزاری سنی تو منبر سے نیچے اُتر کر اُسے گلے لگایا اور فرمایا اگر تیری غرض ہو تو میں تجھے تیرے باغ میں لوٹا دوں تیری جڑیں نئے سرے سے تازہ ہوں اور تیرے پتے اور شاخیں تر و تازہ ہوں اور تجھ پر سے پھل لگنے لگیں۔ اور اگر تیری غرض ہو تو میں تجھے جنت میں گاڑ دوں تا کہ اللہ کے بندے پھل کھائیں۔ اس نے جنت میں جانے کو پسند کیا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب آپ یہ واقعہ سنایا کرتے تو رونے لگتے تھے۔ فرماتے اے اللہ کے بندو سوکھی لکڑی تو اللہ کے محبوب ﷺ کے فراق اور شوقِ وصال میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی حالانکہ تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے شوق میں تمہاری آنکھیں بھی اشک بار ہوں اور دل بے قرار۔

﴿عالمِ جمادات کے مُعجزات﴾

پتھر سلام کہتے ہیں :۔ امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ میری بعثت سے پہلے جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ مجھے سلام کرتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ کی گلیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ ہم بعض محلوں میں گئے اور جو درخت اور پتھر سامنے آیا اس نے عرض کی اسلام علیک یارسول اللہ ﷺ۔ آپ فرماتے ہیں ابتداء نبوت میں اکثر ایسا ہوا کرتا تھا تا کہ نبی اکرم ﷺ کے قلب انور کو

Marfat.com

اِطمینان ہواور آپ ﷺ مسرور رہوں۔

پہاڑ لرزنے لگا:۔ بخاری اور ترمذی کی روائت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ ایک روز جبل اُحد پر نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جلالِ نبوت کے باعث اس پہاڑ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے اس پر ٹھوکر لگائی اور فرمایا اے اُحد ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک اللہ کا نبی، اس کا ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اشاروں سے بُت گرے :۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت کیا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مسجد الحرام میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جنہیں چونے کے ساتھ پتھروں میں گاڑھا گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے دست انور میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ اس سے ان بتوں کی طرف اشارہ کرتے گئے نہ ہاتھ لگایا نہ انہیں دھکا دیا۔ کلامِ الٰہی **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** پڑھتے ہوئے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ سر کے بل اور منہ کے بَل گر پڑتا۔

دروازوں اور کھڑکیوں کا آمین کھنا:۔ امام بیہقی، ابن ماجہ، مالک بن ربیع سے روائت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے ابوالفضل تم اور تمہارے بیٹے میرے آنے تک اپنے گھر میں ٹھہرنا۔ جب چاشت کا وقت ہوگیا تو سرور دو جہاں ﷺ تشریف لائے اور اسلام وعلیکم کہا۔ ان سب نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا پھر آپ ﷺ نے پوچھا **کیف اصبحتم** تم نے صبح کیسے کی ہے؟ انہوں نے عرض کی خیر وعافیت سے۔ جب وہ آرام سے بیٹھ گئے اور حضور ﷺ کے قریب ہوگئے تو حضور ﷺ نے اپنی چادر ان سب پر ڈال دی اور فرمایا یا اللہ یہ میرے چچا ہیں، میرے باپ کی طرح ہیں اور میرے اھل بیت سے ہیں۔ یا اللہ جس طرح میں نے اپنی چادر ان سب پر ڈالی ہے اور ان کو چھپالیا ہے اسی طرح تُو آتشِ جہنم سے انہیں چھپالے۔ دروازوں اور کھڑکیوں کے جتنے

Marfat.com

کواڑ تھے اور مکان کی جتنی دیواریں تھیں سب نے کہا آمین ، آمین ، آمین ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جوفرزنداس روزموجود تھےان کے نامِ مبارک یہ ہیں ۔عبداللہ، خشم ،معبد،عبدالرحمٰن ،سعیداوران کی بہن ام حبیبہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔اس سے معلوم ہوا کہ لکڑی کے بے جان اور بے کس کواڑ نے بھی حضور ﷺ کی دُعا کو نہ صرف سنا بلکہ جواب میں تین بار آمین ،آمین ،آمین کہا۔

﴿عالم حیوانات کے مُعجزات﴾

اُونٹ کی فریاد:۔ امام احمداور بیہقی حضرت یعلی بن مرّہ رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شریک سفر تھے۔ ہمارا گزر ایک اُونٹ کے پاس ہوا جس پر اس کا مالک پانی کے مشکیزے لادا کرتا تھا۔ جب اس اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ بڑ بڑانے لگا اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر رکھ دیا۔آپ ﷺ رُک گئے اور پوچھا اسکا مالک کون ہے؟ وہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اُونٹ مجھے فروخت کردو۔اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں بطور ہدیہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ اس خاندان کا اونٹ ہے جس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سنو تمہارے اُونٹ نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم ڈالتے ہو۔اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور کام تھوڑا لو اور چارہ زیادہ ڈالو۔

باغی اُونٹ سجدے میں گِر گئے:۔ طبرانی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک انصاری کے دو اونٹ تھے وہ دونوں مست ہو گئے ۔اس نے انہیں ایک چار دیواری میں بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک ضروری کام سے حاضرِ خدمت ہوا ہوں ۔میرے دو اونٹ تھے وہ دونوں مست ہو گئے ہیں میں نے ان کو ایک حویلی میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔میری خواہش ہے کہ میرے لئے دُعا فرمائیں تا کہ اللہ کریم ان کو میرا فرمان

Marfat.com

بردار بنائے۔آپ ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا اُٹھو اور میرے ساتھ چلو۔حضور ﷺ تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔وہ دروازہ کھولنے سے جھجکا کہ کہیں وہ اونٹ آنحضرت ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ حضور ﷺ نے جب سختی سے کہا تو اس نے دروازہ کھول دیا۔ایک اونٹ دروازے کے پاس ہی بیٹھا تھا جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گیا۔رحمت دو عالم ﷺ نے اس کے مالک کو کہا اسے لاؤ تا کہ میں اسکا سر باندھ دوں۔وہ جلدی سے اسے لایا تو آپ ﷺ نے اس کا سر باندھ دیا اور فرمایا لے لو۔حویلی کے کنارہ پر دوسرا اونٹ کھڑا تھا۔اُس نے بھی جب آپ ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی سجدے میں گر پڑا۔اس کے لئے بھی مالک رسّی لے کر آیا۔نبی کریم ﷺ نے اس طرح اس کا سر بھی باندھ دیا اور نکیل اس کے مالک کو پکڑا دی۔آخر میں ارشاد فرمایا کہ جاؤ اب یہ تیری نہ فرمانی نہیں کریں گے۔

اُونٹ کی گواھی:۔ امام طبرانی حضرت فرید بن ثابت سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روائت کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ کسی غزوہ میں سرکار دو عالم ﷺ کے ہم رکاب تھے۔جب ایک چوراہے پر پہنچے تو ایک اعرابی آتا دکھائی دیا جس نے ایک اونٹ کی نکیل اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔وہ قریب آکر کھڑا ہوا اور سلام عرض کیا۔حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔اسی اثناء میں ایک اور آدمی بھی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس اعرابی نے میرا اونٹ چرا لیا ہے۔اسی وقت اونٹ نے بلبلانا شروع کر دیا۔حضور پرنور ﷺ خاموشی سے اس کے بلبلانے کو سنتے رہے پھر اس شخص کو کہا جا آنکھوں سے دُور ہو جا اُونٹ گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے اور یہ اعرابی اس اُونٹ کا مالک ہے۔

بکریوں کا سجدہ:۔ امام احمد اور بزاز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔اس باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔انہوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گئیں اللہ تعالیٰ نے ان بے زبان و نادان بکریوں کے دل میں بذریعہ اِلہام حضور ﷺ کا پہچان کروا دی۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان

Marfat.com

بکریوں سے زیادہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم حضورﷺ کو سجدہ کریں۔آپﷺ نے ارشاد فرمایا کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔

بکریاں خود اپنے گھروں میں پہنچیں:۔ امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہیں کہ ایک آدمی حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لے آیا۔اس وقت حضورﷺ خیبر کے قلعوں میں سے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔وہ آدمی خیبر کے یہودیوں کا چرواہا تھا۔اس نے عرض کی یا رسول اللہﷺ میں ان بکریوں کا کیا کروں؟ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا ریوڑ کا منہ ان کے مالک کی طرف کردے پھر ان کو کنکریاں مار کر بھگا دے۔اللہ تعالیٰ تیری امانت ان کے مالکوں تک پہنچا دے گا۔اس نے ایسا ہی کیا اور ہر بکری اپنے مالک کے گھر چلی گئی۔

گدھے کا گفتگو کرنا:۔ ابنِ عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ جب نبی کریمﷺ نے خیبر کے قلعوں کو فتح کرلیا تو ایک کالے رنگ کے گدھے نے آپﷺ سے گفتگو کی۔حضورﷺ نے اس کا نام پوچھا تو بولا یزید بن شعاب۔پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے آباؤ اجداد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کئے ہیں ان میں ہر ایک پر اللہ کے نبیﷺ نے سواری کی ہے۔مجھے بھی توقع تھی کہ آپﷺ مجھ پر سواری فرمائیں گے۔میں آپﷺ کی ملکیت میں آنے سے پہلے ایک یہودی کی ملکیت تھا، میں جان بوجھ کی پھسلا کرتا، وہ مجھ کو بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر ضربیں لگاتا۔سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا تو یعفور ہے (یعفور ہرنی کے بچے کو کہتے ہیں اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا)۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال شریف ہوا تو وہ ایک کنویں پر پہنچا۔فراقِ رسول اللہﷺ نے اس کو بے حد غم زدہ کردیا تھا۔اس نے کنویں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی۔

شیر نے راستہ چھوڑ دیا:۔ حضرت امام بخاری اپنی تاریخ اور بیہقی اپنی سنن میں روائت کرتے ہیں کہ رحمت اللعالمینﷺ کا ایک غلام تھا جس کا نام سفینہ رضی اللہ عنہ تھا۔آنحضرتﷺ نے اسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا جو اس وقت یمن کے امیر تھے۔راستہ میں ایک شیر آ گیا۔اس نے جب

Marfat.com

اُن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے شیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے شیر خبردار میرا نام سفینہ رضی اللہ عنہ ہے اور میں حضور ﷺ کا غلام ہوں، میرے پاس آپ ﷺ کا گرامی نامہ بھی ہے۔ اللہ کریم نے اس شیر کو الہام کیا وہ سفینہ رضی اللہ عنہ کے کلام کو سمجھ گیا اور راستہ سے ہٹ گیا۔

﴿دُعائے رسول ﷺ کی قبُولیت﴾

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کی قبولیت سے رُونما ہونے والے معجزات کے تعداد بھی بہت کثیر ہے جن میں سے چند ایک کو بطور نمونہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اھلِ قریش پر قحط:۔ جب قبیلہ مصر نے دعوت اِسلام قبول کرنے میں دیر کردی تو نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے حق میں قحط کی دُعا کردی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا شدید عذاب بھیجا کہ اھل مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔ یہاں تک کہ بھوک سے بے تاب ہوکر مردار جانوروں کی ہڈیاں اور سوکھے چمڑے اُبال اُبال کر کھانے لگے۔ بالآخر انہیں اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ رحمت اللعالمین ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور ان کے حضور ﷺ فریاد کریں۔ چنانچہ ابوسفیان چند دیگر کفار مکہ کو ساتھ لئے آپ ﷺ کے آستانہ رحمت پر حاضر ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کی کہ اے محمد ﷺ تمہاری قوم برباد ہوگئی۔ خدا سے دُعا کرو کہ قحط کا عذاب ختم ہوجائے۔ آپ ﷺ کو ان کی بے قراری پر رحم آگیا۔ چنانچہ دست رحمت بارگاہِ رب العزت کے حضور اُٹھ گئے۔ دُعا قبول ہوئی اور اس قدر زوردار بارش ہوئی کہ سارا عرب سیراب ہوگیا اور اھل مکہ کو قحط کے عذاب سے رہائی ملی۔

مدینہ کی آب و ھوا بدل گئی:۔ پہلے مدینہ طیبہ کی آب وہوا اچھی نہ تھی وہاں قسم قسم کی وباؤں کا اثر تھا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے اور بیماری کے حالت میں اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے پُر درد لہجے میں اشعار پڑھا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کا یہ حال دیکھا تو دُعا فرمائی الٰہی مدینہ کو بھی ہمارے لئے ویسا ہی محبوب کردے جیسا کہ مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ اِلٰہی ہمارے ''صاع'' اور ''مد'' میں برکت دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت بخش بنادے اور یہاں کے بخار کو ''جحفہ'' میں

Marfat.com

منتقل کردے۔

آپ ﷺ کی دُعا حرف بہ حرف قبول ہوئی جس سے مہاجرین کو شہر مدینہ سے ایسی اُلفت اور محبت ہو گئی کہ وہی حضرت ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہم جو چند روز قبل مدینہ کی بیماریوں سے گھبرا اُٹھے تھے اور اپنے وطن مکہ کی یاد میں درد بھرے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اب مدینہ کے ایسے عاشق بن گئے کہ پھر کبھی بھول کر بھی مکہ میں رہائش کا نام نہ لیا۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں مدینہ کی وبائیں رُخصت ہوتی دِکھا بھی دیں۔ چنانچہ مدینہ طیبہ کی آب و ہوا صحت بخش ہوگئی۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا:۔ امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ ایک روز سرکار دو عالم ﷺ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ اس وقت میں میری والدہ اور میری خالہ ام حرام رضی اللہ عنہما موجود تھیں اسکے علاوہ اور کوئی شخص نہ تھا۔ میری والدہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اِلتجا کی یارسول اللہ ﷺ یہ ہے انس، آپ ﷺ کا حقیر غلام۔ اس کے لئے اپنے رب سے دُعا فرمائیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے دست دُعا بارگاہ رب العالمین میں اُٹھا دیے اور میرے لئے ہر بھلائی کی دُعا کی۔ دُعا کا آخری جملہ یہ تھا الٰہی اسکے مال کو زیادہ کر اور اولاد میں برکت دے اور پھر ان میں اس کے لئے برکت عطا فرما۔ اس کی عمر کو طویل فرما اور جنت میں اس کو میرا رفیق بنا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر لمبی ہوگئی، مال کثرت سے جمع ہوگیا اور بچوں کی تعداد بھی کثیر ہوگئی تو آپ فرمایا کرتے جب سے اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں اپنے محبوب ﷺ کی دُعا کو منظور فرمایا ہے مجھے امید ہے کہ دُعا کا آخری حصہ بھی شرف قبولیت سے ہمکنار ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ اپنی جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت اور سنگت نصیب کرے گا۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا:۔ امام ترمذی روائت کرتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں التجاء کی یا اللہ اسلام کو ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کے ذریعے قوت و طاقت عطا فرما۔ پھر حضور ﷺ نے دو نام لئے عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل)۔ آپ ﷺ کی یہ دُعا عمر بن خطاب کے حق میں قبول ہوئی۔ مسلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل

Marfat.com

مشرکین کے خوف سے حرم شریف کے صحن میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے بلکہ چھپ کر اپنے مکانوں کے اندر پڑھتے تھے۔ اب جبکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو پھر وہ بیت اللہ شریف کے صحن میں سرِ عام نماز ادا فرمانے لگے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھ سکے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا:۔ امام بخاری و مسلم نے وہ دُعا نقل کی ہے جس سے رحمت عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سرفراز فرمایا تھا۔ اے اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کی سمجھ عطا فرما اور قرآن کے معانی کا علم فرما۔ یہ دُعا یوں قبول ہوئی کہ وہ ترجمانُ القرآن کے لقب سے شرق و غرب میں مشہور ہوئے۔ علم تفسیر، فقہ، میراث، عرب کے اشعار اور ان کے مشہور تاریخی دنوں کو ان سے بہتر جاننے والا اور کوئی نہ تھا۔ یہ سب سرورِ دو عالم ﷺ کے بارگاہ رب اللعالمین میں اُٹھے ہوئے ہاتھوں کا نتیجہ تھا۔

حضرت ابُوھریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کیلئے دُعا:۔ امام مسلم کی روائت کے مطابق ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں عرصہ سے اپنی ماں کو اسلام قبول کرنے کو دعوت دیتا تھا لیکن ہر بار انکار کر دیتی تھی۔ آج پھر میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو وہ غصہ سے بھر گئی اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ اللہ کی بارگاہ میں دُعا فرمائیں کہ وہ میری والدہ کو ہدائت دے۔ سرورِ دو جہاں ﷺ نے اسی وقت دُعا کے لئے اپنے دستِ مبارک بلند فرما دیئے اور عرض کی اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدائت دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا اللہ کریم کی بارگاہ میں ہمیشہ قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ اس لیے وہ خوشی سے پھولے نہ سما رہے تھے۔ وہ فرحاں و شاداں اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دروازے پر پہنچے تو کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی اور ساتھ ہی یہ آواز بھی آئی کہ اے ابو ہریرہ ٹھہر جاؤ آگے مت آنا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور ایسے سنا جیسے والدہ اپنے اوپر پانی ڈال رہی ہیں چنانچہ اس نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور دروازہ کھولا۔ جب اندر قدم

Marfat.com

رکھا تو ماں نے کہا اے ابو ہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ انہی قدموں پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس پلٹے اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان کی خوشی کی حد نہ تھی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو اللہ نے آپ ﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور میری ماں کو اِسلام قبول کرنے کی ہدائت دی۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے اس پر اپنے رب کی حمد وثناء کی۔

ابُوقتادہ رضی اللہ عنہ کیلئے دُعا:۔ ہجرت سے پہلے رحمت عالم ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کیلئے یوں دُعا فرمائی ''اللہ تیرے چہرے کو کامیاب بنادے۔ اے اللہ اس کے بالوں اور ظاہری جلد میں برکت عطا فرما''۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا 70 برس کی عمر میں انتقال ہوا تھا لیکن ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا اور چہرہ بھی پندرہ سالہ نوجوان کی طرح شگفتہ اور تر و تازہ تھا، جھریاں وغیرہ بالکل نہیں تھیں۔

مُتکبّر کا انجام :۔ امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کبھی بھی نہ کھا سکے گا۔ اسکے بعد اس کا دایاں ہاتھ کبھی اسکے منہ تک نہ اُٹھا۔

﴿حضُور ﷺ کی ازواجِ مُطہرات﴾

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سیّد العالمین ﷺ کی پہلی رفیقہ حیات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ شادی سے پہلے بھی آپ طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ آپ کے والد خویلد بن اسد عرب کے مشہور تاجر اور قریش کے معزز اور نامور فرد تھے۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ سے ہوئی تھی جن سے دو لڑکے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔ ابو ہالہ کے اِنتقال کے بعد آپ کی

Marfat.com

شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام بھی ہند تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن ہالہ بنت خویلد تھیں جن کے بیٹے ابولعاص سے دختر رسول سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شادی کی۔ تقریباً 25 برس تک آپ نبی کریم ﷺ کی دل و جان سے خدمت کرتی رہیں اور اپنی تمام دولت آپ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دی۔ جب تک آپ زندہ رہیں سرورِ دو جہاں ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔ ابتدائے اسلام میں جب ہر طرف سے مخالفت کے طوفان اُٹھا دیئے گئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہر طرح سے آپ ﷺ کی دلجوئی فرمائی اور عزم و استقلال سے آپ ﷺ کی تن، من اور دھن سے مدد فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیّہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ اور دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ اپنی وفا شعار اور جان نثار رفیقہ حیات کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جذبہ رقابت میں یہ الفاظ کہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عمر رسیدہ خاتون ہی تو تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کا نعم البدل عطا فرما دیا ہے (حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا)۔ جب نبی اقدس ﷺ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا نعم البدل عطا نہیں فرمایا۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب دوسرے لوگ نے کفر کیا، انہوں نے اس وقت میری مدد فرمائی جب دوسرے لوگ میری تکذیب کر رہے تھے، اُنہوں نے اس وقت اپنے مال سے میری مدد فرمائی جب دوسرے لوگ میری مدد نہیں کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دیگر عورتوں کے برعکس ان کے بطن سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قربانیوں کے صلہ کی جزا بتا دی تھی۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن لے کر حاضر ہو رہی ہیں جس میں کھانے پینے کی کوئی چیز

Marfat.com

ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور اس جنت میں خالص مروارید کے ایک محل کی بشارت دیں جس میں کسی قسم کا رنج والم نہیں ہے۔

حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے تین سال قبل 65 برس کی عمر میں ماہ رمضان المبارک میں انتقال فرمایا۔ حضور ﷺ نے مکہ کے مشہور قبرستان جنت المعلّٰی (حجون) میں بنفس نفیس قبر میں اُتر کر اُنہیں اپنے مقدس ہاتھوں سے سپرد خاک فرمایا۔ اس وقت تک ابھی نمازِ جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے نماز جنازہ نہیں پڑھائی گئی۔

حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا :۔ اُم المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے قبیلہ بنوعبد شمس سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ دونوں میاں بیوی ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہوگئے تھے۔ انہوں نے دومرتبہ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ جب یہ دونوں میاں بیوی واپس مکہ آکر رہنے لگے تو ایک رات حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ تاجدار عرب وعجم ﷺ پیدل چلتے ہوئے ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پر اپنا مقدس پاؤں رکھ دیا۔ جب انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں عنقریب مرجاؤں گا اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے نکاح فرمائیں گے۔ اس کے بعد ایک رات خواب میں دیکھا کہ چاند ٹوٹ کر ان کے سینے پر آگرا ہے۔ صبح اُنہوں نے اس خواب کا ذکر بھی اپنے شوہر سے کیا تو ان کے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں جلد ہی انتقال کرجاؤں گا اور تو میرے بعد رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرے گی۔ حضرت سکران رضی اللہ عنہ بیمار ہوکر چند روز بعد فوت ہوگئے۔ ان کا ایک لڑکا تھا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوئیں تو ان کی عمر تقریباً 50 سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے نبی کریم ﷺ بہت غمزدہ اور اداس ہوگئے تھے کیوں وہ نہایت وفا شعار، جاں نثار اور خدمت گزار رفیقہ حیات تھیں۔ ان کی اچانک دُنیا سے رحلت ہوئی تو گھر میں بچوں کی دیکھ بھال کرنے

Marfat.com

والا بھی کوئی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیں تا کہ ایک وفادار اور خدمت گزار بیوی بھی مل جائے اور بچوں کی بھی مناسب دیکھ بھال ہو سکے۔ آپ ﷺ نے اس مشورہ کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے سودہ اور ان کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کروادی۔ اسطرح نکاح کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہو گیا۔ یہ نکاح نبوت کے دسویں سال میں ہوا تھا۔ آپ بہت ہی سخی اور فیاض خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک درہموں کا تھیلا آپ کی خدمت میں بھیجا۔ لانے والے سے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ درہم ہیں۔ انہوں نے فرمایا بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہا اور اُٹھ کر اسی وقت تمام درہموں کو مدینہ کے فقرا و مساکین میں بانٹ دیا۔ آپ کو تقریباً 14 سال آنحضرت ﷺ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً 72 سال تھی۔ انہوں نے پانچ احادیث مبارکہ روائت کی ہیں جن میں ایک بخاری شریف میں اور باقی دوسری کتب میں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا :۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام اُم رومان ہے۔ اعلان نبوت کے دسویں سال چھ برس کی عمر میں نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں لیکن رُخصتی نہ ہوئی۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شوال میں آپ کا شانہ نبوت میں داخل ہوئیں۔ بخاری و مسلم کی ایک روائت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے کہتا رہا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں۔ جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ تم ہی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ کریم اسے ضرور پورا کر دِکھائے گا۔ تمام ازواجِ مطہرات میں صرف آپ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جنہیں باکرہ ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ ﷺ کو تمام ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی۔ ان کو کئی

Marfat.com

دوسری ازواج پر کئی باتوں میں فضیلت بھی تھی کیونکہ ان کے سوا کسی اور زوجہ کے والدین مہاجر نہ تھے۔ان کی پاکدامنی کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل فرمائی۔حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی ان سے شادی کر لیجئے۔ان کے سوا کسی اور زوجہ نے جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک آپ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوا۔بوقت وصال نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور ان کی گود میں تھا۔انہیں کا حجرہ ہی آپ ﷺ کا روضہ مبارک بنا۔

فقہ اور حدیث کے علوم میں ازواجِ مطہرات کے اندر ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔دو ہزار دوسو دس حدیثیں انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روائت کی ہیں۔عبادت میں بھی آپ کا درجہ بلند ہے۔نماز تہجد کی پابند تھیں اور اکثر روزے بھی رکھا کرتیں۔سخاوت اور فیاضی میں بھی دوسروں سے ممتاز تھیں۔حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے ان کے پاس آئے۔آپ نے اسی وقت تمام درہم مستحق لوگوں میں تقسیم فرما دیئے اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہ چھوڑا اس روز وہ روزہ سے تھیں۔میں نے عرض کیا آپ نے سب درہم بانٹ دیئے اور ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا جس سے روزہ افطار کرلیتیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگوالیتی۔نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی۔انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں 57ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کو لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا۔

حضرت حفصہ بنتِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہا:۔

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔آپ بعثت سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں۔پہلے حضرت خنیس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔حضرت خنیس رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں کئی زخم کھائے تھے جن کے سبب بعد میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس جنگ

Marfat.com

میں زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی کی خدمات انجام دی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹی کے جوانی میں بیوہ ہو جانے پر پریشان تھے۔ انہوں نے بیٹی کے دوبارہ نکاح کیلئے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رابطہ کیا (جن کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اکرم ﷺ فوت ہو چکی تھیں) اور بیٹی سے شادی کے بارے گفتگو کی انہوں نے غور کرنے کا وعدہ کیا۔ چند دنوں بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابھی شادی نہ کروں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دوں؟ وہ خاموش رہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد نبی کریم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے پیغام بھیج دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خوشی سے اُن کی شادی آنحضرت ﷺ سے کر دی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 55 سال کے قریب تھی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر 23 برس تھی۔ انہوں نے تقریباً 8 برس تک آنحضرت ﷺ کی دل و جان سے خدمت کی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور کثرت سے روزے رکھنے والی خاتون تھیں۔ روائتِ حدیث میں ان کا ایک ممتاز مقام ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تقریباً 60 احادیث مبارکہ روائت کی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعریف ان الفاظ سے کی کہ وہ عبادت میں مشغول رہنے والی اور روزے کی پابند ہیں۔ وہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہوں گی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں تھوڑی سی سختی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا کرتے اے حفصہ رضی اللہ عنہا اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے لینا۔ خبردار نبی کریم ﷺ سے کسی چیز کا تقاضا نہ کرنا اور نہ ہی کبھی ان کی دل آزاری کرنا ورنہ یاد رکھو اگر نبی اکرم ﷺ تم سے ناراض ہو گئے تو تم خدا کے غضب میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ شعبان 45ھ میں ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر 60 برس سے زائد تھی۔ اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی۔ مدینہ کے حاکم مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے کو کندھا دیتے ہوئے دُور تک گئے۔ آپ کو جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

Marfat.com

حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا :۔ اُم المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا لقب اُم المساکین تھا کیوں کہ آپ مساکین کو اکثر کھانا کھلایا کرتی تھیں ۔ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا تھا۔ان کے بعد ان کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں جو جنگ بدر میں حبیب خدا ﷺ کے مبارک زانو پر اپنا رخسار رکھ کر چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو تکتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے ۔اس جنگ میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی مجاہدین اسلام کی خدمت پر معمور تھیں ۔ان کا سہاگ راہِ خدا میں کام آ گیا تو ان سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا لیکن جنگ اُحد میں آپ بھی سر پر شہادت کا تاج سجا کر ان کو داغ مفارقت دے گئے ۔اس طرح حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا دو شہدا کی بیوہ ٹھہریں ۔نہایت صبر و استقامت رکھنے والی اس خاتون کی دلجوئی کے لئے رحمت عالم ﷺ نے ان سے نکاح فرما لیا۔اس طرح آپ بھی ازواج مطہرات میں شامل ہو گئیں لیکن ان کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرنے کا بہت کم موقع ملا کیونکہ چند ماہ کے بعد آپ انتقال فرما گئیں ۔حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ ان کی نماز جنازہ خود رسول اکرم ﷺ نے پڑھائی ہے ۔3 ہجری میں ان کی وفات ہوئی ۔وفات کے وقت ان کی عمر تیس برس تھی ۔ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔حضرت زینب ماں کی جانب سے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن بھی ہیں ۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا :۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا قریش کے قبیلہ بنی مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں ۔ان کا اصل نام ہند تھا مگر اپنی کنیت اُم سلمہ کے نام سے مشہور ہوئیں ۔ان کے والد کا نام ابواُمیہ بن مغیرہ تھا اور والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا۔آپ کا پہلا نکاح اپنے چچا کے بیٹے حضرت ابوسلمہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے ہوا ۔آپ نے اسلام کے ابتدائی ایام میں اسلام قبول کیا۔ دونوں میاں بیوی نے پہلے ہجرت حبشہ کی پھر ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضائی بھائی بھی تھے۔ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینے کو ہجرت کرنے لگے اور اپنی زوجہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور بیٹے سلمہ کو اُونٹ پر بیٹھا کر روانہ ہونے لگے تو اُم سلمہ کے میکے والے دوڑ پڑے اور کہا کہ ہم اپنے خاندان کی لڑکی

Marfat.com

کو ہرگز مدینے نہیں جانے دیں گے۔ان کو زبردستی اُونٹ سے اُتارلیا۔یہ دیکھ کر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگوں کو بھی طیش آ گیا۔انہوں نے کہا کہ اگر تم اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بیٹی سمجھ کر روک رہے ہو تو سلمٰی ہمارے خاندان کا فرد ہے ہم بھی اس کو اس کی ماں کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بچے کو ماں کی گود سے چھین لیا۔مگر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایمان دیکھیں کہ بیوی اور بچہ دونوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روز اپنے شوہر اور بچے سے جدائی کے مقام پر آتیں اور صبح سے شام تک وہاں بیٹھ کر روتی رہتیں۔ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے چچازاد بھائی کو ان پر ترس آ گیا انہوں نے بنو مغیرہ کو سمجھایا اور کہا کہ آخر اس مسکینہ کو تم لوگوں نے اسکے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟۔بالآخر اس کے خاندان والے اس بات پر رضا مند ہو گئے کہ وہ مدینے چلی جائے۔پھر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں نے بھی بچہ اس کی ماں کے سپرد کر دیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا بچے کیساتھ اونٹ پر سوار ہو کر اکیلے ہی مدینہ کو چل پڑیں مگر جب تنعیم کے مقام (جہاں آج کل مسجدِ عائشہ ہے اور عمرہ کرنے والے جہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرتے ہیں) پر پہنچیں تو مکہ کے ایک نہائت شریف النفس انسان کو ان پر ترس آ گیا۔چنانچہ وہ ان کے اُونٹ کی مہار پکڑ کر ساتھ پیدل چلنے لگے۔آخر کار وہ مدینہ پہنچا آئے۔اس طرح آپ اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئیں۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شدید زخمی ہو کر کچھ عرصہ بعد انتقال فرما گئے۔انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور چار بچے (دو بیٹے اور دو بیٹیاں) چھوڑے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عدت گزرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے نکاح کے پیغام بھیجے لیکن آپ رضامند نہ ہوئیں۔جب آنحضرت ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو مرحبا کہا لیکن تین وجوہات کی بنا پر کچھ تامل ظاہر کیا۔اوّل جذبہ رقابت کا زیادہ پایا جانا جس کے سبب دیگر ازواجِ مطہرات سے گزارہ مشکل ہونا۔دوئم بال بچوں کی موجودگی کے سبب پوری طرح خدمت نہ کر سکنا اور سوئم کسی ولی کا نہ ہونا جو ان کی طرف سے ایجاب وقبول کرے۔ان باتوں کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جذبہ رقابت میں کمی کے لئے بارگاہِ رب العالمین میں دُعا کروں گا۔اور بچوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں وہ خود ان کا نگہبان ہوگا۔ولی

Marfat.com

کے نہ ہونے کی کمی بیٹے سلمہ پوری کردیں گے۔ان تینوں عذروں کا تسلی بخش جواب لے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے نکاح کرلیا اور ام المومنین بننے کا شرف حاصل کرلیا۔ان کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حجرہ ملا۔چاروں بچے بھی انکے ساتھ رہنے لگے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا صلح حدیبیہ کے وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں جب آپ ﷺ نے خلاف توقع شرائط پر مشرکین مکہ سے صلح کی تو صحابہ کرام بہت رنجیدہ تھے۔جب آپ ﷺ نے انہیں قربانی کے جانور ذبح کر کے احرام کھولنے کو کہا تو انہوں نے کچھ توقف کیا۔آپ ﷺ نے یہ ماجرا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ کہیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے احرام کھول دیں۔چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی تقلید کی اور اپنی قربانیاں ذبح کر کے احرام کھول دیئے اور بغیر عمرہ کئے مدینے واپس ہو گئے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فقہ وحدیث میں بھی ممتاز مقام رکھتی ہیں۔انہوں نے تین سو اٹھہتر احادیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا بہت عبادت گزار خاتون تھیں۔ہر ہفتے تین روزے رکھتیں پیر، جمعرات، جمعہ۔آپ بہت فیاض تھیں۔ان کے پاس نبی اکرم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے جو انہوں نے ایک چاندی کی ڈبیہ میں بطور تبرک محفوظ کر رکھے تھے۔صحابہ کرام میں سے جب کسی کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی تو وہ پانی کا بھرا پیالہ لے کر ام المؤمنین کے درِاقدس پر حاضر ہوتا۔وہ موئے مبارک نکال کر پانی میں ہلا دیتیں تو ان کی برکت سے تکلیف دُور ہو جاتی۔آپ نے سات برس تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کی اور چوراسی برس کی عمر میں 60ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ان کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ان کو جنت البقیع میں دیگر ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ان کے سن وفات پر مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ 59ھ میں ان کا انتقال ہوا جبکہ بعض سیرت نگار کہتے ہیں کہ 63ھ میں وفات ہوئی۔ان کے ساتھ آنے والے چاروں بچوں۔سلمہ۔عمر۔زینب۔ اور درّہ نے آپ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی تھی۔

Marfat.com

حضرت اُمّ حبیبہ بنتِ ابُوسفیان رضی اللہ عنہا :۔ اُم المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام ''رملہ'' تھا اور یہ سردار مکہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔آپ کی ماں کا نام صفیہ بنت العاص تھا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ پہلے ان کا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔دونوں میاں بیوی نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور دونوں ہجرت کر کے حبشہ جا کر رہنے لگے۔وہیں ان کی صاحبزادی حبیبہ پیدا ہوئی جن کی وجہ سے ان کی کنیت اُم حبیبہ بن گئی۔ یہ بچی حبشہ سے مدینہ ان کے ساتھ آئی تھی۔لیکن ان کے شوہر کی بدنصیبی کہ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے اور عیسائیت پر ہی فوت ہوئے۔ابن سعد کی روائت کے مطابق حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا تھا کہ اچانک ان کے شوہر کی صورت بہت ہی بدنما اور بدشکل ہو گئی ہے وہ اس خواب سے گھبرا گئیں۔صبح جب انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کو بتایا تو انہیں پتہ چلا کہ وہ عیسائی ہو چکے ہیں۔انہوں نے اپنے شوہر کو خواب سنا کر اسلام کی طرف بلانے کی کوشش کی لیکن اس بدنصیب نے اثر نہ لیا وہ جلد ہی مر گیا۔مگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے حضرت عمرہ بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس ایک خط دے کر بھیجا جس میں لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔نجاشی کو جب یہ خط پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی ''ابرہہ'' کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ کا پیغام اسے پہنچائے۔اس نے جب یہ پیغام ان کو دیا تو آپ اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے زیورات ''ابرہہ'' لونڈی کو انعام میں دے دیئے۔حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ماموں زاد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل نکاح بنا کر نجاشی کے دربار میں بھیج دیا۔نجاشی نے اپنے دربار میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور چار سو دینار بطور حق مہر اپنے پاس سے دیئے۔نجاشی نے وہاں پر موجود مسلمانوں کو کھانا بھی کھلایا۔پھر نجاشی نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں

Marfat.com

حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا ایک بلند ہمت اور غریب پرور خاتون اور بہت ہی قوی الایمان تھیں۔ ان کے والد مکہ کے سردار ابوسفیان ایک مرتبہ تجدید صلح حدیبہ کی غرض سے مدینہ آئے (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور سیدھے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر جا کر بستر نبوت پر بیٹھنے لگے تو بی بی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر اپنے باپ کو بستر پر نہ بیٹھنے دیا کہ یہ بستر نبوت ہے۔ میں یہ گوارہ نہیں کرسکتی کہ کوئی مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔ آپ نے پینسٹھ احادیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ سے روائت کی ہیں۔ 44ھ میں 73 برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ انہوں نے تقریباً چھ برس تک آنحضرت ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیٔ بن اخطب :۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام زینب تھا اور والد کا نام حی بن اخطب تھا جو یہودیوں کا رئیس تھا۔ ان کی پہلی شادی سلام بن مشکم سے ہوئی تھی لیکن اس نے طلاق دے دی۔ ان کے دوسرے خاوند کا نام کنانہ تھا جو بنونضیر کا رئیس تھا۔ جنگِ خیبر کے دوران ان کا باپ اور خاوند دونوں قتل ہو گئے تھے۔ قلعہ قموس کی فتح کے بعد کچھ لوگ گرفتار ہوئے ان میں دو عورتیں بھی شامل تھیں جن میں ایک صفیہ بنت حی بن اخطب تھیں۔ اس وقت ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند کی ایک لونڈی لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے لیا۔ ایک صحابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ صفیہ قبیلہ بنوقریضہ اور بنونضیر کی شہزادی ہیں۔ ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ خود ان کو اپنی زوجیت میں لے لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے لے لیا اور اس کے بدلے میں انہیں دوسری لونڈی عطا فرمادی اور حضرت صفیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ ایک روز آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ پر ایک نشان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کی کچھ عرصہ قبل میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند میری گود میں

Marfat.com

اُتر آیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ کو سنایا تو اس نے غصے میں ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا لگتا ہے تجھے شاہِ حجاز حضرت محمد ﷺ کی خواہش ہے۔ اس تھپڑ کے سبب ایک آنکھ سرخ ہوگئی تھی۔ اس کا کچھ اثر ابھی باقی تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ہم دونوں دربارِ رسالت میں تم سے بہت زیادہ عزت دار ہیں کیوں کہ ہمارا خاندان آپ ﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے صفیہ تم نے ان دونوں سے کیوں نہ کہہ دیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور حضرت محمد ﷺ میرے شوہر ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دس احادِیث مبارکہ آنحضرت ﷺ سے روائت کی ہیں۔ آپ یتیموں اور غریبوں سے بہت ہمدردی رکھتیں تھیں۔ آپ خانہ داری کی بھی ماہر تھیں۔ آپ بہت حلیم، مدبر اور عقل و دانش والی خاتون تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے 50ھ یا 52ھ میں دنیا سے انتقال فرمایا۔ انہیں بھی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اُنہوں نے تقریباً پونے چار سال تک نبی اقدس ﷺ کی خدمت کی ہے۔ بوقت وصال ان کی عمر تقریباً پچاس برس تھی۔

حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا :۔ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت عبدالمطلب کی نواسی اور آنحضرت ﷺ کی پھوپھی عمیمہ کی بیٹی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنا چاہا تو وہ راضی نہ ہوئیں۔ اس پر قرآن کی یہ آیت اُتری ترجمہ: ''کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جس وقت خدا اور اس کا رسول ﷺ کوئی کام مقرر کردے کہ ان کو اپنے کام میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے وہ صریحاً گمراہ ہوگیا''۔ پس حضرت زینب رضی اللہ عنہا نکاح پر راضی ہوگئیں۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد حضرت زینب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کھنچی کھنچی رہنے لگیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی لیکن آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے سے منع کر دیا۔ لیکن ان دونوں کا نباہ نہ ہوسکا اور آخر کار طلاق ہوگئی۔ عدت گزرنے کے

Marfat.com

بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں استخارہ کرلوں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ:

''جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیویوں میں جب ان سے ان کا نکاح ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے''۔ (پ۲۲۔ احزاب رکوع ۴)

اس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح 5ھ میں 35 برس کی عمر میں حضور ﷺ سے ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس بات پر فخر کیا کرتیں کہ دیگر ازواج مطہرات کا نکاح ان کے باپ بھائی وغیرہ نے کیا مگر میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کر دیا۔ اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے (حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اور لوگ پہلے ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے)۔ جب یہ نکاح ہو گیا تو مخالف لوگوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کر دیا ہے مگر خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

ترجمہ: محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن خدا کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

(پ۲۲۔ احزاب رکوع ۵)

ترجمہ: اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے موہنوں کی بات ہے۔

(پ۲۱۔ احزاب رکوع ۱)

اس کے بعد حضرت زید بن محمد ﷺ کی بجائے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہلانے لگے۔ ان آیات مبارکہ کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کون ہے جو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جائے اور ان کو یہ خوشی خبر سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور آیت مبارکہ سنا کر ان کو خوشخبری دی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا یہ سن کر اِتنا خوش ہوئیں کہ اپنا سارا زیور اُتار کر خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدے میں گر گئیں۔ اور اس

Marfat.com

نعمت سے شکرانے کے طور پر دو ماہ تک روزہ دار رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس نکاح پر بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اور تمام صحابہ کرام کو کھانا کھلایا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا صورت اور سیرت میں ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دین میں بہتر، خدا سے ڈرنے والی، زیادہ سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور خیرات کرنیوالی نہیں دیکھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کا سالانہ وظیفہ 12 ہزار درہم مقرر کیا جو انہوں نے صرف ایک سال لیا اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر کے یہ دُعا مانگی کہ خدایا یہ وظیفہ مجھے اگلے سال نہ ملے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ایک ہزار درہم اور بھجوا دیئے مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وہ بھی تقسیم فرما دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی دُعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی اور آپ اگلے سال دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ نبی اکرم ﷺ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ ﷺ کی یہ پہلی بیوی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔

ایک روز نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا کہ تم میں مجھ سے جلد ملنے والی وہ ہے جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ چنانچہ تمام ازواج مطہرات نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد اپنے ہاتھوں کو دِیوار پر ناپا کرتیں تا کہ پتہ چلے کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ جب حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا (ان کا قد چھوٹا تھا) تو اس وقت یہ سمجھ لیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں لمبے ہاتھ سے مراد فیاضی اور خیرات تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے درہم و دینار میں سے کچھ نہ چھوڑا تھا۔ سب کچھ راہِ خدا میں لٹا دیا تھا۔ آپ نے 20ھ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ اُنہوں نے چھ سال تک آنحضرت ﷺ کی دل و جان سے خدمت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انہیں بھی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ سے گیارہ احادیث مبارکہ مختلف کتب احادیث میں روائت فرمائی گئی ہیں۔

Marfat.com

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا :۔ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام ''برّہ'' تھا جو نبی کریم ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ ان کے والد جو قبیلہ بنی مصطلق کے سردار تھے کا نام حارث بن ضرار تھا۔ یہ پہلے صفوان بن مصطلقی کے نکاح میں تھیں جو غزوہ ''مریسیع'' میں قتل ہو گئے تھے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے جن میں کچھ عورتیں بھی تھیں۔ عربوں کے اس دور میں رواج تھا کہ جنگی قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا جاتا تھا۔ جب اس غزوہ کے قیدیوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ مگر انہوں نے ۹ اوقیہ سونے کے عوض ان سے کتابت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ اگر تم ۹ اوقیہ سونا دے دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے قبیلہ کے سردارِ اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کتابت کر لی ہے لیکن میرے پاس اتنی رقم یا سونا نہیں ہے۔ میرا سارا خاندان قیدی بن گیا ہے اور مال و اسباب مال غنیمت بن چکا ہے۔ میں اس وقت مفلس ہوں۔ رحمت اللعالمین ﷺ کو ان کی فریاد سن کر رحم آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس سے بہتر سلوک تم سے کروں تو تم منظور کر لو گی؟ اس نے کہا ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کر کے تمہیں آزاد کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں تا کہ تمہارا خاندانی وقار برقرار رہے۔ انہوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کتابت کی رقم یا سونا ادا کر کے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ اس طرح انہیں ام المومنین بننے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر بیس برس کے قریب تھی۔ جب یہ خبر اسلامی لشکر میں پھیلی تو تمام مجاہدین کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح فرما لیا ہے اس کا کوئی فرد غلام یا لونڈی نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس نکاح کے سبب تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے قیدیوں کو چھوڑنے کیلئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ چند اُونٹنیاں اور ایک لونڈی تھی جسے وہ پہاڑ کی اوٹ میں چھوڑ آئے تھے۔ نبی رحمت ﷺ نے پوچھا قیدیوں کی

Marfat.com

رہائی کے لئے کیا فدیہ لے کر آئے ہو۔انہوں نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔یہ سن کر آپ نے فرمایا وہ تمہاری اُونٹنیاں اور لونڈی کدھر گئی جسے تم فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو۔زبان رسالت سے علم غیب کی یہ خبر سن کر عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بہت خوددار خاتون تھیں ۔عزت نفس کا بڑا خیال رکھتیں تھیں اور بہت عبادت گزار خاتون تھیں ۔آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو انہیں ذکر و تسبیح میں مصروف پاتے ۔ایک دفعہ آپ ﷺ صبح کے وقت ان کے حجرے میں تشریف لائے تو آپ عبادت کر رہی تھیں ۔دوپہر کے وقت دوبارہ آپ ﷺ ان کے حجرہ میں جلوہ افروز ہوئے تو دیکھا کہ ابھی تک مُصلے پر مصروف عبادت ہیں۔آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم صبح سے اسی طرح مصروف عبادت ہو؟ انہوں نے کہا ہاں ۔تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات زبان سے ادا کئے ہیں اگر ان کا تمہارے اتنے ورد کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو یہ ان سے بھاری نکلیں گے وہ کلمات یہ ہیں: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِيْنَةَ فَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ** ۔ایک مرتبہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے جمعہ کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ اُنہوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا کل بھی تمہارا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے عرض کیا نہیں۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا پھر آج بھی روزہ افطار کر دو۔اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ صرف جمعہ کو اکیلا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے آگے یا پیچھے ایک اور روزہ ملا لینا چاہیے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے کُل سات حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے روائت ہیں۔آپ نے 50ھ میں 65 برس کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اُنہوں نے تقریباً چھ سال تک آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا :۔

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حارث بن حزن تھا اور والدہ کا نام ہند تھا۔حضرت میمونہ کا اصل نام ''برّہ'' تھا جسے نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

بدل کر میمونہ رضی اللہ عنہا رکھ دیا۔آپ پہلے حویطب بن عبدالعزی کے نکاح میں تھیں۔اُنہوں نے طلاق دی پھر ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔جب نبی اکرم ﷺ نے عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو آپ بیوہ ہو چکی تھیں۔آپ کی سگی چار بہنیں تھیں جن میں ایک کا نام اُم الفضل تھا جو آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ان کے بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے رضا مندی ظاہر کردی۔اسطرح آپ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آگئیں۔جس سے آپ رضی اللہ عنہا کو اُم المومنین بننے کا شرف حاصل ہوگیا۔ان کے بعد نبی کریم ﷺ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں فرمایا اس طرح یہ آپ ﷺ کی آخری بیوی تھیں۔

آپ غزوہ تبوک میں شریک ہوئیں، وہاں زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کے کام میں دیگر خواتین کے ساتھ شامل ہوگئیں۔اس دوران ایک تیر لگنے سے آپ بھی زخمی ہوگئی تھیں۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نہایت متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔خدا ترسی اور صلہ رحمی ان کا خاص وصف تھا۔ان کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہم میں سے سب سے بہتر، اللہ کا ڈر رکھنے والی اور صلہ رحمی کا خیال رکھنے والی تھیں۔آپ قرضے لے کر لوگوں کی حاجات پوری کردیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ زیادہ قرض لے لیا تو کسی نے پوچھا اسکی ادائیگی کیسے ہوگی؟ تو فرمایا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو اللہ اسکا قرض خود ادا کردیتا ہے۔(مسند احمد)

آپکی وفات کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے۔مشہور قول کے مطابق 52ھ میں مقام سرف پر وفات پائی۔ان کی نماز جنازہ ان کے بھانجے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔یاد رہے مقام سرف پر ہی آپ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا تھا جس کی بدولت انہیں ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔
آپ نے 46 احادیث نبی کریم ﷺ سے روائت کی ہیں۔

Marfat.com

﴿مُقدّس باندیاں﴾

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذکورہ بیویوں کے علاوہ کچھ باندیاں بھی تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا :۔ آپ کو مصر اور سکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے بارگاہِ رسالت میں چند دیگر تحائف کے ساتھ بطور ہبہ نذر کیا تھا۔ان کی والدہ اور باپ مصری تھے۔قدرت نے انہیں حسن و جمال سے نوازا تھا۔حضور ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ ان ہی کے شکم پاک سے پیدا ہوئے تھے۔بعض سیرت نگار انہیں باندی کہتے ہیں لیکن بعض سیرت نگار انہیں باندی تسلیم نہیں کرتے۔نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ میں ان کو ایک الگ گھر بنوا کر دیا تھا جس میں یہ رہائش پذیر تھیں۔حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی بھر ان کے نان ونفقہ کا بندوبست کرتے رہے۔ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت انجام دی۔یہاں تک کہ 15ھ یا 16ھ میں ان کی وفات ہوگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا اور انہیں بھی جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا :۔ یہ یہود کے قبیلہ بنوقریظہ سے تعلق رکھتی تھیں۔جب یہ قیدی بن کر نبی کریم ﷺ کے خدمت عالیہ میں آئیں تو چند روز تک اسلام قبول نہ کیا لیکن آخر کار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں۔ان کے بارے میں سیرت نگار مختلف قول رکھتے ہیں۔ابن سعد اور امام زہری کے مطابق آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کیا۔علامہ ابن حجر نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔کچھ حضرات کا موقف ہے کہ ان کو آزاد کیا گیا تو وہ واپس اپنے خاندان میں جا کر رہنے لگیں۔تیسرا مؤقف ان کے بارے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔کہ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ازواج مطہرات کی طرح رکھنا چاہا تھا لیکن انہوں نے کنیز بن کر رہنے پر رضامندی ظاہر کی۔

حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا :۔ یہ پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی مملوکہ لونڈی تھیں۔

Marfat.com

اُنہوں نے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بطور ہبہ نذر کر دیا تھا۔ اس لئے یہ کاشانہ نبوت میں باندی کی حیثیت سے رہنے لگیں۔

﴿اولادِ رسول اکرم ﷺ﴾

تمام سیرت نگاروں اور مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد مبارک کی تعداد چھ ہے یعنی چار بیٹیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ جبکہ 2 بیٹے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ لیکن کچھ مؤرخین نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کے ایک صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کا لقب طیب وطاہر ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قول بھی یہی ہے۔ آپ ﷺ کے صرف ایک ہی بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہیں باقی تمام اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ :۔ یہ سب سے پہلے صاحبزادے ہیں جو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابوالقاسم انہی کے نام پر ہے۔ یہ اعلان نبوت سے پہلے اپنے پاؤں پر چلنا سیکھ چکے تھے۔ ابن سعید کے بقول ان کی عمر بوقت وفات 2 سال تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی وفات 13 یا سترہ ماہ کی عمر میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ :۔ نبی کریم ﷺ کے اس صاحبزادے کے بارے سیرت نگاروں میں اِختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے جبکہ آپ ﷺ نے ابھی اعلانِ نبوت نہیں کیا تھا۔ ان کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ یہ بھی بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ :۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد میں سب سے آخر میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ ذوالحجہ 8ھ میں مدینہ منورہ کے قریب مقام ''عالیہ'' کے اندر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے تھے جہاں پر بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رہائش پذیر تھیں۔ جب ان کی ولادت کی خبر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے اِنعام کے طور پر انہیں ایک غلام عطا فرمایا تھا۔ اس کے فوراً بعد جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو یا ابا ابراہیم کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے عقیقے میں دو مینڈھے ذبح فرمائے اور ابراہیم نام رکھا۔ پھر ان کو دُودھ پلانے کیلئے حضرت ''اُم سیف رضی اللہ عنہا'' کے سپرد کر دیا۔ آپ ﷺ کو اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی اور کبھی کبھی ان کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ابوسیف رضی اللہ عنہ لوہار کا کام کرتے تھے اس وجہ سے ان کے گھر اکثر دھواں رہتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ جب اپنے صاحبزادے کو دیکھنے جاتے تو میں ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ دورانِ رضاعت ہی وفات پا گئے تھے۔ انکی وفات کے وقت حضور ﷺ بھی ''اُم سیف'' کے گھر میں موجود تھے۔ رحمت عالم ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا اے عوف کے بیٹے یہ میرا رونا ایک شفقت کا رونا ہے۔ پھر فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دِل غمزدہ ہے مگر ہم وہی بات زبان سے نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہو اور بلاشبہ اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی پر بہت غمگین ہیں۔ چھوٹی سی چارپائی پر ان کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ آپ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک انصاری سے پانی منگوا کر آپ ﷺ نے خود ان کی قبر پر چھڑکا۔ ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا :۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ اعلانِ نبوت سے دس برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تیس برس کے قریب تھی۔ اعلان نبوت سے قبل ہی ان کی شادی ان کے خالہ زاد ابولعاص سے ہوئی جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن ھالہ کے فرزند تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت

Marfat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا اوران کی چاروں صاحبزادیاں اِسلام لے آئیں مگر ابوالعاص نے اسلام قبول نہ کیا۔ جب حضور ﷺ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو قریش نے آپس میں مشورہ کیا کہ ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کہا جائے کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں۔ اس پر انہوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا۔ ابوالعاص سے بھی ایسا کرنے کو کہا گیا لیکن وہ نہ مانے۔

جب ابوالعاص جنگ بدر میں قیدی بن کر مدینہ آئے تو ان سے بھی دوسرے قیدیوں کی طرح فدیہ طلب کیا گیا۔ انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو فدیہ کا بندوبست کرنے کا پیغام بھیجا جو کہ ابھی تک مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا وہ ہار مدینہ بھیج دیا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جہیز میں دیا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی کیوں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا زمانہ یاد آ گیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وہ ہار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دیا اور ابوالعاص کو بھی بغیر فدیہ لئے رہا کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے وعدہ لے لیا تھا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں گے۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر ایفائے عہد کیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کہہ دیا کہ تم اپنے والد کے پاس مدینہ چلی جاؤ۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے چپکے چپکے مدینہ جانے کی تیاری کر لی۔ ایک روز وہ ابوالعاص کے بھائی کے ساتھ مدینہ جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہوئیں تو قریش کے چند آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ہبار بن اسود (جو بعد میں مسلمان ہوگیا تھا) نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ سے ڈرا کر اُونٹ سے گرا دیا تھا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ ان کا حمل ساقط ہوگیا۔ یہ دیکھ کر ان کے دیور کنانہ نے اپنے ترکش کے تیر نکال لئے اور ان آدمیوں کو للکارا جس سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا اگر تم محمد ﷺ کی صاحبزادی کو یوں دن دیہاڑے لے جاؤ گے تو لوگ ہماری کمزوری سمجھیں گے۔ ہم کو انہیں روکنے کی ضرورت نہیں لیکن تم ان کو رات کے وقت چوری لے کر روانہ ہو جانا۔ چنانچہ کنانہ نے اس بات کو تسلیم کیا اور ایک رات حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کرا کے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں آپ کو لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

6ھ میں ابوالعاص ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے واپسی پر صحابہ کرام کے ایک سریہ نے قافلہ کا سارا سامان لے لیا اور ابوالعاص اور ان کے ساتھیوں کو قیدی بنالیا۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دے دی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی سفارش پر ابوالعاص کا تمام مال واپس کر دیا گیا اور انہیں بھی رہا کر دیا گیا۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر وہ مال ان کے مالکوں کے حوالے کیا اور پوچھا اے گروہِ قریش کیا تم میں سے کسی کا مال میرے ذمہ باقی ہے؟ سب بولے نہیں۔ خدا تجھے جزا دے۔ بعد میں ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر کہا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام لانے میں مجھے یہی امر مانع تھا کہ تم گمان کرتے کہ میں صرف تمہارا مال ہضم کرنے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد ابوالعاص نے 7ھ میں مدینہ آ کر اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے نکاح یا تجدیدِ نکاح کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے سپرد کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے 8ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت اُم ایمن، حضرت سودہ بنت زمعہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما نے انہیں غسل دیا اور خود رسول اللہ ﷺ اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اُتارا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا جس کا نام علی تھا اور ایک لڑکی جس کا نام امامہ تھا پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو سن بلوغت کے قریب پہنچ کر وفات پا گئے جبکہ بعض مؤرخین کے نزدیک وہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔ دورانِ نماز وہ آپ ﷺ کے کندھے پر بیٹھ جاتیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اسے ایک انگوٹھی بھی عطا فرمائی۔ ایک مرتبہ ایک خوبصورت ہار کسی نے نبی کریم ﷺ کی نذر کیا جس کو دیکھ کر تمام ازواج مطہرات حیران رہ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا میں یہ اُسے دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے عزیز ہے۔ تمام ازواج مطہرات نے یہ خیال کیا کہ آپ ﷺ اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیں گے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور اپنے دستِ مبارک سے وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ اعلان نبوت سے سات برس پہلے پیدا ہوئیں۔ اس وقت نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی عمر مبارک 33 برس تھی۔ آپ کا نکاح ابولہب کے بیٹے ''عتبہ'' سے ہوا تھا لیکن ان کی رُخصتی نہ ہوئی تھی کہ صورت ''تَبَّتْ یَدَا'' نازل ہوگئی۔ جب ابولہب کو قرآن کی اس سورۃ کا علم ہوا تو وہ غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور اپنے بیٹے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق دے دے۔ چنانچہ اس نے طلاق دے دی۔ اس کے بعد نبی اقدس ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر آپ ﷺ کے حکم پر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے مگر پھر حبشہ سے آ کر مکہ مکرمہ میں رہنے لگے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار ہوئیں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا اور حکم دیا کہ بیوی کی تیمارداری کرو۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس روز جنگ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اُسی روز حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ نبی کریم ﷺ جنگ بدر میں شرکت کے سبب ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے مجاہدین میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں برابر کا حصہ دیا اور شرکاء جنگ بدر کے برابر اجرِ عظیم کی بشارت سنائی تھی۔

حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہ تھا۔ یہ اپنی ماں کے بعد 4ھ میں چھ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:۔ نبی کریم ﷺ کی اس صاحبزادی کا نکاح ابولہب کے بیٹے ''عتیبہ'' سے ہوا تھا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ ابولہب نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی خاطر اپنے بیٹے کو حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا۔ بدنصیب عتیبہ نے انہیں نہ صرف طلاق دے دی بلکہ نبی اکرم ﷺ سے نہایت گستاخی سے پیش آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا مقدس پیراہن بھی پھٹ گیا۔ آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا۔ جوشِ غم میں آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکل آئے کہ یا اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اِس پر مسلط فرما دے۔ ایک دفعہ وہ ملک شام کو گیا تو مقام ''زرقا'' میں ایک راہب کے پاس

Marfat.com

رات ٹھہرا۔ راہب نے قافلے والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں تم لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سونا۔ ابولہب کو فوراً یاد آیا کہ محمد ﷺ نے میرے بیٹے عتیبہ کی ہلاکت کی دُعا کی تھی۔ اس کے دل میں یہ خدشہ بیٹھا ہوا تھا کہ اب بیٹے کا زیادہ عرصہ دُنیا میں رہنا مشکل ہے۔ اس نے اسی خطرہ کے پیش نظر قافلے والوں سے تمام سامان اکٹھا کروا کر اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگوا دیا۔ تمام قافلہ والے اس کے اردگرد سو گئے اس طرح انہوں نے اس کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ لیکن رات کو اچانک ایک شیر آیا اور سوئے ہوئے قافلہ کے لوگوں کو باری باری سونگھا اور جست لگا کر عتیبہ کے بستر پر گیا اور اس کے سر کو چبا ڈالا۔ لوگوں نے ہر چند اِسکو تلاش کیا مگر شیر کا کوئی پتا نہ چل سکا۔

ابولہب کے دونوں بیٹوں نے نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی تھی مگر عتبہ نے کوئی گستاخی وغیرہ نہ کی جبکہ عتیبہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی جس کی اسے سزا ملی۔ عتبہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور دُنیا اور آخرت سنوار لی تھی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے کر دیا مگر ان کے شکم سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ماہِ شعبان ۹ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ ان کو بھی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع مین دفن کیا گیا۔

حضرت فاطمة الزهرا رضی الله عنها :۔ آپ تاجدار عرب وعجم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور سب سے لاڈلی شہزادی ہیں۔ نام فاطمہ تھا جبکہ زہرہ اور بتول ان کے لقب ہیں۔ ان کی پیدائش کے سال میں علماء ومؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابوعمر کے قول کے مطابق نبوت کے پہلے سال جبکہ بعض کے نزدیک اعلان نبوت کے ایک سال قبل پیدا ہوئیں۔ جبکہ علامہ جوزی نے اعلان نبوت سے پانچ سال قبل کو آپکی پیدائش کا سال کہا ہے۔ بہت سی احادیث مبارکہ آپ کی شان میں مروی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں سیدۃ النساء العالمین (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) اور سیدۃ النساء الجنتہ (اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار) کہا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے

Marfat.com

ناراض کیا۔

جب آپ سن شعور کو پہنچیں تو معززین کی جانب سے آپ کے رشتہ کی درخواستیں آنا شروع ہوئیں مگر نبی کریم ﷺ سب کو یہی فرماتے کہ جو اللہ کو منظور ہوا وہی ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس رشتے کے خواہش مند تھے مگر بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے ادب واحترام کے سبب اور کچھ شرم وحیا کی وجہ سے حرفِ مدعا زبان پر آتے آتے رہ جاتا۔ آخر نبی کریم ﷺ نے ان کا ارادہ بھانپ کر خود ہی ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کے لئے کچھ ہے؟ عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ زرّہ کہاں ہے جو جنگ بدر میں تمہیں ملی تھی؟ عرض کیا وہ تو میرے پاس ہے۔ فرمایا وہی لے آؤ کافی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ زرّہ بازار میں فروخت کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ زرّہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں خرید لیا۔ رقم کی ادائیگی کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ زرّہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام ماجرہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت دُعائیں دیں۔ مہر کی اس رقم سے نبی کریم ﷺ نے لاڈلی بیٹی کے جہیز کیلئے چند چیزیں منگوائیں جن میں ایک چارپائی، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے شامل تھے۔ ۲ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد رخصتی عمل میں آئی۔ شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا لیکن بعد میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان نبی کریم ﷺ کی نذر کر دیا تاکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر نئے گھر میں تشریف لے گئیں تو نماز عشاء کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ اس میں کلی فرمائی اور پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر چھڑکا اور یوں دُعا فرمائی۔ اے اللہ میں علی، فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بڑی عابدہ، زاہدہ، صابرہ اور شاکرہ خاتون تھیں۔ ایک دفعہ ساری رات سجدہ کی حالت میں گزار دی اور

Marfat.com

بوقت سحر سر اُٹھایا اور کہا کہ یا اللہ تیری رات بہت چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ان کی حیات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے بعد ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرمادیا۔ جب تک آپ زندہ رہیں انہوں نے دوسری شادی نہیں کی ۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کا آپ رضی اللہ عنہا پر بہت گہرا صدمہ ہوا۔ چنانچہ وصال رسول ﷺ کے بعد انہیں ہنستے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔اور صرف چھ ماہ بعد ہی 3 رمضان المبارک 11ھ میں آپ دُنیا سے رحلت فرما گئیں ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت رات کو جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کی اولاد میں تین لڑکے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ اور تین لڑکیاں حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ۔حضرت محسن رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بچپن میں ہی انتقال فرما گئے ۔حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی ۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

﴿نبی کریم ﷺ کے چچے﴾

نبی اکرم ﷺ کے چچوں کی تعداد میں بھی مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض کہتے ہیں آپ ﷺ کے ۹ چچا تھے، بعض نے گیارہ اور بعض نے بارہ کی تعداد کا ذکر بھی کیا ہے۔مگر صاحب مواھب الدنیہ نے آپ ﷺ کے چچوں کی تعداد بارہ بتائی ہے اور مندرجہ ذیل نام بیان کئے ہیں:

حارث، ابوطالب، زبیر، حمزہ، عباس، ابولہب، عیند اق، مقوم، ضرار، قثم، عبدالکعبہ، جحل

ان میں سے صرف دو نے اسلام قبول کیا یعنی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بہت طاقتور اور بہادر تھے۔آپ اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔آپ نے بڑی جانثاری سے آنحضرت ﷺ کی خدمت کی۔آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی اور ان کو

Marfat.com

اسداللہ واسدالرسول (اللہ اور اس کے رسول کا شیر) کے ممتاز لقب سے نوازا۔ انہوں نے جنگ اُحد میں جام شہادت نوش فرمایا اور سیّدالشہداء کا خطاب حاصل کیا۔ میدان اُحد میں ہی ان کا مزار ہے جو زیارت گاہِ عام ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی بہت سی حدیثیں موجود ہیں جس میں ان کی اور ان کی اولاد کے حق میں بشارتیں دی گئی ہیں۔ انہوں نے 32ھ یا 33ھ میں ستاسی یا اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

﴿نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں﴾

نبی کریم ﷺ کی پھوپھیوں کی تعداد کتب سیرت وتاریخ میں چھ بتائی گئی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ عاتکہ۔ امیمہ۔ اُم حکیم، برہ، صفیہ اور اروی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قبول اسلام پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے جبکہ عاتکہ، امیمہ اور اروی کے قبول اسلام پر ان کا اختلاف ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ غزوہ خندق کے دوران حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک مسلح حملہ آور یہودی کو لکڑی کی چوب مار کر قتل کر دیا تھا جبکہ جنگ اُحد میں بھی جب مسلمانوں کا لشکر بکھر چکا تھا تو انہوں نے بڑی بہادری سے نیزہ چلایا تھا۔ آپ 20ھ کو 73 برس کی عمر میں وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

﴿نبی کریم ﷺ کے خاص خادمین﴾

یوں تو تمام کے تمام صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے جانثار تھے اور خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے مگر ان میں چند ایک ایسے خوش نصیب ہیں جن کا شمار خصوصی خادموں میں ہوتا ہے۔ جن کا مختصر ذکر مندرجہ ذیل ہے:

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ :۔ آپ کو نبی اکرم ﷺ کی سب سے زیادہ خدمت کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ انہوں نے مسلسل دس برس تک ہر سفر و حضر میں آپ ﷺ کی دل و جان سے خدمت کی ہے۔ یہ بچپن ہی سے آپ ﷺ سے وابستہ رہے۔ ان کے لئے نبی اقدس ﷺ نے بطور خاص یہ دُعا فرمائی تھی کہ اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تین میں دو دُعاؤں کی قبولیت تو میں نے دنیا میں دیکھ لی ہے۔ کیوں کہ لوگوں کے باغ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے جبکہ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا اور پھلوں سے خوشبو آتی تھی۔ جبکہ میری اولاد کی تعداد بھی سو سے اوپر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تیسری دُعا کا جلوہ بھی ضرور دیکھوں گا (یعنی جنت میں داخل کیا جاؤں گا)۔ انہوں نے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) حدیثیں آپ ﷺ سے روائت کی ہیں۔ ان کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی ہے۔ انہوں نے 92ھ میں بصرہ کے مقام پر وفات پائی ہے۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ :۔ آپ نبی اکرم ﷺ کو وضو کرانے کی خدمت پر معمور تھے اور پانی و مسواک کا انتظام کرتے تھے۔ ان کو بھی نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کو وضو کروا رہے تھے کہ ارشاد فرمایا ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ تو انہوں نے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت مانگ لی۔ جس کی دربارِ رسالت میں پذیرائی ہوئی۔

حضرت ایمن بن اُم ایمن رضی اللہ عنہ :۔ یہ صحابی نبی اکرم ﷺ کے مشک بردار تھے جوان کی تحویل میں رہتی تھی۔ وضو و غسل کے لئے پانی کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ آپ جنگ حنین میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ :۔ یہ صحابی بھی نبی اکرم ﷺ کے سفر و حضر میں ساتھ رہتے اور نعلین شریفین، وضو کا برتن اور مسند و مسواک اپنے پاس رکھتے تھے۔ انہوں نے ساٹھ سال کی عمر میں اِنتقال فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کے عصاء بردار بھی تھے۔

Marfat.com

حضرت عُتبہ بن عامر جھنی رضی اللہ عنہ :۔ اس صحابی رسول ﷺ کو نبی اکرم ﷺ کی سواری خچر کی لگام تھامنے کی ڈیوٹی ملی ہوئی تھی۔ یہ قرآن کے علوم کے بھی ماہر تھے اور ایک اچھے خطیب تھے۔ جبکہ شاعری پر بھی ملکہ حاصل تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دور حکومت میں مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔ 58ھ میں مصر ہی میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ :۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ باندھنے کی ڈیوٹی ملی ہوئی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ :۔ آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ بڑے عابد و زاہد انسان تھے اور دربارِ نبوت کے بڑے خاص خادم تھے۔ ان کے فضائل میں چند احادیث مبارکہ بھی مروی ہیں۔ 31ھ میں مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر ایک مقام ''ربذہ'' نامی گاؤں میں ان کا وصال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت مہاجر مولٰی رضی اللہ عنہ :۔ آپ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کو پانچ برس تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ بڑے بہادر انسان تھے۔ مصر کو فتح کرنیوالی فوج میں شامل تھے۔

حضرت حنین مولٰی عباس رضی اللہ عنہ :۔ پہلے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے غلام تھے اور دن رات آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔ لیکن چند روز کے بعد انہوں نے انہیں آزاد کر دیا تا کہ دن رات بارگاہ رسالت میں خدمت کیلئے حاضر رہیں۔

حضرت ابُو اسمع رضی اللہ عنہ :۔ یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے غلام تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا مگر آپ دربارِ رسالت سے علیحدہ نہ ہوئے بلکہ بدستور خدمت میں مصروف رہے۔ نبی کریم ﷺ کو اکثر یہی غسل کروایا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابو الحمراء رضی اللہ عنہ:۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام بلال بن حارث تھا۔ یہ بھی بنی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خاص خادم تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ سے ''حمص'' چلے گئے اور وہیں مالک حقیقی سے جا ملے۔

حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ:۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی بارگاہِ رسالت کے خادمینِ خاص میں شامل ہے۔

﴿خصُوصی مُحافظین﴾

کفار و مشرکین ہر وقت اس تاک میں رہتے تھے کہ جب بھی اُنہیں موقع ملے تو نبی کریم ﷺ کو شہید کر ڈالیں۔ کئی دفعہ اُنہیں موقع ملا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس وجہ سے کچھ جانثار صحابہ کرام راتوں کو آپ ﷺ کی خواب گاہوں اور قیام گاہوں پر پہرہ دیتے رہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں سے بچائے گا۔ اس آیت کے بعد آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اب پہرہ دینے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ مجھ کو دُشمنوں سے بچائے گا۔ ان خوش نصیب جانثار پہرے داروں کے نام حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(2) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
(3) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
(4) حضرت ذکوان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
(5) حضرت زبیر العوام رضی اللہ عنہ
(6) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
(7) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ
(8) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
(9) حضرت بلال رضی اللہ عنہ
(10) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

﴿کاتبینِ وحی﴾

جوصحابہ کرام قرآن کریم کی آیات اور دوسری خاص خاص تحریروں کے لکھنے پر معمور تھے ان خوش نصیب کاتبوں کے نام درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (2) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(3) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (4) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

(5) حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (6) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(7) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (8) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

(9) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (10) حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ

(11) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (12) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(13) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (14) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

﴿دربارِ رسالت کے شعرا کرام﴾

یوں تو بہت سے صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی مدح وثناء میں قصیدے لکھنے کا شرف حاصل ہوا لیکن ان میں تین صحابہ کرام سب سے نمایاں ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

حضرت کعب بن انصاری رضی اللہ عنہ :۔ یہ صحابی جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کی وجہ سے زیر عتاب رہے مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ مشرکین کی ہجو کرو کیوں کہ مومن اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا رہتا ہے اور تمہارے اشعار گویا کفار کے حق میں تیروں کی مار کے برابر ہیں۔ یاد رہے کہ کفار کے شعرا نبی کریم ﷺ کی شان کے خلاف شعر لکھا کرتے تھا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ :۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں سیّد الشعراء کا لقب عطا

Marfat.com

فرمایا تھا۔ ان کے فضائل ومناقب میں چند احادیث مبارکہ بھی مروی ہیں ۔ یہ صحابی جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ :۔ آپ دربارِ رسالت کے شعرا کرام میں سب سے زیادہ مشہور اور نمایاں مقام رکھتے ہیں ۔ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ دُعا فرمائی تھی کہ اے اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کی مدد فرما۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ میری طرف سے کفارِ مکہ کو اپنے شعروں کے ذریعے جواب دیتے رہتے ہیں اس وقت تک جبرائیل علیہ السلام ان کے ساتھ رہتے ہیں ۔ آپ کے لکھے ہوئے کئے قصیدے بہت مشہور ہیں ۔ انہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی ہے ۔ حسن اتفاق سے ان کے دادا اور پڑ دادا کی عمر بھی ایک سو بیس برس ہوئی ہے۔

﴿دورِ رسالت کے مُؤذّن﴾

نبی کریم ﷺ کے دور کے خصوصی مؤذّنوں کی تعداد چار ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ :۔ مسجد نبوی شریف کے ابتدائی موذن تھے۔ بہت عرصہ تک آپ مسجد نبوی میں اذان دیتے رہے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن اُم مکتُوم رضی اللہ عنہ :۔ یہ نابینا صحابی تھے ان کو بھی دورِ رسالت میں مسجد نبوی میں اذان دینے کا شرف حاصل رہا ہے۔

حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ :۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد قبا (اسلام کی پہلی مسجد) کے موذن تھے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ :۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں اذان پڑھنے کا شرف حاصل رہا ہے۔

Marfat.com

﴿خصائصِ کُبریٰ﴾

نبی کریم ﷺ کے فضائل وکمالات کا احاطہ کرنا طاقت بشری سے ممکن نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی شان خداہی بہتر جانتا ہے۔ جومعجزات کمالات اورفضائل دیگرانبیاء کرام صلوۃ اللہ علیہم اجمعین میں جدا جدا طور پر موجود تھے، ویسے ہی آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بھی موجود تھے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ کو عطا فرمائے گئے ہیں۔ جن کو آپ ﷺ کے خصائص کہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر درج ذیل ہے۔

(1).....اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں جبکہ اُمتیوں پر دُرود پڑھنا لازم ہے۔

(2).....اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا اور سب سے آخر میں مبعوث فرما کر خاتم النبین کا مرتبہ عطاء فرمایا۔

(3).....تمام انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں یہ عہد لیا کہ اگر وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ پائیں تو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی مدد بھی کریں۔

(4).....آپ ﷺ کا نامِ مبارک عرش پر، تمام آسمانوں پر، جنت کے تمام درختوں ومحلات پر، فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان اور حوروں کے سینوں پر لکھا گیا۔

(5).....سابقہ الہامی کتابوں یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں آپ ﷺ کی آمد کی بشارت اور تذکرہ موجود ہے۔

(6).....آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا نے ملک شام کے محلات دیکھے۔

(7).....آپ ﷺ کا نور مبارک پاک پشتوں اور رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔

(8).....حضور ﷺ ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک وصاف پیدا ہوئے۔ بوقت پیدائش حالتِ سجدہ میں تھے اور انگشتِ شہادت آسمان کی طرف تھی۔

(9).....ملائکہ آپ ﷺ کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے آپ ﷺ جس طرف انگشت مبارک کرتے چاند بھی

Marfat.com

اُدھر جھک جاتا تھا۔

(10).....آپ ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک کیا گیا۔پہلی مرتبہ دودھ پینے کے زمانے میں، پھر دس سال کی عمر میں، پھر غار حرا میں اور پھر معراج کی رات کو۔

(11).....اعلان نبوت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ ﷺ پر سایہ کرتا تھا اور درختوں کا سایہ آپ ﷺ کی طرف آجاتا تھا۔

(12).....آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت موجود تھی۔

(13).....قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اعضائے بدن مثلاً قلب مبارک، زبان مبارک، چہرہ مبارک، چشم مبارک، سینہ مبارک، پشت مبارک، گردن مبارک اور ہاتھ مبارک کا تذکرہ مختلف جگہوں پر کیا ہے۔

(14).....سابقہ الہامی کتابوں میں آپ ﷺ کا اسم مبارک ''احمد'' مذکور ہے جو اس سے پہلے کسی کا نام نہ تھا۔جس کا معنی ہے بہت زیادہ حمد کرنے والا جبکہ زمین پر آپ ﷺ کا بابرکت نام ''محمد'' ہے جس کا مطلب ہے بار بار تعریف کیے جانیوالا۔

(15).....آپ ﷺ کو رب العالمین جنت کے طعام ومشروبات کھلاتا اور پلاتا تھا۔

(16).....آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا، نہ ہی کبھی بدن مبارک پر مکھی بیٹھی اور نہ کپڑوں میں جوں پڑی۔

(17).....جس جانور پر آپ ﷺ سواری فرماتے وہ اس وقت تک بول وبراز نہ کرتا جب تک آپ ﷺ اُس پر سوار رہتے۔

(18).....آپ ﷺ کے بدنِ اطہر سے خوشبو آتی تھی۔جس راستے سے آپ ﷺ گزرتے وہ بھی مہک اُٹھتا۔آپ ﷺ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(19).....حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے اور رات کو اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھ لیتے جیسے دن کے وقت روشنی میں دیکھتے۔

Marfat.com

(20).....آپ ﷺ کے دہن مبارک کا لعاب ایسا بابرکت تھا کہ کڑوے پانی کو فوراً میٹھا کر دیتا۔ بیماروں کو شفا دے دیتا اور تھوڑی چیز میں ایسی برکت پیدا ہوتی کہ ختم ہونے کا نام نہ لیتی۔

(21).....آپ ﷺ جس پتھر پر چلتے وہ موم کی طرح نرم ہوتا اور آپ ﷺ کے پائے مبارک کا نشان پڑ جاتا۔

(22).....آپ ﷺ کی آواز مبارک اتنی دُور تک سنائی دیتی کہ عورتیں اپنے گھروں میں آپ ﷺ کا خطبہ سن لیتیں تھیں۔

(23).....آپ ﷺ کی قوتِ سماعت اتنی تھی کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرائیل علیہ السلام کے بازوؤں کی آواز سن لیتے۔ آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز بھی آپ ﷺ کو سنائی دیتی۔

(24).....خواب میں آپ ﷺ کی چشم مبارک سو جاتی لیکن دل بدستور بیدار رہتا۔ آپ ﷺ نے کبھی جمائی یا انگڑائی نہیں لی۔

(25).....آپ ﷺ درمیانے قد والے تھے لیکن دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تھے۔

(26).....آپ ﷺ اگر رات کے وقت اپنے دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے اگر کسی کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کے اتنے بال کبھی سفید نہ ہوئے اور جہاں بھی آپ ﷺ کا دستِ کرم پھر جاتا برکتیں اُمنڈ آتیں۔

(27).....شب معراج آپ ﷺ کی سواری کے لئے براق بھیجا گیا جس پر سوار ہو کر آپ ﷺ بیت المقدس تک گئے پھر جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں حق تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا اور اس کے ساتھ کلام کا شرف حاصل کیا۔

(28).....آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے اور رحمت اللعالمین کا تاج بھی آپ ﷺ کو ہی نصیب ہوا۔

Marfat.com

(29).....آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کے اُمتیوں کے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا جب کے پہلے انبیاء کرام کے لئے حلال نہیں تھا۔

(30).....تمام روئے زمین آپ ﷺ کیلئے اور آپکی تمام اُمت کیلئے سجدہ گاہ بنادی گئی اور پانی نہ ملنے پر تیمم کی سہولت بھی دی گئی۔

(31).....چاند کا دوٹکڑے ہونا، شجر وحجر کا سلام کہنا، انگلیوں سے چشمے جاری ہونا اور دیگر بڑے بڑے معجزات آپ ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔

(32).....اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کو نام لے کر مخاطب نہیں کیا بلکہ اشارہ یا کنایہ سے خطاب فرمایا۔ بلکہ امتیوں کو بھی نام لے کر پکارنے سے منع فرمادیا گیا۔

(33).....اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا۔

(34).....حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی اُمت پیش کی گئی اور جو کچھ آپ ﷺ کی اُمت پر قیامت تک پیش آنے والا ہے سب کا علم آپ کو دیا گیا۔

(35).....حوض کوثر کی بشارت آپ ﷺ کو دی گئی۔

(36).....اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے شہر، آپ ﷺ کے زمانے اور آپ ﷺ کی زندگی کی قرآن میں قسم کھائی۔

(37).....حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ ﷺ پر نازل ہوئے جو پہلے کسی پر نازل نہیں کئے گئے۔

(38).....آپ ﷺ کے سب اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی معافی کی بشارت بھی دی گئی۔

(39).....قبر میں حضور ﷺ کو دکھا کر متوفی سے سوال کیا جاتا ہے۔

(40).....جس کسی نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اُس نے بے شک آپ ﷺ ہی کو دیکھا کیوں کہ شیطان آپ ﷺ کی صورت پاک کی طرح نہیں بن سکتا۔

(41).....مرض الموت میں آپ ﷺ کی عیادت کی خاطر حضرت جبرائیل علیہ السلام تین روز تک حاضر خدمت

Marfat.com

ہوتے رہے۔

(42).....ملک الموت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو پہلے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی سے اذن طلب نہ کیا گیا۔

(43).....آپ ﷺ کے روضہ پاک پر ایک فرشتہ مؤکل ہے جو آپ ﷺ کی امت کا درود آپ ﷺ کو پہنچاتا ہے۔

(44).....حضور ﷺ پر ہر روز صبح و شام آپ ﷺ کے امتیوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر آپ ﷺ اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور برے اعمال کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔

(45).....آپ ﷺ سب سے پہلے قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔ یومِ حشر آپ ﷺ اس حال میں تشریف لائیں گے کہ براق پر سوار اور ستر ہزار فرشتے ہمرکاب ہوں گے۔

(46).....حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے دن مقام محمود عطا ہوگا جس سے مراد مقام شفاعت لیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے بارگاہ رب العزت کے حضور آپ ہی شفاعت کریں گے۔

(47).....آپ ﷺ کی امت سب سے زیادہ ہوگی۔ اہلِ جنت کا دو تہائی آپ ﷺ ہی کی امت ہوگی۔

(48).....روز قیامت لوائے حمد آپ ﷺ کے دست انور میں ہوگا اور تمام انبیاء کرام آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(49).....آپ ﷺ سب سے پہلے (اُمت سمیت) پل صراط سے گزریں گے۔

(50).....سب سے پہلے آپ ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ داروغہ جنت جب دروازہ کھولے گا تو آپ ﷺ ہی سب سے پہلے بہشت میں قدم رنجہ فرمائیں گے۔

(51).....جنت میں سوائے حضور ﷺ کی کتاب (قرآن مجید) کے کوئی اور کتاب نہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی آپ ﷺ کی زبان کے سوا دوسری زبان استعمال کی جائے گی۔

Marfat.com

﴿سُنت کسے کہتے ہیں؟ اِسکی اہمیت کیا ہے﴾

یوں تو سنت طور طریقہ کو کہتے ہیں لیکن اصل میں سنت نبی کریم ﷺ کے عمل، ادا یا قول و پسند کو کہتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے اگر کوئی کام کیا یا اس کی اطلاع آپ ﷺ تک پہنچی اور آپ ﷺ نے اس پر اپنی رضا مندی ظاہر فرمائی تو وہ بھی سنت مبارکہ میں شامل سمجھا جائیگا۔

سنت پر عمل کرنے کے لیے اطاعت اور اتباع کے الفاظ کو سمجھنا ضروری ہے۔ یوں تو ان دونوں الفاظ کا مطلب تقریباً ایک ہی ہے لیکن ان میں تھوڑا سا فرق بھی ہے۔ اطاعت کا مطلب ہے فرمانبرداری کہ جس چیز کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا اس پر مکمل عمل کرنا لیکن اتباع کا مطلب ہے پیروی کرنا یا پیچھے پیچھے چلنا۔ سرورِ دو جہاں ﷺ کی محبت میں ڈوب کر آپ ﷺ کی فرمانبرداری اتباع کہلاتی ہے جس سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے بلکہ صحیح معنوں میں اتباع رسول ﷺ اختیار کرنے سے اللہ کریم کی محبت بھی میسر آجاتی ہے جیسے قرآنِ پاک میں آتا ہے:

''آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پھر میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔''

یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے بھی اتباعِ رسول ﷺ ضروری ہے اور اللہ کا محبوب بننے کے لیے بھی اتباعِ رسول ﷺ ضروری ہے۔ اللہ کا محبوب بننا کتنا بڑا اعزاز ہے لیکن یہ ملتا ہے تو صرف اتباعِ رسول ﷺ سے۔ ہمیں آپ ﷺ کی سنت مبارکہ سے پیار اور اس پر دل و جان سے عمل کرنا چاہیے۔ اس طرح قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ:

''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی پائی''۔

اسی طرح فرمانِ رسول بھی ملاحظہ ہو۔ ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دوسری حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے ''جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا۔ اسے اس پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے برابر ثواب ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

ایک اورحدیث پاک میں ارشاد ہے ''فسادِامت کے وقت جوشخص میری سنت پرعمل کرے گا اسے 100 شہیدوں کا ثواب حاصل ہوگا''۔ (مشکوۃ)

سنت سے روگردانی کرنے والے کے بارے میں آپﷺ کا ارشادگرامی ہے ''جس نے میری سنت سے رُوگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

دُعا ہے اللہ کریم ہمیں سنت مبارکہ پر دل وجان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

﴿سُنت پرصحابہ کرام کا عمل﴾

اِتباعِ سُنت اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہﷺ کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپﷺ کی وفات کس روز ہوئی تھی؟ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی تمنا تھی کہ زندگی کے ہرلمحہ میں میں نے تو اپنے معاملات میں اپنے آقاﷺ کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن میں بھی مجھے آپﷺ کی اتباع سنت نصیب ہوجائے۔ (بخاری)

سُنت کی پیروی اور عمرفاروق رضی اللہ عنہ:۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب تو خداوند کریم نے آپ کو خوشحالی عطا فرمائی ہے اس لیے اچھے لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جانِ پدر کیا تم رسول اللہﷺ کی عسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں؟ خدا کی قسم میں اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلوں گا تاکہ آخرت کی فراغت اور خوشحالی نصیب ہو۔ اس کے بعد آپ دیر تک رسول اللہﷺ کے فقر کا تذکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیتاب ہوکر رونے لگیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حجرِ اسود کو

Marfat.com

بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے اگر میں نے اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ہرگز تُجھے بوسہ نہ دیتا۔ ایک دفعہ ذوالحلیفہ میں آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب بھی وہاں سے گزر ہوتا تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ کونسی نماز ہے؟ تو فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایک مرتبہ یہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سُنت:۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو تبسم فرمانے لگے۔ لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا ایک دن یہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو تبسم فرماتے ہوئے دیکھا تھا۔

ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرنے پر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا آنحضرت ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک بار مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا اور تناول فرمایا اور بغیر تازہ وضو کیے نماز پڑھنے لگے پھر فرمایا نبی اکرم ﷺ نے بھی ایک مرتبہ اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا اور اسی طرح کیا تھا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ہر چھوٹی سے چھوٹی سنت مبارکہ پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی دعوتِ عمل دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اِتباعِ سُنت:۔ حضرت عبداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عید کے روز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلہ رکھ دیا۔ میں نے کھولا تو اس میں جو کی روٹیاں تھیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں کھانے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین عید کا روز اور جو کی روٹیاں؟ تو اس پر انہوں نے فرمایا جو کی روٹی کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا میں اسے کیوں ناپسند کروں۔

حضرت ابُوھریرہ رضی اللہ عنہ اور اتباعِ سُنت:۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا جس کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی میں بھلا ایسے لذیذ اور پر تکلف کھانے کیوں کر گوارا کر سکتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ اور اِتباعِ سُنت:۔ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ جاتے تو راستے میں ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر ضرور ٹھہرتے اور قیلولہ کرتے۔ایک مرتبہ ساتھیوں نے پوچھا کہ یہاں ہی ہر دفعہ کیوں ٹھہرتے ہیں؟ تو اس پر آپ نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہاں آرام کرتے ہوئے دیکھا تھا اِسلئے میں بھی سنت کی اتباع میں ایسا کرتا ہوں۔

﴿کھانا کھانے کی سُنتیں اور آداب﴾

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت کا باعث اس کے بعد ہاتھ دھونا ہے۔میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کھانے کی برکت کا باعث اس سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کے دھونے میں ہے۔(ترمذی۔ابوداؤد)

کھانا دستر خوان پر کھانا چاھیے :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تمام عمر نہ تو کسی چیز پر رکھ کر کھانا کھایا اور نہ ہی میدے کا نان کھایا۔آپ ﷺ نے سادگی پسند فرمائی اور فقر اختیار فرمایا۔(ترمذی)

کھانے سے پہلے جُوتے اُتارنا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو اپنے جوتے اُتار لیا کرو کیوں کہ تمھارے پیروں کیلئے اس میں راحت ہے۔(مشکوۃ)

کھانا بیٹھ کر کھانا چاھیے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر کھجوریں کھاتے دیکھا۔(مسلم)

ٹیک لگا کر نہ کھائیں:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد

Marfat.com

فرمایا میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ (بخاری)

کھانے کا آغاز بسم اللہ سے کریں:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ (اول آخر اللہ کا نام ہی ہے)۔ (ابوداؤد)

کھانے سے پہلے کی دُعا:۔ آنحضرت ﷺ نے ایک روز اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا جس وقت تم کھانے پر ہاتھ ڈالو تو یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَتِ اللّٰه (اللہ کا نام لے کر اور اس کی برکت سے کھانا کھاتا ہوں)۔

دائیں ہاتھ سے کھانا:۔ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری)

نمکین چیز پہلے اور بعد میں کھانا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین لقمے نمکین کھانے سے پہلے اور تین لقمے کھانے کے بعد بنی آدم کو بہتر (72) بلاؤں سے محفوظ کرتے ہیں۔ ان میں جنون، جذام اور برص بھی شامل ہے۔ اس لیے کھانے کے شروع اور بعد میں نمکین چیز کھانا سنت ہے۔

گرم کھانا نہ کھائیں:۔ حضور اکرم ﷺ نے گرم گرم کھانا کھانے سے جس سے منہ جلے منع فرمایا ہے۔ اس لیے ٹھنڈا کر کے کھانا سنت ہے۔

کھانے میں عیب نہ نکالیں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی بھی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے اور عیب نہ نکالتے۔ (بخاری)

اپنے سامنے سے کھاؤ:۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی پرورش میں تھا اور ابھی بچہ ہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے

Marfat.com

کھاؤ۔ (بخاری)

تین اُنگلیوں سے کھانا:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے پر انہیں چاٹ لیتے۔ (مسلم)

سالن کناروں سے کھاؤ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اُترتی ہے پس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔ (ابوداؤد)

لُقمہ گر جائے تو اُٹھا کر کھا لو:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے اُٹھائے اور جو گرد و غبار لگی ہو اُسے صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اُنگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال سے صاف نہ کرے کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

مل کر کھانے میں برکت :۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن ہم سیر نہیں ہوتے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مل کر کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے لیے اس میں برکت پیدا کی جائے گی۔ (ابوداؤد)

اُنگلیاں اور برتن چاٹنا:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیاں اور پیالے چاٹنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا تم نہیں جانتے کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

بھوک اور جھوٹ اِکٹھا نہ کرو:۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم عرض گزار ہوئے ہمیں تو خواہش نہیں فرمایا بھوک اور جھوٹ جمع نہ کرو۔

اگر اِکھٹے کھائیں تو کیسے کھائیں؟:۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو دسترخوان اٹھانے تک کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ اُٹھائے اگرچہ شکم سیر ہو گیا ہو یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائیں یا عذر بیان کر دے ورنہ اس کا

Marfat.com

ساتھی شرمسار ہوگا اور اپنا ہاتھ روک لے گا۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے اسے ابھی کھانے کی طلب ہو۔ (ابن ماجہ)

کھانا کھانے کے بعد کی دُعا:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ** ○ (تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔ (ترمذی)

کسی کی دعوت کھانے کے بعد کی دُعا:۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے والد کے ہاں بحیثیت مہمان تشریف لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی جب آپ ﷺ ان سے رُخصت ہوئے تو ان کے لیے یوں دُعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ○ (اے اللہ انہیں جو تو نے روزی دی اس میں برکت فرما ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما)۔ (مسلم)

﴿پینے کی سُنتیں﴾

دائیں ہاتھ سے پئیں:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے لیے ضروری ہے دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں ہاتھ سے پیئے اور دائیں ہاتھ سے دے اور دائیں ہاتھ سے لے کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا اور لیتا، دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

دائیں طرف سے شروع کرنا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی ملا دودھ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کی دائیں طرف ایک بدو بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور پھر بدو کو دے دیا اور ارشاد فرمایا پہلے دایاں اور پھر بایاں۔ (بخاری)

Marfat.com

بیٹھ کر پینا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کھانے سے بھی (منع فرمایا ہے)؟۔ انہوں نے فرمایا یہ بدترین اور زیادہ خبیث کام ہے۔ (مسلم)

پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو بلکہ دو تین سانس میں پیو اور پیتے وقت بسم اللہ پڑھو اور فارغ ہوکر الحمد اللہ کہو۔ (ترمذی)

پیتے وقت تین بار سانس لینا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیتے وقت تین بار سانس لیا کرتے تھے۔ یہ زیادہ سیر کرنے والا، زیادہ صحت بخش اور زود ہضم ہے۔ (مسلم)

برتن کے اندر سانس نہ لیں:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

پھونک نہ مارو:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ اگر برتن میں تنکا وغیرہ دکھائی دے تو فرمایا پھر پیالہ منہ سے دُور کرلیا کرو۔ (ترمذی)

سونے چاندی کے برتن میں مت پیو:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص سونے کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آگ ڈالتا ہے۔ (بخاری)

آبِ زم زم کھڑے ہوکر پینا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر نوش فرمایا۔ (مسلم)

پینے کے بعد کی دُعا:۔ پینے کے بعد کی یہ دُعا مسنون ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○**

Marfat.com

﴿اُٹھنے بیٹھنے کی سُنتیں﴾

چار زانو ہو کر بیٹھنا:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے تو اپنی جگہ پر چار زانوں بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

ہاتھوں سے حلقہ باندھ کر بیٹھنا:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ کے صحن میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں کے ذریعے گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری شریف)

تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھنا:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ بائیں پہلو پر تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

اپنا تکیہ دوسرے کو پیش کرنا:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے وہ تکیہ اپنے پاس سے نکال کر مجھے پیش کیا اور فرمایا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ملنے جائے اور وہ از راہِ تعظیم اپنا تکیہ اسے پیش کر دے تو اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (مستدرک۔ حاکم)

چٹائی پر بیٹھنا:۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت چٹائی کا حجرہ بنا لیا کرتے تھے اور اس میں نماز پڑھتے اور دن کے وقت اسے اکٹھا کر لیتے اور اس پر جلوہ افروز ہوا کرتے۔ (بخاری)

بُرے انداز میں نہ بیٹھو:۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا رسولِ کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اسطرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ پیچھے رکھا ہوا تھا اور ہاتھ سے سرین کو ٹیک لگائی ہوئی تھی فرمایا کیا تم ان کی طرح بیٹھتے ہو جن پر غضب کیا گیا۔ (ابوداؤد)

جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک جہاں جگہ پاتا بیٹھ جاتا۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

کِسی دُوسرے کو اُٹھا کر وہاں نہ بیٹھو:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے ہاں جگہ نکال دو اور جگہ دے دو۔ (ابوداؤد)

سِرک کر جگہ دے دینا:۔ حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ اس کے لیے اپنی جگہ سے سرک گئے۔ اُس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جگہ کشادہ ہے آپ ﷺ کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کا حق یہ ہے جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کے لیے سرک جائے۔

مُقررہ جگہ کا مُستحق:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی کام کے لیے اپنی جگہ چھوڑ کر جائے اور پھر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ (ابوداؤد)

درمیان میں گھُس کر نہ بیٹھو:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا یعنی ان کے درمیان گھس کر بیٹھنا جائز نہیں مگر جبکہ وہ اجازت دے دیں۔ (ابوداؤد)

حلقہ کے درمیان میں مت بیٹھو:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو حلقے کے درمیان میں بیٹھے۔ (ابوداؤد)

مجلِس میں سرگوشی نہ کرو:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم تین ہو تو دو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں کانا پھوسی نہ کریں تاکہ تیسرا رنجیدہ نہ ہو۔ اگر زیادہ افراد ہوں تو حرج نہیں۔ (مسلم)

مجلس کو نہ پھلانگو:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھلانگا وہ جہنمیوں کے لیے پل بنا دیا گیا۔ (ترمذی)

محفِل میں مُنتشر ہو کر نہ بیٹھو:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے میں تم کو متفرق و منتشر بیٹھا ہوا پاتا

Marfat.com

ہوں۔ (ابوداؤد)

آدھی دھوپ اور آدھی چھاؤں میں نہ بیٹھو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سایے میں بیٹھا ہو پھر وہ سایہ جاتا رہے اور اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اُٹھ کھڑا ہو۔ (ابوداؤد)

بازار اور راستے میں نہ بیٹھو:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بازاروں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں تو وہاں بیٹھے بغیر چارہ نہیں وہاں ہم باتیں کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمہیں بیٹھنا ہے تو گزرگاہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ گزرگاہ کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا، تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم اور برائی سے روکنا۔ (بخاری)

مجلس میں اللہ اور رسُول کا ذِکر:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کچھ لوگ مجلس کا انعقاد کرتے ہیں اور وہ اللہ کے ذکر اور نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجے بغیر اُٹھ کھڑے ہوں تو وہ ان کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (ترمذی)

مجلس سے اُٹھنے کی دُعا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور اس مجلس میں شور وغل زیادہ ہو اور اس آدمی نے اُٹھنے سے پہلے کہا اے اللہ تو پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں تیرے سواء عبادت کے کوئی لائق نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اس سے مجلس میں ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی)

دُعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ○

Marfat.com

﴿چلنے پھِرنے کی سُنتیں﴾

گھر سے باھر نِکلنے کی دُعا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشادفرمایاجب کوئی گھر سے نکلےتو یہ الفاظ کہے **بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** (میں اللہ کا نام لے کراس کے بھروسے سے نکلا ہوں اس کے سوانہ تو کوئی گناہ سے پھیرنے اور نہ نیک عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہے)۔(ترمذی)

دو تسموں والا جُوتا:۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کیسا جوتا پہنتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا حضور ﷺ دوتسموں والا جوتا پہنتے تھے۔

ایک جُوتا پھن کر نہ چلو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشادفرمایاتم میں سے کوئی ایک جوتے میں نہ چلے یادونوں جوتے پہنے یادونوں اُتار دے۔

رسُول اللّٰہ ﷺ کی چال مبارک:۔ آپ ﷺ بڑے ادب اوروقار سے چلتے اپنی نگاہوں کوراستے پر رکھتے اورادھرادھرنہیں دیکھتے تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے توذراآگے جھک کر چلتے اورایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ بلندی سے اُتر رہے ہیں۔(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے سرکار مدینہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کبھی نہیں دیکھا گویا کہ آپ ﷺ کے لئے زمین سمیٹی جارہی ہے۔ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صرف کرڈالتے مگر آپ ﷺ رفتار میں کوئی تکلّف نہ فرماتے تھے۔

اکڑ کر زمین پر نہ چلو:۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جواپنے تئیں بڑا بنتا ہواور چال میں اکڑ کر چلنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔(مکاشفۃ القلوب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دوچادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا اوراس کے نفس کو یہ بات بڑی پسند تھی تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اس میں قیامت

Marfat.com

تک دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری)

عورتیں راستہ کے کناروں پر چلیں:۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا جبکہ آپ ﷺ مسجد سے باہر تھے اور راستے میں مرد اور عورتیں مخلوط ہو گئے تو آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ تمہارے لیے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں بلکہ راستہ کے ایک جانب چلا کرو۔ پس عورتیں دیواروں سے لپٹ کر چلنے لگیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کا کپڑا دیوار میں اٹک جاتا۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

مرد عورتوں کے درمیان نہ چلے:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (ابوداؤد)

آپ ہی سے ایک دوسری روائت ہے کہ سرور انبیا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان سے نہ گزرو۔ دائیں یا بائیں راستہ لو۔ (بیہقی)

دس لاکھ نیکیاں کماؤ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرما دے گا، دس لاکھ خطائیں معاف فرما دے گا اور دس لاکھ درجے بلند فرما دے گا۔

دُعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ. وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْر۔

Marfat.com

﴿لِباس پھننے کی سُنتیں﴾

سفید لباس نبی کریم ﷺ کی پسند :۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشادفرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کیوں کہ یہ پاکیزہ اور صاف وشفاف ہوتے ہیں اور اپنے مُردوں کوسفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔ (ترمذی۔نسائی)

اِبتداء دائیں طرف سے کرو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایالباس پہنتے وقت اوروضوکرتے وقت دائیں جانب سے ابتداء کرو۔ (ترمذی)

پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے اُوپر رکھو:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضوراقدس ﷺ نے ارشادفرمایامسلمان کاتہبندنصف پنڈلی تک ہوناچاہیے۔ٹخنوں تک ہونے میں بھی حرج نہیں ہے البتہ ٹخنوں سے نیچے ہواتو وہ آگ میں ہوگا۔اورجوشخص تکبر سے تہبند گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرنہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤدشریف)

ایک اورجگہ پرارشادفرمایا کہ تہبندلٹکا کرنماز پڑھنے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ (ابوداؤد)

ریشم کا لِباس مَردوں پر حرام ھے :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کودیکھا آپ ﷺ نے ریشمی کپڑا اُٹھا کرداہنے ہاتھ میں رکھااور بائیں ہاتھ میں سونارکھاپھرفرمایایہ دونوں میری اُمت پرحرام ہیں۔ (ابوداؤد)

ریشم کی گوٹ،بیل اوروہ کپڑا جس کے تانے میں ریشم ہواسے استعمال کرنے میں حرج نہیں ہے۔

تواضع والا لباس پھننا:۔ حضرت معاذبن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجوطاقت کے باوجودمحض تواضع کے طورپر(عمدہ)لباس پہننا چھوڑدے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلاکراختیاردے گا کہ ایمان کا جوجوڑا چاہے پہن لے۔ (ترمذی)

مرد سُرخ لباس نہ پھنے :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی گزرا

Marfat.com

جس کے کپڑے سرخ تھے۔اُس نے سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔(ابوداؤد۔ترمذی)

لباس صاف سُتھرا رکھیں:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص کے بال بکھرے ہوئے ہیں فرمایا کیا اسے ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو درست کرلے؟ پھر ایک آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے فرمایا کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھولے؟۔(احمد۔نسائی)

سر پر چادر اوڑھنا سُنت ھے:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم دوپہر کی گرمی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ دیکھو چادر مبارک سر اقدس پر اوڑھے سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔(بخاری شریف)

پیوند لگے کپڑے پھننا سُنت ھے :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ بیشک پرانے کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے۔(ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے مسافر سوار کے برابر زادِ راہ اپناؤ اور امیروں کے پاس بیٹھنے سے بچنا اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا جب تک اس میں پیوند نہ لگالو۔(ترمذی)

لباس شہرت کیلئے نہ پھنو:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دُنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لباس پہنا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔(ترمذی۔ابوداؤد)

عورت مرد والا اور مرد عورت والا لباس نہ پھنے :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔(ابوداؤد)

Marfat.com

عورت باریک لباس نہ پہنے :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ان کے اوپر باریک کپڑا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء رضی اللہ عنہا جس وقت عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے ماسوائے اس کے (اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا)۔ (ابوداؤد)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ان کے اوپر باریک دوپٹہ تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ پھاڑ دیا اور اُنہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (مسند امام مالک)

لباس پہننے کی دُعا:۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا پہننے لگے اور یہ دُعا کرے تو اس کے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَاقُوَّۃٍ

﴿عمامہ شریف کی سُنتیں﴾

ٹوپی کے اُوپر عمامہ باندھا کرو:۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔ (ترمذی)

عمامہ کا شملہ کندھوں کے درمیان رکھنا:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے۔ (ترمذی)

ایک اور روایت میں شملہ آگے اور پیچھے رکھنے کا ذکر بھی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے عمامہ کا رنگ:۔ کتب سیرت میں آپ ﷺ کے عمامہ مبارک کا

Marfat.com

رنگ سفید، سیاہ، سبز، اور زرد بیان کیا گیا ہے مگر زیادہ تر آپ ﷺ کے عمامہ شریف کا رنگ سفید ہوتا تھا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا تو اس وقت آپ ﷺ نے سر پر سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے روز بھی سر اقدس پر سیاہ عمامہ سجا رکھا تھا۔

عمامہ باندھنے کے آداب:۔ عمامہ سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ہاتھ سے (چھ گز) سے بڑا نہ ہو۔ شملے کی مقدار چار اُنگلی اور زیادہ سے زیادہ تنا ہوا ہو کہ بیٹھنے میں دِقت نہ دے۔ اسے قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے اور اُتارتے وقت ایک ایک پیچ کھولنا چاہیے۔ نیز پہنتے وقت اور اُتارتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔ عمامہ شریف پہننے سے نماز کا ثواب کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔ نیز اسے باندھنے سے حلم اور بُردباری میں اضافہ ہوتا ہے۔

﴿جوتے پہننے کی سُنتیں﴾

سرکارِ مدینہ ﷺ کے نعلین مُبارک :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے نعلین مبارک کے دو تسمے (ڈوریاں) تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے نعلین میں دو تسمے تھے اور ہر تسمہ دُوہرا تھا۔ (ترمذی)

پہلے سیدھا جُوتا پہنیں:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے سیدھے پاؤں میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے اُلٹے سے اُتارے۔ (ابن ماجہ)

ایک جوتا پہن کر نہ چلو:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کی

Marfat.com

جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسری جوتی پہن کر نہ چلے جب تک اسے ٹھیک نہ کر لے۔ (نسائی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اُلٹے ہاتھ سے کھانا کھائے اور ایک جوتا پہن کر چلے پھرے۔ (شمائل رسول ﷺ)

جب بیٹھیں تو جُوتے اُتار لیں:۔ نبی اکرم ﷺ جب گفتگو کرنے کے لیے بیٹھتے تو پہلے نعلین مبارک نکال کر رکھ دیتے پھر بیٹھ کر بات چیت فرماتے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی جس وقت بیٹھے جوتا اُتار لے اور اپنے پہلو میں رکھ لے۔ (ابوداؤد)

عورت مردانہ جُوتا نہ پہنے :۔ کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے تو انہوں نے فرمایا سرکارِ مدینہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

﴿تیل اور کنگھی کی سُنتیں اور آداب﴾

تیل لگانا اور کنگھی کرنا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگاتے اور ریش مبارک میں کنگھی کرتے۔ اکثر سرِ اقدس پر کپڑا رکھتے جو تیل کے کپڑوں کی طرح ہوتا۔ (شرح السنۃ)

آپ ﷺ ٹوپی کے نیچے سر پر کپڑا رکھتے تھے تا کہ ٹوپی اور عمامہ تیل کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ زیادہ تیل لگانے سے وہ کپڑا تیل والا ہو جاتا۔

روغن بنفشہ کی فضلیت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ عرب و عجم ﷺ نے ارشاد فرمایا روغن بنفشہ کی تمام تیلوں میں ایسی فضلیت ہے جیسا کہ مجھے تمام انسانوں میں ہے۔

بالوں کا اِکرام کرو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے اور کنگھا کرے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

کنگھا سیدھی جانب سے شروع کریں:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دائیں جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے اور اسی طرح کنگھا بھی سیدھی طرف سے ہی کرتے۔

سر میں مانگ نکالنا:۔ رسول اللہ ﷺ سر کے درمیان میں مانگ نکالا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ہاتھی دانت کا کنگھا شریف تھا۔ آپ ﷺ ریش مبارک میں کنگھا کرتے وقت آئینہ میں اپنا روئے انور ملاحظہ فرماتے۔ جب آئینہ میں چہرہ مبارک دیکھتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ. (اے اللہ میری صورت تو نے اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر)۔

تنگدستی دُور ہونا:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ کنگھا کیا کرو اس سے تنگ دستی دُور ہوتی ہے۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو اپنی ابرو پر کنگھا پھیرے وہ وباء سے محفوظ رہتا ہے۔

تیل ڈالنے کا طریقہ:۔ بسم اللہ پڑھ کر تیل کی شیشی میں سے اُلٹے ہاتھ پر تھوڑا سا تیل ڈالیں پھر سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگائیں پھر الٹی کے۔ پھر سیدھی آنکھ کے پلک پر پھر اُلٹی پر پھر بسم اللہ پڑھتے ہوئے سر پر تیل ڈالیں۔ آپ ﷺ جب سر اقدس پر تیل ڈالتے تو پیشانی کی جانب سے ابتداء کرتے اور داڑھی شریف کو تیل لگاتے تو پہلے اس حصہ سے شروع کرتے جو گردن شریف سے ملا ہوا تھا۔

﴿خُوشبُو کی سُنتیں﴾

نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ خُوشبُوئیں:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک خاتون نے انگھوٹھی بنائی اور اس میں کستوری بھری۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمدہ ترین خوشبو ہے۔ (نسائی)

Marfat.com

خُوشبُو کی دُھونی لینا سُنت ھے:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھی خالص عود کی دُھونی لیتے یعنی عود کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہ کرتے ۔کبھی عود کے ساتھ کافور کی دُھونی لیتے اور فرماتے ہمارے پیارے آقا ﷺ بھی اسی طرح دُھونی لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

خُوشبُو کا تحفہ قبُول کرنا سُنت ھے:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص سرور عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں خوشبو پیش کرتا تو اس کو واپس نہ لوٹاتے تھے۔ (نسائی)

مردانہ اور زنانہ خوشبُو میں فرق :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہونے پائے ۔اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔ (شمائلِ ترمذی)

عورت کا خُوشبُو لگا کر لوگوں میں جانا:۔ حضرت ابو موسیٰ الشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عورت خوشبو لگائے پھر وہ لوگوں کے پاس اس غرض سے جائے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے۔ (نسائی شریف)

﴿سُرمہ ڈالنے کی سُنت﴾

سُرمہ ڈالنے کا طریقہ :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ آنکھوں کو تیز کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔ان کا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سرمہ دانی ہوتی جس سے رات میں روزانہ تین سلائی اس آنکھ میں اور تین دوسری آنکھ میں لگایا کرتے۔

(ترمذی)

شمائل رسول ﷺ میں ہر آنکھ میں دو دو بار سرمہ ڈالنے کی روایت بھی ہے۔سرمہ دائیں آنکھ میں پہلے ڈالنا چاہیے۔

Marfat.com

﴿انگوٹھی پہننے کی سُنتیں﴾

انگوٹھی صِرف چاندی کی ہونی چاہیے:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا جس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی کیا بات ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس نے وہ پھینک دی اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوا فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے وہ بھی پھینک دی اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ فرمایا کہ چاندی کی اور پورے ایک مثقال کی نہ ہو۔ (ترمذی۔ابوداؤد)

سونے کی انگوٹھی مردوں پر حرام ھے:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قسّی اور کسم کا رنگا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے اور سونے کی انگوٹھی اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔

(مسلم)

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ قیصر، کسریٰ اور نجاشی کیلئے خط لکھیں۔ عرض کی گئی کہ وہ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے۔ پس آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ عزوجل وﷺ نقش کروایا۔ (مسلم)

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ تھا۔ (بخاری)

نگینے والی انگوٹھی پہننا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں دستِ مبارک میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس میں حبشی نگینہ تھا اور نگینے کو اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

بائیں ھاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں انگوٹھی پہننا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگشتری اس میں ہوتی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

Marfat.com

﴿سُنتِ داڑھی﴾

داڑھی رکھنے کا حکم :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (بخاری)

داڑھی کی مقدار کتنی ہو؟:۔ سنت کے مطابق داڑھی کی مقدار ایک مٹھی ہے اس سے زائد کتروائی جاسکتی ہے لیکن ایک مشت سے کم کرنا ناجائز ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب، ان کے والد ماجد، ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے کچھ لیا کرتے۔ (ترمذی)

مونچھوں کا کاٹنا ضروری ہے:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنی مونچھوں سے ذرا نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی۔نسائی)

تارکِ سُنت ہمارا نہیں:۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

عورتوں کی مشابہت کرنے والے :۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ان مردوں پر لعنت کرتا ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر اللہ لعنت کرتا ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنائیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی صورت بنائیں اور جنگل کے اکیلے سوار پر یعنی جو خطرہ کی حالت میں سفر کرے۔ (امام احمد)

سیاہ خضاب نہ لگائیں:۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک

Marfat.com

قوم ایسی ہوگی جو سیاہ خضاب استعمال کرے گی۔ ان لوگوں کو بہشت کی بُو تک نصیب نہ ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سیاہ خضاب دوزخیوں اور کافروں کا خضاب ہے اسے سب سے پہلے فرعون نے لگایا تھا۔

﴿حجامت، ناخُن اور جسمانی صفائی کی سُنتیں﴾

سُنتِ انبیاء :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہیں۔

1..... بغل کے بال کاٹنا۔ 2..... موئے زِیر ناف مونڈھنا۔ 3..... ختنہ کرنا۔

4..... مونچھیں کم کرنا۔ 5..... ناخن ترشوانا۔

وہ ہم میں سے نہیں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو موئے زیر ناف نہ مونڈھے، ناخن نہ تراشے اور مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

نوٹ: فیشن کے طور پر ناخن بڑھانے والے اور والیاں اس سے عبرت حاصل کریں۔

گیسوئے مُبارک کی لمبائی :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک آدھے مبارک کانوں تک تھے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے گیسو مبارک تا بگوش سے زیادہ اور تا بدوش سے کم تھے (یعنی کان مبارک کی لو سے نیچے ہوتے اور مبارک شانوں کو چومتے)۔ (ترمذی شریف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ ﷺ کے گیسو مبارک کانوں کو چومتے تھے۔ (ترمذی)

پورا سر منڈھانے کی اجازت :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈھ دیا گیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کیا اور ارشاد فرمایا سارا مونڈھ دو یا سارا چھوڑ دو۔ (مسلم)

Marfat.com

قبل نماز جُمعہ ناخن و مونچھیں تراشنا سُنت ھے:۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز جمعہ سے قبل مونچھیں کتروا تے اور ناخن ترشواتے تھے۔ جمعہ کو غسل کرنا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے۔

ناخن اُتارنے کی مُدت:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مونچھیں اُتروانے ،ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اُکھاڑنے اور موئے زیرِ ناف مونڈھنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں اور چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔ (مسلم)

ناخُن اُتارنے کا طریقہ:۔ ناخن اُتارنے کا ایک سنت طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی انگلی سے شروع کر کے ترتیب وار چھنگلیا سمیت ناخن تراشیں مگر انگوٹھا چھوڑ دیں۔اب الٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کر کے ترتیب وار انگوٹھے سمیت تراش لیں۔اب آخر میں سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا جو باقی تھا اس کا ناخن بھی کاٹ لیں۔اس طرح سیدھے ہاتھ سے شروع ہو کر سیدھے ہاتھ پر ختم کریں۔ (درمختار)

﴿مسواک کرنے کی سُنتیں﴾

مسواک سے اللہ کی خُوشنُودی:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تاجدارِ عرب وعجم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کا استعمال اپنے لیے لازم کرلو کیوں کہ اس میں پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ (بخاری)

رسُولوں کی سُنت:۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ختنہ کرنا،عطر لگانا،مسواک کرنا،نکاح کرنا۔ (ترمذی)

اُمّت پر شفقت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر مجھے اپنی امت کی مشقت اور دُشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو مسواک کا حکم دیتا۔ (بخاری)

Marfat.com

جاگنے پر مسواک کرنا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی رات یا دن میں کبھی سو کر اٹھتے تو پہلے مسواک فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رات کو نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ رات کو اٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے پھر مسواک فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

گھر میں مسواک کرنا:۔ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا مسواک۔ (مسلم)

بوقتِ وصال نبی کریم ﷺ کا مسواک کرنا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کو بوقت وصال میں نے مسواک اپنے منہ سے نرم کر کے پیش کی تو آپ ﷺ نے اسے دانتوں پر پھیرا۔

مسواک کرنے کے فوائد:۔ مسواک کرنے کے بہت سے فائدے منقول ہیں۔

مسواک میں موت کے سواء ہر مرض سے شفا ہے۔ (دیلمی)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔ یہ دانتوں کی زردی دُور کرتی ہے، آنکھوں کی بینائی تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اس سے اللہ کی رضا، سنت کی اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ اور جسم کی تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ (دارقطنی)

مسواک کرنے کا طریقہ:۔ مسواک چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور ایک بالشت سے بڑی نہیں ہونی چاہیے۔ مسواک سیدھے ہاتھ سے اس طرح پکڑیں کہ چھنگلیا مسواک کے پیچھے، بیچ کی تین اُنگلیاں اُوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو۔ کم از کم تین بار دائیں بائیں، اوپر نیچے مسواک کریں اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئیں۔ پہلے سیدھی طرف اوپر دانتوں پر پھر الٹی طرف اوپر والے دانتوں پر مسواک کریں پھر سیدھی طرف نیچے کے دانتوں پر پھر الٹی طرف نیچے کے دانتوں پر۔

Marfat.com

﴿سفر کی سُنتیں﴾

جُمعرات کے دِن سفر کی اِبتداء:۔ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے روز روانہ ہوئے اور آپ ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

رات کا سفر جلد طے ہوتا ھے:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا رات کو سفر کیا کرو کیوں کہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

سفر میں امیر بنانا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تاجدارِ عرب وعجم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جب تین آدمی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ (ابوداؤد)

تنہا سفر نہ کرو:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے اِرشاد فرمایا اکیلے سفر کے جو نقصانات میں جانتا ہوں اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی سوار رات کو اکیلے سفر نہ کرے۔ (بخاری)

بُلندی پر چڑھنے اور نیچے اُترنے کی سُنت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر پڑھتے اور جب پست جگہ (ڈھلوان والی) پر اُترتے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ (بخاری)

سفر کی سواری پر بیٹھنے کی دُعا:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر کیلئے سواری پر روانہ ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دُعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَلَنَا هٰذَاوَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○

(پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے)۔

سفر سے واپسی پر دُعا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے

Marfat.com

ساتھ سفر سے واپس آتے ہوئے مدینہ کی پشت پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُوْن لِرَبنَا حَامِدُوْن o یہ کلمات آپ ﷺ بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔ (مسلم)

منزل پر پہنچنے کی دُعا:۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی منزل پر اُترے اور یہ کلمات پڑھے تو وہ اس منزل سے کوچ کرنے تک ہر چیز کے نقصان سے رہے گا۔ (مسلم)

اَعُوْذُبِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَاتِ مِنْ شَرّ مَاخَلَقَ o

سفر کے آغاز میں دوگانہ پڑھنا:۔ سفر کے آغاز میں دو نفل گھر میں پڑھنا سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اپنے گھر والوں میں دو رکعتوں سے بہتر (نائب ومحافظ) نہ چھوڑو۔

سفر سے واپسی پر اپنی مسجد میں دوگانہ پڑھنا:۔ سفر سے واپسی پر دو رکعت قریبی مسجد میں ادا کرنا سنت ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ (بخاری ومسلم)

سفر تجارت میں خوشحالی کا مَسنون عمل:۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا اے جبیر کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو صورت وہیت میں بہتر اور توشہ سفر میں بڑھ کر رہو (یعنی سفر میں خوشحالی اور فارغ البالی نصیب ہو)؟ تو اُنہوں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو۔ سورۃ الکافرون، سورۃ النصر، سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (ہر ایک کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے)۔

عورت کو تنہا سفر کرنا منع ہے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن رات کی مسافت کا سفر اختیار کرے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

﴿گھر آنے جانے کی سُنتیں﴾

آتے جاتے سلام کرنا:۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تم گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو جب جاؤ تو سلام کر کے جاؤ۔ (حصن حصین)

گھر میں داخل ہونے کی دُعا:۔ گھر میں داخل ہونے کی مسنون دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَالْمَوْلَجِ وَخَیْرَالْمَخْرَجِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبَّنَا تَوَکَّلْنَا ○

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوالی ہوں گھر کے اندر آنے اور باہر نکلنے کی خیر و برکت اللہ کے نام کیساتھ گھر میں داخل ہوتے اور اس پر توکل کرتے ہیں۔

گھر سے باھر نکلنے کی دُعا:۔ گھر سے باہر نکلنے کی دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِااللّٰہِ الْعَلِی الْعَظِیْم ○

(اللہ کے نام کیساتھ میں نے اللہ پر بھروسا کیا اور نیکی اور برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی طرف سے)۔

ھرمُصیبت سے محفوظ ھونا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ جب آدمی کہتا ہے بِسْمِ اللّٰہ تو فرشتے کہتے ہیں تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور جب انسان کہتا ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِااللّٰہ فرشتے کہتے ہیں اب تو ہر حاجت سے محفوظ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے توکلت علی اللہ تو فرشتے کہتے ہیں اب تجھے کسی اور کی حاجت نہیں۔ اس کے بعد اس شخص کے دو شیطان جو اس پر مسلط ہوتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اب تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو اس نے تو سیدھا راستہ اختیار کیا تمام آفات سے محفوظ ہو گیا اور خدا کی امداد کے علاوہ دوسرے کی امداد سے محفوظ ہو گیا۔ (ابن ماجہ)

اِجازت لے کر گھر میں داخل ھونا:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تین مرتبہ اجازت طلب کرو اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (بخاری)

Marfat.com

پہلے سلام پر اجازت :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص سلام کے ساتھ ابتداء نہ کرے اس کو اجازت نہ دو۔ (بیہقی)

اجازت کیوں ضروری ھے؟:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اجازت طلب کرنے کا حکم آنکھ کی وجہ سے دیا گیا ہے (اس لیے کہ اہل خانہ کی نجی زندگی کے اسرار منکشف نہ ہوسکیں)۔

اجازت لینے کا طریقہ :۔ حضرت ابی بن حراش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بنو عامر کے ایک شخص نے یہ بات بتائی ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی آپ ﷺ اس وقت گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے عرض کیا میں داخل ہو جاؤں؟۔ سرور دو عالم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا باہر اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اس سے کہو کہ اس طرح کہے السلام وعلیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ اُس نے آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک سن لیا اور عرض کیا السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں؟ آپ ﷺ نے اس کو اجازت عطا کی تو وہ اندر داخل ہوا۔ (ابوداؤد)

ایک اور صحابی سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی جب اندر داخل ہوا تو سلام نہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا لوٹ جاؤ اور یہ کہو اسلام وعلیکم کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟۔ (ابوداؤد)

ایلیچی کے ساتھ آنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ ایلچی کے ساتھ آئے تو یہی اُس کا اذن ہے۔

پوچھنے پر نام بتانا چاھیے :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مدنی تاجدار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی میں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں کیا؟ گویا آپ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

دروازے کے دائیں جانب کھڑے ھوں:۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے

Marfat.com

بلکہ دائیں بائیں کھڑے ہوتے ، پھر فرماتے السلام وعلیکم (اور یہ اس لیے کہ ان دِنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے)۔ (ابوداؤد)

گھر میں مت جھانکیں:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشادفرمایا جس نے اجازت سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نگاہ ڈالی تو اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ حرج نہیں۔ اگر کوئی ایسے دروازے پر گیا جس میں پردہ نہیں ہے اور اس کی نظر (بلا ارادہ) گھر والے کی عورت پر پڑ گئی تو اس کی خطا نہیں (بلکہ خطا) گھر والوں کی ہے۔ (ترمذی)

﴿سلام کرنے کی سُنتیں﴾

سلام کو عام کرو:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتادوں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔ (مسلم)

واقف ناواقف کو سلام کہو:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے تاجدارِ عرب وعجم ﷺ سے پوچھا اسلام کی کونسی عادت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کھانا کھلانا اور واقف ناواقف کو سلام کہنا۔ (بخاری شریف)

بار بار سلام کرنا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت ، دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ سلام کرے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

سلام کرنے میں پہل کرنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا سلام کرو چھوٹا بڑے کو، ہر چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔ (بخاری)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ دو آدمی آپس میں ملیں تو کون پہلے سلام کرے؟ فرمایا جو ان میں اللہ کے زیادہ قریب ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے سلام کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ چند لڑکوں کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام فرمایا۔ (بخاری)

نوّے رحمتیں:۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ دو مسلمان باہمی ملاقات کے وقت ایک دُوسرے سلام کہتے ہیں تو ان پر ایک سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے 90 رحمتیں پہلے سلام کرنے والے کیلئے ہوتی ہیں اور 10 رحمتیں جواب دینے والے کے لیے۔ (ابوداؤد)

اپنے گھر میں داخل ہو کر سلام کہیں:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کہہ یہ تیرے لیے اور تیرے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

گھر میں آتے جاتے سلام کہو:۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم گھر میں داخل ہو اپنے گھر والوں کو سلام کہو جب نکلو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر کے رخصت ہو۔ (ابوداؤد)

مجلس میں بیٹھتے اُٹھتے سلام کہنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے سلام کہے۔ اگر ضرورت محسوس کرے وہاں بیٹھ جائے پھر جب کھڑا ہو سلام کہے اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ بہتر نہیں

Marfat.com

ہے۔ (ترمذی۔ابوداؤد)

پہلے سلام پھر کلام :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہیے۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی سلام کرنے سے پہلے ہی گفتگو شروع کر دے اس کی باتوں کا جواب نہ دو جب تک پہلے سلام نہ کرے۔ (کیمیائے سعادت)

اضافی کلمات سے سلام کہنا:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اسلام وعلیکم۔ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دس نیکیاں ملیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس کی بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور کہا اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تیس نیکیاں لکھی گئیں۔ (ترمذی)

کِسی کا سلام لانے والے کو جواب دینا:۔ حضرت غالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے بتایا کہ میرے والد نے میرے دادا سے روایت کی ہے کہ مجھے میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ کے پاس جا اور آپ ﷺ کو میرا اسلام عرض کر۔ اسنے کہا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کی سرکار ﷺ میرے والد صاحب آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور سیدِ دو عالم ﷺ نے فرمایا تم پر اور تیرے باپ پر سلام ہو (عَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامِ)۔ (ابوداؤد)

ایک جماعت کا دُوسری جماعت کو سلام کہنا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جب جماعت کہیں سے گزرے اور اس میں سے ایک نے سلام کر لیا تو یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے ایک نے جواب دے دیا تو یہ کافی ہے یعنی سب پر جواب دینا لازمی نہیں۔ (بیہقی)

Marfat.com

اھلِ کتاب کو پہلے سلام نہ کریں:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کرے تو تم جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہو۔ (بخاری)

سلام کرنے میں اِجتناب:۔ ذکروتلاوت میں مشغول شخص، نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے، وعظ وتبلیغ میں مشغول شخص یا حمام میں ننگے نہانے والے کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔

﴿مُصافحہ اور مُعانقہ کی سُنتیں﴾

ھاتھ ملانا سُنت ھے:۔ حضرت ابوالخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا) نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں رواج تھا؟ آپ نے فرمایا ''ہاں''۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اہل یمن سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آکر مصافحہ کیا۔ (ابوداؤد)

مُصافحہ سے گناھوں کی بخشش:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

مُصافحہ سے کِینہ دُور ھوتا ھے:۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے دل کا کینہ جاتا رہے گا اور باہم تحفہ دیا کرو محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔ (امام مالک)

سردار کی تعظیم میں کھڑے ھونا:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بنی قری اپنے قلعہ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اُترے تو آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ وہ وہاں سے قریب ہی تھے۔ جب وہ مسجد کے پاس پہنچے تو نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے پاس اُٹھ کر جاؤ۔ (بخاری)

مُعانقہ کرنا سُنت ھے:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو آپ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ زید رضی اللہ عنہ وہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی کریم ﷺ اُٹھ کر کپڑا کھینچتے ہوئے اُن کی طرف گئے اور ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

صحابہ کا نبی کریم ﷺ کے ھاتھ چُومنا:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو یہ بھی اس میں شریک تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ تشریف لائے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے دست مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

سلام اور مُصافحہ کے مُتفرقات:۔ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ سلام اور اس کا جواب اِتنا اُونچا ہو کہ دونوں سن لیں۔ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے گرم جوشی کیساتھ مسکرا کر کریں۔ عالمِ باعمل، صاحبِ تقویٰ، بزرگ، اُستاد اور والدین کی عزت اور تعظیم کیلئے کھڑے ہونا چاہیے۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ لوگ اس کی عزت اور تعظیم کے کھڑے ہوں ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ مرد اور عورت کا ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا جائز نہیں ہے۔

﴿بات چیت کرنے کی سُنتیں﴾

شِیریں کلامی صدقہ ھے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کلمہ طیب یعنی میٹھی بات کہنی (شیریں کلامی) صدقہ ہے۔ (بخاری)

مؤمن کی صِفات:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد

Marfat.com

فرمایا کہ مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا زبان دراز۔ (ترمذی)

سب سے خوفناک چیز:۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جن چیزوں کو آپ ﷺ میرے لیے خوفناک خیال کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوفناک چیز کونسی ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا ''اس کو'' یعنی زبان۔ (ترمذی)

جنت کی ضمانت:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں جبڑوں کے درمیانی چیز اور اپنی دونوں رانوں کی درمیانی چیز کی حفاظت کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کی گفتگو:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کا کلام بڑا واضح ہوتا تھا۔ ہر سننے والا اس کو سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دُہراتے تا کہ اس کی سب کو سمجھ آ جائے۔ (بخاری)

جنت کے بالاخانوں کا حقدار:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کے بالا خانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہیں۔ ایک اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کس کے لیے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اچھی گفتگو کرے۔

(ترمذی)

سات سال کی عبادت کا ثواب:۔ خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(بیہقی)

حُسنِ اسلام:۔ سردارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ غیر ضروری باتوں کا ترک کر دینا حسن اسلام ہے۔ (کیمیائے سعادت)

گالی دینا بدکاری ہے:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

اِرشادفرمایامسلمان کوگالی دینابدکاری ہے۔(بخاری۔مسلم)

مُتفرقات :۔ بات چیت مسکرا کراور خندہ پیشانی سے کریں۔گفتگومختصراورنرم لہجے میں کریں۔شیریں کلام سے دُشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔بہت زیادہ بولنے والے منہ پھٹ اورچغیں لگانے والے کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدہ شخص کہاہے۔جب کوئی دوسرابات کررہاہوتواس کی بات اطمینان سے سنی چاہیے۔اس کی بات کاٹ کراپنی نہیں سنانی چاہیے۔

﴿چھینک اور جمائی کی سُنتیں﴾

چھینک آنے پر کیا کہنا چاہیے؟:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِدوعالم ﷺ نے ارشادفرمایاجب کسی کو چھینک آئےتووہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔(طبرانی)

زور سے نہ چھینکیں:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشادفرمایاجب کسی کو ڈکاریاچھینک آئےتووہ آواز بلندنہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلندکی جائے۔(شعب الایمان)

چھینک کا جواب واجب :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرورِ دوعالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئےتواَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہےاوراس کا اسلامی بھائی یادوست کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہ اور جب اس کا بھائی یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہےتووہ پھر کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ (یعنی اللہ تمہیں ہدیت دے)۔(بخاری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہنے پر چھینک کا جواب نہ دو:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضوراکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اوروہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہےتوتم اس کے لیے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہواوراگروہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہےتوتم بھی یَرْحَمُكَ اللّٰہ نہ

Marfat.com

کہو۔ (مسلم)

تین مرتبہ تک جواب دو:۔ حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھینکنے والے کو تین مرتبہ تک جواب دو اگر اسے زیادہ چھینکیں آئیں تو چاہو جواب دو چاہے نہ دو۔ (ترمذی)

چھینکنے پر مُنہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھُپانا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار دو عالم ﷺ کو چھینک مبارک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپاتے اور آواز کو پست رکھتے۔ (ترمذی)

ضروی مسائل:۔ دورانِ نماز اور خطبہ چھینک کا جواب نہ دیں۔ چھینک کا جواب اِتنی اونچی آواز سے دیں کہ چھینکنے والا سن لے۔ پہلی مرتبہ چھینک کا جواب واجب دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ مستحب ہے۔ غیر مسلم اگر چھینکنے پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہے تو جواب میں کہے **یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ** (اللہ تجھے ہدایت دے اور تمہاری اصلاح کرے)۔

چھینک اللہ کو پسند اور جمائی شیطان کو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جمائی ناپسند۔ جب کوئی چھینکے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہے تو جو مسلمان اسکو سنے اس پر حق ہے کہ **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہے۔ اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے کیوں کہ وہ جب جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے اور خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ سستی اور غفلت کی دلیل ہے جسے شیطان پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

جمائی میں مُنہ کھُلا نہ رکھیں:۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیوں کہ کھلے منہ میں شیطان گھس جاتا ہے۔ (مسلم)

ضروری مسائل:۔ جمائی کو روکنے کی کوشش کریں۔ جب جمائی آئے تو اُوپر کے دانتوں سے نچلے

Marfat.com

ہونٹ دبالیں یا اُلٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دیں۔اگر نماز میں قیام کرتے ہوئے جمائی آئے تو سیدھے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھیں اور باقی ارکانِ نماز میں اُلٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھیں۔

﴿سونے جاگنے کی سُنتیں﴾

سونے سے پہلے کیا کریں؟:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشادفرمایا کہ رات کو جب تم سونے لگوتو چراغوں کو بجھا دیا کرواور دروازے بند کرلیا کرو۔مشکیزہ کا منہ باندھ دیا کرواور کھانے پینے کی چیزیں ڈھانپ کر رکھا کرواگر چہ ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔(بخاری)

سونے سے پہلے وُضو کرنا:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کوارشادفرمایاجب تم بستر پر جانے کاارادہ کروتو وضوکرو جس طرح نماز کے لیے وضوکرتے ہو۔اور پھر سیدھے پہلو پر لیٹواور یہ کلمات پڑھو۔(ترجمہ:اے اللہ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں، میں اپنے چہرے کوتیری طرف متوجہ کرتا ہوں، اپنامعاملہ تیری پناہ میں دیتا ہوں، تیری محبت اور تیرے خوف کی وجہ سے، تیرے سواکوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات، میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جوتو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر جس کو تونے معبوث فرمایا)۔(بخاری)

سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِمدینہ ﷺ نے ارشادفرمایاجب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تواپنی تہبند کے داخلی کپڑے (یاچادروغیرہ) سے بستر کوجھاڑ لے اسے کیاخبر کہ اس کے بعد بستر پر کیاچیز ہے۔(بخاری)

سونے سے پہلے اللہ کا ذِکر:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایاجوشخص کسی جگہ بیٹھالیکن اللہ کاذکر نہ کیااللہ کی طرف سے اس پر گناہ ہےاور جوشخص کسی جگہ لیٹا اور ذِکرِالٰہی سے غافل رہااس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقصان ہے۔(ابوداؤد)

سوتے وقت پڑھنا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر شب جب بستر پر

Marfat.com

تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ والناس پڑھ کر ان پر پھونکتے پھر جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم اقدس پر پھیرتے۔ سر انور چہرہ اقدس اور جسم اطہر کے سامنے سے شروع کرتے اور تین مرتبہ یہ عمل دہراتے۔ (بخاری شریف)

سوتے وقت اور اُٹھتے وقت کی دُعائیں:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ رات کو لیٹتے وقت دایاں ہاتھ رُخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور فرماتے **اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَاo** (ترجمہ: یا اللہ میں ترے نام کیساتھ موت اور زندگی کے ساتھ ہمکنار ہوتا ہوں) اور جاگنے پر فرماتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ االنُّشُوْرُ o** (ترجمہ: اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں جس نے ہمیں مرنے (سونے) کے بعد زندہ بیدار کیا اور اس کی طرف لوٹنا ہے)۔ (بخاری شریف)

پیٹ کے بل سونا منع ھے:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا اے جندب! یہ جہنمیوں کا لیٹنا ہے۔ (ابن ماجہ)

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مت لیٹو:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے ایک پیر کو اُٹھا کر دوسرے پر رکھے جبکہ وہ چت لیٹا ہوا ہو۔ (مسلم)

جاگنے پر مسواک کرنا:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی جب آپ ﷺ رات کو اُٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے پھر مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

سو کر اُٹھنے کے بعد ھاتھ دھونا:۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص سو کر اُٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو لے اس کو پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے کیوں کہ سوتے ہوئے کیا معلوم اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ (مسلم)

Marfat.com

﴿استنجاء/بیت الخلاء کی سُنتیں﴾

چھپ کر رفع حاجت کرنا:۔ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اتنی دُور جاتے کہ کوئی نہ دیکھے۔ (ابوداؤد)

زمین سے قریب ہو کر بے پردہ ہونا:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ دو عالم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک اپنے جسم مبارک سے کپڑا نہ ہٹاتے جب تک زمین کے قریب تر نہ ہو جاتے۔ (ابوداؤد)

انگوٹھی اُتار کر بیت الخلاء جانا:۔ نبی کریم ﷺ جب استنجاء خانے تشریف لے جاتے تو اپنی مبارک انگوٹھی اُتار لیتے کیوں کہ اس میں نامِ مبارک کندہ تھا۔ (نسائی)

جنوں کی خُوراک:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنوں کا ایک وفد بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کو منع کریں کہ وہ گوبر ہڈیوں اور کوئلوں سے استنجاء نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری خوراک بنایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہمیں ان اشیاء سے استنجاء کرنے سے روک دیا۔ (مشکوٰۃ)

ستر کھلا ہو تو باتیں نہ کریں:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو افراد استنجاء خانہ میں اپنے ستر کھولے ہوئے باتیں کریں تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص تم سے یہ کہے کہ نبی پاک ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اسے سچا نہ جانو۔ حضور ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے تھے۔ (ترمذی۔نسائی)

سیدھے ہاتھ سے نہ چھوئیں:۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلاء میں جائے تو شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ (بخاری)

Marfat.com

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا باعثِ عذاب:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا تو فرمایا ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑی بات سے نہیں بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لے کر اس کے دو حصے کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں کیا؟ فرمایا اس امید پر کہ جب تک خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں کمی ہو۔ (بخاری)

سُوراخ میں پیشاب کی مُمانعت :۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (نسائی)

راستے اور سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت نہ کریں:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لعنت اور نفرت کی دو باتوں سے بچو۔ لوگوں نے معلوم کیا کہ وہ دو باتیں کونسی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا راستہ اور سائے دار درخت کے نیچے پیشاب اور پاخانہ کرنا۔ (مسلم)

بیتُ الخلاء میں جانے اور باہر آنے کی دُعا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث** o ترجمہ: اے اللہ میں خبیث جنیوں اور جنات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ** o (ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اذیت سے محفوظ کر کے عافیت عطا فرمائی)۔ (ابن ماجہ)

ضرُوری مسائل:۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ کریں۔ طاق ڈھیلوں سے استنجاء کرنا مستحق ہے۔ پہلے پیشاب کا مقام دھوئیں پھر پیچھے کا۔ رفع حاجت کے وقت بات کرنا، کلمہ،

Marfat.com

کلام پڑھنا، انگوٹھی یا کوئی متبرک چیز پاس رکھنا منع ہے۔ بیت الخلاء کے اندر جاتے ہوئے بائیں اور باہر آتے ہوئے دائیں پاؤں سے باہر آئیں۔ جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ اذان وسلام اور چھینک کا جواب نہ دیں۔ اور نہ ہی چھینکنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیں۔

Marfat.com

بابِ ہفتم:

متفرقات

رزقِ حلال

حصولِ تقویٰ اور رُوح کی پاکیزگی کے لئے رزق حلال بہت ضروری ہے۔ حرام کی کمائی سے کیا جانیوالا صدقہ اور خیرات قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ عبادت میں بھی شرفِ قبولیت مشکل ہے۔ دورِ جدید میں رزق حلال کا حصول مشکل سے مشکل ہوتا جارہا ہے۔ لوگ نمود ونمائش اور زیادہ سے زیادہ مال وزر حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے حلال اور حرام کی تمیز ختم ہوتی جارہی ہے۔ بے جا رسم ورواج اور تکلفات نے معاشرہ میں اپنی جڑیں اتنی مضبوط کرلی ہیں کہ محدود آمدنی والے لوگ بھی ناجائز ذرائع سے مال ودولت کے حصول کی سعی میں ہیں۔ اللہ کریم پاک اور منزہ ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی دُنیا کی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک ہوں۔ بندہ پاک اسی وقت ہوگا جب حلال وطیب لقمہ اس کے پیٹ میں جائے گا۔ پھر اس پر عبادت کا رنگ بھی چڑھے گا اور قربت خداوندی بھی حاصل ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پاک اور حلال رزق حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم خاص اسی کی ہی عبادت کرتے ہو۔ (پ۲۔ البقرہ ۱۷۲)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو رزق حلال اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان

Marfat.com

رکھتے ہو۔ (پ۷۔المائدہ۸۸)

ایک اور مقام پر فرمایا:

ترجمہ: اے لوگو زمین سے حلال پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دُشمن ہے۔ (پ۲۔البقرہ۱۶۸)

﴿رزقِ حلال اور فرامینِ رسولِ اکرم ﷺ﴾

پاک کھانا کھانے کا حکم:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا بے شک اللہ پاک ہے اور نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی بات کا حکم فرمایا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا تھا۔ یعنی فرمایا اے رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور فرمایا اے ایمان والو پاک چیزوں سے کھاؤ جو روزی ہم نے تجھے دی۔ پھر ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے۔ بال بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ ہیں وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے ربّ، اے ربّ حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اسے حرام روزی کھلائی جاتی ہے۔ بھلا اس کی اِلتجاء کیسے قبول کی جائے؟۔ (مسلم شریف)

حلال و حرام کی پرکھ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو کھایا وہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری)

حرام کمائی کام نہ آئے گی:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ حرام مال کمائے پھر اس میں سے خدا کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائے گا اور اگر اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا اور اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

صادِق اور امین تاجر کا مقام:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

حلال روزی حاصل کرو:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا۔ اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک اُسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہوسکتی ہے۔ تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال رزق حاصل کرو اور حرام کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (ابن ماجہ)

مُشتبہ چیزوں سے بھی بچنا چاہیے:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو مشتبہ ہیں۔ جو شخص مشتبہ گناہوں سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرأت دکھائے گا تو کھلے ہوئے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں اور جو ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اس کا ممنوعہ علاقہ میں پڑنا بہت زیادہ متوقع ہے۔ (بخاری و مسلم)

رسُول اللّٰہ ﷺ کی نصیحتیں:۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلسل چالیس روز رِزق حلال کھائے اور کسی چیز کی آمیزش نہ ہونے دے خدا تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہے اور اس کے دل میں حکمت اور دانائی کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک روز رسول اکرم ﷺ کی خدمت عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر دعا قبول کرلیا کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

.....حلال خوراک استعمال کیا کرو تا کہ دُعا مستجاب ہو۔

Marfat.com

.....بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا کھانا اور کپڑا حرام ہوتا ہے یہ لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دُعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا کیسے قبول ہو؟۔

..... بیت المقدس میں خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر شب آواز دیتا ہے جو حرام کھاتا ہے خدا تعالیٰ اس کا فرض قبول کرتا ہے نہ سنت۔

.....جس کا گوشت حرام خوراک سے بنا ہو آتش دوزخ اس کے زیادہ لائق ہے۔

..... جو شخص اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ مال کہاں سے آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے بارے میں بھی پروا نہیں کرتا کہ کس جگہ سے اسے دوزخ میں ڈال دے۔

.....عبادت کے دس حصے ہیں اس میں سے نو حصے طلب حلال میں ہیں۔

..... جو شخص تلاش حلال میں تھک کر رات کو گھر آتا ہے اسے سونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور صبح جب وہ اٹھتا ہے تو اللہ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔

.....خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ حرام سے بچتے ہیں مجھے شرم آتی ہے ان سے حساب لوں۔

سلف صالحین اور رزق حلال:۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ہاتھ سے دُودھ پی لیا اور بعد میں آپ کو خیال آیا کہ دودھ حلال طریقہ سے حاصل نہیں کیا گیا۔ انگشتِ مبارک کو حلق میں ڈال کر قے کر دی اور اس قدر خوف اور ڈر پیدا ہوا کہ روح پرواز کرنے کا موقع پیدا ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اس قدر کثرت سے نمازیں پڑھے کہ تیری کمر ٹیڑھی ہو جائے اُس وقت تک بے فائدہ ہے جب تک تو حرام سے پرہیز نہ کرے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی خدا تعالیٰ کا خزانہ ہے۔ اِس کی چابی دُعا ہے اور اس چابی کے دندانے لقمہ حلال ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شبہے کا ایک درہم اس کے مالک کو واپس کر دینا میرے نزدیک ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ سو سال تک اگر تم رزق کی خاطر دوڑ دھوپ اور تگ و دو کرتے رہو اس کے باوجود ایک ذرہ کے قریب بھی تمہارے رزق میں اضافہ نہ ہوگا (یعنی جب تک اللہ تعالیٰ نہ بڑھائے نہیں بڑھ سکتا)۔

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میری روزی میرا مقدر ہے جو مجھے مل کر رہے گی کوئی اسے نہ گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اے بندے اللہ تجھ سے اور تیرے احوال سے غافل نہیں ہے۔ وہ تو ایسا پروردگار عالم ہے کہ کفار، منافقین اور فاسقوں کو بھی رزق دیتا ہے۔ پھر اے مومن، اے اسکی اطاعت کرنے والے وہ تجھے کس طرح فراموش کر سکتا ہے۔

ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ اگر تم اللہ کی عبادت میں محویت اور لطف چاہتے ہو تو خود رزق حلال کما کر کھاؤ۔

﴿شرعی پردہ﴾

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عرب میں پردہ کا رواج نہ تھا۔ عورتیں گھروں سے باہر بلا جھجک بے پردہ ہو کر پھرتی تھیں۔ زیب و زینت کی نمائش عام تھی۔ جہالت کے اس دور میں بعض اوقات طوافِ کعبہ بھی بے پردہ ہو کر کیا جاتا۔ مردوں اور عورتوں میں بے تکلفی عام تھی جس سے بہت سی معاشرتی برائیوں اور اخلاقی بے راہروی نے جنم لے رکھا تھا۔ قرآن کریم نے واضح طور پر اس کی ممانعت اور عورتوں کو باپردہ رہنے کی تلقین کی۔ چنانچہ سورۃ احزاب میں ارشاد ربّانی ہے:

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔

Marfat.com

اسی طرح سورہ احزاب ہی کے رکوع آٹھ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دیگر مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ جب ضرورت پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو اپنے (چہروں) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا لیا کریں۔

﴿پردہ اور فرامینِ رسولِ خُدا ﷺ﴾

رنج و غم میں بھی پردہ:۔ حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی عورت جن کو اُمّ خلّاد رضی اللہ عنہا کہا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ ان کا بیٹا (کسی غزوہ میں) شہید ہوگیا تھا۔ جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟ حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہوگئی ہوں تو کیا اپنی شرم و حیا کھو کر دوسری مصیبت اپنے سر لے لوں؟ (یعنی حیا کا چلا جانا ایسی ہی مصیبت زدہ کر دینے والی چیز ہے جیسے بیٹے کا ختم ہونا)۔ حضرت اُم خلّاد رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ صحابہ میں غم کی شدّت کے باوجود بھی عورتیں چہرے کے ڈھانپ کر رکھتی تھیں اور پردے کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی۔

نابینا صحابی سے پردہ:۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا صحابی) سامنے آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے (چونکہ عبداللہ نابینا تھے اس لئے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ

Marfat.com

نہ کیا اور اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھی رہیں)۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پردہ کرو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ سکتے۔اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (ترمذی۔ابوداؤد)

اس حدیث پاک سے دو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں کہ عورت کو غیر محرم مرد سے پردہ کرنا چاہیے اور دوسرا عورتوں کو بھی نامحرم مردوں کو بے جا نہیں تکتے رہنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کا پردہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں خط تھا اس نے پردہ کے پیچھے سے نبی کریم ﷺ کو اسے پکڑانا چاہا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا فرمایا میں نہیں جانتا یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔اُس نے عرض کی عورت کا آپ ﷺ نے فرمایا اگر عورت ہوتی تو ناخنوں پر مہندی لگاتی۔ (ابوداؤد۔نسائی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابیات حضور ﷺ سے پردہ کے بغیر بات نہیں کرتی تھیں۔ افسوس ہے دور جدید کی بے پردگی پر کہ سروں کو ڈھانپنا بھی گوارا نہیں ہے۔اللہ ہمارے حال پہ رحم فرمائے۔

حالتِ احرام میں بھی پردہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (سفر حج میں) ہمارے قریب سے حاجی لوگ گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں (چونکہ احرام کی حالت میں عورت کو چہرہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لئے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے)۔اس لئے جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گزرتے تو ہم بڑی سی چادر کو سر پر گرا کر چہرے کے سامنے لٹکا لیتے جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم لوگ چہرہ کھول لیتے تھے۔ (ابوداؤد شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حج جیسی عبادت میں بھی نامحرم مردوں سے پردہ کا اہتمام کیا گیا جب کہ عام حالت میں تو اور بھی ضروری ہے کہ پردہ کی پابندی کی جائے۔اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر (مزدلفہ سے منیٰ کو واپس ہوتے ہوئے) حضرت ﷺ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔اسی

Marfat.com

دوران قبیلہ بن خثعم کی ایک عورت (کوئی مسئلہ معلوم کرنے کیلئے) بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت ان کو دیکھنے لگی (چونکہ نظر بازی مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے منع ہے اور حج جیسے موقع پر تو اور بھی اس سے پرہیز کرنا چاہیے)۔ حضور ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا (جس سے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے محفوظ ہو گئے)۔ اس کے بعد اس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ بے شک اللہ کا فریضہ یعنی حج میرے بوڑھے باپ کے ذمہ لازم ہو گیا ہے اور وہ اس قدر بوڑھے اور ضعیف ہیں کہ سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں (باپ کی طرف سے حج کر لو)۔ (بخاری شریف)

صاحبِ قبر سے پردہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اپنے اس گھر میں جس میں رسول اللہ ﷺ دفن ہیں بغیر پردے کے کپڑے اوڑھے داخل ہو جاتی اور کہتی تھی کہ (اس طرح پردے کا اہتمام کئے بغیر جانے میں کچھ حرج نہیں ہے کیوں کہ گھر میں میرے شوہر رسول اللہ ﷺ اور میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تو ہیں۔ ان دونوں سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔ پھر جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے تو میں خدا کی قسم عمر رضی اللہ عنہ سے شرمانے کے باعث اچھی طرح کپڑا لپیٹ کر اس گھر میں داخل ہوتی تھی۔ (احمد)

اس حدیث مبارک یہ ظاہر ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا برزخی زندگی گزارنے والے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے بھی پردہ فرماتی تھیں جب کہ آجکل کے دور میں زندوں سے پردہ کرنا بھی چھوڑا جا رہا ہے۔

لباس پہننے کے باوجود ننگا ہونا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھی ہیں (کیونکہ وہ ابھی موجود نہیں ہیں یعنی ان کا بعد میں ظہور ہوگا)۔ ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح

Marfat.com

کے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی۔ مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر بڑے بڑے اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ ان کی خوشبو سونگھیں گی اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

(مسلم)

آپ ﷺ کا فرمان شائد آج کل کے دور کے لئے ہو کیوں کہ دورِ جدید میں عورتیں لباس کو جسم ڈھانپنے کی بجائے جسم دکھانے کیلئے استعمال کرتی ہیں۔ چست اور باریک لباس کا رواج بے تحاشا بڑھتا جا رہا ہے اور دوپٹہ سر سے غائب ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

سب سے بہتر بات:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لئے کون سی بات بہتر ہے؟ اس پر تمام صحابہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اٹھا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہ وہ غیر مردوں کو دیکھیں اور نہ غیر مرد عورتوں کی طرف دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ جواب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ اس سے بہت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا (کیوں نہ ہو) وہ میری لخت جگر ہیں۔ (دارقطنی)

دیور اور جیٹھ سے بھی پردہ:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عورت کے سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سسرالی رشتہ دار تو موت ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سسرال کے مردوں سے بچنے اور پردہ کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور ان لوگوں کو موت بتا کر یہ سمجھایا ہے کہ ان سے زیادہ پرہیز کرنا چاہیے کیوں کہ سسرالی مردوں

Marfat.com

سے بے تکلفی اور بے پردگی کے سبب ہنسی مذاق اور دِلگی بڑھانی زیادہ آسان ہوتی ہے نسبتاً دوسرے مردوں کے۔

عورت کی نماز:۔ حضرت اُم حمید رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے ساتھ (مسجد میں باجماعت) نماز پڑھنے کی خواہش رکھتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے تم یہ خواہش رکھتی ہو (لیکن اس پر عمل نہ کرنا ہی ٹھیک ہے)۔ گھر کے اندرونی کمرہ میں تمہاری نماز باہر کے کمرے میں پڑھنے سے بہتر ہے (جو صحن سے متصل ہو)۔ اور باہر کے کمرے میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم حویلی (چار دیواری) میں نماز پڑھو۔ اور اپنی حویلی (چار دیواری) میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم قبیلے کی مسجد میں آ کر نماز پڑھو۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت اُم حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے بالکل اندرونی اور آخری حصہ میں جو سب سے اندھیری جگہ تھی نماز پڑھنے کیلئے بنائی تھی اور برابر اس جگہ نماز ادا کرتی رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (وفات پا گئیں)۔ (احمد۔ ابن حبان)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عورت کی وہ نماز افضل ہے جو وہ زیادہ پردہ والی جگہ پر ادا کرے۔

عورت کا خُوشبو لگانا:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے زنا کار ہے۔ (نسائی شریف)

عورت اپنے خاوند کے لئے ہلکی خوشبو لگا سکتی ہے۔ اس کو تیز خوشبو نہیں لگانی چاہیے۔

دِیگر احادیثِ مُبارکہ:۔

(1)..... دیکھنے والے پر اور جس کی طرف نظر گئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر شرعی قصداً دیکھے اور دُوسرا جو قصداً اپنے آپ کو دکھائے۔

(2)..... جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

Marfat.com

(3)..... ایک مرد دوسرے کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری کی ستر کی جگہ دیکھے۔

(4)..... ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اُس کا حال اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ (ابوداؤد)

(5)..... جو شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکے تو بے شک ان کو جائز ہے کہ اس شخص کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔

محرم کسے کہتے ہیں؟:۔ شریعت میں محرم اس شخص کو کہتے ہیں جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے رشتے سے ہو۔ جیسے باپ، چچا، تایا، ماموں، بھائی، بھتیجا، بھانجا، بیٹا وغیرہ۔ خواہ دُودھ کے رشتے سے جیسے رضائی بھائی، رضائی باپ وغیرہ۔ خواہ معاشرت کے رشتے سے یعنی سسرال کے مردوں میں سسر وغیرہ۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو اپنی سالی کا محرم سمجھتے ہیں۔ چونکہ بیوی کے فوت ہونے یا طلاق دینے سے سالی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے اس لئے وہ اس کا ہمیشہ کے لئے محرم نہیں بن سکتا۔

﴿پردہ کے بارے مَدنی پھُول﴾

﴿1﴾..... مردوں اور عورتوں کو اپنی نظروں کو بچا کر رکھنا چاہیے۔ اچانک پڑ جانے والی پہلی نظر معاف ہے جبکہ جان بوجھ کر دوسری نظر ڈالنا منع ہے۔

﴿2﴾..... اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو اور اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کو کھانا مکروہ ہے۔

﴿3﴾..... مرد کا عورت سے ہاتھ ملانا جائز ہے نہ ہی غیر محرم کے جسم کو چھونا۔

﴿4﴾..... کسی بھی نامحرم مرد و عورت کو ایک جگہ تنہائی میں بیٹھنا منع ہے۔

﴿5﴾..... اگر کوئی عورت گھر میں اکیلی رہتی ہو یا اس کا خاوند کہیں گیا ہوا ہو تو اس کے گھر میں جانا منع ہے۔

Marfat.com

﴿6﴾.....عورتوں کو اگر مجبوراً گھر سے باہر نکلنا پڑے تو اسے راستہ کے درمیان میں نہ چلنا چاہیے بلکہ راستہ کے کنارے کنارے چلے۔

﴿7﴾.....عورت اپنے پیر و مرشد سے بھی اس طرح پردہ کرے جیسے دیگر نامحرموں سے کرتی ہے نہ اُس کا ہاتھ چومے اور نہ ہی ہاتھ سر پر پھروائے۔

﴿8﴾.....نامحرموں کے ہاتھوں چوڑیاں پہننا گناہ ہے۔

﴿9﴾.....محارم کے جن اعضا کو دیکھنا جائز ہے انہیں چھونا بھی جائز ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

﴿10﴾.....ایسے باریک کپڑے جن سے جلد کا رنگ چمکتا ہو یا ایسے تنگ کپڑے جن سے جسم کی ساخت نمایاں ہو پہننا جائز نہیں۔

﴿11﴾.....مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جبکہ عورت کے سوائے ہاتھ اور پاؤں کے سارا جسم چھپانا ضروری ہے۔

﴿شانِ حافظِ قرآن رسولِ کریم ﷺ کی زبانی﴾

رحمت کے سائبان تلے:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بھی قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کتاب کی درس و تدریس کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو جائے تو اس پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ ان کو رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اسے جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر خیر کرتا ہے اُن قدسیوں میں جو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (مسلم)

دُعا کی قبُولیت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس

Marfat.com

نے قرآن حفظ کیا اللہ کے ہاں اس کی دُعا قبول ہے۔ اگر اللہ چاہے تو دُنیا میں جلد ہی اس کا ثمر اسے عطا کر دے اور اگر چاہے تو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ کر لے۔ (کنزالعمال)

قُرآن کی سفارش:۔ (i) قرآن کریم قیامت کے روز اللہ سے عرض کرے گا اے میرے اللہ یہ وہ شخص ہے جس نے دُنیا میں مجھ سے محبت کی مجھے یاد کیا اب روزِ قیامت تو اس کی مغفرت فرما۔ اللہ کریم قرآن کی اِس درخواست کو قبول کر کے قاری کی مغفرت کا پروانہ جاری کرے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ii) روزِ محشر قرآن عرض کرے گا اے پروردگار اِس حافظ قرآن کو عزت سے سرفراز فرما۔ پس اسے کرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر عرض کرے گا اے پروردگار مزید اضافہ فرما۔ پس اِس صاحبِ قرآن کو اللہ تعالیٰ کرامت کا لباس پہنائے گا۔ پھر عرض کرے گا اے پروردگار مزید اضافہ فرما۔ اِس سے راضی ہو جا پس اللہ کی رضا سے بڑھ کر تو کوئی انعام نہیں ہے۔ (کنزالعمال)

دوزخ سے نجات:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا رات اور دن طویل ساعتوں میں اِس کے ساتھ قیام کرتا رہا اِس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ اللہ اس کے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دیگا اور اسے معزز اور نیک فرشتوں کا ساتھی بنائے گا۔ (طبرانی)

والدین کی روز محشر تاج پوشی:۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس نے قرآن پاک پڑھا اور اِس کے احکامات پر عمل کیا اللہ اس کے والدین کو روزِ قیامت تاج پہنائے گا جس کی روشنی زیادہ حسین ہوگی سورج کی روشنی سے۔ اس آدمی کے مرتبہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اِس پر عمل کیا ہوگا۔ (ابوداؤد۔ مسند احمد)

حافظ کی تاج پوشی:۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس نے قرآن پڑھا، اسے سیکھا اور عمل کیا اسے قیامت کے روز نور کا تاج پہنایا جائے گا اس کی روشنی چاند کی روشنی کی مانند ہوگی۔ اور اس کے والدین کو دو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کا معاوضہ پوری دُنیا نہیں ہو سکتا وہ دونوں عرض کریں گے کس

Marfat.com

عمل کی وجہ ہمیں یہ پہنائے گئے؟ تو انہیں کہا جائے گا تمہارے بیٹے کے حفظِ قرآن کی بدولت۔

(کنز العمال۔ حاکم)

دس دوزخیوں کو جنت:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا، اسے زبانی یاد کیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام جانا تو پروردگارِ کریم اس کے سبب اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے دس اہل خانہ میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن پر عذابِ ناروا جب ہو چکا ہوگا۔ (مشکوٰۃ۔ ابن ماجہ)

جنت میں اعلیٰ درجات:۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبِ قرآن سے کہا جائیگا قرآن کی تلاوت شروع کرو اور اوپر چڑھنا شروع کرو اور قرآن ترتیل سے پڑھو جیسے دُنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتے تھے یقیناً تمہاری منزل آخری آیت کے پاس ہے جو تم پڑھو گے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

کستوری کے ٹیلے پر:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ تین ایسے خوش نصیب ہوں گے جنہیں قیامت کی ہولناکیاں پریشان نہ کرسکیں گی اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا۔ وہ کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے یہاں تک کہ مخلوق کے حساب سے فراغت ہو جائے۔ ایک وہ آدمی جس نے اللہ کی رضا کے لیے قرآن پڑھا اور پھر اس سے قوم کی امامت کروائی اور وہ قوم اس سے راضی رہی اور دوسرا وہ داعی جس نے نماز کے لئے بلایا اللہ کی رضا کی خاطر اور تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے مالک نیز اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان معاملات کو نہایت عمدگی سے نبھایا۔ (طبرانی)

قبر میں حُسنِ سلوک:۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ جب حافظ قرآن دُنیا سے رُخصت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کے گوشت کو مت کھانا۔ وہ عرض کرتی ہے الٰہی میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جب کہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے۔ (بیہقی)

Marfat.com

شرفِ امامت:۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قوم کی امامت وہ کروائے جو قرآن کا زیادہ قاری ہو۔ (کنز العمال)

اسلام کا علم بردار:۔ حافظ قرآن اسلام کے جھنڈے کو اُٹھانے والا ہے جس نے اس کی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی اور جس نے اُس کی اہانت کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (کنز العمال)

قابلِ رشک لوگ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رشک دو آدمیوں پر ہونا چاہیے۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن کی دولت سے سرفراز فرمایا پس وہ دن رات کی طویل گھڑیوں میں اس کی تلاوت میں مصروف رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ دن رات اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا رہتا ہے۔ (مشکوۃ)

﴿آدابِ تلاوت﴾

﴿1﴾ ..... تلاوت باوضو ہو کر کرنی چاہیے۔

﴿2﴾ ..... تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا چاہیے۔

﴿3﴾ ..... تلاوت کیلئے جگہ، کپڑوں اور جسم کا پاک ہونا ضروری ہے۔

﴿4﴾ ..... تلاوت ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ کی پوری ادائیگی کیساتھ خوش الحانی سے کرنی چاہیے۔

﴿5﴾ ..... تین رات سے کم وقت میں قرآن کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔

﴿6﴾ ..... اگر کوئی پاس نماز پڑھ رہا ہے تو تلاوت اُونچی آواز سے نہیں کرنی چاہیے۔

﴿7﴾ ..... دورانِ تلاوت اگر بات کرنی بہت ضروری ہو تو قرآن پاک کو بند کر کے کریں اور دوبارہ تعوذ اور تسمیہ پڑھنی چاہیے۔

﴿8﴾ ..... تلاوت اتنی کرنی چاہیے جتنی دل چاہے۔ جب دل نہ لگے اور توجہ کم ہو جائے تو تلاوت ختم کر دینی

Marfat.com

چاہیے۔

﴿9﴾.....قرآن پڑھنے سے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں نہیں کہتا کہ الٓم ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حرف ہیں۔ا،ل اورم اس طرح الٓم پڑھنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

﴿10﴾.....حافظ قرآن کیلئے لازم ہے کہ وہ روزانہ پڑھتا رہے تا کہ اُس کو بھول نہ جائے کیوں کہ اس کی مثال ایک اونٹنی جیسی ہے اگر اِس کی حفاظت رکھی جائے تو بندھی رہے گی اور اگر کھول دی جائے تو چلی جائیگی۔

﴿11﴾.....جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے۔

﴿12﴾.....غلط قرآن پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے۔

﴿13﴾.....قرآن کو یاد کر کے اس کو بھلانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

﴿آدابِ دُعا﴾

﴿1﴾.....دُعا مانگنے سے پہلے اللہ کی حمد وثناء کیجئے اور درود شریف پڑھیں اور دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اس طرح اٹھائیں کہ کندھوں سے اوپر نہ ہوں اور ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہو۔

﴿2﴾.....دُعا اخلاصِ نیت سے مانگنی چاہیے۔یعنی اِس یقین کے ساتھ مانگیں کہ آپ جو دُعا مانگ رہے ہیں اُسے اللہ کریم دیکھ اور سن رہا ہے۔

﴿3﴾.....اخلاص کے ساتھ دُعا مانگنے کے لئے قلبی توجہ ضروری ہے۔اگر عادت کے طور پر مانگا اور دھیان کہیں اور ہوا تو بات نہیں بنے گی کیوں کہ خدا غافل دل کی دُعا کو قبول نہیں کرتا۔عربی میں دُعا مانگنے والے کو دُعا کا ترجمہ یا مفہوم آنا چاہیے۔

﴿4﴾.....دُعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت ہے۔

Marfat.com

﴿5﴾ ..... دُعا عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع سے مانگنی چاہیے۔ اگر گریہ وزاری بھی ساتھ ہو تو بہت بہتر ہے کیوں کہ ٹپکتے ہوئے ندامت کے آنسو اللہ کریم کو بہت پسند ہیں۔

﴿6﴾ ..... تہجد کے وقت مانگی گئی دُعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ کیوں کہ یہ وہ وقت ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ رب کریم خود بندوں سے کہتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا جس کا میں سوال پورا کروں۔

﴿7﴾ ..... دُعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

﴿8﴾ ..... اگر کوئی اپنے مومن بھائی کی عدم موجودگی میں کوئی دُعا کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ اور دُعا کرنیوالے کیلئے ایک فرشتہ اس کی دُعا پر آمین کہتا ہے۔

﴿9﴾ ..... بددُعا کرنا خلاف سنت ہے خاص کر اپنی اولاد کیلئے بددُعا کرنا اچھا نہیں کیونکہ بعض دفعہ دُعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

﴿مسنُونہ دُعائیں﴾

﴿1﴾ کھانا کھانے سے پہلے کی دُعا:

''بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ''۔

(ترجمہ: اللہ کا نام لے کر اُس کی برکت سے کھانا کھاتا ہوں۔)

اگر بسم اللّٰہ بھول جائے تو:

''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہ''

(ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں کھانے کے اوّل بھی اور آخر بھی)۔

Marfat.com

﴿2﴾کھانا کھانے کے بعد کی دُعا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''۔

(ترجمہ: اُس اللہ کی سب تعریف ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔

کسی کے گھر کھانے کی دُعا:

''اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاَسْقِ مَنْ سَقَانِیْ''

(ترجمہ: اے اللہ اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا)۔

﴿3﴾پانی پینے سے پہلے کی دُعا:

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ''۔

(ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)۔

﴿4﴾پانی پینے کے بعد کی دُعا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔

(ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)۔

﴿5﴾بیت الخلاء میں جانے کی دُعا:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثْ''

(ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تکلیف دینے والے نر اور مادہ شیطانوں اور جنوں سے)۔

﴿6﴾بیت الخلاء سے باہر آنے کی دُعا:

''غُفْرَانَكَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ''

(ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے میری تکلیف دور کی اور عافیت بخشی)۔

﴿7﴾وُضو کے بعد کی دُعائیں:

Marfat.com

(i) ''اَشهدُ اَنْ لَّا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ''

(ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)۔

(ii) ''اَللّٰھُمَّ ا جْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ''

ترجمہ: اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں میں سے کر دے)۔

8 گھر میں داخل ہونے کی دُعا:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبَّنَا تَوَکَّلْنَا''

(ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوالی ہوں گھر کے اندر آنے اور باہر جانے کی خیر و برکت کا۔ ہم اللہ کے نام سے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں)۔

9 گھر سے باہر نکلنے کی دُعا:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ○

(ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور نہیں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

10 مسجد میں داخل ہونے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

(ترجمہ: اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)۔

11 مسجد سے باہر نکلنے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

(اے اللہ میں تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوالی ہوں)۔

Marfat.com

﴿12﴾سونے سے پہلے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ۔

(ترجمہ: الٰہی تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا)۔

﴿13﴾سو کر اُٹھنے کے بعد کی دُعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَا تَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

(ترجمہ: اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

﴿14﴾لباس پہننے کی دُعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَآاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔

(ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ کو لباس پہنایا کہ میں اس سے ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں)۔

﴿15﴾ آئینہ دیکھنے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔

(ترجمہ: اے اللہ تو نے میری صورت کو اچھا بنایا ہے تو میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے)

﴿16﴾بازار میں داخل ہونے کی دُعا:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِیْكَ لَـهٗ لَـهُ الْـمُـلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّایَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں تمام ملک بھی اس کا ہے اسکے لیے تمام تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اسی کے ہاتھ ہر طرح کی خیر وخوبی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے)۔

Marfat.com

﴿17﴾سواری پر بیٹھنے کی دُعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط

(ترجمہ: شکر ہے اللہ کا پاک ہے وہ جس نے اِس (سواری) کو ہمارے قبضہ میں کیا ورنہ ہم اِس کو قابو کرنے والے نہیں تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

﴿18﴾سفر کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّا حِبُ فِی السَّفْرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی لْاَهْلِ ۔

(ترجمہ: اے اللہ تو ہی اس سفر میں میرا ساتھی ہے اور میرے خاندان کا تو ہی نگہبان ہے)۔

﴿19﴾بے چینی اور بیقراری کی دُعائیں:

(i) یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔

(ترجمہ اے زندہ وجاوید اے قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں)۔

(ii)لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰا لِمِیْنَ۔

(ترجمہ: تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پاک ہے بیشک میں ہی اپنے اوپر ظلم کرنیوالوں سے ہوں)۔

(iii)اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ كَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْكَ۔

(ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ہر گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں)۔

﴿20﴾مُصیبت کے وقت کی دُعائیں:

(i)اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰاجِعُوْنَ ۔

(ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں)۔

(ii)اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَاَجِرْ نِیْ فِیْهَا وَاَبْدِلْنِیْ مِنْهَا خَیْرًاO

Marfat.com

(ترجمہ: اے اللہ میں اپنی اس مصیبت میں تجھ سے ثواب کا طلبگار ہوں۔ اجر دے مجھے اس میں اور بدلہ دے بہتر اس کا)۔

﴿21﴾قرض سے چھٹکارے اور کشادگی رزق کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۔

(ترجمہ: اے اللہ تو مجھے حلال رزق عطا کر دے، حرام سے بچا دے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل وکرم کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔

﴿22﴾غم و فکر سے نجات کیلئے دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّ جَالَ۔

(ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل اور بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے)۔

﴿23﴾رزق و مال میں برکت کی دُعا:

لَا حَوْ لَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ۔

(ترجمہ: نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے اور نہ فائدہ حاصل کرنی کی مگر اللہ کے سوا اور نہیں ہے جائے پناہ اور نہ ہی جائے نجات مگر اللہ کے سوا)۔

﴿24﴾بیمار پُرسی کی دُعا:

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شَفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

(ترجمہ: اے مخلوق کے رب دور کر تکلیف اور شفا دے کہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا مگر

Marfat.com

آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ رہے)۔

﴿25﴾ نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(ترجمہ: اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ ہمیشہ رہنے والا اور اُسی کی طرف توبہ کرتا ہوں)۔

﴿26﴾ قبروں کی زیارت کے وقت کی دُعا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔

(ترجمہ: اے ان گھروں کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے پاس یقیناً پہنچنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت چاہتے ہیں)۔

Marfat.com

فہرست امدادی کتب

	نام کتاب	مُصنّف
۱	کیمیائے سعادت	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲	موت کا مزہ	علامہ عالم فقری
۳	موت کا منظر	خواجہ سلام
۴	قبر کی پہلی رات	صوفی محمد اسمٰعیل
۵	قبر میں کیا ہوگا	صوفی خادم حسین چشتی
۶	تنبیہ الغافلین	نصر بن محمد بن ابراہیم
۷	قاطعِ لذات	مولانا محمد الیاس قادری
۸	گناہوں سے بچیئے	عالم فقری
۹	رسائلِ عطاریہ	مولانا الیاس عطار قادری
۱۰	حقوق العباد	علامہ عالم فقری
۱۱	ہمارا اخلاق	علامہ عالم فقری
۱۲	اخلاقِ حسنہ	علامہ عالم فقری
۱۳	خزینہ اخلاق	علامہ عالم فقری
۱۴	اخلاقِ نبوی ﷺ	علامہ عالم فقری
۱۵	اخلاقِ رسول ﷺ	سیارو ڈائجسٹ
۱۶	اخلاقِ پیمبری	علامہ طالب ہاشمی
۱۷	اللہ میری توبہ	علامہ عالم فقری
۱۸	پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں	علامہ عالم فقری
۱۹	تزکیۃ القلوب	علامہ عالم فقری
۲۰	اللہ سے دوستی	علامہ عالم فقری
۲۱	منازل والایت	علامہ عالم فقری
۲۲	اللہ کا فقیہ	علامہ عالم فقری
۲۳	فرمان رسول ﷺ	سیارہ ڈائجسٹ
۲۴	ضیاء النبی ﷺ	پیر محمد کرم شاہ الازہری
۲۵	سیرت رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۲۶	سیرت مصطفی ﷺ	علامہ عبدالمصطفی اعظمی
۲۷	سیرتِ رسول عربی ﷺ	علامہ نور بخش توکلی
۲۸	سُنی بہشتی زیور	علامہ عالم فقری
۲۹	سُنی بہشتی زیور	مولانا خلیل احمد برکاتی
۳۰	احکامِ نماز	علامہ عالم فقری
۳۱	نماز کی سب سے بڑی کتاب	مولانا سید نذیر الحق
۳۲	فیضانِ سنت	مولانا محمد الیاس عطار قادری
۳۳	آدابِ سنت	علامہ عالم فقری
۳۴	اخلاص وللّٰہیت	علامہ کریم سلطانی
۳۵	شانِ حافظ قرآن	علامہ کریم سلطانی
۳۶	شرعی پردہ	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
۳۷	شرعی پردہ کی اہمیت	

Marfat.com

Marfat.com